

مردوں کی مثالی زندگی

کے درخشاں پہلو

تالیف

مولانا محمد ہارون معاویہ

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

خطیب جامع مسجد سرورِ کونینؐ

دار الاشاعت کراچی

www.besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

مردوں کی مثالی زندگی
کے درخشاں پہلو

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

مردوں کی مثالی زندگی کے درخشاں پہلو

تالیف

مولانا محمد ہارون معاویہ

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
خطیب جامع مسجد سرورِ کونین

دارُالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی

طباعت : اپریل ۲۰۰۶ء

ضخامت : 600 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Azhar Academy Ltd.
At Continenta (London) Ltd.
Cooks Road, London E15 2PW

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

besturdubooks.wordpress.com

اجمالی خاکہ

(مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی باب)

تلک عشرۃ کاملہ

besturdubooks.wordpress.com

اجمالی فہرست

پہلا باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی آیات

دوسرا باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے حضور ﷺ کے دس مثالی ارشادات

besturdubooks.wordpress.com

تیسرا باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے اکابرین کے دس مثالی بیانات

چوتھا باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی ہدایات

besturdubooks.wordpress.com

پانچواں باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی معمولات

besturdubooks.wordpress.com

چھٹا باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے مثالی مردوں کے دس مثالی واقعات

ساتواں باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے مثالی مردوں کی دس مثالی کرامات

besturdubooks.wordpress.com

آٹھواں باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے اکابرین کے دس مثالی ملفوظات

نواں باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی اوصاف

besturdubooks.wordpress.com

دسواں باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس آئیڈیل شخصیات

تلک عشرۃ کاملہ

besturdubooks.wordpress.com

تفصیلی فہرست

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

دوسرا باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے حضور ﷺ کے دس مثالی ارشادات

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

تیسرا باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی بیانات

besturdubooks.wordpress.com

چوتھا باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی ہدایات

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

پانچواں باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی معمولات

besturdubooks.wordpress.com

چھٹا باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے مثالی مردوں کے دس مثالی واقعات

ساتواں باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے مثالی مردوں کی دس مثالی کرامات

besturdubooks.wordpress.com

آٹھواں باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے اکابرین کے دس مثالی ملفوظات

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

نواں باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی اوصاف

besturdubooks.wordpress.com

دسواں باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس آئیڈیل شخصیات

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس کتاب کا انتساب اپنے مشفق و مربی اور قابل ذی وقار
دادا محترم جناب علی شیر کرنالوی مرحومؒ کے نام کرتا ہوں کہ جنکی
شفقت و تربیت اور خصوصی محبت میرے بچپن کا ایک سنہری باب ہے
جنکی دعاؤں کی بدولت آج میں کچھ لکھنے کے قابل ہوا
جنکی زندگی فنافی التبلیغ تھی
جنہوں نے ہجرتِ پاکستان کے بعد زندگی کے
اکثر شب و روز رائے ونڈ مرکز کے دامن میں گزارے
اللہ تعالیٰ ان کی تبلیغی سرگرمیوں کو قبول و منظور فرمائے
خدا وحدہٗ لاشریک انکی مرقد پر کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے
آمین یارب العٰلمین۔

محمد ھارون معاویہ

besturdubooks.wordpress.com

﴿عرضِ مؤلف﴾

اسلام نام ہے ایک دین کا اور دین اس نظام حیات کو کہتے ہیں جو انسانی زندگی سے متعلق تمام پہلوؤں کے بارے میں اپنے اصول وقوانین اور تعلیمات وہدایات رکھتا ہو۔ اور یہ سہرا واقعی دینِ اسلام کے سر ہی ہے کہ مرد ہو یا عورت اس کی زندگی کے بارے میں کوئی بھی پہلو ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں یہ نظام حیات اس کی عزت کی بلندی کے قوانین نہ رکھتا ہو اور وہ تمام قوانین محض کوئی زبردستی نفاذ یا ٹھونسے جانے کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ وہ عین عقل اور فطرت کے مطابق ہیں۔ اگر دین اسلام دین حیات کا نام ہے تو سوچنے کی بات یہ ہے کہ کس کی حیات؟ لازمی جواب یہ ہے کہ انسانی حیات...... اب صاف واضح حقیقت ہے کہ انسانی حیات سے صرف عقائد، چند فرض وعبادات، چند اخلاقی اقدار ہی تعلق نہیں رکھتیں بلکہ انسانی حیات سے مذہب، عبادات، اخلاقیات، سیاسیات، معاشیات، معاشرت، تعلیم وتحقیق وسائنس اور آخرت یہ تمام پہلو اور شعبے تعلق رکھتے ہیں اور ان سب کے بارے میں اصول وقوانین کے مجموعے کا نام اسلام ہے۔ اور ہمارا یہ اسلام پیدائش سے لے کر موت تک کی زندگی کے تمام ادوار میں اور انسان کی تمام حیثیتوں میں اس کے لئے مشعل راہ ہے، یہ ایک طرف ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہم اپنی زندگی کیسے گزاریں، زندگی میں نیک اعمال اور عبادات کی کیا جگہ ہے۔ اور دوسری طرف یہ ہمیں معاشرتی زندگی میں اپنے فرائض کے بارے میں ہماری مکمل رہنمائی کرتا ہے۔

محترم قارئین! زیرِ نظر کتاب "مردوں کی مثالی زندگی کے درخشاں پہلو" آپ کے ہاتھوں میں ہے، جس میں ہم نے اسلام کی واضح ہدایات واحکامات کی روشنی میں اپنے قابل احترام مسلمان بھائیوں کے لئے مثالی زندگی کا ایک لائحہ عمل مرتب کیا ہے۔

اس کتاب کو ہم نے دس ابواب پر مرتب کیا ہے اور ہر باب میں دس دس چیزیں رکھی ہیں یوں ہماری اس کتاب میں آپ کو سو قابل عمل اور مثالی چیزیں ملیں گی۔ مثلاً پہلے باب میں دس مثالی آیات ہیں یعنی دس وہ خاص خاص آیات کہ جن میں ہماری زندگی کی فوز وفلاح مضمر ہے، دوسرے باب میں حضور ﷺ کے دس ارشادات ہیں یقیناً یہ دس ارشادات بھی ہماری ترقی اور کامیابی کا ذریعہ ہیں، تیسرے باب میں اکابرین امت کے دس خاص بیانات ہیں یعنی وہ بیانات جو ہمارے اکابرین نے عصر حاضر کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ارشاد فرمائے، چوتھے باب میں دس مثالی ہدایات ہیں کہ جن پر عمل کرنا ہمارے لئے لازمی اور ناگزیر ہے۔

اور اسی طرح پانچویں باب میں دس مثالی معمولات ہیں جو ہماری زندگی کی پریشانیوں کو دور

besturdubooks.wordpress.com

کرنے کے لئے مشعل راہ ہیں یعنی جنکے ذریعے ہم بہت سے دُکھوں، بے چینیوں اور مصائب سے نجات حاصل کرسکتے ہیں، چھٹے باب میں مثالی مردوں کے دس مثالی واقعات ہیں یعنی اُن مثالی مردوں کے واقعات جو یقیناً ہمارے لئے آئیڈیل کی حیثیت رکھتے ہیں، ساتویں باب میں مثالی مردوں کی دس مثالی کرامات ہیں کہ جنہیں اللہ کی محبت نصیب ہوئی اور پھر اسی اللہ کی محبت کے نتیجے میں اُن سے کرامات کا ظہور ہوا یقیناً اِن کرامات میں ہمارے لئے سبق ہے، آٹھویں باب میں اکابرین اسلام کے دس مثالی ملفوظات ہیں یعنی دس اکابرین میں سے ہر ایک کے دس دس ملفوظات کو جمع کیا گیا ہے، بے شک اِن ملفوظات میں سے ایک ایک ملفوظ میرے اور آپ کے لئے مشعلِ راہ ہے، نویں باب میں دس مثالی اوصاف ہیں یعنی وہ اوصاف کہ جن کے بغیر ہماری زندگی ادھوری ہے، ان میں سے ہر ہر وصف کو اپنانا ہمارے لئے لازمی اور ناگزیر ہے، اور اسی طرح ہماری کتاب کے دسویں اور آخری باب میں دس آئیڈیل شخصیات کا ذکر خیر ہے، اس باب میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ ہمیں اپنے لئے آئیڈیل کن شخصیات کو چننا چاہئے یقیناً اس باب کے مطالعے کے بعد آپ اقرار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ بے شک آئیڈیل شخصیات ایسی ہی ہونی چاہئیں نہ کہ وہ، جنہیں نہ دنیا کا پتہ نہ آخرت کا، جنہیں نہ اپنے خالق کی پہچان اور نہ دنیا میں آنے کے مقصد کا علم ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن آئیڈیل شخصیات کی طرح مثالی زندگی عطا فرمائے آمین ۔

بہر حال اس طرح ان دس ابواب میں سو بہترین چیزیں آپ کے لئے یکجا کردی گئی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

آخر میں ضروری ہے شکریہ ادا کروں ان تمام احباب کا کہ جنہوں نے دامے درمے سخنے قلمے کسی بھی طرح میرا تعاون کیا۔ خصوصاً میرے برادر اور دوست ''مکتبہ یوسفیہ میرپور خاص'' کے مالک جناب مولانا محمد یوسف کھوکھر صاحب کہ جن کا تعاون اگر میرے ساتھ نہ ہوتا تو شاید اس قدر جلد یہ کتاب آپکے ہاتھوں تک نہ پہنچتی، کیونکہ ایک کتاب سے لے کر سو کتابوں تک کی بھی اگر مجھے ضرورت پڑی تو انہوں نے کسی بھی طرح منگوا کر لازمی مجھے فراہم کی، یقیناً یہ ان کا میرے ساتھ بہت بڑا تعاون ہے، جس کے لئے میں ان کا دل سے شکر گزار ہوں ۔ اللہ تعالیٰ ان سمیت میرے تمام معاونین کو دونوں جہانوں کی خوشیاں نصیب فرمائے ۔ آمین ۔

آخر میں ایک گزارش تمام قارئین اور تمام قاریات سے بھی، کہ وہ مجھے، میرے والدین، میرے اساتذہ اور میرے معاونین خصوصاً میری اہلیہ، میری بھتیجی (بنتِ خوشی محمد کرنالوی) اور میرے چھوٹے بھائی محمد عابد کو اپنی دعاؤں میں خصوصی طور پر یاد رکھیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔ آمین ۔

والسلام : محمد ہارون معاویہ فاضل: جامعہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی ساکن: میرپور خاص سندھ

besturdubooks.wordpress.com

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی ابواب

قابل احترام بھائیو! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ دور پُر خطر دور ہے، جہاں قدم قدم پر پُر خار راستے ہیں اور ہر طرف نئی نئی سازشیں جنم لے رہی ہیں، خصوصاً اسلام اور اسلام پر چلنے والوں کے خلاف نہ جانے کتنی مشینریاں دن رات متحرک ہیں کہ کسی بھی طرح آج کا مسلمان اسلامی تہذیب وتمدن کو چھوڑ کر مغرب کی تہذیب کے پیچھے چلتا رہے، تاکہ آنے والی ان کی نسلیں مغرب والوں کی غلام بن کر رہ جائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج مشینری کا دور دورہ ہے...... سائنس کی چکا چوند ہے...... دنیا کی ترقی اپنے شباب پر ہے...... ابن آدم رفعتوں کے زینوں کو عبور کرنے میں دن رات کوشاں ہے...... دنیاں کے ہم ہے عیش ونشاط کے سب زمزمے عروج پر ہیں، سائنس نے زمین کی وسعتوں کو انسان کے لئے سمیٹ کر رکھ دیا ہے، ذرائع ابلاغ روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتے چلے جا رہے ہیں، میڈیا دنیا پر چھا چکا ہے، اور میڈیا پر طاغوتی قوتیں چھا چکی ہیں، سماج پر مغرب کی گھٹا ٹوپ چھاپ ہے، جس سے مسلم وغیر مسلم سب کی آنکھیں خیراں ہو چکی ہین، اور یوں ہمارا معاشرہ پستیوں کو چھو رہا ہے، ذرائع ابلاغ کی اس دوڑ میں دین دشمن قوتوں نے اپنے خونی پنجے گاڑ رکھے ہیں، الیکٹرونک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا ہو سب پر استعماری قوتیں براجمان ہیں، چند منٹوں میں امت مسلمہ کے مابین تفرقہ ڈالنا انکا طرہ امتیاز ہے۔

آج مغربی میڈیا اسلام کے خلاف زہر اگلنے میں دن رات مصروف عمل ہے نوجوان اسلام کی ذہنیت سے اسلام کی محبت نچوڑ کر کفریہ عقائد کو پھیلایا جا رہا ہے، این جی اوز کے نام سے خیر سگالی اور ہمدردی کی آڑ میں دین دشمن قوتیں مار آستین بنی ہوئی ہیں اور آج آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک مل کر سودی نظام کے تحت مسلم ممالک کو معاشی بدحالی کا شکار کر رہے ہیں مزید ٹی وی، وی سی آر، ڈش اور کیبل سسٹم کے ذریعے گھر گھر گندگی کا ایسا ڈھیر لادا جا رہا ہے، جس کے نتیجے میں

besturdubooks.wordpress.com

مسلم امہ کے مابین ہر نوع کی برائی وبائے عام کی طرح پھیل رہی ہے، اخلاق کا دامن تار تار ہو رہا ہے حیا سر پیٹ رہی ہے، شرافت آنسو بہا رہی ہے، انسانیت گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھروں میں غلطاں ہے، حمیت مذہبی غیرت جو کل تک مسلم جوانوں کے قلوب واذہان میں انگڑائیاں لے رہی تھی اب ان آلات کی وجہ سے ان کا جنازہ نکل رہا ہے۔

یورپی سامراج نے ہم پر جو کافرانہ نظام تعلیم مسلط کیا ہے اس سے بوستانِ اخلاق وشرافت کی جڑیں کھوکھلی ہو کر رہ گئی ہیں...... چوری ڈاکہ قتل وغارت گری پست حرکات، عصمت فروشی اور اخلاقی زبوں حالی، خواہشات نفسانی وجنسی جزبات کی بے حیائی کی گرم بازاری، رنگ رلیوں کی فراوانی، رقص وسرور کی ارزانی، غرض کہ وہ کون سی برائیاں اور قباحتیں ہیں جو آج مغربی میڈیا اور ان کے نافذ کردہ نظام معاشرت سے ہمارے معاشروں میں جنم نہ لے رہی ہوں۔

ہم بقائمی ہوش وحواس یہ کہہ سکتے ہیں کہ یورپ مسلمانوں کو کسی بھی نصب العین اور پاکیزہ مشن کے لئے قربانی دینے کے ہر جزبے سے محروم رکھنا چاہتا ہے نوجوانانِ اسلام کا جہاد فی سبیل اللہ کے جزبے سے سرشار ہونا کفر کے لئے ایٹم بم سے بھی زیادہ طاقت ور ہے، اس لئے یہ ہر ممکن وغیر ممکن جائز وناجائز حربے استعمال کر کے امت مسلمہ کو جزبہ جہاد سے دور رکھ کر ضلالت وگمراہی کی اندھیر نگری میں گرانا چاہتے ہیں۔

ان خونچکاں حالات میں علماء کرام، مسلم زعماء، مسلم اسکالر، اور مفکرین حضرات خصوصاً اصحاب قلم اور صحافت سے تعلق رکھنے والے احباب کا فرض بنتا ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر امت مسلمہ کی اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو سنبھالا دیں اور عالمی میڈیا کو استعمال کر کے اسلامی افکار اور اسلامی تہذیب وکلچر کا سارے عالم میں پرچار کریں۔

چناچہ اسی جزبے کے تحت ہم نے یہ کتاب بنام "مردوں کی مثالی زندگی کے ددخشاں پہلو" مرتب کی ہے، تا کہ آج ہمارے مسلمان بھائیوں کی زندگی مغربی تہذیب کے ہاتھوں تباہ ہونے کے بجائے کامیاب وکامران ہو سکے، یقیناً اسلامی تعلیمات ہی ہمیں اس خونچکاں منجدھار سے نکال سکتی ہیں، جو کہ ہمارے لئے سرمایہ حیات اور دین اور دنیا کی کامیابی کا ذریعہ ہیں، اگر آج بھی مسلمان ان اسلامی تعلیمات کو دل وجان سے قبول کر لے تو وہ اپنی گم شدہ دولت وعظمت حاصل

besturdubooks.wordpress.com

کر سکتا ہے، آپ کے ہاتھوں میں موجود اس کتاب میں ہم نے اسلامی تعلیمات ہی کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے قرآن وحدیث سے لے کر اکابرین اسلام کے تاریخی واصلاحی بیانات اور واقعات وکرامات تک، اسی طرح خاص خاص ہدایات سے لیکر مثالی اوصاف تک اور آخر میں کچھ آئیڈیل شخصیات کا بھی ذکر کیا ہے کہ جنکی زندگی ہمارے لئے آئیڈیل اور مشعل راہ ہے، چنانچہ اس کتاب کو ہم دس مثالی ابواب پر مرتب کر رہے ہیں جو درج ذیل ترتیب کے مطابق ہوں گے۔

پہلا باب..........................مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی آیات

دوسرا باب..........................مردوں کی مثالی زندگی کے لئے حضور کے دس مثالی ارشادات

تیسرا باب..........................مردوں کی مثالی زندگی کے لئے اکابرین کے دس مثالی بیانات

چوتھا باب..........................مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی ہدایات

پانچواں باب..........................مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی معمولات

چھٹا باب..........................مردوں کی مثالی زندگی کے لئے مثالی مردوں کے دس مثالی واقعات

ساتواں باب..........................مردوں کی مثالی زندگی کے لئے مثالی مردوں کی دس مثالی کرامات

آٹھواں باب..........................مردوں کی مثالی زندگی کے لئے اکابرین کے دس مثالی ملفوظات

نواں باب..........................مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی اوصاف

دسواں باب..........................مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس آئیڈیل شخصیات

تلک عشرة كاملة



besturdubooks.wordpress.com

پہلا باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی آیات

قابل احترام بھائیو! یہ باب ہماری کتاب ''مردوں کی مثالی زندگی کے درخشاں پہلو'' کا پہلا باب ہے، اس میں ہم نے مردوں کی رہنمائی ورہبری کے لئے دس مثالی آیات کورقم کیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اہل اسلام کواللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم کی صورت میں ایسا نسخہ کیمیا عطا فرمایا ہے جس پرعمل کرنے سے ملت اسلامیہ کوتمام جسمانی اور روحانی امراض سے شفا حاصل ہوسکتی ہے۔ مگرافسوس صدا افسوس کہ یہ ملت اپنے دکھ درد کے مداوا کے لئے ان قوموں کے سامنے دستِ سوال دراز کررہی ہے جوروحانی اوراخلاقی امراض کے بحرِ عمیق میں سراپا غرق ہیں، اوراس سے نکلنے کے لئے ہاتھ پاؤں ماررہی ہیں، اپنی سنہری تہذیب سے دست برادر ہوکرمسلمانوں نے شیطانی تہذیب کا قلادہ پہن رکھا ہے۔

اس باب میں قرآن وسنت کی روشنی میں مسلمان مردوں کی حقیقی ترقی کے لئے ایسے دلائل وبراہین اوراسباب موجود ہیں۔ جنہیں عمل میں لاکر مسلمان مرد دنیا میں عزت ووقاراورآخرت میں فوز وفلاح حاصل کرسکتا ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن ہماری فوز وفلاح کا ذریعہ ہے،اس قرآن کی وابستگی سے ہی ہماری دنیا وآخرت سنور سکتی ہے،تاریخ گواہ ہے جبتک امت مسلمہ نے قرآن کے دامن کوتھامے رکھا، اس وقت تک یہ سربلند رہےاورساری دنیا میں ان کی عظمت کا ڈنکا بجتارہااور جب امت نے قرآن کی تعلیمات کوبھلایا،تو یہ امت قعرِ مذلت میں گرتی چلی گئی، آج بھی اگر یہ امت اس قرآن کی دولت کواپنے گلے لگالےتو سربلند ہوسکتی ہے، چنانچہ اس لئے ہم نے اپنی کتاب کا آغاز ہی قرآنی تعلیمات سے کیا ہے۔

اس باب میں ہم نے دس آیتوں کا انتخاب کیا ہے جس میں سے ہر ہر آیت ہمارے

besturdubooks.wordpress.com

دکھوں، غموں، پریشانیوں، ستم ظریفیوں اور مصیبتوں کا مداوا بن سکتی ہے۔

مثلاً! پہلی آیت میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم ہے اور یہ کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کی اہمیت وفضیلت اور ترغیب کو مفسرین کے کلام کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ دوسری آیت میں مؤمن کی مخصوص صفات کا ذکر ہے، تیسری آیت میں اقامت صلوٰۃ کا ذکر ہے، چوتھی آیت میں ہماری زندگی کی مکمل فلاح کا نسخہ اکسیر پیش کیا گیا ہے، پانچویں آیت میں اپنی محبوب چیز کے ذریعے نیکی کا کمال حاصل کرنے کی ترغیب ہے، چھٹی آیت میں درود وسلام کا حکم ہے کہ اپنے نبی کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کی کس قدر تاکید اور ترغیب ہے۔ ساتویں آیت میں ناحق مال کھانے کی ممانعت ہے یعنی کسی کمزور کے مال کو زبردستی اور ناحق طریقے سے کھانا، اس کے متعلق اللہ کی طرف سے ممانت کا ذکر ہے آٹھویں آیت میں بدنظری سے بچنے کا حکم ہے کیونکہ بدنظری زہر قاتل کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے اس سے بچنا فرض عین سمجھنا چاہیے، نویں آیت میں جھگڑوں سے بچنے اور آپس میں صلح کرانے کا حکم ہے کہ جھگڑوں کا نقصان لامتناہی ہے، ان جھگڑوں کا شکار ہوکر خاندان کے خاندان اُجڑ جاتے ہیں اس لئے قرآن کریم میں ان سے بچنے کا تاکید سے حکم فرمایا گیا، دسویں آیت میں توبہ کی ترغیب اور اس پر انعام کا ذکر ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام میں توبہ کی بڑی ترغیب آئی ہے اور یہ ہماری ایک بہت بڑی ضرورت ہے اس لئے ہم نے توبہ کے متعلق اس آیت اور اس کی تفسیر کو اپنی کتاب میں شامل کیا اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بہرحال اس باب کی یہ دس آیتوں کا مختصر سا خاکہ ہے، علاوہ ازیں اب آپ تفصیل سے آنے والے صفحات میں ان آیتوں کی تفسیر کو ملاحظہ فرمائیں گے، جنہیں ہم نے مستند تفاسیر سے مطالعہ کرکے لکھا ہے، کوشش کی ہے کہ آیتوں کی تفسیر میں اپنی طرف سے کوئی بات نہ بڑھائیں بلکہ من وعن جس طرح ہمارے اکابرین نے تفسیر لکھی ہے وہی نقل کردی جائے تاکہ مقصد بھی حاصل ہوجائے اور اکابرین کی تفاسیر کی نورانیت بھی برقرار رہے، لیجئے محترم مسلمان بھائیو اور دوستو! اب آپ پہلی آیت سے پڑھنا شروع کیجئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

besturdubooks.wordpress.com

پہلی آیت

اللہ اور اسکے رسولؐ کی اطاعت کا حکم

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ. وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ.

ترجمہ:۔ اور حکم مانو اللہ کا اور اسکے رسولؐ کا تا کہ تم پر رحم ہو اور دوڑو بخشش کی طرف اپنے رب کی اور جنت کی طرف جس کا عرض ہے آسمان اور زمین تیار ہوئی واسطے پرہیز گاروں کے۔

تفسیر.... آیت مذکورہ میں دو مسئلے زیادہ اہم ہیں، اول پہلی آیت کا مضمون جس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کیساتھ رسول ﷺ کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے، اس میں یہ بات قابل غور ہے کہ اگر رسول کی اطاعت بعینہ اللہ تعالیٰ کی اور اس کی بھیجی ہوئی کتاب ''قرآن'' کی اطاعت کا نام ہے تو پھر اس کے علیحدہ بیان کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے، اور ان دونوں میں کچھ فرق ہے تو کیا ہے؟

دوسری بات جو ہمیشہ یاد رکھنے اور اپنی عملی زندگی کا قبلہ بنانے کے قابل ہے وہ وہ صفات اور علامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول اور پرہیز گار بندوں کیلئے ان آیات میں بتلا کر یہ واضح فرما دیا ہے کہ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت محض زبانی جمع خرچ سے نہیں ہوتی بلکہ اطاعت گزاروں کے کچھ صفات اور حالات ہوتے ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔

رسولؐ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ سے الگ کر کے بیان کرنیکی حکمت

پہلا مسئلہ اس طرح بیان فرمایا: وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ.

یعنی اللہ اور اسکے رسولؐ کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس میں رحمت خداوندی کیلئے جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو ضروری اور لازم قرار دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو بھی لازم اور ضروری قرار دیا ہے، اور یہ پھر صرف اسی آیت

besturdubooks.wordpress.com

میں نہیں بلکہ پورے قرآن میں بار بار اسکا تکرار اسی طرح ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم ہوتا ہے وہیں اطاعت رسول کا بھی ذکر مستقلاً ہے، قرآن حکیم یہ متواتر اور مسلسل ارشادات ایک انسان کو اسلام اور ایمان کے بنیادی اصول کی طرف متوجہ کرر ہے ہیں کہ ایمان کا پہلا جز خدائے تعالیٰ کا وجود، اس کی وحدانیت اور اس کی بندگی اور اس کی اطاعت کا اقرار کرنا ہے، تو دوسرا جز ''رسولؐ'' کی تصدیق اور اس کی اطاعت ہے۔ اب یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ قرآن کریم کے ارشادات سے یہ بھی ثابت ہے کہ ''رسول کریمؐ'' جو کچھ فرماتے ہیں وہ سب باذن خداوندی ہوتا ہے، اپنی طرف سے کچھ نہیں ہوتا، قرآن کریم کا ارشاد ہے: ''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى''۔

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بولتے ہیں وہ خود اپنی خواہش سے نہیں کہتے، بلکہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ اس کا حاصل تو یہ ہوا کہ ''رسول'' کی اطاعت بعینہٖ خدا تعالیٰ کی ہی اطاعت ہوتی ہے، اس سے الگ کوئی چیز نہیں، سورۃ نساء آیت ۸۰ میں خود قرآن نے بھی ان الفاظ میں اس کو واضح فرما دیا: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ. ''یعنی جس نے اطاعت کی رسول کی اس نے اطاعت کی اللہ کی''۔

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر ان دونوں اطاعتوں کو الگ الگ بیان کرنے میں کیا فائدہ ہے؟ خصوصاً اس التزام اور اہتمام کیساتھ کہ پورے پورے قرآن کریم میں یہی عادت مستمرہ ہے کہ دونوں اطاعتوں کا ساتھ ساتھ حکم دیا جاتا ہے۔

راز اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کیلئے ایک کتاب بھیجی، اور ایک کتاب رسولؐ، رسولؐ کے ذمہ یہ کام لگائے گئے، اول یہ کہ وہ قرآن کریم کی آیت ٹھیک اسی صورت اور لب ولہجہ کیساتھ لوگوں کو پہنچادیں جس صورت سے وہ نازل ہوئیں۔

دوسرے یہ کہ لوگوں کو ظاہری اور باطنی گندگیوں سے پاک کریں۔

تیسرے یہ کہ وہ اس کتاب کے مضامین کی امت کو تعلیم دیں، اور اس کے مقاصد کو بیان فرمائیں، نیز یہ کہ وہ کتاب کیساتھ حکمت کی تعلیم دیں، یہ مضمون قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں تقریباً ایک ہی عنوان سے آیا ہے: يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ.

معلوم ہوا کہ رسول کے فرائض منصبی میں صرف اتنا ہی داخل نہیں کہ وہ قرآن لوگوں تک پہنچادیں،

besturdubooks.wordpress.com

بلکہ اس کی تعلیم اور تبیین بھی رسول کے ذمہ ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب عرب کے فصحاء وبلغاء تھے، ان کیلئے قرآن کریم کی تعلیم کے یہ معنی تو نہیں ہو سکتے کہ محض الفاظ قرآنی کے لغوی معنی ان کو سمجھائے جائیں، کیونکہ وہ سب خود بخود ان کو بخوبی سمجھتے تھے، بلکہ اس تعلیم وتبیین کا مقصد صرف یہی تھا اور یہی ہوسکتا ہے کہ قرآن کریم نے ایک حکم مجمل یا مبہم الفاظ میں بیان فرمایا، اس کی تشریح اور تفصیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وحی کے ذریعہ پہنچائی جو قرآن کے الفاظ میں نہیں آئی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے قلب مبارک میں ڈالی، جس کی طرف آیت قرآن اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی "میں اشارہ کیا گیا ہے۔

مثلاً قرآن نے بے شمار مواقع میں صرف اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ فرمانے پر اکتفاء کیا ہے، کہیں نماز کے معاملہ میں قیام، رکوع اور سجدہ کا ذکر بھی آیا تو وہ بھی بالکل مبہم ہے ان کی کیفیات کا ذکر نہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل امین نے خود آ کر اللہ کے حکم سے ان تمام اور ارکان کی تفصیلی صورت عمل کر کے بتلائی، اور آپؐ نے اسی طرح قول وعمل کے ذریعہ امت کو پہنچا دیا۔

زکوٰۃ کے مختلف نصاب اور ہر نصاب پر زکوٰۃ کی مقدار کا تعین، پھر یہ بات کہ کس مال پر زکوٰۃ ہے اور کس مال پر نہیں، اور مقادیر نصاب میں کتنا حصہ معاف ہے، یہ سب تفصیلات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں، اور ان کے فرامین لکھوا کر متعدد صحابہ کرامؓ کے سپرد فرمائے۔ یا مثلاً قرآن حکیم نے حکم دیا کہ: لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ۔ " یعنی آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ پر ناحق نہ کھاؤ"۔ اب اس کی یہ تفصیل کہ رائج الوقت معاملات، بیع وشراء اور اجارہ میں کیا کیا صورتیں ناحق اور بے انصافی یا ضرر عوام پر مشتمل ہونے کی وجہ سے باطل ہیں، یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باذن خداوندی امت کو بتلائی، اسی طرح تمام شرعی احکام کا بھی یہی حال ہے۔

تو یہ تمام تفصیلات جو آنحضرت ﷺ نے اپنے فرض منصبی کی ادائیگی کے لئے بہ وحی الٰہی امت کو پہنچائیں، چونکہ یہ تفصیلات قرآن کریم میں مذکور نہیں، اس لئے یہ احتمال تھا کہ کسی وقت کسی ناواقف کو یہ دھوکہ ہو کہ یہ تفصیلی احکام خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے احکام نہیں، اس لئے خدا تعالیٰ کی

besturdubooks.wordpress.com

اطاعت میں ان کی تعمیل ضروری نہیں، اس لئے حق تعالیٰ نے سارے قرآن میں بار بار اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول کی اطاعت کا ذکر کیا ہے جو حقیقت میں اللہ ہی کی اطاعت ہے، مگر ظاہری صورت اور تفصیل بیان کے اعتبار سے اس سے کچھ مختلف بھی ہے، اس لئے بار بار تاکیدات کے ساتھ بتلا دیا کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں جو کچھ حکم دیں اس کو بھی خدا تعالیٰ کی اطاعت سمجھ کر مانو، خواہ وہ یہ قرآن زیر غور کے علاوہ دشمنان اسلام کے لئے اسلامی اصول میں گڑبڑ پھیلانے اور مسلمانوں کو صحیح راستہ سے بہکانے کا بھی ایک موقع تھا، اس لئے قرآن کریم نے اس مضمون کو صرف لفظ اطاعت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی نہیں، بلکہ مختلف عنوانات سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو بتلایا ہے، مثلاً آپ کے فرائض میں تعلیم میں کتاب کے ساتھ تعلیم حکمت کا اضافہ کر کے اس طرف اشارہ کردیا، کہ علاوہ کتاب کے کچھ اور بھی آپ کی تعلیمات میں داخل ہے اور وہ بھی مسلمانوں کے لئے واجب الاتباع ہے جس کو لفظ حکمت سے تعبیر فرمایا گیا ہے، کہیں ارشاد فرمایا: لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ.

یعنی رسول کے بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے لئے آپ پر نازل شدہ آیات کے مطالب و مقاصد اور تشریحات کو بیان فرمائیں۔ اور کہیں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ: مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا یعنی رسول تم کو جو کچھ دیں وہ لے لو، اور جس سے روکیں اس سے باز آجاؤ۔ یہ سب انتظام اس کا کیا گیا کہ کل کوئی شخص یہ نہ کہنے لگے کہ ہم تو صرف ان احکام کے مکلّف ہیں جو قرآن میں آئے ہیں، جو احکام ہمیں قرآن میں نہیں ملیں ان کے ہم مکلّف نہیں، رسول کریم ﷺ پر غالباً یہ منکشف ہو گیا تھا کہ کسی زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور تشریحات سے گلوخلاصی حاصل کرنے کے لئے یہی دعویٰ کریں گے کہ ہمیں کتاب اللہ کافی ہے، اور اس لئے ایک حدیث میں صراحۃً بھی اس کا ذکر فرمایا جس کو ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ، بیہقی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی اپنی کتابوں میں ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

لا الفینّ احدکم مُتکئاً علیٰ اریکته یاتیه الامر من امری ممّا اَمَرتُ به او نهیت عنه فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللّٰہ اتبعناہ یعنی ایسا نہ ہو کہ میں تم سے کسی کو ایسا پاؤں کہ وہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے بے فکری سے بیٹھے ہوئے میرے امر و نہی کے متعلق یہ کہدے کہ ہم اس کو

besturdubooks.wordpress.com

نہیں جانتے ہمارے لئے تو کتاب اللہ کافی ہے، جو کچھ اس میں پاتے ہیں اس کی اتباع کر لیتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ جگہ جگہ رسول ﷺ کی اطاعت کا بار بار ارشاد اور پھر مختلف عنوانات سے رسول کے دیئے ہوئے احکام کو ماننے کی ہدایت یہ سب اسی خطرے کے پیش نظر ہیں کہ کوئی شخص ذخیرہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ کی بیان کی ہوئی تفصیلات احکام کو قرآن سے الگ اور اطاعت خدا تعالیٰ جدا سمجھ کر انکار نہ کر بیٹھے کہ وہ درحقیقت الگ نہیں۔

دوسری آیت میں مغفرت اور جنت کی طرف مسابقت اور مسارعت کا حکم دیا گیا ہے، اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کے بعد یہ دوسرا حکم دیا گیا، یہاں مغفرت سے مراد اسباب مغفرت ہیں، یعنی وہ اعمال صالحہ جو باعث مغفرت الٰہی ہیں، صحابہ و تابعین سے اس کی تفسیریں مختلف عنوانات سے منقول ہیں، مگر عنوان اور مضمون سب کا ایک ہی ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کی تفسیر "ادائیگی فرائض" سے فرمائی، حضرت ابن عباسؓ نے "اسلام" سے، ابو العالیہ نے "ہجرت" سے انس بن مالک نے "تکبیر اولیٰ" سے، سعید بن جبیرؒ نے "اداءِ طاعت" سے ضحاک نے "جہاد" سے، عکرمہ نے "توبہ" سے کی ہے، ان تمام اقوال کا حاصل یہی ہے کہ مغفرت سے مراد وہ تمام اعمال صالحہ ہیں جو مغفرت الٰہی کا باعث اور سبب ہوتے ہیں۔

اس مقام پر دو باتیں قابل غور ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ اس آیت میں مغفرت اور جنت کی طرف مسابقت اور مسارعت کا حکم دیا جا رہا ہے، حالانکہ دوسری آیت میں لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ. فرما کر دوسرے فضائل حاصل کرنے کی تمنا کرنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ فضائل دو قسم کے ہیں، ایک فضائل تو وہ ہیں جن کا حاصل کرنا انسان کے اختیار اور بس سے باہر ہو جن کو فضائل غیر اختیاریہ کہتے ہیں، جیسے کسی کا سفید رنگ یا حسین ہونا یا کسی بزرگ خاندان سے ہونا وغیرہ، دوسرے وہ فضائل جن کو انسان اپنی محنت اور کوشش سے حاصل کر سکتا ہے، ان کو فضائل اختیاریہ کہتے ہیں، فضائل غیر اختیاریہ میں دوسرے کی فضیلت حاصل کرنے کی کوشش بلکہ اس کی تمنا کرنے سے بھی اس لئے روکا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے مطابق مخلوق میں تقسیم کئے ہیں، کسی کی کوشش کا اس میں دخل نہیں، اس لئے وہ فضائل جو کوشش

besturdubooks.wordpress.com

اور تمنا سے حاصل تو ہونگے نہیں، اب سوائے اس کے کہ اس کے دل میں حسد اور بغض کی آگ بھڑکتی رہے اور کوئی فائدہ نہیں، مثلاً ایک شخص کالا ہے وہ گورا ہونے کی تمنا کرتا رہے تو اس سے کیا نتیجہ نکلے گا، البتہ جو فضائل اختیاریہ ہیں ان میں مسابقت اور مقابلہ کا حکم دیا گیا، صرف ایک آیت میں نہیں، بلکہ متعدد آیتوں میں آیا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے، فاستبقوا الخیرات، دوسری جگہ ارشاد ہے، وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون.

ایک بزرگ نے فرمایا کہ اگر کسی انسان میں فطری اور طبعی کوتاہی ہو جس کا دور کرنا اس کے بس سے باہر ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنی اس کوتاہی پر قانع رہ کر دوسروں کے کمال کو دیکھے بغیر اپنا کام کرتا رہے، کیونکہ اگر وہ اپنی کوتاہی پر تاسف اور دوسروں کے کمال پر حسد کرتا رہا تو جتنا کام کر سکتا ہے اس قدر بھی نہیں کر سکے گا، اور بالکل ناکارہ ہو کر رہ جائے گا۔

دوسری چیز جو اس جگہ قابل غور ہے وہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مغفرت کو جنت سے مقدم کیا، اس میں ممکن ہے کہ اس امر کی طرف اشارہ ہو کہ جنت حاصل کر لینا مغفرت الٰہی کے بغیر ناممکن ہے، کیونکہ انسان اگر تمام عمر بھی نیکیاں کرتا رہے، اور معصیت سے کنارہ کش رہے تب بھی اس کے تمام اعمال جنت کی قیمت نہیں ہو سکتے، جنت میں لے جانے والی صرف ایک ہی چیز ہے اور وہ مغفرت باری تعالیٰ ہے اور اس کا فضل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''راستی اور حق کو اختیار کرو، درمیانی راہ اختیار کرو اور (اللہ کے فضل) کی بشارت حاصل کرو، کسی شخص کا عمل اس کو جنت میں نہیں پہنچائے گا، لوگوں نے کہا، نہ آپ یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا، نہ میرا عمل جنت میں پہنچائے گا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔''

حاصل یہ ہے کہ ہمارے اعمال جنت کی قیمت نہیں ہیں، لیکن عادت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسی بندے کو نوازتا ہے، جو اعمالِ صالحہ کرتا ہے، بلکہ جس کو اعمال صالحہ کی توفیق ہوگی، وہی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہیں، لہٰذا اعمال کی کوتاہی میں کبھی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے، معلوم ہوا کہ دخول جنت کا اصلی باعث اور سبب مغفرت الٰہی ہے، اسی لئے مغفرت کے پیشِ نظر مطلق مغفرت نہیں فرمایا گیا، بلکہ مغفرة من ربکم فرمایا گیا صفت ربوبیت کے بیان کرنے میں مزید لطف اور امتنان کا اظہار مقصود ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

دوسری چیز جس کی طرف دوڑنے کا حکم دیا جارہا ہے وہ جنت ہے، اور جنت کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اس کی وسعت اس قدر ہے جتنا سارا آسمان وزمین ہے، انسان کے دماغ میں آسمان وزمین کی وسعت سے زیادہ اہمیت آ ہی نہیں سکتی، اس لئے سمجھانے کیلئے جنت کے عرض کو اس سے تشبیہ دی، گویا بتلادیا کہ جنت بہت وسیع ہے اس کے عرض میں سارے زمین وآسمان سمائے ہوئے ہیں، پھر جب اس کے عرض کا یہ حال ہے تو پھلوں کا حال خدا جانے کیا ہوگا یہ معنی تو اس وقت ہیں جب عرض کو طول کے مطابق لیا جائے، لیکن اگر عرض کو ثمن یعنی قیمت کے معنی میں لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ جنت کوئی معمولی شئے نہیں ہے، اس کی قیمت سارا آسمان وزمین ہیں، لہٰذا ایسی قیمتی اور عظیم الشان چیز کیلئے مسابقت اور مسارعت کرو۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ: ''ابو مسلم کہتے ہیں کہ عرض سے مراد آیت میں وہ چیز ہے جو مبیع کے مقابلہ میں بطور قیمت پیش کی جائے، مطلب یہ ہے کہ اگر بالفرض جنت کی قیمت لگائی جائے تو سارا آسمان وزمین اور ان کی کائنات اس کی قیمت ہوگی، مقصود اس سے جنت کی عظمت اور جلالت قدر کا بیان کرنا ہے۔''

جنت کا دوسرا وصف بتلایا، اعدت للمتقین، یعنی جنت پرہیزگاروں کیلئے تیار کی گئی ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت پیدا کی جاچکی ہے، قرآن وحدیث سے واضح اشارات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت ساتویں آسمان کے اوپر ہے، اس طرح کہ ساتواں آسمان اس کی زمین ہے۔

(بحوالہ از معارف القرآن از مفتی اعظمؒ)

besturdubooks.wordpress.com

دوسری آیت

مؤمن کی مخصوص صفات

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ. اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ. اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ.

ترجمہ:..ایمان والے تو وہی ہیں جب نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں ان کے دل اور جب پڑھا جائے ان پر اس کا کلام تو زیادہ ہو جاتا ہے ان کا ایمان اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہم نے جو ان کو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، وہی ہیں پکے ایمان والے، ان کیلئے درجے ہیں اپنے رب کے پاس اور معافی اور روزی عزت کی۔

تفسیر...آیات مذکورہ میں ان مخصوص صفات کا بیان ہے جو ہر مومن میں ہونا چاہئے۔ اس میں اشارہ ہے کہ ہر مومن اپنی ظاہر اور باطنی کیفیات اور صفات کا جائزہ لیتا رہے اگر یہ صفات اس میں موجود ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرے کہ اس نے اس کو مومنین کی صفات عطا فرمادی، اور اگر ان میں سے کوئی صفات موجود نہیں یا ہے مگر ضعیف و کمزور ہے تو اس کے حاصل کرنے اور قوی کرنے کی کوشش میں لگ جائے۔

پہلی صفت خوفِ خدا

پہلی صفت یہ بیان فرمائی اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ یعنی جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل سہم جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت وعظمت ان کے دلوں میں رچی اور بھری ہوئی ہے جس کا ایک تقاضا ہیبت وخوف ہے قرآن کریم کی ایک دوسری آیت میں اس کا ذکر کرکے اہلِ محبت کو بشارت دی گئی ہے وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ

besturdubooks.wordpress.com

وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ ،یعنی خوشخبری دے دیجئے ان متواضع نرم خولوگوں کوجن کے دل ڈر جاتے ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے۔ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکراور یاد کے ایک خاص تقاضا کا ذکر ہے یعنی ہیبت اور خوف اور دوسری آیت میں ذکراللہ کی یہ خاصیت بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ اس سے دل مطمئن ہوجاتے ہیں اَلَابِذِکْرِاللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. یعنی اللہ ہی کی یاد سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں جس خوف وہیبت کا ذکر ہے وہ دل کے سکون واطمینان کے خلاف نہیں جیسے کسی درندے کا یا دشمن کا خوف قلب کے سکون کو برباد کردیتا ہے ذکراللہ کیساتھ دل میں پیدا ہونے والاخوف اس سے بالکل مختلف ہے اوراسی لئے یہاں لفظ خوف استعمال نہیں فرمایا: ''وجل'' کے لفظ سے تعبیر کیا ہے جس کا ترجمہ مطلق خوف نہیں بلکہ وہ ہیبت ہے جو بڑوں کی جلالت شان کے سبب دل میں پیدا ہوتی ہے۔بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس جگہ اللہ کے ذکراور یاد سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص گناہ کے ارتکاب کا ارادہ کررہا تھا اسی حال میں اس کو خداتعالیٰ کی یاد آگئی تو وہ اللہ کے عذاب سے ڈر گیا۔اور گناہ سے باز آگیا۔اس صورت میں خوف سے مراد خوف عذاب ہی ہوگا۔ (بحرمحیط)

اسی طرح اللہ کے ڈر سے متعلق حضرت شیخ الحدیث لکھتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ دل کا ڈر جانا ایسا ہوتا جیسا کھجور کے خشک پتوں میں آگ لگ جانا۔اس کے بعد اپنے شاگرد شہر بن حوشب کو خطاب کرکے فرماتے ہیں کہ اے شہر تم بدن کی کپکپی نہیں جانتے۔انہوں نے عرض کیا جانتا ہوں۔فرمایا۔اس وقت دعا کیا کرو۔اس وقت کی دعا قبول ہوتی ہے۔حضرت ثابتؒ بنانی فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوجاتا ہے کہ میری کونسی دعا قبول ہوئی اور کونسی نہیں ہوئی۔لوگوں نے عرض کیا کہ یہ کس طرح معلوم ہوجاتا ہے؟ فرمایا کہ جس وقت میرے بدن میں کپکپی آجائے اور دل خوف زدہ ہوجائے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں۔اس وقت کی دعا مقبول ہوتی ہے۔حضرت سدیؒ فرماتے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر آجائے'' کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی پر ظلم کا ارادہ کرے یا کسی اور گناہ کا قصد کرے اور اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر، تو اس کے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوجائے۔

besturdubooks.wordpress.com

حارث بن مالک انصاریؓ ایک صحابی ہیں۔ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔حضورؐ نے دریافت فرمایا۔حارثؓ کیا حال ہیں؟عرض کیا۔یارسول اللہؐ میں بے شک سچا مؤمن بن گیا۔حضور ﷺ نے فرمایا سوچ کر کہو،کیا کہتے ہو؟ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟(یعنی کس کی وجہ سے یہ طے کرلیا کہ میں سچا مومن بن گیا) عرض کیا کہ میں نے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا۔رات کو جاگتا ہوں دن کو پیاسا رہتا ہوں(یعنی روزہ رکھتا ہوں)اور جنت والوں کی آپس میں ملاقاتوں کا منظر میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور جہنم والوں کے شوروشغب اور واویلا کا نظارہ بھی آنکھوں کے سامنے ہے(یعنی دوزخ جنت کا تصور ہروقت رہتا ہے)حضور ﷺ نے فرمایا۔حارثؓ،بیشک تم نے اپنے نفس کو دنیا سے پھیرلیا۔اس کو مضبوط پکڑے رہو۔تین مرتبہ حضور ﷺ نے یہی فرمایا اور ظاہر بات ہے کہ جس شخص کے سامنے ہروقت دوزخ اور جنت کا منظر رہے گا وہ دنیا میں کہاں پھنس سکتا ہے۔ (از فضائل صدقات)

دوسری صفت ایمان میں ترقی

مؤمن کی دوسری صفت یہ بتلائی کہ جب اس کے سامنے اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو اس کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ایمان بڑھنے کیلئے ایسے معنی جن پر سب علماء مفسرین،محدثین کا اتفاق ہے یہ ہیں کہ ان کا ایمان قوت وکیفیت اور نورِ ایمان میں ترقی ہو جاتی ہے۔اور یہ تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ اعمالِ صالحہ سے ایمان میں قوت اور ایسا شرح صدر پیدا ہو جاتا ہے کہ اعمال صالحہ اس کی عادت طبعی بن جاتے ہیں جس کے چھوڑنے سے اس کو تکلیف ہوتی ہے اور گناہ سے اس کو طبعی نفرت پیدا ہو جاتی ہے کہ ان کے پاس نہیں جاتا۔ایمان کے اسی مقام کو حدیث میں حلاوتِ ایمان کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔جس کو کسی نے اس طرح نظم کیا ہے:

واذاحلت الحلاوۃ قلبا　　نشطت فی العبادۃِ الاعضاء

یعنی کسی دل میں حلاوت ایمان جگہ پکڑلیتی ہے تو اس کے ہاتھ پیر اور سب اعضاء عبادت میں راحت ولذت محسوس کرنے لگتے ہیں۔

اس لئے خلاصہ آیت کا مضمون یہ ہوا کہ مؤمن کامل کی یہ صفت ہونی چاہئے کہ جب اسکے

besturdubooks.wordpress.com

سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جائیں تو اس کے ایمان میں جلاوترقی ہو اور اعمال صالحہ کی طرف رغبت بڑھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس طرح عام مسلمان قرآن پاک پڑھتے ہیں اور سنتے ہیں نہ قرآن کے ادب واحترام کا کوئی اہتمام ہے نہ اللہ جل شانہ کی عظمت پر کوئی نظر ہے ایسی تلاوت مقصد اور اعلیٰ نتائج پیدا کرنے والی نہیں گو ثواب سے وہ بھی خالی نہیں ہو۔

تیسری صفت اللہ پر توکل

تیسری صفت مومن کی یہ بیان فرمائی کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے۔ توکل کے معنی اعتماد اور بھروسہ کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے تمام اعمال واحوال میں اس کا مکمل اعتماد اور بھروسہ صرف ذاتِ واحد اللہ تعالیٰ پر ہو۔ صحیح حدیث میں حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ نہیں کہ اپنی ضروریات کیلئے مادی اسباب اور تدابیر کو ترک کر کے بیٹھ جائے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ مادی اسباب وآلات کو اصل کامیابی کیلئے کافی نہ سمجھے بلکہ بقدر قدرت وہمت مادی اسباب اور تدابیر کو فراہم کرنے اور استعمال کرنے کے بعد معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے اور سمجھے کے اسباب بھی اسی کیلئے پیدا ہوئے ہیں اور ان کے اسباب کے ثمرات بھی وہی پیدا کرتے ہیں۔ ہوگا وہی جو وہ چاہیں گے۔ ایک حدیث میں فرمایا اجملوا فی الطلب وتوکلوا علیه۔ یعنی رزق اور اپنی حاجات کے حاصل کرنے کیلئے متوسط درجہ کی طلب اور مادی اسباب کے ذریعہ کوشش کرلو پھر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو۔ اپنے دل ودماغ کو صرف مادی تدبیروں اور اسباب ہی میں نہ الجھا رکھو۔

چوتھی صفت اقامت صلوٰۃ

چوتھی صفت مومن کی اقامت صلوٰۃ بتلائی۔ اس میں یہ بات قابل یاد رکھنے کے ہے کہ یہاں نماز پڑھنے کا نہیں بلکہ نماز کی اقامت کا ذکر ہے۔ اقامت کے لفظی معنی کسی چیز کو سیدھا کھڑا کرنے کے ہیں۔ مراد اقامت صلوٰۃ سے یہ ہے کہ نماز کو پورے آداب وشرائط کے ساتھ اس طرح بجالائے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قول وعمل سے بتلائے ہیں۔ آداب وشرائط میں کوتاہی ہوئی تو اسکو نماز پڑھنا تو کہہ سکتے ہیں مگر اقامت صلوٰۃ نہیں کہہ سکتے۔ قرآن مجید میں نماز کے جو فوائد اور آثار اور برکات ذکر کی گئی ہیں اور فرمایا گیا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ

besturdubooks.wordpress.com

وَالْمُنكَرِ. یعنی نماز روکتی ہے بے حیائی اور ہر گناہ سے۔ یہ بھی اقامت صلوٰۃ ہی پر موقوف ہے جب نماز کے آداب میں کوتاہی ہوئی تو گو فتویٰ کی رو سے اس کی نماز کو جائز ہی کہا جائے مگر نماز کی برکات میں کوتاہی کی مقدار پر فرق پڑ جائیگا۔ اور بعض صورتوں میں ان برکات سے کلی طور پر محرومی ہو جائیگی۔

پانچویں صفت اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

پانچویں صفت مرد مؤمن کی یہ بیان فرمائی کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسکو رزق دیا ہے وہ اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ یہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا عام ہے تمام صدقات وخیرات اور وقف وصلہ کو جس میں زکوٰۃ، صدقۃ الفطر وغیرہ واجبات شرعی بھی داخل ہیں اور نفلی صدقات وتبرعات بھی، مہمانوں، دوستوں بزرگوں کی مالی خدمت بھی۔

مرد مؤمن کی یہ پانچ صفات بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا یعنی ایسے ہی لوگ سچے مؤمن ہیں جن کا ظاہر وباطن یکساں اور زبان اور دل متفق ہیں ورنہ جن میں یہ صفات نہیں وہ زبان سے تو اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ. کہتے ہیں مگر ان کے دلوں میں نہ توحید کا رنگ نہ اطاعت رسول کا۔ ان کے اعمال اور ان کے اقوال کی تردید کرتے ہیں۔ اس آیت میں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ ہر حق کی ایک حقیقت ہوتی ہے جب وہ حاصل نہ ہو حق حاصل نہیں ہوتا۔

ایک شخص نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا اے ابو سعید کیا آپ مؤمن ہیں۔ تو آپ نے فرمایا بھائی ایمان دو قسم کے ہیں۔ تمہارے سوال کا مطلب اگر یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر اور جنت دوزخ اور قیامت اور حساب پر ایمان رکھتا ہوں تو جواب یہ ہے کہ بیشک میں مؤمن ہوں۔ اور اگر تمہارے سوال کا مطلب یہ ہے کہ میں وہ مؤمن کامل ہوں جس کا ذکر سورۃ انفال کی آیات میں ہے تو مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میں ان میں داخل ہوں یا نہیں۔ سورۃ انفال کی آیات سے وہی آیات مراد ہیں جو ابھی آپ نے سنی ہیں۔ آیات مذکورہ میں سچے مؤمن کی صفات وعلامات بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ

besturdubooks.wordpress.com

اس میں سچے مؤمنین کیلئے تین چیزوں کا وعدہ فرمایا۔ ایک درجات عالیہ، دوسرے مغفرت تیسرے رزق عمدہ۔ تفسیر بحر محیط میں ہے کہ اس سے پہلی آیات میں سچے مؤمنین کی جو صفات بیان ہوئی ہیں وہ تین قسم کی ہیں، ایک وہ جن کا تعلق قلب اور باطن کیساتھ ہے جیسے ایمان، خوفِ خدا، توکل علی اللہ، دوسرے وہ جن کا تعلق جسمانی اعمال سے ہے جیسے نماز وغیرہ، تیسرے وہ جن کا تعلق انسان کے مال سے ہے جیسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

ان تینوں قسموں کے بالمقابل تین انعاموں کا ذکر آیا ہے۔ درجات عالیہ قلبی اور باطنی صفات کے مقابلہ میں اور مغفرت ان اعمال کے مقابلہ میں جو انسان کے ظاہر بدن سے متعلق ہیں جیسے نماز روزہ وغیرہ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ نماز گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور رزق کریم اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے بالکل مقابل آیا ہے کہ جو کچھ خرچ کیا اس سے بہت بہتر اور بہت زیادہ اسکو آخرت میں ملے گا۔ (از معارف القرآن وفضائل صدقات)

besturdubooks.wordpress.com

تیسری آیت

اقامت صلوٰۃ کا حکم

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ط اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ط ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ.

ترجمہ:...اور قائم کرو نماز کو دونوں طرف دن کے اور کچھ ٹکڑوں میں رات کے، بیشک نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو، یہ یادگاری ہے یاد رکھنے والوں کو۔

تفسیر....اس آیت میں رسولِ کریم ﷺ کو مخاطب کرکے آپ کو اور آپ کی پوری امت کو اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے، علماء تفسیر صحابہ وتابعین کا اس پر اتفاق ہے کہ "صلوٰۃ" سے مراد اس جگہ فرض نمازیں ہیں (بحر محیط، قرطبی) اور "صلوٰۃ کی اقامت" سے مراد اسکی پوری پابندی اور مداومت ہے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ نماز کو اسکے تمام آداب کیساتھ ادا کرنا مراد ہے، بعض نے فرمایا کہ نماز کو اسکے افضل وقت میں ادا کرنا مراد ہے، یہی تین قول آیت "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ" کی تفسیر میں منقول ہیں اور درحقیقت یہ کوئی اختلاف نہیں یہ سبھی چیزیں "اقامت صلوٰۃ" کے مفہوم میں شامل ہیں۔

اقامت صلوٰۃ کا حکم دینے کے بعد نماز کے اوقات کا اجمالی بیان یہ ہے کہ "دن کے دونوں سروں یعنی شروع اور آخر میں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کرو"۔ کیونکہ زُلَفًا، زُلْفَۃٌ کی جمع ہے جس کے معنی ایک حصہ اور قطعہ کے ہیں، دن کے دونوں سروں کی نماز کے متعلق اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ پہلے سرِ کی نماز نمازِ فجر ہے، آخری سرے کی نماز بعض حضرات نے مغرب کو قرار دیا ہے کہ دن کے بالکل ختم پر ہے اور بعض حضرات نے عصر کی نماز کو دن کے آخری سرے کی نماز قرار دیا ہے کیونکہ دن کی آخری نماز وہی ہے، وقت مغرب دن کا جز نہیں بلکہ دن گزرنے کے بعد آتا ہے، اور زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ. یعنی رات کے حصوں کی نماز سے مراد جمہور مفسرین حسن بصریؒ، مجاہدؒ، محمد بن کعبؒ قتادہؒ، ضحاک وغیرہ نے مغرب وعشاء کی نماز کو قرار دیا ہے، اور ایک حدیث سے اسی کی تائید ہوتی ہے

besturdubooks.wordpress.com

جس میں ارشاد فرمایا ہے کہ زُلَفًامِنَ الَّیلِ. مغرب وعشاء ہیں (تفسیر ابن کثیر) جبکہ طَرَفِي النَّهَارِ. سے مراد صبح اور عصر کی نماز ہوئی اور زُلَفًامِنَ الَّیلِ سے مغرب وعشاء کی تو اس آیت میں چار نمازوں کے اوقات کا بیان آ گیا صرف ظہر کی نماز کا بیان رہ گیا جو دوسری آیت اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ میں آیا ہے۔

اس آیت میں اوقات مذکورہ میں ''اقامت صلوٰۃ'' کے حکم کے بعد ان کا ایک عظیم فائدہ بھی بتلایا گیا ہے کہ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ یعنی نیک کام مٹا دیتے ہیں برے کاموں کو، حضرات مفسرین نے فرمایا کہ ''نیک کام'' سے تمام نیک کام مراد ہیں جن میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقات، حسن خلق، حسن معاملہ وغیرہ سب داخل ہیں مگر نماز کو ان سب میں اولیت حاصل ہے، اسی طرح ''سَیِّاٰتِ'' کا لفظ برے کاموں کو حاوی اور شامل ہے خواہ وہ کبیرہ گناہوں یا صغیرہ، لیکن قرآن مجید کی ایک دوسری آیت نیز رسول کریم ﷺ کے متعدد ارشادات نے اسکو صغیرہ گناہوں کیساتھ مخصوص قرار دیا ہے، معنیٰ یہ ہیں کہ نیک کام جن میں نماز سب سے افضل ہے، صغیرہ گناہوں کا کفارہ کر دیتے ہیں اور ان کے گناہ کو مٹا دیتے ہیں، قرآن کریم میں ہے، اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا كَبَآئِرَ مَاتُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَیِّاٰتِكُمۡ. یعنی اگر تم بڑے گناہوں سے بچتے رہو تو ہم تمہارے چھوٹے گناہوں کا خود کفارہ کر دیں گے۔

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک ان تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں جو انکے درمیان صادر ہوں۔ جبکہ یہ شخص کبائر یعنی بڑے گناہوں سے بچ رہا ہو، مطلب یہ ہے کہ بڑے گناہ تو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے مگر چھوٹے گناہ دوسرے نیک کام نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ کرنے سے خود بھی معاف ہو جاتے ہیں، مگر تفسیر بحر محیط میں محققین علماء اصول کا یہ قول نقل کیا ہے کہ صغیرہ گناہ بھی نیک کام کرنے سے جبھی معاف ہو جاتے ہیں جبکہ آدمی ان کے کرنے پر نادم ہو اور آئندہ کیلئے نہ کرنے کا ارادہ کرے، ان پر اصرار نہ کرے، روایات حدیث میں جتنے واقعات کفارہ ہو جانے کے منقول ہیں ان سب میں یہ تصریح بھی ہے کہ انکا کرنے والا جب اپنے فعل پر نادم ہوا اور آئندہ کیلئے توبہ کرے اس پر حضرت محمد ﷺ نے اسکو گناہ معاف ہو جانے کی بشارت سنائی۔ واللہ

besturdubooks.wordpress.com

اعلم۔مشہورومعروف روایات حدیث میں کبائر یعنی بڑے گناہ ان چیزوں کو بتلایا ہے۔اللہ کی تعالیٰ کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک یا برابر قرار دینا،قصداً کسی فرض نماز کا چھوڑنا،کسی کو ناحق قتل کرنا،حرام کاری،چوری،شراب نوشی،ماں باپ کی نافرمانی،جھوٹی قسم،جھوٹی گواہی،جادو کرنا،سود کھانا یتیم کا مال ناجائز طور پر لے لینا،میدان جہاد سے بھاگ آنا،پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا،کسی کا مال ناجائز طور پر غصب کرنا،عہد شکنی کرنا،امانت میں خیانت کرنا،کسی کو گالی دینا،کسی شخص کو ناحق مجرم قرار دیدینا،وغیرہ۔کبیرہ اور صغیرہ یعنی بڑے اور چھوٹے گناہوں کی تفصیل مستقل رسالوں میں علماء نے لکھ دی ہیں،میرے (یعنی حضرت مفتی شفیع عثمانیؒ) رسالہ گناہ بےلذت میں بھی مذکور ہے وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔

بہرحال آیت مذکورہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نیک کام کرنے سے بھی گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔اسی لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ برے کام کے بعد نیک کام کرلو تو وہ اسکی برائی مٹادیگا،اور فرمایا کہ لوگوں کیساتھ خوش خلقی کیساتھ معاملہ کرو۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت فرمایئے آپ نے فرمایا "اگر تم سے کوئی گناہ ہوجائے تو اسکے بعد کوئی نیک کام کرلو تا کہ وہ اسکو مٹادے۔درحقیقت ان احادیث میں گناہ سے توبہ کرنے کا مسنون ومحمود طریقہ بتلایا گیا ہے جیسا کہ مسند احمد میں بروایت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی مسلمان سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو اسکو چاہئے کہ وضو کرکے دو رکعت نماز نفل ادا کرلے تو اس گناہ کی معافی ہوجائے گی اس نماز کو نماز توبہ ہی کہا جاتا ہے۔ذٰلِکَ ذِکْریٰ لِلذّٰکِرِیْنَ، یعنی یہ ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کیلئے،اس میں ذلک کا اشارہ قرآن کریم کی طرف بھی ہوسکتا ہے اور احکام امرونہی کی طرف بھی،جن کا ذکر اس سے پہلے آیا ہے،مراد یہ ہے کہ یہ قرآن یا اسکے مذکورہ احکام ان لوگوں کیلئے ہدایت ونصیحت ہیں جو نصیحت سننے اور ماننے کے عادی ہیں اس میں اشارہ یہ ہے کہ ہٹ دھرم ضدی آدمی،جو کسی چیز پر غور ہی نہ کرے وہ ہر ہدایت سے محروم رہتا ہے۔ (بحوالہ معارف القرآن)

besturdubooks.wordpress.com

چوتھی آیت

ہماری زندگی کی مکمل فلاح کا نسخہ اکسیر

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ.

ترجمہ:....اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور قرابت والوں کے دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے تم کو سمجھاتا ہے تا کہ تم یاد رکھو۔

تفسیر.....یہ آیت قرآن کریم کی جامع ترین آیت ہے، جس میں پوری اسلامی تعلیمات کو چند الفاظ میں سموں دیا گیا ہے، اسی لئے سلفِ صالحین کے عہد مبارک سے آج تک دستور چلا آرہا ہے کہ مجموعہ عیدین کے خطبوں کے آخر میں یہ آیت تلاوت کی جاتی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی جامع ترین سورۂ نحل میں یہ ہے: اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ (ابن کثیر)

اور حضرت اکثم بن صیفیؓ تو اسی آیت کی بناء پر اسلام میں داخل ہوئے، امام ابن کثیر نے حافظ حدیث ابویعلی کی کتاب معرفۃ الصحابہ میں سند کیساتھ یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ اکثم بن صیفیؓ اپنی قوم کے سردار تھے، جب ان کو رسول اللہ ﷺ کے دعوائے نبوت اور اشاعت اسلام کی خبر ملی تو ارادہ کیا کہ حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں، مگر قوم کے لوگوں نے کہا کہ آپ ہم سب کے بڑے ہیں، آپ کا خود جانا مناسب نہیں، اکثم رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا تو قبیلہ کے دو آدمی کو منتخب کرو جو وہاں جائیں اور حالات کا جائزہ لے کر مجھے بتلائیں، یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم اکثم بن صیفی کی طرف سے دو باتیں دریافت کرنے کیلئے آئیں ہیں، اکثم کے دو سوال یہ ہیں: مَنْ اَنْتَ وَمَا اَنْتَ. آپ کون ہیں اور کیا ہیں"۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے سوال کا جواب تو یہ ہے کہ میں محمدؐ بن عبداللہ ہوں اور دوسرے

besturdubooks.wordpress.com

سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہوں، اس کے بعد آپ ﷺ نے سورۂ نحل کی یہ آیت تلاوت فرمائی: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ الایۃ. ان دونوں قاصدوں نے درخواست کی کہ یہ جملے ہمیں پھر سنائیے، آپ ﷺ اس آیت کی تلاوت کرتے رہے یہاں تک کہ ان قاصدوں کو آیت یاد ہوگئی قاصد واپس اکثم بن صیفی کے پاس آئے اور بتلایا کہ ہم نے پہلے سوال میں چاہا تھا کہ آپ کا نسب معلوم کریں، مگر آپ ﷺ نے اس پر زیادہ توجہ نہ دی، صرف باپ کا نام بیان کر دینے پر اکتفاء کیا، مگر جب ہم نے دوسروں سے آپ ﷺ کے نسب کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ بڑے عالی نسب شریف ہیں، اور پھر بتلایا کہ حضرت محمد ﷺ نے ہمیں کچھ کلمات بھی سنائے تھے وہ ہم بیان کرتے ہیں۔ ان قاصدوں نے آیت مذکورہ اکثم بن صیفی کو سنائی، آیت سنتے ہی اکثم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مکارم اخلاق کی ہدایت کرتے ہیں اور برے اور رذیل اخلاق سے روکتے ہیں، تم سب ان کے دین میں جلد داخل ہو جاؤ، تا کہ تم دوسرے لوگوں سے مقدم اور آگے رہو، پیچھے تابع بن کر نہ رہو۔ (ابن کثیر)

اسی طرح حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شروع میں میں نے لوگوں سے کہنے سننے سے شرما شرمی اسلام قبول کر لیا تھا، مگر میرے دل میں اسلام راسخ نہیں تھا، یہاں تک کہ ایک روز میں حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، اچانک آپ ﷺ پر نزولِ وحی کے آثار ظاہر ہوئے، اور بعض عجیب حالات کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قاصد میرے پاس آیا، اور یہ آیت مجھ پر نازل ہوئی، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اس واقعہ کو دیکھ کر اور یہ آیت سن کر میرے دل میں ایمان مضبوط اور مستحکم ہوا، اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی۔

اور جب رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت ولید بن مغیرہ کے سامنے تلاوت فرمائی تو اس کا تاثر یہ تھا جو اس نے اپنی قوم قریش کے سامنے بیان کیا:

وَاللہ ان لہ لحلاوۃ وان لطلاوۃ وان اصلہ لمورق واعلاہ لمثمر وماھو بقول بشر " خدا کی قسم اس میں ایک خاص حلاوت ہے اور اس کے اوپر ایک خاص رونق اور نور ہے اس کی جڑ سے شاخیں اور پتے نکلنے والے ہیں اور شاخوں پر پھل لگنے والا ہے، یہ کسی انسان کا کلام

besturdubooks.wordpress.com

ہرگز نہیں ہوسکتا"۔

تین چیزوں کا حکم اور تین چیزوں کی ممانعت

اس آیت میں حق تعالیٰ نے تین چیزوں کا حکم دیا ہے: عدل، احسان، اور اہل قرابت کو بخشش، اور تین چیزوں سے منع فرمایا ہے، فحش کام، اور ہر برا کام، اور ظلم وتعدی، ان چھ الفاظ کی شرعی مفہوم اور اس کے حدود کی تشریح یہ ہے۔

عدل، اس لفظ کے اصلی اور لغوی معنی برابر کرنے کے ہیں، اسی کی مناسبت سے حکام کا لوگوں کے نزاعی مقدمات میں انصاف کیساتھ فیصلہ عدل کہلاتا ہے، قرآن کریم میں ان تحکموا بالعدل اسی معنی کیلئے آیا ہے، اور اسی لحاظ سے لفظ عدل افراط تفریط کے درمیان اعتدال کو بھی کہا جاتا ہے، اور اسی کی مناسبت سے بعض ائمہ تفسیر نے اس جگہ لفظ عدل کی تفسیر ظاہر و باطن کی برابری سے کی ہے، یعنی جو قول یا فعل انسان کے ظاہری اعضاء سے سرزد ہو اور باطن میں بھی اسکا وہی اعتقاد اور حال ہو، اور اصل حقیقت یہی ہے کہ یہاں لفظ عدل اپنے عام معنی میں ہے، جو ان سب صورتوں کو شامل ہے، جو مختلف ائمہ تفسیر سے منقول ہیں، ان میں کوئی تضاد یا اختلاف نہیں۔

اور ابن عربی نے فرمایا کہ لفظ عدل کے اصلی معنی برابری کرنے کے ہیں، پھر مختلف نسبتوں سے اس کا مفہوم مختلف ہو جاتا ہے، مثلاً ایک مفہوم عدل کا یہ ہے کہ انسان اپنے نفس اور اپنے رب کے درمیان عدل کرے، تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کے حق کو اپنے حظِ نفس پر اور اس کی رضاجوئی کو اپنی خواہشات پر مقدم جانے، اور اسکے احکام کی تعمیل اور اسکی ممنوعات و محرمات سے مکمل اجتناب کرے۔

دوسرا عدل یہ ہے کہ آدمی خود اپنے نفس کیساتھ عدل کا معاملہ کرے، وہ یہ ہے کہ اپنے نفس کو ایسی تمام چیزوں سے بچائے جس میں اسکی جسمانی یا روحانی ہلاکت ہو، اس کی ایسی خواہشات کو پورا نہ کرے جو اس کیلئے انجام کار مضر ہو، اور قناعت و صبر سے کام لے، نفس پر بلاوجہ زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔

تیسرا عدل اپنے نفس اور تمام مخلوقات کے درمیان ہے، اس کی حقیقت یہ ہے کہ تمام

besturdubooks.wordpress.com

مخلوقات کیساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کا معاملہ کرے، اور کسی ادنیٰ یا اعلیٰ معاملہ میں بھی کسی سے خیانت نہ کرے، سب لوگوں کیلئے اپنے نفس سے انصاف کا مطالبہ کرے، کسی انسان کو اس کے کسی قول و فعل سے ظاہر و باطن کوئی ایذاء اور تکلیف نہ پہنچے۔

اسی طرح ایک عدل یہ ہے کہ جب دو فریق اپنے کسی معاملہ کا محاکمہ اس کے پاس لائیں تو فیصلہ میں کسی کی طرف میلان کئے بغیر حق کے مطابق فیصلہ کرے، اور ایک عدل یہ بھی ہے کہ ہر معاملہ میں افراط و تفریط کی راہوں کو چھوڑ کر میانہ روی اختیار کرے، ابو عبداللہ رازیؒ نے یہی معنیٰ اختیار کر کے فرمایا ہے کہ لفظ عدل میں عقیدہ کا اعتدال، عمل کا اعتدال، اخلاق کا اعتدال، سب شامل ہیں۔ (بحر محیط)

امام قرطبیؒ نے عدل کے مفہوم میں اس تفصیل کا ذکر کر کے فرمایا کہ بہت بہتر ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس آیت کا صرف لفظ عدل تمام اعمال و اخلاق حسنہ کی پابندی اور برے اعمال واخلاق سے اجتناب کو حاوی اور جامع ہے۔

اَلْاِحْسَان، اس کے اصل لغوی معنیٰ اچھا کرنے کے ہیں، اور اسکی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ فعل یا خلق و عادت کو اپنی ذات میں اچھا اور مکمل کرے، دوسرے یہ کہ کسی دوسرے شخص کیساتھ اچھا سلوک اور عمدہ معاملہ کرے، اور دوسرے معنیٰ کیلئے عربی زبان میں لفظ احسان کیساتھ حرف "الیٰ" استعمال ہوتا ہے، جیسا ایک آیت میں اَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ فرمایا ہے۔

امام قرطبیؒ نے فرمایا کہ آیت میں یہ لفظ اپنے عام مفہوم کیلئے مستعمل ہوا ہے، اس لئے احسان کی دونوں قسموں کو شامل ہے، پھر پہلی قسم کا احسان یعنی کسی کام کو اپنی ذات میں اچھا کرنا یہ بھی عام ہے عبادات کو اچھا کرنا، اعمال و اخلاق کو اچھا کرنا، معاملات کو اچھا کرنا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام مشہور حدیث میں خود حضرت محمد ﷺ نے احسان کے جو معنیٰ بیان فرمائے ہیں، وہ احسان عبادت کیلئے ہے، اس ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو، اور اگر استحضار کا یہ درجہ نصیب نہ ہو، تو اتنی بات کا یقین تو ہر شخص کو ہونا ہی چاہئے کہ حق تعالیٰ اس کے عمل کو دیکھ رہے ہیں، کیونکہ یہ تو اسلامی عقیدہ کا اہم جز ہے کہ حق تعالیٰ کے علم و بصر سے کائنات کا کوئی ذرہ خارج نہیں رہ سکتا۔

besturdubooks.wordpress.com

خلاصہ یہ ہے کہ دوسرا حکم اس آیت میں احسان کا آیا ہے، اس میں عبادت کا احسان حدیث کی تشریح کے مطابق بھی داخل ہے، اور تمام اعمال، اخلاق، عادات کا احسان یعنی ان کو مطلوبہ صورت کے مطابق بالکل صحیح ودرست کرنا بھی داخل ہے، اور تمام مخلوقات کیساتھ اچھا سلوک کرنا بھی داخل ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، انسان ہو یا حیوان۔

امام قرطبیؒ نے فرمایا کہ جس شخص کے گھر میں اس کی بلی کو اس کی خوراک اور ضروریات نہ ملیں اور جس کے پنجرے میں بند پرندوں کی پوری خبر گیری نہ ہوتی ہو وہ کتنی ہی عبادت کرے محسنین میں شمار نہیں ہوگا۔

اس آیت میں اول عدل کا حکم دیا گیا پھر احسان کا بعض ائمہ تفسیر نے فرمایا کہ عدل تو یہ ہے کہ دوسرے کا حق پورا پورا اسکو دیدے اور اپنا وصول کرلے، نہ کم نہ زیادہ، اور کوئی تکلیف تمہیں پہنچائے تو ٹھیک اتنی ہی تکلیف تم اسکو پہنچاؤ نہ کم نہ زیادہ، اور احسان یہ ہے کہ دوسرے کو اس کے اصل حق سے زیادہ دو اور خود اپنے حق میں چشم پوشی سے کام لو، کچھ کم ہو جائے تو بخوشی قبول کرلو، اسی طرح دوسرا کوئی تمہیں ہاتھ یا زبان سے ایذاء پہنچائے تو تم برابر کا انتقام لینے کے بجائے اسکو معاف کردو، بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دو اسی طرح عدل کا حکم تو فرض وواجب کے درجہ میں ہوا اور احسان کا حکم نفلی اور تبرع کے طور پر ہوا۔

اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی، تیسرا حکم جو اس آیت میں دیا گیا ہے وہ **اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی،** ہے، ایتا کے معنی اعطا یعنی کوئی چیز دینے کے ہیں، اور لفظ قربیٰ کے معنی قرابت اور رشتہ داری کے ہیں، ذی القربی کے معنی رشتہ دار، ذی رحم، ایتائ ذی القربیٰ کے معنی ہوئے رشتہ دار کو کچھ دینا، یہاں اس کی تصریح نہیں فرمائی کہ کیا چیز دینا، لیکن ایک دوسری آیت میں اس کا مفعول مذکور ہے، **فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی،** ''یعنی دو رشتہ دار کو اس کا حق'' ظاہر یہی ہے کہ یہاں بھی یہی مفعول مراد ہے، کہ رشتہ دار کو اس کا حق دیا جائے، اس حق میں رشتہ دار کو مال دے کر مالی خدمت کرنا بھی داخل ہے، اور جسمانی خدمت بھی، بیمار پرسی اور خبر گیری بھی، زبانی تسلی اور ہمدردی کا اظہار بھی، اور اگرچہ لفظ احسان میں رشتہ داروں کا حق ادا کرنا بھی داخل تھا مگر اسکو اس کی زیادہ اہمیت بتلانے کیلئے علیحدہ بیان فرمایا گیا۔

یہ تین حکم ایجابی تھے، آگے تین ممانعت وحرمت کے احکام ہیں:۔

besturdubooks.wordpress.com

وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ. یعنی اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے فحشاء اور منکر اور بغی سے، فحشاء ہر ایسے برے فعل یا قول کو کہا جاتا ہے جس کی برائی کھلی ہوئی اور واضح ہو، ہر شخص اس کو برا سمجھے، اور منکر وہ قول وفعل ہے جس کے حرام وناجائز ہونے پر اہلِ شرع کا اتفاق ہو، اس لئے اجتہادی اختلافات میں کسی جانب کو منکر نہیں کہا جا سکتا، اور لفظ منکر میں تمام گناہ ظاہری اور باطنی، عملی اور اخلاقی سب داخل ہیں، اور بغی کے اصلی معنی حد سے تجاوز کرنے کے ہیں، مراد اس سے ظلم وعدوان ہے، یہاں اگرچہ لفظ منکر کے مفہوم میں فحشاء بھی داخل ہے اور بغی بھی، لیکن فحشاء کو اس کی انتہائی برائی اور شناعت کی وجہ سے الگ کر کے بیان فرمایا اور مقدم کیا، اور بغی کو اسلئے الگ کیا کہ اسکا اثر دوسروں تک متعدی ہوتا ہے اور بعض اوقات یہ تعدی باہمی جنگ وبدل تک یا اس سے بھی آگے عالمی فساد تک پہنچ جاتی ہے۔

حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ظلم کے سوا کوئی گناہ ایسا نہیں جس کا بدلہ اور عذاب جلد دیا جاتا ہو، اس سے معلوم ہوا کہ ظلم پر آخرت کا عذاب شدید تو ہونا ہی ہے اس سے پہلے دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ظالم کو سزا دیتے ہیں، اگرچہ وہ یہ نہ سمجھے کہ یہ فلاں ظلم کی سزا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے مظلوم کی مدد کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

اس آیت نے جو کچھ حکم ایجابی اور تحریمی دیئے ہیں اگر غور کیا جائے تو انسان کی انفرادی اجتماعی زندگی کی مکمل فلاح کا نسخہ اکسیر ہیں۔

(بحوالہ معارف القرآن از مفتی اعظمؒ)

besturdubooks.wordpress.com

پانچویں آیت

اپنی محبوب چیز کے ذریعہ نیکی کا کمال حاصل کیجئے

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ. وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ.

ترجمہ:......رگز نہ حاصل کرسکو گے نیکی میں کمال جب تک نہ خرچ کرو اپنی پیاری چیز سے کچھ اور جو چیز خرچ کرو گے سو اللہ کو معلوم ہے۔

تفسیر.... اس آیت میں مؤمنین کو صدقہ مقبولہ اور اسکے آداب بتلائے گئے ہیں، اس آیت کے الفاظ میں سب سے پہلے لفظ کے معنی اور اسکی حقیقت کو سمجھئے، تاکہ آیت کا پورا مفہوم صحیح طور پر ذہن نشین ہو سکے۔ لفظ بِرّ کے لفظی اور حقیقی معنی ہیں کسی شخص کے حق کی پوری ادائیگی، اور اس سے کامل سبکدوشی اور احسان اور حسن سلوک کے معنی میں بھی آتا ہے، بَرّ بالفتح اور بارّ اس شخص کیلئے استعمال ہوتا ہے جو اپنے ذمہ عائد ہونے والے حقوق کو پوری طرح ادا کردے، قرآن کریم میں بَرًّا بِوَالِدَتِیْ اور بَرًّا بِوَالِدَیْهِ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، ان حضرات کیلئے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے جو اپنے والدین کے حقوق کو مکمل طور پر ادا کرنے والے تھے۔ اسی لفظ بَرّ بالفتح کی جمع ابرار ہے، جو قرآن کریم میں بکثرت استعمال ہوئی ہے، ارشاد ہے: اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا. اور دوسری جگہ ارشاد ہے: اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ. اور ایک جگہ ارشاد ہے، اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ، اس آخری آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ''بر'' کا مقابل اور ضد فجور ہے۔

امام بخاریؒ کے ادب المفرد میں اور ابن ماجہ اور مسند احمد میں حضرت صدیق اکبرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سچ بولنے کو لازم پکڑو، کیونکہ ''صدق'' ''بر'' کا ساتھی ہے، اور وہ دونوں جنت میں ہیں، اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ وہ فجور کا ساتھی ہے، اور یہ دونوں دوزخ میں ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

اورسورۂ بقرۃ آیت میں مذکور ہے کہ: لَيْسَ الْبِرَّاَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ،

اس آیت میں نیک اعمال کی فہرست دے کران سب کو''بر'' فرمایا گیا ہے، مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ اعمال''بر'' میں افضل ترین بر یہ ہے کہ اپنی محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ کی جائے، آیت مذکورہ میں ارشاد ہے تم ہرگز برّ کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی پیاری چیزوں میں سے کچھ خرچ نہ کرو، تو معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے حق کی مکمل ادائیگی اوراس سے پوری سبکدوشی اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک اپنی محبوب اور پیاری چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کریں، اسی مکمل ادائیگی کو خیر کامل یا نیکی میں کمال یا ثواب عظیم سے ترجمہ کیا گیا ہے، اور مراد یہ ہے کہ ابرار کی صفت میں داخل ہونا اس پر موقوف ہے کہ اپنی محبوب چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کی جائیں۔

آیت مذکورہ اور صحابہ کرام کا جذبہ عمل

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جوقرآنی احکام کے اولین مخاطب اوررسول کریم ﷺ کے بلا واسطہ اوراحکام قرآنی کی تعمیل کے عاشق تھے، اس آیت کے نازل ہونے پر ایک ایک نے اپنی محبوب چیزوں پر نظر ڈالی، اوران کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے حضرت محمد ﷺ کے سامنے درخواستیں ہونے لگیں، انصارِ مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار حضرت ابوطلحہؓ تھے، مسجد نبوی کے بالکل مقابل اور متصل ان کا باغ تھا، جس میں ایک کنواں بیرحاء کے نام سے موسوم تھا، اب اس کی باغ کی جگہ تو باب مجیدی کے سامنے اصطفا منزل کے نام سے ایک عمارت بنی ہوئی ہے، جس میں زائرین مدینہ قیام کرتے ہیں، مگر اسکے شمال مشرق کے گوشے میں بیرحاء اسی نام سے اب تک موجود ہے، رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی اس باغ میں تشریف لے جاتے اور بیرحاء کا پانی پیتے تھے، آپ کو اس کنویں کا پانی پسند تھا، حضرت ابوطلحہ ؓ کا یہ باغ بڑا قیمتی اور زرخیز اورانکو اپنی جائیداد میں سب سے زیادہ محبوب تھا، اس آیت کے نازل ہونے پر وہ حضرت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اورعرض کیا کہ میرے تمام اموال میں بیرحاء مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے میں اسکو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتا ہوں، آپ ﷺ جس کام میں پسند فرمائیں اسکو صرف کردیں، آپؐ نے فرمایا وہ تو عظیم الشان

besturdubooks.wordpress.com

منافع کا باغ ہے میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ آپ اپنے اقرباء میں تقسیم کردیں، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد ﷺ کے اس مشورہ کو قبول فرما کر اپنے اقرباء اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم فردیا، (یہ حدیث بخاری و مسلم کی ہے) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خیرات صرف وہ نہیں جو عام فقراء اور مساکین پر صرف کی جائے، اپنے اہل وعیال اور عزیز رشتہ داروں کو دینا بھی بڑی خیرات اور موجب ثواب ہے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنا ایک گھوڑا لئے ہوئے حاضر خامت ہوئے، اور عرض کیا کہ مجھے اپنی املاک میں یہ سب سے زیادہ محبوب ہے میں اسکو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتا ہوں ہوں، آپ ﷺ نے اس کو قبول فرمالیا لیکن ان سے لے کر انہی کے صاحب زادے اسامہ رضی اللہ عنہ کو دیدیا، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اس پر کچھ دلگیر ہوئے کہ میرا صدقہ میرے ہی گھر میں واپس آ گیا لیکن آنحضرت محمد ﷺ نے ان کی تسلی کیلئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا یہ صدقہ قبول کرلیا ہے۔ (تفسیر مظہری و معارف القرآن)

چند اور واقعات

اسی طرح کے چند اور واقعات ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب مجھے اس آیت شریفہ کا معلوم ہوا تو میں نے ان سب چیزوں میں غور کیا جو اللہ جل شانہ نے مجھے عطا فرمائیں تھیں، میں نے دیکھا کہ مجھے سب سے زیادہ محبوب اپنی باندی مرجانہ ہے۔ میں نے کہا کہ وہ اللہ کے واسطے آزاد ہے۔ اس کے بعد اگر میں اس چیز سے جس کو اللہ کے واسطے دیدیا ہو، دوبارہ نفع حاصل کرنا گوارا کرتا تو اس باندی کے آزاد کردینے کے بعد نکاح کر لیتا (کہ وہ جائز تھا اور اس سے صدقہ میں کچھ کمی نہ ہوتی تھی لیکن چونکہ اس میں صورت، صدقہ میں رجوع کی سی تھی) یہ مجھے گوارا نہ ہوا۔ اس لئے اس کا نکاح اپنے غلام حضرت نافعؒ سے کردیا

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھ رہے تھے۔ تلاوت میں جب اس آیت شریفہ میں گزر ہوا تو نماز ہی میں اشارہ سے اپنی ایک باندی کو آزاد کردیا۔ حق تعالیٰ شانہ اور اسکے پاک رسول ﷺ کے ارشادات کی وقعت اور ان پر عمل کرنے میں پیش قدمی تو کوئی ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سیکھے۔ واقعی یہی حضرات اس کے مستحق تھے کہ حضور ﷺ کے صحابی بنائے جاتے۔

besturdubooks.wordpress.com

حضورﷺ کی خدمت انہی حضرات کے شایان شان تھی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ جلولا کی باندیوں میں سے ایک باندی ان کیلئے خریدیں۔ انہوں نے ایک بہترین باندی خرید کر بھیجی۔ حضرت عمرؓ نے اس باندی کو اپنے پاس بلایا اور یہ آیت شریفہ پڑھی اور اسکو آزاد کر دیا۔

قبیلہ بنی سلیم کے ایک شخص کہتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاریؓ ریزہ نام ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ وہاں ان کے پاس اونٹ تھے اور ان کا چرانے والا ایک ضعیف آدمی تھا۔ میں بھی وہاں ان کے قریب ہی رہتا تھا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔ آپ کے چرواہے کی مدد کروں گا اور آپ کے فیوض حاصل کروں گا۔ شاید اللہ جل شانہ آپ کی برکات سے مجھے بھی نفع عطا فرما دیں۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے فرمایا میرا ساتھی وہ ہے (یعنی ایسے شخص کو میں اپنا ساتھی بنا سکتا ہوں) جو میرا کہنا مانے۔ اگر تم اس کیلئے تیار ہو تو مضائقہ نہیں ورنہ میرے ساتھ رہنے کا ارادہ نہ کرو۔ میں نے پوچھا کہ آپ کس چیز میں میری اطاعت چاہتے ہیں۔ فرمایا جب میں کوئی چیز کسی کو دینے کیلئے مانگوں تو سب سے بہتر چھانٹ کر دو۔ میں نے قبول کر لیا اور ایک زمانہ تک ان کی خدمت میں رہا۔ ان کو معلوم ہوا کہ اس گھاٹ پر جو لوگ آباد ہیں، انکو تنگی ہے۔ مجھ سے فرمایا کہ ایک اونٹ میرے اونٹوں میں لاؤ۔ میں نے حسبِ وعدہ تلاش کیا تو ان سب میں بہترین ایک اونٹ نر تھا جو بہت سدھا ہوا تھا۔ اس جیسا کوئی جانور ان میں نہیں تھا۔ میں نے اس کے لے جانے کا ارادہ کیا لیکن مجھے خیال ہوا کہ اس کی خود یہاں بھی (جفتی وغیرہ کیلئے) ضرورت رہتی ہے، اس کو چھوڑ کر باقی اونٹوں میں جو سب سے افضل اور بہتر جانور تھا وہ ایک اونٹی تھی میں اسکو لے گیا۔ اتفاق سے حضرت کی نظر اس اونٹ پر پڑ گئی جسکو میں اپنی مصلحت کی وجہ سے چھوڑ کر گیا تھا۔ مجھ سے فرمانے لگے تم نے مجھ سے خیانت کی ہے۔ میں سمجھ گیا اور اس اونٹی کو واپس لا کر وہ اونٹ لے گیا۔ حاضرینِ مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دو آدمی ایسے چاہئیں جو ایک ثواب کا کام کریں۔ دو شخصوں نے اپنے آپ کو پیش کیا کہ ہم حاضر ہیں۔ فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی عذر نہ ہو تو اس اونٹ کو ذبح کر کے اس کے گوشت کے اتنے ٹکڑے کیے جائیں جتنے گھر اس گھاٹ پر آباد ہیں اور سب گھروں میں ایک ایک ٹکڑا اس گوشت کا پہنچا دیا جائے اور میرا گھر بھی اس میں شمار کر لیا جائے اور اس میں بھی

besturdubooks.wordpress.com

اتنا ہی جائے جتنا جتنا اور گھروں میں جائے زیادہ نہ جائے۔ان دونوں نے قبول کرلیا اور تعمیل ارشاد کردی۔ جب اس سے فارغ ہو گئے تو مجھے بلایا اور فرمایا کہ مجھے یہ معلوم نہ ہوسکا کہ تم میرے اس وعدہ کو جو شروع میں ہوا تھا بھول گئے تھے تب تو میں معذور سمجھتا ہوں، یا تم نے یاد ہونے کے اسکو پس پشت ڈال دیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ میں بھولا تو نہیں تھا، مجھے وہ یاد تھا لیکن جب میں نے تلاش کیا اور یہ اونٹ سب سے افضل ملا تو مجھے آپ کی ضرورت کا خیال پیدا ہوا کہ آپ کو خود اسکی ضرورت ہے۔

فرمانے لگے محض میری ضرورت کی وجہ سے چھوڑا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ محض اسی ضرورت کی وجہ سے چھوڑا تھا۔ فرمانے لگے کہ میں اپنی ضرورت کا وقت بتاؤں، میری ضرورت کا وقت وہ ہے جب میں قبر کے گڑھے میں ڈال دیا جاؤں گا۔ وہ دن میری محتاجی کا دن ہوگا۔ تیرے ہر مال میں تین شریک ہیں۔ ایک تو مقدر شریک ہے۔ معلوم نہیں کہ تقدیر اچھے کام کو لے جائے یا برے کو، وہ کسی چیز کا انتظار نہیں کرتی (یعنی جس مال کو میں عمدہ اور بہتر اور اپنے دوسرے وقت کیلئے کارآمد سمجھ کر چھوڑ دوں، معلوم نہیں کہ وہ میرے دوسرے وقت کام آسکے گا یا نہیں، تو پھر اسی وقت کیوں نہ اس کو آخرت کا ذخیرہ بنا کر اللہ کے بنک میں جمع کر دوں)۔ دوسرا شریک وارث ہے جو ہر وقت اس انتظار میں رہتا ہے کہ کب تو گڑھے میں جاوے تا کہ وہ سارا مال وصول کرے۔ تیسرا تو خود اس مال کا شریک ہے (کہ اپنے کام میں لاسکتا ہے) پس اس کی کوشش کر کہ تو تینوں شریکوں میں کم حصہ پانے والا نہ ہو (ایسا نہ ہو کہ مقدر اسکو لے اڑے کہ وہ ضائع ہو جائے، یا وارث لے اڑے اس سے بہتر یہی ہے کہ تو اسکو جلدی سے حق تعالیٰ شانہ کے خزانے میں جمع کر دے) اس کے علاوہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ. اور یہ اونٹ جب مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تو کیوں نہ اس کو اپنے لئے مخصوص کر کے محفوظ کرلوں اور آگے بھیج دوں۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک جانور کا گوشت حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور اقدس ﷺ نے خود اسکو پسند نہیں کیا مگر وہ دوسروں کو کھانے سے منع بھی نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا کہ اسکو فقیروں کو دیدو، حضور ﷺ نے فرمایا ایسی چیزیں انکو مت دو جس کو خود کھانا پسند نہیں کرتی ہو۔

besturdubooks.wordpress.com

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ شکر خرید کر غرباء پر تقسیم کردیتے۔ حضرت کے خادم نے عرض کیا کہ اگر شکر کی بجائے کھانا دیا جایا کرے تو تو غرباء کو اس سے زیادہ نفع ہو۔ فرمایا صحیح ہے میرا بھی یہی خیال ہے لیکن حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ. اور مجھے شکر (میٹھا) زیادہ مرغوب ہے۔ یہ حضرات کسی چیز کو افضل سمجھتے ہوئے بھی حق تعالیٰ شانہ اور اسکے پاک رسولؐ کے ظاہری الفاظ پر عمل کرنے کی اکثر کوشش کیا کرتے تھے۔ اسکی بہت سی مثالیں احادیث میں موجود ہیں۔ یہ محبت کی انتہاء ہے کہ محبوب کی زبان سے نکلی ہوئی بات پر عمل کرنا ہے چاہے افضل دوسری چیز ہو۔ (از فضائل صدقات)

آیت مذکورہ کا حاصل

الغرض آیات متذکرہ کا حاصل یہ ہے کہ حق اللہ کی مکمل ادائیگی اور نیکی کا کمال جب ہی حاصل ہوسکتا ہے جب کہ آدمی اپنی محبوب چیزوں میں سے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرے، آیت مذکورہ میں چند مسائل قابلِ نظر اور یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ اول یہ کہ اس آیت میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب ہے اس سے مراد بعض حضرات مفسرین کے نزدیک صدقات واجبہ زکوٰۃ وغیرہ ہیں، اور بعض کے نزدیک صدقات نافلہ ہیں، لیکن جمہور محققین نے اسکے مفہوم کو صدقات واجبہ اور نفلیہ دونوں میں عام قرار دیا ہے، اور صحابہ کرامؓ کے واقعات متذکرہ بالا اس پر شاہد ہیں کہ ان کے یہ صدقات، صدقات نفلیہ تھے۔

اسلئے مفہوم آیت کا یہ ہوگیا کہ اللہ کی راہ میں جو صدقہ بھی ادا کرو خواہ زکوٰۃ فرض ہو یا کوئی نفلی صدقہ خیرات، ان سب میں مکمل فضیلت اور ثواب جب ہے کہ اپنی محبوب اور پیاری چیز کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو، یہ نہیں کہ صدقہ کو تاوان کی طرح سر سے ٹالنے کیلئے فالتو، بیکار، یا خراب چیزوں کا انتخاب کرو، قرآن کریم کی دوسری ایک آیت میں اس کا مضمون کو اور زیادہ واضح اس طرح بیان فرمایا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ.

besturdubooks.wordpress.com

"اے ایمان والو اپنی کمائی میں سے اور جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے اس میں سے عمدہ چیزوں کو چھانٹ کر اس میں سے خرچ کرو اور ردی کی چیز کی طرف نیت مت لے جایا کرو کہ اس میں سے خرچ کردو حالانکہ وہ چیزیں اگر تمہارے حق کے بدلے میں تمہیں دی جائیں تو تم ہرگز قبول نہ کرو گے بجز اسکے کہ کسی وجہ سے چشم پوشی کر جاؤ"۔

اس کا حاصل یہ ہوا کہ خراب اور بیکار چیزوں کا انتخاب کر کے صدقہ کرنا مقبول نہیں، بلکہ صدقہ مقبولہ جس پر مکمل ثواب ملتا ہے وہی ہے جو محبوب اور پیاری چیزوں میں سے خرچ کیا جائے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آیت میں لفظ مِمَّا سے اشارہ کر دیا گیا ہے کہ یہ مقصود نہیں ہے کہ جتنی چیزیں اپنے نزدیک محبوب اور پیاری ہیں ان سبھی کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے، بلکہ مقصد یہ ہے کہ جتنا بھی خرچ کرنا ہے اس میں اچھی اور پیاری چیز دیکھ کر خرچ کریں تو مکمل ثواب کے مستحق ہوں گے۔

تیسرا مسئلہ یہ کہ محبوب چیز خرچ کرنا صرف اسی کا نام نہیں کہ کوئی بڑی قیمت کی چیز خرچ کی جائے، بلکہ جو چیز کسی کے نزدیک عزیز اور محبوب ہے، خواہ وہ کتنی ہی قلیل اور قیمت کے اعتبار سے کم ہو، اس کے خرچ کرنے سے بھی اس "بر" کا مستحق ہو جائیگا، حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ جو چیز آدمی اخلاص کیساتھ اللہ کی رضا کیلئے خرچ کرے وہ اگرچہ ایک کھجور کا دانہ ہی ہو اس سے بھی انسان اس ثواب عظیم اور برّ کامل کا مستحق ہو جاتا ہے جس کا اس آیت میں وعدہ کیا گیا ہے۔

چوتھا مسئلہ: یہ ہے کہ اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں جس خیر عظیم اور بر کا ذکر ہے اس سے وہ غریب لوگ محروم رہیں گے جن کے پاس خرچ کرنے کے لئے مال نہیں، کیونکہ آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ خیر عظیم بغیر محبوب مال خرچ کئے حاصل نہیں کی جا سکتی، اور فقراؤ مساکین کے پاس مال ہی نہیں جس کے ذریعے ان کی یہاں تک رسائی ہو، لیکن غور کیا جائے تو آیت کا یہ مفہوم نہیں کہ خیر عظیم اور ثواب عظیم حاصل کرنا چاہیں تو بجز مال محبوب کے خرچ کرنے کے ان کا یہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا، بلکہ بات یہ ہے کہ یہ خیر عظیم کسی دوسرے ذریعہ سے مثلاً عبادت، ذکر اللہ، تلاوت قرآن، کثرت نوافل سے بھی حاصل کی جا سکتی ہے، اس لئے فقراؤ غرباء کو بھی یہ خیر عظیم دوسرے ذرائع سے حاصل ہو سکتی ہے، جیسا کہ بعض روایات حدیث میں صراحتہ بھی یہ مضمون آیا ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

پانچواں مسئلہ: یہ ہے کہ مال کے محبوب ہونے سے کیا مراد ہے؟ قرآن کی دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ محبوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز اس کے کام میں آ رہی ہو اور اس کو اس چیز کی حاجت ہو، فالتو اور بیکار نہ ہو، قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ اللہ کے مقبول بندے وہ ہیں جو حاجتمندوں کو کھانا کھلاتے ہیں، باوجود اس کے کہ اس کھانے کی ان کو بھی ضرورت ہے

اسی طرح دوسری آیت میں اسی مضمون کی اور زیادہ وضاحت اس طرح فرمائی کہ اللہ کے نیک بندے اپنے اوپر دوسروں کو مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود بھی حاجتمند ہوں۔

چھٹا مسئلہ: یہ ہے کہ آیت میں بتلایا گیا ہے کہ خیر کامل اور ثواب عظیم اور صف ابرار میں داخلہ اس پر موقوف ہے کہ اپنی محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ کریں، مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضرورت سے زائد فالتو مال خرچ کرنے والے کو کوئی ثواب ہی نہ ملے، بلکہ آیت کے آخر میں جو یہ ارشاد ہے کہ تم جو کچھ مال خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے؛ آیت کے اس جملہ کا مفہوم یہ ہے کہ اگرچہ خیر کامل اور صف ابرار میں داخلہ خاص محبوب چیز خرچ کرنے پر موقوف ہے لیکن مطلق ثواب سے کوئی صدقہ خالی نہیں، خواہ محبوب چیز خرچ کریں یا زائد اور فالتو اشیاء ہاں مکروہ اور ممنوع یہ ہیں کہ کوئی آدمی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے یہی طریقہ اختیار کرلے کہ جب خرچ کرے فالتو اور خراب چیز کا انتخاب کر کے خرچ کیا کرے، لیکن جو شخص صدقہ خیرات میں اپنی محبوب اور عمدہ چیزیں بھی خرچ کرتا ہے، اور اپنی ضرورت سے زائد چیزیں، بچا ہوا کھانا یا پرانے کپڑے، عیب دار برتن یا استعمالی چیزیں بھی خیرات میں دے دیتا ہے، وہ ان چیزوں کا صدقہ کرنے سے کسی گناہ کا مرتکب نہیں بلکہ اس کو ان پر بھی ضرور ثواب ملے گا، اور محبوب چیزوں کے خرچ کرنے پر اس کو خیر عظیم بھی حاصل ہوگی، اور صف ابرار میں ان کا داخلہ بھی ہوگا۔ آیت کے اس آخری جملہ میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ آدمی جو کچھ خرچ کرتا ہے اس کی اصلی حقیقت اللہ پر روشن ہے کہ وہ اس کے نزدیک محبوب ہے یا نہیں، اور اخلاص کے ساتھ اللہ کی رضا کے لئے خرچ کر رہا ہے یا ریاء وشہرت کے لئے، محض کسی کا زبانی دعویٰ اس کے لئے کافی نہیں کہ میں اپنی محبوب چیز کو اللہ کے لئے خرچ کر رہا ہوں، بلکہ علیم وخبیر جو دل کے پوشیدہ رازوں سے واقف ہے، دیکھ رہا ہے کہ واقع میں اس کے لئے خرچ کا کیا درجہ ہے۔

(بحوالہ تفسیر مظہری ومعارف القرآن)

besturdubooks.wordpress.com

چھٹی آیت

درود وسلام کا حکم

اِنَّ اللّٰـهَ وَمَلٰٓئِكَتَـهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْـهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا.

ترجمہ:...اللہ اور اسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر، اے ایمان والو! رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر۔

تفسیر...اس سے پہلی آیت میں رسول اللہ ﷺ کی کچھ خصوصیات وامتیازات کا ذکر تھا، جن کے ضمن میں ازواج مطہرات کے پردہ کا حکم آیا تھا، اور آگے بھی کچھ احکام پردے کے آئیں گے، درمیان میں اس چیز کا حکم دیا گیا جس کیلئے یہ سب خصوصیات وامتیازات رکھے گئے ہیں، وہ رسول اللہ ﷺ کی عظمت وشان کا اظہار اور آپ کی عظمت ومحبت اور اطاعت کی ترغیب ہے۔ اصل مقصود آیت کو مسلمانوں کا یہ حکم دینا تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجا کریں، مگر اسکی تعبیر وبیان میں اس طرح فرمایا کہ پہلے حق تعالیٰ نے خود اپنا اور اپنے فرشتوں کا رسول اللہ ﷺ کیلئے عمل صلوٰۃ کا ذکر فرمایا، اس کے بعد عام مؤمنین کو اس کا حکم دیا، جس میں آپ کے شرف اور عظمت کو اتنا بلند فرما دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں جس کام کا حکم مسلمانوں کو دیا جاتا ہے وہ کام ایسا ہے کہ خود حق تعالیٰ اور اسکے فرشتے بھی وہ کام کرتے ہیں تو عام مؤمنین جن پر رسول اللہ ﷺ کے احسانات بے شمار ہیں ان کو تو اس عمل کا بڑا اہتمام کرنا چاہئے۔ اور ایک فائدہ اس تعبیر میں یہ بھی ہے کہ اس سے درود وسلام بھیجنے والے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کام میں شریک فرمالیا جو کام حق تعالیٰ خود بھی کرتے ہیں اور اسکے فرشتے بھی۔

besturdubooks.wordpress.com

صلوٰۃ وسلام کے معنی

لفظ صلوٰۃ عربی زبان میں چند معنی کیلئے استعمال ہوتا ہے رحمت، دعا، مدح وثناء، آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف جو نسبت صلوٰۃ کی ہے اس سے مراد رحمت نازل کرنا ہے، اور فرشتوں کی طرف سے صلوٰۃ ان کا آپ ﷺ کیلئے دعا کرنا ہے، اور عام مؤمنین کی طرف سے صلوٰۃ کا مفہوم دعاء اور مدح ثناء کا مجموعہ ہے۔ عام مفسرین نے یہی معنی لکھے ہیں۔ اور امام بخاریؒ نے ابوالعالیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ سے مراد آپ ﷺ کی تعظیم اور فرشتوں کے سامنے مدح وثناء ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کی تعظیم دنیا میں تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کو بلند مرتبہ عطا فرما دیا کہ اکثر مواقع اذان واقامت وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کیساتھ آپ ﷺ کا ذکر شامل کر دیا ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دین کو دنیا بھر میں پھیلا دیا، اور غالب کیا، اور آپ ﷺ کی شریعت کا عمل قیامت تک جاری رکھا، اس کیساتھ آپ ﷺ کی شریعت کو محفوظ رکھنے کا ذمہ حق تعالیٰ نے لے لیا، اور آخرت میں آپ ﷺ کی تعظیم یہ ہے کہ آپ ﷺ کا مقام تمام خلائق سے بلند وبالا کیا، اور جس وقت کسی پیغمبر اور فرشتے کو شفاعت کی مجال نہ تھی اس حال میں آپ ﷺ کو مقام شفاعت عطا فرمایا، جس کو مقام محمود کہا جاتا ہے۔

اس معنی پر جو یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ صلوٰۃ وسلام میں تو روایات حدیث کے مطابق آپ کیساتھ آپؐ کے آل واصحاب کو بھی شامل کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور مدح وثناء میں آپؐ کے سوا کسی کو شریک کیا جاسکتا ہے؟ اسکا جواب روح المعانی وغیرہ میں یہ دیا گیا ہے کہ تعظیم اور مدح وثناء وغیرہ کے درجات بہت ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو اسکا اعلیٰ درجہ حاصل ہے، اور ایک درجہ میں آل و اصحاب اور عام مؤمنین بھی شامل ہیں۔

ایک شبہ کا جواب

اور ایک لفظ صلوٰۃ سے بیک وقت متعدد معنی رحمت، دعا، تعظیم وثنا، مراد لینا جو اصلاح میں عمومِ مشترک کہلاتا ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک وہ جائز نہیں، اسلئے اسکی یہ توجیہ ہوسکتی ہے کہ لفظ صلوٰۃ کے اس جگہ ایک ہی معنی لئے جائیں، یعنی آپؐ کی تعظیم اور مدح ثناء اور خیر خواہی پھر یہ معنی

besturdubooks.wordpress.com

جب اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوں تو اسکا حاصل رحمت ہوگا، عام مؤمنین کی طرف منسوب کیا جائے تو دعاء، اور مدح وثناء، تعظیم کا مجموعہ ہوگا۔

اور لفظ سلام مصدر بمعنی السلامۃ ہے، جیسے ملام بمعنی ملامت مستعمل ہوتا ہے، اور مراد اس سے نقائص وعیوب اور آفتوں سے سالم رہنا ہے۔ اور السلام علیک کے معنی یہ ہیں کہ نقائص اور آفات سے سلامتی آپ کیساتھ رہے۔ اور عربی زبان کے قاعدہ سے یہاں حرف علیٰ کا موقع نہیں، مگر چونکہ لفظ سلام معنی ثناء کو متضمن ہے، اسلئے حرف علیٰ کیساتھ علیک یا علیکم کہا جاتا ہے۔ اور بعض حضرات نے یہاں لفظ سلام سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات لی ہے، کیونکہ سلام اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے تو مراد السلام علیک کی یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی حفاظت ورعایت پر متولی اور کفیل ہے۔

صلوٰۃ وسلام کا طریقہ

صحیح بخاری ومسلم وغیرہ سب کتب حدیث میں یہ حدیث آئی ہے کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (جب یہ آیت نازل ہوئی تو) ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے سوال کیا کہ (آیت میں ہمیں دو چیزوں کا حکم ہے صلوٰۃ اور سلام) سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے (السّلام علیک ایھا النبی کہتے ہیں) صلوٰۃ کا طریقہ بھی بتلا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ الفاظ کہا کرو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَابَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

دوسری روایات میں اس میں کچھ کلمات اور بھی منقول ہیں۔

اور صحابہ کرام کے سوال کرنے کی وجہ غالباً یہ تھی کہ انکو سلام کرنے کا طریقہ تو تشہد (یعنی التحیات) میں پہلے سکھایا جا چکا تھا کہ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ. کہا جائے، اسلئے لفظ صلوٰۃ میں انہوں نے اپنی طرف سے الفاظ مقرر کرنا پسند نہیں کیا، خود رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر کے الفاظ صلوٰۃ متعین کرنے اسی لئے نماز میں عام طور پر انہی الفاظ کیساتھ صلوٰۃ کو اختیار کیا گیا ہے، مگر یہ کوئی ایسی تعیین نہیں جس میں تبدیلی ممنوع ہو، کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ

besturdubooks.wordpress.com

سے صلوٰۃ یعنی درود شریف کے بہت سے مختلف صیغے منقول وماثور ہیں صلوٰۃ وسلام کے حکم کی تعمیل ہراس صیغہ سے ہوسکتی ہے جس میں صلوٰۃ وسلام کے الفاظ ہوں۔اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ الفاظ آنحضرت محمد ﷺ سے منقول ہیں وہ زیادہ بابرکت اور زیادہ ثواب کے موجب ہیں، اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے الفاظ صلوٰۃ آپ سے متعین کرانے کا سوال فرمایا تھا۔

مسئلہ..... قعدہ نماز میں تو قیامت تک الفاظ صلوٰۃ وسلام اسی طرح کہنا مسنون ہے، جس طرح اوپر منقول ہوئے ہیں اور خارج نماز میں جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود مخاطب ہوں جیسا کہ آپؐ کے عہد مبارک میں وہاں تو وہی الفاظ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ کے اختیار کیے جائیں، آپ ﷺ کی وفات کے بعد روضۂ اقدس کے سامنے جب سلام عرض کیا جائے تو اس میں بھی صیغہ السلام علیک کا اختیار کرنا مسنون ہے۔اسکے علاوہ جہاں غائبانہ صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے تو صحابہ وتابعین اور ائمہ امت سے صیغہ غائب کا استعمال کرنا منقول ہے، مثلاً صلی اللہ علیہ وسلم" جیسا کہ عام محدثین کی کتابیں اس سے لبریز ہیں۔

صلوٰۃ وسلام کے مذکورہ طریقہ کی حکمت

جو طریقہ صلوٰۃ وسلام کا رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک اور آپ ﷺ کے عمل سے ثابت ہوا اسکا حاصل یہ ہے کہ ہم سب مسلمان آپ ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ سے رحمت وسلامتی کی دعا کریں، یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مقصود آیت کا تو یہ تھا کہ ہم آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم کا حق خود ادا کریں، مگر طریقہ یہ بتلایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حق تعظیم واطاعت پورا ادا کرنا ہمارے کسی کے بس میں نہیں، اس لئے ہم پر یہ لازم کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔

صلوٰۃ وسلام کے احکام

نماز کے قعدہ اخیرہ میں صلوٰۃ (درود شریف) سنت مؤکدہ تو سب کے نزدیک ہے، امام شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ کے نزدیک واجب ہے، جس کے ترک سے نماز واجب اعادہ ہوجاتی ہے۔

مسئلہ... اس پر بھی جمہور فقہاء کا اتفاق ہے جب کوئی آنحضرت ﷺ کا ذکر کرے یا سنے تو اس پر درود

besturdubooks.wordpress.com

شریف واجب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حدیث میں آپ ﷺ کے ذکر مبارک کے وقت درود شریف نہ پڑھنے پر وعید آئی ہے، جامع ترمذی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ذلیل ہو وہ آدمی جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

مسئلہ... اگر ایک مجلس میں آپ کا ذکر بار بار آئے تو صرف ایک مرتبہ درود پڑھنے سے واجب ادا ہو جاتا ہے، لیکن مستحب یہ ہے کہ جتنی بار ذکر مبارک خود کرے یا کسی سے سنے ہر مرتبہ درود شریف پڑھے۔ حضرات محدثین سے زیادہ کون آپ کا ذکر کر سکتا ہے کہ ان کا ہر وقت کا مشغلہ ہی حدیث رسولؐ ہے، جس میں ہر وقت بار بار آپ کا ذکر آتا ہے تمام ائمہ حدیث کا دستور یہی رہا ہے کہ ہر مرتبہ درود سلام پڑھتے اور لکھتے ہیں۔ تمام کتب حدیث اس پر شاہد ہیں انہوں نے اس کی بھی پرواہ نہیں کی کہ اس تکرار صلوٰۃ وسلام سے کتاب کی ضخامت کافی بڑھ جاتی ہے کیونکہ اکثر تو چھوٹی چھوٹی حدیثیں آتی ہیں جن میں ایک دو سطر کے بعد نام مبارک آتا ہے، اور بعض جگہ تو ایک سطر میں ایک سے زیادہ مرتبہ نام مبارک مذکور ہوتا ہے، حضرات محدثین کہیں صلوٰۃ وسلام ترک نہیں کرتے۔

مسئلہ... ذکر مبارک کے وقت افضل واعلیٰ اور مستحب تو یہی ہے کہ صلوٰۃ اور سلام دونوں پڑھیں اور لکھے جائیں، لیکن اگر کوئی شخص ان میں سے ایک یعنی صرف صلوٰۃ یا صرف سلام پر اکتفاء کرے تو جمہور فقہاء کے نزدیک کوئی گناہ نہیں شیخ الاسلام نوویؒ وغیرہ نے دونوں میں سے صرف ایک پر اکتفاء کرنا مکروہ فرمایا ہے۔ ابن حجر ہیثمیؒ نے فرمایا کہ ان کی مراد کراہت سے خلاف اولیٰ ہونا ہے، جس کو اصطلاح میں مکروہ تنزیہی کہا جاتا ہے۔ اور علماء امت کا مسلسل عمل اس پر شاہد ہے کہ وہ دونوں ہی کو جمع کرتے ہیں، اور بعض اوقات ایک پر بھی اکتفاء کر لیتے ہیں۔

(بحوالہ معارف القرآن از مفتی اعظمؒ)

besturdubooks.wordpress.com

ساتویں آیت

ناحق مال کھانے کی ممانعت

وَلَاتَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ.

ترجمہ:...اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں اور نہ پہنچاؤ ان کو حاکموں تک کہ کھا جاؤ کوئی حصہ لوگوں کے مال میں سے ظلم کر کے (ناحق) اور تم کو معلوم ہے۔

تفسیر...اس آیت میں حرام طریقوں سے مال حاصل کرنے اور استعمال کرنے کی ممانعت ہے، جس طرح اس سے پہلے اسی سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۶۸ میں حلال طریقہ پر حاصل کرنے اور استعمال کرنے کی اجازت کا بیان ہے، جس میں ارشاد ہے: **يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَاتَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ، اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ.** "یعنی اے لوگو کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے جو چیزیں حلال اور ستھری ہیں اور شیطان کے قدم پر نہ چلو، کیونکہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے"۔

اور سورۂ نحل میں ارشاد فرمایا: **فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ.** "یعنی کھاؤ جو روزی دی تم کو اللہ تعالیٰ نے حلال اور پاک اور شکر کرو اللہ کے احسان کا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو"۔

کسب مال کے اچھے برے ذرائع اور اچھائی برائی کا معیار

جس طرح مال کی ضرورت اور مدارِ زندگی ہونے پر ساری دنیا اور اسکی ہر قوم وملت کا اتفاق ہے، اسی طرح اس پر بھی اتفاق ہے کہ اسکی تحصیل کے کچھ ذرائع پسندیدہ اور جائز ہیں، کچھ ناپسند اور ممنوع ہیں، چوری، ڈاکہ، دھوکہ، فریب کو ساری دنیا ہی برا سمجھتی ہے، لیکن ان ذرائع کے

besturdubooks.wordpress.com

جائز اور نا جائز ہونے کا کوئی صحیح معیار عام طور پر لوگوں کے ہاتھ میں نہیں، اور ہو بھی نہیں سکتا، کیونکہ اسکا تعلق پوری دنیا کے انسانوں کی صلاح وفلاح سے ہے اور پورا عالم انسانیت اس سے متاثر ہوتا ہے، اسکا صحیح اور معقول معیار صرف وہی ہوسکتا ہے جو رب العالمین کی طرف سے بذریعہ وحی بھیجا گیا ہو، ورنہ اگر خود انسان اسکا معیار بنانے کا مختار ہو تو جو لوگ اسکا قانون بنائیں گے وہ اپنی قوم یا اپنے وطن یا اپنی ملت کے بارے میں جو کچھ سوچیں گے وہ عادت کے مطابق اس سے مختلف ہوگا جو دوسری قومیں اور وطنوں کے متعلق سوچا جائیگا۔ اور بین الاقوامی کانفرنسوں کی صورت میں پوری دنیا کی نمائندگی کی جائے تو تجربہ شاید یہ ہے کہ وہ بھی ساری مخلوق کو مطمئن کرنے کا ذریعہ نہیں بن سکتی، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ قانونی ناانصافی انجام کار جنگ وجدل اور فساد کی صورت اختیار کرے گی۔

شریعت اسلام نے جو حلال وحرام جائز ونا جائز کا جو قانون بنایا ہے وہ صراحۃً وحی سے ہے یا اس سے مستفاد، اور وہی ایک ایسا معقول، فطری، اور جامع قانون ہے جو ہر قوم وملت اور ہر ملک ووطن میں چل سکتا ہے، اور امن عامہ کا ضامن ہوسکتا ہے، کیونکہ اس قانون الٰہی میں قابل اشتراک چیزوں کو مشترک اور وقف عام رکھا گیا ہے، جس میں تمام انسان مساوی حق رکھتے ہیں، جیسے ہوا، پانی خودرو گھاس، آگ کی حرارت اور غیر مملوک جنگلات اور غیر آباد پہاڑی جنگلات کی پیداوار وغیرہ کہ ان میں سب انسانوں کا مشترک حق ہے، کسی کو ان پر مالکانہ قبضہ جائز نہیں، اور جن چیزوں کے اشتراک میں انسانی معاشرت میں خلل پیدا ہوتا ہے، یا نزاع وجدال کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں ان میں انفرادی ملکیت کا قانون جاری فرمایا گیا، کسی زمین یا اسکی پیداوار پر ابتدائی ملکیت کا قانون جدا ہے، اور پھر انتقالِ ملکیت کا جدا اس قانون کی ہر دفعہ میں اسکا لحاظ رکھا گیا ہے کہ کوئی انسان ضروریات زندگی سے محروم نہ رہے، بشرطیکہ وہ اپنی جدوجہد انکی تحصیل میں خرچ کرے، اور کوئی انسان دوسروں کے حقوق غصب کرکے یا دوسروں کو نقصان پہنچا کر سرمایہ کو محدود افراد میں مقید نہ کردے، انتقالِ ملکیت خواہ بعد الموت وراثت کے قانونِ الٰہی کے مطابق ہو، یا پھر بیع وشراء وغیرہ کے ذریعہ فریقین کی رضامندی سے ہو، مزدوری ہو یا کسی مال کا معاوضہ دونوں میں اسکو ضروری قرار دیا گیا کہ معاملہ میں کوئی دھوکہ فریب، یا تلبیس نہ ہو، اور کوئی ایسا ابہام اور اجمال نہ رہے، جس کی وجہ

besturdubooks.wordpress.com

سے باہمی منازعات کی نوبت آئے۔

نیز اسکی بھی رعایت رکھی گئی ہے کہ فریقین جو رضامندی دے رہے ہیں وہ حقیقی رضامندی ہو، کسی انسا پر دباؤ ڈال کر کوئی رضامندی نہ لی گئی ہو، شریعت اسلام میں جتنے معاملات باطل یا فاسد اور گناہ کہلاتے ہیں ان سب کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ان میں وجوہ مذکور میں کسی وجہ سے خلل ہوتا ہے، کہیں دھوکہ فریب ہوتا ہے، کہیں نامعلوم چیز یا نامعلوم عمل کا معاوضہ ہوتا ہے کہیں کسی کا حق غصب ہوتا ہے، کہیں کسی کو نقصان پہنچا کر اپنا نفع کیا جاتا ہے، کہیں حقوق عامہ میں ناجائز تصرف ہوتا ہے، سود، قمار وغیرہ کو حرام قرار دینے کی اہم وجہ یہ ہے کہ وہ حقوق عامہ کیلئے مضر ہیں، ان کے نتیجہ میں چند افراد پلتے بڑھتے ہیں، اور پوری ملت مفلس ہوتی ہے، ایسے معاملات فریقین کی رضامندی سے بھی اسلئے حلال نہیں کہ وہ پوری ملت کیخلاف ایک جرم ہے، آیت مذکورہ ان تمام ناجائز صورتوں پر حاوی ہے:

وَلَاتَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ، یعنی نہ کھاؤ ایک دوسرے کا مال ناجائز طریق پر اس میں ایک بات تو یہ قابلِ غور ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ میں اَمْوَالَكُمْ آیا ہے، جس کے اصلی معنی ہیں اپنے اموال، جس میں اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ تم جو کسی دوسرے کے مال میں ناجائز تصرف کرتے ہو، تو یہ غور کرو کہ دوسرے شخص کو بھی اپنے مال سے ایسی ہی محبت اور تعلق ہوگا جیسا تمہیں اپنے مال سے ہے، اگر وہ تمہارے مال میں ایسا ناجائز تصرف کرتا تو تمہیں جو دکھ پہنچتا اسکا اس وقت بھی ایسا ہی احساس کرو، کہ گویا وہ تمہارا مال ہے۔

اسکے علاوہ اشارہ اسطرف بھی ہوسکتا ہے کہ جب ایک شخص دوسرے کے مال میں ناجائز تصرف کرتا ہے تو اسکا فطری نتیجہ یہ ہے کہ اگر یہ رسم چل پڑی تو دوسرے اسکے مال میں ایسا ہی تصرف کریں گے، اس حیثیت سے کسی شخص کے مال میں ناجائز تصرف درحقیقت اپنے مال میں ناجائز تصرف کیلئے راستہ ہموار کرنا ہے، غور کیجئے اشیاء ضرورت میں ملاوٹ کی رسم چل جائے، کوئی گھی میں تیل یا چربی ملاکر زائد پیسے حاصل کرے، تو اس کو جب دودھ خریدنے کی ضرورت پڑے گی دودھ والا اس میں پانی ملاکر دیگا، مسالہ کی ضرورت ہوگی اسمیں ملاوٹ ہوگی، دوا کی ضرورت ہوگی اسمیں بھی یہی منظر سامنے آئے گا، تو جتنے پیسے ایک شخص نے ملاوٹ کرکے زائد حاصل کر لئے دوسرا آدمی...

besturdubooks.wordpress.com

پیسے اسکی جیب سے نکال لیتا ہے، اسی طرح دوسرے کے پیسے تیسرا نکال لیتا ہے، یہ بیوقوف اپنی جگہ پیسوں کی زیادتی شمار کر کے خوش ہوتا ہے، مگر انجام نہیں دیکھتا کہ اسکے پاس کیا رہا، تو جو کوئی دوسرے کے مال کو غلط طریقے سے حاصل کرتا ہے درحقیقت وہ اپنے مال کے ناجائز تصرف کا دروازہ کھولتا ہے۔

دوسری بات قابلِ غور یہ ہے کہ اس ارشاد خداوندی کے الفاظ عام ہیں کہ باطل اور ناجائز طریق سے کسی کا مال نہ کھاؤ، اسمیں کسی کا مال غصب کر لینا بھی داخل ہے، چوری اور ڈاکہ بھی، جن میں دوسرے پر ظلم کر کے جبراً مال چھین لیا جاتا ہے، اور سود، قمار، رشوت اور تمام بیوع فاسدہ اور معاملات فاسدہ بھی جواز روئے شرع جائز نہیں، اگرچہ فریقین کی رضامندی بھی متحقق ہو، جھوٹ بول کر یا جھوٹی قسم کھا کر مال حاصل کر لینا ایسی کمائی جسکو شریعت اسلام نے ممنوع قرار دیا ہے، اگرچہ اپنی جان کی محنت ہی سے حاصل کی گئی ہو وہ سب حرام اور باطل ہیں، اور قرآن کے الفاظ میں اگرچہ کھانے کی ممانعت مذکور ہے، لیکن مراد اس جگہ صرف کھانا ہی نہیں بلکہ مطلقاً استعمال کرنا ہے کھا پی کر، یا پہن کر یا دوسرے طریقہ کے استعمال سے مگر محاورات میں ان سب قسم کے استعمالوں کو کھالینا ہی بولا جاتا ہے، کہ فلاں آدمی فلاں کا مال کھا گیا، اگرچہ وہ مال کھانے پینے کے لائق نہ ہو۔

شانِ نزول

یہ آیت ایک خاص واقعہ میں نازل ہوئی ہے، واقعہ یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام میں سے دو صاحبوں کا آپس میں ایک زمین پر جھگڑا ہوا، مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں پیش ہوا، مدعی کے پاس گواہ نہ تھے، آنحضرت محمد ﷺ نے شرعی ضابطہ مدعا علیہ کو حلف کرنے کا حکم دیا، وہ حلف پر آمادہ ہو گیا، اس وقت حضرت محمد ﷺ نے بطور نصیحت ان کو یہ آیت سنائی: اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔

جس میں قسم کھا کر کوئی مال حاصل کرنے پر وعید مذکور ہے، صحابی نے جب یہ آیت سنی تو قسم کھانے کو ترک کر دیا اور زمین مدعی کے حوالہ کر دی (روح المعانی)

اس واقعہ میں یہ آیت نازل ہوئی، جس میں ناجائز طریق پر کسی کا مال کھانے یا حاصل

besturdubooks.wordpress.com

کرنے کو حرام قرار دیا ہے، اور اسکے آخر میں خاص طور پر جھوٹا مقدمہ بنانے اور جھوٹی قسم کھانے اور جھوٹی شہادت دینے اور دلوانے کی سخت ممانعت اور اس پر وعید آئی ہے، ارشاد ہے: وَتُدْلُوْا بِھَآ اِلَی الْحُکَّامِ لِتَاْکُلُوْا فَرِیْقًامِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ.

یعنی نہ لے جاؤ اموال کے مقدمات حکام تک، تا کہ ان کے ذریعہ تم لوگوں کے اموال کا کوئی حصہ کھا جاؤ بطریق گناہ جب کہ تم جانتے بھی ہو کہ اس میں تمہارا کوئی حق نہیں، تم جھوٹا مقدمہ بنا رہے ہو، وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی مغالطہ کی بناء پر اس چیز کو اپنا حق سمجھتا ہے، وہ اگر عدالت میں دعویٰ دائر کر کے اسکو حاصل کرنے کی کوشش کرے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں، اسی جیسے ایک واقعہ میں آنحضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّاَنْتُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ وَلَعَلَّ بَعْضَکُمْ اَنْ یَّکُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِہٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِیْ لَہٗ عَلٰی نَحْوِ مَآ اَسْمَعُ مِنْہُ فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِشَیْءٍ مِنْ حَقِّ اَخِیْہِ فَلَا یَاْخُذَنَّہٗ فَاِنَّمَآ اَقْطَعُ لَہٗ قِطْعَۃً مِّنَ النَّارِ. (رواہ البخاری ومسلم عن ام سلمہؓ)

"یعنی میں ایک انسان ہوں اور تم میرے پاس اپنے مقدمات لاتے ہو، اسمیں یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے معاملہ کو زیادہ رنگ آمیزی کیساتھ پیش کرے، اور میں اسی سے مطمئن ہو کر اسکے حق میں فیصلہ کر دوں تو (یاد رکھو کہ حقیقت حال تو صاحبِ معاملہ کو خود معلوم ہوتی ہے) اگر فی الواقع وہ اسکا حق نہیں ہے تو اسکو لینا نہیں چاہئے، کیونکہ اس صورت میں جو کچھ میں اسکو دوں گا وہ جہنم کا ایک قطعہ ہوگا"۔

آنحضرت محمد ﷺ نے اس ارشاد میں واضح فرمادیا کہ اگر امام یا قاضی یا امام المسلمین کسی مغالطہ کی وجہ سے کوئی فیصلہ کر دے جس میں ایک کا حق دوسرے کو ناجائز طور پر مل رہا ہو، تو اس عدالتی فیصلہ کی وجہ سے وہ اس کیلئے حلال نہیں ہو جاتا اور جس کیلئے حلال ہے اس کیلئے حرام نہیں ہو جاتا، الغرض عدالت کا فیصلہ کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں بناتا، اگر کوئی شخص دھوکہ فریب یا جھوٹی شہادت یا جھوٹی قسم کے ذریعہ کسی کا مال بذریعہ عدالت لے لے، تو اسکا وبال اسکی گردن پر رہے گا اسکو چاہئے کہ آخرت کے حساب وکتاب اور علیم وخبیر کی عدالت میں پیشی کا خیال کر کے اسکو چھوڑ دے۔

besturdubooks.wordpress.com

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جن معاملات میں کوئی عقد یا فسخ ہوتا ہو اور جن میں قاضی یا جج کو بھی شرعاً اختیارات حاصل ہوتے ہیں، ایسے معاملات میں اگر جھوٹی قسم یا جھوٹی شہادت کی بناء پر بھی کوئی فیصلہ قاضی نے صادر کر دیا تو شرعاً وہ عقد یا فسخ صحیح ہو جائیگا، اور حلال وحرام کے احکام اس پر عائد ہو جائیں گے، اگر چہ جھوٹ بولنے اور جھوٹی شہادت دلوانے کا وبال اسکی گردن پر رہے گا۔

مالِ حلال کی برکات اور حرام کی نحوست

حرام سے بچنے اور حلال کے حاصل کرنے کیلئے قرآن کریم نے مختلف مقامات میں مختلف عنوانات سے تاکیدیں فرمائی ہیں، ایک آیت میں اسکی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ انسان کے اعمال واخلاق میں بہت بڑا دخل حلال کھانے کو ہے، اگر اسکا کھانا پینا حلال نہیں تو اس سے اخلاقِ حمیدہ اور اعمالِ صالحہ کا صدور مشکل ہے، ارشاد ہے: یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ. "یعنی اے گروہ انبیاء حلال اور پاک چیزیں کھاؤ، اور نیک عمل کرو، میں تمہارے اعمال کی حقیقت سے واقف ہوں"۔

اس آیت میں حلال کھانے کے ساتھ عملِ صالحہ کا حکم فرما کر اشارہ کر دیا ہے کہ اعمالِ صالحہ کا صدور جب ہی ہوسکتا ہے جبکہ انسان کا کھانا پینا حلال ہو، اور آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یہ بھی واضح فرما دیا کہ اس آیت میں اگر چہ خطاب انبیاء علیہم السلام کو ہے، مگر یہ حکم کچھ انہیں کیساتھ مخصوص نہیں، بلکہ سب مسلمان اسکے مامور ہیں، اس حدیث کے آخر میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حرام مال کھانے والے کی دعاء قبول نہیں ہوتی، بہت سے آدمی عبادت وغیرہ میں مشقت اٹھاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ دعاء کیلئے پھیلاتے ہیں، اور یارب یارب پکارتے ہیں، مگر کھانا انکا حرام، پینا انکا حرام، لباس انکا حرام، ہے تو ان کی یہ دعا کہاں قبول ہوسکتی ہے۔

رسولِ کریم ﷺ کی تعلیمات کا ایک بہت بڑا حصہ اسی کام کیلئے وقف رہا ہے کہ امت کو حرام سے بچانے اور حلال کے استعمال کرنے کی ہدایتیں دیں۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے حلال کھایا اور سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اسکی ایذاؤں سے محفوظ رہے وہ جنت میں جائیگا، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج کل تو یہ

besturdubooks.wordpress.com

حالات آپ ﷺ کی امت میں عام ہیں، بیشتر مسلمان ان کے پابند ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! آئندہ بھی ہر زمانہ میں ایسے لوگ رہیں گے جو ان احکام کے پابند ہوں گے (یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے، اور اسکو صحیح فرمایا ہے)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ چار خصلتیں ایسی ہیں جب وہ تمہارے اندر موجود ہوں تو پھر دنیا میں کچھ حاصل نہ ہو تو تمہارے لئے کافی ہیں، وہ چار خصلتیں یہ ہیں کہ ایک امانت کی حفاظت، دوسرے سچ بولنا، تیسرے حسنِ خلوق، چوتھے کھانے میں حلال کا اہتمام۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد ﷺ سے درخواست کی کہ میرے لئے یہ دعاء فرمادیجئے کہ میں مقبول الدعاء ہوجاؤں، جو دعا کیا کروں قبول ہوا کرے، آپ ﷺ نے فرمایا ایک سعد رضی اللہ عنہ! اپنا کھانا حلال اور پاک بنالو، مستجاب الدعوات ہوجاؤ گے، اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے بندہ جب اپنے پیٹ میں حرام لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک اسکا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا، اور جس شخص کا گوشت حرام مال سے بنا ہوا اس گوشت کیلئے تو جہنم کی آگ ہی لائق ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتا جب تک اس کا قلب اور زبان مسلم نہ ہوجائے، اور جب تک اسکے پڑوسی اسکی ایذاؤں سے محفوظ نہ ہوجائیں، اور جب کوئی بندہ مالِ حرام کماتا ہے پھر اسکو صدقہ کرتا ہے تو وہ قبول نہیں ہوتا، اور اگر اس میں سے خرچ کرتا ہے تو برکت نہیں ہوتی، اور اگر اسکو اپنے وارثوں کیلئے چھوڑ جاتا ہے تو وہ جہنم کی طرف جانے کیلئے اسکا توشہ ہوتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ بری چیز سے برے عمل کو نہیں دھوتے، ہاں اچھے عمل سے برے عمل کو دھو دیتے ہیں۔

محشر میں ہر انسان سے پانچ اہم سوالات

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَاتَزَالُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ اَرْبَعٍ عَنْ عُمْرِهٖ فِيْمَا اَفْنَهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَآ اَفْنَاهُ وَعَنْ مَّالِهٖ مِنْ

besturdubooks.wordpress.com

اَیْنَ اکْتَسَبَهٗ وَفِیْمَا اَنْفَقَهٗ وَعَنْ عِلْمِهٖ مَاذَا عَمِلَ فِیْهِ.

یعنی "قیامت کے روز محشر میں کوئی بندہ اپنی جگہ سے سرک نہیں سکے گا، جب تک اس سے چار سوالوں کا جواب نہ لیا جائے، ایک یہ کہ اس نے اپنی عمر کس کام میں فنا کی، دوسرے یہ کہ اپنی جوانی کس شغل میں برباد کی، تیسرے یہ کہ اپنا مال کہاں سے کمایا، اور کہاں خرچ کیا، اور چوتھے یہ کہ اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا، جس میں فرمایا کہ ایک جماعت مہاجرین! پانچ خصلتیں ہیں جن کے متعلق میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ تمہارے اندر پیدا ہو جائیں، ایک یہ کہ جب کسی قوم میں بے حیائی پھیلتی ہے تو ان پر طاعون اور وبائیں اور ایسے نئے نئے امراض مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو ان کے آباؤ واجداد نے سنے بھی نہ تھے، اور دوسرے یہ کہ جب کسی قوم میں ناپ تول کے اندر کمی کرنے کا مرض پیدا ہو جائے تو ان پر قحط وگرانی اور مشقت ومحنت اور احکام کے مظالم مسلط کر دیئے جاتے ہیں، اور دوسرے یہ کہ جب کوئی قوم زکوٰۃ ادا نہ کرے تو بارش بند کر دی جاتی ہے، اور چوتھے یہ کہ جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کے عہد کو توڑ ڈالے تو اللہ تعالیٰ ان پر اجنبی دشمن مسلط فرما دیتے ہیں، جو ان کے مال بغیر کسی حق کے چھین لیتا ہے، اور پانچویں یہ کہ جب کسی قوم کے ارباب اقتدار کتاب اللہ کے قانون پر فیصلہ نہ کریں، اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام ان کے دل کو نہ لگیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے آپس میں منافرت اور لڑائی جھگڑے ڈال دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن آفات سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العٰلمین۔
بعض روایات میں پانچ کا وعدہ ہے اس میں مال کے دو سوالوں کو الگ الگ شمار کر لیا گیا ہے۔

(بحوالہ معارف القرآن از مفتی اعظمؒ)

besturdubooks.wordpress.com

آٹھویں آیت

بدنظری سے بچنے کا حکم

قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ، ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ.

ترجمہ... کہہ دے ایمان والوں کو نیچی رکھیں اپنی آنکھیں اور تھامتے رہیں اپنے ستر کو اس میں خوب ستھرائی ہے ان کیلئے، بے شک اللہ کو خبر ہے جو کچھ کرتے ہیں۔

تفسیر.... يَغُضُّوْا اغض سے مستق ہے جس کے معنی کم کرنے اور پست کرنے کے ہیں نگاہ پست اور نیچی رکھنے سے مراد نگاہ کو ان چیزوں سے پھیر لینا ہے جن کی طرف دیکھنا شرعاً ممنوع اور نا جائز ہے، ابن کثیر۔ ابن حباب نے یہی تفسیر فرمائی ہے اس میں غیر محرم عورت کی طرف بری نیت سے دیکھنا تحریماً بغیر کسی نیت سے دیکھنا کراہۃً داخل ہے اور کسی عورت یا مرد کے ستر شرعی پر نظر ڈالنا بھی اس میں داخل ہے (مواضع ضرورت جیسے علاج معالجہ وغیرہ اس سے مستثنیٰ ہیں) کسی کا راز معلوم کرنے کیلئے اس کے گھر میں جھانکنا اور تمام وہ کام جن میں نگاہ کے استعمال کرنے کو شریعت نے ممنوع قرار دیا ہے اس میں داخل ہے۔ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ،

شرمگاہوں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ نفس کی خواہش پورا کرنے کی جتنی نا جائز صورتیں ہیں ان سب سے اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں۔ اس میں زنا، لواطت اور دو عورتوں کا باہمی سحاق جس سے شہوت پوری ہو جائے، ہاتھ سے شہوت پوری کرنا یہ سب نا جائز و حرام چیزیں اس میں داخل ہیں۔ مراد اس آیت کی نا جائز و حرام شہوت رانی اور اسکے تمام مقدمات کو ممنوع کرنا ہے جن میں سے ابتداء اور انتہاء کو تصریحاً بیان فرما دیا باقی درمیانی مقدمات سب اسمیں داخل ہو گئے۔ فتنہ شہوت کا سب سے پہلا سبب اور مقدمہ نگاہ ڈالنا اور دیکھنا ہے اور آخری نتیجہ زنا ہے ان دونوں کو صراحۃً ذکر کر

besturdubooks.wordpress.com

کے حرام کردیا گیا ان کے درمیانی حرام مقدمات مثلاً باتیں سننا۔ ہاتھ لگانا وغیرہ یہ سب ضمناً آ گئے۔

ابنِ کثیر نے حضرت عبیدہ سے نقل کیا ہے کہ: **کل ماعصی اللہ بہ فھو کبیرۃ وقدذکر الطرفین.**

یعنی جس چیز سے بھی اللہ کے حکم کی مخالفت ہوتی ہو سب کبیرہ ہی ہیں لیکن آیت میں ان کے دوطرف ابتداء اورانتہاء کوذکر کردیا گیا۔ ابتداء نظر اٹھا کر دیکھنا اور انتہاء زنا ہے۔ طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **النظر سھم من سھام مسموم من ترکھامخافتی ابدلتہ ایمانایجدحلاوتہ فی قلبہ** ''نظر ایک زہریلا تیر شیطان کے تیروں میں سے ہے جو شخص باوجود دل کے تقاضے کے اپنی نظر پھیر لے تو میں اسکے بدلے اسکو ایسا پختہ ایمان دوں گا جسکی لذت وہ اپنے قلب میں محسوس کریگا۔''

اور صحیح مسلم میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت محمد ﷺ سے روایت کیا کہ اگر بلاارادہ اچانک کسی غیرمحرم عورت پر نظر پڑ جائے تو کیا کرنا چاہئے۔ آنحضرت محمد ﷺ نے حکم دیا کہ اپنی نظر اسطرف سے پھیرلو (ابن کثیر) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ پہلی نظر تو معاف ہے دوسری گناہ ہے، اسکا مطلب بھی یہی ہے کہ پہلی نظر جو بلاارادہ نظر پڑ جائے وہ غیراختیاری ہونے کے سبب معاف ہے ورنہ بالقصد پہلی پھر بھی معاف نہیں۔

بے ریش لڑکوں کی طرف قصداً نظر کرنا بھی اسی حکم میں ہے

ابنِ کثیر نے لکھا ہے کہ بہت سے اسلافِ امت کسی امرد (بے ریش) لڑکے کیطرف دیکھتے رہنے سے بڑی سختی کیساتھ منع فرماتے تھے اور بہت سے علماء نے اسکو حرام قرار دیا ہے (غالباً یہ اس صورت میں ہے جبکہ بری نیت اور نفس کی خواہش کیساتھ نظر کیجائے۔ واللہ اعلم۔

(بحوالہ معارف القرآن وتفسیر مظہری)

besturdubooks.wordpress.com

نویں آیت

جھگڑوں سے بچنے اور صلح کرانے کا حکم

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ.

ترجمہ وتفسیر

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں لہٰذا تمہارے دو بھائیوں کے درمیان کوئی رنجش یا لڑائی ہوگئی ہو تو تمہیں چاہئے کہ ان کے درمیان صلح کراؤ اور صلح کرانے میں اللہ سے ڈرو تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سزاوار اور مستحق ہو جاؤ۔

قرآن وسنت میں غور کرنے سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کو مسلمانوں کے باہمی جھگڑے کسی قیمت پر پسند نہیں، مسلمانوں کے درمیان لڑائی ہو یا جھگڑا ہو یا ایک دوسرے سے کھچاؤ تناؤ کی صورت پیدا ہو یا رنجش ہو یہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں بلکہ حکم یہ ہے کہ حتی الامکان اس آپس کی رنجشوں اور جھگڑوں کو، باہمی نفرتوں اور عداوتوں کو کسی طرح ختم کرو۔ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا میں تم کو وہ چیز نہ بتاؤں جو نماز، روزے اور صدقہ سے بھی افضل ہے؟

ارشاد فرمایا: "اصلاح ذات البین فسادذات البین الحالقہ" (ابوداؤد)

یعنی لوگوں کے درمیان صلح کرانا۔اور اسلئے اس کے جھگڑے مونڈنے والے ہیں یعنی مسلمانوں کے درمیان آپس میں جھگڑے کھڑے ہو جائیں، فساد برپا ہو جائے، ایک دوسرے کے نام لینے کے روادار نہ رہیں، ایک دوسرے سے بات نہ کریں بلکہ ایک دوسرے سے زبان اور ہاتھ سے لڑائی کریں یہ چیز انسان کے دین کو مونڈنے والی ہیں۔یعنی انسان کے اندر جو دین کا جذبہ ہے اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کا جو جذبہ ہے وہ اس کے ذریعہ ختم ہو جاتا ہے بالآخر انسان کا دین

besturdubooks.wordpress.com

تباہ ہوجاتا ہے اس لئے فرمایا کہ آپس کے جھگڑے اور فساد سے بچو۔

بزرگوں نے فرمایا کہ آپس میں لڑائی جھگڑے کرنا، اور ایک دوسرے سے بغض اور عداوت رکھنا یہ انسان کے باطن کو اتنا زیادہ تباہ کرتا ہے کہ اس سے زیادہ تباہ کرنے والی چیزیں کوئی اور نہیں ہیں۔ اب اگر انسان نماز بھی پڑھ رہا ہے روزے بھی رکھ رہا ہے تسبیحات بھی پڑھ رہا ہے وظیفے اور نوافل کا بھی پابند ہے ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ اگر وہ انسان لڑائی جھگڑے میں لگ جاتا ہے تو یہ لڑائی جھگڑا اس کے باطن کو تباہ و برباد کردیگا اور اسکو اندر سے کھوکلا کردیگا۔ اسلئے کہ اس لڑائی کے نتیجے میں اسکے دل میں دوسرے کی طرف سے بغض ہوگا اور اس بغض کی خاصیت یہ ہے کہ یہ انسان کو کبھی انصاف پر قائم نہیں رہنے دیتا لہٰذا وہ انسان دوسرے کیساتھ کبھی ہاتھ سے زیادتی کریگا کبھی زبان سے زیادتی کریگا کبھی دوسرے کا مالی حق چھیننے کی کوشش کریگا۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر پیر کے دن اور جمعرات کے دن تمام انسانوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یوں تو ہر وقت ساری مخلوق کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر شخص کے عمل سے واقف ہیں یہاں تک کہ دلوں کے بھید کو جانتے ہیں کہ کس کے دل میں کس وقت کیا خیال آرہا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں؟ بات دراصل یہ ہے کہ ویسے تو اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی بادشاہت کا نظام اس طرح بنایا ہے کہ ان دِنوں میں مخلوق کے اعمال پیش کئے جائیں تا کہ ان کی بنیاد پر ان کے جنتی یا جہنمی ہونے کا فیصلہ کیا جائے۔

بہرحال اعمال پیش ہونے کے بعد جب کسی انسان کے بارے میں یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ شخص اس ہفتے کے اندر ایمان کی حالت میں رہا اور اسنے اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں آج کے دن اسکی مغفرت کا اعلان کرتا ہوں۔ یعنی یہ شخص ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیگا بلکہ کسی نہ کسی وقت جنت میں ضرور داخل ہوجائیگا لہٰذا اس کیلئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ یہ بھی اعلان فرمادیتے ہیں: "الامن بينه وبين اخيه شحناء فيقال انظروا هذين حتى يصطلحا"

besturdubooks.wordpress.com

لیکن جن دو شخصوں کے درمیان آپس میں کینہ اور بغض ہو ان کو روک لیا جائے۔ ان کے جنتی ہونے کا فیصلہ میں ابھی نہیں کرتا، یہاں تک کہ ان دونوں کے درمیان آپس میں صلح نہ ہو جائے۔

سوال یہ ہے کہ اس شخص کے جنتی ہونے کا اعلان کیوں روک دیا دیا گیا؟ بات دراصل یہ ہے کہ یوں تو جو شخص بھی کوئی گناہ کریگا، قاعدے کے اعتبار سے اسکو اس گناہ کا بدلہ ملے گا اس کے بعد جنت میں جائیگا لیکن اور جتنے گناہ ہیں ان کے بارے میں یہ اندیشہ نہیں ہے کہ وہ گناہ اسکو کفر اور شرک میں مبتلا کر دیں گے، اسلئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ چونکہ صاحب ایمان ہے اسلئے اسکے جنتی ہونے کا اعلان ابھی کر دوں۔ جہاں تک اس کے گناہوں کا تعلق ہے تو اگر یہ ان سے توبہ کر لیگا تو معاف ہو جائیں گے اور اگر توبہ نہیں کریگا تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ ان گناہوں کی سزا بھگت کر جنت میں چلا جائیگا۔ لیکن بغض اور عداوت ایسے گناہ ہیں کہ ان کے بارے میں یہ اندیشہ ہے کہ کہیں یہ اسکو کفر اور شرک میں مبتلا نہ کر دیں اور اسکا ایمان سلب نہ ہو جائے اسلئے اسکے جنتی ہونے کا فیصلہ اس وقت تک کیلئے روک دو جب تک یہ آپس میں صلح نہ کر لیں۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کو مسلمانوں میں آپس کا باہمی بغض اور نفرت کتنا ناپسند ہے۔ شب برات کے بارے میں یہ حدیث آپ حضرات نے سنی ہوگی کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت انسانوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اور اس رات میں اللہ تعالیٰ اتنے لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں جتنے قبیلہ قلب کی بکریوں کے جسم پر بال ہیں لیکن دو آدمی ایسے ہیں کہ ان کی مغفرت اس رات میں بھی نہیں ہوتی ایک وہ شخص جس کے دل میں دوسرے مسلمان کے لئے بغض ہو کینہ ہو اور عداوت ہو۔ وہ رات جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، رحمت کی ہوائیں چل رہی ہیں، اس حالت میں بھی وہ شخص اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے محروم رہتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جس نے اپنا زیر جامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکایا ہوا ہو اس کی بھی مغفرت نہیں ہوگی۔

اور بغض کی حقیقت یہ ہے کہ دوسرے شخص کی بدخواہی کی فکر کرنا کہ اس کو کسی طرح نقصان پہنچ جائے یا اس کی بدنامی ہو، لوگ اس کو برا سمجھیں اس پر کوئی بیماری آجائے اس کی تجارت بند ہو جائے یا اس کو تکلیف پہنچ جائے تو اگر دل میں دوسرے شخص کی طرف سے بدخواہی پیدا ہو جائے اس کو بغض کہتے ہیں لیکن اگر ایک شخص مظلوم ہے، کسی دوسرے شخص نے اس پر ظلم کیا ہے تو ظاہر ہے

besturdubooks.wordpress.com

کہ مظلوم کے دل میں ظالم کے خلاف جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور اس کا مقصد اپنے آپ سے اس ظلم کو دفع کرنا ہوتا ہے تا کہ وہ ظلم نہ کرے تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اس ظالم سے ظلم کا بدلہ لینے کی اور اپنے سے ظلم کا دفاع کرنے کی بھی اجازت دے رکھی ہے چنانچہ اس وقت مظلوم اس ظالم کے اس ظلم کو تو اچھا نہ سمجھے لیکن اس وقت بھی اس ظالم کی ذات سے کوئی کینہ نہ رکھے اس کی ذات سے بغض نہ کرے اور نہ بدخواہی کی فکر کرے تو مظلوم کا یہ عمل بغض میں داخل نہ ہوگا۔

یہ بغض حسد سے پیدا ہوتا ہے۔ دل میں پہلے دوسرے کی طرف سے حسد پیدا ہوتا ہے کہ وہ آگے بڑھ گیا، میں پیچھے رہ گیا اور اب اس کے آگے بڑھ جانے کی وجہ سے دل میں جلن اور کڑھن ہو رہی ہے گھٹن ہو رہی ہے اور دل میں یہ خواہش ہو رہی ہے کہ میں اس کو کسی طرح سے نقصان پہنچاؤں اور نقصان پہنچانا قدرت اور اختیار میں نہیں ہے اس کے نتیجے میں جو گھٹن پیدا ہو رہی ہے اس سے انسان کے دل میں بغض پیدا ہو جاتا ہے لہٰذا بغض سے بچنے کا پہلا راستہ یہ ہے کہ اپنے دل سے پہلے حسد کو ختم کرے اور بزرگوں نے حسد دور کرنے کا طریقہ یہ بیان فرمایا کہ اگر کسی شخص کے دل میں یہ حسد پیدا ہو جائے کہ وہ مجھ سے آگے کیوں بڑھ گیا تو اس حسد کا علاج یہ ہے کہ وہ اس شخص کے حق میں یہ دعا کرے کہ یا اللہ اس کو اور ترقی عطا فرما۔ جس وقت اس کے حق میں یہ دعا کرے گا اس وقت دل پر آرے چل جائیں گے، اس کے لئے دل تو یہ چاہ رہا ہے کہ اس کی ترقی نہ ہو بلکہ نقصان ہو جائے لیکن زبان سے وہ یہ دعا کر رہا ہے کہ یا اللہ اس کو اور ترقی عطا فرما۔ چاہے دل پر آرے چل جائیں لیکن بتکلف اور زبردستی اس کے حق میں یہ دعا کرے۔ حسد دور کرنے کا یہ علاج ہے اور جب حسد دور ہو جائے گا تو انشاء اللہ بغض بھی دور ہو جائیگا لہٰذا ہر شخص اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھ لے اور جس کے بارے میں بھی یہ خیال ہو کہ اس کی طرف سے دل میں بغض یا کینہ ہے تو اس شخص کو اپنی پنج وقت نمازوں کی دعاؤں میں شامل کر لے یہ حسد اور کینہ کا بہترین علاج ہے۔

دشمنوں پر رحم، نبی ﷺ کی سیرت

دیکھئے، مشرکین مکہ نے حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام پر ظلم کرنے اور آپ کو تکلیف دینے ایذاء پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، یہاں تک کے آپ کے خون کے پیاسے ہو گئے، اعلان

besturdubooks.wordpress.com

کر دیا کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کو پکڑ کر لائے گا، اس کو سو اونٹ انعام میں ملیں گے۔ غزوہ احد کے موقع پر آپ ﷺ پر تیروں کی بارش کی حتی کہ آپ کا چہرہ انور زخمی ہو گیا، دندان مبارک شہید ہوئے لیکن اس موقع پر آپ ﷺ کی زبان پر یہ دعا تھی کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا فرمایئے ان کو علم نہیں ہے یہ ناواقف اور جاہل ہیں میری بات نہیں سمجھ رہے ہیں اس لئے میرے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔ اندازہ لگایئے کہ وہ لوگ ظالم تھے اور ان کے ظلم میں کوئی شک نہیں تھا لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ کے دل میں ان کی طرف سے بغض اور کینہ کا خیال بھی پیدا نہیں ہوا تو یہ بھی آپ ﷺ کی عظیم سنت اور آپ کا اسوہ ہے کہ بدخواہی کا بدلہ بدخواہی سے نہ دیں بلکہ اس کے حق میں دعا کریں اور یہی حسد اور بغض کو دور کرنے کا بہترین علاج ہے۔ بہرحال، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ آپس کے جھگڑے آخر کار دل میں بغض اور حسد پیدا کر دیتے ہیں، اسلئے کے جب جھگڑا لمبا ہو تو دل میں بغض ضرور پیدا ہوگا۔ اور جب بغض پیدا ہوگا تو دل کی دنیا تباہ ہو جائیگی، اور باطن خراب ہوگا، اور اسکے نتیجے میں انسان اللہ کی رحمت سے محروم ہو جائیگا، اسلئے حکم یہ ہے کہ آپس کے جھگڑے سے بچو، اور ان سے دور رہو۔

جھگڑا علم کا نور زائل کر دیتا ہے

یہاں تک کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک جھگڑا تو جسمانی ہوتا ہے، جس میں ہاتھا پائی ہوتی ہے اور ایک جھگڑا پڑھے لکھوں کا اور علماء کا ہوتا ہے، وہ ہے مجادلہ، مناظرہ اور بحث و مباحثہ، ایک عالم نے ایک بات پیش کی، دوسرے نے اس کے خلاف بات کی، اس نے ایک دلیل دی، دوسرے نے اس کی دلیل کا رد لکھ دیا، سوال و جواب اور رد و قدح کا ایک لامتناہی سلسلہ چل پڑتا ہے، اسکو بھی بزرگوں نے کبھی پسند نہیں فرمایا، اسلئے کہ اسکی وجہ سے باطن کا نور زائل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہی حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "المراء یذھب بنور العلم" یعنی علمی جھگڑے علم کے نور کو زائل کر دیتے ہیں۔ دیکھئے، ایک تو ہوتا ہے مذاکرہ مثلاً ایک عالم نے ایک مسئلہ پیش کیا، دوسرے عالم نے کہا کہ اس مسئلہ میں مجھے فلاں اشکال ہے، اب دونوں بیٹھ کر افہام و تفہیم کے ذریعہ اس مسئلہ کو حل کرنے میں لگے ہوئے ہیں، یہ ہے "مذاکرہ" یہ بڑا اچھا عمل ہے، لیکن

besturdubooks.wordpress.com

یہ جھگڑا کہ ایک عالم نے دوسرے کے خلاف ایک مسئلے کے سلسلے میں اشتہار شائع کردیا، یا کوئی پمفلٹ یا کتاب شائع کردی، اب دوسرے عالم نے اس کے خلاف کتاب شائع کردی اور پھر یہ سلسلہ چلتا رہا۔۔۔ یا ایک عالم نے دوسرے کیخلاف تقریر کردی۔ دوسرے عالم نے اسکے خلاف تقریر کردی۔ اور یوں مخالفت برائی مخالفت کا سلسلہ قائم ہوگیا۔ یہ ہے مجادلہ اور جھگڑا جسے ہمارے بزرگوں نے منع فرمایا ہے۔

جھگڑوں کے نتائج

آج ہمارا معاشرہ جھگڑوں سے بھر گیا ہے، اسکی بے برکتی اور ظلمت پورے معاشرے میں اس قدر چھائی ہوئی ہے کہ عبادتوں کے نور محسوس نہیں ہوتے، چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑے ہورہے ہیں، کہیں خاندانوں میں جھگڑے ہورہے ہیں، تو کہیں میاں بیوی میں جھگڑا ہے، کہیں دوستوں میں جھگڑا ہے، کہیں بھائیوں کے درمیان جھگڑا ہے، کہیں رشتہ داروں میں جھگڑا ہے، اور تو اور علماء کرام کے درمیان آپس میں جھگڑے ہورہے ہیں، اہلِ دین میں جھگڑے ہورہے ہیں، اور اس کے نتیجے میں دین کا نور ختم ہوچکا ہے۔

جھگڑے کس طرح ختم ہوں؟

اب سوال یہ ہے کہ یہ جھگڑے کس طرح ختم ہوں؟ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ صاحب کا ایک ملفوظ آپ حضرات کو سناتا ہوں، جو بڑا ذرین اصول ہے، اگر انسان اس اصول پر عمل کرلے تو امید ہے کہ پچھتر فیصد جھگڑے تو وہیں ختم ہوجائیں۔ چنانچہ فرمایا کہ:

''ایک کام یہ کرلو کہ دنیا والوں سے امید باندھنا چھوڑ دو، جب امید چھوڑ دو گے تو انشاء اللہ پھر دل میں کبھی بغض اور جھگڑے کا خیال نہیں آئیگا۔'' دوسرے لوگوں سے جو شکایتیں پیدا ہوجاتی ہیں، مثلاً یہ کہ فلاں شخص کو ایسا کرنا چاہئے تھا، اسنے نہیں کیا، جیسی میری عزت کرنی چاہئے تھی، ویسی عزت نہیں کی، جیسی میری خاطر مدارات کرنی چاہئے تھی، اس نے ویسی نہیں کی، یا فلاں شخص کیساتھ میں نے فلاں فلاں احسان کیا تھا، اسنے اسکا بدلہ نہیں دیا، وغیرہ وغیرہ، یہ شکایتیں اسلئے پیدا ہوتی ہیں کہ دوسروں سے توقعات وابستہ کررکھی ہیں، اور جب وہ توقع پوری نہیں ہوئی تو اسکے نتیجے میں دل

besturdubooks.wordpress.com

میں گرہ پڑ گئی کہ اسنے میرے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا، اور دل میں شکایت پیدا ہو گئی......

ایسے موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تمہیں کسی سے کوئی شکایت پیدا ہو جائے تو اس سے جا کر کہہ دو کہ مجھے تم سے شکایت ہے، تمہاری یہ بات مجھے اچھی نہیں لگی، مجھے بری لگی، پسند نہیں آئی، یہ کہہ کر اپنا دل صاف کرلو، لیکن آج کل بات کہہ کر دل صاف کرنے کا دستور ختم ہو گیا بلکہ اب یہ ہوتا ہے کہ وہ اس بات کو اور اس شکایت کو دل میں لیکر بیٹھ جاتا ہے...... اسکے بعد کسی اور موقع پر کوئی اور بات پیش آ گئی، ایک گرہ اور پڑ گئی، چنانچہ آہستہ آہستہ دل میں گرہیں پڑتی چلی جاتی ہیں، وہ پھر بغض کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور بغض کے نتیجے میں آپس میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہیں۔

جنت میں گھر کی ضمانت

ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: **ومن ترک المراء وھو بحق بنی لہ فی وسط الجنۃ** یعنی میں اس شخص کو جنت کے بیچوں بیچ گھر دلوانے کا ذمہ دار ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے، یعنی جو شخص حق پر ہونے کے باوجود یہ خیال کرتا ہے کہ اگر میں حق کا زیادہ مطالبہ کرونگا تو جھگڑا کھڑا ہو جائے گا، چلو اس حق کو چھوڑ دو، تا کہ جھگڑا ختم ہو جائے، اس کے لئے حضور اقدس ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں اس کو جنت کے بیچوں بیچ گھر دلوانے کا ذمہ دار ہوں۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ سرکار دو عالم ﷺ کو جھگڑا ختم کرانے کی کتنی فکر تھی، تا کہ آپس کے جھگڑے ختم ہو جائیں۔ ہاں......! اگر معاملہ کہیں بہت آگے بڑھ جائے اور قابل برداشت نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کی اجازت ہے کہ مظلوم ظالم کا دفاع بھی کرے، اور اس سے بدلہ لینا بھی جائز ہے۔ لیکن حتی الامکان یہ کوشش ہو کہ جھگڑا ختم ہو جائے۔

توقعات مت رکھو

اسلئے حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جھگڑے کی جڑ اس طرح کاٹو کہ کسی سے کوئی توقع ہی مت رکھو۔ کیا مخلوق سے توقعات کئے بیٹھے ہو کہ فلاں یہ دیدیگا، فلاں یہ کام کردیگا، توقع تو صرف اس سے وابستہ کرو جو خالق اور مالک ہے بلکہ دنیا والوں سے تو برائی کی توقع رکھو کہ ان سے تو ہمیشہ برائی

besturdubooks.wordpress.com

ہی ملے گی، اور پھر برائی کی توقع رکھنے کے بعد اگر کبھی اچھائی مل جائے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کہ یا اللہ! آپ کا شکر اور احسان ہے، اور اگر برائی ملے تو خیال رکھو کہ مجھے پہلے ہی برائی ہی کی توقع تھی، تو اب اسکے نتیجے میں دل میں شکایت اور بغض پیدا نہیں ہوگا۔ اور پھر دشمنی بھی پیدا نہیں ہوگی، نہ جھگڑا ہوگا، لہٰذا کسی سے توقع ہی مت رکھو۔

بدلہ لینے کی نیت مت کرو

اسی طرح حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک اور اصول یہ بیان فرمایا کہ جب تم کسی دوسرے کیساتھ کوئی نیکی کرو، یا اچھا سلوک کرو، تو صرف اللہ کو راضی کرنے کیلئے کرو، مثلاً کسی کی مدد کرو یا کسی شخص کی سفارش کرو، یا کسی کیساتھ اچھا برتاؤ کرو یا کسی کی عزت کرو، تو یہ سوچ کر کرو کہ میں اللہ کو راضی کرنے کیلئے یہ برتاؤ کر رہا ہوں، اپنی آخرت سنوارنے کیلئے یہ کام کر رہا ہوں، جب اس نیت کیساتھ اچھا برتاؤ کرو گے تو اس صورت میں اس برتاؤ پر بدلہ کا انتظار نہیں کرو گے، اب اگر فرض کریں کہ آپ نے ایک شخص کیساتھ اچھا سلوک کیا، مگر اس شخص نے تمہارے اچھے سلوک کا بدلہ اچھائی کیساتھ نہیں دیا، اور اس نے تمہارے احسان کرنے کو کبھی تسلیم ہی نہیں کیا، تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ آپ کے دل میں ضرور یہ خیال پیدا ہوگا کہ میں نے تو اسکے ساتھ یہ سلوک کیا تھا، اور اس نے میرے ساتھ الٹا سلوک کیا، لیکن اگر آپ نے اسکے ساتھ اچھا سلوک صرف اللہ کو راضی کرنے کیلئے کیا تھا، تو اس صورت میں اسکی طرف سے برے سلوک پر کبھی شکایت پیدا نہیں ہوگی، اسلئے کہ آپ کا مقصد تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا تھی۔ اگر ان دو اصولوں پر ہم سب عمل کر لیں تو پھر آپس کے تمام جھگڑے ختم ہو جائیں۔ اور اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے، جو ابھی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی، جس میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دے تو میں اسکو جنت کے بیچوں بیچ گھر دلوانے کا ذمہ دار ہوں۔

صلح کرانا صدقہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے جسم میں جتنے جوڑ ہیں، ہر جوڑ کی طرف سے انسان کے ذمہ روزانہ ایک صدقہ کرنا واجب ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

اسلئے کہ ہر جوڑ ایک مستقل نعمت ہے اور ہر نعمت پر شکر ادا کرنا واجب ہے، اور ایک انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہوتے ہیں، لہٰذا ہر انسان کے روزانہ تین سو ساٹھ صدقے واجب ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس صدقے کو اتنا آسان فرمادیا کہ انسان کے چھوٹے چھوٹے عمل کو صدقے کے اندر شمار فرمادیا، تاکہ کسی طرح تین سو ساٹھ کی گنتی پوری ہو جائے، چنانچہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں، کہ دو آدمیوں کے درمیان جھگڑا اور رنجش تھی، تم نے ان دونوں کے درمیان مصالحت کرادی، یہ مصالحت کرانا ایک صدقہ ہے، اسی طرح ایک شخص اپنے گھوڑے پر سواری پر سوار ہونا چاہ رہا تھا، لیکن کسی وجہ سے اس سے سوار نہیں ہوا جا رہا تھا، اب تم نے سوار ہونے میں اسکی مدد کردی، اور اسکو سہارا دیدیا، یہ سہارا دیدینا اور سوار کرادینا ایک صدقہ ہے، یا ایک شخص اپنی سواری پر سامان لادنا چاہتا تھا، لیکن اس بے چارے سے لادا نہیں جا رہا تھا، اب تم نے اسکی مدد کرتے ہوئے سامان لدوادیا، اسکی سواری پر رکھ دیا، یہ ایک صدقہ ہے۔ اس طرح کسی شخص سے کوئی اچھا کلمہ کہہ دیا، مثلاً کوئی غمزدہ آدمی تھا، تم نے اسکو کوئی تسلی کا کلمہ کہہ دیا، اور اسکی تسلی کردی، یا کسی سے ایسی بات کہہ دی جس سے اس مسلمان کا دل خوش ہو گیا، یہ بھی ایک صدقہ ہے، اسی طرح جب نماز کیلئے تم مسجد کی طرف جا رہے ہو، تو ہر قدم جو مسجد کی طرف اٹھ رہا ہے، وہ ایک صدقہ شمار ہو رہا ہے...... اسی طرح راستے میں کوئی تکلیف دہ چیز پڑی ہے، جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے، آپ نے اسکو راستے سے ہٹادیا، یہ بھی ایک صدقہ ہے۔ بہر حال اس حدیث میں سب سے پہلی چیز جسکو صدقہ شمار کرایا ہے، وہ ہے دو مسلمانوں کے درمیان صلح کرانا، اس سے معلوم ہوا کہ صلح کرانا اجر و ثواب کا موجب ہے۔

اسلام کا کرشمہ

"وعن ام كلثوم بنت عقبة بن ابى معيط رضى الله عنها، قالت: سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ليس الكذاب الذى يصلح بين الناس فينمى خيرا اويقول خيرا".

یہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا یک صحابیہ ہیں، اور عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی ہیں، اور عقبہ بن ابی معیط حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا، انتہاء درجہ کا مشرک، اور حضور اقدس

besturdubooks.wordpress.com

ﷺ کو تکلیف پہنچانے والے، جیسے ابوجہل اور امیہ بن ابی خلف تھے، جو کٹر قسم کے مشرک تھے، یہ بھی انہیں میں سے تھا، اور یہ وہ شخص تھا، جس کیلئے حضور اقدس ﷺ نے بدعا فرمائی، چنانچہ بددعا کرتے ہوئے فرمایا: "اللهم سلط عليه كلبامن كلابك". اے اللہ! درندوں میں سے کسی درندے کو اس پر مسلط فرمادے۔

حضور اقدس ﷺ کی یہ بددعا قبول ہوئی، بالآخر ایک شیر کے ذریعہ اسکا انتقال ہوا، تو ایک طرف باپ تو ایسا دشمن اسلام تھا، دوسری طرف اسکی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت عطا فرمائی، اور صحابیہ بن گئیں۔

ایسا شخص جھوٹا نہیں

بہر حال، حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص لوگوں کے درمیان مصالحت کی خاطر کوئی اچھی بات ادھر سے ادھر پہنچادیتا ہے، یا ایک کی بات دوسرے کو اس انداز سے نقل کرتا ہے، کہ اسکے دل میں دوسرے کی قدر پیدا ہو، اور نفرت دور ہو جائے، ایسا شخص کذاب اور جھوٹا نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ جو شخص ایسی بات کہہ رہا ہے جو بظاہر سچ نہیں ہے، لیکن وہ بات اس لئے کہہ رہا ہے تاکہ اسکے دل سے دوسرے مسلمان کی برائی نکل جائے آپس کے دل کا غبار ہو جائے، اور نفرتیں ختم ہو جائیں، اس مقصد سے اگر وہ ایسی بات کہہ رہا ہے تو ایسا شخص جھوٹوں میں شمار نہیں ہوگا۔

صریح جھوٹ جائز نہیں

علماء کرام نے فرمایا کہ صریح جھوٹ بولنا تو جائز نہیں، البتہ ایسی گول مول بات کرنا جسکا ظاہری مفہوم تو واقعہ کے خلاف ہے، لیکن دل میں ایسے معنی مراد لے لئے جو واقعہ کے مطابق تھے، مثلاً دو آدمیوں کے درمیان نفرت اور لڑائی ہے، یہ اسکا نام سننے کا روادار نہیں وہ اسکا نام سننے کا روادار نہیں، اب ایک شخص ان میں سے ایک کے پاس گیا تو اس نے دوسرے کی شکایت کرنی شروع کردی کہ وہ تو میرا ایسا دشمن ہے، تو اس شخص نے کہا کہ تم تو اسکی برائیاں بیان کررہے ہو، حالانکہ وہ تو تمہارا بڑا خیر خواہ ہے، اسلئے کہ میں نے خود سنا ہے کہ تمہارے حق میں دعا کررہا تھا۔

besturdubooks.wordpress.com

اب دیکھئے کہ اس نے یہ دعا کرتے ہوئے نہیں سنا تھا، مگر اس نے دل میں یہ مراد لے لیا کہ اس نے یہ دعا کرتے ہوئے سنا تھا: "اللھم اغفر للمؤمنین" اے اللہ! تمام مومنین کی مغفرت فرما۔ چونکہ یہ بھی مسلمان تھا، اسلئے یہ بھی اس دعا میں داخل ہو گیا تھا۔۔۔ اب سامنے والا یہ سمجھے گا کہ خاص طور پر میرا نام لیکر یہ دعا کر رہا ہوگا۔ ایسی بات کہہ دینا جھوٹ میں داخل نہیں، بلکہ انشاء اللہ اس پر بھی اجر و ثواب ملے گا۔

زبان سے اچھی بات نکالو

اور جب اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ اللہ کی رضا کی خاطر دو مسلمان بھائیوں کے درمیان صلح کرانے کے ارادے سے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے دل میں ایسی بات ڈال دیتے ہیں کہ اس سے ایسی بات کہو جس سے اس کے دل سے دوسرے کی نفرت دور ہو جائے ایسی بات نہ کہو کہ اس کے دل میں نفرت کی آگ تو پہلے سے ہی لگی ہوئی ہے اور اب آپ نے جا کر ایسی بات سنا دی جس نے آگ پر تیل کا کام کیا، اور جس کے نتیجے میں نفرت دور ہونے کے بجائے نفرت کی آگ اور بھڑک گئی، یہ انتہائی درجے کی رذالت کا کام ہے، اور حضور اقدس ﷺ کو انتہائی ناپسند ہے۔

صلح کرانے کی اہمیت

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مقولہ آپ نے سنا ہوگا کہ "دروغ مصلحت آمیز، بہہ از راستی فتنہ انگیز"، یعنی ایسا جھوٹ جس کے ذریعہ دو مسلمانوں کے درمیان مصالحت مقصود ہو، اس سچ سے بہتر ہے جس سچ سے فتنہ پیدا ہو، لیکن اس جھوٹ سے مراد یہ نہیں کہ صریح جھوٹ بول دیا جائے بلکہ ایسی بات کہہ دے جو دو معنی رکھتی ہو، جب حضور اقدس ﷺ نے اس قسم کے جھوٹ کی اجازت دیدی تو آپ اسی سے اندازہ لگائیے کہ دو مسلمانوں کے درمیان جھگڑا ختم کرانے کی کس قدر اہمیت ہے۔

ایک صحابی کا واقعہ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ گھر میں تشریف فرمائے تھے، اتنے میں باہر سے دو آدمیوں کے جھگڑے کی آواز سنی، اور جھگڑا اس بات کا تھا کہ ان میں سے ایک نے

besturdubooks.wordpress.com

دوسرے سے قرضہ لیا تھا، قرض خواہ دوسرے سے قرض کا مطالبہ کر رہا تھا کہ میرا قرضہ واپس کرو، مقروض یہ کہہ رہا تھا کہ اس وقت میرے اندر سارا قرضہ واپس کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، تم کچھ قرضہ لے لو، کچھ چھوڑ دو، اس جھگڑے کے اندران دونوں کی آوازیں بھی بلند ہو رہی تھی، اور جھگڑنے کے دوران اس قرض خواہ نے یہ قسم کھالی، واللہ لا افعل، خدا کی قسم میں قرضہ کم نہیں کرونگا، اس دوران حضور اقدس ﷺ بھی گھر سے تشریف لے آئے، اور آ کر آپ نے پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے جو اللہ کی قسم کھا کر یہ کہہ رہا ہے کہ میں نیک کام نہیں کرونگا؟ اسی وقت وہ شخص آگے بڑھا، اور کہا میں ہوں یا رسول اللہ، اور پھر فوراً دوسرا جملہ یہ کہا کہ یہ شخص جتنا چاہے اس قرض میں سے کم دیدے، میں چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔

صحابہ کرام کی حالت

یہ تھے صحابہ کرام کہاں تو جذبات کا یہ عالم تھا کہ آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ وہ کم کرانا چاہتے تھے تو یہ کم کرنے کے لئے تیار نہ تھے، اور کم نہ کرنے پر قسم بھی کھالی کہ میں کم نہیں کرونگا، اسکے بعد نہ تو حضور اقدس ﷺ نے صحابی سے قرضہ چھوڑنے کا حکم فرمایا، اور نہ ہی چھوڑنے کا مشورہ دیا، بلکہ صرف اتنا فرمادیا کہ کہاں ہے وہ شخص جو یہ قسم کھا رہا ہے کہ میں نیک کام نہیں کرونگا، بس، اتنی بات سننے کے بعد وہیں ڈھیلے پڑ گئے، اور سارا جوش ٹھنڈا پڑ گیا، اور جھگڑا ختم ہو گیا، وجہ یہ تھی کہ حضرات صحابہ کرام اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے آگے اس قدر رام تھے کہ جب آپ کی زبان سے ایک جملہ سن لیا تو اس کے بعد مجال نہیں تھی کہ آگے بڑھ جائیں، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس جذبہ کا کچھ حصہ ہمیں بھی عطا فرمادے، اور تمام مسلمانوں کے درمیان آپس کے اختلافات اور جھگڑے ختم فرمادے، اور تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(تلخیص از اصلاحی خطبات)

besturdubooks.wordpress.com

دسویں آیت

توبہ کی ترغیب اوراس پر انعام

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

ترجمہ:...اے ایمان والو! توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ، امید ہے تمہارا رب اتار دے اوپر سے تمہاری برائیاں اور داخل کرے تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی رہیں نہریں جس دن اللہ ذلیل نہ کرے گا نبی کو اور ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اسکے ساتھ ان کی روشنی دوڑتی ہے انکے آگے اور انکے داہنے، کہتے ہیں اے ہمارے رب پوری کردے ہم کو ہماری روشنی اور معاف کر ہم کو بیشک تو سب کچھ کرسکتا ہے۔

تفسیر...توبہ کے لفظی معنی لوٹنے اور رجوع ہونے کے ہیں، مراد گناہوں سے لوٹنا ہے اور اصطلاح قرآن وسنت میں توبہ اسکا نام ہے کہ آدمی اپنے پچھلے گناہ پر نادم ہو اور آئندہ اس کے پاس نہ جانے کا پختہ عزم کرے۔ اور نصوح کو اگر مصدر نصح اور نصیحت سے لیا جائے تو اس کے معنے خالص کرنے کے ہیں اور مصدر نصاحت سے مشتق قرار دیں تو اس کے معنے کپڑے کے سینے اور جوڑ لگانے کے ہیں۔ پہلے معنے کے اعتبار سے نصوح کے معنے یہ ہونگے کہ وہ ریا اور نمود سے خالص ہو۔ محض اللہ تعالیٰ کے خوف عذاب سے گناہ پر نادم ہو کر اسکو چھوڑے اور دوسرے معنی کے اعتبار سے نصوح اس کے لئے ہوگا کہ اعمال صالحہ کا لباس جو گناہ کی وجہ سے پھٹ گیا ہے تو یہ اس کے خرق یعنی پھٹن کو سینے والی ہے حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ آدمی اپنے گزشتہ عمل پر نادم ہے اور واپس اس کی

besturdubooks.wordpress.com

طرف نہ لوٹنے کا پختہ ارادہ اور عزم رکھتا ہو۔اور کلبی نے فرمایا کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ زبان سے استغفار کرے اور دل میں نادم ہو اور اپنے بدن اور اعضاء کو آئندہ اس گناہ سے روکے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کیا گیا توبہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا جس میں چھ چیزیں جمع ہوں۔(۱) اپنے گزشتہ برعمل پر ندامت (۲) جو فرائض واجبات اللہ تعالیٰ کے چھوڑے ہیں ان کی قضا (۳) کسی کا مال وغیرہ جو ظلماً لیا تھا اسکی واپسی (۴) کسی کو ہاتھ یا زبان سے ستایا اور تکلیف پہنچائی تھی تو اس سے معافی (۵) آئندہ اس گناہ کے پاس نہ جانے کا پختہ عزم وارادہ (۶) اور یہ کہ جس طرح اس نے اپنے نفس کو اللہ کی نافرمانی کرتے دیکھا ہے اب وہ اطاعت کرتے دیکھ لے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جو شرائط توبہ بیان فرمائی ہیں وہ سبھی کے نزدیک مسلم ہیں بعض نے مختصر اور بعض نے مفصل بیان کردیا ہے۔

لفظ عسیٰ کا ترجمہ امید ہے اور یہاں مراد اس سے وعدہ ہے مگر اس وعدہ کو بلفظ امید تعبیر کر کے اسطرف اشارہ کردیا کہ توبہ ہو یا انسان کے دوسرے اعمال صالحہ ان میں سے کوئی بھی جنت و مغفرت کی قیمت نہیں اور نہ اللہ کے ذمہ از روئے انصاف یہ لازم آتا ہے جو عمل صالح کرے اس کو ضرور جنت میں ہی داخل کریں کیونکہ اعمال صالحہ کا ایک بدلہ تو ہر انسان کو دینوی زندگی میں عطا ہونے والی نعمتوں سے مل چکا ہے۔اس کے بدلے میں از روئے قانون وقاعدہ جنت ملنا ضروری نہیں وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وانعام ہی پر موقوف ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کسی کو صرف اسکا عمل نجات نہیں دلاسکتا۔صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو بھی، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے بھی جب تک کے اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحمت کا معاملہ نہ فرمادیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں نیکی اور بدی کے اعتبار سے تین قسم کی مخلوق پیدا کی ہے پہلی قسم کی مخلوق وہ ہے جس سے نیکی کا صدور تو ہوتا ہے لیکن اس سے کبھی گناہ نہیں ہوسکتا یہ نورانی مخلوق فرشتے ہیں جن کے بارے میں رب کریم فرماتے ہیں: لَایَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآاَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَایُؤْمَرُوْنَ. نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے ان کو اور وہی کام کرتے ہیں جو ان کو حکم ہو۔

فرشتوں کے اندر بدی کی صلاحیت ہی نہیں وہ گناہ کر ہی نہیں سکتے ،وہ تو نور ہی نور ہیں، ظلمت اور شر کا وہاں بالکل گذر نہیں۔دوسری قسم کی وہ مخلوق ہے جس کے اندر نیکی کی صلاحیت بھی

besturdubooks.wordpress.com

ہے اور بدی کی بھی یہ مخلوق انسان اور جن ہے۔

کتنا ہی بدکار انسان کیوں نہ ہو اس کے اندر نیکی کی صلاحیت بھی ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کثرت گناہ کی وجہ سے یہ صلاحیت زنگ آلود ہو جاتی ہے اور نیکی کے جذبات دب جاتے ہیں اور کتنا ہی نیک انسان کیوں نہ ہو اس کے اندر گناہ کی صلاحیت بھی ہوتی ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا کوئی ایسا فرد بشر ایسا نہیں ہے جو یہ دعویٰ کر سکے کہ میں نے کبھی گناہ نہیں کیا۔ بعض صحابہ کرامؓ تک سے گناہ کا صدور ہوا مگر انہوں نے اس طرح توبہ کی کہ ان کی توبہ پر ہزاروں اور لاکھوں نیکیوں کو قربان کیا جا سکتا ہے اور رب کریم نے انہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوعنہ کا دائمی سرٹیفکیٹ عطا فرما دیا۔ اسی لئے ہمارے لئے یہ جائز نہیں کہ ہم ان میں سے کسی کی بھی خطاؤں پر انگلی اٹھائیں، جب ان کا رب ان سے راضی ہے اور وہ اپنے رب سے راضی ہیں تو ہم کون ہیں طعن و تشنیع کی زبانیں دراز کرنے والے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تک سے گناہ ہو سکتا ہے تو ہم کون ہیں کہ ہم سے کبھی گناہ ہی سرزد نہ ہو، مگر مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ موت کی علامت شروع ہونے سے پہلے تک ہر انسان کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

ترمذی میں حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے: ان اللّٰہ عزوجل یقبل توبة العبد مالم یغرغر، بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول کرتا ہے جب تک غرغرہ کی حالت نہ ہو جائے۔ لیکن موت کی واضح علامات شروع ہونے کے بعد درِ توبہ بند ہو جاتا ہے اس حالت میں تو فرعون نے بھی توبہ کی تھی مگر اس کی توبہ قبول نہ ہوئی جب یہ ڈوبنے لگا تو اس نے کہا تھا۔

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. یقین کر لیا میں نے کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر کہ ایمان لائے بنی اسرائیل اور میں ہوں فرمانبرداروں میں۔

لیکن جواب آیا: آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ. اب یہ کہتا ہے اور نافرمانی کرتا رہا اس سے پہلے اور رہا گمراہوں میں تیری گردن تو کبھی جھکتی ہی نہیں تھی، تجھے تو اپنے اقتدار اور مادی طاقت پر بڑا ناز تھا تم تو ربوبیت کے دعویدار اور انسانوں کو رزق رسانی کے ٹھیکیدار بنتے تھے، موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو حقارت سے ٹھکرا دیا کرتے تھے، اب جبکہ عذاب کی گرفت میں آ چکے ہو اور تمہیں موت آنکھوں کے سامنے دکھائی دے رہی ہے، اب توبہ کر رہے ہو اس وقت کی توبہ

besturdubooks.wordpress.com

ہرگز قبول نہیں۔

رحیم وکریم آقا اپنے گنہگار بندوں کو بڑے پیار کے انداز میں خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ. اے میرے گنہگار بندوں! تمہیں میری رحمت سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم خطا کار رہو، گناہوں میں زندگی کے قیمتی ماہ وسال بسر کر چکے ہو مگر ہو تو میرے ہی، دنیا والے ممکن ہیں تم سے نفرت کریں، وہ تمہیں دیکھ کر نفرت سے منہ موڑیں گے، حقارت سے کہیں گے یہ چور ہے، ڈاکو ہے زانی ہے، شرابی ہے، بے نماز ہے، مگر میرے در پر ندامت کے ساتھ توبہ کے لئے آؤ گے تو میں تمہیں طعنے نہیں دونگا تمہاری حکم عدولیاں نہیں جتلاؤں گا بلکہ تمہیں آغوش رحمت میں ڈھانپ لوں گا۔

نوے سال کا وہ بوڑھا انسان جس نے زندگی میں اپنے مولیٰ کے سامنے ایک سجدہ نہ کیا ہو، اس کی زندگی کا ہر لمحہ اپنے مالک کی نافرمانیوں میں گذرا ہو، اس کے نامۂ اعمال میں ایک بھی نیکی نہ ہو، اور پھر وقت آجائے کہ پیری سے کمر میں خم آجائے، سر پر سفیدی چھا جائے، ہاتھوں میں دم نہ رہے، بینائی کمزور پڑ جائے، شنوائی میں ثقل آجائے، ٹانگوں میں لڑکھڑاہٹ آجائے زبان بھاری ہو جائے، دماغ کام کرنا چھوڑ دے، محبت کا دم بھرنے والی بیوی داغ مفارقت دے جائے، دوست احباب بے وفا ہو جائیں، اپنے بچے بوڑھے ابا جان کو عضو فضول سمجھنے لگیں، یہ لٹا پٹا اور ٹھکرایا ہوا بوڑھا جب ہر طرف سے کٹ کر ہر طرف سے مایوس ہو کر دل میں خوف خدا لئے ہوئے، گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے، جھکی ہوئی کمر کے ساتھ لاٹھی ٹیکتے ہوئے اللہ کے گھر کی طرف آتا ہے اور وہاں سر نیاز جھکا کر اپنے مالک کو پکارتا ہے: اے خالق و مالک میں زندگی کی قیمتی نوے بہاریں گنوا کر، لٹ لٹا کر تیرے در پر حاضر ہوا ہوں، میرے پاس سوائے گناہوں کے کچھ نہیں، مجھے سب نے ٹھکرا دیا ہے، مگر اے مالک تو نہ ٹھکرانا خاموش جواب آتا ہے: اے گنہگار بوڑھے......! تو نے آنے میں ضرور دیر کر دی ہے میری مغفرت میں دیر نہیں ہوگی، اس در پر آنے والوں کو ٹھکرایا نہیں جاتا، گناہوں کی غلاظت میں آلودہ انسانوں کو دھتکارا نہیں جاتا، ان سے نفرت نہیں کی جاتی، ان کی غلطیوں کو گنوایا نہیں جاتا۔

تیرے گناہ بہت سہی، مگر میری رحمت کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں، مجھے تو یوں بھی سفید بالوں سے حیا آتی ہے، جا میں نے تجھے معاف کر دیا، بلکہ میں نے تیری سچی توبہ کی وجہ سے تیرے نوے

besturdubooks.wordpress.com

سال کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا، وہ دل شکستہ بوڑھا گناہوں کا انبار لے کر آیا تھا اب نیکیوں کا بار گراں لے کر واپس پلٹتا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک ،سوان کو بدلہ دے گا، اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔

اگر اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کرنے بلکہ گناہوں کو نیکیوں سے بدلنے پر قادر ہے اور یقیناً قادر ہے تو مجھے کہنے دیجئے ایک عجیب بات کہہ رہا ہوں لیکن اگر آپ سنجیدگی سے غور کریں گے تو میری بات کی تصدیق کریں گے، وہ یہ کہ بعض اوقات گناہ بالواسطہ اللہ کو راضی کرنے کا سبب بن جاتا ہے اور کبھی کبھی نیکی بالواسطہ اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب بن جاتی ہے، آپ کو یقیناً میری بات پر حیرت ہوئی ہوگی، آپ کہیں گے کہ گناہ غلاظت ہے، نجاست ہے، ظلمت ہے، شر ہے وہ کیسے اللہ کے قریب کا ذریعہ بن سکتا ہے؟

اور نیکی طہارت ہے، خوشبو ہے، نور ہے، خیر ہے، وہ کیسے رب کریم سے دوری کا سبب بن سکتی ہے؟ جب کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد اس پر نادم ہو جاتا ہے، اسے یہ احساس ستانے لگتا ہے کہ میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی، میں غلام ہوں وہ آقا ہے، میں مرزوق ہوں وہ رازق ہے، میں مخلوق ہوں وہ خالق ہے، میں منعم علیہ ہوں وہ منعم ہے،

مجھ پر اس کے انعامات اور احسانات کی کوئی حد ہی نہیں، پھر میں نے اس کی حکم عدولی کیوں کی، میں قیامت کے دن کیا جواب دوں گا میں عذاب الیم و عظیم کو کیسے برداشت کر سکوں گا، میں حضور اکرم ﷺ کو کیسے منہ دکھاؤں گا۔

جب ان احساسات و جذبات کے ساتھ وہ اپنے مالک کو پکارتا ہے اور آنکھوں سے اشک ندامت بہاتا ہے تو اس کے آنسو زمین پر گرنے سے قبل ہی بارگاہ صمدیت میں قبول ہو جاتے ہیں اور ان آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ اور کیا عجیب اگر وہ اپنی توبہ پر قائم رہے تو صرف اس کی آنکھوں پر ہی نہیں اس کے پورے وجود پر آگ حرام ہو جائے، قرآن کریم میں ہے:

اے نبیؐ! جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے

besturdubooks.wordpress.com

کہدو کہ تم پر سلامتی ہے، تمہارے پروردگار نے تم پر رحمت لازم ٹھہرائی ہے کہ جس نے تم میں سے نادانی سے کوئی برا کام کیا پھر اس نے توبہ کرلی اور اصلاح کرلی تو بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب کوئی گناہ کرلیتا ہے پھر کہتا ہے کہ مولا! میں نے گناہ کرلیا، مجھے معافی دیدے، رب فرماتا ہے کہ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور اس کو پکڑ بھی لیتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پھر جتنا رب چاہے بندہ ٹھہرا رہتا ہے پھر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے، کہتا ہے یارب میں نے گناہ کرلیا، بخش دے، رب فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو بخشتا ہے اور پکڑ بھی لیتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پھر بندہ ٹھہرا رہتا ہے جب تک رب چاہے، پھر گناہ کر بیٹھتا ہے، عرض کرتا ہے یارب! میں نے گناہ کرلیا مجھے معافی دے، تو رب فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو بخشتا ہے اور پکڑ بھی لیتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا جو چاہے کرے۔ اس گناہ گار کے برعکس جو انسان نیکی کرتا ہے مگر اپنی نیکی پر اتراتا ہے، فخر کرتا ہے اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے تو اس کی نیکی اس کے لئے وبال بن جاتی ہے اور وہ بارگاہ صمدیت سے بہت دور ہو جاتا ہے۔

اللہ کے ایک نیک بندے کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے بعض لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام بھی لیتے ہیں، واللہ اعلم ان کا واقعہ ہے یا کسی دوسرے بزرگ کا ہے کہ ایک رات انہیں ایسی گہری نیند آئی کہ نماز تہجد قضا ہوگئی اس پر بے تحاشا روئے اور گڑگڑا کر اپنے رب سے معافی مانگی ممکن ہے آپ میں سے کچھ لوگ سوچیں کہ بھلا یہ کونسا گناہ تھا جس پر معافی مانگی اور توبہ کرنے کی ضرورت پیش آئی ہم تو فرض نمازیں ہضم کر جاتے ہیں، مگر ڈکار نہیں مارتے اور ہمیں توبہ کرنے کی کبھی توفیق نہیں ہوتی اور وہ تہجد کے قضا ہونے پر آہ وزاری کرنے لگتے تھے۔ تو اصل بات یہ ہے کہ جو مقربین بارگاہ ہوتے ہیں ان کا معاملہ عام لوگوں سے مختلف ہوتا ہے انہیں سنتوں کے فوت ہونے کا جس قدر قلق اور افسوس ہوتا ہے شاید ہمیں فرائض وواجبات کے فوت ہونے کا اتنا افسوس نہ ہو۔

میں بتا یہ رہا تھا کہ گناہ پر ندامت انسان کو اللہ کا قرب عطا کر دیتا ہے اور نیکی پر تفاخر اسے اللہ سے دور کر دیتا ہے۔ بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کا واقعہ حدیث میں بیان ہوا ہے جن میں سے ایک

besturdubooks.wordpress.com

انتہائی نیک اور پارسا اور دوسرا انتہائی بدکار اور فاسق و فاجر شخص جنگل سے گزر رہا تھا اس نے اس انسان کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ ایک جگہ بیٹھا ہے اور اس پر بادل سایہ کیے ہوئے ہے اس کے دل پر بڑا اثر ہوا دل میں سوچا ہوگا کہ ایک طرف مجھ جیسا بدبخت انسان ہے جس کی زندگی کا ہر لمحہ فسق و فجور اور مالک کی معصیت میں گزرتا ہے دوسری طرف یہ نیک انسان جس کی نیکی اور پارسائی سے اس کا مالک اس قدر خوش ہے کہ بادل اس پر سایہ فگن ہے، اس کا جی چاہا کہ میں بھی چند ساعتیں اس کی صحبت میں بیٹھوں تاکہ مجھے بھی سعادت حاصل ہو، وہ خطا کار انسان جب اس زاہد خشک کے پاس بیٹھنے کے لئے آگے بڑھا تو اس نے بڑی نفرت کا اظہار کیا اور اسے اپنے قریب آنے سے منع کر دیا۔

آواز آئی کہ آج سے تم دونوں اپنی زندگی کا آغاز نئے سرے سے کرو، اے زاہد شب زندہ دار تیرے تکبر اور دوسروں کو حقیر سمجھنے نے تمھاری نیکیوں کو برباد کر دیا اور اے خطا کار انسان! تیرے عجز و انکسار کی وجہ سے ہم نے تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا۔ لہٰذا تم دونوں اپنی زندگی نئے سرے سے شروع کرو نہ اس کے اعمال نامئہ میں نیکیاں رہیں اور نہ اس کے اعمال نامئہ میں برائیاں رہیں دونوں کا رجسٹر صاف ہوگیا۔ بتایئے ان میں سے کون زیادہ خسارے میں ہے، وہ جس کی سالہا سال کی محنت برباد ہوگئی یا وہ جس نے اپنے آپ کو گناہوں کی غلاظت سے یکسر پاک کر لیا۔

اللہ کی رحمت پر نظر

ہمیں گناہوں سے بچنا تو ضرور چاہئے لیکن گناہوں کی کثرت کی وجہ سے مایوس نہیں ہونا چاہے، بلکہ ہر وقت اپنے مالک حقیقی کی رحمت پر نظر رہنی چاہئے جو اس قدر رحیم ہے کہ کبائر سے بچنے کی وجہ سے صغائر کو از خود معاف کر دیتا ہے۔ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا. (النساء)

جن کاموں سے تم کو منع کیا جاتا ہے ان میں سے جو بھاری کام ہیں (یعنی بڑے بڑے گناہ اگر تم ان سے بچتے رہے تو ہم تمہاری خفیف برائیاں (یعنی چھوٹے چھوٹے گناہ) تم سے دور کر دینگے اور ہم تم کو ایک معزز جگہ پر داخل کر دینگے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ

besturdubooks.wordpress.com

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور گناہ تحریر فرمادیئے ہیں تو جو نیکی کا ارادہ کرے اور کرے نہیں تو اسے اللہ تعالیٰ اپنے ہاں ایک پوری نیکی لکھتا ہے، پھر اگر ارادہ کرے اور نیکی کرے تو اسے اپنے ہاں دس سے سات سو گنا تک بلکہ بہت زیادہ گناہ تک لکھ لیتا ہے، اور جو گناہ کا ارادہ کرے پھر کرے نہیں تو اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ ایک پوری نیکی لکھ لیتا ہے پھر اگر گناہ کا ارادہ کرے پھر کر بھی لے تو اسے اللہ تعالیٰ ایک گناہ لکھتا ہے۔

رحمت کا کوئی ٹھکانہ بھی ہے؟ گناہ کا ارادہ کیا مگر اللہ کے ڈر سے باز آ گیا تو اس پر بھی نیکی مل جاتی ہے، گناہ کے بعد نیکی کر لی تو اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتا ہے اور ثواب بھی مل جاتا ہے۔

حضرت ابوذر اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈر تو جہاں بھی ہو اور برائی کے بعد نیکی کر، یہ نیکی اس برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاص کے ساتھ پیش آ۔ اس حدیث میں تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر لے۔ یہ نیکی گناہ کی مغفرت اور کفارہ کا باعث ہو گی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ. "بلاشبہ نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں"۔

یہ بھی اللہ جل شانہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ نیکیوں کے ذریعے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں، متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ جب کوئی مؤمن بندہ وضو کرتا ہے تو اس کی آنکھوں سے اور ہاتھوں سے اور پاؤں اور چہرے سے اور سر سے اور کانوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی مسلمان کو فرض نماز حاضر ہو جائے (یعنی نماز کا وقت حاضر ہو جائے) پھر وہ نماز کے لئے اچھی طرح وضو کرے اور نماز کا رکوع سجدہ بھی اچھی طرح سے کرے تو یہ نماز اس کے گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی، جب تک کے گناہ کبیرہ نہ کرے اور یہ کفارہ سیئات ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو ان کے درمیان ہو جائیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال کل بنی آدم

besturdubooks.wordpress.com

خطّاء وخیرالخطّائین التوابون. نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہرانسان خطا کار ہےاور بہترین خطا کار وہ ہیں جوخوب زیادہ توبہ کرنے والے ہیں۔

گنہگار مگر بہترین گنہگار وہ شخص ہے جو گناہوں پر نادم ہوکر توبہ کر لیتا ہے کیونکہ گناہ پر نادم ہوکر توبہ کر لینا یہ آدم علیہ السلام کا طریقہ ہےاور گناہ پر ڈٹ جانا اور اس کی الٹی سیدھی تاویلیں پیش کرنا یہ ابلیس کا طریقہ ہے آدم علیہ السلام سے معمولی سی اجتہادی خطا ہوگئی تو وہ اس قدر روئے کہ رونے سے چہرے پر نشان پڑ گئے، اور ابلیس سے بہت بڑا گناہ ہوگیا مگر اس کے چہرے پر ندامت کی زردی بھی نہیں چھائی۔ آدم علیہ السلام کو اپنی اجتہادی خطا پر ندامت ہوتی ہے تو رب کریم معافی مانگنے کا طریقہ اور الفاظ خود سکھاتے ہیں: رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. یہ بھی ان کی ذرہ نوازی ہے کہ اپنے کمزور بندوں کو راضی کرنے کا طریقہ بھی خود بتلاتے ہیں۔

توبہ کی ترتیب

یوں تو ہر شخص ہی کو توبہ اور استغفار کرنا چاہئے، لیکن پھر بھی علماء نے توبہ کی ایک ترتیب بتائی ہے۔ فیلسوف اسلام امام غزالیؒ توبہ کی ترتیب مقرر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان سب سے توبہ کرنی چاہے۔

☆ ا۔ سب سے پہلے کفر اور شرک سے توبہ کرنی چاہے۔

☆ ۲۔ تمام گناہوں سے توبہ خواہ کبیرہ ہوں یا صغیرہ۔

☆ ۳۔ ظاہری گناہوں کے ساتھ ساتھ باطنی گناہوں سے بھی توبہ کریں، مثلاً حسد، کینہ، بغض وغیرہ ہم لوگ اندر ہی اندر آگ لئے بیٹھے ہیں، باہر کسی کو معلوم ہی نہیں، گالی نہیں دی، لیکن اندر سے دل چاہ رہا ہے کہ قتل ہی کردوں سب باطنی گناہ ہیں۔

☆ ۴۔ توہمات سے توبہ کریں۔ یعنی یوں خیالی پلاؤ پکاتے رہنا کہ یہ کروں گا وہ کروں گا، اس کو حدیث کی زبان میں، طول امل، کہتے ہیں یعنی لمبی لمبی امیدیں باندھ لینا۔

توبہ کے سلسلہ میں ایک اہم بات یہ ہے کہ وہ گناہ جو اعلانیہ کئے ہیں ان کی اعلانیہ توبہ

besturdubooks.wordpress.com

کریں، جو چھپ کر کر چکے ہیں ان کی چھپ کر توبہ کریں۔ جو گناہ چھپ کر کر چکے ہیں ان کی اعلانیہ توبہ نہیں کرنی چاہیے۔ جب یہ سب کچھ کر لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت جوش میں آجاتی ہے۔

یہ جو باتیں میں نے بیان کی ہیں جس توبہ کے اندر موجود ہوں اسے توبۂ نصوح کہتے ہیں یعنی پکی اور سچی توبہ۔ ایسی توبہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اس کی شان کریمی جوش میں آتی ہے۔ حدیث قدسی ہے: **رحمتی وسعت غضبی** میری رحمت میرے غضب پر بھاری ہے رحمت اور محبت اللہ تعالیٰ کی اصل صفتیں ہیں، فرماتے ہیں: **مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ.** اگر تم شکر گزار بندے بنو اور ایمان لے آؤ تو وہ تمہیں عذاب دیکر کریگا کیا؟

اللہ تعالیٰ کی اصل صفات رحمانیت اور رحیمیت ہیں، حضور ﷺ نے اس کی بہت عمدہ مثال ارشاد فرمائی۔ آپؐ کے پاس عورتیں اور مرد قیدی بن کر آئے، ایک عورت پریشان بھاگتی پھر رہی تھی اس کا بچہ گم ہو گیا تھا۔ وہ بیچاری ماں کی ماری کبھی اس بچے کو چومتی کبھی اس بچے کو اٹھاتی اور چھاتی سے لگاتی۔ حضور ﷺ نے جب اس عورت کی حالت کو دیکھا تو صحابہؓ سے فرمایا کہ بتاؤ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈالے گی؟ صحابہ نے جواب دیا ہر گز نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ مہربان ہیں، حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کو سو حصوں میں تقسیم کیا، اور سو حصوں میں سے ایک حصہ اپنی مخلوق پہ منعکس فرمایا تو وہ ایک حصہ روئے زمین کے جانداروں میں، ماؤں کی ممتا، والدوں کی شفقت بھائیوں کی اور بہنوں کی محبت بن گیا، کروڑ ہا کروڑ ماؤں کی ممتا اس کی رحمت کے سوویں حصے سے بھی کم ہے، وہ تو سراپا رحمت ہے حدیث شریف میں ہے کہ: اللہ تعالیٰ اپنے گنہگار بندے کی توبہ سے بہت خوش ہوتے ہیں، اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں کہ جو سفر پر جا رہا ہے اور سامان سفر اونٹ پر لدا ہوا ہوتا ہے اور راستے میں قیلولے کے لئے رک جاتا ہے تھوڑی سی اونگھ آجاتی ہے، اس دوران اس کا اونٹ کہیں چلا جاتا ہے وہ شخص جب جاگتا ہے تو دیکھتا ہے کہ اونٹ غائب ہے، ادھر بھاگتا ہے ادھر بھاگتا ہے کہیں اسے اونٹ نظر نہیں آتا پریشان ہو جاتا ہے، کہیں دور دور تک آب و دانہ نہیں رہائش کا کوئی انتظام نہیں، پریشان اور زندگی سے مایوس ہو کر اسی جگہ وہ موت کے انتظار میں لیٹ جاتا ہے۔ اس کی آنکھ لگ جاتی ہے، جب آنکھ کھلتی ہے تو دیکھتا ہے کہ اونٹ سامان سمیت وہیں آکے کھڑا ہوا ہے تو اتنا خوش ہوتا

besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ کہتا ہے اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب، یعنی فرط مسرت میں اسے ہوش نہیں رہتا وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے، تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جتنی خوشی اسے اونٹ ملنے پر ہوتی ہے، اس سے کہیں زیادہ خوشی اللہ تعالیٰ کو اپنے گنہگار بندے کی توبہ سے ہوتی ہے، وہ تو سراپا مغفرت ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ رحمت باری بندے کی مغفرت کا بہانہ تلاش کرتی ہے بہا (یعنی قیمت) تلاش نہیں کرتی۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے قتل کئے، آخر وہ توبہ کی غرض سے نکلا اور ایک زاہد و عابد کے پاس حاضر ہوا، اپنا حال بتا کر توبہ کی قبولیت کا راستہ پوچھا تو اس نے کہا کہ تیری توبہ قبول نہیں ہو سکتی، اس نے عابد کو بھی قتل کر دیا، اور پھر کسی اللہ والے کی تلاش شروع کر دی۔ چنانچہ ایک شخص نے اس سے کہا کہ تو فلاں گاؤں چلا جا کہ وہاں ایک بزرگ عالم ہے جو تجھے توبہ کا طریقہ بتلائے گا، اس پر وہ اس گاؤں کی طرف روانہ ہوا، جب آدھی راہ طے کر لی تو اس کی موت آ گئی اور اس نے اپنا سینہ اس گاؤں کی طرف جھکا دیا۔ اس وقت رحمت اور عذاب کے فرشتے اس کے پاس جمع ہو گئے اور عذاب کے فرشتوں نے اسے قاتل اور مجرم ٹھہرایا لیکن رحمت کے فرشتوں نے اسے تائب بتایا کیونکہ وہ توبہ کے لئے اس گاؤں کی طرف جا رہا تھا چنانچہ اسکی بستی اور اور جس بستی کو جا رہا تھا دونوں کا فاصلہ ناپنے کا حکم ہوا اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس عالم کی بستی کو قریب ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اس بستی کے بالشت بھر قریب نکلا۔ اس طرح اللہ عزوجل نے اس کی بخشش کے سامان پیدا کر دیئے اور اس کی روح رحمت کے فرشتے لے گئے۔

استغفار کی برکتیں

توبہ سے صرف گناہ ہی معاف نہیں ہوتے، بلکہ اس سے بے شمار دینی، دنیاوی، مادی اور روحانی فائدے اور برکتیں بھی حاصل ہوتی ہیں، رب کریم کا وعدہ ہے کہ اور یہ کہ تم لوگ اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر اس کی طرف متوجہ رہو، وہ تم کو وقت مقرر تک خوش عیش زندگی بخشے گا اور زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ: اے میری قوم! مغفرت طلب کرو اور رب سے پھر توبہ کرو اس کے حضور میں، وہ بھیج دے گا تمھارے اوپر خوب بارشیں اور بڑھا دے گا تمھاری قوت میں زیادہ قوت اور منہ مت پھیرو مجرم بنتے ہوئے۔

besturdubooks.wordpress.com

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بار بار تلقین کی تھی کہ: پس میں نے کہا تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا ہے وہ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا اور تمھارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغات بنادے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری فرمادے گا۔ غالبا حسن بصریؒ کا واقعہ ہے کہ ان کے سامنے کسی شخص نے قحط سالی اور بارش نہ ہونے کی شکایت کی ، آپ نے فرمایا استغفار کی کثرت کرو۔ دوسرے نے فقر وفاقہ کا رونا رویا آپ نے اسے بھی استغفار کی تلقین کی۔ تیسرے نے حصول اولاد کا وظیفہ بتانے کی درخواست کی آپ نے اسے بھی استغفار کا حکم دیا۔ حاضرین میں سے کسی نے تعجب سے دریافت کیا کہ یا حضرت! یہ کیا معاملہ ہے سائلین مختلف ہیں مگر آپ ہر شخص کو ایک ہی جواب دے رہے ہیں، ایک ہی دعا سکھا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے سورۃ نوح میں نہیں پڑھا کہ استغفار کرو گے تو تمھارا رب بارش برسائے گا، مال دے گا، اولاد عطا کرے گا، باغات پھل دیں گے، نہریں پانی سے بھر جائیں گی۔ یہ سب استغفار کی برکتیں اور ثمرات ہیں۔

ہر مشکل کا حل

خود رسول اللہ ﷺ نے بھی توبہ اور استغفار کو ہر پریشانی کا حل بتایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص استغفار کو اپنے اوپر لازم کرلے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر دشواری سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ذریعہ بنادے گا اور ہر دکھ سے نجات دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔ (ابوداؤد) آج کون شخص ہے جو پریشان نہیں، کون ہے جو حالات سے شکوہ کناں نہیں، کون ہے جسے کوئی مشکل درپیش نہیں ، کون ہے جسے اولاد کی نافرمانی یا رزق کی تنگی کی شکایت نہیں، اللہ کے سچے رسولؐ نے ان سب مسائل کا ایک مؤثر علاج بتلادیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مالک حقیقی سے ہی حکم عدولیوں کی سچے دل سے معافی مانگ کر اسے راضی کرلے، جب وہ راضی ہوجائے گا تو تمام مشکلات ھباءً منثوراً ہوجائیں گی ، اور تمام مسائل حل ہوجائیں گے۔

ظاہر ہے کہ تمام مسائل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور انہیں حل کرنا بھی اسی کے ہاتھ میں

besturdubooks.wordpress.com

ہے۔لہٰذا ادھر ادھر ہاتھ مارنے کے بجائے اسی کی طرف رجوع کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی گرفت سے بچنے کا طریقہ بھی یہی ہے کہ استغفار کا التزام کرے۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری امت کے لئے دو امانتیں نازل فرمائی ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۔پس جب میں دنیا سے پردہ کر جاؤں (تو ایک امان اٹھ جائے گی اور دوسری امان) یعنی استغفار قیامت کے لئے اپنی امت کے اندر چھوڑ جاؤں گا۔

اس حدیث میں عذاب دنیاوی سے محفوظ رہنے کے لئے دو چیزیں ارشاد فرمائی ایک غیر اختیاری یعنی حضور اقدس ﷺ کا اسی دنیا میں تشریف فرما ہونا، یہ امر بندوں کے اختیار میں نہیں، جب اللہ نے چاہا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے وفات دیکر اٹھالیا جس کی وجہ سے امان کا ایک ذریعہ جاتا رہا، اور دوسرا ذریعہ باقی ہے جو اپنے اختیار میں ہے یعنی استغفار کرتے رہیں اور عذاب سے بچتے رہیں۔اس حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا یہی ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو امانتیں نازل فرمائیں، جن میں سے ایک آپ کا وجود گرامی ہے اور دوسرا استغفار ہے آپ کے تشریف لے جانے کے بعد قیامت تک کے لئے امت کے لئے ایک امان یعنی استغفار باقی ہے ۔اہل مکہ مشرک تھے، ابوجہل ان کا سردار تھا، اس نے پتھر برسنے یا دردناک عذاب آنے کی دعا مانگی تھی، اللہ تعالیٰ نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے ہوتے ہوئے اور استغفار میں مشغول ہوتے ہوئے ان پر عذاب بھیجے، حضور اکرم ﷺ ہجرت سے پہلے ان کے اندر موجود تھے، یہ تو ظاہر ہی ہے، اور استغفار کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ زمانہ شرک میں جو حج کرتے تھے اس میں غفرانک غفرانک کہتے جاتے تھے۔یہ الفاظ طلب مغفرت کے لئے بولے جاتے ہیں، جب مشرکوں کو امان دی گئی کہ جب تک استغفار کرتے رہیں گے عذاب دنیا میں مبتلا نہ ہوں گے تو مومنین بطریق اولیٰ استغفار کی وجہ سے عذاب دنیا سے محفوظ رہیں گے۔

کثرت استغفار اور رحمتوں کی آبشار

میں اگر یوں کہوں کہ کثرت استغفار رحمتوں کی آبشار ہے تو یہ قطعاً مبالغہ نہیں ہوگا۔وہ لوگ

besturdubooks.wordpress.com

دنیا اور آخرت میں مبارک اور خوش قسمت ہیں جنہیں کثرت استغفار کی سعادت حاصل ہو جاتی ہے عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے لئے بہت بہتر ہے جو قیامت کے دن اپنے نامۂ اعمال میں کثیر استغفار پائے۔ دل کی ظلمت اور کدورت کا علاج بھی یہ ہے کہ استغفار کیا جائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جب مؤمن بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ داغ لگ جاتا ہے، پس اگر توبہ واستغفار کرلے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر گناہ زیادہ کرے تو یہ سیاہ داغ بھی بڑھتا جائے گا یہاں تک کہ اس کے دل پر چھا جائے گا، یہی وہ زنگ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کے اعمال نے ان کے دلوں پر زنگ لگا دیا۔ (ترمذی)

توبہ سے غفلت کے اسباب

جب توبہ کے اس قدر فضائل وثمرات ہیں تو آخر کیا وجہ ہے کہ لوگ توبہ نہیں کرتے۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے توبہ نہ کرنے کے مختلف اسباب بیان فرمائے ہیں۔ توبہ نہ کرنے کا پہلا سبب یہ ہے کہ آخرت پر کامل ایمان نہیں ہوتا، اگر انسان کا آخرت پر، وہاں کے جزا سزا پر کامل ایمان ہو تو وہ کبھی کسی توبہ سے غافل نہیں رہ سکتا۔ جس شخص کو یقین ہے کہ گناہوں سے توبہ نہ کرنے کی وجہ سے ہی دہکتے شعلوں کی نذر ہو سکتا ہوں، لوہے کے کوڑوں سے میری پٹائی ہو سکتی ہے، کھولتا ہوا گندا پانی اور جہنمیوں کی پیپ میرا مشروب بنے گی، خوف ناک اژدہے مجھ پر مسلط کردیئے جائیں گے۔ اور اگر میں توبہ کرلوں تو ان ہولناک عذاب سے بچ جاؤں گا، تو بتایئے کہ وہ توبہ کرنے کو ترجیح دیگا یا توبہ سے غافل رہے گا؟

توبہ سے غفلت کا دوسرا سبب خواہشات کی غلامی ہے، سب کچھ جانتے بوجھتے انسان شہوات وخواہشات کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے اور اس سے نکلنے کیلئے تیار نہیں ہے، حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت وجہنم کو بنانے کے بعد جبرائیل کو اسکے معائنہ کیلئے بھیجا، جبرائیلؑ نے جنت کی نعمتیں اور اسباب عیش دیکھ کر عرض کی کہ ان کے بارے میں جو بھی سنے گا وہاں جانے کی ضرور کوشش کرے گا۔ اور جہنم کی کلفتیں اور ہولناک سزاؤں کے معائنہ کے بعد عرض کیا کہ ان کے بارے

besturdubooks.wordpress.com

میں جو بھی سن لے گا وہ کوئی ایسا عمل نہیں کرے گا جو جہنم میں لے جانے کا سبب بنے۔ پھر رب تعالیٰ نے جنت کو مکارہ (ایسے اعمال جو نفس پر مشکل ہوں) کے ساتھ اور جہنم کو شہوات و مرغوبات کیساتھ ڈھانپ دیا اور جبرائیل کو دوبارہ معائنہ کا حکم دیا۔ جبرائیلؑ نے مشاہدہ کے بعد عرض کیا کہ اے ربّ العالمین! اب تو ایسے لوگ بہت کم ہوں گے جو جہنم سے بچ سکیں اور جنت میں داخل ہو سکیں۔

توبہ سے غفلت کا تیسرا سبب یہ مفروضہ ہے کہ دنیا نقد ہے اور آخرت ادھار ہے، ادھار کے وعدے پر نقد سے کیوں محروم ہوا جائے۔

تیری گلی چھوڑ کر باغِ جنان میں جائے کون..................نقد کا سودا چھوڑ کر وعدہ پر دل لگائے کون

توبہ سے غفلت کا چوتھا سبب یہ وسوسہ ہے کہ توبہ تو کرلوں مگر ٹوٹ جائے تو کیا فائدہ؟ یہ بالکل ایسے ہے کہ بھوک لگی ہوئی ہے کھانا نہیں کھاتے اسلئے کہ شام کو پھر بھوک لگ جائیگی، پھر کھانا کھانے سے کیا فائدہ؟ ملیریا ہو رہا ہے بیمار ہیں لیکن اس دفعہ علاج نہیں کراتے اسلئے کہ اگلے موسم میں پھر ملیریا ہو جائیگا، یہ شیطان کی چالیں اور نفس کے وسوسے ہیں، اس وقت تو علاج کرو بعد کا بعد میں دیکھا جائیگا، اس وقت تو روحانی بھوک کا ازالہ کرو بعد میں پھر بھوک لگی تو پھر توبہ کریں گے۔ قرآن مجید میں ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ. (البقرہ) اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں ان لوگوں سے جو بار بار توبہ کرنے والے اور پاکیزگی اختیار کرنے والے ہیں۔

بعض نکتہ رس علماء کہتے ہیں کہ اس آیت سے مراد وہ لوگ ہیں جو بار بار توبہ کرتے ہیں کیونکہ انکی توبہ بار بار ٹوٹتی ہے۔ ایک عجیب حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم سارے کے سارے نیک بن جاؤ، اتنے نیک بن جاؤ کہ تم سے کوئی گناہ بھی سرزد نہیں ہو تو میں تم سب کو ختم کروں گا اور ایک ایسی امت پیدا کروں گا جو: **یذنبون ویستغفرون ثم یذنبون ثم یستغفرون ثم یذنبون ثم یستغفرون.** یعنی وہ لوگ گناہ کریں گے پھر معافی مانگیں گے، پھر گناہ کریں گے پھر معافی مانگیں گے، پھر گناہ کریں گے پھر معافی مانگیں گے۔ توبہ ٹوٹتی ہے تو ٹوٹتی رہے ایک بار تو پکّی توبہ کریں گے، اس وقت پورے اخلاص اور عزم کیساتھ توبہ کریں گے خواہ دس منٹ کے بعد ہی ٹوٹتی ہے تو ٹوٹ جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جن کی پوری زندگی گناہوں میں گزرتی چلی آرہی ہے، مثلاً چالیس سال سے شراب پیتے چلے آرہے ہیں وہ توبہ کرنا چاہتے

besturdubooks.wordpress.com

ہیں، شراب چھوڑنا چاہتے ہیں لیکن چھوٹتی نہیں توبہ بار بار ٹوٹ جاتی ہے، یہ لوگ کیا کریں؟

حضرت واعظ کے نزدیک شاید یہ مسئلہ سیدھا اور آسان ہو مگر اسکو آسان سمجھنا سادہ لوحی ہے۔ اس سے بھی زیادہ سادہ لوحی کی بات وہ ہے جو اکثر واعظ صاحبان دیرینہ گناہ گاروں کی اصلاح فرماتے ہوئے کرتے ہیں کہ "بھائی اللہ کے حضور پکی توبہ کرو۔ اگر توبہ ٹوٹ گئی تو قسمت پھوٹ گئی" نتیجہ یہ ہے کہ بیچارہ گناہگار یہ کہتا ہے کہ میاں توبہ تو ضرور ٹوٹے گی، سالہا سال کی بری عادت اتنی جلدی تو چھوٹ نہیں سکتی، پھر میں ایسی کچی توبہ کیوں کروں کبھی موقعہ آیا تو پکی اور نہ ٹوٹنے والی توبہ کروں گا، اور وہ موقع کبھی نہیں آتا۔ وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ توبہ کرنے کا خیال بھی جاتا رہتا ہے دیکھئے نیم خواندہ واعظ کی نادانی نے ایک اچھے بھلے شریف آدمی کو جو توبہ کر کے متقی بننا چاہتا تھا ہمیشہ کیلئے توبہ سے محروم کر دیا، ایسے دیرینہ مریض کا علاج زیادہ احتیاط سے کرنا چاہئے۔ ایسے شخص کا اصولی علاج یہ ہے کہ اس سے صاف صاف کہہ دینا چاہئے کہ بھائی اس وقت تو خلوص اور توبہ کیساتھ توبہ کرلو، گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے، اگر خدانخواستہ توبہ ٹوٹ بھی گئی تو کیا ہوا؟ پھر اللہ کے حضور چلے آنا اور صدقِ دل سے پھر توبہ کر لینا، آخر اس میں رکاوٹ کیا ہے؟

ایک قاعدے کی بات یوں ہے کہ جو چیز انتہائی اہم اور ضروری ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسکو عام فرمادیتے ہیں۔ جیسے ہوا انسانی زندگی کیلئے ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے عام اور بلا قیمت مہیا فرمادیا ہے، پانی بھی اسی طرح بہت ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے بھی عام فرمادیا، بالکل اسی طرح گناہوں کو چھوڑنے کا بھی مسئلہ بہت اہم ہے، اللہ تعالیٰ نے اسکے لئے بھی بہت آسان اور عام فہم نسخہ تجویز فرمایا ہے، وہ نسخہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی گناہ سرزد ہو، دو نفل توبہ کی نیت سے فوراً پڑھیں اور پورے اخلاص کیساتھ توبہ کرلیں، جب توبہ ٹوٹ جائے تو پھر سے فوراً یہی عمل کریں، پھر گناہ سرزد ہو جائے پھر توبہ کریں اور اسی وقت روتے ہوئے اللہ کے پاس آجائیں۔ اس عمل کو چھوڑنا نہیں ہے، آپ کہیں گے یہ تو تماشا ہو گیا ہے ادھر توبہ کی ادھر توبہ ٹوٹ گئی اور پھر سے دو رکعت نفل پڑھ کے توبہ کرلی، میں کہتا ہوں یہ تماشا کر کے دیکھئے، اس میں بات یہ ہے کہ گناہ کے بعد جونہی آپ توبہ کریں گے اللہ کے سامنے روئیں گے، دو رکعت نفل نماز پڑھیں گے تو گناہ کو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے، اور وہ نفل، وہ آنسو اور رونا دھونا منافع میں آجائیں گے، یہ سودا شیطان کو بھی منظور نہیں ہے، وہ

besturdubooks.wordpress.com

بھی گناہ چھڑوادے گا اور آئندہ گناہ کا موقع فراہم کر کے نہیں دے گا یہ بہت آسان اور مجرب نسخہ ہے، ضرور کریں۔ اس بارے میں حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ نے بہت عجیب بات فرمائی ہے کہ اگر کوئی شخص زندگی بھر توبہ کرتا رہے اور اسکی توبہ ٹوٹتی رہے تو پھر گناہ کے فوراً بعد توبہ کرے اور پھر توبہ ٹوٹ جائے زندگی ساری اگر اسکی ایسی گزر جائے تو بھی یہ اسکی استقامت ہے، اس شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ شخص آخر دم تک میری راہ میں لڑتا تو رہا، اسنے ہتھیار تو نہیں پھینکے۔ مستقل طور پر باطل پرست تو نہیں ہوگیا۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ استقامت کا اجر عطا فرمادیں گے کہ میری راہ میں چلتے ہوئے کبھی سر کے بل کبھی منہ کے بل گرتا رہا لیکن پھر بھی توبہ کرتا رہا اور میری ہی طرف آگے تو بڑھتا رہا۔ تو مولانا مرحوم فرماتے تھے کہ توبہ کا بار بار کرنا خواہ توبہ ٹوٹتی رہے توبہ کے نہ کرنے سے بہت بہتر ہے۔

توبہ سے غفلت کا پانچواں سبب یہ وسوسہ ہے کہ اللہ غفور رحیم ہے، گناہ کیے جاؤ، وہ معاف کردے گا، یہ حماقت کی بات ہے۔ قرآن مجید میں غفور رحیم کا استعمال مشروط معافی میں ہوا ہے۔ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی. میں غفور رحیم ہوں صرف اس شخص کیلئے جو توبہ کرے ایمان لے آئے عمل صالح کرے اور پھر ہدایت یافتہ ہو جائے۔

ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ جس طرح سے عام لوگ اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم سمجھتے ہیں ایسے ہی اگر ہم اللہ کو غفور رحیم سمجھتے ہیں تو لیجئے میں ایک گناہ بتاتا ہوں وہ آپ کر کے دکھائیں، زہر ذرا کھا کے بتائیں، دیکھیں سزا دیتا ہے یا غفور رحیم ہونے کی وجہ سے معاف کردیتا ہے، ذرا چھت پر سے چھلانگ لگا کر دیکھیں یہ بھی ایک غلطی ہے وہ معاف کردیگا، وہ غفور رحیم ہے، آپ کہیں گے یہ تو معاف نہیں کریگا اسلئے کہ یہ تو جسمانی غلطی ہے تو وہ روحانی غلطیوں کو کیوں معاف کریگا؟ اگر اللہ تعالیٰ مادی زہر کو معاف نہیں کرتے ہیں تو روحانی زہر کو کیوں معاف کریں گے۔ اگر سنکھیا مادی زہر ہے تو شراب روحانی زہر ہے۔ کیا وجہ ہے کہ وہ جسمانی زہر کا استعمال تو معاف نہ کرے اور روحانی زہر کا استعمال معاف کردے۔ تمام گناہ روحانی زہر ہیں یہ ساری خودکشیاں ہیں یہ اس وقت تک قابلِ معافی نہیں جب تک ان سے صدقِ دل سے توبہ نہ کرلی جائے۔ توبہ سے غفلت کا ساتواں سبب قنوطیت ہے۔ انسان گناہوں میں ڈوب جانے کے بعد اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے اور

besturdubooks.wordpress.com

جو جی میں آتا ہے کر گزرتا ہے، سوچتا یہ ہے کہ اب نجات سے تو گئے ساری حسرتیں تو پوری کرلیں، یہ مایوسی کی کیفیت ہے، اور انتہائی مہلک کیفیت ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے مجرم مثلاً چنگیز، ہلاکو اور فرعون سب اسی قنوطیت کا شکار تھے، انہیں یقین تھا کہ ہماری مغفرت نہیں ہوسکتی، اب جو جی میں آئے وہ ظلم کرو، پھر وہ ظلم کر کے اس سے مزہ لیتے تھے۔ قرآن میں اس مایوسی کی کیفیت کو ختم کیا گیا ہے اور بدترین مجرم کیلئے بھی توبہ کا راستہ کھلا ہوا ثابت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچے دل سے توبہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یاربّ العالمین۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ ندائے منبر ومحراب)

اللہ جل جلالہ

besturdubooks.wordpress.com

دوسرا باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے حضورؐ کے دس مثالی ارشادات

قابل احترام بھائیو! یہ باب ہماری کتاب ''مردوں کی مثالی زندگی کے درخشاں پہلو'' کا دوسرا باب ہے۔ اس باب میں ہم مردوں کی مثالی زندگی کے لئے حضور سرور کونین ﷺ کے دس مثالی ارشاد پیش کررہے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ کے تمام ارشادات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں، پیغمبر ﷺ کے اقوال میں ہی ہماری کامیابی اور فوز وفلاح مضمر ہے، جی ہاں اگر ہم حضور ﷺ کی تعلیمات کو دل وجان سے قبول کریں گے تو یقیناً ہم ترقی کریں گے، ورنہ حضور کی تعلیمات سے ہٹ کر ہم قعرِ مذّلت میں گرتے چلے جائیں گے، تاریخ گواہ ہے کہ جب تک امت مسلمہ نے اپنے آقائے دوعالم ﷺ کی سیرت اور تعلیمات کو اپنائے رکھا، یہ کامیاب رہے اور ترقی کرتے رہے اور جب اس امت نے اپنے نبی کی تعلیمات کو چھوڑ کر غیروں کی تعلیمات کو اپنایا تو اللہ نے انہیں غیروں ہی کا غلام بنادیا۔ آج بھی اگر مسلم قوم اپنے نبی ﷺ کی تعلیمات پر گامزن ہوجائے تو بیشک یہ امت دوبارہ پھر گم گشتہ عزت وعظمت حاصل کرسکتی ہے۔

چنانچہ اسی لئے ہم نے ضروری سمجھا کہ اپنی اس کتاب میں حضور ﷺ کے خاص خاص دس ارشادات آپ کے سامنے رکھیں، ویسے تو آپ ﷺ کا ہر ارشاد وحدیث خاص ہی ہے لیکن ہم نے فی الحال محض دس پر ہی اکتفا کیا، کیونکہ پوری کتاب میں ہماری ترتیب دس کے اعتبار سے چل رہی ہے۔ بحر حال مناسب ہے کہ پہلے ہم حضور ﷺ کے اُن دس ارشادات کے عنوان آپ کو سمجھا دیں اور پھر اپنی کتاب کو آگے بڑھائیں۔

چنانچہ پہلے ارشاد میں ایمان کامل کی چار علامتیں مزکور ہیں کہ اگر ان چار علامتوں پر دل

besturdubooks.wordpress.com

وجان سے عمل کرلیا جائے تو ایمان کامل واکمل بن سکتا ہے، دوسرے ارشاد میں تین صفات اپنانے پر تین انعامات کا ذکر ہے کہ جو حضور ﷺ کی بتائی ہوئی ان تین صفات پر عمل کرلے گا وہ تین انعامات کا مستحق ہو جائے گا، تین صفات اور تین انعامات کیا ہیں اس دوسرے ارشاد کے ذیل میں آپ تفصیل سے پڑھیں گے، تیسرے ارشاد میں صبر وشکر کی تلقین ہے کہ صبر وشکر کے کیا کیا فوائد ہیں تاکہ ہمیں ترغیب ہو اور ہم صبر وشکر جیسی عظیم دولت سے بہرہ ور ہوں، ویسے ان صفات کی اہمیت کے پیش نظر ہم نے آگے چل کر دس اوصاف میں بھی ان کو شامل کرلیا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان صفات کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، چوتھے ارشاد میں قناعت کی ترغیب ودعوت ہے کہ قناعت کس قدر فائدے کی چیز ہے۔ پانچویں ارشاد میں تین ایسی چیزوں (اعمال) کا ذکر ہے کہ جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے وہ تین چیزیں یا تین اعمال کیا ہیں، آنے والے ارشاد میں آپ مطالعہ کریں گے، چھٹے ارشاد میں حضور ﷺ کی چھ زرّیں نصیحتیں ہیں، بے شک ان نصیحتوں میں ایک ایک نصیحت آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

ساتویں ارشاد میں بیویوں کے حقوق اور ان کی رعایت ومدارت کی تاکید ہے، آٹھویں ارشاد میں خرچ کرنے والوں کے لئے فرشتوں کی دعا ہے، تاکہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا شوق پیدا ہو، نویں ارشاد میں منافق شخص کی تین علامتیں بتائی گئی ہیں تاکہ ان علامتوں کو پڑھ کر ہم نفاق جیسی بُری بیماریوں سے بچنے کی کوشش کرسکیں، دسویں اور آخری ارشاد میں آخرت کا فائدہ اور نقصان کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

بہرحال اس باب میں آنے والے دس ارشادات کا مختصر ساخاکہ ہم نے آپ کے سامنے پیش کردیا ہے، باقی آنے والے اوراق میں ان ارشادات سے متعلق آپ تفصیل سے پڑھیں گے انشاء اللہ، پچھلے باب کی طرح یہاں بھی ہم نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ حضور ﷺ کے ارشادات کی تشریح اپنی طرف سے کرنے کے بجائے اکابرین اور علماء کرام کی تشریحات کو پیش کریں، تاکہ اکابرین کے خلوص اور نورانیت سے ہم پوری طرح استفادہ کرسکیں، تو قابل احترام دوستو اب ہم اپنی بات کو سمیٹتے ہیں اور آپ حضور ﷺ کے ارشادات اور ان کی تشریحات کا مطالعہ کرنا شروع کیجئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

besturdubooks.wordpress.com

پہلا ارشاد

ایمان کامل کی چار علامتیں

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی کو کچھ دے تو اللہ کے لئے دے اور کسی کو دینے سے منع کرے تو اللہ کے لئے منع کرے۔ اگر کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لئے کرے اور اگر کسی سے بغض اور عناد رکھے تو اللہ کے لئے رکھے تو اس شخص کا ایمان کامل ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کے ایمان کے کامل ہونے کی گواہی دی۔

تشریح...... ایمان کامل کی پہلی علامت یہ بیان فرمائی کہ وہ دے تو اللہ کے لئے دے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی موقع پر کچھ خرچ کر رہا ہے تو اس خرچ کرنے میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت ہو۔ انسان اپنی ذات پر بھی خرچ کرتا ہے، اپنے اہل وعیال پر بھی خرچ کرتا ہے اور صدقہ خیرات بھی کرتا ہے تو ان تمام مواقع پر خرچ کرتے وقت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت ہو۔ صدقہ خیرات میں تو یہ بات واضح ہے کہ اسکو دیتے وقت یہ نیت ہونی چاہئے کہ میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کیلئے یہ صدقہ دے رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسکا ثواب مجھے عطا فرما دیں۔ اس صدقہ دینے میں احسان جتانا مقصود نہ ہو، نام ونمود مقصود نہ ہو، دکھاوا مقصود نہ ہو، تو یہ دینا اللہ کیلئے ہوا۔

صدقہ خیرات کے علاوہ بھی جہاں خرچ کرو تو وہاں بھی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت کر لو۔ مثلاً فرض کریں کہ آپ نے کوئی چیز خریدی اور دکاندار کو پیسے دیدیئے۔ اب بظاہر تو یہ ایک دنیاوی معاملہ ہے، لیکن اگر وہ چیز مثلاً گوشت، ترکاری خریدتے وقت یہ نیت کر لی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اہل وعیال کے جو حقوق میرے ذمے عائد کر رکھے ہیں، ان حقوق کی ادائیگی کیلئے یہ خریداری کر رہا ہوں۔ اور اگر اسی طرح دوسری نیت یہ کر لی کہ میں دکاندار کیساتھ خرید وفروخت کا جو معاملہ

besturdubooks.wordpress.com

کررہاہوں وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اس حلال طریقے کے مطابق کررہاہوں جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے جائز کیا ہے اور حرام طریقے سے معاملہ نہیں کررہاہوں۔ تو ان دونیتوں کیساتھ خریداری کا جو معاملہ کیا اور دکاندار کو پیسے دیدیئے، یہ دینا اللہ تعالیٰ کیلئے ہوا۔ اگرچہ بظاہر یہ نظر آرہا ہے کہ تم نے ایک دنیاوی لین دین کا معاملہ کیا اور گوشت خریدا یا کپڑا خریدا یا ترکاری خریدی لیکن یہ دینا اللہ کیلئے ہوا۔

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب قدس اللہ سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ دین اور دنیا میں صرف زاویہ نگاہ بدلنے کا فرق ہے۔ اگر زاویہ نگاہ بدل لوتو وہی دنیا تمہارے حق میں دین بن جائیگی۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ تم دنیا کے اندر جو کچھ کام کررہے ہو، سونا، جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، یہ سب کرتے رہو مگر ذرا سا زاویہ نگاہ بدل لو۔ مثلاً کھانا کھانا ایک دنیاوی کام ہے، لیکن کھانا کھاتے وقت یہ سوچ لو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

(ان لنفسک علیک حقا) (صحیح بخاری)

یعنی تمہارے نفس کا بھی تمہارے اوپر کچھ حق ہے۔ اس حق کی ادائیگی کیلئے کھانا کھارہاہوں اور یہ سوچ لو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب کھانا آتا تو آپؐ اسکو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر اس پر شکر کرتے ہوئے کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ میں بھی آپ کی اسی سنت کی اتباع میں کھانا کھارہاہوں۔ تو اب یہی دنیا کا کام دین کا کام بن گیا۔ لہٰذا وہ سارے کام جن کو ہم دنیاوی کام سمجھتے ہیں، ان میں کوئی بھی ایسا کام نہیں ہے جن کو ہم زاویہ نگاہ کی تبدیلی سے دین نہ بناسکیں اور اسکو اللہ کیلئے نہ بناسکیں۔ صبح سے لے کر شام تک کی زندگی جتنے کام ہم کرتے ہیں ان کے بارے میں ذرا ہم سوچیں کہ میں ان کے اندر زاویہ نگاہ بدل کر کس طرح انکو دین بناسکتاہوں۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ صدقہ کرنا صرف اسکا نام ہے کہ آدمی کتنے ضرورت مند پیسے دیدے یا کسی غریب کو کھانا کھلادے وغیرہ۔ بس یہ کام صدقہ ہے اسکے علاوہ کوئی کام صدقہ نہیں۔ لیکن حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نیک کام جو نیت سے کیا جائے وہ صدقہ ہے، یہاں تک فرمایا کہ کھانے کا وہ لقمہ جو انسان اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے، یہ بھی صدقہ ہے۔ یہ صدقہ اسلئے ہے کہ آدمی یہ کام اسلئے کررہاہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذمہ یہ حق عائد کیا ہے۔ اس حق کی ادائیگی

besturdubooks.wordpress.com

کیلئے میں یہ کام کررہاہوں تو اللہ تعالیٰ اسکواس کام پر صدقہ اجروثواب عطافرمائیں گے۔ یہ سب کام اللہ کیلئے دینے میں داخل ہیں۔

دوسری علامت یہ بیان فرمائی کہ اگر روکے اور منع کرے تو اللہ کیلئے روکے۔ مثلاً کسی جگہ پر پیسہ خرچ کرنے سے بچایا تو وہ بچانا بھی اللہ کیلئے ہو۔ چونکہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فضول خرچی نہ کرو۔ اس فضول خرچی سے بچنے کیلئے میں اتنا پیسہ بچارہاہوں۔ تو یہ بچانا اور روکنا اللہ کیلئے ہے۔ یا مثلاً کوئی شخص آپ سے ایسے کام کیلئے پیسوں کا مطالبہ کررہا ہے جو کام شرعاً ممنوع ہے۔ اب آپ نے اس کام کیلئے اسکو پیسے نہیں دیئے تو یہ نہ دینا اللہ کیلئے ہوا۔

ہمارے معاشرے میں نہ جانے کیسے کیسے رسم ورواج پڑ گئے ہیں کہ اس موقع پر فلاں تحفہ دیا جاتا ہے، اس موقع پر فلاں تحفہ دیا جاتا ہے، اس موقع پر یہ رسم ہے۔ اگر اس موقع پر نہیں دینگے تو ناک کٹ جائیگی۔ اب اس موقع پر تحفہ دینے کا نہ تو شریعت نے کوئی حکم دیا اور نہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حکم دیا۔ مثلاً تقریبات اور شادیوں میں ''نیوتہ'' دیا جاتا ہے، اسکو اس قدر لازمی سمجھا جاتا ہے کہ چاہے کسی کے پاس پیسے ہوں یا نہ ہوں۔ چاہے وہ قرض لے، چاہے وہ حرام طریقے سے کما کردے یا رشوت لے کردے۔ لیکن یہ ''نیوتہ'' ضروردے، اگر نہیں دیگا تو معاشرے میں ناک کٹ جائیگی۔ اب ایک شخص کے پاس دینے کیلئے پیسے موجود ہیں اور معاشرے کی طرف سے دینے کا مطالبہ بھی ہے لیکن وہ شخص صرف اسلئے نہیں دے رہا ہے کہ چاہے معاشرے کے اندر ناک کٹ جائے لیکن میرا اللہ تعالیٰ تو راضی نہیں ہوگا۔ اب یہ روکنا اللہ کیلئے ہوگا۔ یہ بھی ایمانِ کامل کی علامت ہے۔

تیسری علامت یہ بیان فرمائی کہ اگر محبت کرے تو اللہ کیلئے محبت کرے۔ دیکھئے۔ ایک محبت تو بغیر کسی شائبہ کے خالصۃً اللہ کیلئے ہوتی ہی ہے۔ جیسے کسی اللہ والے سے محبت ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے محبت اس وجہ سے نہیں ہوتی کہ اس سے پیسے کمائیں گے بلکہ اس سے محبت اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اس سے محبت اور تعلق رکھیں گے تو ہمارے دین کا فائدہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ راضی ہوں گے۔ یہ محبت اللہ کیلئے ہے اور بڑی برکت کی اور بڑے فائدے کی چیز ہے۔

بعض اوقات شیطان اور انسان کا نفس اس محبت میں بھی صحیح راستے میں گمراہ کردیتا ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

مثلاً اولیاء اللہ سے اس تعلق کے وقت شیطان یہ نیت ان کے دل میں ڈال دیتا ہے کہ اگر ہم انکے مقرب بنیں گے تو دنیا والوں کی نگاہ میں ہماری قدر و قیمت بڑھ جائیگی۔ العیاذ باللہ۔ یا مثلاً لوگ یہ کہیں گے یہ صاحب تو فلاں بزرگ کے خاص آدمی ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو محبت خالص اللہ کیلئے ہونی چاہئے تھی وہ اللہ کیلئے نہیں ہوتی بلکہ وہ محبت دنیاداری کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ یا بعض لوگ کسی اللہ والے کیساتھ اسلئے رابطہ جوڑ لیتے ہیں کہ ان کے پاس ہر قسم کے لوگ آتے ہیں، صاحب منصب اور صاحب اقتدار بھی آتے ہیں اور بڑے بڑے مالدار لوگ بھی آتے ہیں۔ جب ہم ان بزرگ کے پاس جائیں گے تو ان لوگوں سے بھی تعلقات قائم ہونگے اور پھر اس تعلق کے ذریعہ ان سے اپنی ضروریات اور اپنے مقاصد پورے کریں گے۔ العیاذ باللہ۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو محبت اللہ کیلئے ہونی تھی وہ دنیا حاصل کرنے کیلئے ہوگئی۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی اللہ والے کے پاس یا کسی استاد کے پاس یا کسی شیخ کے پاس دین حاصل کرنے کیلئے جارہا ہے تو یہ محبت خالص اللہ کیلئے ہے اور حب فی اللہ میں داخل ہے اور اس محبت پر اللہ تعالیٰ نے بڑے ثمرات اور اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔

لیکن اس محبت کے علاوہ جو دنیاوی محبتیں کہلاتی ہیں مثلاً ماں سے محبت ہے یا باپ سے محبت ہے یا بھائی بہن سے محبت ہے یا بیوی بچوں سے محبت ہے۔ رشتہ داروں سے محبت ہے، دوستوں سے محبت ہے۔ اگر انسان ذرا زاویہ نگاہ بدل لے تو یہ محبتیں بھی اللہ کیلئے ہوجاتی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص والدین سے محبت اسلئے کرے کہ اللہ اور اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ والدین سے محبت کرو۔ یہاں تک فرمادیا کہ اگر کوئی شخص والدین پر محبت سے ایک نظر ڈالے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب عطا فرمائیں گے۔ اب بظاہر دیکھنے میں وہ شخص طبعی تقاضے کے نتیجے میں والدین سے محبت کررہا ہے لیکن حقیقت میں وہ محبت اللہ کیلئے ہے۔

بیوی سے محبت ہے۔ اب بظاہر تو یہ محبت نفسانی تقاضے سے ہے۔ لیکن اس محبت میں اگر آدمی یہ نیت کرلے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے اس محبت کا حکم دیا ہے اور میں حضور اقدس ﷺ کی سنت کی اتباع میں بیوی سے محبت کررہا ہوں تو یہی محبت اب اللہ کیلئے ہوگئی۔ اب اگر ایک شخص اللہ

besturdubooks.wordpress.com

کیلئے بیوی سے محبت کررہا ہے اور دوسرا شخص اپنی نفسانی خواہشات کیلئے بیوی سے محبت کررہا ہے تو بظاہر دیکھنے میں دونوں محبتیں ایک جیسی نظر آئیں گی، کوئی فرق معلوم نہیں ہوگا لیکن دونوں محبتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ احادیث میں یہ بات ثابت ہے کہ حضور اقدس ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات سے بڑی محبت فرماتے تھے اور انکی دلداری کیلئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں فرماتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات کیساتھ ایسے ایسے معاملات نظر آتے ہیں جو بعض اوقات ہم جیسے لوگوں کو حیرت انگیز معلوم ہوتے ہیں۔

مثلاً حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گیارہ عورتوں کی کہانی سنائی کہ گیارہ عورتیں ایک جگہ جمع ہوئیں اور انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ ہر عورت اپنے اپنے شوہر کا حال بیان کرے گی۔ پھر ایک عورت نے یہ کہا۔ دوسری نے یہ کہا۔ تیسری نے یہ کہا۔ چوتھی نے یہ کہا وغیرہ۔ اب جس ذات گرامی پر اللہ تعالیٰ سے وحی نازل ہورہی ہے اور جس ذات گرامی کا ہر وقت اللہ تعالیٰ سے رابطہ قائم ہے، وہ ذات گرامی اپنی بیوی کو گیارہ عورتوں کا قصہ سنا رہے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ سفر پر تشریف لے جارہے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ساتھ تھیں، راستے میں ایک کھلا میدان آیا تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ دوڑ لگاؤ گی؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیساتھ دوڑ لگائی۔ وہاں بے پردگی کا کوئی احتمال نہیں تھا۔ اسلئے کہ جنگل تھا اور کوئی دوسرا شخص ساتھ نہیں تھا۔

اب بظاہر یہ کام ایسے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ سے یا اللہ کی عبادت سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ اسی طرح ہم میں سے کوئی شخص بیوی کی دلداری اور اسکی دلجوئی کیلئے اس قسم کا کوئی تفریح کا کام کرتا ہے وہ بھی بظاہر ایسا ہی لگتا ہے جیسے حضور اقدس ﷺ دلجوئی کا معاملہ فرمایا کرتے تھے۔ لیکن ہمارے اس کام میں اور حضور اقدس ﷺ کے اس کام میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ہم اس کام کو اپنی نفسانی خواہش اور نفسانی تقاضے کی بنیاد پر کرتے ہیں اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ اپنے مقام بلند سے نیچے اتر کر اس کام کو اسلئے کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ بیوی کی دلداری کرو۔

صوفیاء کرام نے فرمایا کہ ''عارف'' یعنی جو اللہ کی معرفت اور شریعت وطریقت کی معرفت

besturdubooks.wordpress.com

رکھتا ہو۔ وہ ''عارف'' مجموعہ اضداد ہوتا ہے۔ یعنی اسکی ذات میں اور اسکے عمل میں ایسی چیزیں جمع ہوتی ہیں جو بظاہر دیکھنے میں متضاد معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک طرف اسکا راستہ اللہ تعالیٰ سے بھی جڑا ہوا ہے۔ تعلق مع اللہ بھی حاصل ہے اور ملکہ یادداشت بھی حاصل ہے۔ یعنی ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر و فکر اور اسکی یاد دل میں بسی ہوئی ہے اور دوسری طرف لوگوں کیساتھ اور گھر والوں کیساتھ ہنس رہا ہے، بول بھی رہا ہے، کھا بھی رہا ہے، پی بھی رہا ہے۔ اسلئے ایسا شخص مجموعہ اضداد ہوتا ہے۔ اسی طرح صوفیاء کرام نے فرمایا کہ جو آدمی مبتدی ہوتا ہے یعنی جس نے ابھی طریقت کے راستے پر چلنا شروع کیا ہے اور دوسرا آدمی جو منتہی ہے یعنی جو طریقت کا پورا راستہ طے کر کے آخری انجام تک پہنچ گیا ہے۔ ان دونوں کی ظاہری حالت ایک جیسی ہوتی ہے۔ بظاہر دونوں ایک جیسے نظر آتے ہیں اور جو آدمی درمیان میں ہوتا ہے اسکی حالت علیحدہ ہوتی ہے۔ مثلاً ایک ہم جیسا مبتدی ہے جس نے ابھی دین کے راستے پر چلنا شروع کیا ہے تو وہ دنیا کے سارے کام کر رہا ہے۔ کھا رہا ہے، پی رہا ہے، ہنس بول رہا ہے، خرید و فروخت کر رہا ہے، بیوی بچوں کیساتھ ہنسی مذاق کر رہا ہے۔ دوسری طرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ بازار میں خرید و فروخت کر رہے ہیں، مزدوری بھی کر رہے ہیں، بیوی بچوں کیساتھ ہنس بول رہے ہیں جبکہ آپ منتہی ہیں۔ اب بظاہر منتہی اور مبتدی کی حالت ایک جیسی نظر آ رہی ہے۔ لیکن حقیقت میں دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور ایک تیسرا آدمی ہے جو مبتدی سے ذرا آگے بڑھ گیا ہے اور درمیان راستے میں ہے۔ اسکی حالت الگ ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ نہ تو وہ بازار میں جاتا ہے، نہ بیوی بچوں کیساتھ ہنستا بولتا ہے اور ہر وقت اللہ کی یاد اور استغراق میں لگا ہوا ہے۔ صبح سے شام تک اس کے علاوہ اسکا کوئی مشغلہ نہیں ہے۔ یہ درمیان والا شخص ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تینوں اشخاص کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ جیسے ایک دریا ہے، ایک آدمی دریا کے اس کنارے پر کھڑا ہے اور دوسرا آدمی دریا پار کر کے دوسرے کنارے پر کھڑا ہے اور تیسرا آدمی دریا کے اندر ہے، دریا پار کر رہا ہے ہاتھ پاؤں چلا رہا ہے۔ اور اب بظاہر وہ شخص جو اس کنارے پر کھڑا ہے۔ دونوں کی ظاہری حالت ایک جیسی ہے۔ یہ بھی ساحل پر کھڑا ہے اور وہ بھی ساحل پر کھڑا ہے لیکن جو اس ساحل پر کھڑا ہے وہ ابھی تک دریا میں داخل ہی نہیں ہوا اور ابھی تک اس نے دریا کی موجوں کا مقابلہ نہیں کیا

besturdubooks.wordpress.com

ہے لیکن جو شخص دوسرے ساحل پر کھڑا ہے وہ دریا پار کر کے دریا کی موجوں کا مقابلہ کر کے دوسرے ساحل پر پہنچ چکا ہے۔ اور تیسرا شخص ابھی دریا میں غوطے لگا رہا ہے اور دوسرے ساحل پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے اور موجوں سے لڑ رہا ہے۔ اب بظاہر یہ نظر آ رہا ہے کہ یہ تیسرا شخص بڑا بہادر ہے جو دریا کی موجوں سے کھیل رہا ہے اور طوفانوں کا مقابلہ کر رہا ہے لیکن حقیقتاً بہادر وہ ہے جو ان موجوں اور طوفانوں کا مقابلہ کر کے دوسرے کنارے پر پہنچ چکا ہے۔ اور اب اسکی حالت اس شخص جیسی ہوگئی جو دریا میں داخل ہی نہیں ہوا۔ اس وجہ سے مبتدی اور منتہی کی حالت ایک جیسی نظر آتی ہے۔ لیکن حقیقت میں دونوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

اب یہ کہ دنیاوی محبتیں بھی اللہ کیلئے ہو جائیں، یہ درجہ حاصل کرنے کیلئے انسان کو کچھ مشق کرنی پڑتی ہے۔ اور بزرگانِ دین اور صوفیاء کرام کے پاس جب کوئی شخص اپنی اصلاح کرانے کیلئے جاتا ہے تو یہ حضرات مشق کراتے ہیں کہ یہ ساری محبتیں اسی طرح رہیں لیکن ان محبتوں کا زاویہ بدل جائے اور انکا طریقہ اس طرح بدل جائے کہ یہ محبتیں حقیقت میں اللہ کیلئے ہو جائیں۔ ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان محبتوں کو بدلنے کی سالہا سال مشق کی ہے تب جا کر اس میں کامیابی ہوئی اور اس طرح مشق کی ہے کہ مثلاً گھر میں داخل ہوئے، کھانے کا وقت ہے بھوک لگی ہوئی ہے اب کھانا کھانے کیلئے بیٹھے کھانا سامنے آیا۔ اب دل چاہ رہا ہے کہ جلدی سے کھانا شروع کر دیں لیکن ایک لمحے کیلئے رک گئے اور دل میں یہ خیال لائے کہ نفس کے تقاضے سے کھانا نہیں کھائیں گے۔ پھر یہ سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے نفس کا مجھ پر حق رکھا ہے اور حضور اقدس ﷺ کی یہ عادت تھی کہ آپ ﷺ کے سامنے جب کھانا آتا تو آپ شکر ادا کرتے ہوئے اور اس کھانے کی طرف اپنی احتیاج ظاہر کرتے ہوئے کھانا کھالیا کرتے تھے۔ مجھے آپ کی اس سنت کی اتباع کرنی چاہیے۔ لہٰذا آپ کی اتباع میں کھانا کھاتا ہوں۔ پھر کھانا شروع کیا۔ اس طرح زاویہ نگاہ بدل دیا۔

بچوں کے ساتھ اللہ کے لئے محبت

اسی طرح گھر میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ بچہ کھیل رہا ہے اور وہ بچہ کھیلتا ہوا اچھا لگا اور دل

besturdubooks.wordpress.com

چاہا کہ اسکو گود میں اٹھا کر اسکو پیار کروں۔ اسکے ساتھ کھیلوں۔ لیکن ایک لمحے کیلئے رک گئے اور یہ سوچا کہ اپنے نفس کے تقاضے سے بچے سے پیار نہیں کریں گے۔ پھر دوسرے لمحے دل میں خیال لائے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی کہ آپؐ بچوں سے محبت فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن مسجد نبوی میں جمعہ کا خطاب دے رہے تھے، اتنے میں حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں گرتے پڑتے مسجد نبوی میں پہنچ گئے۔ جب آپؐ نے انکو آتا دیکھا تو فوراً منبر سے اترے اور انکو گود میں اٹھالیا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نوافل پڑھ رہے تھے، حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ابھی بچی تھیں وہ آکر کسی طرح آپ ﷺ کے کندھے پر سوار ہوگئیں۔ جب آپ ﷺ رکوع میں جانے لگے تو آپ ﷺ نے انکو آہستہ سے اتار کر نیچے اتار دیا۔ جب آپ ﷺ سجدے میں گئے تو پھر وہ آپ ﷺ کے اوپر سوار ہوگئیں۔ بہر حال، بچوں کیساتھ پیار کرنا، محبت کرنا، ان کیساتھ کھیلنا، یہ حضور اقدس ﷺ کی سنت ہے۔ اس سنت کی اتباع میں میں بھی بچے سے پیار کرتا ہوں اور انکے ساتھ کھیلتا ہوں۔ یہ تصور کر کے بچے کو اٹھالیا اور سنت کا استحضار کرلیا۔ شروع شروع میں آدمی تکلف سے یہ کام کرتا ہے لیکن بار بار کرنے کے نتیجے میں تکلف باقی نہیں رہتا بلکہ وہ کام طبیعت بن جاتا ہے اور پھر اسکے بعد ساری محبتیں اللہ کیلئے ہو جاتی ہیں۔ چاہے بیوی سے محبت ہو یا بچوں سے محبت ہو یا چاہے والدین سے محبت ہو۔

یہ نسخہ تو بہت آسان ہے۔ اس سے زیادہ آسان نسخہ اور کیا ہوگا کہ سب کام جو تم کرتے ہو اسی طرح کرتے رہو، صرف زاویہ نگاہ بدل لو اور نیتوں کے اندر تبدیلی لے آؤ۔ لیکن اس آسان نسخہ پر عمل اس وقت ہوگا جب انسان کیلئے تھوڑی سی محنت اور مشقت کرے اور ہر ہر قدم پر اس مشقت کو کرنے کی کوشش کرے۔ پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ ساری محبتیں اللہ کیلئے ہو جائیں گی۔

حب فی اللہ کی علامت

اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ کیلئے محبت کی علامت کیا ہے؟ اسکی علامت یہ ہے کہ اگر کسی وقت اللہ کی محبت کا تقاضا ہو کہ میں ان محبتوں کو خیر باد کہہ دوں اور چھوڑ دوں تو اس وقت انسان کی طبیعت پر نا قابل برداشت بوجھ نہ ہو۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ کیلئے ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات یاد آ گئی۔ وہ یہ کہ ایک مرتبہ آپ نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ نے اپنے امتحان کا ایک عجیب موقع عطا فرمایا۔ وہ یہ کہ جب میں گھر گیا اور اہلیہ سے بات ہوئی تو اہلیہ نے تلخ لہجے میں کوئی بات کہہ دی۔ اس وقت میرے منہ سے یہ نکلا کہ "بی بی مجھے اس لہجے کی برداشت نہیں اور اگر تم کہو تو میں یہ کرنے کیلئے تیار ہوں کہ اپنی چارپائی اٹھا کر خانقاہ میں ڈال لوں اور ساری عمر وہیں گزار دوں، لیکن مجھے اس لہجے کی برداشت نہیں، حضرت نے فرمایا کہ میں نے اپنی اہلیہ سے یہ بات کہہ تو دی لیکن بعد میں میں نے سوچا اور اپنا جائزہ لیا کہ بڑی بات کہہ دی کہ چارپائی اٹھا کر خانقاہ میں ڈال دوں اور ساری عمر اسی طرح گزار دوں۔ کیا تم اس کام کے کرنے پر قادر بھی ہو؟ اگر اہلیہ کہہ دے کہ چلو ایسا کر لو تو کیا ایسا کر لو گے؟ اور ساری عمر خانقاہ میں گزار دو گے یا ویسے ہی جھوٹا دعویٰ کر دیا؟ لیکن جائزہ لینے کے بعد یہ محسوس ہوا کہ الحمدللہ میں اس کام پر قادر ہوں۔ چونکہ ساری محبتیں اللہ کیلئے ہو گئیں ہیں اسلئے اب اگر کسی وقت اللہ کی محبت کی خاطر دوسری محبت کو چھوڑنا پڑے تو اس وقت کوئی ناقابل برداشت بوجھ نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ محبت تبدیل ہو کر اللہ کیلئے محبت بن گئی ہے۔

لیکن یہ مقام اتنی آسانی سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کیلئے محنت اور مشقت کرنی پڑتی ہے اور یہ محنت اور مشق ایسی چیز نہیں ہے کہ جو ناممکن ہو بلکہ ہر انسان کر سکتا ہے۔ پھر اس محنت اور مشق کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ مقام عطا فرما دیتے ہیں وہ کر کے دیکھنے کی بات ہے۔ یہ سب "احب اللہ" کیلئے محبت میں داخل ہے۔

چوتھی علامت ہے "والبغض للہ" بغض اور غصہ بھی اللہ کیلئے ہو۔ یعنی جس کسی پر غصہ ہے یا جس کسی پر بغض ہے وہ اسکی ذات سے نہیں ہے بلکہ اسکے کسی برے عمل سے ہے یا اسکی کسی ایسی بات سے ہے جو مالک حقیقی کی ناراضگی کا سبب ہے تو یہ غصہ اور ناراضگی اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔

اسلئے بزرگوں نے ایک بات فرمائی ہے جو ہمیشہ یاد رکھنے کی ہے۔ وہ یہ کہ نفرت اور بغض کافر سے نہیں بلکہ اسکے کفر سے ہے، فاسق سے بغض نہیں بلکہ اسکے فسق سے بغض ہے۔ نفرت اور بغض گناہگار سے نہیں بلکہ گناہ سے ہے۔ جو آدمی فسق و فجور اور گناہ کے اندر مبتلا ہے اسکی ذات غصہ کا محل نہیں بلکہ اسکا فعل غصہ کا محل ہے۔ اسلئے کہ ذات تو قابلِ رحم ہے۔ وہ بیچارہ بیمار ہے، کفر کی

besturdubooks.wordpress.com

بیماری میں مبتلا ہے، فسق کی بیماری میں مبتلا ہے اور نفرت بیمار سے نہیں ہوتی بلکہ بیماری سے ہوتی ہے۔ اسلئے کہ اگر بیمار سے نفرت کروگے تو اسکی کون دیکھ بھال کریگا؟ لہٰذا فسق و فجور سے اور کفر سے نفرت نہیں ہوگی اسکی ذات سے نہیں ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ اگر اسکی ذات فسق و فجور سے باز آجائے تو وہ ذات گلے لگانے کے لائق ہے۔ اسلئے کہ ذات کے اعتبار سے اس سے کوئی پرخاش اور کوئی ضد نہیں۔

حضور اقدس ﷺ کے عمل کو دیکھئے: وہ ذات جس نے آپ کے محبوب چچا حضرت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلیجہ نکال کر کچا چبایا یعنی حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا اور جو اس کے سبب بنے یعنی حضرت وحشی رضی اللہ عنہ، جب یہ دونوں اسلام کے دائرے میں داخل ہوگئے اور اسلام قبول کرلیا تو اب وہ آپ کے اسلامی بہن اور بھائی بن گئے۔ آج حضرت وحشی کے نام کیساتھ ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کہتے ہیں۔ ہندہ جنہوں نے کلیجہ چبایا تھا آج انکے نام کیساتھ ''رضی اللہ عنہا'' کہا جاتا ہے۔ بات اصل یہ تھی کہ انکی ذات سے کوئی نفرت نہیں تھی بلکہ ان کے فعل اور انکے اعتقاد سے نفرت تھی۔ پھر جب سچی توبہ کیساتھ وہ برا فعل اور برا اعتقاد ختم ہوگیا تو اب ان سے نفرت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا ایک واقعہ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، اولیاء اللہ میں اونچا مقام رکھتے ہیں۔ ان کے زمانے میں ایک بڑے عالم اور فقیہ اور مفتی مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب بھی موجود تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بحیثیت ''صوفی'' کے مشہور تھے اور یہ بڑے عالم ''مفتی اور فقیہ'' کی حیثیت سے مشہور تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ''سماع'' کو جائز کہتے تھے۔ بہت سے صوفیاء کے یہاں سماع کا رواج تھا۔ سماع کا مطلب ہے کہ موسیقی کے آلات کے بغیر حمد و نعت وغیرہ کے مضامین کے اشعار ترنم سے یا بغیر ترنم کے محض خوش آواز سے کسی کا پڑھنا اور دوسروں کا اسے خوش عقیدگی اور محبت سے سننا۔ بعض صوفیاء اسکی اجازت دیتے تھے اور بہت سے فقہاء اور مفتی حضرات اس سماع کو بھی جائز نہیں کہتے تھے بلکہ ''بدعت'' قرار دیتے تھے۔ چنانچہ ان کے زمانے کے مولانا

besturdubooks.wordpress.com

حکیم ضیاء الدین صاحب نے بھی "سماع" کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا تھا۔اور حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ "سماع" سنتے تھے۔

جب مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی عیادت اور مزاج پرسی کیلئے تشریف لے گئے اور اطلاع کروائی کہ جا کر حکیم ضیاء الدین صاحب سے عرض کیا جائے کہ نظام الدین مزاج پرسی کیلئے حاضر ہوا ہے۔اندر سے حکیم ضیاء الدین صاحب سے جواب دیا کہ انکو باہر روک دیں، میں کسی بدعتی کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا۔حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے جواب بھجوایا کہ ان سے عرض کردو کہ بدعتی بدعت سے توبہ کرنے کیلئے حاضر ہوا ہے۔اسی وقت مولانا حکیم ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پگڑی بھیجی کہ اسے بچھا کر خواجہ صاحب اسکے اوپر قدم رکھتے ہوئے آئیں اور جوتے سے قدم رکھیں، ننگے پاؤں نہ آئیں۔خواجہ صاحب نے پگڑی کو اٹھا کر سر پر رکھا اور کہا کہ یہ میرے لئے دستارِ فضیلت ہے۔اس شان سے اندر تشریف لے گئے۔آ کر مصافحہ کیا اور بیٹھ گئے اور حکیم ضیاء الدین کیطرف متوجہ رہے۔پھر خواجہ صاحب کی موجودگی میں حکیم ضیاء الدین کی وفات کا وقت آ گیا۔خواجہ صاحب نے فرمایا کہ الحمدللہ حکیم ضیاء الدین صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا کہ ترقی مدارج کیساتھ انکا انتقال ہوا۔

غصہ بھی اللہ کے لئے ہو

بہر حال، جو بغض اور غصہ اللہ کیلئے ہوتا ہے وہ کبھی ذاتی دشمنیاں پیدا نہیں کرتا اور وہ عداوتیں پیدا نہیں کرتا، کیونکہ جس آدمی سے بغض کیا جا رہا ہے اور جس پر غصہ کیا جا رہا ہے وہ بھی جانتا ہے کہ اسکو میری ذات سے دشمنی نہیں ہے بلکہ میرے خاص فعل سے خاص حرکت سے ہے۔اسی وجہ سے وہ اسکی بات کا برا نہیں مانتا، اس لئے کہ جانتا ہے کہ یہ کچھ کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ کیلئے کہہ رہا ہے۔اسکو فرماتے ہیں: (من احب للّٰہ و ابغض للّٰہ)

یعنی جس سے تعلق اور محبت ہے تو وہ بھی اللہ کیلئے ہے اور جس سے بغض اور نفرت ہے تو وہ بھی اللہ کیلئے ہے۔تو یہ غصہ کا بہترین محل ہے بشرطیکہ یہ غصہ شرعی حد کے اندر ہو۔اللہ تعالیٰ یہ نعمت ہم

besturdubooks.wordpress.com

کو عطا فرمادے کہ محبت ہو تو اللہ کیلئے ہو، غصہ اور بغض ہو تو وہ اللہ کیلئے ہو۔

لیکن یہ غصہ ایسا ہونا چاہئے کہ اسکے منہ میں لگام پڑی ہوئی ہو کہ جہاں اللہ کیلئے غصہ کرنا ہے وہاں تو ہو اور جہاں غصہ نہیں کرنا ہے وہاں لگام ڈال کر اسکو روک دو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھئے: ایک یہودی نے آپ کے سامنے حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کا کلمہ کہہ دیا۔ العیاذ باللہ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں برداشت کر سکتے تھے، فوراً اسکو پکڑ کر اوپر اٹھایا اور پھر زمین پر پٹخ دیا اور اسکے سینے پر سوار ہو گئے۔ یہودی نے جب دیکھا کہ اب میرا قابو تو ان کے اوپر نہیں چل رہا ہے تو اسنے لیٹے لیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ پر تھوک دیا۔ جیسے کہاوت ہے کہ "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" لیکن جیسے ہی اس یہودی نے تھوکا، آپ فوراً اسکو چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ حضرت! اس نے اور زیادہ گستاخی کا کام کیا کہ آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ ایسے میں آپ اسکو چھوڑ کر الگ کیوں ہو گئے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بات اصل میں یہ ہے کہ پہلے اس پر جو میں نے حملہ کیا تھا اور اسکو مارنے کا ارادہ کیا تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت میں کیا تھا۔ اس نے آپ کی شان میں گستاخی کی جس کی وجہ سے مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اسکو گرا دیا۔ پھر جب اس نے میرے اوپر تھوک دیا تو اب مجھے اور زیادہ غصہ آیا لیکن اب اگر میں اس غصہ پر عمل کرتے ہوئے اس سے بدلہ لیتا تو یہ بدلہ لینا حضور اقدس ﷺ کیلئے نہ ہوتا بلکہ اپنی ذات کیلئے ہوتا، اور اس وجہ سے ہوتا کہ چونکہ اس نے میرے اوپر تھوکا ہے، لہٰذا میں اسکو اور زیادہ ماروں۔ تو اس صورت میں یہ غصہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کیلئے نہ ہوتا بلکہ اپنی ذات کیلئے ہوتا۔ اس وجہ سے میں اسکو چھوڑ کر الگ ہو گیا۔

یہ درحقیقت اس حدیث من احب للہ و ابغض للہ پر عمل فرما کر دکھا دیا۔ گویا کہ غصہ کے منہ میں لگام دے رکھی ہے کہ جہاں تک اس غصہ کا شرعی اور جائز موقع ہے، بس وہاں تک تو غصہ کرنا ہے۔ اور جہاں اس غصہ کا جائز موقع ختم ہو جائے تو اس کے بعد آدمی اس غصے سے اس طرح دور ہو جائے کہ جیسے اس سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ انہیں حضرات کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے: کان

besturdubooks.wordpress.com

وقافاعندحدوداللہ یعنی یہ اللہ کی حدود کے آگے ٹھہر جانے والے لوگ تھے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کا پرنالہ مسجد نبوی کی طرف لگا ہوا ہے، بارش وغیرہ کا پانی مسجد نبوی کے اندر گرتا تھا گویا کہ مسجد کی فضا میں وہ پرنالہ لگا ہوا تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ مسجد تو اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور کسی شخص کے ذاتی گھر کا پرنالہ مسجد کے اندر آرہا ہو تو یہ اللہ کے حکم کے خلاف ہے۔ چنانچہ آپ نے اس پرنالے کو توڑنے کا حکم دیدیا اور وہ توڑ دیا گیا۔ اب دیکھئے کہ آپ نے اس پرنالے کو توڑنے کا حکم دیا یہ غصہ کی وجہ سے تو دیا لیکن غصہ اس بات پر آیا کہ یہ کام مسجد کے احکام اور آداب کے خلاف ہے۔ جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ میرے گھر کا پرنالہ توڑ دیا گیا ہے تو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے فرمایا کہ آپ نے یہ پرنالہ کیوں توڑ دیا؟ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ یہ جگہ تو مسجد کی ہے، کسی کی ذاتی جگہ نہیں ہے۔ مسجد کی جگہ میں کسی کا پرنالہ آنا شریعت کے حکم کے خلاف تھا اسلئے میں نے توڑ دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کو پتہ بھی ہے کہ یہ پرنالہ یہاں پر کس طرح لگا تھا؟ یہ پرنالہ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں لگا تھا اور آپ ﷺ کی اجازت سے یہ پرنالہ میں نے لگایا تھا۔ آپ اسکو توڑنے والے کون ہوتے ہیں؟ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں! اجازت دی تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ خدا کیلئے میرے ساتھ آؤ۔ چنانچہ اس پرنالے کی طرف گئے اور وہاں جا کر خود رکوع کی حالت میں کھڑے ہو گئے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اب میری کمر پر کھڑے ہو کر یہ پرنالہ دوبارہ لگاؤ۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں دوسروں سے لگوالوں گا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی یہ مجال کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے لگائے ہوئے اس پرنالے کو توڑ دے۔ مجھ سے یہ اتنا بڑا جرم سرزد ہوا کہ

besturdubooks.wordpress.com

اسکی کم سے کم سزا یہ ہے کہ میں رکوع میں کھڑا ہوتا ہوں اور تم میری کمر پر کھڑے ہوکر یہ پرنالہ لگاؤ۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکی کمر پر کھڑے ہوکر وہ پرنالہ اسکی جگہ پر واپس لگا دیا۔ وہ پرنالہ آج بھی مسجد نبوی میں لگا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جزائے خیر دے جن لوگوں نے مسجد نبوی کی تعمیر کی ہے، انہوں نے اب بھی اس جگہ پر پرنالہ لگا دیا ہے۔ اگرچہ اس پرنالے کا بظاہر کوئی مصرف نہیں ہے لیکن یادگار کے طور پر لگا دیا ہے۔ یہ درحقیقت اس حدیث پر عمل ہے من احب للہ و ابغض للہ پہلے جو غصہ اور بغض ہوا تھا وہ اللہ کیلئے ہوا تھا اور اب جو محبت ہے وہ بھی اللہ کیلئے ہے۔ جو شخص یہ کام کرلے اس نے اپنا ایمان کامل بنالیا۔ یہ ایمان کے کامل ہونے کی علامت ہے۔

مصنوعی غصہ کرکے ڈانٹ لیں

بہرحال، اس بغض فی اللہ کی وجہ سے بعض اوقات غصہ کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ خاص طور سے ان لوگوں پر غصہ کا اظہار کرنا پڑتا ہے جو زیر تربیت ہوتے ہیں۔ جیسے استاد ہے اسے اپنے شاگردوں پر غصہ کرنا پڑتا ہے۔ باپ کو اپنی اولاد پر غصہ کرنا پڑتا ہے۔ شیخ کو اپنے مریدوں پر غصہ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ غصہ اس حد تک ہونا چاہئے جتنا اسکی اصلاح کیلئے ضروری ہو۔ اس سے آگے نہ بڑھے۔ جیسا کہ ابھی عرض کیا کہ اسکا طریقہ یہ ہے کہ جب انسان کی طبیعت میں اشتعال ہو، اس وقت غصہ نہ کرے۔ مثلاً استاد کو شاگرد پر غصہ آگیا اور اشتعال پیدا ہوگیا۔ اس اشتعال اور غصہ کے وقت ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ نہ کرے بلکہ جب طبیعت میں وہ اشتعال اور غصہ ختم ہوجائے اس وقت مصنوعی غصہ کرکے ڈانٹ ڈپٹ کرلے تاکہ یہ ڈانٹ ڈپٹ حد سے متجاوز نہ ہو۔ یہ کام ذرا مشکل ہے کیونکہ انسان غصہ کے وقت بے قابو ہوجاتا ہے۔ لیکن جب تک اسکی مشق نہیں کرے گا اس وقت تک اس غصہ کے مفاسد اور برائیوں سے نجات نہیں ملے گی۔ (از اصلاحی خطبات)

besturdubooks.wordpress.com

دوسرا ارشاد

تین صفات پر تین انعام

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَانَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَّالٍ وَمَازَادَاللّٰهُ عَبْدًابِعَفْوٍاِلَّاعِزًّاوَمَاتَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّارَفَعَهُ. رواہ مسلم مشکوۃ

ترجمہ.... حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ صدقہ کرنا مال کو کم نہیں کرتا اور کسی خطا اور قصور کو معاف کر دینا، معاف کرنے والے کی عزت ہی کو بڑھاتا ہے اور جو شخص اللہ جل شانہ کی رضا کے خاطر تواضع اختیار کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اسکو رفعت اور بلندی عطا فرماتے ہیں۔

تشریح..... اس حدیث پاک میں تین مضمون وارد ہوئے ہیں۔(۱) یہ کہ صدقہ دینے سے ظاہر کے اعتبار سے اگر چہ مال میں کمی معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں مال میں اس سے کمی نہیں ہوتی، بلکہ اسکا بدل اور نعم البدل آخرت میں تو ہی ملتا ہے جیسا کہ قرآن کریم کی ایک آیت ہے کہ جو کچھ تم (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرو گے اللہ جل شانہ اسکا بدل عطا کرے گا۔ اور اس آیت کے ذیل میں حضور اقدس ﷺ کے متعدد ارشادات بھی ملتے ہیں۔ اور ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزانہ دو فرشتے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور روکنے والے کو بربادی عطا کر۔

حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں میں قسم کھا کر بیان کرتا ہوں اور اسکے بعد ایک بات خاص طور سے تمہیں بتاؤں گا، اسکو اچھی طرح محفوظ رکھنا۔ وہ تین باتیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں، ان میں سے اول یہ ہے کہ کسی بندہ کا مال صدقہ کرنے سے کم نہیں ہوتا، اور دوسری یہ ہے کہ جس شخص پر ظلم کیا جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو حق تعالیٰ شانہ اس صبر کی وجہ سے اسکی عزت بڑھاتے ہیں۔ اور تیسری یہ ہے کہ جو شخص لوگوں سے مانگنے کا دروازہ کھولے گا حق تعالیٰ شانہ اس پر فقر کا دروازہ کھولتے ہیں۔ ان تین کے بعد ایک بات

besturdubooks.wordpress.com

تمہیں بتاتا ہوں اسکو محفوظ رکھنا، وہ یہ ہے کہ دنیا میں چار قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ایک وہ شخص جس کو حق تعالیٰ شانہ نے علم بھی عطافرمایااور مال بھی عطافرمایا وہ (اپنے علم کی وجہ سے) اپنے مال میں اللہ سے ڈرتا ہے(کہ اسکی خلاف مرضی خرچ نہیں کرتا بلکہ) صلہ رحمی کرتا ہےاور اللہ کیلئے اس مال میں نیک عمل کرتا ہے، اسکے حقوق ادا کرتا ہے یہ شخص سب سے اونچے درجوں میں ہے۔

دوسرا وہ شخص ہے جس کو اللہ جل شانہ نے علم عطافرمایااور مال نہیں دیا۔اسکی نیت سچی ہے وہ تمنا کرتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں کی طرح سے(نیک کاموں میں) خرچ کرتا تو حق تعالیٰ شانہ اسکی نیت کی وجہ سے اسکو بھی وہی ثواب دیتا ہے جو پہلے کا ہے۔اور یہ دونوں ثواب میں برابر ہوجاتے ہیں۔

تیسرے وہ شخص ہے جس کو اللہ جل شانہ نے مال عطا کیا مگر علم نہیں دیا وہ اپنے مال میں گڑ بڑ کرتا ہے(بے محل لہو ولعب اور شہوتوں میں خرچ کرتا ہے) نہ اس مال میں اللہ کا خوف کرتا ہے نہ صلہ رحمی کرتا ہے نہ حق کے موافق خرچ کرتا ہے۔یہ شخص (قیامت میں) خبیث ترین درجہ میں ہوگا۔

چوتھا وہ شخص ہے جس کو اللہ جل شانہ نے نہ مال عطا کیااور نہ علم عطا کیا۔وہ تمنا کرتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتو میں فلاں (یعنی نمبر۳) کی طرح خرچ کروں تو اسکو اسکی نیت کا گناہ ہوگااور وبال میں یہ اور نمبر تین کے برابر ہوجائیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضوراقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ صدقہ کرنا مال کو کم نہیں کرتااور جب کوئی شخص صدقہ کرنے کیلئے ہاتھ بڑھاتا ہے تو وہ مال فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اللہ جل شانہ کے پاک ہاتھ میں جاتا ہے(یعنی قبول ہوتا ہے) اور جوایسی حالت میں دست سوال بڑھاتا ہے کہ بغیر سوال کے اسکا کام چل جاتا ہو،تو حق تعالیٰ شانہ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

حضرت قیس بن سلع انصاریؓ فرماتے ہیں کہ میرے بھائیوں نے حضوراقدس ﷺ سے میری شکایت کی کہ یہ بہت اسراف کرتا ہےاور اپنے مال کو بے جا خرچ کرتا ہے۔میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں باغ میں سے اپنا حصہ لے لیتا ہواور اللہ کے راستہ میں بھی خرچ کرتا ہوں اور جو مجھ سے ملنے آتے ہیں انکو بھی کھلاتا ہوں۔حضوراقدس ﷺ نے میرے سینہ پر ہاتھ مار کر

besturdubooks.wordpress.com

تین بار بار فرمایا کہ خرچ کر، اللہ جل شانہ تجھ پر خرچ فرمائیں گے۔ اسکے کچھ عرصہ بعد سفر جہاد میں چلا تو میرے پاس سواری بھی اپنی تھی اور اپنے سب گھر والوں سے زیادہ ثروت مجھے حاصل تھی۔ (ترغیب) یعنی جو لوگ بڑی احتیاط کیساتھ خرچ کرتے تھے ان کے پاس اتنا نہ تھا جتنا مجھ بے دریغ کرنے والے کے پاس تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو قبل اس کے کہ تمہیں موت آجائے۔ اور نیک کاموں میں جلدی کرو اس سے پہلے کہ تم ادھر ادھر مشغول ہو جاؤ، اور اپنے اور اللہ جل شانہ کے درمیان تعلقات کو جوڑلو، اسکا ذکر کثرت سے کر کے مخفی اور علانیہ صدقہ بہت کثرت سے دے کر اسکی وجہ سے تمہیں رزق دیا جائیگا، تمہاری مدد کی جائیگی تمہارے نقصان کی تلافی کی جائیگی۔ (ترغیب)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ صدقہ کے ذریعہ رزق میں مدد چاہو۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ صدقہ کے ذریعہ سے رزق کو اتارو (کنز) ایک حدیث میں آیا ہے کہ صدقہ سے مال میں زیادتی ہوتی ہے (کنز)۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں ہیں قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں ان چیزوں پر قسم کھاتا ہوں، اول یہ کہ صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا۔ اسلئے خوب صدقہ کیا کرو۔ دوسرے یہ کہ جس بندہ پر کوئی ظلم کیا جائے اور وہ اسکو معاف کردے تو حق تعالیٰ شانہ قیامت میں اسکی عزت بڑھاتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ نہیں کھولتا کوئی بندہ سوال کے دروازہ کو مگر حق تعالیٰ شانہ اس پر فقر کے دروازہ کھول دیتے ہیں۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بھی حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا پس صدقہ کیا کرو (دراول)۔ کم نہ ہونے کا مطلب بظاہر یہی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اسکا نعم البدل بہت جلد عطا فرماتے ہیں۔ حضرت حبیب عجمی مشہور بزرگ ہیں انکی بیوی ایک مرتبہ آٹا گوندھ کر برابر کے گھر والوں سے آگ لینے گئیں، پیچھے کوئی سائل آگیا، حضرت حبیبؒ نے وہ آٹا سائل کو دیدیا۔ یہ جب آگ لے کر آئیں تو آٹا ندارد، خاوند سے پوچھا۔ آٹا کیا ہوا۔ وہ کہنے لگے کہ وہ روٹی پکنے گیا ہے۔ انکو یقین نہ آیا اصرار کرنے لگیں۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ تو میں نے صدقہ

besturdubooks.wordpress.com

کر دیا۔ سبحان اللہ تم نے اتنا بھی خیال نہ کیا کہ اتنا ہی آٹا تھا، اب سب کیا کھائیں گے آخر ہمارے لئے بھی تو کچھ چاہئے تھا۔ وہ کہہ رہی تھیں ایک آدمی بڑے پیالہ میں گوشت اور روٹیاں لے کر حاضر ہوا کہنے لگیں کیسے جلدی پکا لائے اور سالن اضافہ میں ساتھ لائے۔

اس قسم کے واقعات کثرت سے پیش آتے ہیں مگر ہم چونکہ حق تعالیٰ شانہ کیساتھ تعلق نہیں رکھتے اسلئے غور بھی نہیں کرتے کہ یہ نعمت کس چیز کے بدلہ میں ملی۔ ایسی چیزوں کو سمجھتے ہیں کہ اتفاقاً فلاں چیز مل گئی ورنہ کیا ہوتا، حالانکہ وہ چیز آئی ہی ہے خرچ کرنے کی وجہ سے۔ (از فضائل صدقات)

صلی اللہ علیہ وسلم

besturdubooks.wordpress.com

تیسرا ارشاد

صبر وفکر کی تلقین

عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَالِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهٗ. (رواہ مسلم)

ترجمہ..... حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا، بندہ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اسکے ہر معاملہ اور ہر حال میں اس کیلئے خیر ہی خیر ہے، اگر اسکو خوشی راحت و آرام پہنچے تو وہ اپنے رب کا شکرادا کرتا ہے، اور یہ اس کیلئے خیر ہی خیر ہے، اور اگر اسے کوئی دکھ اور رنج پہنچتا ہے تو وہ (اسکو بھی اپنے حکیم وکریم رب کا فیصلہ اور اسکی مشیت یقین کرتے ہوئے) اس پر صبر کرتا ہے اور یہ صبر بھی اسکے لئے سراسر خیر اور موجب برکت ہوتا ہے۔ (مسلم)

تشریح..... اس دنیا میں تکلیف وآرام تو سب ہی کیلئے ہے لیکن اس تکلیف وآرام سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور اسکی رضا حاصل کرنا یہ صرف ان اہل ایمان ہی کا حصہ ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کیساتھ ایسا ایمانی رابطہ قائم کرلیا ہے کہ وہ چین اور آرام مسرت وخوشی کی ہر گھڑی میں اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتے ہیں، اور جب کسی رنج اور دکھ میں مبتلا کئے جاتے ہیں اور کوئی ناخوشگواری انکو پیش آتی ہے، تو وہ بندگی کی پوری شان کیساتھ صبر کرتے ہیں۔ اور چونکہ دکھ سکھ اور خوشی وناخوشی ایسی چیزیں ہیں جن سے انسان کی زندگی کسی وقت بھی خالی نہیں رہتی اسلئے ان بندگانِ خدا کے قلوب بھی صبر وشکر کی کیفیات سے ہمہ دم۔ یاد رکھئے اس دنیا میں دکھ اور رنج بھی ہے اور آرام اور خوشی بھی، شادی بھی ہے اور غمی بھی، شیرینی بھی ہے اور تلخی بھی، سردی بھی ہے اور گرمی بھی، خوشگواری بھی ہے اور ناخوشگواری بھی، اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اسی کے حکم اور فیصلہ سے ہوتا ہے، اس لئے

besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے بندوں کا حال یہ ہونا چاہئے کہ جب کوئی دکھ اور مصیبت پیش آجائے تو وہ مایوسی اور سراسیمگی کا شکار نہ ہوں بلکہ ایمانی صبر وثبات کے ساتھ اسکا استقبال کریں، اور دل میں اس یقین کو تازہ کریں کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، جو ہمارا حکیم وکریم رب ہے، اور وہی ہم کو اس دکھ اور مصیبت سے نجات دلانے والا ہے۔ اسی طرح جب انکے حالات سازگار ہوں اور انکی چاہتیں انکو مل رہی ہیں اور خوشی اور شادمانی کے سامان میسر ہوں تو بھی وہ اسکو اپنا کمال اور اپنی قوت بازو کا نتیجہ نہ سمجھیں بلکہ اس وقت اپنے دل میں اس یقین کو تازہ کریں کہ یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی بخشش ہے، اور وہ جب چاہے اپنی بخشی ہوئی ہر نعمت چھین بھی سکتا ہے، اسلئے ہر نعمت پر اسکا شکر ادا کریں۔

یہ اسلام کی خاص تعلیمات میں سے ہے اور رسول اللہ ﷺ نے طرح طرح سے اسکی ترغیب اور تعلیم دی ہے، اس تعلیم پر عمل کرنے کا ایک نتیجہ تو یہ ہوتا ہے کہ بندہ ہر حال میں خدا سے وابستہ رہتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ کبھی مصیبتوں اور ناکامیوں سے شکست نہیں کھاتا اور رنج وغم کے تسلسل سے بھی اسکی جان نہیں گھلتی اور مایوسی اور دل شکستگی اسکی عملی قوتوں کو ختم نہیں کرسکتی۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے فرزند آدم! اگر تو نے شروع صدمہ میں صبر کیا اور میری رضا اور ثواب کی نیت کی، تو میں نہیں راضی ہوں گا کہ جنت سے کم اور اسکے سوا کوئی ثواب تجھے دیا جائے۔ (ابن ماجہ)

یعنی جب کوئی صدمہ کسی آدمی کو پہنچتا ہے تو اسکا زیادہ اثر ابتداء ہی میں ہوتا ہے، ورنہ کچھ دن گزرنے کے بعد تو وہ اثر خود بخود بھی زائل ہوجاتا ہے، اسلئے صبر دراصل وہی ہے جو صدمہ پہنچنے کے وقت اللہ تعالیٰ کا خیال کرکے اور اسکی رضا اور ثواب کی امید پر کیا جائے، اسکی فضیلت ہے اور اسی پر ثواب کا وعدہ ہے، بعد میں طبعی طور پر جو صبر آجاتا ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں اسکی کوئی قیمت نہیں ہے۔

ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان فرمایا ہے کہ جو صاحب ایمان بندہ کسی صدمہ کے پہنچنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب کی نیت سے صبر کرے تو اللہ اسکو جنت ضرور عطا فرمائیگا اور جنت کے سوا اور اس سے کم درجہ کی کوئی چیز اسکے صبر کے ثواب میں دینے پر خود خدائے تعالیٰ راضی نہ ہوگا۔ اللہ اکبر! کس قدر کریمانہ انداز

besturdubooks.wordpress.com

ہے، براہ راست بندہ کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے کہ اے ابن آدم جب تجھے میری تقدیری حکم سے کوئی صدمہ پہنچے اور تو اس وقت میری رضا اور ثواب کی امید پر اس صدمہ کا استقبال صبر سے کرے تو تجھے جنت دیئے بغیر میں راضی نہیں ہوں گا۔ گویا اس صبر کی وجہ سے بندے کیساتھ اللہ تعالیٰ کو ایسا خاص تعلق ہو جائے گا کہ اس بندہ کو جنت دیئے بغیر اللہ تعالیٰ نہ راضی اور نہ خوش ہوں گے۔

ف...... جب کسی بندہ کو کسی صدمہ کا کوئی صدمہ پہنچے تو اگر اس وقت اس حدیث کو اور اللہ تعالیٰ کے اس کریمانہ وعدہ کو یاد کر کے صبر کرلے، تو انشاء اللہ اس صبر میں ایک خاص لذت اور حلاوت ملے گی، اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یقیناً جنت بھی عطا ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ کسی جانی یا مالی مصیبت میں مبتلا ہو اور وہ کسی سے اسکا اظہار نہ کرے، اور نہ لوگوں سے شکوہ شکایت کرے تو اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے کہ وہ اسکو بخش دیں گے۔ (معجم اوسط طبرانی)

یعنی صبر کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنی مصیبت اور تکلیف کا کسی سے اظہار بھی نہ ہو اور ایسے صابروں کیلئے اس حدیث میں مغفرت کا پختہ وعدہ کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انکی بخشش کا ذمہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مواعید پر یقین اور ان سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے حضرت محمد ﷺ کے پاس کہلا کے بھیجا کہ میرے بچے کا آخری دم ہے، اور چل چلاؤ کا وقت ہے، لہٰذا آپ اس وقت تشریف لے آئیں، آپ نے اسکے جواب میں سلام کہلا کے بھیجا اور پیام دیا کہ بیٹی! اللہ تعالیٰ کسی سے جو کچھ لے وہ بھی اسی کا ہے، اور کسی کو جو کچھ دے، وہ بھی اسی کا ہے، الغرض ہر چیز ہر حال میں اسی کی ہے (اگر کسی کو دیتا ہے تو اپنی چیز دیتا ہے اور کسی سے لیتا ہے تو اپنی ہی چیز لیتا ہے) اور ہر چیز کیلئے اسکی طرف سے ایک مدت اور وقت مقرر ہے (اور اس وقت کے آجانے پر وہ چیز اس دنیا سے اٹھالی جاتی ہے) پس چاہئے کہ تم صبر کرو، اور اللہ تعالیٰ سے اس صدمہ کے اجر و ثواب کی طالب بنو۔ صاحبزادی صاحبہ نے پھر آپ کے پاس پیام بھیجا اور قسم دی کہ اس وقت حضور ضرور ہی تشریف لے آئیں، پس آپ ﷺ اٹھ کر چل دیئے، اور آپؐ کے اصحاب میں سے سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبل

besturdubooks.wordpress.com

اورابی بن کعب اورزید بن ثابت اور بعض اورلوگ بھی آپ کیساتھ ہو لئے، پس وہ بچہ اٹھا کر آپ کی گود میں دیا گیا، اوراسکا سانس اکھڑ رہا تھا، اسکے حال کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، اس پر سعد بن عبادہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت کے اس جذبہ کا اثر ہے جواللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دیا ہے، اوراللہ کی رحمت انہی بندوں پر ہوگی جن کے دلوں میں رحمت کا جذبہ ہو (اور جن کے دل سخت اور رحمت کے جذبہ سے بالکل خالی ہوں، وہ خدا کی رحمت کے مستحق نہ ہونگے)۔

(ف)...... حدیث کے آخری حصے سے معلوم ہوا کہ کسی صدمہ سے دل کا متاثر ہونا، اور آنکھوں سے آنسو بہنا صبر کے منافی نہیں، صبر کا مقتضی صرف اتنا ہے کہ بندہ مصیبت اور صدمہ کو اللہ تعالیٰ کی مشیت یقین کرتے ہوئے اسکو بندگی کی شان کیساتھ انگیز کرے، اوراللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس اوراسکا شاکی نہ ہواوراسکی مقرر کی ہوئی حدود کا پابند رہے، باقی طبعی طور پر دل کا متاثر ہونا اور آنکھوں سے آنسو بہنا تو قلب کی رقت اوراس جذبہ رحمت کا لازمی نتیجہ ہے جواللہ تعالیٰ نے بندوں کی فطرت میں ودیعت رکھا ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہے اور جو اس دل سے خالی ہو وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت سے محروم ہے۔ سعد بن عبادہ نے حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھ کر تعجب سے سوال اسلئے کیا کہ اس وقت تک انکو یہ بات معلوم نہ تھی کہ دل کا یہ تأثر اور آنکھوں سے آنسو گرنا صبر کے منافی نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (از معارف الحدیث)

besturdubooks.wordpress.com

چوتھا ارشاد

قناعت کی دولت حاصل کیجئے

عَنْ عَلِیٌّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَضِیَ مِنَ اللّٰہِ بِالْیَسِیْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِیَ اللّٰہُ مِنْہُ بِالْقَلِیْلِ مِنَ الْعَمَلِ.

ترجمہ..... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص حق تعالیٰ شانہ سے تھوڑی روزی پر راضی رہے، حق تعالیٰ شانہ بھی اسکی طرف سے تھوڑے سے عمل پر راضی ہو جاتے ہیں۔

تشریح..... اس حدیث پاک میں آمدنی کی کمی میں حق تعالیٰ شانہ کے ایک خاص احسان پر تنبیہ کی گئی ہے کہ اس صورت میں آدمی کی طرف سے اگر نیکیوں میں کمی ہوتی ہے، تو وہ مالک الملک بھی اس کمی کو بخوشی قبول فرمالیتے ہیں۔ اسکے بالمقابل جب اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے عطایا میں افراط ہو اور آدمی کسی چیز میں کمی کو بھی گوارا نہ کرے تو اس مالک کی طرف سے بھی یہی مطالبہ ہے کہ پھر اسکے حقوق کی ادائیگی میں تمہاری طرف سے بھی افراط ہونا چاہئے۔ اور ظاہر ہے کہ جس ملازم کو تنخواہ منہ مانگی دی جائے پھر وہ اپنی منصبی خدمت میں کوتاہی کرے تو اسکی نمک حرامی میں کیا تردد ہے۔ لیکن ہمارا معاملہ اسکے برعکس ہے کہ غرباء کو تو اللہ کی طرف رجوع کرنے کی توفیق بھی ہو جاتی ہے، ذکر اور نوافل کیلئے وقت بھی مل جاتا ہے، لیکن جہاں چار پیسے ہاتھ میں آئے یا انکے آنے کے اسباب پیدا ہوئے پھر فرض نمازوں کے واسطے بھی وقت نہیں ملتا۔ اور قلیل روزی پر قناعت جب حاصل ہو سکتی ہے جیسا آدمی پانچ باتوں کا اہتمام کرے:۔

(۱) اپنے اخراجات میں کمی کرے۔ ضرورت کی مقدار سے زیادہ خرچ کرے۔ علماء نے لکھا ہے کہ تنہا آدمی ہو تو اسکو ایک جوڑا کافی ہے کئی کئی جوڑے بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسے ہی معمولی روٹی سالن پر گذر ہو سکتا ہے، حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ خرچ میں میانہ روی اختیار کرے وہ

besturdubooks.wordpress.com

فقیر نہیں ہوتا۔

(۲) اگر بقدر ضرورت میسر ہو تو آئندہ کی فکر میں نہ پڑے۔ اور حق تعالیٰ شانہ کے وعدے پر اعتماد کرے کہ حق تعالیٰ شانہ نے روزی کا ذمہ لے رکھا ہے۔ شیطان آدمی کو ہمیشہ آئندہ کی سوچ میں ڈالے رکھا کرتا ہے کہ کچھ ذخیرہ فنڈ کر طور پر رکھنا چاہئے آدمی کیساتھ حرج بھی لگا ہوا ہے، بیماری بھی لگی ہوئی ہے، وقتی اخراجات بھی پیش آتے رہتے ہیں۔ پھر تجھے وقت اور مشقت ہوگی اور ان خیالات کی وجہ سے اسکو مشقت اور آئندہ کے فکر اور سوچ میں پریشان رکھا کرتا ہے اور پھر آدمی کا مذاق اڑایا کرتا ہے کہ یہ بے وقوف آئندہ کی تکلیف کے ڈر سے جو موہوم ہے اس وقت کی یقینی مشقت اور تکلیف اٹھا رہا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اپنے اوپر زیادہ غم سوار نہ کرو، جو مقدر ہے وہ ہو کر رہے گا اور جتنی روزی تمہاری ہے وہ آ کر رہے گی۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اپنے مؤمن بندہ کو روزی اس جگہ سے عطا فرماتا ہے جہاں سے اسکا گمان بھی نہ ہو۔ اور قرآن پاک میں بھی یہ مضمون وارد ہے۔

(۳) اس امر کو غور کیا کرے کہ تھوڑے پر قناعت میں لوگوں سے استغناء کی کتنی بڑی عزت حاصل ہے اور حرص و طمع میں لوگوں کے سامنے کتنا ذلیل ہونا پڑتا ہے اسکو بہت اہتمام سے غور کیا کرے کہ اسکو ایک تکلیف ضرور برداشت کرنی پڑتی ہے، یا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت کی یا اپنے نفس کو لذیذ چیزوں سے روکنے کی، اور یہ دوسری تکلیف جو ہے اس پر اللہ کے یہاں ثواب کا وعدہ بھی ہے، اور پہلی میں آخرت کا وبال ہے۔ اسکے علاوہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے میں آدمی انکو حق بات کہنے سے رک جاتا ہے۔ اکثر دین کے بارے میں مداہنت کرنی پڑتی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی کی عزت اسکا لوگوں سے استغناء ہے۔ اسی وجہ سے مشہور مقولہ ہے کہ جس سے تو استغناء کرے تو اسکا ہمسر ہے (یعنی اس سے دبنے پر مجبور نہیں ہے) اور جس کی طرف احتیاج پیش کرے اسکا قیدی ہے۔ اور جس پر احسان کرے اسکا حاکم ہے۔

(۴) دنیادار مالداروں کے انجام کو سوچا کرے۔ یہود، نصاریٰ، اور بے دین ثروت، والوں کا انجام سوچے، اور انبیاء اور اولیاء، کا انجام سوچے۔ ان کے حالات کو غور سے پڑھے اور تحقیق کرے۔ پھر اپنے نفس سے پوچھے کہ اللہ کے مقرب لوگوں کی جماعت میں شریک ہونا پسند کرتا ہے یا احمقوں

besturdubooks.wordpress.com

اور بے دین لوگوں کی مشابہت پسند کرتا ہے۔

(۵) مال کے زیادہ ہونے میں جو خطرات پہلے بیان ہو چکے ہیں انکو غور کیا کرے کہ کتنے مصائب اسکے ساتھ ہیں۔ جب آدمی ان پانچوں چیزوں کو غور کرتا رہے گا تو تھوڑے پر قناعت آسان ہو جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب بھی سورج نکلتا ہے اسکے دونوں جانب روزانہ دو فرشتے یہ اعلان کرتے ہیں۔ اے لوگو! اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ جو مال تھوڑا ہو اور وہ کفایت کر جائے وہ بہتر ہے اس کثیر مال سے جو اللہ تعالیٰ شانہ کے علاوہ دوسری طرف مشغول کرے۔ (از فضائل صدقات)

اللہ عزوجل

besturdubooks.wordpress.com

پانچواں ارشاد

تین چیزوں کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَامَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّامِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّامِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْعِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍصَالِحٍ یَدْعُوْلَهٗ

ترجمہ..... حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اسکے اعمال کا ثواب ختم ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ایک صدقہ جاریہ، دوسرے وہ علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے، تیسرے صالح اولاد جو اسکے لئے مرنے کے بعد دعا کرتی رہے''۔

تشریح..... اللہ جل شانہ کا کس قدر زیادہ انعام واحسان ہے، لطف وکرم ہے کہ آدمی اگر یہ چاہے کہ مرجانے کے بعد جب کہ اس کے اعمال کا وقت ختم ہوجائے وہ عمل کرنے سے بیکار ہوجائے وہ قبر میں میٹھی نیند پڑا سوتا رہے اور اسکے اعمال حسنہ میں اضافہ ہوتا رہے، تو اسکا ذریعہ بھی اللہ جل شانہ نے اپنے فضل سے پیدا فرمادیا۔ حضور اقدس ﷺ نے ان میں سے تین چیزیں اس حدیث پاک میں ذکر فرمائی ہیں۔ایک صدقہ جاریہ یعنی کوئی ایسی چیز صدقہ کرگیا جسکا نفع باقی رہنے والا ہو۔ مثلاً کوئی مسجد بنوا گیا جس میں لوگ نماز پڑھتے رہیں۔تو جب تک اس میں نماز ہوتی رہے گی اسکو ثواب خود بخود ملتا رہے گا۔اسی طرح سے کوئی مسافر خانہ، کوئی مکان کسی دینی کام کیلئے بنوا کر وقف کرگیا جس سے مسلمانوں کو یا دینی کاموں کو نفع پہنچتا رہا تو اسکو اس نفع کا ثواب پہنچتا رہے گا۔کوئی کنواں رفاہ عام کیلئے بنوا گیا تو جب تک لوگ اس سے پانی پیتے رہیں گے، وضو وغیرہ کرتے رہیں گے، اسکو مرنے کے بعد بھی اسکا ثواب پہنچتا رہے گا۔

ایک اور حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ آدمی کے مرنے کے بعد تین چیزوں کا ثواب اسکو ملتا ہے، ایک تو وہ علم ہے جو کسی کو سکھایا ہو اور اشاعت کی ہو اور وہ صالح اولاد ہے

besturdubooks.wordpress.com

جسکو وہ چھوڑ گیا ہو، اور وہ قرآن شریف جو میراث میں چھوڑ گیا ہو، اور وہ مسجد ہے اور مسافر خانہ ہے جن کو بنایا ہو، اور نہر ہے جو جاری کر گیا ہو، اور وہ صدقہ ہے جسکو اپنی زندگی اور صحت میں اس طرح دے گیا ہو کہ مرنے کے بعد اسکا ثواب ملتا رہے۔ (مشکوٰۃ)

''ثواب ملتا رہے کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ جاریہ کے طور پر دے گیا۔ مثلاً وقف کر گیا ہو'' اور علم کی اشاعت کا مطلب یہ ہے کہ کسی مدرسہ میں چندہ دیا ہو، یا کوئی دینی کتاب تالیف کی ہو، یا پڑھنے والوں کو تقسیم کی ہو، یا مسجدوں اور مدرسوں میں قرآن پاک یا کتابیں وقف کی ہوں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آدمی کے مرنے کے بعد سات چیزوں کا ثواب اسکو ملتا رہتا ہے کسی کو علم پڑھایا ہو، کوئی نہر جاری کردی ہو، کوئی کنواں بنادیا ہو، کوئی درخت لگادیا ہو، کوئی مسجد بنادی ہو، قرآن پاک میراث میں چھوڑا ہو، یا ایسی اولاد چھوڑی جو اسکے لئے دعائے مغفرت کرتی رہے۔

اور ان سب چیزوں میں یہ بھی ضروری نہیں کہ ساری تنہا خود ہی کی ہوں، بلکہ اگر کسی چیز میں تھوڑی بہت شرکت بھی اپنی ہوگئی تو بقدر اپنے حصہ کے اسکے ثواب میں سے حصہ ملتا رہے گا۔ دوسری چیز اوپر کی حدیث میں وہ علم دین ہے جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے، مثلاً کسی مدرسہ میں کوئی کتاب وقف کر گیا۔ جب تک وہ کتاب باقی ہے اس سے لوگ نفع اٹھاتے رہیں گے۔ اسکا ثواب خودبخود ملتا رہے گا۔ کسی طالب علم کو اپنے خرچ سے حافظ قرآن یا عالم بنا گیا۔ جب تک اس کے علم و حفظ سے نفع پہنچتا رہے گا، چاہے وہ حافظ اور عالم خود زندہ رہے یا نہ رہے اس شخص کو اسکا ثواب ملتا رہے گا۔ مثلاً کسی شخص کو حافظ بنایا تھا۔ اسنے دس بیس لڑکوں کو قرآن پاک پڑھادیا اور وہ حافظ اسکے بعد مر گیا تو جب تک یہ لڑکے قرآن پاک پڑھتے اور پڑھاتے رہیں گے اس حافظ کو مستقل ثواب ملتا رہے گا اور اس حافظ بنانے والے کو علیحدہ ثواب ہوتا رہے گا، اور اسی طرح سے جب تک ان پڑھنے والوں کا سلسلہ پڑھنے پڑھانے کا قیامت تک چلتا رہیگا اس اصل حافظ بنانے والوں کو ثواب خودبخود ملتا رہیگا چاہے یہ لوگ ثواب پہنچائیں یا نہ پہنچائیں۔

یہی صورت بعینہ کسی شخص کو عالم بنانے کی ہے کہ جب تک بلا واسطہ یا بواسطہ اسکے علم سے لوگوں کو نفع کا سلسلہ چلتا رہیگا اس اول عالم بنانے والے کو ان سب کا ثواب ملتا رہیگا، اور یہاں بھی وہی پہلی بات ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ پورا حافظ یا پورا عالم خود تن تنہا بنائے، اگر کسی حافظ کے حفظ

besturdubooks.wordpress.com

میں اپنی طرف سے مدد ہوگئی، کسی عالم کے علم حاصل کرنے میں اپنی طرف سے کوئی اعانت ہوگئی تو اس اعانت کی بقدر ثواب کا سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی کسی قسم کی جانی یا مالی کوشش علم کے پھیلانے میں دین کے بقاء اور حفظ میں لگ جائے کہ دنیا کی زندگی خواب سے زیادہ نہیں، نہ معلوم کب اس عالم سے ایک دم جانا ہو جائے، جتنا ذخیرہ اپنے لئے چھوڑ جائیگا وہی دیرپا اور کارآمد ہے۔عزیز قریب، احباب، رشتہ دار سب دو چار دن روکر یاد کر کے اپنے اپنے مشاغل میں لگ کر بھول جائیں گے، کام آنے والی چیزیں یہی ہیں جن کو آدمی اپنی زندگی میں اپنے لئے کبھی گنا نہ ہونے والے بینک میں جمع کر جائے کہ سرمایہ محفوظ رہے اور نفع قیامت تک ملتا رہے۔

تیسری چیز جو اس حدیث پاک میں ذکر کی گئی ہے وہ اولا دصالح ہے جو مرنے کے بعد دعائے خیر بھی کرتی رہے، اول تو اولاد کا صالح بنا جانا بھی مستقل صدقہ جاریہ ہے کہ جب تک وہ کوئی بھی نیک کام کرتی رہے گی، اپنے آپ اسکا ثواب ملتا رہے گا پھر اگر وہ نیک اولا د والدین کیلئے دعا بھی کرتی رہے، اور جب وہ صالح ہے، تو دعائیں کرتی ہی رہے گی، یہ مستقل ذخیرہ والدین کیلئے ہے۔ایک نیک عورت کا قصہ روض میں لکھا ہے کہ جسکو ملیتہ کہتے تھے، بڑی کثرت سے عبادت کرنے والی تھی۔ جب اسکا انتقال ہونے لگا تو اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا۔اے وہ ذات جو میرا توشہ اور ذخیرہ ہے اور اسی پر میرا زندگی اور موت میں بھروسہ ہے۔ مجھے مرتے وقت رسوانہ کیجیو اور قبر میں مجھے وحشت میں نہ رکھیو جب وہ انتقال کر گئی تو اسکے لڑکے نے یہ اہتمام شروع کر دیا کہ ہر جمعہ کو وہ ماں کی قبر پر جاتا اور قرآن شریف پڑھ کر اسکو ثواب بخشتا اور اس کیلئے سب قبرستان والوں کیلئے دعا کرتا۔ایک دن اس لڑکے نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، اماں تمہارا کیا حال ہے۔ ماں نے جواب دیا موت کی سختی بڑی سخت چیز ہے میں اللہ کی رحمت سے قبر میں بڑی راحت سے ہوں۔ ریحان میرے نیچے بچھی ہوئی ہے، ریشم کے تکیے لگے ہوئے ہیں، قیامت تک یہی برتاؤ میرے ساتھ رہیگا۔ بیٹے نے پوچھا کوئی خدمت میرے لائق ہو تو کہو۔اسنے کہا کہ تو ہر جمعہ میرے پاس آکر قرآن پاک پڑھتا ہے اسکو نہ چھوڑنا، جب تو آتا ہے تو سارے قبرستان والے خوش ہو کر مجھے خوشخبری دیتے ہیں کہ تیرا بیٹا آ گیا۔ مجھے بھی تیرے آنے کی بڑی خوشی ہوتی ہے

besturdubooks.wordpress.com

اوران سب کو بھی بہت خوشی ہوتی ہے۔

وہ لڑکا کہتا ہے کہ میں اسی طرح ہر جمعہ اہتمام سے جاتا تھا۔ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت بڑا مجمع مردوں اور عورتوں کا میرے پاس آیا۔میں نے پوچھا تم کون لوگ ہو، کیوں آئے ہو۔وہ کہنے لگے کہ ہم فلاں قبرستان کے آدمی ہیں ہم تمہارا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں۔تم جو ہر جمعہ کو ہمارے پاس آتے ہو اور ہمارے لئے دعائے مغفرت کرتے ہو، اس سے ہم کو بڑی خوشی ہوتی ہے اسکو جاری رکھنا۔اس کے بعد سے میں نے اور بھی زیادہ اہتمام اسکا شروع کر دیا۔

ایک اور عالم فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبرستان کی سب قبریں ایک دم شق ہوگئیں اور مردے ان میں سے باہر نکل کر زمین پر سے کوئی چیز جلدی جلدی چن رہے ہیں۔لیکن ایک شخص فارغ بیٹھا ہے وہ کچھ نہیں چنتا۔میں نے اسکے پاس جا کر سلام کیا اور اس سے پوچھا کہ یہ لوگ کیا چن رہے ہیں۔اسنے کہا کہ جو لوگ کچھ صدقہ دعا درود وغیرہ کر کے اس قبرستان والوں کو بھیجتے ہیں، اسکی برکات سمیٹ رہے ہیں۔میں نے کہا تم کیوں نہیں چنتے۔اسنے کہا مجھے اس وجہ سے استغناء ہے کہ میرا ایک لڑکا ہے جو فلاں بازار میں زلابیہ (حلوے کی ایک قسم ہے جو منہ کو چپک جاتی ہے) بیچا کرتا ہے مجھے ایک قرآن پڑھکر بخشتا ہے میں صبح اٹھ کر اس بازار میں گیا۔میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ زلابیہ فروخت کر رہا ہے اور اسکے ہونٹ ہل رہے ہیں۔میں نے پوچھا تم کیا پڑھ رہے ہو۔اسنے کہا، میں روزانہ ایک قرآن پاک ختم کر کے اپنے والد کو ہدیہ پیش کیا کرتا ہوں۔

اس قصہ کے عرصہ کے بعد میں نے پھر اس قبرستان کے آدمیوں کو اسی طرح چنتے دیکھا اور اس مرتبہ اس شخص کو بھی چنتے دیکھا جس سے پہلی مرتبہ بات ہوئی تھی۔پھر میری آنکھ کھل گئی۔مجھے اس پر تعجب تھا۔صبح اٹھ کر پھر میں اسی بازار میں گیا۔تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس لڑکے کا انتقال ہو گیا۔

حضرت صالح مریؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ جمع کی شب میں اخیر رات میں جامع مسجد جا رہا تھا تا کہ صبح کی نماز وہاں پڑھوں۔صبح میں دیر تھی۔راستہ میں ایک قبرستان تھا۔میں وہاں ایک قبر کے قریب بیٹھ گیا۔بیٹھتے ہی میری آنکھ لگ گئی۔میں نے خواب میں دیکھا کہ سب قبریں شق ہوگئیں اور اس میں سے مردے باہر نکل کر آپس میں ہنسی خوشی باتیں کر رہے ہیں ان میں ایک

besturdubooks.wordpress.com

نوجوان بھی قبر سے باہر نکلا جس کے کپڑے میلے اور وہ مغموم سا ایک طرف بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں آسمان سے بہت سے فرشتے اترے جن کے ہاتھوں میں خوان تھے۔ جن پر نور کے رومال ڈھکے ہوئے تھے۔ وہ ہر شخص کو ایک خوان دیتے تھے اور جو خوان لے لیتا تھا وہ اپنی قبر میں واپس چلا جاتا تھا، جب سب لے چکے تو یہ جوان بھی خالی ہاتھ اپنی قبر میں جانے لگا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے تم اس قدر غمگین کیوں ہو اور یہ خوان کیسے تھے۔ اسنے کہا کہ یہ خوان ان ہدایا کے تھے جو زندہ لوگ اپنے اپنے مردوں کو بھیجتے ہیں۔ میرے کوئی اور تو ہے نہیں جو بھیجے۔ ایک والدہ ہے مگر وہ دنیا میں پھنس رہی ہے۔ اسنے دوسری شادی کر لی، وہ اپنے خاوند میں مشغول رہتی ہے، مجھے کبھی بھی یاد نہیں کرتی۔ میں نے اس سے اسکی والدہ کا پتہ پوچھا، اور صبح کو اس پتہ پر جا کر اسکی والدہ کو پردہ کے پیچھے بلایا اور اس سے اسکے لڑکے کو پوچھا اور یہ خواب سنایا۔ اس عورت نے کہا بیشک وہ میرا لڑکا تھا، میرے جگر کا ٹکڑا تھا، میری گود اسکا بستر ہ تھا۔ اسکے بعد اس عورت نے مجھے ایک ہزار درہم دیئے کہ میرے لڑکے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کیلئے اسکو صدقہ کر دینا اور میں آئندہ اسکو دعا اور صدقہ سے یاد رکھوں گی، کبھی نہ بھولوں گی۔

حضرت صالحؒ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر خواب میں اس مجمع کو اسی طرح دیکھا اور اس نوجوان کو بھی بڑی اچھی پوشاک میں بہت خوش دیکھا۔ وہ میری طرف کو دوڑا ہوا آیا۔ اور کہنے لگا کہ صالح حق تعالیٰ شانہ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے تمہارا ہدیہ میرے پاس پہنچ گیا (روض)

اس قسم کے ہزاروں واقعات کتب میں موجود ہیں۔ بعض اس سے پہلی حدیث میں بھی گزر چکے ہیں۔ پس اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ میری اولاد مرنے کے بعد بھی میرے کام آئے تو اپنے مقدور کے موافق اسکو نیک اور صالح بنانے کی کوشش کرنا چاہئے کہ یہ حقیقت میں اولاد کیلئے بھی خیر خواہی ہے اور اپنے لئے بھی کار آمد ہے۔ اللہ جل شانہ کا پاک ارشاد ہے: یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْآ اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا. ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ''۔

زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے یہ آیت شریفہ تلاوت فرمائی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اپنے اہل وعیال کو کس طرح آگ سے بچائیں؟ حضور اقدس ﷺ نے

besturdubooks.wordpress.com

ارشادفرمایاانکوایسے کاموں کاحکم کرتے رہوجن سے اللہ جل شانہ راضی ہوں اور ایسی چیزوں سے روکتے رہو جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اس آیت شریفہ کی تفسیر میں نقل کیا گیا کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو خیر کی باتوں کی تعلیم اور تنبیہ کرتے رہو (درمنثور) حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ جل شانہ اس باپ پر رحم کرے جو اولاد کی اس بات میں مدد کرے کہ وہ باپ کیساتھ نیکی کا برتاؤ کرے، یعنی ایسا برتاؤ اس سے نہ کرے جس سے وہ نافرمانی کرنے لگے۔

اولاد کو نیک بنانا بھی اس میں داخل ہے۔ اگر وہ نیک نہ ہوگی تو پھر والدین کیساتھ جو کرے وہ برمحل ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ بچہ کا ساتویں دن عقیقہ کیا جائے اور اسکا نام رکھا جائے، اور جب چھ برس کا ہو اسکو آداب سکھا جائیں اور جب نو برس کا ہو جائے تو اسکا بستره علیحدہ کردیا جائے (یعنی دوسروں کے پاس نہ سوئے) اور جب تیرہ برس کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر مارا جائے اور جب سولہ برس کا ہو جائے تو نکاح کردیا جائے پھر اسکا باپ اسکا ہاتھ پکڑ کر کہے کہ میں نے تجھے آداب سکھا دیئے، تعلیم دیدی، نکاح کردیا، اب میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں دنیا میں تیرے فتنہ سے اور آخرت میں تیرے درجہ سے عذاب سے۔ (احیاء العلوم)

''تیری وجہ سے عذاب کا مطلب یہ ہے کہ بہت سی احادیث میں مختلف عنوانات سے یہ ارشاد نبوی ﷺ وارد ہوا ہے کہ جو شخص کوئی برا طریقہ اختیار کرتا ہے تو اسکو اپنے فعل کا گناہ بھی ہوتا ہے اور جتنے لوگ اسکی وجہ سے اس پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ بھی اسکو ہوگا، اس طرح پر کہ کرنے والوں کے اپنے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی، انکو اپنے فعل کا مستقل گناہ ہوگا، اور اسکو ذریعہ سبب بننے کا مستقل گناہ ہوگا۔ اس بناء پر جو اولاد اپنے بڑوں کی بری حرکات انکے عمل کی وجہ سے اختیار کرتی ہے ان سب کا گناہ بڑوں کو بھی ہوتا ہے، اسلئے اپنے چھوٹوں کے سامنے بری حرکات کرنے سے خصوصیت سے احتراز کرنا چاہئے۔

اس حدیث شریف میں تیرہ برس کی عمر میں نماز پر مارنے کا حکم ہے اور بہت سی احادیث میں ہے کہ بچہ کو جب سات برس کا ہو جائے نماز کا حکم کرو اور جب دس برس کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر مارو۔ یہ روایات اپنی صحت اور کثرت کے لحاظ سے مقدم ہیں۔ بہرحال بچہ کے نماز نہ

besturdubooks.wordpress.com

پڑھنے پر باپ کو مارنے کا حکم ہے اور اس پر نماز میں تنبیہ نہ کرنا اپنا جرم ہے اور اسکے بالمقابل اگر اسکو نماز روزہ اور دینی احکام کا پابند اور عادی بنا دیا تو اسکے اعمالِ حسنہ کا ثواب اپنے آپ کو بھی ملے گا اور اسکے ساتھ جب وہ صالح بن کر والدین کیلئے دعا بھی کریگا تو اس سے بھی زیادہ اجر وثواب ملتا رہیگا۔

ابن ملکؒ کہتے ہیں کہ حدیث بالا میں اولاد کو صالح کیساتھ اسلئے مقید کیا ہے کہ ثواب غیر صالح اولاد کا نہیں پہنچتا، اور اسکی دعا کا ذکر اولاد کو دعا کی ترغیب دینے کیلئے ہے۔ چنانچہ یہ کہا گیا ہے کہ والد کو صالح اولاد کے عمل کا ثواب خود پہنچتا رہتا ہے چاہے وہ دعا کرے یا نہ کرے جیسا کہ کوئی شخص رفاہ عام کیلئے کوئی درخت لگادے اور لوگ اسکا پھل کھاتے رہیں تو ان کھانے والوں کے کھانے کا ثواب اسکو ملتا رہیگا چاہے یہ لوگ درخت لگانے والے کیلئے دعا کریں یا نہ کریں۔

علامہ مناویؒ کہتے ہیں کہ والد کو دعا کیساتھ تنبیہ اور تحریض کے طور پر ذکر فرمایا کہ وہ دعا کرے ورنہ دعا ہر شخص کی نافع ہے چاہے وہ اولاد ہو یا نہ ہو۔ اس حدیث شریف میں تین چیزوں کا ذکر اہتمام کی وجہ سے کیا ہے ان کے علاوہ اور بھی بعض چیزیں احادیث میں ایسی آئی ہیں جن کے متعلق یہ وارد ہوا ہے کہ انکا دائمی ثواب ملتا رہتا ہے۔ متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ جو شخص کوئی نیک طریقہ جاری کردے اسکو اپنے عمل کا ثواب بھی ملے گا اور جتنے آدمی اس پر عمل کریں گے ان سب کے عمل کا ثواب اسکو ملتا رہیگا اور کرنے والوں کے اپنے اپنے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اور جو شخص برا طریقہ جاری کردے اس پر کئے کا بھی گناہ ہے اور جتنے آدمی اس پر عمل کرینگے ان سب کے عمل کا بھی گناہ اسکو ہوگا اور اسکی وجہ سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ ہر شخص کے عمل کا ثواب مرنے کے بعد ختم ہوجاتا ہے مگر جو شخص اللہ کے راستہ میں سرحدوں کی حفاظت کرنے والا ہے، اسکا ثواب قیامت تک بڑھتا رہتا ہے۔

(از فضائل صدقات)

besturdubooks.wordpress.com

چھٹا ارشاد

حضورؐ کی چھ زرّیں نصیحتیں

عن ابی جری جابرِ بن سُلیم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: رئائتُ رجُلًا یصدُر اُلنَّاسُ عن راٗیہٖ، لایقول شیئًاالاصدرواعنہ قلت: مَنْ ھٰذا؟قالُوا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت: علیک السلام یارسول اللّٰہ مرتین.. قال: لاتقل "علیک السلام" فان علیک السلام تحیۃالمیت، قُلْ: السلامُ علیکَ.. قال، قلت: انت رسول اللّٰہؐ؟ قال: انارسول اللہ الذی اذااصابک ضرفدعوتہ کشفہ عنک، وا ذا اصابک عام سنۃ فدعوتہ انبتھالک، واذاکنت بارض قفراوفلاۃ فضلت راحلتک فدعوتہ ردھا علیک... علیک... قال قلت: اعھدالی، قال: لاتسبن احدًا، قال فماسبیت بعدہ حَر او ل اعبدأ، و لابعیر او لاشاۃ، ولاتحقرن شیئاًمن المعروف، وان تکلم اخاک وانت منبسط الیہ وجھک ان ذالک من المعروف، وارفع ازارک الی نصف الساق، فان ابیت فالی الکعین، وایاک واسبال الازار، فانھامن المخلیۃ، وان اللّٰہ لایحب المخیلۃ وان امراُشئک اوعیرک بمایعلم فیک فلاتعیرہ بماتعلم فیہ، فانماوبال ذٰلک علیہ) (ابوداؤد)

ترجمہ:.. حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث میں حضورﷺ سے پہلی ملاقات کاواقعہ بیان کررہے ہیں جب کہ وہ حضوراقدسﷺ کو پہچانتے بھی نہیں تھے فرماتے ہیں کہ:

"میں نے ایک صاحب کودیکھا کہ لوگ ہرمعاملہ میں انکی طرف رجوع کرتے ہیں اوراپنے معاملات بھی انہی سے مشورہ لیتے ہیں۔ اوروہ صاحب جوبات فرمادیتے ہیں، لوگوں کوانکی بات پراطمینان ہوجاتا ہے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ

besturdubooks.wordpress.com

رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جب مجھے پتہ چلا کہ آپ ہی محمد ﷺ ہیں، تو میں نے آپ کے قریب جا کر ان الفاظ سے سلام کیا "علیک السلام یارسول اللہ" یہ الفاظ میں نے دو مرتبہ کہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "علیک السلام" نہ کہو، بلکہ "السلام وعلیک" کہو۔ اسلئے کہ "علیک السلام" مردوں کا سلام ہے۔ یعنی جب مردوں کو سلامتی بھیجی جائے تو اس میں لفظ "سلام" بعد میں ہوتا ہے اور "علیک" پہلے ہوتا ہے"۔

تشریح...... اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سلام کی ابتداء کرنی ہو تو "السلام علیکم" کہنا چاہئے۔ لیکن جب سلام کا جواب دینا ہو تو اسکا طریقہ حدیث شریف میں یہ بتایا گیا کہ "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ" کہا جائے۔ گویا کے جواب میں "علیکم" کا لفظ پہلے لایا جائیگا۔ اگر کوئی شخص "السلام علیکم" کے جواب میں "السلام علیکم" کہدے تو واجب تو ادا ہو جائیگا لیکن سنت یہ ہے کہ جواب میں "وعلیکم السلام" کہے۔ آج کل یہ ریت پڑگئی ہے کہ السلام علیکم کے جواب میں بھی "السلام علیکم" کہدیا جاتا ہے۔ یہ سنت کے خلاف ہے۔ اگر دو آدمی ایک دوسرے سے ملیں، اور ہر ایک دوسرے کو ابتداء سلام کرنا چاہے، جس کے نتیجے میں دونوں ایک ساتھ ایک ہی وقت میں "السلام علیکم" کہیں تو اس صورت میں دونوں پر ایک دوسرے کے سلام کا جواب دینا واجب ہو جائیگا۔ لہٰذا دونوں "وعلیکم السلام" بھی کہیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو سلام کرنے کا آغاز کیا ہے۔ اسلئے ہر شخص پر جواب دینا واجب ہو گیا۔

اس حدیث میں ایک اور بنیادی بات معلوم ہوئی، جس سے آج کل لوگ بڑی غفلت برتتے ہیں۔ وہ یہ کہ احادیث کے معنی، مفہوم اور روح تو مقصود ہے ہی۔ لیکن شریعت میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے الفاظ بھی مقصود ہیں۔ دیکھئے "السلام علیکم" اور "علیکم السلام" دونوں کے معنی تو ایک ہی ہیں۔ یعنی تم پر سلامتی ہو۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلی ملاقات ہی میں اس پر تنبیہ فرمائی کہ سلام کرنے کا سنت طریقہ اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ "السلام علیکم" کہو۔ ایسا کیوں کیا؟ اسلئے کہ اسکے ذریعہ آپ نے امت کو یہ سبق دیدیا کہ "شریعت" اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع کا نام ہے۔ آج کل لوگوں کی زبانوں پر اکثر یہ رہتا ہے کہ شریعت کی روح دیکھنی چاہئے۔ ظاہر اور الفاظ کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے۔ معلوم نہیں کہ وہ لوگ روح کو کس طرح دیکھتے ہیں۔ ان کے پاس کونسی ایسی خوردبین ہے جس میں انکو روح نظر آجاتی

besturdubooks.wordpress.com

ہے۔حالانکہ شریعت میں روح کیساتھ ظاہر بھی مطلوب اور مقصود ہے۔سلام ہی کو لے لیں کہ آپ ملاقات کے وقت السلام علیکم کے بجائے اردو میں یہ کہدیں سلامتی ہو تم پر دیکھئے: معنی اور مفہوم تو اسکے وہی ہیں جو السلام علیکم کے ہیں۔لیکن وہ برکت، وہ نور اور اتباع سنت کا اجر و ثواب اس میں حاصل نہیں ہوگا جو ''السلام علیکم'' میں حاصل ہوتا ہے۔

سلام کرنا مسلمانوں کا شعار ہے

یہ سلام مسلمانوں کا شعار ہے۔اسکے ذریعہ انسان پہچانا جاتا ہے کہ یہ مسلمان ہے، ایک مرتبہ میرا چین جانا ہوا اور چین میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد آباد ہے۔لیکن انکی زبان ایسی ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ہماری زبان انکی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔اسلئے ان سے بات چیت کرنے اور جذبات کے اظہار کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔لیکن ایک چیز ہمارے درمیان مشترک تھی، وہ یہ کہ جب کسی مسلمان سے ملاقات ہوتی تو وہ کہتا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ'' اور اسکے ذریعہ وہ جذبات کا اظہار کرتا۔یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کی برکت تھی۔اس سنت نے تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کیساتھ باندھا ہوا ہے، اور رابطہ کا ذریعہ ہے۔اور ان الفاظ میں جو نور اور برکت ہے وہ کسی اور لفظ سے حاصل نہیں ہو سکتی۔آج کل فیشن کی اتباع میں سلام کے بجائے کوئی ''آداب عرض'' کہتا ہے۔کوئی ''تسلیمات'' کہتا ہے۔کسی نے ''سلام مسنون'' کہہ دیا۔یاد رکھئے: ان الفاظ سے سنت کا ثواب اور سنت کا نور حاصل نہیں ہو سکتا۔۔۔۔اس حدیث میں آپ نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک ذرا سا لفظ بدلنے کو بھی گوارہ نہیں فرمایا۔

ایک صحابی کو حضور ﷺ نے ایک دعا سکھائی، اور فرمایا کہ جب رات کو سونے کا ارادہ کرو تو سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیا کرو، اس دعاء کے اندر یہ الفاظ بھی تھے: (اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ) ''یعنی میں اس کتاب پر ایمان لایا جو آپ نے نازل فرمائی، اور اس نبی پر ایمان لایا جن کو آپ نے بھیجا''۔

چند روز بعد حضور اقدس ﷺ نے ان صحابی سے فرمایا کہ جو دعاء میں نے تم کو سکھائی تھی وہ دعاء مجھے سناؤ، کیا پڑھتے ہو؟ ان صحابی نے دعا سناتے وقت ایک لفظ تھوڑا سا بدل دیا۔اور دعاء اس

besturdubooks.wordpress.com

طرح سنائی کہ:(اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ)

اس دعا میں ''نبی'' کی جگہ ''رسول'' کا لفظ پڑھ لیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی کہو جو میں نے سکھایا تھا۔ حالانکہ نبی اور رسول کے لفظ میں کوئی خاص فرق نہیں ہے، اصطلاحی فرق کے اعتبار سے بھی رسول کا درجہ نبی کے مقابلے میں بلند ہے۔ لیکن اسکے باوجود حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو الفاظ میں نے سکھائے ہیں وہی الفاظ کہو۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب قدس اللہ سرہ ''اللہ انکے درجات بلند فرمائے آمین۔ فرماتے تھے کہ: ''اگر ایک کام تم اپنی طرف سے اور اپنی مرضی کے مطابق کرلو۔ اور وہی کام تم اتباع سنت کی نیت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق انجام دیدو، دونوں میں زمین وآسمان کا فرق محسوس کروگے۔ جو کام تم اپنی طرف سے اپنی مرضی کے مطابق کروگے، وہ تمہارا اپنا کام ہوگا اس پر کوئی اجر وثواب نہیں۔ اور جو کام تم اتباع سنت کی نیت سے کروگے تو اس میں سنت کی اتباع کا اجر وثواب اور سنت کی برکت اور نور شامل ہوجاتا ہے''۔

بہرحال، حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ نے مجھے سلام کرنے کا طریقہ سکھلا دیا تو میں نے سوال کیا کہ کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ''میں اس اللہ کا رسول ہوں کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے یا کوئی مصیبت پہنچے اور اس مصیبت کے دور کرنے کیلئے اس اللہ کو پکارو تو اللہ تعالیٰ اس مصیبت اور تکلیف کو دور کردیتے ہیں۔ میں اس اللہ کا رسول ہوں''۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ انکو خدا بنایا ہوا تھا، لیکن ان میں ایک صفت یہ تھی کہ جب کسی مصیبت میں پھنس جاتے تو اس وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے: ''جس کا حاصل یہ ہے کہ جب وہ لوگ کشتی میں سفر کرتے ہیں، اور سمندر میں طوفان آجاتا ہے، اور بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہوتا تو اس وقت انکو لات، عزیٰ، منات وغیرہ کوئی بت یاد نہیں آتا، اس وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں کہ یا اللہ! ہمیں اس مصیبت سے نجات دیدیجئے''۔

اس حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں ان چھوٹے خداؤں کا رسول نہیں ہوں۔ بلکہ سچے خدا کا رسول ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا: ''میں اس اللہ کا رسول ہوں کہ جب تمہیں قحط

besturdubooks.wordpress.com

پڑ جائے، اوراس قحط کے دور کرنے کیلئے اس اللہ کو پکارو تو اللہ تعالیٰ اس قحط کو دور فرما دیتے ہیں۔ اور میں اللہ کا رسول ہوں کہ جب تم کسی چٹیل صحراء میں سفر کر رہے ہو، اور وہاں تمہاری اونٹنی گم ہو جائے، اور تم اللہ تعالیٰ کو پکارو کہ یا اللہ! میری اونٹنی گم ہو گئی ہے، وہ مجھے واپس مل جائے تو اللہ تعالیٰ اس اونٹنی کو واپس لوٹا دیتے ہیں''۔

پھر حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے! اسی سے بزرگوں نے یہ اصول بتایا ہے کہ جب کوئی شخص بڑے کے پاس جائے، اور خاص طور پر ایسے بڑے کے پاس جو دین میں بھی کوئی مقام رکھتا ہو، تو اس سے کوئی نصیحت طلب کرے، اسلئے کہ بعض اوقات نصیحت کا کلمہ اس انداز سے ادا ہوتا ہے کہ وہ انسان کے دل پر اثر کر جاتا ہے، اور اس سے انسان کے دل کی دنیا بدل جاتی ہے، اور کایا پلٹ جاتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جب آدمی سچے دل سے طلبِ صادق کیساتھ کسی بڑے سے نصیحت طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بڑے کے دل پر ایسی ہی نصیحت وارد فرماتے ہیں جو اس وقت اس شخص کیلئے مناسب ہوتی ہے...... یاد رکھو کسی بزرگ کے پاس اس کی ذات میں کچھ نہیں رکھا' دینے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں۔ لیکن اگر کوئی طلبِ صادق لیکر کسی کے پاس جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ مطلوب کی زبان پر بھی وہ بات جاری فرما دیتے ہیں جو اسکے حق میں فائدہ مند ہوتی ہے، اور اسکی زندگی بدل جاتی ہے، اسلئے فرمایا کہ جب کسی کے پاس جاؤ تو اس سے نصیحت طلب کیا کرو۔

پہلی نصیحت...................کسی کو گالی نہ دو

حضور اقدس ﷺ نے انکو نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا: ''لاتسبن احدا'' ''کسی کو گالی نہ دینا۔ کسی کی بدگوئی نہ کرنا''۔ گویا کہ ہر وہ کلمہ جو گالی یا بدگوئی کی تعریف میں آتا ہو۔ ایسا کلمہ کسی کیلئے استعمال نہ کرنا...... دیکھئے: حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور اقدس ﷺ سے پہلی ملاقات ہے، اس میں پہلی نصیحت یہ فرمائی کہ دوسروں کو برا نہ کہو، اس سے اندازہ لگایئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک دوسرے شخص کی دل آزاری سے بچنے کی کتنی اہمیت ہے۔ اور یہ کہ ایک مسلمان کی زبان سے کوئی ثقیل اور برا کلمہ کسی کیلئے نہ نکلے۔

besturdubooks.wordpress.com

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ اپنے غلام پر غصہ آ گیا، اور غصے میں اس غلام کیلئے کوئی لعنت کا کلمہ زبان سے نکال دیا، حضور اقدس ﷺ نے جب یہ کلمہ سنا تو فرمایا کہ: (لَعَّاعِينَ وَصِدِّيقِينَ كَلَّا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ) "یعنی آدمی لعنت بھی کرے، اور صدیق بھی ہو، رب کعبہ کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا اسلئے کہ جو صدیق ہوتا ہے وہ لعنت نہیں کیا کرتا"۔ دیکھئے: حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اتنے سخت الفاظ کیساتھ تنبیہ فرمائی۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسکی تلافی اس طرح کی کہ اس غلام ہی کو کفارہ کے طور پر آزاد کر دیا۔ لہٰذا کسی کو برا کہنا اور اسکے لئے غلط الفاظ کہنا ٹھیک نہیں، آج ہماری زبانوں پر اس قسم کے برے الفاظ چڑھ گئے ہیں۔ مثلاً خبیث، احمق، کمبخت، وغیرہ یہ الفاظ کسی مسلمان کیلئے استعمال کرنا حرام ہے ہی، بلکہ کسی جانور اور کافر کیلئے بھی ان الفاظ کو استعمال کرنا اچھا نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "اس نصیحت کو سننے کے بعد میں نے پھر کبھی نہ تو کسی غلام کو، نہ کسی آزاد کو، نہ اونٹ کو نہ بکری کو، کوئی برا کلمہ نہیں کہا"۔ یہ تھے صحابہ کرام، جو نصیحت سن لی، اسکو دل پر نقش کر دیا اور ساری زندگی کا دستور العمل بنا لیا۔

عمل کو برا کہو ذات کو برا نہ کہو

لیکن اس نصیحت کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ کسی کو برا نہ کہو، یعنی کوئی شخص خواہ کتنا ہی برا کام کر رہا ہو، گناہ کر رہا ہو، معصیت اور نافرمانی کر رہا ہو، تو تم اسکے فعل کو برا سمجھو، اور برا کہو، لیکن اسکی ذات کو برا نہ کہو، اسکی ذات کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھو، لہٰذا کسی کی ذات کو برا کہنا درست نہیں، اسلئے کہ تمہیں کیا معلوم کہ اسکا انجام کیسا ہونے والا ہے۔ بیشک آج وہ شخص برے کام کر رہا ہے، اور اسکی وجہ سے تم اسکو برا سمجھ رہے ہو، لیکن کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ اسکی اصلاح فرما دے، اور مرنے سے پہلے اسکو توبہ کی اور اچھے اعمال کی توفیق دیدے، اور جب اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے تو بالکل پاک وصاف ہو کر پہنچے۔ اسلئے کسی شخص کی ذات کو حتیٰ کہ کافر کی ذات کو بھی برا نہ سمجھو، اسلئے کہ کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ اسکو ایمان کی توفیق دیدے، اور پھر وہ تم سے بھی آگے نکل جائے۔ حدیث شریف میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (العبرة بالخواتيم) "یعنی اعتبار خاتمے کا ہے کہ خاتمہ کس حالت پر ہوا؟"۔ اگر ایمان اور عملِ صالحہ پر خاتمہ ہوا تو وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے، وہ تم سے بھی آگے نکل گیا۔

besturdubooks.wordpress.com

ایک چرواہے کا عجیب واقعہ

غزوہ خیبر کے موقع پر ایک چرواہا حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آیا، وہ یہودیوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا، اس چرواہے نے جب دیکھا کہ خیبر سے باہر مسلمانوں کا لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے، اسکے دل میں خیال آیا کہ میں جا کر ان سے ملاقات کروں۔ اور دیکھوں کہ یہ مسلمان کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟ چنانچہ بکریاں چراتا ہوا مسلمانوں کے لشکر میں پہنچا اور ان سے پوچھا کہ تمہارے سردار کہاں ہیں؟ صحابہ کرام نے بتایا کہ ہمارے سردار حضور ﷺ اس خیمے کے اندر ہیں۔ پہلے تو اس چرواہے کو انکی باتوں پر یقین نہیں آیا' اس نے سوچا کہ اتنے بڑے سردار ایک معمولی سے خیمے کے اندر کیسے بیٹھ سکتے ہیں۔ اسکے ذہن میں یہ تھا کہ جب آپ اتنے بڑے بادشاہ ہیں تو بہت ہی شان وشوکت اور ٹھاٹ باٹ کیساتھ رہتے ہونگے، لیکن وہاں تو کھجور کے پتوں کی چٹائی سے بنا ہوا خیمہ تھا۔ خیر وہ اس خیمے کے اندر آپ سے ملاقات کے لئے داخل ہوا، اور آپ سے ملاقات کی۔ اور پوچھا کہ آپ کیا پیغام لے کر آئے ہیں؟ اور کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟ حضور اقدس ﷺ نے اسکے سامنے اسلام اور ایمان کی دعوت رکھی۔ اور اسلام کا پیغام دیا۔ اس نے پوچھا کہ اگر میں اسلام کی دعوت قبول کرلوں تو میرا کیا انجام ہوگا؟ اور کیا رتبہ ہوگا؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ''اسلام لانے کے بعد تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے' اور ہم تمہیں گلے سے لگائیں گے'' اس چرواہے نے کہا کہ آپ مجھ سے مذاق کررہے ہیں میں کہاں اور آپ کہاں! میں ایک معمولی سا چرواہا ہوں۔ اور میں ایک سیاہ فام انسان ہوں' میرے بدن سے بدبو آرہی ہے۔ ایسی حالت میں آپ مجھے کیسے گلے سے لگائیں گے؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ''ہم تمہیں ضرور گلے سے لگائیں گے۔ اور تمہارے جسم کی سیاہی کو اللہ تعالیٰ تابانی سے بدل دیں گے' اور اللہ تعالیٰ تمہارے جسم سے اٹھنے والی بدبو کو خوشبو سے تبدیل کردیں گے''۔ یہ باتیں سن کر وہ فوراً مسلمان ہوگیا۔ اور کلمہ شہادت: (اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً رسول الله) پڑھ لیا۔ پھر حضور اقدس ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! اب میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ: ''تم ایسے وقت پر ایمان لائے ہو کہ نہ تو اس وقت کسی نماز کا وقت ہے کہ تم سے نماز پڑھواؤں' اور نہ ہی روزہ کا زمانہ ہے کہ تم سے

besturdubooks.wordpress.com

روزے رکھواؤں' زکوٰۃ تم پر فرض نہیں ہے' اس وقت تو صرف ایک ہی عبادت ہو رہی ہے جو تلوار کی چھاؤں میں انجام دی جاتی ہے' وہ ہے "جہاد فی سبیل اللہ"۔

اس چرواہے نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں اس جہاد میں شامل ہو جاتا ہوں' لیکن جو شخص جہاد میں شامل ہوتا ہے' اسکے لئے دو میں سے ایک صورت ہوتی ہے' یا غازی یا شہید...... تو اگر میں اس جہاد میں شہید ہو جاؤں تو آپ میری کوئی ضمانت لیجئے' حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: "میں اس بات کی ضمانت لیتا ہوں کہ اگر تم اس جہاد میں شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں پہنچا دیں گے' اور تمہارے جسم کی بدبو کو خوشبو سے تبدیل فرمادیں گے' اور تمہارے چہرے کی سیاہی کو سفیدی میں تبدیل فرمادیں گے"۔ چونکہ وہ چرواہا یہودیوں کی بکریاں چراتا ہوا وہاں پہنچا تھا۔ اسلئے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: "تم یہودیوں کی جو بکریاں لیکر آئے ہو۔ انکو جا کر واپس کرو' اسلئے کہ یہ بکریاں تمہارے پاس امانت ہیں"۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ جن لوگوں کیساتھ جنگ ہو رہی ہے۔ جن کا محاصرہ کیا ہوا ہے' انکا مال غنیمت ہے۔ لیکن چونکہ وہ چرواہا بکریاں معاہدے پر لیکر آیا تھا اسلئے آپ نے حکم دیا کہ پہلے وہ بکریاں واپس کر کے آؤ۔ پھر آ کر جہاد میں شامل ہونا۔ چنانچہ اس چرواہے نے جا کر بکریاں واپس کیں۔ اور واپس آ کر جہاد میں شامل ہوا' اور شہید ہو گیا۔

جب جنگ ختم ہو گئی تو حضور اقدس ﷺ لشکر کا جائزہ لینے لگے۔ ایک جگہ آپ نے دیکھا کہ صحابہ کرام کا مجمع اکٹھا ہے۔ جب آپ قریب پہنچے تو ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ صحابہ کرام نے فرمایا جو لوگ جنگ میں شہید ہو گئے ہیں' ان میں سے ایک آدمی ایسا بھی ہے کہ جس کو ہم میں سے کوئی نہیں پہچانتا' آپ نے فرمایا کہ مجھے دکھاؤ' جب آپ نے دیکھا تو فرمایا کہ:

"تم اس شخص کو نہیں پہچانتے مگر میں اس شخص کو پہچانتا ہوں۔ یہ چرواہا ہے' اور یہ وہ عجیب و غریب بندہ ہے جس نے اللہ کی راہ میں ایک بھی سجدہ نہیں کیا۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدھا اسکو جنت الفردوس میں پہنچا دیا ہے۔ اور میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ ملائکہ اسکو غسل دے رہے ہیں۔ اور اسکی سیاہی سفیدی میں تبدیل ہو گئی ہے۔ اور اسکی بدبو خوشبو سے تبدیل ہو گئی ہے"۔

دیکھئے: اگر کچھ عرصہ پہلے اس چرواہے کو موت آجاتی تو سیدھا جہنم میں چلا جاتا۔ اور اب

besturdubooks.wordpress.com

اس حالت میں موت آئی کہ ایمان لاچکا ہے' اور سرکار دو عالم ﷺ کا غلام بن چکا ہے' تو اب اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا انقلاب پیدا فرمادیا۔ اسی لئے فرمایا: "العبرۃ بالخواتیم" اعتبار خاتمے کا ہے۔ اسی لئے بڑے بڑے لوگ لرزتے رہے۔ اور یہ دعا کرتے رہے کہ یا اللہ! حسن خاتمہ عطا فرمایئے۔ ایمان پر خاتمہ عطا فرمایئے...... کس بات پر انسان ناز کرے، فخر کرے، اور اترائے۔ اسلئے کہ کیا معلوم کہ کل کیا ہوانے والا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ کسی کو بھی حقیر مت سمجھو۔

انبیاء علیہم السلام کا شیوہ یہ رہا ہے کہ کبھی گالی کا جواب بھی گالی سے نہیں دیا۔ حالانکہ شریعت نے اسکی اجازت دی ہے کہ جتنا ظلم تم پر کیا جائے' تم بھی اتنا بدلہ لے سکتے ہو۔ لیکن انبیاء علیہم السلام نے کبھی گالی کا بدلہ گالی سے نہیں دیا۔ قوم کی طرف سے نبی کو کہا جارہا ہے کہ: (اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ) "تم بیوقوف ہو۔ حماقت میں مبتلا ہو۔ اور ہمارا خیال یہ ہے کہ تم جھوٹے ہو"۔ ہم جیسا کوئی ہوتا تو جواب میں کہتا کہ تم احمق' اور تمہارا باپ احمق' لیکن نبی کا جواب یہ تھا کہ: "اے میری قوم' میں بیوقوف نہیں ہوں۔ بلکہ میں پروردگار کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ

حضرت اسماعیل شہید رحمۃ اللہ، جو شاہی خاندان کے فرد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں دین کی تڑپ عطا فرمائی تھی۔ اور دین کی بات لوگوں تک پہنچانے کے لئے سینے میں آگ لگی ہوئی تھی۔ اور شرک اور بدعات کے خلاف آپ نے جہاد کیا۔ لوگ ایسے آدمی کے دشمن بھی ہوجاتے ہیں۔ ایک دن دہلی کی جامع مسجد میں وعظ فرمارہے تھے تو ایک آدمی نے حضرت کو تکلیف پہنچانے کے لئے بھرے مجمع میں کھڑے ہوکر کہا کہ: مولانا! ہم نے سنا ہے کہ آپ حرام زادے ہیں؟۔ اندازہ لگایئے:...... کہ اتنے بڑے عالم، اور شاہی خاندان کے ایک فرد ہیں۔ ان کو مغلظ گالی دیدی۔ کوئی اور ہوتا تو نہ وہ اس کہنے والے پر کتنا غصہ نکالتا۔ وہ اگر چھوڑ دیتا تو اس کے حوالی اس کی تکہ بوٹی کردیتے۔ لیکن یہ پیغمبروں کے وارث ہیں۔ چنانچہ جواب میں فرمایا:

آپ کو غلط اطلاع ملی ہے۔ میری والدہ کے نکاح کے گواہ تو اب بھی دلّی میں موجود ہیں۔ یہ

besturdubooks.wordpress.com

ہیں پیغمبرانہ اخلاق، اور پیغمبرانہ سیرت کے گالی کا جواب بھی گالی سے نہیں دیا جارہا ہے۔

دوسری نصیحت .... کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھو

اس کے بعد حضور اقدس ﷺ نے ان کو دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ:

کسی بھی نیکی کے کام کو ہرگز حقیر نہ سمجھو، بلکہ جس وقت جس نیک کام کا موقع ملے۔ اور اس کے کرنے کی توفیق ہو جائے تو اس کو غنیمت سمجھ کر کرلو۔ اس کے ذریعہ حضور اقدس ﷺ نے شیطان کے ایک بہت بڑے داؤ کو ختم فرمادیا۔ شیطان کا ایک داؤ یہ ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کے دل میں کسی نیک کام کا داعیہ اور خیال پیدا ہوتا ہے کہ فلاں نیک کام کرلوں تو شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ میاں! یہ چھوٹا سا نیک کام کر کے تم کونسا تیر مارلو گے تمہاری زندگی تو ناجائز کاموں میں گزری ہے، اگر تم نے یہ چھوٹا سا نیک کام کرلیا تو اس کے نتیجہ میں تمہیں کونسی جنت مل جائے گی۔ اس لئے اس نیکی کو بھی چھوڑ دو۔ اس طرح شیطان اس نیکی کو بھی محروم کرادیتا ہے۔ حالانکہ یہ شیطان کا بہت بڑا دھوکہ ہے۔ اس لئے حضور اقدس ﷺ نے فرمادیا کہ کسی بھی نیکی کے کام کو حقیر سمجھ کر مت چھوڑو۔ بلکہ اس کو کر گزرو۔ اور اس نصیحت میں بے شمار حکمتیں ہیں۔ پہلی حکمت تو یہ ہے کہ جس نیک کام کو تم حقیر سمجھ کر چھوڑ رہے ہو۔ کیا پتہ کہ وہ کام اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا عظیم ہو، اور اس کام کو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمادیں، تو شاید وہی کام تمہاری نجات کا ذریعہ بن جائے۔ احادیث میں اور بزرگانِ دین کے واقعات میں بہت سے ایسے واقعات منقول ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹے سے عمل پر مغفرت فرمادی۔

بخاری شریف کی ایک حدیث میں یہ واقعہ آتا ہے کہ: ''ایک فاحشہ عورت راستے سے گزر رہی تھی۔ راستے میں دیکھا کہ ایک کنویں کے پاس ایک کتا ہانپ رہا ہے، اور پانی پینا چاہتا ہے، لیکن پانی اتنا نیچے ہے کہ وہاں پہنچ نہیں سکتا، اس عورت کو اس کتے پر ترس آیا، اور اس نے سوچا کہ یہ کتا اللہ کی مخلوق ہے، اور پیاس سے بے چین ہے، اس کتے کو پانی پلانا چاہئے۔ اس نے ڈول تلاش کیا تو کوئی ڈول وہاں نہیں ملا، آخر اس نے اپنے پاؤں سے ایک چمڑے کا موزہ اتارا، اور کسی طرح اس کنویں سے پانی بھرا، اور اس کتے کو پلادیا۔ اور اسکی پیاس دور کردی...... حضور اقدس ﷺ فرماتے

besturdubooks.wordpress.com

ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اسکا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ صرف اس عمل پر اسکی مغفرت فرمادی"۔

بتایئے:...... اگر وہ عورت یہ سوچتی کہ میں تو ایک فاحشہ عورت ہوں، میں تو جہنم کی مستحق ہوں۔ اگر میں نے کتے کو پانی پلانے کا یہ چھوٹا سا عمل کر بھی لیا تو کونسا انقلاب آجائیگا۔ اگر وہ سوچتی تو اس عمل سے بھی محروم ہو جاتی۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اسکی نجات نہ ہوتی۔ بہر حال: اللہ تعالیٰ نے اس عمل پر اسکی نجات فرمادی۔

مغفرت کے بھروسے پر گناہ مت کرو

لیکن اس واقعے سے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ بس اب جتنے چاہو گناہ کرتے رہو۔ ساری زندگی گناہوں میں گزار دو۔ بس ایک دن پیاسے کتے کو پانی پلادیں گے تو سب گناہ معاف ہو جائیں گے...... یہ سوچ بالکل غلط ہے اسلئے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ کا قانون ہے اور ایک اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اللہ تعالیٰ کا قانون تو یہی ہے کہ جو شخص گناہ کرے گا، اسکو اس گناہ کا عذاب بھگتنا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم یہ ہے کہ کسی بندے کے کسی عمل کی وجہ سے اسکے گناہ کو معاف فرمادے۔ لیکن اس کرم اور رحمت کا کچھ پتہ نہیں ہے کہ کس عمل پر کس وقت ہوگی؟ اور کس وقت نہیں ہوگی؟ لہٰذا اس بھروسے پر آدمی گناہ کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی نہ کوئی عمل قبول ہو جائیگا اور گناہ معاف ہو جائیں گے۔ یہ بات ٹھیک نہیں...... حدیث شریف میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: (العاجز من اتبع نفسہ ھواھا و تمنیٰ علی اللّٰہ) "عاجز وہ شخص ہے جو اپنے کو خواہشات کے پیچھے لگادے۔ جہاں خواہشات اسکو لے جارہی ہیں وہ وہیں جارہا ہے۔ اور ساتھ میں اللہ تعالیٰ پر آرزو باندھے بیٹھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف فرمادیں گے"۔

اور جب کسی سے کہا جائے کہ گناہوں کو چھوڑ دو تو جواب میں کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے غفور رحیم ہیں، معاف فرمادیں گے۔ اسی کو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر تمنائیں باندھتا ہے گویا کہ مشرق کی طرف دوڑا جارہا ہے، اور اللہ سے یہ امید لگائے بیٹھا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مغرب میں پہنچادیں گے راستہ تو جہنم کا اختیار کر رکھا ہے، اور یہ امید لگا رکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت میں پہنچادیں گے۔ یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی عمل کی بدولت اپنی رحمت سے کسی انسان کی مغفرت فرمادیتے

besturdubooks.wordpress.com

ہیں ۔جس کا کوئی قاعدہ قانون مقرر نہیں ۔لیکن کوئی شخص اس امید پر گناہ کرتا رہے کہ کسی وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جائے گی ،اور میں بچ جاؤں گا۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ بلکہ ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی نہیں ہوتی جو مغفرت کے بھروسے پر گناہ کرتے رہے۔

ایک بزرگ جو بہت بڑے محدث بھی تھے ،جنہوں نے ساری عمر حدیث کی خدمت میں گزاری ۔جب ان کا انتقال ہو گیا تو کسی شخص نے ان کی خواب میں زیارت کی ،اوران سے پوچھا کہ حضرت......! اللہ تعالیٰ نے کیسا معاملہ فرمایا۔جواب میں انہوں نے فرمایا کہ بڑا عجیب معاملہ ہوا۔وہ یہ کہ ہم نے تو ساری عمر علم کی خدمت میں اور حدیث کی خدمت میں گزاری،اور درس وتدریس اور تصنیف اور وعظ وخطابت میں گزاری۔تو ہمارا خیال یہ تھا کہ ان اعمال پر اجر ملے گا۔لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے کچھ اور ہی معاملہ فرمایا کہ ہمیں تمہارا ایک عمل بہت پسند آیا،وہ یہ کہ ایک دن تم حدیث لکھ رہے تھے۔جب تم نے اپنا قلم دوات میں ڈبو کر نکالا تو اس وقت ایک پیاسی مکھی آکر اس قلم کی نوک پر بیٹھ گئی،اور سیاہی کو چوسنے لگی تمہیں اس مکھی پر ترس آگیا۔تم نے سوچا کہ یہ مکھی اللہ کی مخلوق ہے،اور پیاسی ہے،یہ سیاہی پی لے تو پھر میں قلم سے کام کروں۔چنانچہ اتنی دیر کے لئے تم نے اپنا قلم روک لیا۔اوراس وقت تک قلم سے کچھ نہیں لکھا جب تک وہ مکھی اس قلم پر بیٹھ کر سیاہی چوستی رہی۔یہ عمل تم نے خالص میری رضامندی کی خاطر کیا۔اس لئے اس عمل کی بدولت ہم نے تمہاری مغفرت فرمادی۔اور جنت الفردوس عطا کر دی۔"

دیکھئے:......ہم تو یہ سوچ کر بیٹھے ہیں کہ وعظ کرنا،فتویٰ دینا،تہجد پڑھنا،تصنیف کرنا وغیرہ یہ بڑے بڑے اعمال ہیں۔لیکن وہاں ایک پیاسی مکھی کو سیاہی پلانے کا عمل قبول کیا جارہا ہے۔اور دوسرے بڑے اعمال کا کوئی تذکرہ نہیں ...... حالانکہ غور کیا جائے تو جتنی دیر قلم روک کر رکھا،اگر اس وقت قلم نہ روکتے تو حدیث شریف ہی کا کوئی لفظ لکھتے لیکن اللہ کی مخلوق پر شفقت کی بدولت اللہ نے مغفرت فرمادی۔اگر وہ اس عمل کو معمولی سمجھ کر چھوڑ دیتے تو یہ فضیلت حاصل نہ ہوتی۔

لہٰذا کچھ پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کونسا عمل مقبول ہو جائے۔وہاں قیمت عمل کے حجم،سائز اور گنتی کی نہیں ہے۔ بلکہ وہاں عمل کے وزن کی قیمت ہے،اور یہ وزن اخلاص سے پیدا ہوتا ہے۔اگر آپ نے بہت سے اعمال کئے لیکن ان میں اخلاص نہیں تھا،تو گنتی کے اعتبار سے تو وہ

besturdubooks.wordpress.com

اعمال زیادہ تھے، لیکن فائدہ کچھ نہیں۔ دوسری طرف اگر عمل چھوٹا سا ہو، لیکن اس میں اخلاص ہو تو وہ عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت بڑا بن جاتا ہے۔ لہٰذا جس وقت دل میں کسی نیکی کا ارادہ پیدا ہو رہا ہے تو اس وقت دل میں اخلاص بھی موجود ہے۔ اگر اس وقت وہ عمل کرلو گے تو امید ہے کہ وہ انشاء اللہ مقبول ہو جائے گا۔ یہ تو ایک حکمت ہوئی۔

نیکی نیکی کو کھینچتی ہے

دوسری حکمت یہ ہے کہ جب نیک کام کرنے کا دل میں خیال آیا اور اس کو کرلیا، تو ایک نیک کام کرنے کے بعد دوسرے نیک کام کرنے کی بھی توفیق ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ نیکی نیکی کو کھینچتی ہے، ایک برائی کی خاطر بعض اوقات انسان کو بہت سی برائیاں کرنی پڑتی ہیں...... اس لئے جب تم نے ایک نیک کام کیا تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ مزید نیکی کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایک چھوٹی سی نیکی کی وجہ سے انسان کی پوری زندگی بدل جاتی ہے اور زندگی میں انقلاب آجاتا ہے۔

نیکی کا خیال اللہ کا مہمان ہے

میرے شیخ حضرت مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، آمین'' فرمایا کرتے تھے کہ: ''دل میں جو نیک کام کرنے کا خیال آتا ہے کہ فلاں نیک کام کرلو، اس کو صوفیاء کرام کی اصطلاح میں ''وارد'' کہتے ہیں، فرماتے تھے کہ یہ ''وارد'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوا اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے، اگر تم نے اس مہمان کی خاطر کی، اس طرح کہ جس نیکی کا خیال آیا تھا، وہ نیک کام کرلیا۔ تو یہ مہمان اس قدر دانی کی وجہ سے دوبارہ بھی آئے گا۔ اور اس طرح تمہاری نیکیوں کو بڑھاتا چلا جائے گا۔ لیکن اگر تم نے اس مہمان کی خاطر مدارات نہ کی، بلکہ اس کو دھتکار دیا، یعنی جس نیک کام کرنے کا خیال تمہارے دل میں آیا تھا، اس کو نہ کیا، تو پھر رفتہ رفتہ یہ مہمان آنا چھوڑ دے گا اور پھر نیکی کرنے کا ارادہ ہی دل میں پیدا نہیں ہوگا۔ نیکی کے خیالات دل میں آنا بند ہو جائیں گے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے...... ! كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ یعنی بداعمالیوں کے سبب ان کے دل میں زنگ لگ گیا۔ اور نیکی کا خیال بھی نہیں آتا۔ اس لئے یہ

besturdubooks.wordpress.com

چھوٹی چھوٹی نیکیاں جو ہیں، ان کو چھوڑنا نہیں چاہیئے، اس لئے کہ یہ بڑی نیکیوں تک پہنچا دیتی ہیں۔

تیسری حکمت یہ ہے کہ جب انسان کے دل میں نیک کام کرنے کا خیال آتا ہے تو بعض اوقات شیطان اس طرح انسان کو بہکاتا ہے کہ یہ کام بہت اچھا ہے۔ ضرور کرنا چاہئے۔ لیکن جلدی کیا ہے؟ کل سے یہ کام کریں گے، پرسوں سے کریں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نیک کام ٹل جاتا ہے۔ اس لئے کہ آج دل میں جو نیکی کا داعیہ پیدا ہوا ہے، معلوم نہیں کہ کل کو یہ باقی رہے گا یا نہیں؟ کل اس نیک کام کے کرنے کا موقع ملے گا یا نہیں۔ یہ بھی پتہ نہیں کہ کل آئے گی بھی یا نہیں آئے گی۔ اس لئے کہ جس وقت نیکی کا داعیہ دل میں پیدا ہو اسی وقت کر لینا چاہئے۔ مثلاً راستے میں گزر رہے ہیں، کوئی تکلیف دہ چیز پڑی ہوئی نظر آئی، اور دل میں خیال آیا کہ اس کو ہٹانا چاہئے، اسی وقت اس کو ہٹا دو۔ یا مثلاً آپ نے پانی پینے کا ارادہ کیا، دل میں خیال آیا کہ بیٹھ کر پانی پینا حضور اقدس ﷺ کی سنت ہے، تو فوراً بیٹھ جاؤ، اور بیٹھ کر پانی پی لو۔ کھانا کھانے کے لئے بیٹھے، خیال آیا کہ بسم اللہ پڑھ لوں، تو فوراً پڑھ لو۔ لہٰذا جس کی چھوٹی نیکی کا خیال بھی دل میں آئے، اس کو کر گزرو۔ میں نے اسی جذبے کے تحت 'آسان نیکیاں' کے نام سے ایک چھوٹا سا رسالہ لکھ دیا، اور اس میں ان نیکیوں کو لکھ دیا ہے جو بظاہر آسان اور چھوٹی چھوٹی سی ہیں۔ لیکن ان کا اجر و ثواب بڑا عظیم ہے۔ ان پر عمل کرنے کا اہتمام کرے تو انسان بہت سا اجر و ثواب کا ذخیرہ جمع کر سکتا ہے۔ یہ آسان اور چھوٹی نیکیاں انشاء اللہ بالآخر انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیں گی۔ ہر شخص اس کو لے کر پڑھے ۔ اور پھر ایک ایک نیکی کو اپنی زندگی میں داخل کریں۔ اور ان پر عمل کی کوشش کرے، تو انشاء اللہ منزل تک پہنچا دیں گی۔

اسی طرح ایک چیز اور ہے جو اس کے بالمقابل ہے، وہ یہ کہ جس طرح نیکی کو حقیر سمجھ کر چھوڑنا چاہئے۔ اسی طرح کسی گناہ کو حقیر سمجھ کر اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ لہٰذا کوئی گناہ خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا ہو، اس کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے اس گناہ کو مت کرو۔ یہ بھی شیطان کا بہت بڑا دھوکہ ہوتا ہے۔ مثلاً ایک گناہ کرنے کا دل میں خیال آیا لیکن ساتھ ہی دل میں یہ خیال بھی آ گیا کہ گناہ ہے، اس لئے یہ گناہ نہیں کرنا چاہئے تو ایسے وقت شیطان یہ بہکاتا ہے کہ تم نے اتنے بڑے بڑے گناہ تو پہلے سے کر رکھے ہیں، اگر تم نے یہ چھوٹا سا گناہ کر لیا تو کونسی قیامت آ جائے گی۔ اور اگر تمہیں گناہوں سے

besturdubooks.wordpress.com

بچنا ہے تو بڑے بڑے گناہوں سے بچو، اس چھوٹے سے گناہ سے بچ رہے ہو۔ اس لئے اس کو تو کر گزرو۔ یاد رکھو: کوئی چھوٹا گناہ معمولی سمجھ کر کرنے میں وہ بڑا گناہ بن جاتا ہے۔

یہ جو گناہوں کی دو قسمیں ہیں، صغیرہ گناہ، اور کبیرہ گناہ، تو صغیرہ گناہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کو کرلو۔ اور کبیرہ گناہ سے بچنے کی کوشش کرو، بلکہ دونوں گناہ ہیں۔ البتہ یہ چھوٹا گناہ ہے۔ بعض لوگ اس کی تحقیق میں پڑے رہتے ہیں کہ یہ صغیرہ ہے یا کبیرہ ہے؟ ان کی تحقیق کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ اگر کبیرہ ہے تو بچنے کا اہتمام کریں، اور اگر صغیرہ ہے تو کرلیں۔ اس بارے میں حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے آگ کا بڑا انگارہ اور چھوٹی چنگاری کہ اگر چھوٹی چنگاری ہے تو اس کو اٹھا کر اپنے کپڑوں کی الماری میں رکھ لو، اس لئے کہ وہ چھوٹی سی تو ہے۔ لیکن یاد رکھو! وہی چھوٹی چنگاری تمہاری الماری کو جلا دے گی جس طرح بڑا انگارہ جلا ڈالتا ہے، یا جیسے چھوٹا سانپ اور بڑا سانپ، ڈسنے میں دونوں برابر ہیں۔ اس طرح گناہ صغیرہ ہو، چاہے کبیرہ ہو، جب وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا عمل ہے تو پھر کیا صغیرہ اور کیا کبیرہ۔ اسی وجہ سے علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص صغیرہ گناہ کو صغیرہ سمجھ کر کرلے تو وہی صغیرہ پھر کبیرہ بن جاتا ہے، اس لئے کسی گناہ کو چھوٹا سمجھ کر اختیار نہ کرو۔

یاد رکھو: جس طرح ایک نیکی دوسری نیکی کو کھینچتی ہے، اسی طرح ایک گناہ دوسرے گناہ کو کھینچتا ہے، برائی برائی کو کھینچتی ہے، آج اگر تم نے ایک گناہ کرلیا اور یہ سوچا کہ چھوٹا گناہ ہے، کرلو، یاد رکھو: وہ گناہ دوسرے گناہ کو کھینچے گا، دوسرا گناہ تیسرے گناہ کو کرائے گا، اور بات پھر کسی حد پر نہیں رکے گی اور گناہ کے معنی ہیں 'اللہ کی نافرمانی' اگر اللہ تعالیٰ صرف ایک نافرمانی پر پکڑ فرمالیں تو صرف ایک نافرمانی بھی جہنم میں پہنچانے کے لئے کافی ہے، چاہے وہ نافرمانی چھوٹی ہو، یا بڑی ہو۔ پھر بچنے کا کوئی راستہ نہیں اس لئے کسی گناہ کو چھوٹا مت سمجھو۔

تیسری نصیحت .... اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو

تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ: تم اپنے بھائی سے اس حالت میں بات کرو کہ تمہارا چہرہ کھلا ہوا ہو۔ اس کے ساتھ کشادہ پیشانی سے ساتھ بات کرو۔ خندہ روئی سے بات کرو۔ اس لئے یہ بھی نیکی کا

besturdubooks.wordpress.com

ایک حصہ ہے۔ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: اپنے (مسلمان) بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا بھی صدقہ ہے، اور اس پر بھی انسان کو اجر وثواب ملتا ہے۔ یہ بھی حضور اقدس ﷺ کی عظیم سنت ہے۔

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ جو خاص صحابہ کرام میں سے ہیں، جن کو یُوسف ھذہ الائمۃ یعنی اس امت کے یوسف کہا جاتا ہے، اس لئے کہ وہ بڑے حسین وجمیل تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ: جب بھی حضور اقدس ﷺ پر میری نگاہ پڑتی تو کبھی یاد نہیں کہ آپ نے تبسم نہ فرمایا ہو، جب کبھی آپ سے ملاقات ہوتی تو آپ کے چہرے پر تبسم آجاتا، آپ کا چہرہ کھلا ہوا ہوتا۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب آدمی دین کی طرف آئے تو بالکل خشک اور کھردرا بن جائے۔ اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ نہ آئے، اس کو دین کا حصہ سمجھتے ہیں معلوم نہیں کہ کہاں سے یہ بات حاصل کرلی ہے، حالانکہ یہ حضور اقدس ﷺ کی سنت کے خلاف ہے، اس لئے جب کسی سے ملو تو مسکراتے ہوئے ملو، ہمارے ہمارے حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: بعض لوگ مال کے کنجوس ہوتے ہیں۔ اور بعض لوگ تبسم کے کنجوس اور بخیل ہوتے ہیں۔ ان کے چہرے پر کبھی تبسم ہی نہیں آتا۔ حالانکہ یہ تو بہت آسان نیکی ہے کہ جب کسی مسلمان بھائی سے ملاقات کرو، اور اس کا دل خوش کرو، اور جب تم نے اس کا دل خوش کردیا تو تمہارے نامۂ اعمال میں نیکی کا اضافہ ہوگیا، اور صدقہ لکھا گیا۔

چوتھی اور پانچویں نصیحت

چوتھی نصیحت یہ فرمائی کہ۔ اپنے زیر جامہ کو چاہے پاجامہ ہو یا شلوار یا تہبند ہو، اس کو آدھی پنڈلی تک رکھ، اگر آدھی پنڈلی تک نہیں رکھ سکتے تو ٹخنوں تک رکھو، اور پانچویں نصیحت یہ فرمائی کہ ٹخنوں سے نیچے ازار لے جانے سے بچو، یہ تکبر کا حصہ ہے۔ دیکھئے: اس حدیث میں حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تکبر ہو تو نیچے مت کرو، اور تکبر نہ ہو تو نیچے کرلو، بلکہ یہ فرمایا کہ نیچے مت کرو، اس لئے کہ یہ تکبر ہے۔ بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تکبر کی وجہ سے نیچے نہیں کرتے بلکہ ویسے ہی فیشن کی وجہ سے نیچے کرتے ہیں، اور جو ممانعت ہے وہ تکبر کی وجہ سے ہے..... ایسا کہنے والے بڑے عجیب لوگ ہیں۔ جن کو اپنے تکبر نہ ہونے کا اس قدر اطمینان ہے، حالانکہ اس روئے زمین پر تکبر سے پاک اور

besturdubooks.wordpress.com

تکبر سے بری کوئی ذات ہوسکتی ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ سے زیادہ نہیں ہوسکتی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ چونکہ میرے اندر تکبر نہیں ہے اس لئے میں اپنی ازار نیچے کرلیتا ہوں، بلکہ ساری عمر کبھی ٹخنوں سے نیچے ازار نہیں کیا، اگر تکبر نہ ہونے کی وجہ سے کسی کے لئے ٹخنوں سے نیچے ازار پہننا جائز ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کی اجازت ہوتی...... اس لئے یہ خیال دل سے نکال دو...... چنانچہ اس نصیحت میں آپ نے فرمایا کہ اس سے بچو، اس لئے کہ یہ تکبر کا حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر اور خود پسندی کو پسند نہیں کرتے۔ ''خود پسندی'' کے معنی ہیں ''اپنے کو دوسرے سے اچھا سمجھنا'' کہ میرے اندر بڑے اوصاف اور کمالات ہیں، یہ بات اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو شکستگی، عاجزی اور درماندگی پسند ہے، اللہ تعالیٰ کے سامنے جتنا شکستہ اور درماندہ رہو گے، تواضع کرو گے، اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاؤ گے۔ اور جہاں بڑائی اور خود پسندی آ گئی تو وہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

چھٹی نصیحت

چھٹی نصیحت یہ فرمائی کہ۔ اگر کوئی انسان تمہیں گالی دے یا تم کو کسی ایسے عیب کی وجہ سے عار دلائے جو عیب واقعی تمہارے اندر ہے، تو اس کے بدلے میں تم اس کے اس عیب پر عار مت دلاؤ جو عیب تم اس کے اندر جانتے ہو۔ یعنی گالی کے بدلے گالی مت دو اور عار دلانے میں اس کو عار مت دلاؤ۔ اس لئے کہ اس شخص کے گالی دینے اور عار دلانے کا وبال اس کے اوپر ہے، اس کا مؤاخذہ اس سے ہوگا۔ اور اگر تم بدلہ لے لوگے تو تمھیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور اگر بدلہ نہیں لوگے، بلکہ صبر سے کام لوگے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اجر عظیم تم کو ملے گا۔ مثلاً ایک شخص نے تم سے کہا کہ تم بے وقوف ہو، تم نے جواب میں اس سے کہا ''تم ہو بے وقوف'' تو یہ تم نے بدلہ لے لیا، اگرچہ تم نے کوئی ناجائز کام نہیں کیا۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تمہیں دنیا یا آخرت کا کیا فائدہ حاصل ہوا؟ اگر تم خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا تو اس کے نتیجے میں کڑھن پیدا ہوئی اور غصہ آیا، لیکن اس غصے کو ضبط کر گئے اور صبر سے کام لیا تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ۔ **انما یوفی الصٰبرون اجرھم بغیر حساب** ''اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر عطا فرماتے ہیں۔''

besturdubooks.wordpress.com

لہٰذا اپنی زبان کو روک کر اور نفس کو قابو میں کر کے بے حساب اجر کمائیں۔ آج ہم یہاں بیٹھ کر بے حساب اجر کا اندازہ نہیں کر سکتے، لیکن جب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونگے تو اس وقت پتہ چلے گا کہ اس زبان کو ذرا سا روک لینے سے کتنا عظیم فائدہ حاصل ہوا...... بہر حال، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نصیحت فرمادی کہ گالی کا جواب گالی سے مت دو، اگر چہ تمھیں بدلہ لینے کا پورا حق حاصل ہے، لیکن اس حق کو استعمال کرنے سے بہتر یہ ہے کہ معاف کردو، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ: جو شخص صبر کرے، اور معاف کردے تو یہ البتہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ: یعنی کہ جس نے تمھارے ساتھ برائی کی ہے تم اچھائی سے اس کا بدلہ دو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس کیساتھ تمہاری دشمنی تھی، وہ تمہارا دوست بن جائے گا۔ لیکن ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جس نے اپنے اندر صبر کرنے والی عادت ڈالی ہو، اور وہ شخص کر سکتا ہے جو بہت خوش نصیب ہو۔ (سورہ حٰم سجدہ)

اس لئے بدلہ لینے کے بجائے معاف کرنے کی عادت ڈالو۔ ایک حدیث شریف میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص دوسرے کو معاف کردے تو میں اس شخص کو اس دن معاف کرونگا، جس دن اس کو معافی کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ آخرت میں انسان کو معافی کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی۔

یہ سب حضور اقدس ﷺ کی نصیحتیں ہیں۔ اگر ان کو اپنی زندگی میں اپنالیں تو سارے جھگڑے ختم ہوجائیں، عداوتیں مٹ جائیں، فتنے ختم ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(از چیدہ چیدہ اصلاحی خطبات)

besturdubooks.wordpress.com

ساتواں ارشاد

بیویوں کے حقوق اوران کی رعایت ومدارات کی تاکید

عن جابر (فی حدیث طویل فی قصه حجة الوداع قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی خطبة الیوم العرفه) اتقوااللّٰه فی النساء و انکم اخذ تموهن بامان اللّٰه واستحللتم فروجهن بکلمة اللّٰه ولکم علیهن الّا یوطین فرشکم احدا تکرهونه فان فعلن ذالک فاضربوهن صوما غیرمبرح ولهن علیکم رزقهن و کسوتهن بالمعروف. (رواه مسلم)

ترجمہ.... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (حجۃ الوداع میں یوم عرفہ کے خطبہ میں رسول اللہ ﷺ نے یہ ہدایت بھی دی) لوگو اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ اپنے عقد میں لیا ہے۔ اور اسی اللہ کے کلمہ اور حکم سے وہ تمہارے لئے حلال ہوئی ہے۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جس کا (گھر میں آنا اور) تمہارے بستروں پر بیٹھنا تمہیں ناپسند ہو وہ اس کو آکر وہاں بیٹھنے کا موقع نہ دیں، پس اگر وہ ایسی غلطی کریں تو ان کو (تنبیہ وتادیب کے طور پر) تم سزا دے سکتے ہو جو زیادہ سخت نہ ہو۔ اور تمہارے ذمہ مناسب طریقے پر انکے کھانے کپڑے (وغیرہ ضروریات) کا بندوبست کرنا ہے۔

تشریح..... اس حدیث میں سب سے پہلی بات تو یہ فرمائی گئی ہے کہ مرد جو عورتوں کے بااختیار اور صاحب سربراہ ہیں وہ اپنی اس سربراہی کو خدا کے مواخذہ اور محاسبہ سے بے پرواہ ہو کر عورتوں پر استعمال نہ کریں، وہ ان کے معاملے میں خدا سے ڈریں اور یاد رکھیں کہ ان کے اور ان کی بیویوں کے درمیان خدا ہے، اسی کے حکم اور اسی کے مقرر کئے ہوئے ضابطۂ نکاح کے مطابق وہ ان کی بیوی بنی ہیں اور ان کے لئے حلال ہوئی ہیں، اور وہ اللہ کی امان میں ان کی ماتحت اور زیردست بنائی گئی ہیں

besturdubooks.wordpress.com

یعنی ان کی بیوی بن جانے کے بعد ان کو اللہ کی امان اور پناہ حاصل ہے۔ اگر شوہر ان کے ساتھ ظلم و زیادتی کریں گے تو اللہ کی دی ہوئی امان کو توڑیں گے اور اس کے مجرم ہونگے۔ اخذ تموھن بامان اللّٰہ کا یہی مطلب ہے۔ رسول اللہ ؐ کے اس جملہ نے بتایا کہ جب کوئی عورت اللہ کے حکم کے مطابق کسی مرد سے نکاح کر کے اسکی بیوی بن جاتی ہے تو اس کو اللہ کی ایک خاص امان حاصل ہو جاتی ہے ۔ یہ عورتوں کے لئے کتنا بڑا شرف ہے اور اس میں ان کے سربراہ شوہروں کو کتنی سخت آگاہی ہے کہ وہ یہ بات یاد رکھیں کہ ان کی بیویاں اللہ کہ امان میں ہیں۔

اس کے بعد فرمایا گیا ہے کہ شوہروں کو بیویوں پر یہ حق ہے کہ جن مردوں یا عورتوں کا گھر میں آنا اور بیویوں سے بات چیت کرنا انہیں پسند نہ ہو بیویاں انہیں گھر میں آنے کی اجازت نہ دیں اس بات کا پس منظر یہ ہے کہ اسلام سے پہلے عربوں کی معاشرت میں گھروں کے اندر دور قریب کے رشتہ داروں اور دوسرے تعلق رکھنے والوں کے آنے جانے اور عورتوں سے بات چیت کرنے کا عام رواج تھا، حالانکہ ان میں ایسے بھی ہوتے تھے جن کا گھر میں آنا اور بیوی سے بات چیت کرنا شوہر کو ناگوار اور ناپسند ہو سکتا تھا۔ اسی کے بارے میں اس حدیث میں عورتوں کو یہ بات فرمائی گئی ہے کہ وہ اس معاملہ میں شوہروں کی مرضی کی پابندی کریں، اور ایسے کسی مرد یا عورت کو گھر میں آنے اور پاس بیٹھ کر بات چیت کرنے کی اجازت نہ دیں جن کا آنا جانا شوہروں کو ناپسند ہو۔ اور آگے اسی کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اگر بیوی اس کی خلاف ورزی کریں تو شوہروں کو بطور تنبیہ و تادیب کے سزا دینے کا حق ہے، لیکن یہ سزا سخت نہ ہو: "غیر مبرح" جو لوگ اس کا مطلب بدکاری اور زنا سمجھتے ہیں وہ بہت غلط سمجھتے ہیں کیونکہ اس کی سزا تو شریعت میں سنگساری ہے۔ آگے فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ اس کی خلاف ورزی کریں تو تم مردوں کو ان کے سربراہ کی حیثیت سے حق ہے کہ ان کی اصلاح اور تنبیہ کے لئے مناسب سمجھیں تو ان کو سزا دیں، لیکن صراحت کے ساتھ ہدایت فرمائی گئی ہے کہ یہ سخت سزا نہ ہو "غیر مبرح" کا یہی مطلب ہے۔

آخر میں فرمایا گیا ہے کہ بیویوں کا شوہر پر یہ خاص حق ہے کہ وہ ان کے کھانے کپڑے وغیرہ کی ضروریات اپنی حیثیت اور معاشرے کے دستور کے مطابق پوری کریں، اس معاملے میں بخل و کنجوسی سے کام نہ لیں۔ 'بالمعروف' کا یہی مطلب ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

اس طرح کی ایک اور حدیث ہے کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو......! بیوی کے ساتھ بہتر سلوک کے ساتھ میری وصیت مانو (یعنی میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کی ان بندیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، نرمی اور مدارت کا برتاؤ رکھو، ان کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے (جو قدرتی طور پر ٹیڑھی ہوتی ہے) اور زیادہ کجی پسلی کے اوپر کے حصے میں ہوتی ہے، اگر تم اس ٹیڑھی پسلی کو (زبردستی) بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو وہ ٹوٹ جائے گی ،اور اگر اسے یونہی اپنے حال پر چھوڑ دوگے (اور درست کرنے کی کوشش نہ کروگے) تو پھر وہ ہمیشہ ویسی ہی ٹیڑھی رہے گی، اس لئے بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو۔

اس حدیث میں عورتوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے: "انھن خلقن من ضلع" (ان کی تخلیق اور بناوٹ پسلی سے ہوئی ہے) یہ واقعہ کا بیان بھی ہوسکتا ہے اور اس کو محاورتی تمثیل بھی کہا جاسکتا ہے۔ بہر صورت مقصد و مدعا یہ ہے کہ عورتوں کی جبلت اور سرشت میں کچھ نہ کچھ کجی ہوتی ہے جیسے کہ آدمی کے پہلو کی پسلی میں قدرتی کجی ہوتی ہے۔ آگے فرمایا گیا ہے کہ زیادہ کجی اس کے اوپر والے حصے میں ہوتی ہے، یہ غالباً اس طرف اشارہ ہے کہ عورت میں کجی زیادہ تر ظہور اوپر کے حصے میں ہوتا ہے جس میں سوچنے والا دماغ اور بولنے والی زبان ہے۔ آگے فرمایا گیا ہے کہ تم اگر ٹیڑھی پسلی کو زور وقوت سے بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر یونہی چھوڑ دوگے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ مقصد یہ ہے کہ اگر وہ زبردستی اور تشدد سے عورت کی مزاجی کجی نکالنے کی کوشش کریگا تو وہ کامیاب نہ ہوسکے گا بلکہ ہوسکتا ہے کہ افتراق اور علیحدگی کی نوبت آجائے اور اگر اصلاح کی بالکل فکر نہ کرے گا تو وہ کجی ہمیشہ رہے گی اور کبھی قلبی سکون اور زندگی کی وہ خوش گواری کی دولت حاصل نہ ہوسکے گی جو رشتہ ازدواج کا خاص مقصد ہے۔ اس لئے مردوں کو چاہئے کہ وہ عورتوں کی معمولی غلطیوں اور کمزوریوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کے ساتھ بہتر سلوک اور دلداری کا برتاؤ کریں۔ اس طریقے سے ان کی اصلاح بھی ہوسکے گی، یہ میری خاص وصیت اور نصیحت ہے۔ اس پر کاربند رہو۔

"استو صوا بالنساء خیرا" سے آپ نے کلام شروع فرمایا تھا اور خاتمہ کلام پر پھر فرمایا: "فاستو صوا بالنساء خیرا" اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک

besturdubooks.wordpress.com

اور دلداری کے برتاؤ کا کتنا اہتمام تھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: کوئی ایمان والا شوہر اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہیں کرتا (یا یہ کہ اس کو نفرت نہیں کرنی چاہئے) اگر اس کو کوئی عادت ناپسندیدہ ہوگی تو دوسری کوئی عادت پسندیدہ ہوگی۔ (صحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ اگر شوہر کو اپنی بیوی کی عادات واطوار میں کوئی بات مرضی کے خلاف اور ناپسندیدہ معلوم ہو اور اچھی نہ لگے تو اس کی وجہ سے اس سے نفرت اور لاتعلقی کا رویہ اختیار نہ کرے اور نہ طلاق کے بارے میں سوچے، بلکہ اس میں جو خوبیاں ہوں ان پر نگاہ کرے اور ان کی قدر و قیمت کو سمجھے، یہ مؤمن شوہر کی صفت ایمان کا تقاضہ اور مؤمنہ بیوی کے ایمان کا حق ہے۔ اسی صورتحال کے بارے میں قرآن مجید میں ہدایت دی گئی ہے کہ اور بیویوں کے ساتھ مناسب ومعقول طریقے سے گزارا کرو، اگر وہ تمہیں ناپسند بھی ہوں تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو اور اللہ نے اس میں بہت خیر وخوبی رکھی ہو۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاق برتاؤ (سب کے ساتھ) بہت اچھا ہو (اور خاص کر) بیوی کے ساتھ جس کا رویہ لطف ومحبت کا ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: مسلمانوں میں زیادہ کامل الایمان وہ ہیں جن کے اخلاق بہتر ہیں اور (واقعہ میں اللہ کی نگاہ میں) تم میں اچھے اور خیر کے زیادہ کامل وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں زیادہ اچھے ہیں۔

(از معارف الحدیث)

besturdubooks.wordpress.com

آٹھواں ارشاد

خرچ کرنے والوں کے لئے فرشتوں کی دعا

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیکول احدھما اللّٰھم اعط منفقا خلف ویقول الاخر، اللّٰھم اعط ممسکا تلفا

ترجمہ..... حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے (آسمان سے) اترتے ہیں۔ ایک دعاء کرتا ہے، اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما، دوسرا دعا کرتا ہے کہ اے اللہ روک کر رکھنے والے کا مال برباد کر۔

تشریح.... قرآن پاک کی آیات میں بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کا بدل عطا کرے گا۔ اس جگہ اور بھی متعدد آیات اس کی تائید میں گذر چکی ہیں۔ حضرت ابو درداء ؓ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب بھی آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کی دونوں طرف دو فرشتے اعلان کرتے ہیں جس کو جن وانس کے سوا سب سنتے ہیں کہ اے لوگو! اپنے رب کی طرف چلو تھوڑی چیز جو کفایت کا درجہ رکھتی ہو اس زیادہ مقدار سے بہت بہتر ہے، جو اللہ سے غافل کردے۔ اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو اس کے دونوں جانب دو فرشتے زور سے دعا کرتے ہیں اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور روک کر رکھنے والے کے مال کو برباد کر۔ ایک حدیث ہے کہ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں جانب دو فرشتے آواز دیتے ہیں کہ یا اللہ خرچ کرنے والے کا بدل جلدی عطا فرما اور یا اللہ روک کر رکھنے والے کے مال کو جلدی ہلاک فرما۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آسمان میں دو فرشتے ہیں، جن کے متعلق صرف یہی کام ہے کوئی دوسرا کام نہیں، ایک کہتا رہتا ہے، یا اللہ خرچ کرنے والے کو بدل عطا کر، دوسرا کہتا ہے روک کر رکھنے والے کو یا اللہ ہلاکت عطا فرما۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح وشام کی خصوصیت نہیں، ان کی ہر وقت یہی دعاء ہے لیکن پہلی روایات کی بنا پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرشتے آفتاب طلوع ہونے کے

besturdubooks.wordpress.com

وقت اور غروب کے وقت خاص طور سے یہ دعا کرتے ہیں۔ اور مشاہدہ اور تجربہ بھی اسکی تائید کرتا ہے کہ مال جمع کر کے رکھنے والوں پر اکثر ایسی چیزیں مسلط ہو جاتی ہیں جن سے وہ سب ضائع ہو جاتا ہے کسی پر مقدمہ مسلط ہو جاتا ہے، کسی پر آوارگی سوار ہو جاتی ہے، کسی کے چور پیچھے لگ جاتے ہیں۔

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ بربادی کبھی تو اس مال کی بعینہٖ اس مال کی ہوتی ہے اور کبھی صاحب مال کی، یعنی وہ خود ہی چل دیتا ہے، اور کبھی بربادی نیک اعمال کے ضائع ہونے سے ہوتی ہے کہ وہ اس میں پھنس کر نیک اعمال سے جاتا رہتا ہے، اور اسکے بالمقابل جو خرچ کرتا ہے اسکے مال میں برکت ہوتی ہے، بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص صدقہ اچھی طرح کرتا ہے حق تعالیٰ شانہ اسکے ترکہ میں اچھی طرح نیابت کرتے ہیں یعنی اسکے مرنے کے بعد بھی اسکا مال وارث برباد نہیں کرتے، لغو چیزوں میں ضائع نہیں کرتے ورنہ اکثر رؤسا کے لڑکے باپ کے مال کا جو حشر کرتے ہیں وہ معلوم ہی ہے۔ امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ جو خرچ پسندیدہ ہے وہ وہی خرچ ہے جو نیک کاموں میں ہو، اہل وعیال کے نفقہ میں ہو یا مہمانوں پر خرچ ہو، یا دوسری عبادتوں میں ہو۔ قرطبی کہتے ہیں کہ یہ فرض عبادات اور نفل عبادات دونوں شامل ہیں۔ لیکن نوافل سے رکنے والا بددعا کا مستحق نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کی طبیعت پر ایسا بخل مسلط ہو جائے جو واجبات میں بھی خوشی سے خرچ نہ کرے (فقط)۔ لیکن ایک حدیث تعمیم کی طرف اشارہ کرتی ہے: جن میں ارشاد ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اے آدم کے بیٹے تو ضرورت سے زائد مال خرچ کر دے یہ تیرے لئے بہتر ہے، اور تو اس کو روک کر رکھے تو یہ تیرے لئے برا ہے، اور بقدر کفایت روکنے پر ملامت نہیں، اور خرچ کرنے میں جن کی روزی تیرے ذمہ ہے ان سے ابتدا کر کہ ان پر خرچ کرنا دوسروں سے مقدم ہے اس مضمون آیت کی تائید بھی آیت نمبر ۲ پر گزر چکی ہے کہ: حق تعالیٰ شانہ خود ہی فرماتے ہیں کہ جتنا زائد ہو وہ خرچ کر دو۔ اس جگہ یہ حدیث شریف بھی گزر چکی ہے، اہتمام کی اور توضیح کی وجہ سے یہاں دوبارہ ذکر کی گئی۔ حقیقت یہی ہے کہ جو اپنے مال سے زائد ہو وہ جمع کر کے رکھنے کے واسطے ہے ہی نہیں۔ اس کے لئے بہترین بات یہی ہے کہ وہ اللہ کے بینک میں جمع کر دیا جائے جس کو کوئی زوال نہیں، اس پر کوئی آفت نہیں آتی، اور ایسے سخت مصیبت کے وقت کام آنے والا ہے جس وقت کے مقابلے میں یہاں کی ضرورتیں کچھ بھی نہیں ہیں اور وہاں اس وقت کمانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

اثاثہ صرف وہی ہوگا جو اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ دوسری چیز اس حدیث شریف میں میں یہ ہے کہ بقدر کفایت روکنے پر کوئی ملامت نہیں۔ یعنی جتنے کی واقعی ضرورت ہو کہ اس کے بغیر گزر مشکل ہو یا دست سوال دراز کرنا پڑے اس کو محفوظ رکھنے پر الزام نہیں ہے اور جن کی روزی اپنے ذمہ ہے اہل و عیال ہوں یا دوسرے لوگ ہوں حتیٰ کہ جانور بھی اگر محبوس رکھا ہے تو اس کی خبر گیری اپنے ذمہ ہے۔ اس کو ضائع اور برباد کرنے کا گناہ اور وبال ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی کے گناہ کے لئے یہی بہت ہے کہ جس کی روزی اس کے ذمہ ہو اس کو ضائع کر دے۔ عبداللہ بن صامت کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوذرؓ کے ساتھ تھا کہ ان کا وظیفہ جو بیت المال میں تھا وہ ان کو ملا۔ وہ اپنی ضروریات خریدنے کے لئے جا رہے تھے، ان کی باندی ان کے ساتھ تھی جو ان کی ضرورتیں مہیا کر رہی تھی۔ اس کے پاس ضروری چیزوں کے بعد سات اشرفیاں بچ گئیں۔ انہوں نے باندی سے فرمایا کہ ان کے پیسے لے آ (تا کہ ان کو تقسیم کر دیں) میں نے کہا کہ اگر ان اشرفیوں کو آپ ابھی رہنے دیں کہ اور ضرورتیں پیش آئیں گی، مہمان بھی آتے رہتے ہیں، فرمایا کہ مجھ سے میرے دوست ﷺ نے یہ قرارداد کی تھی کہ جو سونا یا چاندی باندھ کر رکھا جائیگا وہ مالک پر آگ کی چنگاری ہے جب تک کہ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کر دیا جائے۔ حضور ﷺ کی طرف سے اپنی ضرورت سے زیادہ چیز کو خرچ کر دینے کی اتنی ترغیبات وارد ہوئی ہیں کہ بعض صحابہؓ کرام کو یہ خیال ہونے لگا کہ آدمی کو اپنی ضروریات سے زیادہ چیز رکھنے کا حق ہی نہیں۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں جا رہے تھے کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کو کبھی ادھر کبھی ادھر لے جاتے تھے۔ اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس سواری زائد ہو وہ اس کو دیدے جس کے پاس سواری نہیں، اور جس کے پاس توشہ زائد ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس توشہ نہیں، حتیٰ کہ یہ گمان ہونے لگا کہ آدمی کی ضرورت سے زیادہ میں کوئی حق ہی نہیں ہے۔ ان صاحب کا اپنی اونٹنی کو ادھر ادھر پھرانا یا تو اس پر تفاخر یا بڑائی کی وجہ سے تھا تب تو حضور ﷺ کے آئندہ ارشاد کے مخاطب یہی صاحب ہیں۔ اور حاصل یہ ہے کہ ضرورت سے زائد چیز تفاخر کے لئے نہیں ہوتی، دوسروں کی اعانت کے لئے ہوتی ہے۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ پھرانا اس کی ناگفتہ بہ حالت دکھانے کے واسطے صورت سوال تھا۔ اس صورت میں حضور ﷺ ارشاد کے مخاطب دوسرے حضرات ہیں (از فضائل صدقات)

besturdubooks.wordpress.com

نواں ارشاد

منافق شخص کی تین علامتیں

وعن ابی هريره قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم اية المنافق ثلاث زاد مسلم وان صام و صلی و زعم انه مسلم ثم اتفقا اذا حدث كذب و اذا وعد ا اخلف و اذا ائتمن خان. متفق عليه

ترجمہ... حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ سرکار دو عالمﷺ نے فرمایا! منافق کی تین علامتیں ہیں، اس کے بعد مسلمؒ نے اپنی روایت میں اتنا اضافہ کیا "اگر وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرے" اس کے بعد بخاریؒ و مسلمؒ دونوں متفق ہیں (وہ تین علامتیں یہ ہیں) جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔"

تشریح..... جب بھی کوئی اصلاحی تحریک انقلابی رفتار سے آگے بڑھنے لگتی ہے اور معاشرے پر اس کا تسلط پھیلتا جاتا ہے تو اس کے متفقین اور مخالفین کے درمیان ایک تیسرا طبقہ بھی پیدا ہو جاتا ہے، یعنی ایک تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس تحریک کے مکمل ہمنوا بن جاتے ہیں اور کامل ذہنی وجسمانی وابستگی کے ساتھ اس کی دعوت واطاعت میں داخل ہوتے ہیں ان کے مقابلے میں دوسرا طبقہ مخالفین کا ہوتا ہے جو تحریک کی کھل کر مخالفت کرتا ہے اور اپنی پوری طاقت اور تمام تر وسائل کے ساتھ اعلانیہ طور پر تحریک داعیوں اور حامیوں کے مد مقابل رہتا ہے، اور ان دونوں کے درمیان جو تیسرا طبقہ پیدا ہوتا ہے وہ ان روباصفت لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے جو نہ اس تحریک کے دل سے حامی بنتے ہیں اور نہ کھلم کھلا مخالفت پر خود کو قادر پاتے ہیں اس طرح کے لوگ اپنی ذہنی وقلبی وابستگی اپنے سابقہ عقائد ونظریات ہی کے تئیں رکھتے ہیں۔ لیکن جسمانی طور پر حامیان تحریک کی صفوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہی صورت حال اسلام کو بھی پیش آئی۔ پیغمبر اسلام کی مکی زندگی کے بعد جب مدنی زندگی کا آغاز ہوا اور

besturdubooks.wordpress.com

اسی کے ساتھ دعوت اسلام کی تحریک انقلابی رفتار سے آگے بڑھنے لگی اور اہل اسلام کو بھی طاقت و شوکت میسر آنے لگی تو یہ تیسرا طبقہ پیدا ہو گیا۔ پہلے مکہ میں ایک طرف تو وہ خوش نصیب لوگ تھے جنہوں نے کامل یقین کے ساتھ صدق و اخلاص کے ساتھ دعوت اسلام کو قبول کیا۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کے فدا کار خادم بنے۔ یہ خوش نصیب تعداد میں بھی کم تھے اور مادی وسائل و ذرائع سے بھی محروم تھے، ان کے مقابلے پر اکثریت ان لوگوں کی تھی جنہوں نے دعوت اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا، اور اس پر بس نہ کر کے دعوت اسلام کی بھرپور مخالفت پر کمربستہ رہتے تھے۔ ان لوگوں کو طاقت و شوکت بھی حاصل تھی۔ اور تمام تر مادی وسائل و ذرائع کی پشت پناہی بھی۔ چنانچہ یہاں ان کو اسلام کی کھلم کھلا دشمنی سے کوئی امر مانع نہیں تھا۔ اور اہل اسلام کی مخالفت سماجی طور پر کسی خطرہ یا نقصان کا باعث نہیں تھی۔ لیکن اب مدینہ آنے کے بعد دعوت اسلام کا ماحول دوسرا ہو گیا، تحریک کامیابی سے آگے بڑھتی رہی۔ متفقین اور ہمنواؤں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا۔ طاقت و شوکت بھی بڑھنے لگی۔ اور سماجی طور پر اہل اسلام کو غلبہ بھی ملنے لگا۔ لہٰذا اب اسلام کے مخالفین اور معاندین کو بھی عداوت کی شکل بدل دینی پڑی۔ انہوں نے یہ مستقل پالیسی بنالی کہ بظاہر تو اسلام کے نام لیوا بن جاؤ اور مسلمانوں کے ساتھ رہنے لگو، مگر اندرونی طور پر مخالفین اسلام یعنی کافروں کے ہمنوا رہو اور خفیہ معاندانہ کارروائیوں کے ذریعے دعوت اسلام کی راہ میں کانٹے کانٹے بچھاتے رہو، چنانچہ یہیں سے "نفاق" کی بنیاد قائم ہوئی اور اس طرح کے لوگوں کو اسلام میں "منافق" کہا گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جس طرح کسی بھی تحریک کے لئے "نفاق" سب سے براگھن ثابت ہوتا ہے اسی طرح اسلام کے حق میں یہ طبقۂ منافقین سب سے زیادہ ضرر رساں ثابت ہوا، ابتدا میں تو ان منافقین کا مکروہ چہرہ مسلمانوں کے سامنے چھپا رہا، جب ان کی منافقانہ پالیسی اور عیارانہ کارروائیوں نے اسلام اور مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچانا شروع کیا اور اسلام کے خلاف ان کی خفیہ نقل حرکت کا علم ہونے لگا تو ان کی شخصیتیں سامنے آنے لگیں اور پھر تو اس طبقے کی اتنی اہمیت محسوس کی گئی کہ ان کے نام پر ایک مستقل سورت "المنافقین" نازل کی گئی، اس کے علاوہ بھی قرآن کریم میں جابجا منافقوں کو خبردار کیا گیا اور ان کی ریشہ دوانیوں اور تباہ کاریوں سے مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا۔

besturdubooks.wordpress.com

نفاق کی تین قسمیں

جس طرح ایمان اور کفر کی مختلف قسمیں اور صورتیں ہیں، اسی طرح ''نفاق کی بھی کئی قسمیں ہیں ایک تو اعتقادی نفاق ہے اور یہی حقیقی نفاق ہے۔ یعنی بظاہر اللہ کی توحید، رسالت، فرشتے اور حشر ونشر کے اعتقاد رکھنے کا دعویٰ کرنا مگر اندر ان تمام اعتقادی مسلمات کا پورا پورا انکار وانحراف مضمر ہونا۔ یہی وہ نفاق ہے جو آنحضرت ﷺ کے دور میں تھا۔ اسی نفاق کو قرآن مجید میں کفر بھی کہا ہے اور اسی نفاق کے بارے میں یہ وعید آئی ہے کہ دوزخ میں منافقین کا ٹھکانا کافروں سے بھی نیچے ہوگا، پھر یہ ہوا کہ ان منافقین کے جو عادات وخصائل اور طور طریقے تھے ان پر بھی نفاق کا اطلاق کیا جانے لگا۔ کیونکہ ان میں اکثر باتیں وہی ہیں جو انسان کی اخلاقی اور عملی زندگی کو عیب دار بنادیتی ہیں جو اسلام کی تعلیمات، اعلیٰ انسانی اقدار امانت و دیانت کے صریح منافی ہونے کے سبب ایمان واسلام سے ذرا بھی میل نہیں کھاتیں۔ چنانچہ جب مسلمانوں کی دینی زندگی میں انحطاط کا دور آیا اور انہوں نے ان باتوں کو اختیار کرنا شروع کردیا جو منافقین اسلام کا خاصہ تھیں تو ارباب اصطلاح نے نفاق کی ایک اور قسم متعین کی اور اس کا نام ''عملی نفاق'' رکھا۔

پس حدیث بالا میں جس چیز کے خلاف تنبیہ کرنا مقصود ہے اس سے یہی ''عملی نفاق'' مراد ہے۔ مطلب یہ کہ بات چیت میں دروغ گوئی اختیار کرنا، وعدہ کا پورا نہ کرنا اور امانتوں میں خیانت کرنا، ان بری عادتوں میں سے ہیں جو ایک منافق میں تو پائی جاتی ہیں لیکن کسی مؤمن میں ان کا پایا جانا عجوبہ سے کم نہیں۔ لہٰذا اگر مسلمان دانستہ یا نادانستہ طور پر ان میں سے کسی بری عادت کا شکار ہے تو اس کو فوراً اپنا احتساب کرنا چاہیئے اور اس بری عادت سے چھٹکارہ حاصل کرنا چاہیئے۔ ورنہ آخرت میں سخت عذاب بھگتنا ہوگا۔

ایک حدیث میں ارشاد مبارکہ ہے کہ ''اور حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص میں چار باتیں ہونگی وہ پورا منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بات بھی پائے جائے گی (تو سمجھ لو) اس میں نفاق کی ایک خصلت پیدا ہوئی تاوقتیکہ اس کو چھوڑ نہ دے اور وہ چار باتیں یہ ہیں۔ جب اس کے پاس امنت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو

besturdubooks.wordpress.com

جھوٹ بولے، جب قول واقرار کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب جھگڑے تو گالیاں بکے۔''

(بخاری ومسلم)

یہاں بھی نفاق سے مراد ''عملی نفاق'' ہے۔ یعنی اگر کوئی مؤمن و مسلمان ان چار بری باتوں کا شکار ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ پورے طور پر عملی نفاق میں مبتلا ہے اور عملاً منافق بن گیا ہے اور اگر ان چاروں میں سے کوئی ایک خصلت و عادت اس کے اندر پیدا ہو جائے تو جانو کہ اس میں نفاق کی ایک خصلت پیدا ہو گئی ہے۔ لہٰذا متنبہ کیا جاتا ہے کہ جس کے اندر خواہ یہ تمام خصلتیں جمع ہو گئی ہوں یا ایک خصلت ہو وہ جان لے کہ اب اس کا نقشۂ زندگی منافق کے مطابق ہوتا جارہا ہے۔ اگر وہ ایمان کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کے اندر ان خصلتوں کا ہونا مناسب نہیں ہے۔ اور اگر وہ اپنی دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان باتوں کو فوراً چھوڑ دے۔

''اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان (ماری ماری) پھرتی ہے کہ (اپنے نر کی تلاش میں) کبھی اس طرف مائل ہو جاتی ہے اور کبھی اس طرف۔''

منافق کی مثال اس بکری سے دی گئی ہے جو اپنے نر کی تلاش میں ادھر ادھر ماری ماری پھرتی ہے، اسی طرح منافق کی حالت ہوتی ہے کہ اس کے سامنے چونکہ صرف دنیا کا لالچ اور مال و جان کی حفاظت کا مقصد ہوتا ہے اس لئے وہ مادہ صفت بن کر کبھی تو مسلمانوں کی آغوش میں آ کر پناہ لیتا ہے اور کبھی کافروں کے گروہ میں جا کر اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ نفاق سے نفرت پیدا کرنے کے لئے ظاہر ہے کہ یہ تشبیہہ بہت مؤثر ہے۔

(از معارف الحدیث)

كل عام وأنتم بخير

besturdubooks.wordpress.com

دسواں ارشاد

آخرت کا فائدہ اور نقصان

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاہُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاہُ فَاٰثِرُوْا مَایَبْقٰی عَلٰی مَایَفْنٰی۔

ترجمہ.... حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے، اور جو اپنی آخرت سے محبت رکھتا ہے وہ (صورت کے اعتبار سے) دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے۔ پس (جب یہ ضابطہ ہے تو) جو چیز ہمیشہ رہنے والی ہے (یعنی آخرت) اسکو ترجیح دو، اس چیز پر جو بہر حال فنا ہو جانے والی ہے۔

تشریح...... دنیا کی زندگی چاہے کتنی ہی زیادہ ہو جائے بہر حال ختم ہونے والی ہے، اور اسکا مال و متاع چاہے کتنا ہی زیادہ سے زیادہ ہو جائے ایک دن چھوٹنے والا ہے۔ موت سے چھوٹ جائے چاہے ضائع ہو جانے سے چھوٹ جائے۔ اور آخرت کی زندگی کبھی بھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔ اسکی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ ایسی حالت میں کھلی ہوئی بات ہے کہ آدمی میں اگر ذرا سی بھی عقل ہو تو ایسی چیز کو اختیار کرنا چاہئے جو ہمیشہ اپنے پاس رہے گی۔ ایسی چیز کے پیچھے پڑنا جو کسی طرح بھی اپنے پاس ہمیشہ نہیں رہ سکتی، بے وقوفی کی انتہاء ہے۔ مگر ہم لوگوں کی عقل پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ اس اسٹیشن کے ویٹنگ روم کی زیب و زینت پر دل لگائے بیٹھے ہیں، اور قیام صرف اتنا ہے کہ جب ریل گاڑی آجائے اس پر سوار ہو جانا ہے۔ اتنے ذرا سے وقت میں اگر آدمی اپنی سفر کی تیاری میں مصروف رہے۔ اپنے سامان سفر کو تیار کر لے، جو چیزیں وطن میں پہنچ کر کام آنے والی ہیں انکو فراہم کر لے تو یقیناً اس کیلئے کارآمد ہیں اور اگر وہ اپنا یہ قیمتی وقت اور تھوڑی سی فرصت وہاں کے یہ سیر سپاٹے میں خرچ کر دے، اپنا سامان بکھرا پڑا رہے اور خود ویٹنگ روم کی صفائی اور اسکے فرنیچر کو قرینہ سے رکھنے میں لگ جاوے یا اس سے بڑھکر حماقت یہ کرے کہ اس میں لٹکانے

besturdubooks.wordpress.com

کے واسطے آئینے اور نقشے خریدنے میں لگ جائے تو اپنا سامان بھی کھوئے گا اور اپنی متاع بھی ضائع کریگا۔

اس حدیث پاک میں دنیا سے محبت نہ کرنے پر تنبیہ ہے کہ محبت ایسی سخت چیز ہے کہ جس کے ساتھ بھی لگ جائے رفتہ رفتہ آدمی کو اسی کا بنا دیتی ہے۔ اسی لئے آخرت کیساتھ محبت پیدا کرنے کی ترغیب فرمائی ہے، اور دنیا سے ترک محبت پر تنبیہ ہے کہ دنیا سے محبت رکھنے والا اگرچہ آخرت کے اعمال اس وقت کرتا ہو لیکن اس ناپاک دنیا کی محبت رنگ لائے بغیر نہ رہے گی اور آہستہ آہستہ اپنے کاموں میں تساہل اور حرج اور نقصان پیدا کردے گی۔ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ جو شخص دنیا کو محبوب رکھتا ہے سارے پیر و مرشد بھی اسکو ہدایت نہیں کرسکتے۔ اور جو شخص دنیا کو ترک کردیتا ہے (اس سے نفرت کرتا ہے) اسکو سارے مفسد مل کر بھی گمراہ نہیں کرسکتے۔ (مظاہر حق)

حضرت براء رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص دنیا میں اپنی شہوتوں کو پورا کرتا ہے وہ آخرت میں اپنی خواہشات کے پورا کرنے سے محروم ہوتا ہے۔ اور جو شخص دنیا میں ناز پروردہ (رئیس) لوگوں کی زیب و زینت کی طرف (للچائی ہوئی) آنکھوں سے دیکھتا ہے وہ آسمانوں کی بادشاہت میں ذلیل سمجھا جاتا ہے، اور جو شخص کم سے کم روزی پر صبر و تحمل کرتا ہے وہ جنت میں فردوس اعلیٰ میں ٹھکانا پکڑتا ہے۔

حضرت لقمان علیہ السلام حکیم ہیں۔ قرآن پاک میں بھی انکی نصائح کا ذکر فرمایا گیا۔ یہ ایک حبشی غلام سیاہ فام تھے۔ اللہ جل شانہ نے نوازا کہ حکیم لقمان بن گئے۔ بعضِ روایات میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے انہیں اختیار دیا تھا کہ حکمت اور بادشاہت میں سے جس کو چاہیں پسند کرلیں، تو انہوں نے حکمت کو پسند فرمایا۔

ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اسکو پسند کرتے ہو کہ تم کو بادشاہ بنا دیا جائے اور تم حق کے موافق حکومت کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ اگر میرے رب کی طرف سے یہ حکم ہے تو مجھے کوئی عذر نہیں اسلئے کہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے میری اعانت ہوگی۔ اور اگر مجھے اسکا اختیار ہے کہ میں قبول کروں یا نہ کروں تو میں معافی کا خواستگار ہوں۔ میں اپنے ذمہ مصیبت رکھنا نہیں چاہتا۔ فرشتوں نے پوچھا کہ لقمان کیا بات ہے؟ انہوں

besturdubooks.wordpress.com

نے جواب دیا کہ حاکم بڑی سخت جگہ میں ہوتا ہے ناگوار چیزیں اور ظلم اسکو ہر طرف سے گھیر لیتا ہے۔ اس میں اسکی مدد ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ اگر حق کے موافق فیصلہ کرے تب تو نجات ہو سکتی ہے۔ ورنہ جنت کے راستے سے بھٹک جائیگا۔ اور کوئی شخص دنیا میں ذلیل بن کر دن گزار دے یہ اس سے بہتر ہے کہ دنیا میں شریفانہ زندگی گزار کر (آخرت کے اعتبار سے) ضائع ہو جائے۔ اور جو شخص دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے دنیا تو اس سے چھوٹ جاتی ہے اور آخرت کے کام کا رہتا نہیں۔ فرشتوں کو ان کے جواب سے بڑی حیرت ہوئی۔ اسکے بعد وہ سو گئے۔ تو حق تعالیٰ شانہ نے اُن پر حکمت کو ڈھانک دیا۔

(از فضائل صدقات)

اللہ اکبر

besturdubooks.wordpress.com

تیسرا باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی بیانات

قابل احترام بھائیو! یہ باب ہماری کتاب ''مردوں کی مثالی زندگی کے درخشاں پہلو'' کا تیسرا باب ہے، اس باب میں مثالی مردوں کی مثالی زندگی اور اصلاح کے لئے اکابرین کے دس مثالی بیانات پیش کئے جارہے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اکابرین کی تعلیمات ہمارے لئے قیمتی اثاثہ ہیں، جن اکابرین کو ہم نہ دیکھ سکے اور ان سے ان کی زندگی میں کچھ استفادہ نہ کر سکے تو ان کی تعلیمات پڑھ کر ان سے ہم استفادہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اسی جذبے کے پیش نظر ہم نے اپنی کتاب میں اکابرین کے دس بیانات کو شامل کیا جو کہ درج ذیل ترتیب کے مطابق پیش کئے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

پہلا بیان............بعنوان..............................ذکر اللہ

دوسرا بیان............بعنوان..............................محبت نبوی ﷺ اور فضائل صحابہ ؓ

تیسرا بیان............بعنوان..............................دعوت فقط ایمان

چوتھا بیان............بعنوان..............................سیرۃ النبی ﷺ

پانچواں بیان............بعنوان..............................اسلام اور سائنس

چھٹا بیان............بعنوان..............................اتحاد

ساتواں بیان............بعنوان..............................درس قرآن

آٹھواں بیان............بعنوان..............................دنیا دارِ مجاہدہ اور آخرت دار مشاہدہ ہے

نواں بیان............بعنوان..............................وحدتِ امت

دسواں بیان............بعنوان..............................توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے

besturdubooks.wordpress.com

پہلا بیان

از شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ

بعنوان..............................''ذِکرُاللہ''

''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْ کُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا''

ترجمہ......(اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ بے تعداد ذکر ہو۔ شب وروز کی کوئی قید نہیں صبح وشام کی کوئی قید نہیں مطلب یہ کہ ہر وقت ہر لحظہ اور ہر حالت میں اللہ کے ذکر میں لگے رہو دوسری آیت میں ہے۔ ''فَاذْکُرُ وااللّٰہَ قِیَامًاوَّ قُعُوْدًاوَعَلٰی جُنُوْبِکُمْ'' (اللہ کا ذکر کرو کھڑے بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے ہوئے) یعنی جو بھی حالت ہو ہر حال میں اللہ اللہ کرو۔ آیت میں ذکر کے ساتھ ساتھ تسبیح کا بھی ذکر ہے۔ شریعت میں جتنی عبادتیں ہیں مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ان میں سے ہر ایک کی ایک ایک حد ہے۔ مثلاً نماز کے متعلق ارشاد خداوندی ہے: ''اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ'' (نماز قائم کرو دن کے دونوں طرف اور رات کے کچھ حصہ میں) فرض روزوں کے لئے بارہ مہینوں میں ایک مہینہ معیّن ہے۔ زکوٰۃ سال بھر میں ایک دفعہ، حج عمر میں ایک دفعہ اس کی ادائیگی مطلوب ہے لیکن ذکر اللہ کے لئے کوئی حد نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ بندہ بے شمار بے تعداد ذکر چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں جاری رکھے جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ ہر حال میں ''اللہ کا ذکر'' جاری رکھتے تھے'' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ کا ذکر'' اتنا کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ سمجھنے لگیں۔ ذکر کی نہایت ہی مرغوبیت مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرا بندہ زیادہ سے زیادہ میری یاد کرے۔

besturdubooks.wordpress.com

ذاکرین کا درجہ

مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون شخص زیادہ مرتبے والا ہے اللہ کے نزدیک، فرمایا: "اَلذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ" (یعنی ذکر کثیر کرنے والے مرد اور ذکر کثیر کرنے والی عورتیں) اس سے لوگوں کو شبہ ہوا کہ جہاد کرنے والے لوگوں کا مرتبہ بڑا ہونا چاہئے کیونکہ سب سے بڑی قربانی ان کی ہے انہوں نے ذاکرین سے زیادہ اپنی جانیں کھپائی ہیں اور مال قربان کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجاہدین سے بھی ذاکرین کا درجہ بڑا ہے۔

"یعنی مجاہدین جن کے بدن خون سے رنگے ہوئے ہوں اور ان کے اموال لٹ گئے ہوں ان سے بھی ذاکرین کا درجہ بڑا ہے"۔

بھائیو! غور کرو ذکر کرنے کے متعلق کیا شاندار ارشاد فرمایا ہے. آقائے نامدار ﷺ فرماتے ہیں کہ: "دیکھو میں تمہیں ایسا عمل بتا رہا ہوں جو تمہارے رب کے یہاں سب سے بہترین ہے۔ جس سے تمہارے درجے بلند ہوتے ہیں اور تمہارے لئے سونے اور چاندی کے خرچ سے بھی زیادہ بہتر ہے اور تمہارے لئے اس سے بھی بہتر ہے کہ دشمن سے مقابلہ کرتے ہوئے تم ان کو قتل کر دو اور وہ تمہیں قتل کر ڈالیں. وہ عمل کیا ہے "اللہ کا ذکر" مختصر یہ کہ "ذکر اللہ" کو سب سے افضل قرار دیا. اس کو ان تمام قربانیوں پر ترجیح دی۔

حسرت ذکر

بھائیو! آج ہم اس کی قدر نہیں جانتے قیامت میں اس کی قدر معلوم ہوگی مختلف عنوانوں میں جنابِ رسول اللہ ﷺ اس کا ذکر فرماتے ہیں اور اس کی ترغیب دلاتے ہیں۔ قرآن پاک میں قیامت کا ایک نام یوم الحسرت ہے کما قال اللہ تعالیٰ "وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ" آقائے نامدار ﷺ سے سوال کیا گیا کہ روزِ قیامت کافروں اور منافقوں کے لئے یوم الحسرۃ ہے کہ کفر و نفاق کی وجہ سے حسرت کریں گے لیکن مومنین کے لئے یوم الحسرۃ کیوں ہوگا، جن مومنین نے قرآن وحدیث کے مطابق اپنے عمل کو سنوارا ہے وہ کیوں افسوس کریں گے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ اپنے یاد کرنے پر اور ہر ہر مرتبہ کے ذکر پر اتنا بڑا اجر دے گا تب ہر ایک افسوس کرے گا کہ میں نے سوہی

besturdubooks.wordpress.com

مرتبہ ذکر کیوں کیا میں نے ہزار ہی مرتبہ پر کیوں کفایت کی لاکھ مرتبہ یا کرڑور مرتبہ پر کیوں قناعت کی اور کیوں نہیں کیا غرضیکہ ہر مطیع اور فرمابردار بھی افسوس کرے گا اور ذکر کرتا تو اور غیر معمولی اجر پاتا۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں ذکر کے لئے کوئی حد، کوئی غایت کوئی نہایت نہیں۔

تاکید ذکر

میرے بھائیو! چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے زیادہ سے زیادہ ذکر کرو، قرآن پاک میں ارشاد ہے، "اَلذّٰاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰاکِرَاتِ" اس میں کوئی قید نہیں نجات پانے والوں میں اعلیٰ درجہ ذکر کرنے والوں کا ہے۔

بھائیو! بے وضو نمازی پر عتاب ہوگا۔ جان بوجھ کر بے وضو نماز پڑھنے والے پر کفر کا فتویٰ ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: "**لا یقبل اللہ صلوۃ بغیر طھور**" ترجمہ...... مگر ذکر کے لئے وضو شرط نہیں۔ وضو ہو یا نہ ہو۔ غسل جنابت کیا ہو یا نہ کیا ہو "ذکر" کرو۔ نماز کے لئے شرط ہے کہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کرو اگر پورب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں تو کفر ہے لیکن ذکر ہر جہت میں کر سکتے ہو۔ مادر زاد ننگے ہوں تو نماز نہیں ہو سکتی۔ سر سے پاؤں تک عورت کو اور ناف سے گھٹنے تک مرد کو چھپانا ضروری ہے لیکن کیا ذکر کے لئے یہ شرط ہے ننگے ہوں یا کپڑا پہنے ہوئے ہوں "اللہ تعالیٰ کا ذکر" ہر وقت مطلوب ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ ہر وقت "اللہ کا ذکر" فرماتے رہتے تھے۔ دیکھئے کس قدر "اللہ کے ذکر" کی تاکید ہے کس قدر اس کا مطالبہ ہے۔ قرآن شریف میں ہے کہ: "جس کتاب کی تم پر وحی اتاری جا رہی ہے اس کی تلاوت کرو اور نماز قائم کرو۔ بے شک نماز فحشاء اور منکر سے روکتی ہے اور "اللہ کا ذکر" بہت بڑی بات ہے"۔ اس آیت میں تین عبادتوں کا ذکر ہے۔

اہتمام تلاوت

(۱) تلاوت، تلاوت کلام اللہ شریف کا یہ درجہ ہے کہ ارشاد ہوا ہے کہ ایک ایک حرف پر دس دس نیکیوں کا ثوب ملتا ہے۔ "**ولا اقول الٓمٓ حرف بل الف حرف ولام حرف و میم حرف**" یعنی آنحضرت ﷺ نے وضاحت بھی فرما دی کہ حرف سے مثلاً پورا الٓمٓ مراد نہیں بلکہ "الف

besturdubooks.wordpress.com

"ایک حرف ہے اس پر دس نیکیاں "لام" ایک حرف ہے اس پر دس نیکیاں "میم" پر دس نیکیاں تو الٓمٓ پر تیس نیکیاں۔اب پڑھتے جایئے۔اور نیکیاں گنتے جایئے مگر ہم اپنی بے وقوفی سے قرآن شریف کی تلاوت نہیں کرتے اور بعض بیوقوف کہتے ہیں کہ بے سمجھے قرآن پڑھنے سے کیا فائدہ حالانکہ آقا نامدار ﷺ نے سمجھنے نہ سمجھنے کی کوئی قید نہیں لگائی اور لطف یہ ہے کہ مثال میں الٓمٓ پیش فرمایا ہے جس کے معنی کسی کو بھی نہیں معلوم پس اگر آپ ترجمہ جانتے ہیں تو نور علیٰ نور اور ترجمہ نہیں جانتے تب بھی آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہر حرف پر دس نیکیاں۔

پس میرے بھائیو! اس کی پابندی کرلو کہ روزانہ صبح کو ایک پارہ پڑھ لیا کرو پھر دیکھو آپ کو کسقدر اللہ تعالیٰ کا انعام حاصل ہوگا۔افسوس صبح اٹھتے ہی سگریٹ پیتے ہیں۔اخبار پڑھنے میں لگ جاتے ہیں اور چائے نوشی میں لگ جاتے ہیں۔صبح صبح ایک پارہ پڑھ لیجئے۔اس ایک پارے میں کئی ہزار حرف آتے ہیں تو ہر روز کتنے خزانے آپ کے ہاتھ لگ جائیں گے۔

اقامت نماز

بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں دوسرا حکم یہ فرمایا ہے: "وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ...... **لم یقلْ صلّ بل قال اقم الصلوٰۃ**"۔یعنی اس آیت میں نماز پڑھو نہیں فرمایا بلکہ نماز کھڑا کرو فرمایا۔

بعض لوگ نماز پڑھتے ہیں اسے کھڑا نہیں کرتے۔ترتیل کے ساتھ معانی کا لحاظ کر کے پڑھو۔اس کا سوچنا کہ شہنشاہ عالم کے سامنے کھڑا ہوں جو میرے دل ودماغ کے خیالات کو جانتا ہے ہر ہر حرکت کو جانتا ہے اسی شہنشاہ اسی رحمان ورحیم، اسی جبر وقہار کے سامنے کھڑا ہوں ہر رکوع کو ہر سجدے کو، قیام کو قعود کو اور اطمینان کے ساتھ عطا کرو پس اگر تمام شرطوں، تمام احکام اور جملہ ادب کی پابندی کرتے ہوئے نماز ادا کی تب تو نماز کا کھڑا کرنا ہوگا لیکن اگر رکوع سجدہ اور جلسہ میں سکون واطمینان نہیں ہوا تو نماز تو ہو جائے گی مگر اقامت نماز نہیں ہوگی۔دیکھو ایک معمولی افسر سامنے آتا ہے تو ہم کیسے سکون واطمینان سے اس سے باتیں کرتے ہیں لیکن ایک شہنشاہ جو عالم الغیب ہے جس کے علم سے ایک ذرّہ غائب نہیں اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں بھاگ دوڑ کرتے ہیں چہرا کعبہ کی طرف دل بیوی بچوں کی طرف۔یہ بھاگ دوڑ کی نماز ہے اسے اقامت نماز نہیں کہتے۔

besturdubooks.wordpress.com

تاثیرِ نماز

جیسا کہ ہر دوا الگ تاثیر رکھتی ہے کونین سے ملیریا اور گل بنفشہ سے زکام رفع ہوتا ہے. غرض ہر دوا میں اللہ تعالیٰ نے الگ الگ تاثیر رکھی ہے. پانی پینے سے پیاس کھانا کھانے سے بھوک جاتی ہے اسی طرح نماز بھی دوا ہے ہمارے نورانی امراض کی چنانچہ ارشاد ہے:"اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ" بے حیائی کی باتیں، منکر باتیں نہایت بری باتیں نماز ان چیزوں سے روکتی ہے نماز میں نہایت قوی تاثیر ہے جس طرح ظاہری دوائیں جسمانی امراض کو روکتی ہیں اسی طرح فحشاء اور منکر کو نماز روکتی ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک واقعہ پیش آیا ایک خوبصورت عورت پردے کے ساتھ نماز میں جایا کرتی تھی ایک نوجوان اس پر عاشق ہو گیا عورت نکاح شدہ تھی اس نوجوان نے بے باقی سے کہلوایا میں ملنا چاہتا ہوں عورت جواب دیتی ہے میں ملنے کے لئے تیار ہوں لیکن ایک شرط ہے کہ حضرت عمرؓ کے پیچھے چالیس روز تک نماز پڑھ لو، روپیہ پیسہ کی ضرورت نہیں ہے نوجوان سمجھا بڑی آسان بات ہے وہ نوجوان حضرت عمرؓ کے آنے سے پہلے مسجد میں چلا جاتا تھا. آٹھ دس روز بعد اس عورت کے مکان سے گذرا۔ دس بارہ روز بعد اس میں کمی آ گئی بیس پچیس روز بعد اس میں بالکل کمی ہو گئی چالیس روز بعد عورت پیغام بھیجتی ہے. مرد کہتا ہے کہ دل چھوٹ گیا. اب اللہ تعالیٰ کا عاشق بن گیا ہوں، عورت نے خاوند سے تذکرہ کیا۔ خاوند نے سیدنا عمر فاروقؓ سے کہا کہ:"اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ نماز فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔"

"ذکر اللہ" کا درجہ

تیسری بات یہ کہ:"وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ" بڑی مقدس عبادت ہے "ذکر اللہ" جس کو اللہ اکبر فرمایا گیا ہے یعنی بہت بڑی۔ فرماتے ہیں:"وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ" لام تاکید کا لایا گیا ہے اور لفظ اکبر لایا گیا ہے مفّضل علیہ مخدوم ہے، غور کرو ذکر اللہ کی کس قدر بڑائی ہے یعنی تلاوت سے اور نماز سے بھی بڑی عبادت ہے "اللہ تعالیٰ کا ذکر"۔ بھائیو اور بزرگو! فرضوں کے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ جس قدر ممکن ہو چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے "ذکر اللہ" کو جاری رکھو۔ حدیث شریف میں آتا ہے:"انا جلیس من ذکرنی" ترجمہ...... میں اس کا ہمنشیں ہوں جو میرا ذکر کرے، غور کیجئے! ایک

besturdubooks.wordpress.com

تھانیدار کے پاس جانے والے کی ایک کلکٹر کے پاس جانے والے کی آپ تعظیم کرتے ہیں تو غور کیجئے! جو ''اللہ کا ذکر'' کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنا ہم مجلس فرماتے ہیں کتنا بڑا درجہ ہے اس شخص کا؟۔

میرے بھائیو! جو اولیاء گزرے ہیں خواجہ معین الدین چشتیؒ خواجہ عبدالقادرؒ پرانے کپڑے میں رہتے تھے کھانے پینے کے ذخیرے ان کے پاس نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کی وجہ سے اثر یہ تھا کہ جو زبان سے کہتے تھے وہ ہو جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو پورا کر دیتے تھے یہ ''ذکر اللہ'' کا اثر تھا۔ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نام لیا۔ ہزاروں نہیں کروڑوں اس سے مستفید ہوئے۔

مبارک زندگی

ہم شب و روز غفلت کے ساتھ رہتے ہیں۔ بیوی بچے کی فکر میں مبتلا ہیں۔ قرآن پاک کہتا ہے۔ ''یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ'' ترجمہ بیوی بچوں کی خبر گیری کرو لیکن ''ذکر اللہ'' سے غفلت نہ ہو۔ یہی بات رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحابؓ کو سکھائی مسلمان اس زمانہ میں کھیتی باڑی تجارت میں ''ذکر اللہ'' سے غفلت نہ کرتے تھے۔ ''یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ'' ان کی شان فرمائی گئی ہے یعنی دنیا کے کاروبار کے باوجود زبان پر ذکر جاری دل میں اللہ کی یاد اور قیامت کے محاسبہ کا خوف اس کے برعکس ہمارے زمانے کے پیر صاحب مسجدوں میں مریدوں سے نذرانہ وصول کرنے بیٹھ گئے جبکہ صحابہؓ ایسے نہ تھے کھیتی کرتے تھے کھجوروں کے باغ درست کرتے تھے جملہ اکابرین صحابہ محنت کی زندگی گزارتے تھے لیکن ''ذکر اللہ'' سے غفلت نہ کرتے تھے۔ میرے بھائیو! ہمارا فرض ہے کہ صحابہ اکرامؓ کا طریقہ اختیار کریں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کریں۔ ''اللہ کے ذکر'' میں مشغول رہیں دل میں اسی کی یاد ہو اور زبان پر اسی کا نام ہو، سب کام ہوں کاموں سے مقدم یہ کام۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشے۔ زندگی مبارک زندگی ہے جو اس کی یاد سے بابرکت ہو۔

''وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین''

(بحوالہ خطبات مدنی)

besturdubooks.wordpress.com

دوسرا بیان

از شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا سہارنپوریؒ

بعنوان............................محبت نبوی ﷺ اور فضائل صحابہ کرامؓ

خطبہ ماثورہ کے بعد فرمایا کہ:

علماء نے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ محبت کی مختلف علامات لکھی ہیں قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی چیز کو محبوب رکھتا ہے اس کو ماسوٰی پر ترجیح دیتا ہے یہی معنٰی محبت کے ہیں ورنہ محبت نہیں محض دعوی محبت ہے۔

پس حضور اقدس ﷺ کے ساتھ محبت کی علامات میں سب سے مہتمم بالشان یہ ہے کہ آپ ﷺ کا اقتداء کرے آپ ﷺ کے طریقوں کو اختیار کرے اور آپ ﷺ کے اقوال وافعال کی پیروی کرے آپ ﷺ کے احکامات کی بجا آوری کرے اور آپ ﷺ نے جن چیزوں سے روک دیا ہے ان سے پرہیز کرے خوشی میں رنج میں تنگی میں ہر حال میں آپ ﷺ کے طریقے پر چلے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ: "آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں، بڑے رحم والے ہیں۔

ایک ضروری تنبیہ

اس آزادی کے زمانے میں جہاں ہم مسلمانوں میں دین کے اور بہت سے امور میں کوتاہی اور آزادی کا رنگ ہے وہاں حضرت صحابہ کرامؓ کی حق شناسی اوران کے ادب واحترام میں بھی حد سے زیادہ کوتاہی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر بعض دین سے بے پرواہ لوگ تو ان کی شان میں گستاخی تک کرنے لگتے ہیں حالانکہ صحابہ کرام دین کی بنیاد ہیں دین کے اول پھیلانے والے ہیں۔ ان

besturdubooks.wordpress.com

کے حقوق سے ہم لوگ مرتے دم تک بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔حق تعالیٰ شانہ اپنے فضل سے ان پاک نفوس پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائیں کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے دین حاصل کیا اور ہم تک پہنچایا۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ہی میں داخل ہے حضور ﷺ کے صحابہ کا اعزاز واکرام کرنا اور ان کے حق پہنچانا اور ان کا اتباع کرنا اور ان کی تعریف کرنا اور ان کے لئے استغفار اور دعائے مغفرت کرنا اور ان کے آپس کے اختلافات میں لب کشائی نہ کرنا اور مورخین، شیعہ، بدعتی اور جاہل راویوں کی ان خبروں سے اعراض کرنا جو ان حضرات کی شان میں نقص پیدا کرنے والی ہوں اور اس نوع کی کوئی روایت اگر سننے میں آئے تو اس کی اچھی تاویل کرے اور کوئی اچھا محمل تجویز کرے، کہ وہ اس کے مستحق ہیں اور ان حضرات کو برائی سے یاد نہ کرے بلکہ ان کی خوبیاں اور ان کے فضائل بیان کرے اور عیب کی باتوں سے سکوت کرے جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب میرے صحابہ کا ذکر کرو (یعنی برا ذکر) تو سکوت کیا کرو صحابہؓ کے فضائل قرآن شریف اور احادیث میں بکثرت وارد ہیں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے کہ:

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان اور اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کرنے والے ہیں کبھی سجدہ کرنے والے ہیں اور اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں۔ان کی عبدیت کے آثار بوجہ تاثیر ان کے سجدہ ان کے چہروں پر نمایاں ہیں یہ ان کے اوصاف تورات میں ہیں اور انجیل میں ان کی مثال یہ ذکر کی ہے کہ جیسے کھیتی کہ اس نے اول اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اپنی سوئی کو قوی کیا (یعنی وہ کھیتی موٹی ہوگئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کسانوں کو بھی بھلی معلوم ہونے لگی) (اسی طرح صحابہ میں بھی اول ضعف تھا پھر روزانہ قوت بڑھتی گئی اور اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو اس لئے یہ نشوونما دیا) تا کہ ان کافروں کو حسد میں جلادے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ان صاحبوں سے جو کہ ایمان لائے اور نیک کام کر رہے ہیں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔

اس صورۃ میں دوسری جگہ ارشاد ہے کہ:

”تحقیق اللہ تعالیٰ ان انسانوں سے (جو کہ آپ ﷺ کے ہم سفر ہیں) خوش ہوا جب کہ یہ لوگ آپ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ (اخلاص وعزم)

besturdubooks.wordpress.com

تھا اللہ تعالیٰ کو بھی معلوم تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اطمینان پیدا کر دیا تھا اور ان کو ایک لگتے ہاتھ فتح بھی دے دی (مراد اس سے فتح خیبر ہے جو اس کے قریب ہوئی) اور بہت سی غنیمتیں بھی دیں اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔''

یہ ہی وہ بیعت ہے جس کو بیعت الشجرۃ کہا جاتا ہے صحابہ کے بارے میں ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے کہ: ''ان مومنین میں ایسے لوگ ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے ہیں پھر اس میں سے بعض تو ایسے ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے ہیں (یعنی شہید ہو چکے ہیں) اور بعض ان میں اس کے مشتاق و منتظر ہیں (ابھی شہید نہیں ہوئے) اور اپنے ارادے میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا۔''

اور فرمایا کہ: اور جو مہاجرین وانصار (ایمان لانے میں سب امت سے) مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیروکار ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کرر کھے ہی جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔'' ان آیات میں اللہ جل شانہ نے صحابہ کی تعریف اور ان سے خوشنودی کا اظہار فرمایا اسی طرح احادیث میں بھی بہت کثرت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''میرے بعد ابوبکر و عمر کا اقتداء کیا کرو'' ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ: ''میرے صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں جس کا اتباع کرو گے ہدایت پاؤ گے محدثین کو اس حدیث میں کلام ہے اور اسی وجہ سے قاضی عیاض پر اس کے ذکر کرنے پر اعتراض ہے مگر ملا علی قاری (حنفی محدث) نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ تعداد طرق کی وجہ سے ان کے نزدیک قابل اعتبار ہو یا فضائل میں ہونے کی وجہ سے ذکر کی ہو (کیونکہ فضائل میں معمولی ضُعف کی روایتیں ذکر کر دیں ہیں) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''میرے صحابہؓ کی مثال کھانے میں نمک کی سی ہے کہ کھانا بغیر نمک کے اچھا نہیں ہو سکتا''۔ حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ''اللہ سے میرے صحابہ کے بارے میں ڈرو ان کو ملامت کا نشانہ نہ بناؤ جو شخص ان سے محبت رکھتا ہے میری محبت کی وجہ سے رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے بغض رکھتا ہے۔ جو شخص ان

besturdubooks.wordpress.com

کو اذیت دے اس نے مجھ کو اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی اور جو شخص اللہ کو اذیت دیتا ہے قریب ہے کہ پکڑ میں آجائے"۔

حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: "میرے صحابہ کو گالیاں نہ دیا کرو۔ تم میں سے کوئی شخص احد کے پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ ثواب کے اعتبار سے صحابہ کے ایک مد یا آدھے مد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا" اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "جو شخص صحابہ کرام کو گالیاں دے اس پر اللہ کی لعنت اور تمام آدمیوں کی لعنت اس کا فرض مقبول ہے نہ نفل"۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے علاوہ تمام مخلوق میں سے میرے صحابہ کو چھانٹا ہے اور ان میں سے چار کو ممتاز کیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، اور حضرت علیؓ ان کو میرے صحابہ سے افضل کرار دیا ہے۔" ایوب سختیانی کہتے ہیں کہ: "جس شخص نے ابو بکرؓ سے محبت کی اس نے دین کو سیدھا کیا اور جس نے عمرؓ سے محبت کی اس نے دین کے واضح راستے کو پالیا اور جس نے عثمانؓ سے محبت کی وہ اللہ کے نور کے ساتھ منور ہوا اور جس نے علی سے محبت کی اس نے دین کی مضبوط رسی کو پکڑ لیا جو صحابہ کی تعریف کرتا ہے وہ نفاق سے بری ہے اور جو صحابہ کی بے ادبی کرتا ہے وہ بدعتی، منافق، سنت کا مخالف ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی عمل قبول نہ ہو یہاں تک کہ ان کو محبوب رکھے اور ان کی طرف سے دل صاف ہو۔"

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "اے لوگو میں ابو بکر سے خوش ہوں تم لوگ بھی اس کا مرتبہ جانو۔ میں عمرؓ سے، عثمانؓ سے، علیؓ سے، طلحہؓ سے، زبیرؓ سے، سعدؓ سے، عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے اور ابو عبیدہ سے خوش ہوں تم لوگ ان کا مرتبہ جانو۔ اے لوگو! اللہ جل شانہ نے بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کی اور حدیبیہ کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کی مغفرت فرمادی۔ تم میرے صحابہ کے بارے میں میری رعایت کیا کرو اور ان لوگوں کے بارے میں جن کی بیٹیاں میرے نکاح میں ہیں یا میری بیٹیاں ان کے نکاح میں ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ قیامت میں تم سے کسی قسم کے ظلم کا مطالبہ کریں کہ وہ معاف نہیں کیا جائے گا۔"

ایک جگہ ارشاد ہے کہ: "میرے صحابہ اور میرے دامادوں میں رعایت کیا کرو۔ جو شخص ان کے بارے میں میری رعایت کرے گا اللہ جل شانہ دنیا اور آخرت میں اس کی حفاظت فرمائیں گے

besturdubooks.wordpress.com

اور جوان کے بارے میں میری رعایت نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے بری ہیں اور جس سے اللہ تعالیٰ بری ہیں کیا بعید ہے کہ کس گرفت میں آجائے۔"

حضور ﷺ سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ: جو شخص صحابہ کے بارے میں میری رعایت کرے گا میں قیامت کے دن اس کا محافظ بنوں گا۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ: "جو میرے صحابہ کے بارے میں میری رعایت رکھے گا وہ میرے حوض کوثر کو پہنچ سکے گا اور جوان کے بارے میں میری رعایت نہ کرے گا وہ میرے پاس میرے حوض تک نہیں پہنچ سکے گا اور مجھے دور ہی سے دیکھے گا۔"

سہیل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ: جو شخص حضور ﷺ کی تعظیم نہ کرے وہ حضور ﷺ پر ایمان نہیں لایا۔" اللہ جل شانہ اپنے لطف و فضل سے اپنی گرفت سے اور اپنے محبوب کے عتاب سے مجھ کو اور میرے دوستوں کو اور میرے محسنوں کو اور ملنے والوں کو، میرے مشائخ کو، میرے تلامذہ کو اور سب مومنین کو محفوظ رکھے اور ان حضرات صحابہ کرامؓ کی محبت ہمارے دلوں میں بھر دے۔ آمین یا رب العالمین۔

"واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"

(بحوالہ خطبات اکابر)

besturdubooks.wordpress.com

تیسرا بیان

ازامام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ

بعنوان.........................دعوت حفظ ایمان

”حامداً ومصلیاً ومسلماً! السلام علیکم یا اھل السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ“

محمد انور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہ بحیثیت ایمان واسلام واخوت دینی اور امت مرحومہ محمدیہ ﷺ کے اعضاء ہونے کے کافہ اہل اسلام خواص کی عالی خدمت میں عرض گزار ہے کہا گرچہ فتنے طرح طرح کے حوادث اور وارداتیں اس دین سماوی پر وقتاً فوقتاً گزر رہی ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ آخری پیغام خدائے برحق کا یہ ہے کہ: ”اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا“ ترجمہ..... آج کے دن میں نے دین تمہارا کمال کو پہنچایا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور اسلام پر ہی تمہارا دین ہونے کے لئے راضی ہوا!

”مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا“ نہیں محمد باپ کسی کے تمہارے مردوں میں سے لیکن ہیں رسول خدا کے اور خاتمہ پیغمبروں کے اور خدا ہر چیز کا اپنے امور میں سے عالم ہے۔ اور اس کے قطعی الدلالت ہونے پر بھی امت محمدیہ کا اجماع منعقد ہو گیا۔ اور ختم نبوت کا عقیدہ دین محمدی کا اساسی اصول قرار پایا۔ اور جس امت نے ہم تک یہ آیت پہنچائی اسی امت نے یہ مراد بھی پہنچائی اور اسی دعویٰ پر مسیلمہ کذاب اور اسود کذاب کو قتل کیا اور بڑا کفر دونوں کا یہ دعویٰ قرار دے کر کذاب مشتہر کیا۔ اور باقی جرائم کو کذاب کے ماتحت رکھا۔ مگر پھر بھی بحکم حدیث نبوی بہت سے دجالوں نے نبوت کے دعوے کئے۔ اور ان کی حکومتیں بھی رہیں اور بالآخر وصل جہنم ہوئے۔ ہمارے اس منحوس زمانے میں جو

besturdubooks.wordpress.com

یورپ کی افتاد سے ایمان اور خصائل ایمان کی فنا کا زمانہ ہے منشی غلام احمد قادیانی کا فتنہ درپیش ہے۔ اور گزشتہ فتنوں سے مزید اور شدید ہے اور حکومت وقت بھی بمقابلہ مسلمانوں کے قادیانی جماعت کی امداد اور اعانت کرری ہے یہ جماعت بہ نسبت یہود اور نصاریٰ و ہنود کے اہل اسلام کے ساتھ زیادہ عداوت رکھتی ہے۔کوئی چیز ان کے اور اہل اسلام کے درمیان مشترک اور اتحادی باقی نہیں رہی منشی غلام احمد قادیانی جو اس زمانہ کا دجال اکبر ہے۔بیس جزوحی قرآن مجید پر اضافہ کرتا ہے۔جو کوئی ان کی بیس جز وحی کا انکار کرے اور ان کو نبی نہ مانے، وہ ان کے نزدیک کافر ہے اور اولادزنا ہے اور کوئی اسلامی تعلق مثل جنازہ کی نماز اور نکاح کے اس کے ساتھ جائز نہیں۔پھر قرآن مجید کی تفسیر اس نے اپنے قبضہ میں کرر کھی ہے۔دوسرے کسی کا کوئی حصہ نہیں لگتا۔

اس کی تفسیر کے متعلق خواہ کل امت کا اختلاف ہو وہ سب اس کے نزدیک گمراہ ہیں۔ حدیث پیغمبر اسلام کی جو اس کی وحی کے موافق نہ ہو، اس کی نسبت اس کی تصریح ہے کہ ردی کے ٹوکرے میں پھینک دی جائے۔ان دو اصول اسلام یعنی کتاب اور سنت کی تو اس کے نزدیک یہ حاصلات ہے اور بحسب تصریح اس کے اس پر شریعت بھی نازل ہوئی ہے۔اور بمقابلہ اس عقیدہ اسلامیہ کے کہ بعد ختم نبوت کے آئندہ کوئی شریعت نہیں ہوگی صریح ادعاء شریعت کیا ہے۔اور نیز اس کا اعلان کیا ہے کہ آئندہ حج قادیان میں ہوا کرے گا۔اور نیز جہاد شرعی اس کے آنے سے منسوخ ہو گیا اور پیغمبر اسلام ﷺ کے معجزات تو تین ہی ہزار نقل ہوئے ہیں۔منشی غلام احمد قادیانی کے تین لاکھ اور دس لاکھ تک ہیں۔جن میں تحصیل چندہ کی کامیابی بھی شمار ہے۔علماء اسلام نے اس فتنہ کے استیصال میں خاصی خدمتیں کیں مگر وہ خدمتیں انفرادی اور خصوصی تھیں۔اس وقت ایک لطیفہ غیب نمودار اور نمایاں ہوا ہے کہ مجاہد ملت جناب سامی القاب مولانا ظفر علی خان صاحب دام ظلہ اس خدمت کا فرض ادا کر رہے ہیں۔جس کی وجہ سے اس وقت جناب ممدوح اور ان کے رفقاء جناب مولوی عبدالحنان صاحب۔مولانا لال حسین صاحب اختر اور احمد یار صاحب سپرد حوالات ہیں۔ ہمیں کچھ حمیت اور حمایت اسلام سے کام لینا چاہیے۔اہل خطہ کشمیر سمجھ بوجھ لیں کہ کچھ قادیانی جماعت ان کی امداد کرر ہی ہے وہ اہل خطہ کی ایمان کی قیمت ہے۔اور ناممکن ہے کہ کوئی امداد اور ہمدردی اس فرقہ کی ایمان خریدنے کے سوا ہو۔اور جن لوگوں نے اس فرقہ کے ساتھ کسی قسم کی

besturdubooks.wordpress.com

رواداری بھی برتی ہے۔ وہ خطرے میں ہیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ یہ کوئی معمولی بات ہے۔ بلکہ ایک چھوٹی پیغمبری سے ایک بڑی پیغمبری قادیانی میں تحویل ہونا ہے۔ اور جس کا جی چاہے ان عقائد ملعونہ قادیانی کا ثبوت ہم سے لے۔ اوراس شدید وقت میں کہ وطن کو بے خبر کر کے ایمان پر چھاپہ مارا گیا ہے۔ کچھ غیرت ایمانی کا ثبوت دے۔

جن حضرات نے اس احقر سے حدیث شریف کے حرف پڑھے ہیں جو تقریباً دو ہزار ہوں گے وہ اس وقت کچھ ہمدردی اسلام کر جائیں۔ اور کلمہ حق کہہ جائیں اور انجمن دعوت وارشاد میں شرکت فرمائیں۔ اس فرقہ کی تکفیر میں توقف یا تو اس وجہ سے ہے کہ صحیح علم نصیب نہیں ہوا۔ اور اب تک ایمان اور کفر کا فرق ہی معلوم نہیں اور نہ کوئی حقیقت محصلہ ایمان کی ان کے ذہن میں ہے۔ اور یا کوئی مصلحت دنیاوی دامن گیر ہے۔ ورنہ اسلام کوئی نسبی اور نسلی لقب نہیں ہے۔ جیسے یہود اور ہنود کہ زائل نہ ہو۔ اور جو کوئی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہے پس وہ قوم نسبی لقب یا ملکی وشہری نسب کی طرح لاینفک رہے بلکہ عقائد اور عمل کا نام ہے۔ اور ضروریات قطعیہ اور متواترات شرعیہ میں کوئی تاویل یا تحریف بھی کفر والحاد ہے۔ جب کوئی ایک حکم قطعی اور متواتر شرعی کا انکار کر دے وہ کافر ہے۔ خواہ اور بہت سے کام اسلام کے کرتا ہو۔ "ان اللّٰہ لیوید الدین بالر جل الفاجر "اسی میں وارد ہوا ہے حق تعالیٰ صحیح علم اور صحیح سمجھ اور توفیق عمل نصیب کرے آمین۔

انتباہ

آخر میں یہ عاجز بحیثیت رعیت ریاست کشمیر ہونے کے حکومت کشمیر کو متنبہ کرنا چاہتا ہے کہ قادیانی عقیدہ کا آدمی عالم اسلام کے نزدیک مسلمان نہیں ہے۔ لہٰذا حکومت کشمیر وجمیع اہل اسلام اور مذہب قدیمی اہل کشمیر کی رعایت کرتے ہوئے قادیانیوں کی بھتی اسکولوں اور محکموں میں نہ کرے ورنہ اختلال امن کا اندیشہ ہے۔

(تلخیص از خطبات اکابرؒ)

besturdubooks.wordpress.com

چوتھا بیان

از رئیس المحد ثین حضرت مولانا سید بدرِ عالم میرٹھیؒ

بعنوان.........................سیرت نبی ﷺ

خطبہ مسنونہ کے بعد رئیس المحد ثین حضرت مولانا سید بدرِ عالم مہاجر مدنی قدس سرہ نے فرمایا۔قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت اور رسالت آخر میں حضرت ابراہیمؑ کی ذریت میں ہی محدود ہوگئی تھی چنانچہ بعد میں جو نبی آیا ان ہی کی اولاد میں آیا، آپؑ کے دو فرزند تھے، اسحاقؑ اور اسماعیلؑ دونوں کا تذکرہ تورات میں موجود ہے، حسب بیان تورات حضرت اسماعیلؑ کی نسل میں صرف ایک ہی نبی کی بشارت تھی۔حضرت خلیلؑ جب بناء بیت اللہ سے فارغ ہو چکے تھے تو انہوں نے حضرت اسماعیلؑ (جو بناء بیت اللہ میں ان کے شریک تھے) کی اولاد کے حق میں ایک رسول مبعوث ہونے کی دعا فرمائی تھے جو اسی بلدہ مبارکہ میں پیدا ہوں جہاں انہوں نے خدا تعالیٰ کا گھر تعمیر فرمایا تھا۔

چنانچہ دعائے ابراہیمی کے مطابق آپ ﷺ تشریف لائے ،نسبت میں سب سے عالی، حسب میں سب سے برتر ، اپنے عہد طفولیت ہی سے ہمیشہ ممتاز سیرت، ممتاز صورت، عادات وشمائل میں قوم سے علیحدہ، عبادات ورسومات میں ان سے الگ، لہو ولعاب سے مجتنب، شرک وکفر سے متنفر، صدق وصفاء احسان وسلوک سے مزین، ظلم وعدوان اور جملہ فواحش سے کوسوں دور جنگ وجدل سے نفور، مال وجان کی محبت سے بالاتر، عدل وانصاف کے شہزادے غرض جملہ اخلاق فاضلہ سے محلی اور جملہ اخلاق رذیلہ سے معریٰ جوانی میں عصمت وعفت کے فرشتے، پیری میں وقار ورعب کا پیکر، بال بال سے حسن ٹپکتا، کلمہ کلمہ سے پھول جھڑتے، روئیں روئیں سے فہم وفراست

besturdubooks.wordpress.com

چمکتی، غصہ اور محبت اور جدل وہزل سے یکساں حق گو، عفو درگزر کرنے والے، مخلوق خدا کے سب سے بڑے ہمدرد، عہدو پیمان کے سب سے پکے، سب سے زیادہ راست گو، سب سے بڑھ کر امانتدار لطف یہ کہ خود امی اور قوم بھی سب امی، تورات وانجیل کو آپ ﷺ جانتے نہ آپ ﷺ کی قوم جانتی، نہ کسی سے کوئی حرف پڑھا، نہ اہل علم کے پاس نشست وبرخاست رکھی، اور مشرکین عرب سب ہی آپ کی ان صفات کے معترف۔

اسی حالت میں چالیس سال گزرے، کبھی نبوت کا ایک حرف زبان سے نہ نکلا، جب عمر چالیس سال کو پہنچی تو ایک عجیب وغریب دعویٰ کیا جس سے نہ ملک آشناء، نہ باپ دادا آشناء، اور ایک ایسا کام لوگوں کے سامنے پیش کیا جو آج تک نہ کسی نے سنا اور نہ آئندہ اس کی نظیر ممکن ہے، صحف سماویہ سب اس کے سامنے سرنگوں، نہ الٰہیات وعملیات میں کوئی اس کے ہم پلہ، سیاسیات ومعاشیات میں کوئی اس کا ہم عصر اسرار کا مخزن، علوم کا سمندر، قصص وامثال ونصائح وعبر کا دریا، طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام کرنے والے، بھلائی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے، کوئی بھلی چیز ایسی نہ تھی جس کو عقول سلیمہ برا جانیں مگر اس سے روک نہ دیا ہو، ایسا کبھی نہیں ہوا کہ جس کا آپ حکم دیں اس کے لئے طبائع سلیمہ کی خواہش یہ ہو کہ آپ اس کا حکم نہ دیتے اور نہ کبھی اس بات سے روکا جس کے متعلق طبائع سلیمہ کی تمنا یہ ہو کہ آپ نہ روکتے۔

اس پر ریاست وسرداری سے بیزار، دشمنوں اور مخالفوں سے لاپرواہ، احباب وانصار سے بے نیاز نہ ہاتھ میں کوئی دولت نہ پشت پر کوئی طاقت، نہ قبضہ میں کوئی ملک، زن، زر کی کوئی دولت نہیں جو قدموں میں نہ ڈال دی گئی ہو اور آپ ﷺ نے اسے ٹھکرا دیا ہو، حبس وقید، جلاوطنی، حتی کہ قتل کی کوئی تدبیر اٹھا کر نہیں رکھی گئی جس کو پورا نہ کیا گیا ہو مگر آپ ﷺ دشمنوں کے جھرمٹ میں اسی طرح خدا کے دین کو بے خوف وہراس منادی کوچوں میں، بازاروں میں، ایام حج میں کوئی جگہ نہ چھوڑی جہاں پہنچ کر اعلان نہ کر دیا، تنہائی میں بھی اور محفلوں میں بھی عوام میں بھی اور خواص میں بھی، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے اپنے دین کو قبول کرنے کے لئے کسی کو قتل کی دھمکی دی ہو یا کسی قسم کا طمع لالچ دیا ہو۔

تیرا سال اسی طرح گزار دیئے، نہ ساز وسامان اور نہ کوئی یار ومددگار، مگر دل میں کسی کا خوف

besturdubooks.wordpress.com

نہ چہرہ پر کچھ ہراس، جب اقتدار ملا تو دشمنوں سے درگزر اور ایذا رسانوں کے لئے عفو کا اعلان، کسی پر ذرا ظلم وتعدی ہو کیا مجال، تمام عمر کانٹوں پر تلی ہوئی۔ امن ہو یا خوف، فراغت ہو یا تنگی، شکست ہو یا فتح، اپنے متبعین کی قلت ہو یا کثرت، ہر حال میں وہ استقامت کہ قدم ایک انچ بھی ادھر سے ادھر نہ ہوا۔

خلاصہ یہ کہ جب دنیا میں تشریف لائے تو فضائے عالم تاریک، نہ دنیا سے باخبر نہ ہدایت سے آشنا، بت پرستی سے خدا کی زمین ناپاک، خونریزی اور قتل وغارت سے نالاں، نہ مبداء کی خبر نہ معاد کا علم اور جب آپ ﷺ تشریف لے گئے تو وہی سب سے بڑھ کر عالم، سب سے بڑھ کر مہذب، سب میں ممتاز دین دار، انصاف وامن کے قائم کرنے والے اور دنیا کی نظروں میں ایسے سر بلند کہ اگر ان پر بادشاہوں کی نظر پڑتی تو وہ مرعوب ہو جاتے اور اگر اہل کتاب ان کو دیکھتے تو بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے کہ حضرت مسیحؑ کی حور بھی بھلا ان سے کیا افضل ہوں گے؟ اس اقتدار وقبول کے ساتھ جب آپ ﷺ نے دنیا کو چھوڑا تو ترکہ میں نہ درہم نہ دینار نہ کوئی ملک وخزانہ بلکہ صرف خچر اور زرہ مبارک کہ وہ بھی ایک یہودی کے ہاتھ صاع جو کے عوض میں مرہون۔

معزز سامعین! جب آپ ﷺ کے خلفاء پر نظر کیجئے تو ان میں خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ وہ جو سب میں مشہور عاقل، اخلاق میں برتر، قوم میں محبوب، بستی کے بزرگ جس دن سے آپ کا دامن پکڑا آخر دم تک کسی خطرناک سے خطرناک جگہ نہ چھوڑا اور ہر موقعہ پر اپنی جان قربان کی، اپنا سارا مال آپ ﷺ کی حمایت میں لٹا دیا اور جب آپ ﷺ کے بعد خلیفہ ہوئے تو شروع میں مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالتے آخر جب وظیفہ قبول کیا تو وہ بھی صرف اتنا کہ بمشکل گزران کے لئے کافی ہو، اور جب دنیا سے رخصت ہوئے بیت المال کے یہ محدود مصارف بھی بے باق کر گئے۔

حضرت عمرؓ کا کہنا ہی کیا، روم وفارس کی سلطنتیں فتح کیں۔ بیت المال ادھار لے کر کھایا، آخر جب دنیا سے رخصت ہونے لگے تو بیت المال کا حبہ حبہ ادا کر گئے اور اس کے لئے ایک گھر جو اپنی ملکیت تھا اس کی فروختگی کی وصیت فرما گئے۔ حضرت عثمان غنیؓ کی بات ہی کیا خود غنی مگر ان کا سارا مال ہمیشہ مسلمانوں کے لئے بے حساب لٹتا رہا پورے اقتدار کے ساتھ مسلمانوں کے ایک قطرہ خون کا بہانا گوارا نہ کیا آخر اپنی جان قربان کر دی۔

besturdubooks.wordpress.com

حضرت علیؓ اور صاحبزدگان اطہار کا کیا پوچھنا، کس مظلومیت میں دین پر جانیں دیں اور حق کی خاطر سچی قربانی کی جو مثالیں قائم کیں وہ تاریخ میں ہمیشہ کے لئے اپنی یادگار رہیں گیں۔

حضرات! امت پر نظر کیجئے تو وہ امت جس کی دین داری، بے لوثی اور بے طمعی بھی مدتوں تک ضرب المثل، اپنے مذہب کے اتنے بڑے نگراں اور اپنی سماوی کتاب کے بلکہ اپنے رسول ﷺ کے حرف حرف کے بھی ایسے محافظ جس پر جہاں ششدر۔ نہ ان سے قبل اس کی کوئی مثال مل سکتی ہے نہ ان کے بعد ممکن ہے، حکمرانی میں اتنے ممتاز کہ صدیوں تک اطراف عالم پر حکمران، رعایا میں یگانہ و بیگانہ، سب یکساں اور اپنی پستی میں بھی اتنے بھاری کہ ان سے خائف قوموں نے جتنا ان کو مٹایا، اتنے ہی وہ ابھرے، الغرض اس دور پستی میں بھی ان کی دھاک کہ عالم کفر کو اگر کچھ خطرہ ہے تو صرف ان سے ہے، گویا کوئی طریقہ عدل وانصاف کا نہیں کہ جس کسی قوم پر نظر ڈالی جائے تو صرف اس کے انحطاط کی ہی تاریخ پر نظر ڈالی جائے، دیکھنا یہ ہے کہ اس دور عروج کی تاریخ دیگر اقوام کے بالمقابل کیا تھی؟

اب آپ حضرات اس رسول مقبول ﷺ کی یہ اجمالی صفات اور ان کی آمد کی عظیم انقلابات سامنے رکھ کر خود ہی فیصلہ فرمالیجئے کہ نبوت کیا ہے اور انبیاءؑ کیا ہوتے ہیں اور ان میں افضل الرسول اور خاتم النبین ﷺ کا مقام رفیع کیا ہے؟

"اللهم صل عليه وسلم اله واصحابه اجمعين"

(بحوالہ خطبات اکابر)

besturdubooks.wordpress.com

پانچواں بیان

از حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ

بعنوان............................اسلام اور سائنس

بعد الحمد والصلوۃ۔ آج کل بعض یورپین حضرات اور ان کے ہمنواؤں کا خیال ہے کہ اسلام اور سائنس میں تضاد ہے حالانکہ اہل انصاف محققین یورپ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ جس وقت یورپ دہشت اور بربریت کا شکار تھا اس وقت قرطبہ اور بغداد سائنس میں عروج پر تھا درسگاہیں قائم کی جارہی تھیں، طباعت وفلکیات میں مسلمان ترقی کررہے تھے ریاضی اور ہیت میں نئی صورتیں پیدا کی جارہی تھی۔ الجبرا مسلمانوں کی ایجاد ہے۔ ہوائی جہاز بھی غبارے کی شکل میں مسلمانوں نے ایجاد کیا، شمسی مہینوں کو موسم کے ساتھ موصوف کردینا کسی مہینے کو ۲۸ دن کبھی ۲۹ دن کا قرار دینا اور اس طرح شمشی مہینوں کو موسم کے مطابق کردینا مسلمانوں ہی کا کام تھا۔ گھڑی گھنٹہ مسلمانوں نے ایجاد کیا خلیفہ ہارون الرشید کا گھنٹہ اب تک پیرس میں موجود ہے جو خلیفہ اسلام نے شاہ فرانس کو بطور تحفہ بھیجا تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید کے باغ میں سونے کی چڑیاں درختوں پر بٹھائی گئی تھیں، جب خلیفہ باغ میں تشریف لاتے بٹن دبانے سے سب چڑیوں کے منہ سے "**ادخلوھا بسلام آمنین**" کی آواز نکلتی تھی گویا ریڈیو بھی مسلمانوں کی ایجاد ہے، بندوق سب سے پہلے سلطان بابر کے ہاتھ میں دیکھی گئی، قلعہ شکن توپوں کی نظیر منجنیق مسلمانوں نے ایجاد کی تھی۔ ڈاک کا نظام بھی اس وقت سے اچھا تھا۔ حجاج بن یوسف نے تین دن میں ایک منجنیق جس کا نام عروس تھا کوفہ سے کراچی پہنچادی تھی۔ گھوڑوں کی ڈاک سے وہ کام لیا گیا جو آجکل ریلوں سے بھی نہیں ہوسکتا کبوتر ڈاک اس سے بھی زیادہ تیز رفتار تھی۔ غرض جس زمانہ میں یورپ سائنس دانوں کو سولی پر چڑھا رہا تھا یا آگ میں جلا رہا تھا اس وقت مسلمان سائنس میں برابر ترقی کررہے تھے۔

besturdubooks.wordpress.com

بحری جہاز کو اس وقت آج سے بہتر نہ سہی یہ واقعہ ہے کہ مسلمانوں نے ان ہی جہازوں سے تمام دنیا کو روند ڈالا تھا وہ وہاں پہنچے جہاں اب تک یورپ کے بحری جہاز نہیں پہنچ سکے۔ ابن بقلون حد سکندری تک پہنچ گیا جس کا اب تک اہل یورپ کو پتا نہیں چلا۔ امریکہ کی دریافت کا سہرا بھی عوربوں کے سر ہے۔ وہ کولمبس سے پہلے امریکہ پہنچ گئے تھے۔ یورپین نومسلم خالد شیلڈرک نے رنگون میں اپنی تقریر میں یہ واقعہ بیان کیا تھا کہ جب کولمبس کا جہاز امریکہ پہنچا تو وہاں ایک بستی میں عرب آباد تھے۔ جو عربی بولتے تھے، یورپ نے اس حقیقت پر پردہ ڈال کر کولمبس کے سر پر امریکہ کی دریافت کا سہرا باندھ دیا۔ کیمیا اور طب مسلمانوں کی معلومات اور ایجادات سے یورپ نے سبق لیا۔ ریاضی ہندسہ حساب میں بھی ان کی رہنمائی کے کے محتاج ہوئے، چنانچہ ان علوم کی بعض اصلاحات اب تک عربی ہی میں بیان کی جاتی ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے: ''افلم ینظروا فی ملکوت السمٰوات والارض وما خلق اللّٰہ من شئی. '' کیا یہ لوگ آسمانوں اور زمینوں کی مملکت میں غور نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اس کو نہیں دیکھتے۔ قرآن پاک میں ''ملکوت السمٰوات والارض '' میں غور کرنے کی بار بار تاکید ہے۔ اور اس کا بھی کہ ہم نے سلیمانؑ کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا تھا۔ ''غدوھا شھر وروَاحھا شھر'' جو ان کو ایک ایک مہینے کی مسافت پر صبح کو اور ایک ماہ کی مسافت پر شام کو لے جاتی اور پہنچاتی ہے۔ حضرت داؤدؑ کے لئے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا کہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے لئے آج سے اچھا ہوائی جہاز اور آج سے اچھا ریڈیو دیا تھا۔ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے براق کو مسخر کر دیا کہ مکہ سے شام اور وہاں سے آسمانوں پر عرش تک سیر کرائے۔ ''سبحان الذی اسری بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہٗ لنریہٗ من اٰیتنا انہٗ ھو السمیع البصیر. ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتھی اذیغشی السدرۃ مایغشیٰ لقد راٰی من اٰیات ربہ الکبریٰ''. ہمارے نبی اکرم ﷺ اسی فضا سے زمیں وآسمان کے درمیان میں بہت آگے تشریف لے گئے ہیں، جہاں تک سائنس والے کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ ابھی تک تو چاند پر بھی نہیں پہنچے۔

الغرض اسلام سائنس کا مخالف نہیں بلکہ ''ملکوت السمٰوٰت والارض'' میں فکر کرنے

besturdubooks.wordpress.com

اور غور کرنے کی دعوت دیتا ہے، اسلام سائنسی مشاہدات کا مخالف نہیں ہے سائنس دانوں کے ان نظریات کا مخالف ہے جو اپنی عقل سے پیدا کرتے ہیں مثلاً یہ کہ دنیا کا دارومدار نظام شمسی پر ہے اور نظام شمسی خود ہی چل رہا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نہیں یا جملہ اجسام کی بنیاد مادہ اور صورت یا اجزاء "یمسقراطیی" پر ہے اور یہ قدیم نہیں، خدا کے بنائے ہوئے نہیں۔ ظاہر ہے کہ ان نظریات کی بنیاد مشاہدہ پر نہیں بلکہ اپنی عقل فہم پر ہے۔ اسلام سائنس کی تائید اسی درجہ میں کرتا ہے کہ اس سے خاص کائنات کی حکمت وعظمت علم وقدرت اور وحدت کا سبق لیا جائے انبیاءؑ کے لئے ہوا یا براق کو اسی لئے مسخر کیا گیا تھا کہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں دیکھیں۔ اور مخلوق کو اس سے آگاہ کریں۔ اگر سائنس سے یہ کام لیا جائے۔ اور ظہیات وفلکیات کے مشاہدوں سے اپنی اقصادیات اور فوجی طاقت میں ترقی کی جائے، تو اسلام اس سے نہیں روکتا، البتہ سائنس دانوں کے من گھڑت نظریات پر یقین کرنے سے ضرور روکتا ہے کیونکہ اس کا مدار ان کی عقل وفہم پر ہے، مشاہدے پر نہیں اس لئے ان سب چیزوں کو ثانوی درجہ پر رکھتا ہے۔ اول درجہ میں عقائد، عبادت واخلاق وروحانیات کو قرار دیتا ہے کہ انسانیت کی ترقی اسی سے ہے۔ آپ ہوا میں اڑنے لگے تو پرندے اس سے زیادہ کامیاب ہیں پانی پر چلنے لگے تو سمندری جانور اس میں آپ سے زیادہ ماہر ہیں۔ انسانیت کا کمال یہ ہے کہ اس کو عقائد وعبادات واخلاقیات وروحانیات کا صحیح علم حاصل ہو۔ ورنہ اور جتنے ہی کام ہیں ان میں جانور انسانوں سے کم نہیں بلکہ دس قدم آگے ہی نظر آئیں گے اس سائنسدان کی عقل پر افسوس ہے جو دنیا بھر کے حالات سے واقف ہے مگر خود اپنے سے واقف نہیں اگر وہ اپنے اندر غور کرتا تو نظر آتا کہ ان چاند سورج سے آگے جہاں اور بھی ہیں جو اس کو اپنی روح اور قلب کی گہرائیوں میں نظر آئیں گے۔

آسمان ہاست درولایت جان............................کار فرمائے آسمان جہان

غیب را ابروآبے دیگر است............................آسمانے آفتابے دیگر است

اگر انسان اپنے سے واقف ہو جائے اور اپنے اندر نظر کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت سے سرفراز ہو جائے اور اس کے بعد دنیا بھر کی عجائبات پر نظر رکھنے سے مستغنی ہو جائے۔

(بحوالہ خطبات اکابر)

besturdubooks.wordpress.com

چھٹا بیان

از حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ

بعنوان...اتحاد

"واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا قال عليه السلام كونوا عبادا لله اخونا افضل الجهاد كلمة الحق عند سلطان جائر من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذالک اضعف الايمان وليس سواء ذالک حبة خردل من الايمان. المومن ليس بجبان اعوذ بالله من الجبن."

مدت کے بعد یہ اجتماع ہوا ہے۔ مختلف مکاتب فکر کے علماء مشائخ طلباء وکلاء اور عوام اس میں شریک ہیں۔ سب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

آواز آ رہی ہے کہ۔ منظوری میں دیر نہیں، مانگنے کی دیر ہے دینے میں دیر نہیں، دینے والا دے رہا ہے مگر ہم نے مانگنا چھوڑ دیا ہے۔ ابھی کئی حضرات نے تقاریر کرنی ہیں۔ وقت کی بھی پابندی ہے۔ یعنی دس منٹ میں مجھے کچھ کہنا ہے۔ جب کہ اتنے مختصر وقت میں ایک حدیث بیان کرنی مشکل ہے بہر حال اجمالاً عرض کر دوں کہ اللہ نے یہ ملک ہمیں اس وعدے پر دیا کہ اس میں اسلامی آئین نافذ کر دیں گے تم سب مانتے ہو کہ یہی وعدہ تھا۔ (عوام نے اقرار کیا) لیکن حالات یہ ہیں کہ ۲۸ سال گزرنے کے باوجود جو بھی اقتدار پر آیا نہ تو اس نے اسلامی آئین نافذ کیا اور نہ اسے اپنانے کا ارادہ کیا۔ گویا اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے والا معاملہ ہو گیا۔ کس کس چیز کو بیان کروں، جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ دماغ چکرا گیا۔ اسلام در بدر رو رہا ہے کہ۔

کہتا ہے اسلام فریاد کر کے .... مجھے کب چھوڑیں گے آزاد کر کے

اس سب کے باوجود ہمیں نا امیدی نہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اللہ کی مہربانی ہے کہ اس

besturdubooks.wordpress.com

نے جو جدا تھے اکٹھا کر دیا۔ سب کہو الحمد للہ، میں نے آیت بھی اسی مناسبت سے پڑھی ہے۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور اختلاف نہ کرو۔

آؤ آج عہد کرو کہ اسلامی آئین نافذ کرانے، ظلم کو مٹانے، بے انصافی کرنے والوں کو ہٹانے کے لئے محمد کریم ﷺ کے غلام مل کر کوشش کرنے کو تیار ہیں۔ (''انشاء اللہ'' سب نے اقرار کیا) اگر تم لوگ پکا ارادہ کر لو اور مصائب کو برداشت کرنے کا عزم کر لو نیز اپنے دل میں دین مصطفیٰ ﷺ کی تڑپ پیدا کر لو۔ سرحد و بلوچستان اور کشمیر میں ہونے والے مظالم کا ازالے کا جزبہ پیدا کر لو اور حق والوں کو حق دلانے کا عزم راسخ کر لو۔ تو رب کعبہ کی طرف سے آواز آ رہی ہے۔ " نصر من اللّٰہ و فتح قریب"۔

جہاں تک بجلی بند کر کے اور قید وغیرہ میں ڈال کر ڈرانے کا تعلق ہے۔ یہ امر محال ہے۔ تم مادی بجلی بند کر سکتے ہو۔ دین مصطفیٰ ﷺ کی روشنی نہیں بجھا سکتے نعرہ ہائے تکبیر کہنے والے اندھیروں میں بغیر لاؤڈ سپیکر کے بھی کہیں گے۔ حق قید میں بھی کہا جائے گا اور اس وقت تک کہا جائے گا۔ جب تک ظالم کا ظلم ختم نہیں ہو جاتا۔

(نعرہ ہائے تکبیر) نعروں کا وقت نہیں کام کرنے اور دینی پر مر مٹنے کا وقت ہے۔ اپنا فرض پہچانو۔ " جاهدوا فی اللّٰہ حق جهاده"۔

یہ اتحاد اللہ کی نعمت ہے اور نعمت پر شکر کرو تو اس میں فائدہ ہوگا۔ "لئن شكرتم لازيدنكم"۔ جب مجھے یہاں آنے کا کہا گیا تو کہا مختصر دس منٹ شرکت کر لو۔ میں نے سوچا کہ کچھ کہہ بھی دوں زندگی کا پتہ نہیں۔ اسی غرض سے یہ چند جملے کہے اور بار بار اتحاد، عزم راسخ کی طرف توجہ دلاتا ہوں نیز یہ کہ مصائب پر گھبرانا نہیں۔ یقین کامل کے ساتھ قدم بڑھاؤ گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ حدیبیہ میں پینے کے لئے اور وضو کے لئے پانی تک نہ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ پانی کہیں سے لاؤ پیالہ لایا گیا جو اتنا مختصر تھا کہ اس میں ہاتھ ڈبونا مشکل تھا۔ لیکن بقول حضرت جابرؓ آپ ﷺ نے اس میں انگلی رکھ دی تو فرماتے ہیں۔

"رایت فوارتین من اصابع رسول اللّٰہ، یعنی آپ ﷺ کی انگلیوں سے فوارے پھوٹ رہے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا۔ " هلموا بطهور المبارک " ۔ پاک پانی کی طرف

besturdubooks.wordpress.com

آ ؤ۔ چنانچہ سب نے پانی پیا بھی اور وضو بھی کیا" کم کنتم یو مئذ " اس دن کی تعداد کیا تھی؟ فرمایا" لو کنا مائة الف لکفانا"۔ اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو کافی ہوتا۔ بہر حال ہم پندرہ سو تھے۔

اس واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ مصائب مشکلات میں عزم وہمت سے کام لیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ غیب سے اسباب مہیا فرما دیتے ہیں۔ اسی طرح حضرت سفینہؓ کا واقعہ ہے۔ جنگل میں گئے تو شیر آیا۔ لیکن آپ نے دولت یقین کے ساتھ فرمایا۔"انا سفینة غلام رسول اللہ ﷺ"۔

یہ سن کر شیر نے گردن جھکا دی۔ آپ اس پر سوار ہو گئے وہ کہہ رہا تھا۔" انا غلام غلام رسول اللہ ﷺ" الغرض عزم راسخ ہو، اللہ پر اعتماد ویقین ہو، تو قدرت دستگیری فرما دیتی ہے۔ اس لئے فوج فنڈ ز اور اقتدار سے گھبرانے کی ضرارت نہیں اللہ مددگار ہے۔ آخر میں بطور اشارہ دعا بتلا دوں بخاری شریف میں ہے۔

"حین القی ابراھیم فی النار قال حسبی اللہ ونعم الوکیل. " ان کا یہ پڑھنا تھا کہ آگ گلزار میں تبدیل ہوگئی اور میرا یقین ہے کہ اگر آگ جناب ابراہیمؑ پر گلزار بن سکتی ہے تو غلامان محمد ﷺ پر بھی ظلم کی آگ ضرور ٹھنڈی ہو سکتی ہے۔" والسلام علیکم ورحمة اللہ وبر کاتہ"

(یہ مختصر تقریر 1975ء کی ہے۔ جسے ہم نے "خطبات اکابر" سے نقل کیا ہے)

besturdubooks.wordpress.com

ساتواں بیان

از شمس العلماء حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ

بعنوان..............................درس قرآن

خطبہ مسنونہ

"والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر صدق اللّٰہ مولٰنا العظیم"

سورۃ عصر مکی ہے۔ یہ بہت چھوٹی ہے۔ لیکن قرآن کی چھوٹی چھوٹی صورۃ بھی انسان کی نیک بختی اور سعادت کے لئے کافی ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی صورت نازل نہ ہوتی تو انسان کی سعادت کے لئے یہی کافی تھی۔ اس میں بڑا راز ہے، وہ یہ کہ اس میں جو مضمون ہے وہ "اصول ترقی وتنزل" کے متعلق ہے لیکن ترقی ایک خالق کائنات کے نزدیک ہے اور ایک ترقی بیسوی صدی کے نزدیک ہے۔ خالق کائنات نے جو اصول بیان فرمایا اس سورۃ میں وہ مذکور ہے۔ میرے پاس ایک صاحب آئے اور کہا کہ ترقی کے معنیٰ ہیں "بڑھ جانا" جیسے بچے اور درخت بڑھ جاتے ہیں۔ میں نے کہا کسی کے پاؤں پر پھوڑا انکل آئے اور وہ بڑھ جائے تو کیا اس کو ترقی کہو گے؟

یہ تنزل ہے ترقی نہیں، کیونکہ اس میں گندہ مادہ بھر گیا ہے اس کے علاج کے لئے ڈاکٹر کو بلایا جاتا ہے۔ تو میں نے کہا کہ بچہ جو قدرتی وجہ سے بڑھ رہا ہے وہ ترقی ہے اور اگر گندہ مادہ ہے تو تنزل ہے۔ امریکہ اور روس میں بھی گندے مادے والے ہیں۔ بہت بھولے ہوئے حتیٰ کہ سمندر میں آبادی کے لئے کوشاں ہیں، قدرت نے ان کے گندے مواد کے لئے ان کا علاج بھی فرمایا کہ

besturdubooks.wordpress.com

کبھی کبھی ان میں جنگ چھڑ جاتی ہے اوران کا آپریشن ہوجاتا ہے۔ 14ء ، 18ء ، میں ان کا بہت خون نکلا۔ موسیٰؑ ایک لاٹھی لے کر فرعون کیطرف آئے ۴۵ لاکھ فوج غارت ہوگئی، کیا فرعون یہ ترقی کر رہا تھا۔

اس سورۃ ''والعصر'' میں خالق کائنات نے ترقی کے معنیٰ بیان فرمائے، چار کمالات جن میں موجود ہیں وہ ترقی پذیر ہیں۔ نمبر(۱) ایمان، نمبر(۲) اعمال، نمبر(۳) دعوۃ، نمبر(۴) صبر زمانہ کا لفظ بھی اسی میں لایا گیا اور اس کی قسم کھائی، یہ قسم ہماری طرح نہیں ہے۔ مخلوق کی قسم استدلالی ہے تعظیمی نہیں یہ علم الٰہی کی قسم ہے قسم کے معنیٰ۔ ''تاکید مضمون بالسند والدلیل'' اب مطلب ہوا کہ ''اگر یہ مضمون تمہاری سمجھ میں نہیں آتا تو خاص زمانہ'' اس پر گوہ ہے۔ دنیا کا زمانہ، آخرت کا زمانہ، قبر کا زمانہ، دنیا کا کارخانہ حضور ﷺ کے زمانے سے بہتر نہیں ہوسکتا۔ تیرہ سال مکہ کے اور دو سال مدینہ کے، ان پندرہ سال کے اندر ۳۱۳ لوگ مسلمان ہوئے، حضور ﷺ نے ان کے ذمے کام لگایا۔

''وتواصوا بالحق'' کہ ایمان امانت ہے اس کو پھیلانا پڑے گا۔ اور جب اس کو پھیلاؤ گے تو اس کے دشمن بھی ہیں تو اس وقت صبر واستقلال کی ضرورت ہے۔

''وتواصوا بالصبر'' محاذ حق میں یہ چار کمالات تھے۔ ایمان، اعمال صالحہ، تواصی بالحق،۔

''تواصی بالصبر'' مخالف ان چار کمالات سے عاری تھے۔ اسی وجہ سے ۳۱۳ سے شکست کھا گئے، ''زمانہ'' سے (عصر سے) انہی ۳۱۳ کی طرف اشارہ ہے۔ اب یہ ۳۱۳ مسلمان پھیلتے کروڑوں ہوگئے۔ ایک چنگاری تھی اب سورج بن گئی بس تمہیں جہاں راستہ ملے گھوڑے دوڑا دو، تم خدا کے ہوجاؤ خدا تمہارا ہوجائے گا۔

''لفی خسر'' عربی میں تجارت کے نقصان کو ''خسر'' کہتے ہیں۔ اس میں ہماری زندگی کے ایک بڑے راز پر آگاہ کیا گیا ہے کہ دنیا تجارت گاہ ہے اور ہر انسان یہاں تجارت کے لئے آیا ہے۔ کل آل آدم تاجر ہیں۔ تجارت میں چند باتیں لازمی ہیں۔ نمبر(۱) تاجر، نمبر(۲) سرمایہ، نمبر(۳) دلال (بتلانے ولا............ یعنی ایک رہنما جو تجارت کے نفع ونقصان کی خاص شکل بتا دے) نمبر(۴) متاع تجارت، نمبر(۵) انتقال (ایک جگہ سے دوسری جگہ سامان لے جانا) نمبر(۶) منڈی۔

besturdubooks.wordpress.com

"لفی خسر" سے معلوم ہوا کہ ایک اور بھی تجارت ہے جس کے لئے اللہ نے "خسر" کالفظ فرمایا "فما ربحت تجارتھم" منافقوں کی تجارت کامیاب نہیں ہوئی۔ وہ ڈھنگ نہیں جانتے تھے۔"ھل ادلکم علیٰ تجارۃ"۔

بلوغ کے بعد آدمی تاجر ہو جاتا ہے۔ تاجر کے پاس سرمایہ ہونا چاہئے وہ "عمر عزیز" ہے۔ یہ سرمایہ اللہ کی طرف سے عطا ہوا۔ اس کو تجارت میں لگادو۔ متاع آخرت "ایمان اور اعمال صالحہ" ہیں۔ اس سرمایہ (عمر عزیز) سے متاع کو خریدو۔ یہ دینی تجارت ہے۔ اس کے راہبر "حضرت محمد رسول ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے بتایا نیکی خریدنے کی چیز ہے اور گناہ خریدنے کی چیز نہیں دنیا تجارت کی منڈی ہے نیکی کر کے آخرت میں منتقل کرنا تاجر یعنی مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!



besturdubooks.wordpress.com

آٹھواں بیان

از استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحبؒ

بعنوان.................دنیا دار مجاہدہ اور آخرت دار مشاہدہ ہے

"اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللّٰہ لمع المحسنین۔ "

ترجمہ......اور جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم دکھا دیں گے ان کو اپنے راستے اور بے شک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے۔

جو اللہ کو راضی کرنے کے لئے مجاہدہ کرتے ہیں ایک ہے مجاہدہ اور ایک ہے مشاہدہ یہ سارا عالم دنیا مجاہدہ ہے اس میں اس لئے انسان پیدا کیا گیا کہ بیکار زندگی نہ گزارے مجاہدہ کرتا رہے۔ حضورﷺ فرماتے ہیں:"اشد الناس بلاءً الا نبیاء ثم الا مثل فالا مثل".

ترجمہ......سب سے زیادہ لوگوں میں سے آزمائش کے لحاظ سے انبیاءؑ ہیں پھر جوان جیسے ہوں پھر جوان جیسے ہوں۔

انبیاءؑ کو خلوت میں جلوت میں اتنی مشقت کرنی پڑتی ہے کہ اتنی کسی کو نہیں اسی واسطے نبی کو جو تکلیف ہوتی ہے وہ سب سے زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ بخار ہو تو وہ بھی سب سے زیادہ ہوتا ہے لوگ بہت محنت کرتے ہیں مگر وہ اللہ کو راضی کرنے کے لئے نہیں محنت نہیں کرتے تو یہ عالم ہے عالم مجاہدہ اس کے بعد ہوگا مشاہدہ یہ قیامت میں ہوگا یعنی جو اس نے دنیا میں کمایا اس کا ویسا ہی پھل دیکھے گا اس کی مثال کھیتی کی ہے یہاں جو بوئے گا آخرت میں وہی کاٹے گا۔ حدیث میں ہے کہ:

"الدنیا مزرعة الاٰخرة" ۔ترجمہ......دنیا آخرت کے لئے کھیتی ہے۔(تو دنیا جو ہے دار مجاہدہ ہے اور آخرت دار مشاہدہ ہے۔) حضورﷺ فرماتے ہیں:"المجاھد من جاھد نفسه" ۔

besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ...... بڑا مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔

اس واسطے سب بزرگوں نے محنت کی صرف اس واسطے کہ اللہ راضی ہو جائے اس میں نفس کو ضبط کرنا ہوتا ہے ہر جگہ شریعت کو دیکھے کہ شریعت کیا چاہتی ہے اس وقت شریعت پر چلنا مجاہدہ ہے۔ حضرت علیؓ ایک کافر کو قتل کرنے کے واسطے اس کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گئے اس نے منہ پر تھوک دیا تو حضرت علیؓ نے چھوڑ دیا لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا تھوک دینے کے بعد اس مقابلہ میں نفس کی آمیزش ہو گئی تھی خالص رضا نہ رہی تھی۔

حضرت ابوالحسن نوریؒ ایک بزرگ ہیں انہوں نے دیکھا کہ دس مٹکے شراب کے بادشاہ کے واسطے آئے ہیں تو نو مٹکے توڑ دیئے ایک چھوڑ دیا دسواں اس واسطے نہیں توڑا کہ اس میں نفس کی آمیزش ہو گئی تھی دسویں پر خیال آ گیا تھا کہ لوگ کہیں گے کہ اس نے دسوں کے دس مٹکے توڑ دیئے اور حضرت باقی باللہ کو کئی دن سے فاقہ تھا ایک شخص کھانا پاس لے آیا تو قبول نہ فرمایا کہا کہ اشراف نظر ہو گیا تھا وہ شخص بڑا سمجھدار تھا اس وقت تو کھانا لے گیا تھوڑی دیر کے بعد دوسری جانب سے پیچھے سے آ کر سامنے رکھ دیا کہا کہ اب تو اشراف نظر نہیں ہے تو حضرت نے قبول فرما لیا تو ان حضرات نے مجاہدہ کیا ہر ہر قدم پر شریعت کو دیکھا اگر آدمی ہر کام اللہ کی رضا کے لئے کرے عبادت ہے حتیٰ کہ پاخانہ کرنا بھی عبادت ہو جاتا ہے۔

جب اللہ کے دربار میں حاضری ہو گی تو اس وقت ستر ہزار مسلمان جنت بغیر حساب و کتاب کے جائیں گے اور ستر ہزار کافر دوزخ میں بغیر حساب کتاب کے جائیں گے، بعض مسلمان گناہ گار ہوں گے اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے کہ تم نے یہ گناہ کئے تھے وہ اقرار کریں گے اور اللہ ان سے خوش ہو گا اور معاف کر دے گا اور بعض انکار کریں گے تو اس وقت "الیوم نختم علی افواھم وتکلمنا ایدیھم وتشھدار جلھم بما کانوا یکسبون"

ترجمہ...... آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے جو کچھ یہ لوگ کیا کرتے تھے۔ پھر حضور ﷺ تشریف لائے گے وہ عرض کریں گے "وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً"

ترجمہ...... اور رسول کہیں گے کہ اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا۔

besturdubooks.wordpress.com

اس آیت کے نیچے تفسیر ثعالبی میں ہے کہ اس وقت انسان دس حالتوں پر ہوں گے اور ہر ایک اس حالت پر چلے گا جو اس کی حالت دنیا میں تھی ایک آیت آتی ہے" **یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجاً** "

ترجمہ.....یعنی جس دن صور پھونکا جاوے گا پھر تم لوگ گروہ در گروہ آؤ گے۔

حضرت معاذ ؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ لوگ کیسے فوج فوج آئیں گے تو حضور ﷺ کے آنسو آ گئے اور فرمایا کہ ہم لوگ دس صورتوں میں اٹھیں گے۔ نمبر (۱) تمام بندر کی شکل میں نمیمہ اور غیبت میں فرق ہے غیبت یہ ہے کہ یوں کہے فلاں یوں کہتا ہے اس کی قرآن میں بڑی مذمت آئی ہے۔" **ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً فکرھتموہ** "

کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھالے اس کو تو تم برا سمجھتے ہو۔ (تو سمجھ لو کسی بھائی کی غیبت بھی اسی کے مشابہ ہے) جس کی غیبت کی ہے یا تو دنیا میں اس سے معافی لے لیوے یا آخرت میں اس کی نیکیاں اس کو دی جائیں گی سب نیکیاں قرق ہو جائیں گی امام ابو حنیفہ ؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو کبھی غیبت کرتے نہیں دیکھا۔ امام صاحب ؒ نے فرمایا کہ غیبت کرنی ہوتی تو اپنی ماں کی غیبت کرتا تا کہ میری نیکیاں ملتیں تو ماں کو تو ملتیں۔ اور نمیمہ اس کو کہتے ہیں اس کی چغلی اس کے پاس اور اس کی چغلی اس کے پاس کرنا یہ تمام قیامت کے دن بندر کی شکل میں ہوگا۔

نمبر (۲) اور بعض سوروں کی شکل میں ہوں گے یہ حرام کھانے والے ہوں گے۔

نمبر (۳) بعض کے پیٹ میں تنور ہوگا ان میں آگ بھری جائے گی یہ سود خور ہوں گے۔

نمبر (۴) عجب کرنے والا گونگا بہرا ہوگا یہ صاحب عجب اللہ کا فضل کہیں نہیں سمجھتا ہر جگہ اپنی خوبی سمجھتا ہے۔

نمبر (۵) عالم بے عمل کی زبان منہ سے نکل کر پیٹ تک جائے گی اور پیٹ سے اٹھ کر اوپر تک جائے گی اور اس میں سے بڑی بدبو آئے گی سب نفرت کریں گے۔

نمبر (۶) جو حکام بالا کے پاس جا کے محلے والوں کی شکایتیں کرتے ہیں ان کو سولی دی جائے گی۔

besturdubooks.wordpress.com

نمبر (۷) شہوت پرستوں کا بدن بدبودار ہوگا۔

نمبر (۸) متکبر کو آگ کا لباس پہنایا جائے گا۔

نمبر (۹) ظالم کو اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔

نمبر (۱۰) ہمسائیوں کو جو تکلیف دینے والے ہیں ان کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے۔ پھر پل صراط سے گزرنا ہوگا۔

"وان منکم الا واردھا کان علٰی ربک حتما مقضیا"

ترجمہ...... اور تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا اس پر گزر نہ ہو یہ آپ کے رب کے اعتبار سے لازم ہو جو پورا ہو کر رہے گا۔

مگر گزرنا بھی ایسے ہوگا جیسے اس دنیا میں پولیس ہوتی ہے وہ پرمٹ دیکھتی ہے گزرنے کے وقت، تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ سات پولیسیں ہوں گی ایک پولیس کلمہ پوچھے گی، دوسری نماز کو، تیسری زکوۃ کو، چوتھی روزہ کو، پانچویں حج کو، حج بھی ضروری ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے مجھے اس کی پرواہ نہیں (یعنی جس نے حج نہ کیا) چھٹی پولیس حقوق العباد کو پوچھے گی، اس سے گزر کر بعض جنت میں جائیں گے بعض دوزخ میں، جنت اور دوزخ کے درجات ہوں گے جنت کے آٹھ درجات ہوں گے اور دوزخ کے سات اس میں حکمت کیا ہے؟ انسان کے سات جوڑ ہیں یہی جنت میں بھی لئے جائیں گے اور جہنم میں بھی اس واسطے ان کے سات درجات ہوں گے اور ایک درجہ جنت کا زائد اللہ کے فضل سے ہوگا اب اللہ چاہتا ہے کہ نیکی کرو نعمتیں سب تیار ہیں نیکی کی ضرورت ہے۔

اس کے بعد ہے۔ "لنھدینھم سبلنا" (ہم ان کو راستہ بتلا دیتے ہیں) اسی واسطے بزرگوں کو دل میں جنت نظر آتی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے تھے:

"الجنۃ تحت ظلال السیوف" (جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے) "وان اللّٰہ لمع المحسنین" (اور بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے) یہ جواب ہے سوال مقدر کا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ وراء الوراء ہے اور بندہ بہت پست، اللہ کے لئے پابندی بے انتہا اور بندہ کے لئے پستی بے انتہاء تو اس کا کیسے تعلق ہو سکتا ہے اللہ کے ساتھ تو جواب دیا۔ "وان اللّٰہ لمع

besturdubooks.wordpress.com

المحسنین“ (بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔

اس کی مثال یوں سمجھو جیسے ایک دفعہ ایک بادشاہ فوت ہو گیا اس کی بادشاہی اس کے بیٹے کو ملنی تھی مگر اس لڑکے کے چچا نے کہا ہم لیں گے جھگڑا ہو گیا تو لوگوں نے کہا عالمگیر بادشاہؒ کے پاس فیصلہ لے چلو، عالمگیرؒ اس وقت حوض پر بیٹھے تھے یہ جو آئے تو لڑکے کو ہاتھوں سے پکڑ کر حوض میں لٹکا دیا لڑکا ہنسنے لگا بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا کہ لڑکا ہنستا کیوں ہے۔ اس وقت تو اس کو فکر مند ہونا چاہئے تھا اور رونا چاہئے تھا اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا میں ہنسا اس واسطے تھا کہ میرا ہاتھ تو بادشاہ کے ہاتھ میں ہے جو کریم ہے اور کریم لوگ جو ہوتے ہیں کوئی ڈوبتا بھی ہو تو بچا لیتے ہیں عالمگیرؒ بادشاہ بڑا خوش ہوا اور فیصلہ اس کے حق میں دے دیا......

تو اسی طرح اللہ کی مدد ہاتھ پکڑتی ہے بندوں کو، اللہ تعالیٰ دیدیتے ہیں معراج کے موقع پر حضور ﷺ ساتوں آسمانوں کا معراج کر کے آئے تھے تو ابھی آپ ﷺ کے حجرے کا کنڈا ہل ہی رہا تھا۔ یہ کیا نہیں کرایا گیا۔ اب دعا کرو اللہ عمل کی توفیق دے آمین۔

”صلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہ اجمعین“

كل عام وأنتم بخير

besturdubooks.wordpress.com

نواں بیان

از حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ

بعنوان.........وحدتِ امت

حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ نے اپنے وصال سے تین دن پہلے یعنی ۲۶ ذیقعدہ بمطابق 30 مارچ 1965 منگل کے دن، بعد نماز فجر رائیونڈ ضلع لاہور میں ایک اہم تقریر بیان فرمائی تھی۔

فرمایا کہ: دیکھو میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے ساری رات مجھے نیند نہیں آئی اس کے باوجود ضروری سمجھ کر بول رہا ہوں جو سمجھ کر عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے چمکائے گا ورنہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارے گا۔

یہ امت بڑی مشقت سے بنی ہے اس امت کو بنانے میں حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں اور ان کے دشمن یہود و نصاریٰ نے ہمیشہ اس کی کوششیں کی ہیں۔ کہ مسلمان ایک امت نہ رہیں بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہوں۔

اب مسلمان اپنا امت پنا (یعنی امت ہونے کی صفت) کھو چکے ہیں جب تک یہ امت بنے ہوئے تھے چند لاکھ ساری دنیا پر بھاری تھے۔ ایک پکا مکان نہیں تھا۔ مسجد تک پکی نہیں تھی مسجد میں چراغ تک نہیں جلتا تھا مسجد نبوی میں ہجرت کے نویں سال چراغ جلا ہے۔ سب سے پہلے چراغ جلانے والے تمیم داری ہیں وہ ۹ھ میں ایمان لائے ہیں اور ۹ھ تک قریب قریب سارا عرب اسلام میں داخل ہو چکا تھا۔ مختلف قومیں مختلف زبانیں، مختلف قبیلے ایک امت بن چکے تھے تو جب یہ سب کچھ ہو گیا اس وقت مسجد نبویؐ میں چراغ جلا، لیکن حضور ﷺ جو نور ہدایت لے کر آئے تھے۔ وہ پورے عرب میں بلکہ اس کے باہر پھیل چکا تھا اور امت بن چکی تھی پھر یہی امت دنیاں میں اٹھی جدھر کو نکلی وہ ملک کے ملک پیروں میں گرے، یہ امت اسی طرح بنتی تھی کہ اس کا کوئی ایک

besturdubooks.wordpress.com

آدمی اپنے خاندان، اپنی برادری، اپنی پارٹی، اپنی قوم، اپنے وطن، اپنی زبان کا حامی نہ تھا، مال وجائیداد اور بیوی بچوں کی طرف دیکھنے والا بھی نہ تھا۔ بلکہ ہر آدمی صرف یہ دیکھتا تھا کہ اللہ اور رسول ﷺ کیا فرماتے تھے۔ امت جب ہی بنی ہے جب مسلمان ایک امت تھے تو ایک مسلمان کے کہیں قتل ہو جانے سے ساری امت ہل جاتی تھی اب ہزاروں لاکھوں گلے کٹتے ہیں اور کانوں میں جوں تک نہیں رینگتی۔

امت کسی ایک قوم اور ایک علاقے کے رہنے والوں کا نام نہیں ہے بلکہ سنکڑوں ہزاروں قوموں اور علاقوں سے جڑ کر امت بنتی ہے جو کسی ایک قوم اور علاقے کو اپنا سمجھتا ہے وہ امت کو ذبح کرتا ہے امت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پہلے خود ہم نے ذبح کیا ہے۔ یہود ونصاریٰ نے تو اس کے بعد کٹی کٹائی امت کو کاٹا ہے اگر مسلمان اب پھر امت بن جائیں تو دنیا کی ساری طاقتیں مل کر ان کا بال بیکا نہیں کر سکیں گی۔ ایٹم بم اور راکٹ ان کو ختم نہیں کر سکیں گے۔ لیکن اگر وہ قومی اور علاقائی عصبیتوں کی وجہ سے باہم امت کے ٹکڑے کرتے رہے تو خدا کی قسم تمہارے ہتھیار اور تمہاری فوجیں تم کو نہیں بچا سکیں گی۔ مسلمان ساری دنیا میں اس لئے پٹ رہا ہے اور مر رہا ہے کہ اس نے امت اپنے کو ختم کر کے حضور ﷺ کی قربانی پر پانی پھیر دیا ہے میں یہ دل کے غم کی باتیں کہہ رہا ہوں ساری تباہی اسی وجہ سے ہے کہ امت امت نہ رہی بلکہ یہ بھی بھول گئے کہ امت کیا ہے اور حضور ﷺ نے کس طرح امت بنائی تھی؟

امت کے لئے اور، مسلمانوں کے ساتھ خدائی مدد ہونے کے لئے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ مسلمانوں میں نماز ہو، مدرسہ ہو، مدرسہ کی تعلیم ہو حضرت علیؓ کا قاتل ابن ملجم ایسا نمازی اور ذاکر تھا۔ کہ جب اس کو قتل کرتے وقت غصہ میں بھرے لوگوں نے اس کی زبان کاٹنی چاہی تو اس نے کہا سب کچھ کر لو۔ لیکن میری زبان مت کاٹو تا کہ زندگی کے آخری سانس تک میں اس سے اللہ کا ذکر کرتا رہوں۔ اس کے باوجود حضور ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ کا قاتل میری امت کا سب سے زیادہ شقی اور بدبخت ترین آدمی ہوگا۔ اور مدرسہ کی تعلیم تو ابوالفضل فیضی نے بھی حاصل کی تھی اور ایسی حاصل کی تھی کہ قرآن پاک کی تفسیر بے نقط لکھ دی حالانکہ انہوں نے ہی اکبر کو گمراہ کر کے دین کو برباد کیا تھا۔ تو جو باتیں ابن ملجم اور ابوالفضل فیضی میں تھیں۔ وہ امت بننے کے لئے اور خدا کی غیبی نصرت کے

besturdubooks.wordpress.com

لئے کیسے کافی ہو سکتی ہیں۔

حضرت شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید اور ان کے ساتھی دینداری کے لحاظ سے بہترین مجموعہ تھے وہ جب سرحدی علاقے میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں نے ان کو اپنا بڑا بنالیا تو وہاں کے کچھ مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات آگئی کہ یہ دوسرے علاقے کے لوگ ہیں، ان کی بات یہاں کیوں چلے، انہوں نے ان کے خلاف بغاوت کرائی ان کے کتنے ہی ساتھی شہید کر دیئے گئے اور اس طرح مسلمانوں نے علاقائی بنیاد پر امت کو توڑ دیا اللہ نے اس کی سزا میں انگریزوں کو مسلط کیا یہ خدا کا عذاب تھا۔

یار رکھو میری قوم اور میرا علاقہ اور میری برادری یہ سب امت کو توڑنے والی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یہ باتیں اتنی ناپسند ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ جیسے بڑے صحابی سے اس بارے میں جو اجتمائی غلطی ہوئی (جو اگر دب نہ گئی ہوتی تو اس کے نتیجے میں انصار اور مہاجر میں تفریق ہو جاتی) اس کا نتیجہ حضرت سعد کو دنیا میں ہی بھگتنا پڑا۔ روایات میں ہے کہ ان کو جنات نے قتل کر دیا اور مدینے میں یہ بات سنائی دی اور بولنے والا کوئی نظر نہ آیا۔

"قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ رمینا بسهم فلم یخطا عن فوادہ"

اس واقعہ نے ثابت کر دیا اور سبق دیا کہ اچھے سے اچھا انسان بھی اگر قومیت یا علاقے کی بنیاد پر امت پنے کو توڑے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو توڑ کر رکھ دے گا۔

امت جب بنے گی جب امت کے سب طبقے بلا تفریق اس کام میں لگ جائیں گے جو حضورؐ دے کر گئے ہیں اور یاد رکھو امت پنے کو توڑنے والی چیزیں معاشرت اور معاملات کی خرابیاں ایک فرد یا طبقہ جب دوسرے کے ساتھ ناانصافی اور ظلم کرتا ہے اور اس کا پورا حق اس کو نہیں دیتا یا اس کو تکلیف دیتا ہے اس کی تحقیق اور بے عزتی کرتا ہے تو تفریق پیدا ہوتی ہے اور امت پنا ٹوٹتا ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ صرف کلمہ اور تسبیح سے امت نہیں بنے گی امت معاملات اور معاشرت کی اصلاح اور سب کا حق ادا کرنے سے اور سب کا اکرام کرنے سے بنے گی بلکہ جب بنے گی دوسروں کے لئے اپنا حق اور اپنا مفاد قربان کیا جائے گا۔

حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اپنا سب کچھ قربان کر کے اور اپنے پر تکلیفیں

besturdubooks.wordpress.com

جھیل کے اس امت کو بنایا تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک دن لاکھوں کروڑوں روپے آئے۔ ان کی تقسیم کا مشورہ ہوا۔ اس وقت امت بنی ہوئی تھی۔ یہ مشورہ کرنے والی کسی ایک ہی قبیلے یا ایک ہی طبقے کے نہ تھے بلکہ مختلف طبقوں اور قبیلوں کے وہ لوگ تھے، جو حضور ﷺ کی صحبت کے اعتبار سے بڑے اور خواص سمجھے جاتے تھے انہوں نے مشورے سے باہم طے کیا کہ تقسیم اس طرح پر ہو کہ سب سے زیادہ حضور ﷺ کے قبیلے والوں کو دیا جائے اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے قبیلے والوں کو پھر حضرت عمرؓ کے قبیلے والوں کو، اس طرح حضرت عمرؓ کے اقارب تیسرے نمبر پر آئے جب یہ باتیں حضرت عمرؓ کے سامنے رکھی گئی تو آپؓ نے مشورے کو قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ اس امت کو جو کچھ ملا ہے اور مل رہا ہے حضور ﷺ کی وجہ سے اور آپ ﷺ کے صدقہ میں مل رہا ہے اس لئے بس حضور کے تعلق کو معیار بنایا جائے۔

جو نسب میں آپؐ کے زیادہ قریب ہوں ان کو زیادہ دیا جائے۔ جو دوم، سوم اور چہارم نمبر پر ہوں ان کو اسی نمبر پر رکھا جائے۔ اس طرح سب سے زیادہ بنی ہاشم کو دیا جائے اس کے بعد عبد مناف کو، پھر قصی کی اولاد کو، پھر گلاب کو، پھر مرّہ کی اولاد کو، اس حساب سے حضرت عمر کا قبیلہ بہت پیچھے پڑ جاتا تھا۔ اور اس کا حصہ بہت کم ہو جاتا تھا۔ مگر حضرت عمرؓ نے یہی فیصلہ کیا اور مال کی تقسیم میں اپنے قبیلے کو اتنے پیچھے ڈال دیا۔ اس طرح بنی تھی یہ امت امت بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سب کی یہ کوشش ہو کہ آپس میں جوڑ ہو پھوٹ نہ پڑے۔ حضور ﷺ کی ایک حدیث کا مضمون ہے کہ قیامت میں ایک آدمی لایا جائے گا۔ کیوں کہ اس کی کسی بات نے امت کو نقصان پہنچایا اور ایک دوسرا آدمی ہوگا جس کے پاس نماز، روزہ، حج وغیرہ کی بہت کمی ہوگی اور خدا کے عذاب سے ڈرتا ہوگا۔ مگر اس کو بہت ثواب سے نوازا جائے گا وہ خود پوچھے گا یہ کرم میرے کس عمل کی وجہ سے ہے؟ اس کو بتایا جائے گا کہ تو نے فلاں موقع پر ایک بات کہی تھی جس سے امت میں پیدا ہونے والا ایک فساد رک گیا تھا اور بجائے توڑ کے اتحاد پیدا ہو گیا یہ سب تیرے اسی لفظ کا صلہ اور ثواب ہے۔

امت کو بنانے اور بگاڑنے، توڑنے میں سب سے زیادہ دخل زبان کا ہوتا ہے یہ زبان دلوں کو جوڑتی بھی ہے اور پھاڑتی بھی ہے۔ زبان سے ایک بات غلط اور فساد کی نکل جاتی ہے اور اس پر لاٹھی چل جاتی ہے اور پورا فساد کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور ایک ہی بات جوڑ پیدا کر دیتی ہے۔ اس

besturdubooks.wordpress.com

لئے سب سے زیادہ ضرورت اس کی ہے کہ زبان پر قابو ہو اور یہ جب ہو سکتا ہے کہ بندہ ہر وقت اس کا خیال رکھے کہ خدا ہر وقت ہر جگہ اس کے ساتھ ہے اور اس کی ہر بات کو سن رہا ہے۔

یاد رکھو نماز جمعہ چھوڑنے پر بھی اتنی پکڑ ہو گی جتنی امت توڑنے پر ہو گی اگر مسلمان میں امت پنا آ جائے تو وہ دنیا میں ہرگز ذلیل نہ ہوں گے روس اور امریکہ کی طاقتیں بھی ان کے سامنے جھکیں گی اور امت پنا جب آئے گا جب " اذلة علی المؤمنین " پر مسلمانوں کا عمل ہو یعنی ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے مقابلے میں چھوٹا بننے اور ذلت و تواضع اختیار کرنے کو اپنائے تبلیغ میں اسی کی مشق کرنی ہے جب مسلمانوں میں " اذلة علی المؤمنین " والی صفت آ جائے گی تو وہ دنیا میں "اعزة علی الکافرین" یعنی کافروں کے مقابلے میں زبردست اور غالب ضرور ہوں گے چاہے وہ کافر یورپ کے ہوں یا ایشیاء کے۔

میرے بھائیو دوستو! اللہ اور رسول ﷺ نے ان باتوں سے شدت اور سختی سے منع فرمایا ہے جن سے دلوں میں فرق پڑے اور پھوٹ کا خطرا بھی ہو۔ دو دو چار چار الگ کانا پوسی کریں اس سے شیطان دل میں بدگمانی پیدا کر سکتا ہے اس سے منع فرمایا گیا اور اس کو شیطانی کام بتایا گیا۔

اسی طرح تحقیر اور استہزاء اور تمسخر سے منع فرمایا گیا۔ اس سے بھی منع فرمایا گیا کہ دوسروں کی برائی جو معلوم نہ ہو اس کو تجسّس کر کے معلوم کرنے سے منع فرمایا گیا اور غیبت کو حرام کیا گیا، غیبت اس کا نام ہے کہ جو واقعی برائی کسی کی معلوم ہو اس کا ذکر کسی سے کیا جائے "ولا تجسسو او لا یغتب بعضکم بعضاً" یہ تحقیر اور تمسخر اور تجسّس اور غیبت سب وہ چیزیں ہیں جو آپ میں تفرقہ پیدا کر کے امت پن کو توڑ دیتی ہے ان سب کو حرام قرار دیا گیا اور ایک دوسرے کا اکرام واحترام کرنا جس سے امت جڑتی بنتی ہے اس کی تاکید فرمائی گئی، اور دوسروں سے اپنا اکرام چاہنے سے منع کیا ہے کیونکہ اس سے امت بنتی نہیں بگڑتی ہے امت جب بنے گی ہر آدمی یہ طے کرے کہ میں عزت کے قابل نہیں ہوں اس لئے مجھے عزت لینی نہیں بلکہ دوسروں کی عزت کرنی ہے اور دوسرے سب لوگ اس قابل ہیں کہ میں ان کی عزت کروں، ان کا اکرام کروں۔

اپنے نفسوں اور اپنی ذاتوں کو قربان کیا جائے گا تو امت بنے گی اور امت بنے گی تو عزت ملے گی عزت اور ذلت روس اور امریکہ تک کے نقشوں میں نہیں ہے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس

besturdubooks.wordpress.com

کے یہاں اصول اور ضابطہ ہے جو شخص یا قوم، خاندان، طبقہ چمکانے والے اصول لا دے گا اس کو چمکا دے گا جو مٹنے والے کام کرے گا اس کو مٹا دے گا یہود نبیوں کی اولاد ہیں اصول توڑے تو اللہ نے انہیں توڑ کر رکھ دیا۔

صحابہ کرامؓ بت پرستوں کی اولاد تھے انہوں نے چمکانے والے اصول اختیار کیے تو اللہ نے ان کو چمکا دیا۔ اللہ کی رشتہ داری کسی سے نہیں اس کے یہاں اصول اور ضابطہ ہے۔

دوستو! اپنے کو اس محنت پر جھونک دو کہ حضور ﷺ کی امت میں امت پنا آجائے یہ ذکر تسبیح اور تعلیم والی، خدا کے سامنے جھکنے والی، خدمت کرنے والی، برداشت کرنے والی، دوسروں کا اعزاز واکرام کرنے والی، امت بن اگر کسی ایک علاقے میں بھی یہ محنت اسی طرح ہونے لگے جس طرح ہونی چاہئے تو ساری دنیا میں بات چل پڑے۔

اب اس کا اہتمام کرو کہ مختلف قوموں، علاقوں، اور طبقوں اور مختلف زبانوں کو جوڑ جوڑ کر جماعتوں میں بھیجو اور اصول کی پابندی کراؤ۔ پھر انشاء اللہ امت بننے والا کام ہوگا اور شیطان اور نفس، خدا نے چاہا تو کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔

"وما علینا الا البلاغ المبین"

besturdubooks.wordpress.com

دسواں بیان

از خطیب ایشیاء حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحبؒ

بعنوان.........توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے

"نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. یاایھا الذین اٰمنوا توبوا الی اللّٰہ توبۃً نصوحًا عسیٰ ربّکم ان یکفر عنکم سیاٰتکم وید خلکم جنٰتٍ تجری من تحتھا الانھار.

ترجمہ...... اے ایمان والو تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو ممکن ہے تمہارا رب تمہارے گناہ دور کردے اور تمہیں ایسی جنتوں میں پہنچادے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

حضرات گرامی! انسان گناہ وعصیان کا پتلا ہے۔ انبیاءؑ معصوم ہیں ان سے گناہ کا صدر ہونا محال ہے، مگر عام انسان خطاء اور نسیان میں مبتلا ہوتا رہتا ہے۔ گناہ ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، مگر گناہ پر قائم رہنا اور اس پر اصرار کرنا باعث تعجب ہے اور قابل رحم بھی۔

گناہ کا تعلق چونکہ بندے سے ہے اور بندے کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس بات کی طرف متوجہ فرماتے ہیں کہ اے انسان اگر تجھ سے گناہ ہو گیا ہے اور تجھے اس پر دل سے شرمندگی ہے تو فکر کرنے کی ضرورت نہیں میرے دروازے پر آ کر گناہوں کی معافی مانگنا تیرا کام ہے اور گناہوں کا معاف کرنا میرا کام ہے۔! چنانچہ قرآن مجید میں بار بار اس بات کی طرف انسان کو متوجہ کیا گیا ہے کہ اگر تم سے کوئی گناہ ہو گیا ہے تو فوراً اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ کی درخواست دائر کردو۔ اس کے دربار عالیہ سے یقیناً تمہیں بخشش، مغفرت اور معافی کا سرٹیفکیٹ مل جائے گا۔

اس آیت کریمہ میں بھی سچی توبہ کا حکم دیا گیا ہے۔ سچی توبہ کا صلہ دیا جائے گا۔" **یکفر**

besturdubooks.wordpress.com

عنکم سیاتکم"۔تمہارے گناہ بھی مٹادیئے جائیں گے۔

یعنی اگر آئندہ گناہ نہ کرنے کا وعدہ کرتے ہوتو نہ صرف تمہارے موجودہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے بلکہ ماضی کے گناہوں کو بھی یکسر مٹادیا جائے گا۔ یہ خداوند قدوس کا اتنا بڑا احسان ہے جو ہر انسان کو گناہوں سے معافی مانگنے کے بعد عطا کیا جاتا ہے۔

گناہ گارو چلے آؤ

یہ عجیب بات ہے کہ اگر کسی انسان نے کسی انسان کے بارے میں کوئی غلطی کی ہو یا کوئی جرم کیا ہوتو وہ انسان اپنے جرم کو تلاش کرتا پھرتا ہے۔اور تھانے میں رپورٹ کرتا ہے کہ اس کو پکڑا جائے۔وہ میرا مجرم ہے اس نے میرے ساتھ فلاں زیادتی کی ہے۔نمبردار اس مجرم کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے پولیس اس کو پکڑنے کے لئے جگہ جگہ چھاپے مارتی ہے مگر قربان جاؤں اس ذات غفور رحیم کے کہ وہ اپنے مجرموں کو اعلان کر کے بلاتی ہے اور فرمایا جاتا ہے اے گناہ گارو اور اے مجرمو! اگر تم سے جرم ہوگیا اور اگر تم سے گناہ کا ارتکاب ہوگیا ہے تو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے آجاؤ میرے دروازے پر میرا دروازہ سنبھال لو۔میری چوکھٹ پر جھک جاؤ۔ میں تمہیں معاف کردوں گا۔یعنی انسان اپنے مجرم کو سزا دے کر راضی ہوتا ہے اور رحمان اپنے مجرم کو رہائی دے کر خوش ہوتا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا کہ:''اے ایمان دارو تم سب اللہ کی طرف متوجہ ہوجاؤ (یعنی توبہ کرلو) (معافی چاہو) تاکہ تم نجات پاجاؤ۔گویا کہ راہ نجات اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے میں ہے،توبہ کرنے میں ہے اور ہمہ وقت اس کی ذات گرامی کی طرف رجوع کرنے میں ہے۔

توبہ کرنے والا خدا کا پسندیدہ ہے

قرآن مجید میں ایک مقام پر توبہ کرنے والوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ان کی تحسین کی گئی ہے جس کا مفہوم ہے کہ:''وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے،عبادت کرنے والے،حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے،سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تلقین کرنے والے اور بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدودوں کا خیال رکھنے والے اور ایسے

besturdubooks.wordpress.com

مؤمنین کوخوش خبری سنادیجئے۔اس آیت کریمہ میں "التـا ئبون" کومقدم کرکے دراصل توبہ کرنے والوں کی صفت حمیدہ کا تذکر کیا ہے۔ یہ صفت خداوندقدوس کو بہت ہی پسند ہے۔

بخشش کی خوشخبری سنادو

خدا کی صفت مغفرت سب سے وسیع ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ:"نبـــیء عبـادی انی انا الغفور الرحیم. میرے بندوں کوآ گاہ کردو میں بخشنے والا اورمہربانیاں کرنے والا ہوں۔اس آیت کریمہ میں خدائی بخشش کا اعلان ہے، کیا ہےکوئی گناہ گار جوخدا کے اس اعلان کے بعداس کے ددروازے پر جائے اوراپنے گناہ بخشوائے۔بخشش کا دریا جوش میں ہےاور گناہ گاروں کے گناہ دھونے کے لئے موج میں ہے۔اس کی موجیں گناہوں کواپنے دامن میں بہا کرلے جائیں گی۔اس لئے گناہ گار بھاگواور درِرحمت سے جھولیاں بھرلاؤ۔

گناہ گارومایوس نہ ہوں

جوگناہ گار ہیں اوراپنے گناہوں کی وجہ سے مایوس ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:"میری جانب سے کہہ دو کہ اے میرے وہ بندوجنہوں نے اپنی جانوں پرزیادتی کی تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوجاؤ۔"

مایوسی کوناامیدی سے بدلنے والا۔گناہ کومٹانے والا اور گناہ گارکواپنے دامن رحمت میں چھپانے والا وہ ذات واحد ہے جس نے اپنے بندے کو پیدا کیا ہے ذات کریم نے انسان کو پیدا کیا ہے وہی اس کی غلطیوں کومعاف کرنے والا،اوراس کے گناہوں کورحمت کے پانی سے دھونے والا، کیونکہ اسی کی رحمت انسان کے تمام گناہوں پر بھاری ہے۔اس آیات بنیات سے معلوم ہوا کہ توبہ کرنے میں جلدی کرنی چاہئے اوراپنے گناہوں کی کثرت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پررحمت فرماتے ہوئے ضرور اس کے گناہوں کومعاف فرمادے گا۔

سچی توبہ کرنے والوں کے سچے واقعات

سرکاردوعالم ﷺ نے ارشادفرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے۔اس کے دل میں خوف خدا پیدا ہوا تو اس نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص ہے

besturdubooks.wordpress.com

جس سے میں اپنی توبہ سے متعلق سوال کر سکوں کہ کیا اس قدر قتل عام کے بعد میرے لئے کوئی توبہ کی شکل ہو سکتی ہے لوگوں نے اسے ایک نیک آدمی کا پتا بتایا تو اس نے نیک آدمی کے پاس جا کر پوچھا کہ کیا میرے لئے توبہ کی کوئی شکل بن سکتی ہے۔ اس کے جواب میں اس نیک آدمی نے مایوس کن جواب دیتے ہوئے کہا کہ تمہارے لئے کوئی توبہ کی شکل نہیں ہے، اس نے اسی وقت اس نیک آدمی کو بھی قتل کر دیا اس طرح اس کے قتل کی تعداد سو ہو گئی۔

پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کیا کوئی اور ہے جس سے میں اپنی توبہ کے متعلق دریافت کر سکوں۔ لوگوں نے اسے پھر ایک نیک آدمی کا پتا بتایا اس نے جا کر اس عالم سے دریافت کیا کہ کیا میرے لئے توبہ کی کوئی شکل موجود ہے؟ تمہاری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ اس عالم نے کہا فلاں بستی میں جاؤ۔

"فان بها انا سًا يعبد ون الله بها فا عبد الله تعالىٰ معهم".

وہاں کچھ لوگ رہتے ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔ تم بھی اس کے ساتھ قیام کرو اور عبادت میں شریک ہو جاؤ اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمالیں گے۔ اس عالم کی بات سن کر یہ شخص چل پڑا۔ ابھی راستہ ہی میں تھا کہ فرشتہ موت آ پہنچا اور اس کی روح قبض کر لی گئی۔ جس وقت روح قبض ہو گئی تو "فاختصمت فيه ملائكة الر حمة وملا ئكة العزاب" ...... ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب آ گئے اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ رحمت والے نے کہا ہمارا ہے اسے ہم لے جائیں گے اور عذاب والے نے کہا یہ ہمارا ہے اسے ہم لے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے کہا کہ ایسا کرو کہ جہاں سے یہ چلا ہے اور جس بستی کی طرف چلا ہے دونوں کی پیمائش کر لو اگر توبہ کی نیت سے سفر زیادہ کر کے بستی کے قریب آ گیا ہے تو رحمت کے فرشتے لے جائیں اور اگر سفر کم کیا ہے تو فرشتہ عذاب لے جائے۔ جب زمین کو ناپنے لگے تو ابھی سفر کم ہوا تھا...... مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نے جوش میں آ کر زمین کو حکم دیا کہ سمٹ جا اور جس طرف وہ توبہ کے لئے جا رہا تھا اس کے فاصلے کو بستی کے قرب کر دیا تا کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے۔ اس طرح خداوند قدوس نے توبہ کے لئے اس شخص کا راستہ بنا دیا۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک گناہ گار شخص نے موت کے وقت

besturdubooks.wordpress.com

اپنے بچوں سے کہا کہ میں اس قدر گناہ گار ہوں کہ مجھے اپنی بخشش کی امید نہیں ہے اس لئے میرے مرنے کے بعد مجھے جلا کر میری راکھ کو دریاؤں اور جنگلوں میں پھینک دینا۔ اس کی اولاد نے اس کے مرنے کے بعد ویسا ہی کیا جیسے اس نے وصیت کی تھی! چناچہ اللہ تعالیٰ نے دریاؤں اور جنگلوں کو حکم دیا کہ اس کی راکھ کو اکٹھا کریں۔ جب اس کی راکھ جمعہ ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کر کے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تھا۔ "لم فعلت هذا". تو اس نے کہا: "قال من خشيتك يارب فغفر له" معلوم ہو کہ جو شخص دل سے اپنے گناہوں پر نادم ہوتا ہے اور توبہ کے لئے خدا کے حضور روتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس جذبے اور سچی توبہ سے اپنی رحمتوں کا دروازہ اس کے لئے کھول دیتا ہے۔

حضرات گرامی! اب تک جو آیت قرآنی اور احادیث مبارکہ اور نصیحت آموز واقعات آپ حضرات کے سامنے بیان کئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان خواہ کتنے ہی بڑے گناہ کیوں نہ کر چکا ہو۔ انسان کو اپنے خالق سے رشتہ نہیں توڑنا چاہئے، اور جب بھی کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اپنے خدا کے حضور گڑگڑا کر توبہ کرنی چاہئے اور رو رو کر معافی مانگنی چاہئے اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اپنے بندے پر رحمت اور مغفرت کے دروازے کھول دے گا۔

"و آخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين"

(بحوالہ خطبات قاسمی)

besturdubooks.wordpress.com

چوتھا باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی ہدایات

قابل احترام بھائیو! یہ باب ہماری کتاب ''مردوں کی مثالی زندگی کے درخشاں پہلو'' کا چوتھا باب ہے، اس باب میں دنیا وآخرت کی کامیابی کے لئے دس مثالی اور قیمتی ھدایات پیش کی جارہی ہیں، ان دس ھدایات کو ہم نے آسانی کے لئے الگ الگ نمبروں کے ساتھ واضح کردیا ہے جس کی ترتیب درج ذیل انداز میں مرتب کی گئی ہے۔

ہدایات نمبرا..........کچھ ہدایات حقوق العباد سے متعلق

ہدایات نمبر۲..........کچھ ہدایات والدین کے حقوق سے متعلق

ہدایات نمبر۳..........کچھ ہدایات اولاد کے حقوق سے متعلق

ہدایات نمبر۴..........کچھ ہدایات بیویوں کے حقوق سے متعلق

ہدایات نمبر۵..........کچھ ہدایات خدمت خلق سے متعلق

ہدایات نمبر۶..........کچھ ہدایات گناہوں سے بچنے سے متعلق

ہدایات نمبر۷..........کچھ ہدایات اخلاقی برائیوں سے بچنے سے متعلق

ہدایات نمبر۸..........کچھ ہدایات بے جا غصہ سے بچنے سے متعلق

ہدایات نمبر۹..........کچھ ہدایات منشیات سے بچنے سے متعلق

ہدایات نمبر۱۰..........کچھ ہدایات بدنظری سے بچنے سے متعلق

چنانچہ اس باب کا مختصر تعارف آپ کے سامنے آگیا ہوگا اب آپ ان تمام موضوعات وہدایات کو تفصیل سے مطالعہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

besturdubooks.wordpress.com

ہدایات نمبرا

کچھ ہدایات حقوق العباد سے متعلق

حقوق العباد سے متعلق حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ کا ایک بہترین مضمون نظروں سے گزرا جو ہر طرح سے مناسب ہے، چنانچہ حقوق العباد سے متعلق ہدایات کے ذیل میں ہم یہ مضمون پیش کرر ہے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

بہت سے دینداری کے مدعی مرنے والے بھائی کی جائیداد سے اس کی بیوی کو حصہ نہیں دیتے بلکہ اسے مجبور کرتے ہیں کہ تو ہمارے ساتھ نکاح کر لے، وہ بیچاری مجبوراً نکاح کر لیتی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے شریعت کی پاسداری کر لی۔ حالانکہ نکاح کر لینے سے اس کے شوہر کی مراث سے جو شرعاً حصہ اس کو ملا ہے اس کو دبا لینا پھر بھی حلال نہیں ہوتا۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر عورت کو جائداد میں حصہ دے دیا گیا تو ہماری زمین کا حصہ دوسرے خاندان میں چلا جائے گا۔ اگر چلا ہی گیا تو کیا ہوا۔ بیوہ عورت کا مال مارنے اور آخرت کے عذاب سے تو بچ جائیں گے۔

بہت سے علاقوں میں رواج ہے کہ میت کے ترکہ میں سے اس کی لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے بلکہ بھائی ہی دبا بیٹھتے ہیں جو سراسر ظلم کرتے ہیں اور حرام کھاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ اپنا حق مانگتی نہیں ہیں اور معاف کرانے سے معاف بھی کر دیتی ہیں۔

واضح رہے کہ حق نہ مانگنا دلیل اس بات کی نہیں کہ انہوں نے اپنا حق چھوڑ دیا ہے۔ اور جیسی جھوٹی معافی ہوتی ہے۔ اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ ہم کو ملنا تو ہے ہی نہیں ۔لہٰذا معاف ہی کر دیتی ہیں اور اپنا حق طلب کرنے سے خاموش رہتی ہیں۔ اگر ان کا حصہ بانٹ کر ان کے سامنے رکھ دیا جائے کہ لو یہ تمہارا حصہ ہے اور جائداد کی آمدنی جتنی اس کے حصے کی ہو ان کو دے دی جائے اور وہ اس کے باوجود معاف کر دیں تو معافی کا اعتبار ہوگا۔ مجبوری رسمی معافی کا

besturdubooks.wordpress.com

اعتبار نہیں۔بعض لوگ نفس کو یوں سمجھا لیتے ہیں کہ زندگی بھران کو ان کی سسرال سے بلائیں گے، بچوں سمیت آئیں گی،کھائیں گی، پیئیں گی، اس سے ان کا حق ادا ہو جائے گا۔یہ سب خودفریبی ہے۔اول تو ان پراتنا خرچ نہیں ہوتا جتنا میراث میں ان کا حصہ نکلتا ہے۔دوسرے صلہ رحمی کرنا ہے تو اپنے پیسے سے کرو۔پیسہ ان کا اور احسان آپ کا کہ ہم نے بہن کو بلایا ہے اور خرچ کیا ہے، یہ کیا صلہ رحمی ہوئی، تیسرے ان سے معاملہ کرو کیا اس سودے پر وہ راضی ہیں۔یکطرفہ فیصلہ کیسے فرمالیا؟

اسی طرح مہر کو بھی سمجھو کہ رسمی طور پر بیوی کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتا۔جب تک کہ وہ اپنے نفس کی خوشی سے معاف نہ کردے۔اگر اس نے یہ سمجھ کر زبانی طور پر معاف کردیا کہ معاف کروں یا نہ کروں۔ملتا تو ہے ہی نہیں تو اس معافی کا کچھ اعتبار نہیں۔قرآن شریف میں ارشاد ہے:

﴿فان طبن لکم عن شیء منه نفساً فکُلُوہُ ھنیئاً مریئاً﴾

''سو اگر تمہاری بیویاں نفس کی خوشی سے کچھ مہر چھوڑ دیں تو تم اس کو مرغوب اور خوشگوار سمجھتے ہوئے کھاؤ۔''

اس بارے میں بھی یہی صورت کریں کہ ان کا مہر ان کے ہاتھ میں دے دیں۔پھر وہ اپنی خوشی سے بخش دیں اس کو بے تکلف قبول کرلیں۔لڑکیوں کی شادی کی جاتی ہے اور ان کا مہر والد یا دوسرا کوئی ولی وصول کرلیتا ہے۔وصول کرلینا اور اس کی ملکیت جانتے ہوئے محفوظ رکھنا، یہ تو ٹھیک ہے۔لیکن لڑکی سے پوچھے بغیر اسکے مال کو اپنے تصرف میں لانا اور اپنا ہی سمجھ لینا پھر اس کو کبھی بھی نہ دینا یا اوپر کے دل سے جھوٹی معافی کرالینا، یہ حلال نہیں ہے۔

بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ صاحب شادی میں جو ہم نے خرچ کیا ہے اس کے عوض یہ رقم ہم نے وصول کرلی۔یا جہیز میں لگادی۔حالانکہ والد یا کوئی ولی رواجی اخراجات کرتا ہے۔عموماً یہ سب کچھ نام کے لئے ہوتا ہے۔اور بہت سے کام شریعت کے خلاف بھی ہوتے ہیں۔گانا بجانا اور طوائف کے ناچ رنگ ہوتے ہیں۔جہیز بھی دکھاوے کے لئے دیا جاتا ہے اور وہ چیزیں جہیز میں دی جاتی ہیں جو زندگی بھر کبھی کام نہ آئیں۔سب جانتے ہیں کہ خلاف شرع اور دکھلاوے کے لئے تو اپنا مال خرچ کرنا بھی حرام ہے۔پھر بے زبان لڑکی کا مال اس طرح خرچ کرنا کیسے حلال ہوسکتا ہے

besturdubooks.wordpress.com

؟جو کچھ خرچ کریں موافق شرع خرچ کریں۔اور وہ بھی اپنے مال سے۔نہ کہ لڑکی کے مہر سے۔اس کے مال سے خرچ کرنا بلا اس کی اجازت کے ظلم ہے۔اس سے پوچھے تک نہیں۔اور اس کا مال اڑا دیتے ہیں۔

اگر کوئی صاحب یہ کہیں کہ وہ خاموش رہتی ہے۔یہی اجازت ہے۔تو یہ کہنا صحیح نہیں ہے ۔رواجی خاموشی مالیات کے بارے میں معتبر نہیں ہے۔اس کی رقم اس کو دے دو اور اس پر کسی قسم کا جبر نہ ہو اور بدنامی اور رواج کا ڈر نہ ہو پھر وہ خوشی سے جو کچھ آپ کو دے دیں اس کو اپنا سمجھ سکتے ہیں۔

اور یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ شرعاً شادی میں کوئی خرچہ نہیں ہے۔ایجاب وقبول سے نکاح ہوجاتا ہے اس کے بعد رخصت کردو۔سواری کا خرچ شوہر دے گا جو اپنی بیوی کو لے جائے گا۔لڑکی یا اس کے ولی کے ذمہ کچھ بھی خرچ نہیں آتا۔رواجی بکھیڑوں اور نام ونمود کے قصوں نے خلاف شرع کاموں پر لگا رکھا ہے۔

یوں کہنے والے بھی ملتے ہیں کہ ہم نے پیدائش سے لے کر آج تک خرچ کیا ہے وہ ہم نے وصول کرلیا۔یہ بھی جاہلانہ جواب ہے کیونکہ شرعاً آپ پر اس کی پرورش واجب تھی اس لئے آپ نے اپنا واجب ادا کیا۔جس کی ادائیگی اپنے مال سے واجب تھی۔اس کا عوض وصول کرنا خلاف شرع ہے بلکہ خلاف محبت ہے۔اور خلاف شفقت بھی ہے۔گویا جو کچھ آپ اس کی پرورش پر خرچ کرتے آئے ہیں وہ ایک سودے بازی ہے۔اور ہے بھی بلا حساب جس کی لکھا پڑھی کچھ نہیں۔پندرہ بیس سال خرچ کر کے اس کے مال سے وصول کرلیں گے۔ادھار خرچ کر کے بعد میں وصول کرلینا یہ تو غیر بھی کردیتے ہیں۔آپ نے اپنی اولاد کے ساتھ کونسا سلوک کیا ہے؟

بغیر بلائے کسی دعوت میں پہنچ کر کھانا کھالینا حلال نہیں ہے۔اگر مروت اور لحاظ کی وجہ سے کوئی منع نہ کرے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔اس خاموشی کو اجازت سمجھ لینا صریح غلطی ہے اور خود فریبی ہے۔اگر کوئی شخص چار آدمی بلائے اور پانچواں بھی ساتھ چلا جائے اور صاحب خانہ لحاظ میں کچھ نہ کہے۔تو زائد آدمی کا کھالینا حرام ہے۔

عموماً رواج ہے کہ کسی کے مرجانے پر اس کے مال سے فقراء ومساکین کی دعوت کرتے ہیں اور اس کے کپڑے وغیرہ خیرات کی نیت سے دے دیتے ہیں۔حالانکہ ترکہ تقسیم کئے بغیر ایسا

besturdubooks.wordpress.com

کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اول تو سب وارث بالغ نہیں ہوتے اور جو بالغ ہوں ان سب کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ان میں بہت سے سفر میں یا ملازمتوں پر پردیس میں ہوتے ہیں۔مشترکہ مال میں سب کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا درست نہیں ہے اور رسمی طور پر رواجی اجازت کا اعتبار نہیں ہے۔مال تقسیم کر کے ہر ایک وارث کا حصہ اس کے حوالہ کر دو۔ پھر وہ اپنی خوشی سے جو چاہے ایصال ثواب کے لئے شریعت کے مطابق بلا ریاکاری کے خرچ کر دے۔

اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لے کہ نابالغ کی اجازت شرعاً معتبر نہیں ہے اگرچہ وہ اپنے نفس کی خوشی سے اجازت دے دے۔

ہمارے ایک استاذ ایک تحصیلدار کا قصہ سناتے تھے کہ جب وہ حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ سے مرید ہوئے اور دینی حالت سدھرنے لگی اور آخرت کی فکر نے ادائیگی حقوق کی طرف متوجہ کیا تو انہوں نے اپنے زمانہ تعیناتی میں رشوتیں لی تھیں ان کو یاد کیا اور حساب لگایا، عموماً متحدہ پنجاب کی تحصیلوں میں وہ تحصیلداری پر مامور رہے تھے۔انہوں نے تحصیلوں میں جا کر مقدمات کی فائلیں نکلوائیں اور ان کے ذریعہ مقدمات لانے والوں کے پتے لئے۔ پھر گاؤں گاؤں ان کے گھر پہنچے اور بہت سوں سے معافی مانگی اور بہت سوں کو نقد رقم دے کر سبکدوشی حاصل کی۔ان تحصیل دار صاحب سے ہمارے استاذ محترم کی خود ملاقات ہوئی تھی۔اور انہوں نے اپنا یہ واقعہ ان کو خود سنایا تھا۔

ممکن ہے کہ بعض حضرات یہ سوال کریں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے حقوق تو مار لئے۔اور جو ہونا تھا ہو چکا اب ان کے پاس پیسے نہیں لہٰذا حقوق کس طرح ادا کریں اور بہت سے لوگوں کے پاس پیسے تو ہیں لیکن اصحاب حقوق یاد نہیں اور تلاش کرنے سے بھی نہیں مل سکتے ان کے پہنچانے کا کوئی راستہ نہیں مل سکتا۔ان کو پہنچانے کا کوئی راستہ نہیں اب یہ لوگ کیا کریں۔

اس کے بارے میں عرض ہے کہ اللہ کی شریعت میں اس کا حل بھی موجود ہے۔اور وہ یہ کہ جو اصحاب حقوق معلوم ہیں ان سے جا کر یا بذریعہ خطوط معافی مانگیں اور ان کو بالکل خوش کر دیں جس سے اندازہ ہو جائے کہ انہوں نے حقوق معاف کر دیئے اگر وہ معاف نہ کریں تو ان سے مہلت لے لیں اور تھوڑا تھوڑا کما کر اور آمدنی سے بچا کر ادا کریں اور اگر ادائیگی سے پہلے ان میں

besturdubooks.wordpress.com

فوت ہوجائے تو اس کی اولاد کو باقی ماندہ حق پہنچا دیں۔

اہل حقوق میں سے جو لوگ زندہ ہوں لیکن ان کا پتہ معلوم نہ ہو تو ان کی طرف سے ان کے حقوق کے بقدر مسکینوں کو صدقہ دے دیں۔ جب تک ادائیگی نہ ہو صدقہ کرتے رہیں اور تمام حقوق والوں کے لئے خواہ مالی حقوق ہوں خواہ آبرو کے حقوق ہوں۔ بہرحال دعائے خیر اور استغفار ہمیشہ پابندی سے کریں۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہ نے اپنی آپ بیتی میں لکھا ہے کہ حضرت حکیم الامت قدس سرہ کے والد کی دو بیویاں تھیں اپنے والد کی وفات کے بعد انہیں خیال آیا کہ ان دو بیویوں کے مہر ادا نہیں ہوئے تھے دونوں بیویاں بھی وفات پا چکی تھیں حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے ان کے رشتہ داروں کا پتہ چلایا اور ان میں سے جس جس کو میراث پہنچ سکتی تھی سب کو ان کا حق پہنچایا ان میں جو وفات پا گئے تھے۔ ان کی اولاد کو تلاش کیا اور حق دیا ان میں سے ایک بیوی کاندھلہ میں تھیں ان کے کسی عزیز کے حساب میں دو پیسے نکلتے تھے حضرت والا نے مجھے (یعنی حضرت شیخ کو) وکیل بنایا تاکہ ان کا حق پہنچاؤں۔ اصل بات یہ ہے کہ عام طور سے آخرت کی فکر ہی نہیں رہی۔ دل کی لگی بری ہوتی ہے اگر فکر ہو جائے جسے واقعی فکر کہتے ہیں اور دوزخ کی آگ کا فکر ہو جائے تو نیند ہی نہ آئے جب تک کہ حقوق العباد ادا نہ کر دے۔ فکر تو بعد کی بات ہے یقین ہی کچا ہے جو یقین کہنے کے لائق نہیں اس لئے حقوق کی ادائیگی اور ادائیگی فرض وواجبات اور اجتناب محرمات کی طرف توجہ نہیں۔ وباللہ التوفیق۔

بعض ایسے امور ہیں جس سے عموماً لوگ غفلت برتتے ہیں۔

☆ جس کسی نے اپنا مال تھوڑا ہو یا بہت، خواہ کسی بھی جنس سے ہو، کسی کے پاس حفاظت کے لئے رکھ دیا۔ یہ مال اس کے پاس امانت ہے۔ اسے خوب اچھی طرح حفاظت سے رکھے۔ اور امانت رکھنے والا جب مانگے تو دے دے۔ اگر دینے سے انکار کر دیا اور وہ ہلاک ہوگئی تو اس کا ضمان لازم ہوگا۔

☆ امانت کی چیز اگر خرچ کر لے یا ہلاک کر دے تب بھی ضمان لازم ہوگا۔

☆ اگر کوئی چیز کسی سے عاریۃً (مانگنے کے طور پر) لی۔ پھر ہلاک کر دی تو اس کا بھی ضمان لازم

besturdubooks.wordpress.com

ہوگا۔

☆ اگر کوئی مہمان یا گاہک گھر یا دکان پر اپنی کوئی چیز بھول جائے تو وہ امانت ہے۔اس کا خرچ کر لینا جائز نہیں ۔صاحب مال کے آنے کا انتظار کرے اور آنے جانے والوں سے تلاش بھی کروائے اور پتہ چلوائے کہ شخص کہاں ہے۔جب ناامیدی ہو جائے تو اس کی طرف سے صدقہ کر دے لیکن اگر کبھی وہ آ گیا اور صدقہ پر راضی نہ ہو تو اس کی قیمت ادا کرنا واجب ہوگا۔اور صدقہ اپنی طرف سے ہو جائے گا۔

☆ اگر کوئی شخص کوئی گری پڑی چیز کہیں پالے تو مالک کو پہنچانے کی نیت سے اٹھا سکتا ہے اور اگر ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اٹھانا واجب ہے۔اٹھا لینے کے بعد اعلان کرے کہ کسی کی کوئی گری پڑی چیز ہو تو لے لے۔جس جگہ چیز ملی ہے اس کے قریب جو آبادیاں ہوں ان میں اعلان کرے اور اتنے عرصہ اعلان کرے کہ یقین ہو جائے کہ مالک نہیں آئے گا۔اس کے بعد مالک کی طرف سے مستحقین زکوٰۃ کو صدقہ کر دے۔اگر خود صاحب نصاب نہیں تو اپنے اوپر بھی خرچ کر سکتا ہے لیکن ہر صورت میں اگر صاحب مال آ گیا تو مال کی قیمت ادا کرنا لازم ہوگا۔اور صدقہ کا ثواب صدقہ کرنے والوں کو مل جائے گا۔جب کوئی چیز اٹھائے تو گواہ بنالے کہ حفاظت کرنے کے لئے اور مالک تک پہنچانے کے لئے اٹھا رہا ہوں۔اگر اس جگہ گواہ نہ ملیں تو آبادی میں پہنچ کر گواہ بنالے کہ یہ چیزیں مالک پہنچانے کے لئے اٹھا لایا ہوں۔اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ لوگ چوری کرنے یا غصب کرنے کی تہمت نہ رکھیں گے۔اگر کوئی ایسی چیز ملی یا کوئی شخص دکان یا گھر پر چھوڑ کر چلا گیا تو زیادہ دیر باقی نہیں رہ سکتی۔جب خراب ہونے لگے تو اس کو صدقہ کر دے۔زیادہ انتظار کی ضرورت نہیں۔البتہ اس سے پہلے اعلان جاری رکھے۔

☆ اگر کوئی شخص قرض دے کر بھول جائے یا لحاظ کی وجہ سے طلب نہ کرے۔یا گواہ نہ ہونے کی وجہ سے دعویٰ نہ کر سکے۔یا کسی بھی طرح کسی کی کوئی چیز اپنے قبضہ میں آجائے اور صاحب مال کو اس کا علم نہ ہو تب بھی اس کا پہنچانا اور ادا کرنا واجب ہے۔

☆ حکومتوں کے قانون کی آڑ میں کسی کا حصہ میراث دبا لینا حرام ہے۔نیز جسے شرعاً حصہ نہ پہنچتا ہوں اس کو کسی حکومت کے قانون کی وجہ سے حصہ لینا بھی حرام ہے۔مثلاً پوتے کو چچا کی

besturdubooks.wordpress.com

موجودگی دادا کی میراث شرعاً نہیں پہنچتی مگر جو حکومتیں شریعت کے خلاف چلتی ہیں وہ دلا دیتی ہیں ان کے دلا دینے سے لے لینا حلال نہیں ہوگا۔

☆ اگر کوئی شخص وفات پا گیا اور اس کا کوئی قرض کسی کی طرف ہے یا مرنے والے کا اور کوئی مال کسی طرح قبضہ میں آیا ہوا ہے۔ مثلاً اس نے امانت رکھی تھی یا چوری کر کے اس کا مال لے لیا تھا۔ تو اسکے وارثوں تک اس کا پہنچانا فرض ہے جیسا کہ اس کی زندگی میں خود اس کو دینا فرض تھا۔

☆ اوقاف کے مال اور عمارت سب امانت ہوتے ہیں۔ وقف کرنے والوں کی شرطوں کے خلاف تصرف کرنا خیانت ہے بہت سے لوگ جن کا اوقاف پر قبضہ ہوتا ہے ایسے لوگوں پر بھی اوقاف کا مال خرچ کر دیتے ہیں۔ جن پر واقف کی شرائط کے اعتبار سے خرچ کرنا جائز نہیں ہوتا۔ یا اپنے ملنے والوں کو شرائط کے خلاف اوقاف کی عمارتوں میں ٹھہرا دیتے ہیں یا ان کو مختصر سے کرایہ پر دے دیتے ہیں۔ یہ سب حرام ہے اور خیانت ہے۔

☆ بعض لوگوں کے پاس وقف کا مکان کرایہ پر ہوتا ہے اور وہ پرانا کرایہ دیتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ہر دور میں وہی کرایہ دینا لازم ہے جو مکان کے مناسب حال ہو۔ اگر وقف کا ذمہ دار اس میں رعایت کرے یا چشم پوشی کرے تب بھی کم کرایہ پر اکتفا کرنا حلال نہیں ہے۔ یہ دیکھ لیں کہ اس طرح کا مکان اگر کسی کی ملکیت میں ہوتا تو وہ کتنے کرایہ پر ملتا۔ اسی کے موافق کرایہ پر دیں۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ ایک سال سے زیادہ کے لئے وقف کی زمین کرایہ پر دینا جائز نہیں۔

(از اصلاحی مقالات)

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ

besturdubooks.wordpress.com

ہدایات نمبر۲

کچھ ہدایات والدین کے حقوق سے متعلق

والدین کی خدمت کی اہمیت

بچہ جب چھوٹا ہوتا ہے ماں باپ اس کی ہر طرح سے دیکھ بھال کرتے ہیں، اس کی گندگیاں صاف کرتے ہیں، بچے کی چھوٹی موٹی باتوں کو برداشت کرتے ہیں، اسکی دینی و دنیاوی تربیت کرتے ہیں۔ جو بچہ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہوسکتا اس کو وقت کے ساتھ ساتھ زندگی گزارنے کا ڈھنگ اور سلیقہ سکھاتے ہیں۔ اب ایک وقت آتا ہے بچے کے کہنے پر اس کی شادی کراتے ہیں یہاں سے اس نوجوان اور اس کی بیوی کو بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اب وقت کے ساتھ ساتھ بیٹا جو وقت ماں کو دیتا تھا اب وہ وقت بیوی کو دیتا ہے۔ بیوی کے لئے سوٹ خریدتا ہے ماں کے لئے نہیں، بیوی کے لئے فریج میں فروٹ بھرتا ہے، ماں کے لئے نہیں یہاں سے لڑائی جھگڑے شروع ہوتے ہیں اور جب بھی شوہر کام کاج اور رزق حلال کی تلاش میں گیا پیچھے سے ساس اور بہو چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑتے ہیں۔ آخر روز روز کے جھگڑوں سے تنگ آکر بیٹا ماں سے الگ ہوجاتا ہے۔ دین اسلام ماں سے الگ رہنے سے منع نہیں کرتا۔ الگ رہنے ہی میں خیر ہے لیکن بیوی کے کہنے پر اپنے ماں باپ کی خدمت نہ چھوڑیں ان کی دعائیں لیں ان کو تنگ نہ کریں۔ کیونکہ ماں باپ آپ کے ہیں آپ کی بیوی کے نہیں۔ بلکہ روزانہ اپنی وسعت کے مطابق ماں باپ اور اپنے چھوٹے بہن بھائیوں اور دادا دادی کے لئے کچھ نہ کچھ تحفہ ہدیہ لیکر جائیں اور ان کی خدمت کریں اس سے ماں باپ کے دلوں میں آپ کی محبت بڑھے گی اور اللہ سے خوب دعائیں مانگیں!...... اے اللہ مجھے والدین کے سارے حقوق پورے کرنے والا بنادے آمین۔ چنانچہ قرآن اور حدیث میں والدین کا کیا مقام ہے آنے والی سطروں میں مختصراً ملاحظہ فرمائیے۔

besturdubooks.wordpress.com

بوڑھے والدین اور بیٹے کی ذمہ داری

قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے جس کا ترجمہ ہے کہ اگر وہ (یعنی ماں باپ) تیرے سامنے (یعنی تیری زندگی میں) بڑھاپے کو پہنچ جائیں، چاہے ایک ان میں سے پہنچے یا دونوں (اور بڑھاپے کی بعض باتیں جوانوں کو گراں ہونے لگتی ہیں اور اس وجہ سے اگر ان کی کوئی بات تجھے گراں لگے) تب بھی ان سے کبھی ''اُف'' بھی مت کرنا، اور ان سے جھڑک کر بھی بات نہ کرنا، ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت اور انکساری کے ساتھ جھکے رہنا، اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے ہمارے پروردگار! تو ان پر رحمت کر جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے (اور صرف ظاہرداری ہی نہیں بلکہ دل سے ان کا احترام کرنا) تمھارا رب تمھارے دل کی بات کو خوب جانتا ہے اگر تم سعادت مند ہو (اور غلطی سے کوئی بات اگر خلاف ادب سرزد ہو جائے اور تم توبہ کرلو) تو توبہ کرنے والے کی خطائیں بڑی کثرت سے معاف کرنے والا ہے۔'' (سورہ بنی اسرائیل) حضرت مجاہدؒ سے ان کی تفسیر سے نقل کیا گیا ہے کہ اگر وہ بوڑھے ہو جائیں اور تمہیں ان کا پاخانہ پیشاب دھونا پڑ جائے تو کبھی اف نہ کرو، جیسا کہ وہ بچپن میں بھی تمھارا پیشاب پاخانہ دھوتے رہے ہیں۔

ماں باپ کے احسانات بے شمار ہیں

اسلام میں اللہ اور رسول کے بعد سب سے زیادہ اونچا درجہ ماں کا ہے۔ اسلام نے ماں اور باپ دونوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے، اور ان کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اس لئے کہ انسان پر دونوں ہی کے احسانات ہیں۔ لیکن قرآن اور حدیث میں ماں کے احسانات کو نمایاں کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد پاک ہے: ''ہم نے انسان کو تاکید کی کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا، اور دو سال میں اس کا دودھ چھوٹا۔ حکم دیا تاکہ میرا تم شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی شکر بجالا۔ میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے۔''

ایک اور جگہ پر ارشاد پاک ہے کہ ''ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کریں۔ اس کی ماں نے تکلیف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور تکلیف اٹھا کر اسے جنا۔ اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے۔'' (سورۃ الاحقاف)

besturdubooks.wordpress.com

بچے کی نگہداشت، پرورش، خدمت اور تعلیم وتربیت وغیرہ میں ماں کے ساتھ باپ بھی شریک ہوتا ہے۔لیکن حمل، وضع حمل اور رضاعت کی تکلیف تنہا ماں برداشت کرتی ہے۔نو ماہ تک حمل کا بوجھ اٹھانا ،موت وحیات کی کشمکش سے گزر کر بچے کو جنم دینا اور پھر اپنے خون کو دودھ بنا کر اپنے بچے کو پلانا اور اس پورے عرصے میں سخت احتیاط کی زندگی گزارنا آسان نہیں ہے۔اس صعوبت کے برداشت کرنے میں باپ اس کا شریک ہوتا ہے۔اس لئے اس کا احسان باپ سے بھی زیادہ ہے۔

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم احادیث کی روشنی میں

احادیث میں ماں کی خدمت، اطاعت اور اس کے ساتھ حسن سلوک کی طرف مختلف پہلوؤں سے توجہ دلائی گئی ہے۔یہاں بعض پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے!......رسول اللہ ﷺ نے باپ کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔لیکن ماں کے ساتھ حسن سلوک پر اس سے بھی زیادہ زور دیا ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ ”میں آدمی کو اس کی ماں کے بارے میں تاکید کرتا ہوں، میں آدمی کو اس کی ماں کے بارے میں تاکید کرتا ہوں، میں آدمی کو اس کی ماں کے بارے میں تاکید کرتا ہوں، میں آدمی کو اس کے باپ کے بارے میں تاکید کرتا ہوں۔“ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ”میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ !عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے شوہر کا، میں نے پوچھا مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی ماں کا۔“ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ باپ کے مقابلے میں ماں کمزور ہے،اس لئے حضور ﷺ نے اس کے ساتھ حسن سلوک کی زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ہوسکتا ہے کہ یہ بات بھی ہو،لیکن اصل وجہ یہ ہے کہ ماں کے احسانات باپ سے زیادہ ہیں،اور وہ فی الواقع اس کی مستحق ہے کہ اس کی طرف زیادہ توجہ دی جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے دس معصیتوں کا ذکر فرمایا ہے اور کہا ہے کہ جب میری امت ان کا ارتکاب کرنے لگے تو اس پر مصیبتوں اور عذاب کا نزول شروع ہوجائے گا۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ ”آدمی اپنی بیوی کی بات مانے گا،اور ماں کی نافرمانی کرے گا۔دوست کے ساتھ اچھا رویہ اختیار کرے گا اور باپ کے ساتھ اس کا رویہ سخت ہوگا۔“ اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کے حقوق پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

besturdubooks.wordpress.com

ہدایات نمبر۳

کچھ ہدایات اولاد کے حقوق سے متعلق

اولاد اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ ہر خاوند اور ہر بیوی کا یہ فرض ہے کہ وہ اس عظیم نعمت کیلئے اللہ تعالیٰ کے شکر گذار ہوں ۔اولاد خاوند اور بیوی کے مابین تعلقات کی بنیاد کو مضبوط تر بنا دیتی ہے۔ کیونکہ وہ ان دونوں کی محبت کا مرکز بنتی ہے ۔چونکہ اولاد نے وراثت کا مالک اور خاندانی تشخص کی علامت بننا ہوتا ہے ۔اس لئے اس کی صحیح پرورش اور تعلیم کی طرف مکمل توجہ دینا دیگر تمام امور کی نسبت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اولاد کی صحیح پرورش میں اس کو اچھی خوراک اور اچھے لباس کی سہولتوں سے نوازنا ماں باپ کا اولین فرض ہوتا ہے۔ اچھی خوراک اور صاف ستھرا لباس بچے یا بچی کی صحت و تندرستی کیلئے انتہائی اہمیت رکھتے ہیں ۔ماں باپ کو جیسے مالی وسائل حاصل ہوں ان کے مطابق اولاد کی پرورش کرنا ہی ان کا فریضہ ہے۔ قلیل آمدنی والے افراد اگر سوجھ بوجھ سے کام لیں تو ایسی خوراک کو اپنے دستر خانوں کا حصہ بنا سکتے ہیں ۔جو اگرچہ سستی ہوتی ہیں مگر قوت اور وٹامن کی کثرت سے بھرپور ہوتی ہے اسی طرح سادہ مگر اچھا اور صاف ستھرا ایسا لباس تیار کریں جو بے شک سستا ہو لیکن اپنے ڈیزائن کی نسبت سے دلپذیر ہو۔ جو بچہ جس قدر زیادہ صحت مند اور توانا ہوگا ۔اسی قدر اس میں مدافعت کی بنا پر بہت جلدی تندرست ہو جائے گا۔ وہ بچے جن کی صحت و تندرستی اور خوراک لباس کی طرف مناسب توجہ نہیں دی جاتی ۔عموماً بیمار رہتے ہیں۔ اور ماں باپ کیلئے پریشانی کا موجب بنے رہتے ہیں۔ صحت مند بچے کا دماغ بھی صحت مند ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی سوچ بھی مضبوط اور مثبت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحت مند بچے تعلیم کے میدان میں بہت جلد کامیابیاں حاصل کرتے ہیں ۔جبکہ بیمار رہنے والے اور کمزور بچے تعلیمی شعبے میں پیچھے رہ جاتے ہیں ۔اور ان کے حصے میں عموماً ناکامیاں آتی ہیں ۔جس طرح بچے کی صحت و تندرستی جسمانی اور دماغی صلاحیت کا اعلیٰ ہونا ضروری ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

اسی طرح اس کی تعلیم وتربیت کا صحیح اہتمام کرنا ضروری اور اہم ہے۔ یہ ایک بڑا ہی سچا مقولہ ہے کہ بچے کی اولین تربیت گاہ اس کی ماں کی گود ہوتی ہے اس مقولے کی سچائی کا بہت بڑا ثبوت یہ ہے کہ ماں کی گود سے بچہ جو کچھ سیکھتا ہے اسکا اثر ساری زندگی اسکے دل ودماغ پر رہتا ہے اور ماں کی گود سے جس قسم کی تربیت لے کر وہ اسکول جاتا ہے وہ اس کی کامیابیوں میں سب سے زیادہ معاون ثابت ہوتی ہے اس لئے ماں کا فرض ہے کہ وہ اسکول بھیجنے سے پہلے بچے کو زیادہ سے زیادہ بہتر انداز سے اخلاق سکھلائے اچھی گفتگو کرنے کا سلیقہ بتائے۔ لڑائی جھگڑے سے بچنے کی تلقین کرے اور جس طرح وہ اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ پیار سے رہ رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح اسے اپنے اسکول کے ہمجولیوں سے ملنے جلنے کے پسندیدہ طور طریقے اپنانے کی طرف توجہ دلائے۔ اس کی طرف جتنی زیادہ توجہ ابتداء میں دیں گے۔ وہ بچے کی آئندہ کامیابیوں میں آپ کی فکرمندی کو کم کردے گی اور اسکول سے کالج تک اور کالج سے یونیورسٹی تک اس میں ایک تسلسل اور روانی رہے گی اور جب تعلیم سے فارغ ہوکر وہ کارزار زندگی میں داخل ہوگا تو عقل وشعور میں اس کی پختگی اسے دوسروں میں ممتاز بنانے اور اعلیٰ مقام دلانے میں معاون ثابت ہوگی۔ اس کی زندگی کا یہ وہ مقام ہوگا جو آپ کیلئے بحیثیت باپ، اس کی ماں اور خاندان کے تمام رشتے داروں کے لئے باعث عزت اور باعث وقار ہوگا۔ آج کے دور میں بچہ ہو یا بچی دونوں کی تعلیم و تربیت کی طرف یکساں توجہ دینا ضروری بن گیا ہے۔ ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ یہ دور تعلیم کا دور ہے اور تعلیمی سہولتیں حاصل ہیں، علوم ظاہری اور باطنی کے ساتھ ساتھ سائنس نے بے پناہ ترقی کرلی ہے۔ جس کی وجہ سے بے پناہ اور بے اندازہ نئی تبدیلیاں آئی ہیں۔ ان سب سے کما حقہ واقفیت حاصل کرنا آج کی اہم ضرورت بن گیا ہے۔ اس لئے لڑکا ہو یا لڑکی تعلیم وتربیت کے سلسلے میں وہ یکساں آپ کی توجہ کی محتاج ہیں لڑکیوں کے لئے جا بجا بنات کے مدرسے شروع ہوگئے ہیں جو کہ بچیوں کے لئے بہت حد تک مفید اور کارآمد ہیں۔

یاد رکھئے تعلیم انسانی زندگی کو سنوارتی اور نکھارتی ہے۔ وقار بلند کرتی ہے۔ اس لئے ہر خاوند اور ہر بیوی کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی پرورش کے ساتھ ساتھ ان کو اچھی تعلیم دلانے کیلئے ہر ممکن کوشش بروئے کار لائیں، تا کہ وہ معاشرے میں اچھا مقام حاصل کرے اور ملک وقوم کیلئے بھی مفید ثابت ہو۔

besturdubooks.wordpress.com

ہدایات نمبر۴

کچھ ہدایات بیوی کے حقوق سے متعلق

شوہر بیوی کے حقوق کا خیال رکھے

میاں بیوی کی خوشگوار زندگی بسر ہونے کے لئے جس طرح عورتوں کو مردوں کے جذبات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اسی طرح مردوں کو بھی لازم ہے کہ عورتوں کے جذبات کا خیال رکھیں، ورنہ جس طرح مرد کی ناراضگی سے عورت کی زندگی جہنم بن جاتی ہے، اسی طرح عورت کی ناراضگی بھی مردوں کے لئے وبال جان ہو جاتی ہے۔

☆ مرد کو چاہیئے کہ کبھی بھی اپنی عورت کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی خوبیوں کا ذکر نہ کرے، ورنہ بیوی کو فوراً ہی بدگمانی اور یہ شبہ ہو جائے گا کہ شائد میرے شوہر کا اس عورت سے کوئی نہ کوئی تعلق ہے۔

☆ مرد بلاشبہ عورت پر حاکم ہے۔ لہٰذا مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ بیوی پر اپنا حکم چلائے، مگر پھر مرد کے لئے ضروری ہے کہ اپنی بیوی سے کسی ایسے کام کی فرمائش نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو یا وہ اس کام کو انتہائی ناپسند کرتی ہو۔

☆ مرد کو چاہیئے کہ عورت کی غلطیوں پر اصلاح کے لئے روک ٹوک کرتا رہے۔ کبھی سختی اور غصہ کے انداز اور کبھی محبت اور پیار اور ہنسی خوشی کے ساتھ بات چیت کرے۔

☆ شوہر کو یہ بھی چاہیئے کہ سفر میں جاتے وقت اپنی بیوی سے انتہائی پیار و محبت کے ساتھ ہنسی خوشی سے ملاقات کر کے مکان سے نکلے اور سفر سے واپس ہو کر کچھ نہ کچھ سامان بیوی کے لئے ضرور لائے اور بیوی سے یہ کہے کہ یہ خاص تمہارے ہی لئے لایا ہوں۔ شوہر کی اس ادا سے عورت کا دل بڑھ جائے

besturdubooks.wordpress.com

گا۔

☆ عورت اگر میکہ سے کوئی چیز لا کر یا خود بنا کر پیش کرے تو مرد کو چاہیئے کہ اگر چہ وہ چیز بالکل ہی گھٹیا درجے کی ہو۔مگر اس پر خوشی کا اظہار کرے اور نہایت ہی تپاک اور انتہائی چاہ کے ساتھ اس کو قبول کرے اور چند الفاظ تعریف کے بھی عورت کے سامنے کہہ دے تا کہ عورت کا دل بڑھ جائے اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے۔

☆ عورت اگر بیمار ہو جائے تو شوہر کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ عورت کی غم خواری اور تیمارداری میں ہرگز ہرگز کوتاہی نہ کرے، بلکہ اپنی دلداری ودلجوئی اور بھاگ دوڑ سے عورت کے دل پر یہ نقش بٹھا دے کہ میرے شوہر کو مجھ سے بے حد محبت ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت شوہر کے اس احسان کو یاد رکھے گی ،اور وہ بھی شوہر کی خدمت گزاری میں اپنی جان لڑا دے گی۔

☆ شوہر کو چاہیئے کہ اپنی بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کرے۔گھریلو معاملات اس کے سپرد کر دے،تا کہ بیوی اپنی حیثیت کو پہچانے اور اس میں خود اعتمادی پیدا کرے اور وہ نہایت ہی دلچسپی اور کوشش کے ساتھ گھریلو معاملات کے انتظام کو سنبھالے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں اور محافظ ہے اور اس معاملہ میں عورت سے قیامت میں خداوند قدوس پوچھ گچھ فرمائے گا۔

☆ عورت کا اس کے شوہر پر ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر کے بستر کی راز والی باتوں کو دوسروں کے سامنے بیان نہ کرے۔ بلکہ اس کو راز بنا کر اپنے دل ہی میں رکھے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک بدترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے تو پھر اس کی پردہ کی باتوں کو لوگوں پر ظاہر کرے اور اپنی بیوی کو دوسروں کی نگاہوں میں رسوا کرے۔

☆ شوہر کو چاہیئے کہ بیوی کے سامنے آئے تو میلے کچیلے گندے کپڑوں میں نہ آئے، بلکہ بدن اور لباس وبستر وغیرہ کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھے۔ کیونکہ شوہر جس طرح یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے۔اسی طرح عورت بھی یہ چاہتی ہے کہ میرا شوہر میلا کچیلا نہ رہے۔ لہٰذا میاں بیوی دونوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے جذبات واحساسات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔رسول اللہ ﷺ کو اس بات سے سخت نفرت تھی **کہ آدمی میلا کچیلا** بنا رہے اور اس کے بال الجھے رہے۔

besturdubooks.wordpress.com

☆ عورت کا اس کے شوہر پر یہ بھی حق ہے کہ عورت کی نفاست اور بناؤ سنگھار کا سامان یعنی صابن، تیل، کنگھی، مہندی، خوشبو وغیرہ فراہم کرتا رہے، تاکہ عورت اپنے آپ کو صاف ستھری رکھ سکے اور بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے۔

☆ شوہر کو چاہیئے کہ معمولی معمولی، بے بنیاد باتوں پر اپنی بیوی کی طرف سے بدگمانی نہ کرے، بلکہ اس معاملہ میں ہمیشہ احتیاط اور سمجھداری سے کام لے۔ یاد رکھو کہ معمولی شبہات کی بناء پر بیوی کے اوپر الزام لگانا یا بدگمانی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

☆ اگر میاں بیوی میں کوئی اختلاف یا کشیدگی پیدا ہو جائے تو شوہر پر لازم ہے کہ طلاق دینے میں ہرگز ہرگز جلدی نہ کرے، بلکہ اپنے غصہ کو ضبط کرے اور غصہ اتر جانے کے بعد ٹھنڈے دماغ سے سوچ بچار کر اور لوگوں سے مشورہ لے کر یہ غور کرے کہ کیا میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر بناؤ اور نباہ کی کوئی شکل نکل آئے تو ہرگز ہرگز طلاق نہ دے۔ کیونکہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حلال چیزوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

☆ اگر خدانخواستہ ایسی سخت ضرورت پیش آجائے کہ طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے کی اجازت ہے۔ ورنہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔

☆ اگر کسی کے پاس دو بیویاں یا اس سے زیادہ ہوں تو اس پر فرض ہے کہ تمام بیویوں کے درمیان عدل اور برابری کا سلوک اور برتاؤ کرے، کھانے، پینے، مکان، سامان، روشنی۔ بناؤ سنگھار کی چیزوں غرض تمام معاملات میں برابری برتے۔ اسی طرح ہر بیوی کے پاس رات گزارنے کی باری مقرر کرنے میں بھی برابری کا خیال ملحوظ رکھے۔ یاد رکھو کہ اگر کسی نے اپنی تمام بیویوں کے ساتھ یکساں اور برابر سلوک نہیں کیا تو وہ حق العباد میں گرفتار اور عذاب جہنم کا حقدار ہوگا۔

☆ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''جس شخص کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے درمیان عدل اور برابری کا برتاؤ نہیں کیا تو وہ قیامت کے دن میدانِ محشر میں اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کا آدھا بدن مفلوج (فالج لگا ہوا) ہوگا۔ اگر بیوی کے کسی قول و فعل، بدگوئی، بداخلاقی، سخت مزاجی، زبان درازی وغیرہ سے شوہر کو کبھی کچھ اذیت اور تکلیف پہنچ جائے تو شوہر کو چاہیئے کہ صبر و تحمل اور

besturdubooks.wordpress.com

برداشت سے کام لے۔ کیونکہ عورتوں کا ٹیڑھا پن ایک فطری چیز ہے۔

☆ شوہر کو چاہیئے کہ عورت کے اخراجات کے بارے میں بہت زیادہ بخیلی اور کنجوسی نہ کرے، نہ حد سے زیادہ فضول خرچی کرے۔ اپنی آمدنی کو دیکھ کر بیوی کے اخراجات مقرر کرے۔ نہ اپنی طاقت سے بہت کم، نہ اپنی طاقت سے بہت زیادہ۔

☆ شوہر کو چاہیئے کہ اپنی بیوی کو گھر کی چاردیواری کے اندر قید کر کے نہ رکھے۔ بلکہ کبھی کبھی والدین اور رشتہ داروں کے یہاں آنے جانے کی اجازت دیتا رہے۔ اور اس کی سہیلیوں اور رشتہ داری والی عورتوں اور پڑوسنوں سے بھی ملنے جلنے پر پابندی نہ لگائے۔ بشرطیکہ ان عورتوں کے میل جول سے فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو اور اگر ان عورتوں کے میل ملاپ سے بیوی کے بدچلن یا بداخلاق ہو جانے کا خطرہ ہو تو ان عورتوں سے میل جول پر پابندی لگا دینا ضروری ہے اور یہ شوہر کا حق ہے۔

شوہر کے دینی واخلاقی فرائض

شوہر کا دائرہ عمل خاندان کی مادی ضروریات پوری کرنے تک محدود نہیں ہے۔ اسلام شوہر پر روحانی، اخلاقی اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داریاں بھی اسی طرح عائد کرتا ہے، بلکہ خوراک اور لباس کی فراہمی سے اسے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ مادی ضروریات انسان کی اس فانی دنیا میں عارضی حاجات ہیں جب کہ روحانی اور اخلاقی اقدار آخرت کی دائمی زندگی کے لئے کامیابی اور نجات کا ذریعہ ہیں اس لئے ایک شوہر اور باپ کے لئے اشد ضروری ہے کہ اپنے خاندان کی دینی اور روحانی تربیت کی طرف بھرپور توجہ دے۔ اس ذمہ داری کو صف اول پر جگہ دے۔

خاندان کی دینی، روحانی اور اخلاقی اقدار کی بالیدگی ایسے حقوق ہیں جو گھر کے سربراہ پر فرض ہیں اور ان کی عدم ادائیگی پورے خاندان کی بربادی کا سبب بن سکتی ہے۔ بڑی بدقسمتی ہے کہ موجودہ دور میں اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کو خیرباد کہہ دیا گیا ہے۔ اس یقین کے بعد کہ وہ اپنے خاندان کی مادی ضروریات کو احسن طریقے سے پورا کر رہا ہے وہ مطمئن ہو جاتا ہے۔ اس کی زندگی کا بیشتر حصہ دینوی تگ و دو میں صرف ہوتا ہے جو اکثر اوقات صرف بے سود ہی ثابت نہیں ہوتا بلکہ اخروی زندگی کے لحاظ سے تباہ کن بھی ثابت ہوتا ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

دینوی زندگی کے معیار کو بڑھانے اور بہتر کرنے کی جنونی خواہش شوہروں کو دولت کے پیچھے اندھا دھند بھاگنے کے لئے مجبور کر دیتی ہے جو اس کے خاندان کے لئے ناقابل تلافی زیاں کا سبب بنتا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ شوہر کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ خود کو اور اپنے اہل خانہ کو جہنم کی ہمیشگی کے عذاب سے بچائے، لیکن وہ اپنے اندر اس منصب کے احساس سے غافل ہے کہ وہ خاندان کا دینی پیشوا بھی ہے، بیوی اور بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کے فرض سے پہلو تہی کر کے اپنے خاندان کے لئے جہنم کا راستہ صاف کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کو اپنے خاندان کا حاکم مقرر کیا ہے۔ اس اعلیٰ منصب کے سبب شریعت نے اس پر اپنے خاندان کی دین کے راستے پر رہنمائی اور تربیت کا فرض سونپا ہے۔ اس پر یہ ذمہ داری زندگی بھر کے لئے ہے، زندگی کے کسی حصے میں اور کسی وقت بھی وہ اس سے پہلو تہی نہیں کر سکتا۔ یہ پاکیزہ ذمہ داری تمام اوقات پر محیط ہے۔ صبح آنکھیں کھولنے کے وقت سے لے کر رات تک جب سب گھر والے سونے کیلئے اپنے اپنے بستروں میں چلے جائیں۔ نیک بہی خواہ اور دانا حاکم سے یہ منصب اس امر کا متقاضی ہے کہ وہ ہر وقت ہوشیار اور چوکنا رہے اور اپنی تمام تر ذہنی صلاحیت، کوشش، وقت اور دولت کو اپنے خاندان کی فلاح و بہبود کے لئے صرف کرے۔

خاندان کی دینی اور روحانی کامیابی جس سے نہ صرف وہ آخرت میں جہنم کے عذاب سے بچ جائے گا بلکہ اس خدمت کے عوض اللہ تعالیٰ اس کے درجات بھی بلند فرمائے گا۔

شوہر اور والد کو حاکم مقرر کیا گیا ہے تاکہ وہ صراط مستقیم کی طرف اپنے خاندان کی رہنمائی کرے۔ اس کی برتر حیثییت اس امر کا تقاضہ کرتی ہے کہ وہ اپنے خاندان کی حفاظت کرے اور اس عظیم ذمہ داری سے کماحقہ عہدہ برآ ہو۔ گھر کے افراد کو نہ صرف کوئی جسمانی ایذا پہنچے بلکہ جنت کے راستہ میں جو دشمن اس کی گھات میں ہے اس سے صاف بچالے جائے۔ لاتعداد نفسانی خواہشات، روحانی ڈاکو اور بدمعاش اس کو بھٹکانے کی اپنی سی کوشش کریں گے۔ جنت کی راہ بڑی پرخار ہے جو برائیوں کی جھاڑیوں سے اٹی پڑی ہے۔ برائیاں جو دیکھنے میں بڑی پرکشش اور دلفریب ہے۔ یہ درحقیقت بدی کے جال ہیں جو جنت کی راہ میں شیطان نے جابجا پھیلا رکھے ہیں۔ وہ اپنے مضبوط ہاتھوں سے اس جھاڑ جھنکار کو صاف کرتا جائے اور اپنے خاندان کی منزل مقصود تک رہنمائی کرے۔

besturdubooks.wordpress.com

اس پرآشوب دنیا میں اللہ تعالیٰ نے شوہر کو اپنے خاندان کا رہنما، محافظ اور حاکم مقرر کیا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ اپنا فرض خاندان کی رہنمائی کا پاکیزہ فرض بڑی عقلمندی، ہوشیاری اور الفت و محبت سے سرانجام دے اور اخروی ٹھکانے جنت کو اس کے لئے آسان کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا کی بھول بھلیوں میں کھو جانے کے لئے نہیں بھیجا۔ دولت کا حصول اور دنیوی جاہ وحشمت اور کامیابی انسان کا مقصد حیات نہیں ہے۔ نفسانی خواہشات کا پیچھا کرنا دین کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ شوہر کی اولین ذمہ داری اپنے خاندان کی روحانی اور اخلاقی اقدار کا تحفظ ہے۔ آج کتنے شوہر ہیں جو اپنی بیویوں کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے سنجیدہ ہیں؟ کتنے باپ ہیں جو اپنے بچوں کی تربیت میں مصروف ہیں اور اس سمت تہ دل سے کوشاں ہیں؟ اگر وہ ایمانداری سے اپنے دل کو ٹٹولیں تو وہ دیکھیں گے کہ انہوں نے اپنے خاندان کی ابدی خوشحالی پر بہت کم توجہ دی ہے۔ آج کل بیشتر شوہروں کی اولین ترجیح دولت اور دینوی جاہ وحشمت کا حصول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرد تمام دن اپنے کاروبار میں مصروف رہتا ہے۔ شام کو گھر آ کر وہ بہت تھکا ماندہ ہوتا ہے یا تھکاوٹ کا محض بہانہ کرتا ہے تا کہ اپنے دینی فرائض سے پہلو تہی کر سکے، یا اپنے دوستوں کی محفل میں گپ شپ کے لئے جانا ہوتا ہے اور یوں وہ خاندان کے افراد کو شیطان کا لقمہ تر بننے کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سنجیدگی اور ایمانداری سے اس امر کا اندازہ لگائے کہ اپنے اہل کنبہ کا کس قدر خیال رکھتا ہے۔ خاندان کا سربراہ اگر اپنے خاندان کے ساتھ اپنے تعلقات کا محاسبہ کرے تو وہ خود کو ایسا خیر خواہ حاکم نہ پائے گا جو اللہ کی طرف سے تفویض کردہ فرائض اور حقوق کی بجا آوری میں مخلص ہو۔ اس کے برعکس وہ خود کو ظالم، خائن اور ایک ایسا آدمی پائے گا جو خود اپنی خواہشات کا اسیر ہو۔ اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کے لئے اس نے اس حقیقت کی طرف سے آنکھیں پھیر لی ہیں کہ حاکم کی حیثیت سے اس کی اپنے خاندان کے لئے کوئی دینی ذمہ داریاں بھی ہیں۔ وہ سینکڑوں بہانے تراش لیتا ہے اور ایسی مصروفیات کا ذکر کرتا ہے جو اس نے خواہ مخواہ اپنی دنیوی اور نفسانی خواہشات کے لئے خود پر لازم کر لی ہوتی ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

ہدایات نمبر ۵

کچھ ہدایات خدمتِ خلق سے متعلق

خدمت خلق کی اہمیت وضرورت

شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک شعر ہے:

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود رادید او محروم شد

اس عظیم اور پر معنی شعر کا مطلب یہ ہے کہ جس انسان نے خلق کی خدمت کو اپنا شعار بنایا وہ آخر کار انسانوں کی نگاہ میں عزت اور بلند مرتبہ کا حق دار ہو گیا۔ خدمت کرنے والے کو لوگ بالآخر معاشرے میں بلند مرتبہ دیتے ہیں اور وہ مخدوم، مربی اور محسن کے زمرے میں آجاتا ہے۔ شعر کا دوسرا مصرع ہے: ہر کہ خود رادید او محروم شد، یعنی جس انسان نے خود اپنے کو دیکھنا شروع کر دیا، خود اپنی خدمت کرنی شروع کر دی وہ بالآخر محروم ہو گیا۔ محروم ہو گیا ایک اعلیٰ انسانی وصف سے، محروم ہو گیا کردار و اخلاق کے اعلیٰ جوہر سے، محروم ہو گیا سر بلندی سے اور سرفرازی سے۔

شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کے اس شعر میں ایک دنیا سمائی ہوئی ہے اور اس پر جتنا غور کریں اتنی ہی عظمتیں سامنے آتی جاتی ہیں۔

مخلوق کی بے لوث خدمت کرنا انسانی اخلاق کا نہایت اعلیٰ جوہر ہے۔ جو انسان مخلوق کی خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا مرتبہ اور درجہ بہت بلند ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے بندوں سے پیار کرتا ہے اور ان کی کسی غرض اور لالچ کے بغیر، خدمت کرتا ہے حق تعالیٰ اسے عزت سے نوازتے ہیں۔ قدرت کا یہ اصول ہے اور فطرت کا یہ قول فیصل ہے کہ مخلوق کی خدمت کرنے والے کا مرتبہ ہمیشہ بلند ہوتا ہے۔ دین و دنیا کی ہر دولت اسے میسر ہوتی ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

لیکن یہ بات ہمیشہ یادرکھنی چاہیئے کہ اس بلند مرتبے پر صرف وہی لوگ پہنچ سکتے ہیں کہ جو خود کو دیکھنا چھوڑ دیں۔ اپنی ذات کو قربان کر دیں۔ اپنے عیش و آرام کا ایثار کر دیں، اپنی خواہشات کو ترک کر دیں اور اپنی ہستی کو فنا کر کے دوسرے انسانوں کے فائدے اور آرام اور ان کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہو جائیں۔ خدمت خلق کے اعلیٰ معیارات اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے بلند درجات صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں کہ انسان خود کو بھول کر اپنی ذات کو فراموش کر کے اور اپنے آرام کو ترک کر کے دوسرے انسانوں کی خدمت میں مصروف و مشغول ہو جائے غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ خدمت خلق سے زیادہ اور کوئی وصف ہے ہی نہیں جس سے معاشرے میں استحکام پیدا ہو، محبت والفت کی فضا قائم ہو اور لوگ ایک دوسرے کو اپنا دوست، ہمدرد اور بہی خواہ سمجھنے لگیں۔ محتاجوں کی ضرورت پوری کرنا، بھوکے کو کھانا کھلانا، ننگے کو کپڑے پہنانا، بیمار کے لئے علاج کا انتظام کرنا، یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنا اور ان کی اس طرح سرپرستی کرنا کہ وہ جوان ہو کر معاشرے کے لئے کارآمد افراد بن جائیں اور پھر وہ خود بھی خدمت خلق کریں، بیواؤں کی اس طرح سرپرستی کرنا کہ ان کو معاشرہ میں عزت کا مقام ملے اور ان کی ضرورتیں پوری ہوتی رہیں، یہ سب بنیادی خدمات ہیں جن سے نہ صرف خدمت کرنے والے کے جذبے کی تسکین ہوتی ہے اور ضرورت مند کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں بلکہ ان خدمات کے ذریعہ سے معاشرہ امن وامان اور خوش حالی کا گہوارہ بن جاتا ہے اور کسی کو کسی سے شکایت باقی نہیں رہتی ۔تمام اشخاص ایک دوسرے کو اپنا بھائی ، مددگار اور ہمدرد سمجھنے لگتے ہیں اور باہمی اعتماد اور الفت کا بے پناہ جذبہ جاری وساری رہتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہر مسلمان کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ بلکہ یہی وہ نمونہ ہے جس کی اطاعت و پیروی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ حضورا کی حیات طیبہ درحقیقت خدمت خلق سے عبارت ہے۔ آپ ا کی تمام زندگی خدمت ہی خدمت ہے۔

ایک مرتبہ ایک عورت مکہ مکرمہ کی ایک گلی سے گزر رہی تھی۔ اس کے سر پر اتنا بھاری بوجھ تھا کہ وہ بمشکل قدم اٹھا سکتی تھی۔ بعض لوگ اس کا مذاق اڑانے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں قریب ہی تھے ۔آپ ﷺ اس عورت کو مشکل میں دیکھ کر فوراً آگے بڑھے اور اس کا بوجھ خود اٹھا کر اس کی منزل پر پہنچا دیا۔

besturdubooks.wordpress.com

ایک دن حضور اکرم ﷺ ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک اندھی عورت ٹھوکر کھا کر گر پڑی۔ بعض لوگ اسے دیکھ کر ہنسنے لگے۔ لیکن ہمارے پیارے نبی ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو اٹھایا اور اس کے گھر پہنچا دیا۔

خدمت خلق کی اسلام میں اس قدر تاکید کی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اتنی بے شمار مثالیں قائم فرمائی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خدمت خلق کا بے پناہ جذبہ عطا فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت مخلوق خدا کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہتے تھے۔ اپنا ہو یا بیگانہ، مسلم ہو یا غیر مسلم، آقا ہو یا غلام آپ ﷺ ہر ایک کے کام آتے تھے اور ان کے ادنیٰ سے ادنیٰ کام کر دیتے تھے آپ ﷺ کو کوئی عار نہ تھا۔ مکی زندگی کے بعد جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مشغولیت بہت زیادہ ہوگئی تھی۔ مخالفوں کی چیرہ دستیوں کا مقابلہ، اندرونی دشمنوں کی ستم رانیوں کے خلاف کامیاب مدافعت اور مسلمانوں کی تعلیم و تربیت اور ایک مثالی معاشرے کے قیام کی جدوجہد یہ سارے کام آپ ﷺ کی ہمہ تن اور ہمہ وقت توجہ کے محتاج تھے، لیکن اس کے باوجود جب بھی معمولی سے معمولی انسانی خدمت کا کوئی موقع آتا تو آپ ہمہ تن اس خدمت کی انجام دہی میں لگ جاتے۔

جناب ہادی برحق، نور مجسم ﷺ نے اس کرۂ ارض پر انسان کو ایک نئی زندگی سے روشناس کرایا، انسان تاریکی میں تھا رسول برحق ﷺ نے اسے روشنی دکھائی۔ قرآن حکیم آپ ﷺ کا رہنما تھا، اس کی روشنی میں جناب رسول اکرم ﷺ نے ایک ایسا انسانی معاشرہ قائم کیا کہ اس نے ساری دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ مسلمان صحرائے عرب سے ایمان کی طاقت اور ایقان کی قوت کے ساتھ نکلے۔ قرآن حکیم کی روشنی اور رسول برحق ﷺ کے عمل کا نمونہ ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے دنیا کے چپے چپے کو نور ایمان سے منور کر دیا۔ ان کے سامنے قرآن کا یہ فیصلہ تھا۔

احسن کما احسن اللّٰہ الیک

یعنی: ”لوگوں کے ساتھ سلوک کرو جیسا کہ اللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔“

مسلمانوں نے اقصائے عالم میں حسن سلوک کا وہ عظیم مظاہرہ کیا کہ دنیا حیرت زدہ رہ گئی اور اسلام کی سربلندیوں کے سامنے سارا عالم سرنگوں ہو گیا۔ مسلمانوں کے پاس قرآن حکیم ہے، مسلمانوں کے

besturdubooks.wordpress.com

سامنے پیارے نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے اور یہ اتنی بڑی دولت وعظمت ہے کہ مسلمان کو اس سے زیادہ کسی چیز کی ضرورت ہے نہ حاجت ان کو ضرورت ہے اب تو صرف عمل کی۔ ہمیں اس کا جلد احساس وادراک کر لینا چاہیئے اور اپنے کھوئے ہوئے مقام کو حاصل کرنے کی شدید جدوجہد کرنی چاہیئے۔ اعمال میں ایک عمل خدمت خلق ہے۔ ہمارا منتہائے فکر یہ ہونا چاہیئے کہ ہم ایسے انسان بنیں جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

﴿ویؤ ثرون علٰی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ﴾

یعنی: ''ترجیح دیتے ہیں اپنے پر دوسروں کو خواہ خود ضرورت مند ہی کیوں نہ ہوں۔''

اور ہمارا ایمان اس حدیث شریف پر ہونا چاہیئے کہ: ''اللہ اس بندے کی مدد کرتا ہے کہ جو دوسرے بندوں کی مدد کرتا ہے۔''

خدمت خلق ہی کے اس جذبہ صادق کا یہ اثر تھا کہ ہمارے اسلاف کو عزت وتوقیر حاصل تھی۔ دنیا دل سے ان کی عظمت کی قائل تھی۔ بے لوث خدمت خلق نے لوگوں کے دلوں میں ان کے لئے اعلیٰ مقام پیدا کر دیا تھا۔ اس کھوئے ہوئے مقام کی بازیافت ہی ہماری منزل ہے اور اس منزل کو پانے کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ ہم رسول برحق ﷺ کی صدق دل سے پیروی کرتے ہوئے دکھی انسانیت کی خدمت کیلئے کمر بستہ ہو جائیں۔

جس معاشرے میں خدمت خلق کو شعار بنانے والے لوگوں کی معتد بہ مقدار موجود ہو اس معاشرے میں سکون وراحت کا دور دورہ ہوتا ہے۔ لوگ پریشانی کے وقت اپنے کو تنہا اور بے یار ومددگار محسوس نہیں کرتے۔ ان کو یقین ہوتا ہے کہ ہمارے بھائی ہماری مدد کریں گے۔ غور کیا جائے تو مسلم معاشرہ ہی ایسا معاشرہ ہو سکتا ہے کیوں کہ ان کا رسول ﷺ رحمت عالمین بنا کر بھیجا گیا تھا اور رحمت للعالمین ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (تلخیص مثالی نوجوان)

خدمتِ خلق اور احادیث مبارکہ

حدیث نمبر ۱..... حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے

besturdubooks.wordpress.com

سنا کہ مسلمانوں کو باہم ایک دوسرے کا ہمدرد ہونا چاہیئے۔ اور ان کے آپس میں رحمت وشفقت کا ایسا تعلق ہونا چاہیئے جیسے کہ ایک جسم کے اعضاء کا ایک دوسرے سے ہوتا ہے۔ اگر کسی ایک عضو کو تکلیف ہو تو تمام جسم بے چین رہتا ہے حتیٰ کہ اس عضو کی تکلیف ختم ہو جائے۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

حدیث نمبر۲...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرماتے ہیں اور جو شخص اپنے بھائی کی کسی پریشانی کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کی پریشانی دور فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہوتے ہیں جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔ (حوالہ بالا)

حدیث نمبر۳...... حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تمہارا کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی بھلائی پسند نہ کرنے لگے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (حوالہ بالا)

حدیث نمبر۴...... رسول اقدس ﷺ کا فرمان ہے کہ جس شخص نے اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت (پوری کرنے) میں کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھے گا اور اس کے ستر گناہ مٹا دے گا۔ یہاں تک کہ جہاں سے وہ چلا تھا وہاں واپس آجائے۔ پس اگر اس بھائی کی حاجت اس کے ہاتھ پر پوری ہوگئی تو وہ (کوشش کرنے والا شخص) اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا جیسا کہ اس دن پاک تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنا تھا اور اگر اس (کوشش) کے دوران ہلاک ہوگیا تو وہ جنت میں بغیر حساب داخل ہو جائے گا۔ (بحوالہ تصوف وسلوک)

حدیث نمبر۵...... رسول اقدس ﷺ کا فرمان ہے کہ جب کوئی آدمی کسی مؤمن کو خوش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور اس کی توحید بیان کرتا ہے (یعنی لا الہ الا اللہ کہتا ہے) پس جب بندہ اپنی قبر میں منتقل ہو جاتا ہے تو وہ خوشی اس کے پاس آتی ہے اور کہتی ہے کیا تو مجھ کو نہیں پہچانتا تو وہ اس کو کہتا ہے تو کون ہے پس وہ کہتی ہے میں خوشی ہوں کہ تو نے مجھے فلاں شخص پر داخل کیا تھا آج میں تیری وحشت کو انس میں تبدیل کردوں گی۔ اور تجھ کو حجت (

besturdubooks.wordpress.com

دلیل) کی تلقین کروں گی اور تجھ کو قول ثابت (کلمہ شہادت) پر ثابت رکھوں گی اور یوم قیامت کی حاضری کے مقامات میں تیرے ساتھ حاضر رہوں گی اور تیرے لئے رب کی طرف شفاعت کروں گی اور تجھ کو جنت میں تیری منزل دکھاؤں گی۔

حدیث نمبر ۶......روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دربار میں عرض کیا! اے اللہ مجھے وہ شخص بتلا جو تجھے مخلوق میں سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ مجھے وہ شخص سب سے زیادہ پیارا ہے جو کسی مؤمن کے کانٹا لگنے کی خبر پاکر اس طرح غمگین ہو گویا خود اس کو لگا ہے۔ (بحوالہ اولیاء اللہ کے اخلاق)

حدیث نمبر ۷......رسول اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو دوسروں پر رحم کرنے والے ہیں، رحمٰن ان پر رحم کرتا ہے زمین والوں پر تم رحمت کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ لہٰذا جب تک اللہ کی مخلوق کے لئے تمہارے دل میں رحم نہیں ہوگا۔ اس وقت تک تم مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں۔ تم اللہ کی رحمت کے امیدوار کیسے ہو گے۔ جب اللہ کی مخلوق پر رحم نہیں کرتے، ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے بندوں اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ محبت کرو۔

فائدہ.....مندرجہ بالا تمام احادیث کے مطالعہ کے بعد اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام نے خدمت خلق سے متعلق کس قدر فضائل کا اہتمام کیا ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ مخلوق کو نفع پہنچانا، اس کے مشکل وقت میں اس کی مدد کرنا عین ثواب اور ترقی کا باعث ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو انتہائی محبوب ہے۔

قابل فخر انسان وہی ہے جو اپنی اس طاقت کو مخلوق خدا کے لئے صرف کرے، اپنی ذات کے لئے کرتے کرتے ہی زندگی گذارنا مثالی انسانوں کا کام نہیں کیونکہ بقول شخصے! اپنے لئے تو سب ہی جیتے ہیں دوسروں کے لئے جینا ہی زندگی کی اصل معراج ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو مخلوق خدا کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

besturdubooks.wordpress.com

ہدایات نمبر ۶

کچھ ہدایات گناہوں سے بچنے سے متعلق

گناہوں سے بچنے پر انعام خداوندی

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ۔ ﴿ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ﴾ جولوگ ہمارے راستے میں یہ مجاہدہ اور محنت کرتے ہیں کہ ماحول کا، معاشرے کا، نفس کا، شیطان کا اور خواہشات کا تقاضہ چھوڑ کر وہ ہمارے حکم پر چلنا چاہتے ہیں۔ تو ہم کیا کرتے ہیں۔ ﴿ لنھدینھم سبلنا ﴾ حضرت تھانویؒ اس کا ترجمہ فرماتے ہیں کہ "ہم ان کے ہاتھ پکڑ کر لے چلیں گے" یہ نہیں کہ دور سے دکھا دیا کہ "یہ راستہ ہے" بلکہ فرمایا کہ ہم اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جائیں گے۔ لیکن ذرا کوئی قدم تو بڑھائے، ذرا کوئی ارادہ تو کرے، ذرا کوئی اپنے نفس کے مقابلے میں ایک مرتبہ ڈٹے تو سہی، پھر اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ جو کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا "مجاہدہ" اسی کا نام ہے کہ ایک مرتبہ آدمی ڈٹ کر ارادہ کرلے کہ یہ کام کروں گا، دل پر آرے چل جائیں گے، خواہشات پامال ہوجائیں گی، دل ودماغ پر قیامت گزر جائے گی، لیکن یہ گناہ کا کام نہیں کروں گا۔ جس دن نفس کے سامنے ڈٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس دن سے ہمارا محبوب ہوگیا، اب ہم خود اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے راستے پر لے جائیں گے۔ اس لئے اصلاح کے راستے میں سب سے پہلا قدم "مجاہدہ" ہے اس کا عزم کرنا ہوگا۔ یاد رکھیئے! کہ شروع شروع میں تو یہ کام کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے کہ دل تو کچھ چاہ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر اس کام کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ اس میں بڑی تکلیف ہوتی ہے، لیکن بعد میں خیال آتا ہے کہ میں نفس کو جو کچل رہا ہوں اور آرزوؤں کا جو خون کر رہا ہوں یہ اپنے مالک اور خالق کی خاطر کر رہا ہوں تو اس میں جو مزہ اور کیف ہے آپ ابھی اس کا تصور نہیں کرسکتے۔

besturdubooks.wordpress.com

گناہوں سے بچنے کا ایک سبق آموز واقعہ

حضرت علامہ عبد اللہ بن اسعد یافعیؒ نے فن تصوف میں ایک کتاب لکھی اس کا نام ''الترغیب والترہیب'' ہے، اس میں انہوں نے ایک نوجوان کا واقعہ نقل فرمایا کہ ایک نوجوان سے ہمیشہ مشک اور عنبر کی خوشبو مہکتی تھی تو اس کے کسی متعلق نے اس سے کہا کہ آپ ہمیشہ اتنی عمدہ ترین خوشبو میں معطر رہتے ہیں، اس میں کتنا پیسہ بلاوجہ خرچ کرتے رہتے ہیں؟ تو اس پر نوجون نے جواب دیا کہ میں نے زندگی میں کوئی خوشبو نہیں خریدی اور نہ ہی کوئی خوشبو لگائی، تو سائل نے کہا، تو پھر یہ خوشبو کہاں اور کیسے۔ نوجوان نے کہا کہ یہ ایک راز ہے جو بتلانے کا نہیں۔ سائل نے کہا کہ آپ بتلا دیجئے، شاید اس سے ہم کو کوئی فائدہ ہو۔

نوجوان نے اپنا واقعہ سنایا کہ میرے باپ تاجر تھے۔ گھریلو سامان فروخت کیا کرتے تھے، میں ان کے ساتھ دوکان میں بیٹھا تھا، ایک بوڑھی عورت نے آکر کچھ سامان خریدا اور والد صاحب سے کہا کہ آپ اپنے لڑکے کو میرے ساتھ بھیج دیجئے۔ تاکہ میں اس کے ہاتھ سامان کی قیمت بھیج دوں۔ میں اس بوڑھی عورت کے ساتھ گیا تو ایک نہایت خوبصورت گھر میں پہنچا، اور اس میں ایک نہایت خوبصورت کمرے میں ایک مسہری پر ایک خوبصورت لڑکی موجود تھی، وہ مجھ کو دیکھتے ہی میری طرف متوجہ ہوئی، کیونکہ میں بھی نہایت حسین ہوں، میں نے اس کی خواہش پوری کرنے سے انکار کیا تو اس نے مجھے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو اللہ پاک نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی۔ میں نے کہا کہ مجھے قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء جانے کی ضرورت ہے۔ اس نے فوراً اپنی باندیوں اور خادموں سے کہا کہ جلدی سے بیت الخلاء ان کے لئے صاف کردو۔ میں نے بیت الخلاء میں داخل ہوکر خود اجابت کر کے نجاست کو اپنے بدن اور کپڑوں پر مل لیا، اور اسی حالت میں باہر آیا جب مجھے اس حالت میں دیکھا تو اس نے کہا فوراً اسے یہاں سے باہر نکال دو یہ مجنون ہے، میرے پاس ایک درہم تھا، میں نے اس سے ایک صابون خرید کر ایک نہر میں جا کر غسل کیا، اور کپڑے بھی دھو کر پہن لئے۔ اور میں نے یہ راز کسی کو بتلایا نہیں۔ جب میں اسی رات سویا تو خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ نے آکر مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو جنت کی بشارت ہے، اور معصیت سے

besturdubooks.wordpress.com

بچنے کے لئے جو تدبیر تم نے اختیار کی اس کے بدلے میں تم کو یہ خوشبو پیش کی جارہی ہے۔ چنانچہ میرے پورے بدن میں وہ خوشبو لگائی گئی جو میرے بدن اور کپڑوں سے ہر وقت مہکتی رہتی ہے۔ جو آج تک لوگ محسوس کرتے ہیں۔ والحمد اللہ رب العالمین!

گناہوں سے بچنے کا دوسرا سبق آموز واقعہ

فقیہہؒ یہ حکایت نقل کرتے ہی کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد شخص تھا جسے اللہ تعالیٰ نے ظاہری حسن و جمال بھی بہت دے رکھا تھا اپنے ہاتھ سے زنبیل بناتا اور فروخت کر کے بسر اوقات کرتا تھا۔ ایک دن وہ بادشاہ کے دروازے پر سے گزرا، بادشاہ کی بیوی کی خادمہ نے دیکھ لیا۔ جا کر ملکہ سے کہنے لگی کہ یہاں ایک آدمی ہے کہ ایسا حسین شخص کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ زنبیل فروخت کرتا پھر رہا ہے، ملکہ نے حکم دیا کہ میرے پاس لے آؤ۔ اسے لایا گیا تو بس دیکھتے ہی لٹو ہوگئی۔ کہنے لگی پھینک دے اور یہ چادر سنبھال، باندی سے کہا کہ تیل اور خوشبو وغیرہ لا، ہم اس سے اپنی حاجت براری کریں گے اور عابد سے کہنے لگی کہ اب تجھے زنبیلیں بیچنے کی ضرورت نہیں رہے گی، عابد بار بار انکار کرتا رہا۔ کہنے لگی اگر تو یہ کام نہیں کرنا چاہتا تو اس کے بغیر یہاں سے باہر نہیں جا سکتا، اور دروازے بند کرنے کا حکم دیا، عابد نے یہ حال دیکھا تو کہنے لگا تمہارے محل کے اوپر کوئی ضرورت کی جگہ ہے، کہنے لگی ہاں! باندی کو حکم دیا کہ اس کے لئے پانی وغیرہ اوپر لے جا، یہ اوپر چھت کے ایک کونے کی طرف گیا۔ دیکھا کہ محل بہت اونچا ہے، کوئی ایسی چیز نہیں جس کے ساتھ لٹک کر نیچے اتر جائے، آخر اپنے نفس کو خطاب اور عتاب کرنے لگا کہ تو ستر برس سے اپنے رب کریم کی رضا کی طلب میں لگا ہوا ہے۔ رات دن اسی حرص میں گزرتے ہیں تجھ پر آج ایک شام ایسی آئی ہے جو تیری اس تمام محنت کو ضائع کر دے گی، واللہ! تجھ سے بڑھ کر کوئی خائن نہ ہوگا۔ اگر یہ شام تیرے اعمال کو فاسد کر گئی۔ آخر اللہ کو کیا منہ دکھائے گا۔ غرض اسی طرح اپنے آپ کو خطاب اور عتاب کرتا رہا۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جب اس نے بلندی سے کود جانے کا تہیہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ندا دی، انہوں نے لبیک کہہ کر جواب دیا: ارشاد ہوا میرا بندہ میری معصیت اور ناراضگی سے بچنے کے لئے جان کی بازی لگا رہا ہے۔ جا اپنے پروں سے اس کو تھام لے اور اسے ذرا بھی تکلیف نہ ہونے پائے۔ چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پر پھیلایا اسے پکڑ کر یوں

besturdubooks.wordpress.com

زمین پر رکھ دیا جیسے ایک مہربان باپ اپنے بیٹے کو رکھتا ہے۔ فرمایا کہ عابد یہاں سے سیدھا گھر گیا۔ زنبیلیں وغیرہ وہیں رہ گئیں سورج غروب ہو رہا تھا، بیوی کہنے لگی زنبیلوں کی قیمت کہاں ہے، کہنے لگا آج تو ان کا کچھ نہیں ملا، کہنے لگی تو آج رات افطار کس چیز سے کریں گے۔ کہنے لگا آج کی رات یوں ہی ذرا صبر سے کاٹ لیں گے۔ پھر کہنے لگا اُٹھ کر تنور میں آگ جلا دے ہمسائے تنور میں آگ نہیں دیکھیں گے تو نا معلوم کیا کچھ خیالات دوڑائیں گے۔ خواہ مخواہ انہیں پریشان کرنا اچھا نہیں۔ بیوی نے اٹھ کر تنور میں آگ جلا دی۔ خود واپس آ کر بیٹھ گئی۔ ایک پڑوسن آگ لینے کو آئی، پوچھا آگ ہے، جواب ملا آگے بڑھ کر تنور سے لے لو۔ یہ عورت آگ لے کر واپس ہوئی تو گھر والی سے کہنے لگی، بہن تو یہاں بیٹھی باتیں کر رہی ہے۔ ادھر تیری روٹیاں پک چکی ہیں بلکہ جلنے کو ہیں، عورت نے اُٹھ کر دیکھا تو تنور بہترین روٹیوں سے بھر رہا تھا۔ عورت نے انہیں برتن میں رکھا اور خاوند کے پاس لے آئی اور کہنے لگی کہ تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ تیرے بلند درجات کی وجہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کہ ہماری باقی عمر خوشحالی اور فراخی میں گزرے، عابد کہنے لگا اسی حال پر صبر اچھا ہے۔ مگر عورت کا اصرار بڑھتا گیا حتیٰ کہ عابد نے دعا کرنے کا وعدہ کر لیا۔ آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگا کہ اے اللہ میری بیوی کا اصرار اور تقاضا ہے کہ اس کو باقی عمر میں خوشحالی اور فراخی عطا فرما۔ اتنے میں چھت پھٹ گئی۔ یاقوت اور موتیوں سے بھری ہوئی تشتری نیچے آئی جس سے تمام گھر جگمگا اٹھا۔ عابد نے بیوی کا پاؤں دبایا جو قریب ہی سو رہی تھی اور کہا کہ اٹھ کر بیٹھ اور جو کچھ مانگتی تھی وہ سنبھال لے۔ عورت بیدار ہو کہنے لگی جلدی نہ کر و اس مقصد کے لئے تو تُو نے مجھے نہ ہی جگایا ہوتا میں خواب دیکھ رہی تھی۔ سونے کی بہت سے کرسیاں بچھی ہوئی ہیں جو یاقوت اور زبرجد وغیرہ سے مرصع ہیں مگر ان میں سوراخ ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کرسیاں کس کی ہیں، جواب ملا یہ تیرے خاوند کے بیٹھنے کے لئے ہیں، میں نے پوچھا یہ سوراخ کیا ہیں؟ جواب ملا یہ وہی نقص اور کمی ہے جو دنیا کی جلد بازی کی وجہ سے واقع ہوئی ہے، تو میں نے کہا کہ میں کسی ایسی چیز کی خواہش نہیں رکھتی جس سے تیری نشست گاہ میں نقص پیدا ہو۔ لہٰذا اپنے رب سے واپسی کی دعا کر لو۔ عابد نے دعا مانگی اور تشتری واپس ہو گئی۔

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

besturdubooks.wordpress.com

ہدایات نمبر ۷

کچھ ہدایات اخلاقی بُرائیوں سے بچنے سے متعلق

قرآن کریم کی بے شمار آیات میں اچھے اخلاق کی تعریف کے ساتھ برے اخلاق کی مذمت بھی کی گئی ہے، اکثر وبیشتر برے اخلاق کی نسبت یہودیوں اور منافقوں کی طرف کر کے یہ سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ اپنے دامن زندگی کو دشمنان اسلام والی عادتوں اور صفات کے ساتھ ملوث کرے۔جھوٹ، وعدہ خلافی، غصہ میں آپے سے باہر ہو جانا، غیبت، حسد تکبر اور خیانت ان قبیح اخلاق میں سے ہیں جن کی قرآن اور حدیث میں سخت مذمت بیان کی گئی ہے، یہ موقع نہیں کہ ان مذموم اخلاق کے حوالے سے قرآنی آیات ذکر کی جائیں، اس لئے ہم بالترتیب احادیث کے ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

جھوٹ...جھوٹ وہ اخلاقی بیماری ہے جس نے جسدِ ملت کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے اور بہت کم افراد ہیں جو اس سے بچے ہوئے ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ بولنا ایک فیشن اور ہماری ضرورت بن چکا ہے اور یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ جھوٹ کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا، نہ دوستی قائم رکھی جاسکتی ہے، نہ تعلقات خوشگوار ہوسکتے ہیں، نہ تجارت ہوسکتی ہے نہ دکان چل سکتی ہے نہ سیاست اور حکومت کی جاسکتی ہے، چنانچہ ہر شعبے میں جھوٹ ہی کا چلن دکھائی دیتا ہے حالانکہ سرور دوعالم ﷺ نے جھوٹ کو منافق کی علامتوں میں سے ایک علامت قرار دیا ہے۔حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا''منافق کی تین نشانیاں ہیں وہ جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے، وعدہ خلافی کرتا ہے، اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے

وعدہ خلافی .....وعدہ خلافی بھی جھوٹ ہی کی ایک صورت ہے اور مسلمانوں کے عوام وخواص میں یہ اخلاقی بیماری عام ہو چکی ہے، بڑے بڑے لوگ (یعنی جو لوگوں کی نظر میں بڑے ہوتے ہیں) وعدہ خلافی کرتے ہیں اور اسے کوئی عیب بھی نہیں سمجھتے ،قرض لے کر بوقت ادا کرنا، معین وقت پر

besturdubooks.wordpress.com

تقریب کا آغاز نہ کرنا، کسی پروگرام میں شرکت کا وعدہ کر کے نہ پہنچنا، بیع وشراء کا معاہدہ کر کے پھر جانا، یہ سب وعدہ خلافی کی وہ صورتیں ہیں جن میں ابتلاء عام ہے جبکہ ہم اوپر پڑھ چکے ہیں کہ حضور ﷺ نے وعدہ خلافی کو بھی منافقت کی علامت قرار دیا ہے۔ مسلمان تو مسلمان ہمارے حضور نے کافر کے ساتھ وعدہ خلافی کو بھی بہت بڑا جرم قرار دیا ہے، حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے کسی ایسے ذِمّی کو قتل کیا جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ثابت ہو چکا تھا تو اس نے اللہ کا ذمہ توڑا ہے لہٰذا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا۔ حالانکہ اس کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے محسوس ہو جاتی ہے۔ (ترمذی)

غصہ.... غصہ برا بھی ہوتا ہے اور اچھا بھی ہوتا ہے، اگر اللہ کی رضا کے لئے اور دین اور حق کے معاملے میں غصہ آئے تو قابل تعریف ہے اور اگر ناحق غصہ آئے تو قابل مذمت ہے، غصہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے، خود آنحضرت ﷺ جب کبھی اللہ کا کوئی حکم ٹوٹتا دیکھتے تھے تو آپ کو شدید غصہ آتا تھا، ایسے موقع پر غصہ آ جانا یقیناً ایمان کی علامت ہے لیکن اگر کسی کو نفسانی خواہشات اور اغراض کی وجہ سے غصہ آئے یا غصہ تو حق بات پر ہی آئے مگر حد سے بڑھ جائے تو وہ قابل مذمت ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ نے جن احادیث میں غصہ کی مذمت بیان فرمائی ہے، ان میں اسی قسم کا غصہ مراد ہے، حضرت عطیہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "غصہ شیطان سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہئے کہ وضو کر لے۔" (ابوداؤد)

غیبت.... غیبت ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے غیبت کرنے والے کو جہنم میں بدبودار گندگی کھانی پڑے گی، وہ عذاب قبر میں مبتلا ہوگا غیبت کی وجہ سے ایمانی انوار ختم ہو جاتے ہیں، صاحب غیبت کو اللہ تعالیٰ بھی اس وقت تک معاف نہیں کرے گا جب تک کہ صاحب حق معاف نہ کرے، یہ ایک ایسا اجتماعی مرض ہے جس کی وجہ سے باہمی تعلقات خراب ہوتے ہیں اور محبت کا رشتہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے مگر ان تمام مفاسد کے باوجود مسلمانوں کی اکثریت اس مرض میں مبتلا ہے نہ معلوم کتنے گھرانے اور ادارے اس مرض کی وجہ سے تباہی کا شکار ہو چکے ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ آپس میں خوب محبت اور خندہ روئی سے ملتے تھے اور پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی غیبت نہیں

besturdubooks.wordpress.com

کرتے تھے اور اسے سب سے بہتر عمل سمجھتے تھے اور اس کے خلاف کو منافقوں کی عادت سمجھتے تھے۔

حسد.... حسد کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ اس کے پاس یہ نعمت نہ رہے، حسد کے گناہ کی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آخری دو سورتوں میں سے پہلی سورت میں حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے، یہود کو جو خطرناک امراض لاحق تھے ان میں سے ایک حسد بھی تھا اور یہی وہ مرض تھا جس نے انہیں ایمان سے محروم رکھا۔ حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی بندہ کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہو سکتے۔

تکبر.... حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ کفر کے چار ارکان ہیں: تکبر، حسد، غضب اور شہوت، تکبر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھے اور سب سے بڑا متکبر وہ ہے جو قبول حق سے بھی انکار کر دے اور جو شخص فقر کے باوجود تکبر کرے وہ از حد قابل مذمت ہے، ایک عالم ربانی فرماتے ہیں کہ یوں تو تواضع سارے ہی انسانوں میں ایک قابل تعریف صفت ہے لیکن اغنیاء میں ہو تو بہت ہی زیادہ قابل تعریف ہے یونہی تکبر ساری مخلوق میں قبیح ہے مگر فقراء میں زیادہ قبیح۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا اللہ اسے چہرے کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔'' (مسند احمد)

خیانت..... خیانت نفاق کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے، کسی معاشرہ میں خیانت کا عام ہو جانا اس بات کی علامت ہے کہ اب وہ زندگی کی حرارت سے محروم ہو چکا ہے۔ آنحضور ﷺ خیانت سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے (ابوداؤد) اور آپ خائن مرد و عورت کی گواہی قبول نہیں فرماتے تھے۔

besturdubooks.wordpress.com

ہدایات نمبر ۸

کچھ ہدایات بے جا غصّہ سے بچنے سے متعلق

غصہ سے متعلق حضور ﷺ کے ارشادات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی مختصر سا عمل بتلا دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو، اس نے دوبارہ یہی درخواست کی آپ صلی اللہ ﷺ نے پھر یہی جواب دیا۔ (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی یہ حدیث بھی روایت فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ وہ شخص طاقتور اور بہادر نہیں ہے جو دشمن کو پچھاڑ دے بلکہ طاقتور اور پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔ (بخاری شریف)

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جس شخص نے غصہ ضبط کر لیا باوجود یہ کہ وہ غصہ نافذ کرنے پر قدرت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو ایمان اور سکون سے بھر دیں گے۔ (جامع صغیر ج ۲)

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جس شخص نے غصہ کو ضبط کر لیا در آنحالیکہ وہ اس کے نافذ کرنے پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو تمام مخلوق کے سامنے بلائیں گے اور اختیار دیں گے کہ جس حور کو چاہے اپنی پسند سے انتخاب کر لے۔ (ابوداؤد شریف ج ۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے غصے کو روکے گا اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب روکے گا اور اپنے رب کے سامنے جو عذر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عذر کو قبول فرمائیں گے اور جو اپنی زبان کو لگام دے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب چھپائیں گے (بحوالہ احیاء العلوم ج ۳)

besturdubooks.wordpress.com

بے جا غصہ کے نقصانات

روحانی بیماریوں میں سے ایک خطرناک بیماری غصے میں بے قابو ہو جانا ہے یہ بڑی خطرناک بیماری ہے اور کئی گناہوں کا سبب بن جاتی ہے اور بسا اوقات آدمی کا دین اور دنیا دونوں تباہ ہو جاتے ہیں، اسی غصہ کی وجہ سے آدمی دوسرے مسلمان کو قتل کر دیتا ہے، اسی غصے کی وجہ سے آدمی غیبت میں بہتان میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ دوسروں کو گالیاں دیتا ہے اور ان کو برا بھلا کہتا ہے اسی غصہ کی وجہ سے آدمی دوسرے مسلمان کو نقصان پہنچانے کے منصوبے بناتا ہے۔ ان کے خلاف سازشیں کرتا رہتا ہے اسی غصے کی وجہ سے بیوی کو طلاق دے بیٹھتا ہے اور ساری زندگی پشیمان رہتا ہے، اسی غصے کی وجہ سے بیوی بدزبانی کرتی ہے، اور زبان درازی کرتی ہے، اور بات بڑھ جاتی ہے آخرکار بات طلاق کی نوبت تک پہنچ جاتی ہے ۔خلاصہ یہ ہے کہ یہ بڑی خطرناک بیماری ہے دین و دنیا کی تباہی کا سبب ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غصہ ایمان کو اس طرح تباہ کر دیتا ہے کہ جیسے ایلوا شہد کو، چنانچہ غصے سے بچنے کا اہتمام کریں

غصے کو ضبط کرنے کے فضائل

یہ بڑے مجاہدے کا کام ہے، مگر اس پر اللہ تعالیٰ ثواب بھی بہت عطا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران کے چوتھے پارے میں ان متقین کی صفات بیان فرمائی ہیں، جن کیلئے جنت کی تیاری کا اعلان بھی فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔ اپنے رب کی مغفرت کی طرف دوڑو اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا کتنا بڑا ثمرہ ہے مگر شرط لگائی کہ وہ اس غصے کے نکالنے پر قادر ہو پھر بھی ضبط کرے تو یہ ضبط کرنا اللہ تعالیٰ کیلئے ہوگا، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی بڑی قدر ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!...... کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ جس شخص کا میرے ذمے حق ہو وہ کھڑا ہو جائے، تو ساری مخلوق ایک دوسرے کی طرف دیکھے گی، کوئی کھڑا نہ ہوگا، سوائے اس شخص کے جس نے دنیا میں کسی کو معاف کیا ہوگا۔

ان ارشادات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ غصے کو ضبط کرنا، کتنی فضیلت والا عمل ہے کہ اس کا ایک ثواب نہیں بلکہ کئی قسم کا ثواب بیان فرمایا اور مختلف انداز سے بیان فرمایا تاکہ انسان کے ذہن میں بات بیٹھ جائے اور اس مشکل کام کو کرنے کیلئے تیار ہو جائے۔

besturdubooks.wordpress.com

ہدایات نمبر۹

کچھ ہدایات منشیات سے بچنے سے متعلق

منشیات ایک زہر قاتل مرض ہے جس نے اچھے اچھے ہنستے بستے گھروں کو اجاڑ کر رکھ دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ شریعت نے اسے حرام قطعی قرار دیا ہے۔ مثالی زندگی کے لئے یہ ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے، کوئی انسان چاہے کتنے ہی اوصاف کا مالک کیوں نہ ہو، اور چاہے اس کے پاس دولت کے انبار کتنے ہی کیوں نہ ہوں، لیکن اگر وہ منشیات کا عادی ہے تو سمجھ لیں کہ اس کے سارے اوصاف وخوبیاں اور اس کی ساری دولت ہی بیکار ہے۔

منشیات کے اخلاقی اور معاشرتی نقصانات

منشیات کے عام ہونے سے جو اخلاقی ومعاشرتی نقصان سامنے آرہے ہیں انتہائی مضر اور تکلیف دہ ہیں۔ آج کل اخبارات میں ہم جو جرائم یعنی چوریاں، ڈکیتیاں، قتل وغارت گری کی خبریں پڑھتے ہیں، ان سب کا محرک تقریباً یہی منشیات ہے۔ یہ ایسی تباہ کن چیز ہے جو انسان کو ہوش وہواس سے تہی دست وتہی دامن کر دیتی ہے۔ نشے کا عادی انسان حقیقی دنیا کو بھول کر محض خیالات کی وادیوں میں بھٹکنے لگتا ہے اور پھر اس نشے کی وجہ سے بعض دفعہ انسان سے ایسی ایسی اخلاق سوز اور بے ہودہ حرکتیں سرزد ہوتی ہیں کہ الامان الحفیظ۔ یہی لعنت ہے جو انسان سے ماں باپ، بہن بھائی اور برادری کی تمام اقدار واحترام کو سلب کر کے رکھ دیتی ہے جو یقیناً انتہائی ناکامی و نامرادی کے مترادف ہے۔ غرض منشیات کا عادی اخلاقی اقدار اور معاشرتی آداب سے ناواقف ہو کر پستیوں میں گرتا چلا جاتا ہے اور سب سے بڑا نقصان یہ کہ نہ صرف وہ اپنی دنیا تباہ کرتا ہے بلکہ اپنی آخرت بھی کھو لیتا ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

''منشیات'' کے جسمانی نقصانات

نشہ کرنے والوں کی اکثریت امراضِ تنفس کا شکار ہو جاتی ہے سگریٹ کے ساتھ ہیروئین کے کش لگانا سونے پر سہاگے کا کام کرتے ہیں، پھیپھڑوں میں زخم اور سانس کی نالیاں تنگ ہو جاتی ہیں۔ افیون، چرس اور بھنگ کے عادی افراد کے پھیپھڑے خشک ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے پھیپھڑوں کی حرکات سست ہو جاتی ہیں اور لمبے لمبے سانس لینے پڑتے ہیں، جسم کو آکسیجن کم ملتی ہے، ان منشیات کا استعمال کرنے والے تپ دق، دمہ، برونکائی ٹس اور سانس لینے میں دقت کا سامنا کرتے ہیں ان کے اعضاء تنفس میں زخم، ورم اور سوراخ ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے خون منہ اور ناک کے راستے جاری ہو سکتا ہے اور موت چند قدم دور رہ جاتی ہے۔

ان منشیات کی وجہ سے سب سے زیادہ مضر اثرات دماغ پر ظاہر ہوتے ہیں بلکہ شروع میں سب سے پہلے نشہ کرنے والا دماغی امراض میں مبتلا ہوتا ہے۔ دماغ کی کارکردگی سب سے پہلے سست ہوتی ہے جس کے نتیجے میں جسم کا ہر نظام کا فعل سست پڑ جاتا ہے۔ وہ دماغی امراض جو نشہ سے لاحق ہوتے ہیں ان میں نسیان، مرگی، سر چکرانا، نیند میں کمی، پاگل پن سوچنے اور قوت فیصلہ میں کمی قابل ذکر ہیں۔

آج کے معاشرے کے نوجوانوں میں منشیات کی ایک قسم ہیروئن نے سخت ترین تباہی پھیلائی ہوئی ہے، ایک بار تو کوئی اور کش لگوا دیتا ہے اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کی عمر کے لئے یہ تباہی گلے پڑ جاتی ہے۔ آج کل ہیروئن میں بیرم سلفائیڈ کی ملاوٹ کی جاتی ہے اور یہ کیمیکل اتنا زہریلا اور خراش ڈالنے والا ہے کہ جہاں جہاں اس کا اثر پڑتا ہے یہ خراش ڈالتا ہے۔ یہ بالوں تک کو صاف کر دیتا ہے، ہیروئن کے عادی افراد کے پھیپھڑوں میں زخم ہو جاتے ہیں جو کسی بھی وقت پھٹ سکتے ہیں، معدہ کی جلد گلنے لگتی ہے، خون کی نالیاں پھٹنے سے بعض اوقات نکسیر پھوٹنے لگتی ہے، تھوک کے ساتھ خون آنے لگ جاتا ہے، دل دن بدن کمزور ہونے لگتا ہے، جو کسی وقت بھی اپنی دھڑکن بند کر سکتا ہے، جنسی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں، بلڈ پریشر بھی نارمل نہیں رہتا، جسم ٹوٹتا رہتا ہے، ہر وقت تھکاوٹ سی رہتی ہے۔ بہت سی بیماریاں جسم کے اندر موجود ہوتی ہیں لیکن بے حسی کی وجہ سے

besturdubooks.wordpress.com

ظاہر نہیں ہوتیں، مقدار میں زیادتی کی وجہ سے بعض لوگوں کے سپرم ڈیڈ یا سست رو ہو جاتے ہیں اور یہ لوگ اولاد کے قابل نہیں رہتے، معدہ میں زخم ہو جانے کی وجہ سے جلن محسوس ہوتی ہے۔ ہضم کا عمل ٹھیک طور سے نہیں ہوتا۔ پیٹ میں درد رہنے لگ جاتا ہے، کھانے پینے کی رغبت کم ہو جاتی ہے۔ پھیپھڑوں کے زخموں کی وجہ سے پھیپھڑوں میں پیپ پڑ جاتی ہے اور سخت کام کرنے یا چلانے سے پھیپھڑے پھٹ سکتے ہیں، وہ ہاتھ جو ایک من چیز اٹھاتے تھے دس کلو بوجھ اٹھانے سے قاصر ہو جاتے ہیں۔

نشہ کرنے والوں کی بیویاں بالآخر ان سے طلاق لے لیتی ہیں، بھائی بہن ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، اولاد بھی آنکھیں پھیر لیتی ہے، نشہ پر جو رقم خرچ ہوتی ہے اس سے آدمی محلوں سے نکل کر در بدر کا محتاج ہو جاتا ہے کوئی اس سے بات کرنا گوارا نہیں کرتا اس ڈر سے کہ کہیں لوگ مجھے بھی نشئی نہ سمجھنے لگ جائیں۔

اگر مزید نقصانات کے اعتبار سے دیکھیں تو ہمارے ہاں جن منشیات کا استعمال عام ہو گیا ہے۔ وہ شراب سے کہیں زیادہ خطرناک اور بدترین ہیں۔

غرض معاشرے میں پھیلی ہوئی اکثر بیماریاں یعنی نظام تنفس کی تباہی، پھیپھڑے کا کینسر، ضیق دم، دل کا انجماد، اچانک موت، خون کی نالیوں میں جماؤ اور اس نتیجے میں پیدا ہونے والی معذوری، دوران خون کی خرابی اور اس کا انجماد، نظام ہضم کا تعطل، ہونٹ، نرخرہ، آنت اور انقراس کا کینسر وغیرہ اور حاملہ عورت اور اس کے بچے میں پیدا ہونے والی تمام خرابیاں اسی منشیات کا سیاہ نتیجہ ہیں۔

غور کریں! وہ نوجوان جو اس لعنت میں گرفتار ہیں، یا جو ایسوں کے پاس اٹھنا بیٹھنا رکھتے ہیں، اور سوچیں وہ احباب جن کے عزیز و اقارب اس لعنت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا چکے ہیں کہ یہ منشیات کس قدر تباہی و بربادی کا ذریعہ ہے۔ اس لئے خدارا اس لعنت سے خود بھی کوسوں دور رہیں اور دوسروں کو بھی اس سے دور رکھیں۔ فاعتبروا یا اُولی الابصار.

besturdubooks.wordpress.com

ہدایات نمبر ۱۰

کچھ ہدایات بدنظری سے بچنے سے متعلق

یاد رکھیئے! زندگی کی کامیابی کے لئے بدنظری سے پرہیز کرنا بھی بہت ضروری ہے، یہ بدنظری ایک مہلک ترین بیماری ہے جسے لگ جائے تو اسے نہ تو بدنظری کرنے سے چین آتا ہے اور نہ ہی بدنظری سے بچنے سے چین آتا ہے اور وہ یوں ہر وقت سرگرداں و پریشان رہتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بدنظری زنا کی پہلی سیڑھی ہے اور جو انسان بدنظری پر بدنظری کرتا چلا جاتا ہے تو بالآخر زنا جیسی دلدل میں پھنس کر رہتا ہے جس کے نتیجے میں اس کی زندگی تباہ و برباد ہو جاتی ہے اس لئے اگر مثالی زندگی کی تلاش ہے تو اس کے لئے بدنظری سے پرہیز کرنا فرض عین سمجھنا چاہئے، آج کتنے ہی لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ہماری عبادت میں ہمیں مزہ نہیں آتا یا عبادت کرنے کو دل نہیں چاہتا حقیقتاً اس کی وجہ اس طرح کے باطنی اور مہلک گناہ ہوتے ہیں اور خصوصاً بدنظری تو واقعتاً انسان کو ہلاک کر کے چھوڑتی ہے۔

بدنظری کسے کہتے ہیں

''بدنظری'' کا حاصل یہ ہے کہ کسی غیر محرم پر نگاہ ڈالنا، بالخصوص جب کہ شہوت کے ساتھ نگاہ ڈالی جائے، یا لذت حاصل کرنے کے لئے نگاہ ڈالی جائے، چاہے وہ غیر محرم حقیقی طور پر زندہ ہو، اور چاہے غیر محرم کی تصویر ہو۔ اس پر بھی نگاہ ڈالنا حرام ہے، اور ''بدنگاہی'' کے اندر داخل ہے۔ یہ بدنگاہی کا عمل اپنے نفس کی اصلاح کے رستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، اور یہ عمل انسان کے باطن کے لئے اتنا تباہ کن ہے کہ دوسرے گناہوں سے یہ بہت آگے بڑھا ہوا ہے، اور انسان کے باطن کو خراب کرنے میں اس کا بہت دخل ہے۔ جب تک اس عمل کی اصلاح نہ ہو اور نگاہ قابو میں نہ

besturdubooks.wordpress.com

آئے، اس وقت تک باطن کی اصلاح کا تصور تقریباً محال ہے۔

حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ " **النظر سهم مسموم من سهام ابليس** " یعنی یہ "نظر" ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے، یہ تیر جو ابلیس کی کمان سے نکل رہا ہے۔ اگر کسی نے اس کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر لیا، اور اس کے آگے ہتھیار ڈال دیئے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ باطن کی اصلاح میں اب بڑی رکاوٹ کھڑی ہو گئی، اس لئے کہ انسان کے باطن کو خراب کرنے میں جتنا دخل اس آنکھ کے غلط استعمال کا ہے، شائد کسی اور عمل کا نہ ہو۔

یاد رکھئے! کامیاب زندگی کیلئے ضروری ہے کہ اپنی آنکھوں کی حفاظت کی جائے ۔ آج کل بدنظری کا مرض عام ہے۔ جہاں کوئی عورت ملی وہاں اس پر نظر ڈال لی۔ نہیں تو ٹی وی دیکھ لیا اور دیواروں پر لٹکی تصویریں دیکھ کر دل بہلا لیا۔ کسی نے کہا کہ یہ ٹیلی ویژن پر تصویر نہیں بلکہ عکس ہے میں نے کہا کہ عورت کے عکس کا دیکھنا بھی ناجائز ہے بلکہ عکس کا دیکھنا تو بسا اوقات عورت کے دیکھنے سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے کیونکہ حقیقی عورت کو دیکھنے میں ذرا حوصلہ چاہئے کہیں ناراض نہ ہوں۔ لیکن عکس کے دیکھنے والے کو حوصلے کی بھی ضرورت نہیں۔ اس میں تو اور زیادہ آدمی مبتلا ہو سکتا ہے۔ اس بدترین گناہ کی سنگینی اور خطرناکی کو محسوس کرتے ہوئے اسلامی شریعت نے بدنظری کے ہر دروازہ کو بند کرنے پر نہایت زور دیا ہے۔ قرآن کریم کے احکامات اور احادیث طیبہ کی روشن ہدایات اس سلسلے میں ہماری بھرپور رہنمائی کرتی ہیں اللہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے! آمین!

بدنظری کے نقصانات

بدنظری سے ایک روحانی نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس مرض کے بعد عبادت کی حلاوت ختم ہو جاتی ہے عبادت بے لذت بن جاتی ہے۔ حدیث پاک میں بھی یہ مضمون وارد ہوا ہے۔

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ جس کی نظر کسی عورت کے حسن و جمال پر پڑ جائے تو پھر وہ اپنی نگاہ ہٹا لے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ایک ایسی عبادت عطا فرما دیتے ہیں کہ جس کی لذت وہ اپنے دل میں پاتا ہے معلوم ہوا کہ نگاہ ہٹا لینے میں عبادت کی لذت محسوس ہوتی ہے اور اس کے برعکس

besturdubooks.wordpress.com

کرنے میں عبادت کی حلاوت اور لذت ختم ہو جاتی ہے بدنظری کے طبی نقصان یہ ہیں کہ مثانہ کمزور ہو جاتا ہے جس سے پیشاب کے قطرے یا مذی کے قطرے آتے رہتے ہیں اور وضو میں مشکل پیدا ہو جاتی ہے نیز بدنگاہی کے مریضوں کو اکثر جریان کی شکایت ہو جاتی ہے کیونکہ خیالات کی گندگی اور بدنگاہی سے منی پتلی ہو کر پیشاب کے ساتھ یا کثرت احتلام کی صورت میں ضائع ہونے لگتی ہے جس سے دماغ کی کمزوری، دل کا کمزور ہونا اور گھبرانا اور کمر میں درد، پنڈلی میں درد، سر میں چکر، آنکھ کے سامنے اندھیرا آنے لگنا، سبق یاد نہ ہونا، یاد ہو کر جلد بھول جانا، کسی کام میں دل نہ لگنا، غصہ کا بڑھ جانا، نیند کا کم آنا، ہمت اور ارادہ کا پست ہو جانا، چونکہ منی ایک قیمتی سرمایہ ہے اس کے ضائع ہونے سے ان علامات مزکورہ کا ظاہر ہونا ایک فطری اور ضروری امر ہے لہٰذا طالب علموں کو نوجوانی میں بہت ہی اہتمام سے بری صحبت اور بدنگاہی سے بچنا چاہیے۔

بدنظری سے بچنے کا ایک علاج

بدنگاہی سے بچنے کا ایک راستہ یہ ہے کہ ہمت سے کام لے کر طے کر لو کہ یہ نگاہ غلط جگہ پر نہیں اٹھے گی۔ اس کے بعد پھر چاہے دل پر آرے ہی کیوں نہ چل جائیں، لیکن اس نگاہ کو مت ڈالو،

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں برباد ہوں .... اب تو اس دل کو بنانا ہے تیرے قابل مجھے

بس ہمت اور ارادہ کر کے اس نگاہ کو بچائیں تو پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسی مدد اور نصرت آتی ہے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آنکھ کو بدنگاہی سے بچانے کی کچھ تدبیریں بیان فرمائیں ہیں، وہ یاد رکھنے کی ہیں، فرماتے ہیں کہ:

''اگر کوئی عورت نظر آئے، اور نفس یہ کہے کہ ایک دفعہ دیکھ لے۔ کیا حرج ہے؟ کیونکہ تو بد فعلی تو کرے گا ہی نہیں۔ تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ نفس کا مکر ہے۔ اور طریقہ نجات کا یہ ہے کہ عمل نہ کیا جائے۔'' (انفاس عیسیٰ، اول)

﴿اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین﴾

besturdubooks.wordpress.com

پانچواں باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی معمولات

قابلِ احترام بھائیو یہ باب ہماری کتاب ''مردوں کی مثالی زندگی کے درخشاں پہلو'' کا پانچواں باب ہے، اس باب میں دس مثالی معمولات کو پیش کیا گیا ہے، یعنی وہ معمولات جو رسول اقدس ﷺ کی تعلیمات سے ہمیں ملتے ہیں اور جن پر ہمارے نبی ؐ نے عمل کیا ہے، چنانچہ ان پر عمل کرنا ہمارے لئے بھی ضروری ہے اور یہ معمولات ہمیں جنت تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں، بحر حال وہ دس معمولات انشاء اللہ درج ذیل ترتیب کے مطابق پیش کئے جائیں گے۔

پہلا معمول..........نماز فجر و مغرب کے بعد کے مخصوص کلمات سے متعلق

دوسرا معمول..........کلمہ توحید کے فضائل سے متعلق

تیسرا معمول..........جسم و جان کی کی حفاظت سے متعلق

چوتھا معمول..........شب جمعہ میں درود شریف سے متعلق

پانچواں معمول..........جمعہ کے دن سورۃ کہف سے متعلق

چھٹا معمول..........نماز جمعہ کے بعد سورۃ اخلاص و معوذتین سے متعلق

ساتواں معمول..........شجرہ مشائخ کے اہتمام سے متعلق

آٹھواں معمول..........قبرستان کی زیارت سے متعلق

نواں معمول..........شب قدر و شب برأت سے متعلق

دسواں معمول..........پندہرویں شعبان اور نوی ذی الحجہ کے روزے سے متعلق

لیجئے ان دس مثالی معمولات کا مطالعہ کیجئے، اور ان پر عمل کیجئے، تاکہ آپ کی زندگی کامیاب اور شاداں و فرحاں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

besturdubooks.wordpress.com

پہلا معمول

نماز فجر و مغرب کے بعد مخصوص کلمات سے متعلق

صبح کی نماز اور مغرب کی نماز کے بعد اس دعا کو چار مرتبہ پڑھا کریں

"سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ عدد خلقہٖ ورضٰی نفسہٖ وزنۃ عرشہٖ ومداد کلماتہٖ"

پوری نماز سے فارغ ہونے کے بعد اطمینان کے ساتھ اس دعا کو بھی پڑھ لینا چاہیے۔ صبح کو آفتاب طلوع ہونے سے پہلے اور مغرب کے بعد شفق غروب ہونے سے پہلے پڑھ لینا چاہیے۔

(ف) یہ مختصر حوالہ صرف معمولات بتلانے اور یاد رکھنے کے واسطے نقل کیا گیا ہے۔ اس میں ہر ذکر اور معمول کے ثواب اور فضیلت بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ دعا جو مذکور ہوئی اس کی فضیلت اور ثواب بے شمار ہے۔ چار مرتبہ پڑھ لینے سے دو تین گھنٹے عبادت کرنے کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔

نماز فجر و مغرب کے بعد مخصوص کلمات دعا کے فضائل

حضرت جویریہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ صبح کی نماز کے وقت ان کے پاس سے نماز کے لئے تشریف لے گئے اور یہ اپنے مصلی پر بیٹی ہوئی (تسبیح میں مشغول تھیں) حضور ﷺ چاشت کی نماز کے بعد تشریف لائے تو یہ اسی حالت میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تم اسی وقت سے اس حالت میں بیٹھی ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم سے (جدا ہونے کے بعد) میں نے چار کلمے تین مرتبہ پڑھے، اگر ان کو اس سب کے مقابلے میں تولا جائے جو تم نے صبح سے پڑھا ہے تو وہ غالب ہو جائیں گے وہ کلمے یہ ہیں۔ **"سبحان اللّٰہ الخ"**۔ (رواہ مسلم)

حضرت صفیہ کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ ان کے سامنے چار ہزار کھجور کی گٹھلیاں بڑی ہوئی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ آپ

besturdubooks.wordpress.com

ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں اس تسبیح سے زیادہ بہتر (اور آسان) چیز نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا بتا دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا "سبحان اللّٰہ عدد خلقہٖ" پڑھ لیا کرو۔ (رواہ الترمزی)

دوسرا معمول

کلمہ توحید کے فضائل سے متعلق

صبح کی نماز کے بعد "اللھم اجرنی من النار" کو سات مرتبہ پڑھنے کے بعد دس مرتبہ یہ مبارک الفاظ پڑھا کریں جو کہ انبیاء کرامؑ کا معمول اور وظیفہ ہیں۔

"لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وعلی کل شیءٍ قدیر "۔

کلمہ توحید کے فضائل

"لا الٰــہ الا اللّٰــہ الخ" کی اس بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ یہ تمام انبیاءؑ کا معمول اور وظیفہ ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ نماز صبح کے بعد دس مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔ (رواہ الترمذی)

حدیث شریف میں ہے کہ اس کے پڑھنے والے کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں جنت میں دس درجے بلند کئے جائیں اور تمام دن شیطان اور اس کی مکروہات سے محفوظ رہے اور اس دن شرک کے سوا کوئی گناہ اس کو ہلاک نہ کر سکے گا اور وہ سب لوگوں سے افضل رہے گا ہاں اگر کوئی اس سے زیادہ پڑھ کر آگے بڑھ جائے تو اور بات ہے۔ (رواہ الترمذی)

تیسرا معمول

جسم وجان کی حفاظت سے متعلق

"اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم " تین مرتبہ "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم" تین مرتبہ " اعوذ بکلمات اللّٰہ التا مات من شر ما خلق" تین مرتبہ " قل ھو اللّٰہ ،قل اعوذ برب الفلق ،قل اعوذ برب الناس " سب تین تین مرتبہ، "فاللّٰہ خیر حافظا وھوارحم الراحمین" تین مرتبہ "وان اللّٰہ قد احاط بکل شیءٍ علماً" تین مرتبہ، کوئی مختصر درود شریف

besturdubooks.wordpress.com

تین مرتبہ۔ صبح اور مغرب کی نماز کے بعد ان سب دعاؤں اور سورتوں اور آیتوں کو تین تین مرتبہ پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر پھونک مار کر اپنے تمام جسم پر پھر لیا کرے۔

بے شک یہ مجموعہ عمل جسم و جان، بدن کی صحت اور حاسدوں اور دشمنوں کے شر سے بچنے کے لئے بہت مؤثر اور بے مثل ہے۔ بچوں کی حفاظت کے لئے پڑھ کر دم کرنے اور بیمار کے اوپر پھونک ڈالنے کے لئے بھی کارآمد اور مفید ہے۔

عجیب معمول برائے حفاظت جان

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح و شام "**اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم هو اللہ الذی**" تا آخری سورت حشر پڑھے تو اس پر اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتا ہے جو صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک اس پر دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ اس دن انتقال کر جائے تو شہید کی موت مرے گا۔

دوسری حدیث میں ہے جو شخص دن میں تین مرتبہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ چاہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اس سے شیطان کو دفع کرتا رہتا ہے۔

حضرت عبداللہؓ ابن خبیب نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بارش کی سخت آندھیری رات میں ہم رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلے تا کہ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھا دیں بالآ کر ہم نے آپ ﷺ کو پالیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کہتے ہو۔ میں نے کچھ نہ کہا۔ آپ ﷺ نے اسی طرح تین مرتبہ فرمایا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیا کہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح و شام "**قل هو اللہ**" اور "**معوذتین**" پڑھا کرو یہ تمہارے لئے ہر چیز سے کافی ہے۔ (رواہ ابوداؤد)

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن شریف پڑھ لے؟ صحابہ نے عرض کیا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی ایک رات میں عادتاً تہائی قرآن شریف پڑھ لے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**قل هو اللہ احد**" تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (رواہ البخاری)

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کل گزشتہ سانپ نے ڈس لیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تو شام کے وقت '**اعوذ بکلمات التامات اللہ من شر**

besturdubooks.wordpress.com

ماخلق" پڑھ لیتا تو تجھ کو کوئی تکلیف نہ ہوتی۔ (رواہ مالک، مسلم، ابوداؤد)

ترمذی کی روایت ہے جو شخص شام کے وقت یہ دعا تین مرتبہ پڑھ لے اس کو اس رات میں کسی زہریلے جانور کے کاٹنے کی تکلیف نہ ہوگی، اور زہر کا اثر نہ ہوگا، چنانچہ اس سلسلے میں حضرت سہیل نے بیان کیا کہ میرے گھر والے اس کو پڑھتے تھے ایک دن بچھو نے ایک لڑکی کو ڈس لیا تو اس کی برکت سے کوئی درد نہیں ہوا۔ (رواہ الترمذی)

حضور ﷺ نے ایک شخص کو "قل هو الله احد" پڑھتے سنا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے لئے واجب ہوگئی، صحابہ نے پوچھا کیا واجب ہوگئی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جنت۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے فرمایا: نوحؑ کے نصف بسم اللہ پڑھنے پر کشتی کو طوفان سے نجات مل گئی تو کیا جو شخص آغاز میں پوری بسم اللہ پڑھے وہ کیوں نجات سے محروم رہے گا۔ امام رازیؒ نے فرمایا: جب بسم اللہ آدمی کی شرم گاہ اور شیطان کے درمیان حجاب ہے (مشکوٰۃ) تو قیامت کے دن آدمی اور عذاب کے درمیان بھی یقیناً حجاب بنے گی۔

"فالله خير حافظا وهو ارحم الراحمين" حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹے بنیامین کی حفاظت کے لئے بھائیوں کی سپردگی میں دیتے وقت کہا تھا، حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت یعقوبؑ نے یہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے عزت وجلال کی قسم میں ضرور دونوں بھائیوں کو تمہارے پاس لوٹا دوں گا۔

"وان الله قد احاط بكل شيء علما" سورۂ طلاق کی آیت ہے۔ حدیث میں اس کے ساتھ اور الفاظ بھی مروی ہیں فضیلت یہ ہے کہ جو ان کلمات کو صبح پڑھے گا وہ شام تک اور شام کو پڑھے گا تو صبح تک محفوظ رہے گا۔ (رواہ ابوداؤد)

بعض لوگ کہتے ہیں بسم اللہ چار کلمے ہیں، اور گناہ بھی چار قسم کے ہیں، دن، رات، ظاہر و پوشیدگی کے گناہ تو جو شخص خلوص دل سے بسم اللہ کہتا ہے اس کے چاروں قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

چوتھا معمول

شب جمعہ میں درود شریف سے متعلق

جمعہ کی رات میں درود شریف ایک سو (۱۰۰) مرتبہ پڑھا کریں۔

شب جمعہ میں درود شریف کے فضائل

حضرت علیؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر سو دفعہ درود شریف پڑھتا ہے وہ قیامت کے دن ایسی مشعل نور کے ساتھ آئے گا کہ اگر وہ نور تمام خلائق کو تقسیم کر دیا جائے تو سب کو کافی ہو جائے گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگو! مجھ پر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن اکثر درود پڑھا کرو کیونکہ تمام دنوں میں تمہارے درود فرشتے مجھے پہنچاتے ہیں مگر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن کی خصوصیت یہ ہے کہ ان وقتوں میں اپنے درود کو خود اپنے کانوں سے ان لوگوں سے سنتا ہوں جو مجھ پر درود پڑھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ سے بھی حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ میرے اوپر روشن رات (یعنی جمعہ کی رات) اور روشن دن (یعنی جمعہ کے دن) میں کثرت سے درود بھیجا کرو اس لئے کہ جب تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے تو میں تمہارے لئے دعا و استغفار کرتا ہوں۔ (فضائل درود)

اکثر احادیث میں جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے پر سرکار کی خدمت میں فرشتوں کے ذریعہ پیش ہونا مذکور ہے۔ جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی فضیلت حضرت ابو ہریرہؓ حضرت انسؓ اوس بن اوسؓ ابوداؤد ابن مسعودؓ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عبداللہؓ سے نقل کی گئی ہے جن کی روایت علامہ سخاوی نے نقل کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہ اس کی پیشانی پر "براءۃ من النفاق وبراءۃ من النار لکھ دیتے ہیں (یعنی یہ شخص نفاق سے بھی بری ہے اور جہنم سے بھی بری ہے) اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا حشر شہیدوں کے ساتھ فرمائیں گے۔

besturdubooks.wordpress.com

ایک اور حدیث میں ہے جو مجھ پر سو(۱۰۰) مرتبہ درود شریف بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر ہزار دفعہ درود بھیجیں گے اور جو عشق وشوق میں اس پر زیاتی کرے گا میں قیامت کے دن اس کے لئے سفارش اور گواہ ہوں گا۔ایک جگہ حضرت انسؓ کی حدیث سے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں درود بھیجے گا اللہ جل شانہ،اس کی سو حاجتیں پوری کرتے ہیں اور اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں جو اس کو میری قبر میں مجھ تک اسی طرح پہنچاتا ہے جیسے تم لوگوں کے پاس ہدایا (تحفہ) بھیجے جاتے ہیں۔ (فضائل درود)

پانچواں معمول

جمعہ کے دن سورۂ کہف سے متعلق

جمعہ کے دن صبح سے شام تک جس وقت ممکن ہو سورۂ کہف ایک مرتبہ پڑھا کریں۔یہ اختیار ہے صبح کو یا شام کو جس وقت چاہیں مکان میں یا مسجد میں جس جگہ سہولت ہو موقعہ مل جائے پڑھ لیا کریں،حفظ پڑھیں یا قرآن میں دیکھ کر پڑھیں۔

سورۂ کہف کے فضائل

حضرت ابن عمرؓ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا اس کے لئے قیامت کے دن ایسی روشنی ہوگی جو اس کے قدم کے نیچے سے آسمان تک بلند ہوگی اور جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔دوسری حدیث میں اس کے پڑھنے کے مقام سے مکہ تک یا ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک روشنی حاصل ہونا مذکور ہے۔امام غزالیؒ نے ''احیاء العلوم'' میں اس روایت میں مزید فضیلت ذکر کی ہے کہ اس پر ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں،اور درد اور پیٹ کے پھوڑے اور ذات الجنب اور برص اور جذام اور دجال کے فتنے سے محفوظ رہتا ہے۔کئی حدیثوں میں سورۂ کہف کی شروع یا آخری کی دس آیات پڑھنے پر فتنہ دجال سے محفوظ ہونے کا ذکر ہے۔ (رواہ مسلم،ابوداود،الترمزی)

besturdubooks.wordpress.com

چھٹا معمول

نماز جمعہ کے بعد سورۂ اخلاص اور معوذتین سے متعلق

جمعہ کی نماز اور سنتوں سے فراغت کے بعد یہ تین سورتیں "**قل هو الله احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس**" سات مرتبہ پڑھا کریں۔

نماز جمعہ کے بعد سورۂ اخلاص اور معوذتین کے فضائل

حضرت انسؓ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن امام کے سلام پھیرنے کے بعد اسی حالت میں بیٹھے ہوئے سورۂ فاتحہ، قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سات سات مرتبہ پڑھے گا، خدا تعالیٰ اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کردے گا، مؤمنین کی تعداد کے برابر ثواب عنایت کرے گا، ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے دین و دنیا کی حفاظت اور اہل و اولاد کی نگہداشت کرے گا۔ (نزہۃ المجالس)

حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ سے منقول ہے کہ جمعہ کے روز امام کے سلام پھیرنے کے بعد جو شخص سورۂ فاتحہ اور مذکورہ بالا تین سورتیں سات سات بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے دین اور دنیا اور اہل و عیال اور اولاد کو آئندہ جمعہ تک محفوظ رکھیں گے۔ (اعمال قرآنی)

ساتواں معمول

شجرۂ مشائخ کے اہتمام سے متعلق

اگر آپ کو کسی سے بیعت حاصل ہے تو اس نے جو شجرہ اور بیعت نامہ دیا ہے اس کو جمعہ کی شب یا جمعہ کی صبح کو ایک مرتبہ پڑھا کریں فیوض اور نسبت کی تجدید اور تقویت ہو کر ایمان میں مضبوطی پیدا ہوگی (جمعہ کی کوئی خصوصیت نہیں دل چاہے کسی اور دن پڑھ لے)۔

شجرۂ مشائخ اور صالحین کے توسل کے فضائل

شجرۂ مشائخ کرام کو پڑھنا دراصل دعا میں اولیاء اللہ اور صلحاء کو خدا کی جنابت میں وسیلہ

besturdubooks.wordpress.com

بنانا ہے۔علامہ جزری نے ”حصن حصین“ میں بخاری اور حاکم کی احادیث سے انبیاء اور صالح بندوں کے توسل کوادب دعاء میں ذکر کیا ہے۔”وان یتو سل الی اللہ بانبیائہٖ و الصالحین من عبادہٖ“۔ (حصن حصین)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے ”نشر الطیب“ کے اخیر میں چند احادیث صحیحہ سے استدلال کرتے ہوئے توسل کو جائز قرار دیا ہے۔

حضرت عمرؓ کی روایت ہے ” انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا، و انا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون “اے اللہ ہم آپ کے جناب اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں آپ ہمیں بارش عطا کیجئے اور ہم آپ کی جناب میں اپنے نبی ﷺ کے چچا (حضرت عباس) کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں، آپ ہمیں بارش سے سیراب کیجئے تو بارش ہو جایا کرتی تھی۔

حضرت عثمان بن حنیفؓ کی طویل حدیث جس میں آپ ﷺ کے وسیلہ کی برکت سے دعا قبول ہونے کا واقعہ مذکور ہے اس کا ابتدائی حصہ بایں الفاظ ہے،”اللھم انی اسئالک و اتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ“۔ (رواہ الترمذی)

اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کی جناب میں نبی رحمت محمد ﷺ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔خود رسول اللہ ﷺ کی دعا میں بھی اس قسم کے الفاظ ہیں”اللھم رب جبرئیل ومیکائیل ورب اسرافیل اعوذ بک من النار وعذاب القبر“ ۔(رواہ النسائی)

حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ نے ایک لمبا قصیدہ مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سے وسیلہ اختیار کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا ہے جو ”امداد السلوک“ کے اخیر میں نیز دیگر رسائل میں شائع ہو چکا ہے اسی طرح حضرت گنگوہی قدس سرہ، العزیز متوسلین کو ہمیشہ اولیا، طریقت کا توسل ارشاد فرماتے رہتے اور اور شجرۂ طیبہ خاندان چشتیہ قدوسیہ امدادیہ ان کو عطا فرماتے تھے۔ (امداد السلوک)

besturdubooks.wordpress.com

آٹھواں معمول

قبرستان کی زیارت سے متعلق

کبھی کبھی جمعہ کے دن یا جس روز فرصت اور طاقت ہو قبرستان کی زیارت کو خالص ثواب حاصل کرنے اور جناب رسول اللہ کے حکم پر عمل کرنے کی نیت سے حاضر ہوا کرو ہر ہفتہ نہ ہو سکے تو پندرہ روز میں جایا کرو، اس قدر بھی دشوار ہو تو ایک مہینے میں جب فرصت ہو حاضر ہوا کرو، موت اور آخرت کا تصور اور عبرت حاصل کرو۔

قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھا کرو "السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللّٰہ لنا ولکم ویرحمنا اللّٰہ وایاکم" پھر وہاں کسی جگہ بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر الحمد شریف پڑھو، اور سورہ "الھٰکم التکاثر" سے "قل اعوذ برب الناس" تک پڑھو اگر دل کی رغبت زیادہ ہو تو قل ھو اللہ شریف گیارہ مرتبہ پڑھو، کسی کو زیادہ فرصت ہو تو سورۂ یٰسین بھی پڑھے اور جو کچھ قلیل وکثیر پڑھا ہے اس کا ثواب دل سے یا زبان سے اس طرح پہنچاؤ کہ یا ارحم الراحمین میں نے جو کچھ پڑھا ہے اس کا ثواب اپنے فضل وکرم اور رحمت سے جناب رسول اللہ ﷺ کو اور جمیع انبیاء واولیاء اور شہداؤ صالحین اور مؤمنین کو پہنچانا اور اس قبرستان والوں کو اور میرے عزیزان وقریبان اور احسان کرنے والوں کو پہنچانا۔

فائدہ.... ہمیشہ ہر چیز کا ثواب پہنچانے کے لئے دل کا ارادہ اور نیت بھی کافی ہے اگر زبان سے کہہ کر جس طرح ابھی لکھا گیا ہے سب حضرات کو ثواب پہنچائے تب بھی حق تعالیٰ کی رحمت سے یہ امید ہے کہ سب کو پورا کامل ثواب عطا فرمائیں گے۔ اگر اپنے عزیز قریب ایک دو یا دو چار آدمیوں کو ثواب پہنچائے تب بھی صحیح اور درست ہے کچھ ناجائز اور شرعاً گناہ نہیں ہے اور کچھ نقصان نہیں۔

زیارت قبور کی دعا اور اس کے فضائل

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس سے دنیا کی بے رغبتی پیدا ہوتی ہے اور آخرت کی یاد آتی ہے۔ (رواہ ابن ماجہ)

شامی میں ہے کہ ہر ہفتہ قبرستان جانا چاہیے۔ شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: جمعہ

besturdubooks.wordpress.com

کے دن خاص طور پر اول وقت میں قبرستان جانا زیادہ افضل ہے۔ جمعہ کے دن جتنی سمجھ بوجھ دی جاتی ہے اتنی کسی اور دن نہیں دی جاتی ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ہر جمعہ اپنے ماں باپ یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور اس کو ماں باپ کے ساتھ حسن و سلوک کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔ جناب رسول اللہ ﷺ مدینے کے قبرستان سے گزرے تو آپ ﷺ نے ان کی طرف چہرہ مبارک کر کے فرمایا، "**السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللّٰہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر**" (اے قبرستان والو تم پر سلامتی ہو، خدا ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے پہلے جانے والوں میں ہو اور ہم پیچھے آرہے ہیں۔)

مسلم کی روایت میں ہے۔ "**نسئال اللّٰہ لنا ولکم العافیة**" مسلم ہی کی دوسری روایت میں "**یرحم اللّٰہ المستقد مین مناو المستاخرین**" بھی ہے "**یرحم اللّٰہ لنا ولکم**" اسی معنیٰ میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہر سال شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے ہیں اور یوں فرماتے تھے، "**سلمٌ علیکم بماصبر تم فنعم عقبی الدار**"۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے مردوں پر سورہ یٰسین پڑھا کرو۔ حضرت انسؓ کی رویت میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم مُردوں کی طرف سے صدقہ کریں، حج کریں اور ان کے لئے دعا کریں تو کیا یہ سب (اعمال ثواب کے لحاظ سے) ان تک پہنچ جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ضرور ان تک پہنچ جائیں۔ وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسے تمہارے پاس کوئی ہدیہ کی تھال لے کر آئے تو تم خوش ہوتے ہو۔

ایک حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ کسی پر یقینی طور عذاب نازل کرنے کا ارادہ فرما لیتے ہیں لیکن اس قوم کا کوئی بچہ کتاب اللہ میں سے الحمدللہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے عذاب کو چالیس سال تک دور فرما دیتے ہیں۔ ان خاص خاص سورتوں کی فضیلت بھی خاص ہیں اس لئے علماء نے ان کے ذریعہ ایصال ثواب کو بہتر سمجھا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سورۃ فاتحہ قرآن کی سب سے عظیم سورت ہے جو صرف مجھے عطا کی گئی ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سورۃ فاتحہ ہر بیماری کے لئے شفاء ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد

besturdubooks.wordpress.com

فرمایا: اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے! تورات، انجیل، زبور اور خود قرآن میں بھی سورۂ فاتحہ جیسی کوئی سورت نازل نہیں کی گئی۔ (رواہ الترمذی)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص روزانہ قرآن کی ایک ہزار آیتیں پڑھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: بھلا کون اس کی طاقت رکھ سکتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں کوئی شخص سورہ الھکم التکاثر پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ (سورہ الھکم التکاثر پڑھنا ایک ہزار آیتوں کے برابر ثواب ہے) جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قل یا ایھا الکفر ون (ثواب میں) چوتھائی قرآن کے (ثواب کے) برابر اور قل ھو اللہ احد (ثواب میں) تہائی قرآن کے (ثواب کے) برابر ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دس مرتبہ پوری قل ھو اللہ احد پڑھے اللہ اس کے لئے جنت میں محل بنوا دیتے ہیں۔ اسی سورت کے پڑھنے پر ایک صحابی کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا: اسے خبر دے دو کہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے (رواہ البخاری)

آپ ﷺ نے ایک صحابیؓ سے جو نماز میں قل ھو اللّٰہ احد پڑھا کرتے تھے فرمایا: اس سورت کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عقبہ بن عامر سے فرمایا میں تجھے دو بہترین سورتیں نہ سکھادوں؟ پھر آپ ﷺ نے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو سکھایا اور فرمایا: ان دونوں کے ذریعہ اللہ کی پناہ چاہا کرو کیونکہ ان دونوں کی طرح کسی اور چیز کے ذریعہ پناہ نہیں مانگی گئی۔ اے عقبہ! تم نے کوئی سورت نہیں پڑھی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قل اعوذ برب الفلق سے زیادہ محبوب اور مقبول ہو۔

ایصال ثواب کا طریقہ

سعد بن عبادہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ام سعد (یعنی میری ماں) کا انتقال ہو گیا، اب ان کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانی۔ چنانچہ حضرت سعدؓ نے کنواں کھدوایا اور فرمایا: یہ سعد کی ماں کے لئے یعنی اس کا ثواب اس کے لئے ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہو کر سورۂ یٰسین پڑھے تو اس

besturdubooks.wordpress.com

دن اللہ تعالیٰ مُردوں کو عذاب میں کمی فرمادیتے ہیں اور اس کو قبرستان کے مردوں کی تعداد کے برابر نیکیاں عطا فرماتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص سورہ اخلاص (قل ھو اللہ) گیارہ مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے تو اس کو مُردوں کی تعداد کے بقدر ثواب ملے گا۔

علامہ شامی نے لکھا ہے کہ جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکے پڑھے سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ کی پہلی آیت، آیۃ الکرسی اور آمن الرسول، سورۂ ملک، سورۂ تکاثر، سورۂ اخلاص بارہ یا گیارہ یا سات یا تین مرتبہ پڑھے پھر کہے: یا اللہ ہم نے جو پڑھا اس کا ثواب فلاں (متعین شخص) کو یا ان سب کو پہنچا دیجئے۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ''محیط'' سے نقل کیا گیا ہے کہ نفلی صدقہ کرنے والے کے لئے افضل یہ ہے کہ ایصال ثواب میں تمام مؤمنین ومؤمنات کی نیت کرے اس لئے کہ اس کا ثواب ان کو بھی پہنچے گا اور اس شخص کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے خصوصیت کے ساتھ ایصال کرے تاکہ آپ ﷺ کے احسانات کا کچھ شکریہ ادا ہو سکے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی طرف سے تمام عمر عمرہ کرتے رہے۔ ابن الموفق نے (جو حضرت جنید بغدادی کے سلسلے کے ایک بزرگ ہیں) حضرت جنید کی طرف سے ستر حج کئے۔ حضرت ابن السراجؒ نے جناب رسول اللہ کی جانب سے ہزار سے زیادہ قرآن پاک ختم کئے اور اتنی ہی تعداد میں قربانی کی۔

نواں معمول

شب قدر اور شب برأت سے متعلق

شعبان المعظم کی پندرہویں شب میں اور رمضان المبارک کی ستائیسویں رات میں طاقت اور فرصت کے مطابق تمام رات یا ایک دو گھنٹہ ضرور عبادت کریں قرآن پڑھیں، نفل نماز پڑھیں ''سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' سو مرتبہ پڑھیں، درود شریف جس قدر دل چاہے پڑھیں، قل ھو اللہ احد چالیس مرتبہ، سورہ انا انزلنا چالیس مرتبہ پڑھیں اور جس طرح چاہیں ذکر اللہ کریں، اپنے خاتمہ بخیر کی اور دینی و دنیوی دعا کریں والدین اور مرحوم دوستوں اور عزیزوں کی اور اپنے احسان کرنے والوں کی مغفرت کی دعا کریں۔ تمام رات جاگنا ضروری نہیں

besturdubooks.wordpress.com

جس قدر طاقت ہو عبادت کریں (ایسا نہ ہو کہ) ثواب اور فضیلت سے بالکل محروم رہ جائیں۔

شب قدر اور شب برأت کے فضائل

رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ''شب قدر'' اور شعبان کی پندرویں شب ''شب برأت'' عبادت کے لئے موسم بہار کا درجہ رکھتی ہیں۔ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ لیلۃ القدر ایک ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ جو شخص یہ ایک رات عبادت میں گزار دے اس نے تیراسی برس چار مہینے سے بھی زیادہ زمانہ عبادت میں گزار دیا۔ اگر کسی خوش نصیب کو دس راتیں بھی نصیب ہو جائیں اور ان کو عبادت میں گزار دے تو گویا آٹھ سو تینتیس سال چار مہینے سے بھی زیادہ عبادت میں گزار دیا

اس رات کی تعین میں علماء کے پچاس کے قریب اقوال ہیں سب کو شمار کرنا مشکل ہے، لیکن حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ کو زیادہ شب قدر کی امید ہے، ۲۷ کو زیادہ امید ہے۔ حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا: شب قدر ستائیسویں کو ہوتی ہے۔ اسی طرح بہت سے صحابہ اور تابعین کی رائے بھی یہی ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں اس قول پر اعتماد کیا ہے اور اکثر علماء کی بھی یہی رائے ہے۔ اس رات کی فضیلت کے بارے میں ''مظاہر حق'' میں لکھا ہے کہ اس رات میں فرشتوں کی پیدائش ہوئی، حضرت آدمؑ کا مادہ جمع ہونا شروع ہوا، جنت میں درخت لگائے گئے اور دعا کا قبول ہونا بھی بہت سی روایات میں آیا ہے۔ چناچہ ''درمنثور'' کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اسی رات میں آسمان پر اٹھائے گئے اور بنی اسرائیل کی توبہ بھی اسی رات میں قبول ہوئی۔ ''سنن بیہقی''، میں حضرت انسؓ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ شب قدر میں حضرت جبرائیلؑ فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ (زمین پر) اترتے ہیں اور جس شخص کو ذکر وغیرہ میں مشغول دیکھتے ہیں اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ (فضائل رمضان)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا ہو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ پندرہویں شعبان کی فضیلت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات میں اپنی تمام مخلوق کی طرف ایک خاص توجہ فرماتے ہیں اور مشرک اور کینہ ور آدمی کے علاوہ سب کی مغفرت

besturdubooks.wordpress.com

فرمادیتے ہیں۔دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: میرے پاس جبرائیل آئے اور انہوں نے کہا: آج نصف شعبان کی رات ہے اس میں اللہ تعالیٰ اتنے لوگوں کو جہنم سے نجات دے گا جتنے قبلہ کلب کی بکریوں کے بال ہیں۔(قبائل عرب میں اس قبیلہ کی بکریاں سب سے زائد تھیں)۔ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو اس رات میں عبادت کے لئے کھڑے ہوجاؤ اور دن میں روزہ رکھو،کیونکہ اللہ تعالیٰ غروب آفتاب کے بعد آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتے ہیں اور ارشادفرماتے ہیں: ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں، ہے کوئی روزی کا طالب کہ میں اسے رزق دوں، ہے کوئی بیمارو پریشان کہ میں اسے آرام دوں اسی طرح خدا کی طرف سے طلوع فجر تک اعلان ہوتا رہتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے ''ماثبت بالسنۃ'' میں امام بیہقی کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی طویل حدیث بیان کی ہے جس میں اس رات میں رسول اللہ ﷺ کی طویل عبادت،طویل دعا، اللہ تعالیٰ کی کثیر مغفرت، بہت سے گناہ گاروں کی محرومی اور مدینے کے قبرستان جنت البقیع میں جاکر مردوں کے حق میں استغفار کرنا ذکر کیا ہے۔انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تنہا اس رات کو عبادت کر کے زندہ کرے تو گزشتہ احادیث کی پیش نظر مستحب ہے اور فضائل کے باب میں ایسی حدیثوں پر عمل ہوتا ہے۔امام اوزاعی بھی اسی کے قائل ہیں۔حضرت میاں صاحب نوراللہ مرقدہ کے خصوصی شاگرد رشید مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم ہندوپاک نے لکھا ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ اکرام وتابعین سے اسی رات میں جاگنا اور عمل مسنونہ پر عمل کرنا قابل اعتماد روایات سے ثابت ہوا ہے۔ابن حاج مکی ؒ تحریرفرماتے ہیں کہ سلف صالحین اس رات کی تعظیم کرتے اور اس کے لئے پہلے سے تیاریاں کرتے تھے۔سرتاج اولیاء حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نوراللہ مرقدہ، کے یہاں بھی اس رات کی عبادت کا خصوصی اہتمام ہوتا تھا۔(غنیۃ الطالبین) البتہ اس رات میں نوافل ،تلاوت اور ذکر کے معمولات مختلف مشائخ سے اپنے ذوق وحالات کے مطابق مروی ہیں ۔حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا جتنا ہوسکے تھوڑی تھوڑی سی مقدار میں سب عمل کرلے تو بہتر ہے جیسا کہ میاں صاحب نوراللہ مرقدہ کے معمول سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

دسواں معمول

پندرہویں شعبان اور نویں ذی الحجہ کے روزے سے متعلق

شعبان کی پندرہویں تاریخ کو نفل روزہ رکھے اگر دو روزے رکھنے کا ارادہ اور توفیق ہو تو چودہ اور پندرہ کو رکھے۔ ذی الحجہ کی نویں تاریخ جس کو عرفہ کہتے ہیں روزہ رکھے لیکن اگر چاند کے اختلاف کے سبب عرفہ کے روز عید ہونے کا شک وشبہ ہو تو آٹھویں کو روزہ رکھ لے نویں کو نہ رکھے۔

پندرہویں شعبان اور نویں ذی الحجہ کے روزہ کے فضائل

شعبان کی پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا حکم جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ عرفہ نویں ذی الحجہ کو کہتے ہیں کیونکہ اسی دن حاجی میدان عرفات میں قیام کرتے ہیں، اس دن حضرت ابراہیمؑ کو ارکان حج کے معرفت اور ذبح اسماعیلؑ کے سلسلے میں حکم خدا کی معرفت ہوئی تھی۔ عرفہ کا روزہ جمہور علماء کے نزدیک سنت ہے اور یہی مذہب مختیار ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عرفہ کا روزہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ (رواہ مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ عرفہ کے روزے کو ایک ہزار دنوں کے برابر قرار دیتے ہیں۔

روزہ افطار کرنے کے وقت "اللهم لک صمت وعلی رزقک افطرت" پڑھیں اور افطار کے بعد "ذهب الظماء وابتلت العروق فالحمد لله رب العالمین" پڑھا کریں۔

افطار کے بعد دعا کے فضائل

یہ دونوں دعائیں جناب رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ (رواہ ابوداؤد)

جناب رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: افطار کے وقت دعا رد نہیں جاتی۔

(جستہ جستہ از گلزار سنت)

besturdubooks.wordpress.com

چھٹا باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے مثالی مردوں کے دس مثالی واقعات

قابل احترام بھائیو یہ باب ہماری کتاب کا چھٹا باب ہے، اس باب میں ہم دس مثالی مردوں کے دس مثالی واقعات کو پیش کر رہے ہیں، تا کہ ان واقعات کو پڑھ کر آج کے مرد احباب کو بھی سبق حاصل ہو کہ آخر وہ بھی ہماری طرح کے مٹی سے بنے انسان تھے لیکن کیا وجہ ہے آج دنیا انہیں مثالی کہتی ہے اور انہیں یاد رکھنے پر مجبور ہے، چنانچہ درج ذیل ترتیب کے مطابق یہ واقعات پیش کئے جارہے ہیں۔

چنانچہ اب ان واقعات کو پڑھیے اور سبق حاصل کیجیے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

besturdubooks.wordpress.com

پہلا واقعہ

شیخ ابراہیم خواصؒ کا سبق آموز واقعہ

شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی سفر کرنا چاہتے تو نہ کسی کو خبر کرتے اور نہ کسی سے کہتے تھے بلکہ فقط ایک لوٹا لے کر چل دیتے تھے۔ حامدؒ اسود کہتے ہیں ایک مرتبہ مسجد میں میں آپ کے ساتھ تھا کہ آپ لوٹا اٹھا کر چل دیئے اور میں بھی پیچھے ہولیا ہم مقام قدسیہ میں پہنچے تو آپ نے مجھ سے پوچھا کہ حامد کہاں جاتے ہو میں نے عرض کیا کہ یا حضرت جہاں آپ جاتے ہیں۔ فرمایا ان شاء اللہ تعالیٰ میرا تو مکہ معظمہ کا قصد ہے۔ میں نے عرض کیا کہ انشاء اللہ میرا بھی مکہ معظمہ ہی کا قصد ہے بعد اس کے جب ہمیں تین دن چلتے چلتے ہو گئے تو ایک جوان آدمی ہمارے ساتھ آملا اور وہ بھی ایک دن رات ہمارے ساتھ برابر چلا۔ لیکن نماز بالکل نہ پڑھی۔ میں نے شیخ کو معلوم کرایا کہ یہ جوان (ہمارے ساتھ ہے اور) نماز بالکل نہیں پڑھتا شیخ وہیں ٹھہر گئے اور اس سے پوچھا کہ اے لڑکے کیا وجہ ہے کہ تو نماز نہیں پڑھتا حالانکہ نماز تو حج سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ اس نے کہا اے شیخ میرے ذمہ نماز نہیں ہے آپ نے پوچھا کیا تو مسلمان نہیں ہے کہ نہیں۔ فرمایا اور تو کون ہے کہا میں عیسائی ہوں لیکن عیسائیت میں بھی میرا گزر توکل ہی پر ہے اور میں اپنے جی میں اس بات کا دعویٰ کر چکا ہوں کہ میں توکل کو پورا ہی کروں گا اور چونکہ اس دعویٰ میں سچا ہونے میں مجھے اعتماد نہیں تھا اس لئے میں بیابان جنگل میں چلا آیا ہوں کہ یہاں معبود کے سوا اور کوئی چیز ہی نہیں ہے تاکہ میں یہیں رہوں اور اپنے جی کا امتحان کروں۔ ابراہیم یہ قصہ سن کر چل دیئے اور مجھ سے فرمایا اسے چھوڑ و اب تمہارے ساتھ ہی رہے گا چنانچہ وہ ہمارے ساتھ سفر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم مقام بطن مر میں پہنچے شیخ نے وہاں ٹھہر کر اپنے میلے کپڑے اتارے اور انہیں پانی سے دھویا۔ پھر بیٹھ کر اس سے پوچھا

besturdubooks.wordpress.com

کہ تیرا نام کیا ہے کہا عبدالمسیح فرمایا اے عبدالمسیح یہ دہلیز مکہ کی یعنی حرم ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم جیسوں پر اس کے اندر جانا حرام فرما دیا ہے اور یہ فرمایا ہے:

اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ۔یعنی مشرک لوگ ناپاک ہوتے ہیں۔لہٰذا یہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ جائیں۔اور جو تو کہنا چاہتا تھا تجھے معلوم ہو گیا ہے سو اب تو مکہ کے اندر نہ آنا جس وقت ہم تجھے اندر دیکھیں گے فوراً نکلوا دیں گے۔حامد کہتے ہیں کہ ہم اسے وہیں چھوڑ کر مکہ میں چلے گئے اور وہاں سے پھر عرفات گئے۔عرفات میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک دیکھتے کیا ہیں وہ بھی محرم بنا لوگوں کے منہ تکتا ہوا آ رہا ہے اور آ کر ہمارے پاس کھڑا ہو گیا ۔حضرت ابراہیم کے قدموں پر گر پڑا۔ان کی قدم بوسی کی۔آپ نے پوچھا اے عبدالمسیح ہمارے بعد تمہارا کیا قصہ ہوا۔کہا حضرت خبردار (اب میں عبدالمسیح یعنی مسیح کا بندہ نہیں ہوں بلکہ میں بھی اسی کا بندہ ہوں جس کا مسیح بندہ ہے۔ابراہیم نے پوچھا کہ تو اپنا قصہ تو بیان کر۔کہا جب تم مجھے چھوڑ چلے آئے تو میں اپنی اسی جگہ بیٹھا رہا کہ اتنے میں ایک قافلہ حاجیوں کا آیا میں کھڑا ہو گیا۔(میری یہ حالت ہو گئی) گویا میں مجرم ہوں اور مسلمانوں کی صورتیں مجھے اوپری معلوم ہونے لگیں۔پھر اسی وقت میری نظر خانہ کعبہ پر پڑ کر یہ کیفیت ہوئی کہ سوائے دین اسلام کے اور سب دین مجھے بے اصل نظر آنے لگے۔اسی وقت میں مسلمان ہو گیا اور غسل کر کے احرام باندھ لیا اور آج اسی وقت میں تم ہی کو تلاش کرتا تھا۔تب ابراہیم خواص ؒ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے حامد نصرانیت میں بھی صدق کی برکت دیکھو اسے اسلام کی ہدایت ہو گئی۔پھر وہ ہمارے ہی ساتھ رہا۔یہاں تک کہ فقیروں ہی میں اس کا وصال ہو گیا۔

دوسرا واقعہ

ایک سبق آموز واقعہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا وہ مجھ پر کچھ غضبناک ہو رہے ہیں۔کیونکہ میں ان کی وفات کے وقت بہت دور دراز مقام پر تھا۔میں نے

besturdubooks.wordpress.com

عرض کیا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کی مفارقت میں کتنے سال تک صبر کیا۔ فرمانے لگے اے بیٹے ہم کو انبیاء کے ساتھ مشابہت دیتا ہے؟ یا یہ کہا کہ ہمارا صبر انبیاء علیہم السلام کے مثل ہو سکتا ہے؟ پھر اس کے بعد ایک بار رجب کی پہلی شب کو جو کہ جمعہ کی شب تھی میں نے ان کو خواب میں دیکھا میں تلاوت قرآن کے بعد ان کی قبر پر لیٹ گیا تھا۔ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ پر تین احسان فرمائے ہیں ایک ان میں سے تمہاری ملاقات ہے اور دوسروں کے بیان سے پہلے میری آنکھ کھل گئی۔ اب اللہ رب العزت ان کے اور ہمارے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور ہمارے سب گناہ معاف فرمائے۔ آمین۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ ارواح موتی بعض اوقات اعلیٰ علیین اور سجین سے ان کے جسموں میں آتی ہیں جب حکم الٰہی ہوتا ہے اور اکثر شب جمعہ اور روز جمعہ کو ایسا ہوتا ہے اور ہم باہم گفتگو کرتے ہیں اور اہل نعمت کو نعمت اور اہل عذاب کو عذاب اس وقت مع الجسم ہوتا ہے اور جب ارواح علیین اور سجین میں ہوتی ہیں تو ان کو وہاں روحانی عذاب اور ثواب ہوتا ہے اور قبر میں راحت و عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے اور شب جمعہ اور روز جمعہ میں عذاب نہیں ہوتا یہ اللہ کی رحمت اور جمعہ کی برکت ہے

تیسرا واقعہ

ایک حافظ و متقی شخص کا واقعہ

سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک شخص حافظ و متقی رہتا تھا۔ جو نہایت فقیر و بیمار تھا ایک بار اس کو سخت فاقہ اور تکلیف کا سامنا ہوا تو اس کے جی میں آیا کہ اپنا حال ایک رقعہ پر لکھ کر اللہ کے پاس مرافعہ کرے چنانچہ اپنا حال لکھ لیا جب رات ہوئی تو محراب میں جا کر نماز پڑھنے لگا اور دعا کے ساتھ رقعہ آسمان کی طرف بلند کیا۔ دیر تک ایسا ہی کرتا رہا آخر اسے نیند نے مجبور کیا اور بیٹھ کر نماز پڑھنے لگا۔ جب تھوڑی دیر شب باقی رہی تو اس کی آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ ایک خوبصورت آدمی کہہ رہا ہے کہ اے ابوالبشر یہ کیسی غفلت تجھے لاحق ہے کہ اپنے رب کے پاس سیاہی سے لکھ کر رقعہ پیش کرتا ہے۔ اس نے کہا پھر کیا کروں کہا جب تیرا ارادہ ہو تو شکر کا ہاتھ بحر ذکر سے دھو

besturdubooks.wordpress.com

کر صبر کے قلم سے اپنے قلب پر فکر کی سفیدی سے خوف کی نب کے ساتھ لکھ۔ اس نے پوچھا کہ کیا لکھوں؟ کہا یہ لکھ اے وہ ذات کہ تیرے افضال سارے فضل کرنے والوں سے زیادہ ہیں اور تیرے انعام تمام انعام کرنے والوں کے انعام سے زیادہ ہیں تیرے شکر سے سارے شاکرین عاجز ہیں میں نے دوسرے سوال کرنے والوں کے ذریعہ سارے محسنوں کا حال دیکھ لیا تو معلوم ہوا کہ تیرے غیر کا قصد کرنے والا مردود ہے اور غیروں کی طرف کا راستہ مسدود ہے اور ہر چیز تیرے پاس موجود ہے اور تیرے غیر کے پاس معدوم ہے۔ اس فقیر نے کہا یہ بات تو جناب آپ نے بہت اچھی بتائی ہے کہا اگر روشنی بصیرت کی باقی رہے اور اپنے ارادہ کی تصریح کی ضرورت بھی سمجھی جائے تو لکھ اے اللہ! تجھ کو ہی میں نے وسیلہ بنایا ہے اور تکلیف وراحت میں تجھی پر بھروسہ کیا ہے۔ میری حاجتیں تیری طرف پھیر دی گئی ہیں اور میری امیدیں تیرے سامنے قائم ہیں جس کام کی تو مجھے توفیق دے تو تو ہی اس کا راستہ دکھا اور رہبر ہو جا۔ اس نے کہا جناب یہ تو اس سے بھی اچھا ہے۔ کہا اگر بصیرت کی روشنی اس سے زیادہ تصریح حاجت کی ضرورت سمجھے تو یہ اور لکھ اے قدیر مجھے طلب عاجز نہیں کرتی اے بادشاہ تیری طرف ہر راغب جھکتا ہے۔ میں ہر وقت تیری نعمتوں سے لدا ہوا ہوں جو تیرے فضل وکرم سے مجھ پر فائض ہوتی ہیں۔ اے اللہ تیرے ہی کرم سے آدمی مستحق کرم ہوتا ہے اور تیری مہربانی سے نعمت مزید ہوتی ہے اس نے کہا یہ اور احسن ہے۔ کہا اگر فکر کی روشنی اور تصریح حاجت کی ضرورت سمجھتے ہو تو یہ لکھ اے وہ ذات جس نے صبر کو بلا پر بندہ کا معاون بنایا ہے اور شکر کو نعمتوں کا بڑھانے والا گردانا ہے۔ میں تجھ ہی سے سختی میں صبر کی اور نعمتوں پر شکر کی توفیق چاہتا ہوں۔ تیری آزمائش میرے صبر سے زیادہ ہے۔ اور تیری نعمت میرے شکر سے عظیم ہے تو میرے اقرار پر عزر کی چادر اڑھا دے تو اس پر قادر وتوانا ہے۔ اگر میرے گناہ کا کوئی عذر نہیں ہے تو تو اپنی طرف سے اسے معاف کردے۔ پھر کہا اے ابو بشر مقام تبتل میں مغفرت کی جگہ کھڑا ہو اور ذلت وانکساری کے ساتھ فضل کا امیدوار اور زبان توسل سے اللہ غالب کا شکر گزار رہ اس نے کہا یہ اور اچھا ہے کہنے لگا کہ خاص فرشتوں کی یہ دعا ہے جو تجھے سکھائی گئی ہے۔ اس نے کہا بے شک انشاء اللہ۔ پھر اس نے اس کے سینے اور پیٹ پر اپنا ہاتھ پھیرا وہ جاگ اٹھا وہ ساری باتیں اسے یاد تھیں ایک حرف بھی نہ بھولا تھا۔ حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ ابو بشر نے فجر کی نماز کے وقت یہ

besturdubooks.wordpress.com

روایت ہم سے بیان کی ہم نے اسے بہت اچھا جانا اور اسے لکھ لیا۔ رضی اللہ عنہ۔

چوتھا واقعہ

ایک اللہ والے کا عجیب واقعہ

ابراہیم بن شبیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن بعد نماز کے مجلس کیا کرتے تھے۔ ایک شخص صرف ایک کپڑے میں لپٹا ہوا ہماری مجلس میں آ بیٹھا اور ایک سوال کیا۔ ہم لوگ مجلس کے برخاست ہونے تک مسائل فقہیہ میں گفتگو کرتے رہے۔ پھر وہ شخص دوسرے جمعہ کو آیا ہم نے اسے جواب دیا اور اس کا مقام اور اس کی حالت دریافت کی اس نے اپنا پتہ بتایا، پھر ہم نے اس کی کنیت پوچھی اس نے کہا ابو عبداللہ ہم اس کی ہمنشینی سے بہت خوش ہوئے۔ ایک مدت تک وہ ہمارے پاس اسی طرح آتا جاتا رہا۔ پھر اس کا آنا موقوف ہو گیا ایک بار ہم اس کی ملاقات کے ارادے سے اس بستی میں گئے اور اس کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا وہ ابو عبداللہ صیاد ہیں۔ اس وقت شکار کو گئے ہیں ابھی آتے ہوں گے۔ ہم انتظار میں بیٹھے تھے۔ کہ وہ سامنے سے آئے اور حال یہ تھا کہ ایک ٹکڑے کپڑے کی لنگی اور ایک ٹکڑے کی چادر بنائے ہوئے تھے۔ ہاتھ میں کئی پرندے زندہ اور کئی ایک ذبح کئے ہوئے ہمیں دیکھ کر مسکرائے۔ ہم نے کہا آپ ہماری مجلس کی رونق افزائی کیا کرتے تھے۔ اب کیا ہو گیا جو بالکل ترک کر دیا۔ کہا کیا سچ کہہ دوں میرا ایک ہمسایہ تھا اس سے کپڑے لے کر اور پہن کر تمہارے یہاں آتا تھا۔ اب وہ شخص سفر کو گیا ہے پھر کہا تم میرے گھر چل کر رزق اللہ تناول کرو گے۔ ہم ان کے مکان پر پہنچ کر بیٹھے اور اپنی بیوی کو ذبح کئے ہوئے پرندے پکانے کے لئے سپرد کئے اور زندہ کو لے کر بازار گئے اور انہیں بیچ کر روٹیاں خرید لائے۔ اتنی دیر میں بیوی نے سالن تیار کر رکھا تھا ہم کھانا کھا کر چلے تو آپس میں گفتگو ہونے لگی کہ تم نے اس شخص کی ناداری اور فقر کی حالت اور نیک بختی اور صلاح کی کیفیت دیکھی اور تم میں قدرت بھی ہے کہ اس کی اتنی مدد کرو جس سے وہ اپنی حالت سنبھال سکے۔ تمہیں ایسا کرنا چاہئے کہ کچھ چندہ جمع کر کے ان کی امداد کرو جس سے وہ اپنی حاجت پوری کریں چنانچہ ہمنے آپس میں تعین کر کے پانچ ہزار درہم جمع کئے اور ان کو دینے کے لئے پھر اس گاؤں کو لوٹ چلے۔ جب ہم مدیر پر پہنچے تو میر

besturdubooks.wordpress.com

بصرہ محمد بن سلیمان جھروکے میں بیٹھے ہوئے تھے۔غلام سے کہا ابراہیم ابن شبیب کو میرے پاس بلانا جب میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے دریافت کیا کہاں سے آئے ہو۔ کہاں جارہے ہو۔ میں نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ امیر نے کہا مجھ پر تم سب سے زیادہ حق ہے اور اسی وقت دس ہزار کا توڑا منگا کر اور ایک فراش کے کندھے پر رکھوا کر میرے ہمراہ کر دیا۔ میں اور خوش ہوا اور جلدی سے اس گاؤں کی طرف روانہ ہوا اور ان کے دروازہ پر پہنچ کر سلام کیا۔ وہ جواب دیتے ہوئے باہر نکلے۔ جب میرے ہمراہ فراش کو اور اشرفیوں کے توڑوں کو دیکھا تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور کہنے لگے اے شخص تجھے مجھ سے کیا علاقہ۔ کیا تو مجھے فتنہ میں ڈالنا چاہتا ہے میں نے کہا اے ابو عبداللہ بیٹھ جاؤ۔ واقعہ یہ ہے چنانچہ میں نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ میں نے کہا تم جانتے ہو کہ وہ ایک ظالم امیر ہے تم خدا کے واسطے اپنے نفس کو بچاؤ اور یہ لے لو یہ سن کر ان کا غصہ اور تیز ہوا۔ اسی وقت گھر میں جا کر دروازہ بند کر لیا۔ میں ناامید ہو کر امیر کے پاس لوٹ آیا اور بغیر سچ کہنے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ ناچار واقعہ بیان کیا سنتے ہی کہنے لگا۔ یہ شخص خارجی معلوم ہوتا ہے اور غلام سے کہا تلوار لے آؤ۔ جب وہ لے آیا تو میرے ساتھ کر دیا اور کہا ان کے ساتھ جا کر اس کا سر کاٹ لاؤ۔ میں نے کہا خدا امیر کو سلامت رکھے اس شخص کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔ ہم نے اس کو دیکھا ہے۔ وہ خارجی نہیں ہے۔ میں انہیں کو تمہارے پاس بلاتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں میرا مقصود ان کو اس سے بچانا تھا۔ اس پر امیر کو اطمینان ہوا اور میں روانہ ہو کر ان کے دروازہ پر پہنچا اور سلام کیا تو ان کی بیوی کو روتا ہوا پایا کہنے لگی کچھ خبر بھی ہے تمہارے ابو عبداللہ کا کیا قصہ ہوا۔ میں نے کہا ان کا کیا حال ہے کہا انہوں نے گھر میں آ کر جو کچھ ان کے پاس تھا رکھ دیا اور وضو کر کے نماز پڑھی اور میں نے انہیں یہ دعا کرتے سنا کہ اے اللہ مجھے اپنے پاس بلا لے اور فتنہ میں نہ ڈال یہ کہتے ہوئے لمبے لیٹ گئے میں ان کے پاس پہنچی تو ان کا انتقال ہو چکا تھا اور یہ ان کی لاش موجود ہے۔ میں نے کہا اے بیوی یہ ہمارا بہت ہی بڑا قصہ ہے پس اب اس کا ذکر ہی نہ کرو یہ کہہ کر ویسے ہی لوٹ کر میں امیر کے پاس آیا اور سارا حال میں نے اس سے بیان کیا۔ امیر نے کہا میں اس شخص کی نماز پڑھاؤں گا۔ یہ خبر شہر میں مشتہر ہوئی۔ چنانچہ تمام اہل شہر مع امراء و روسا کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ۔

besturdubooks.wordpress.com

پانچواں واقعہ

سلام پہنچانے والوں کا سبق آموز واقعہ

ایک بزرگ کے پاس شام میں خلوت میں دو شیخ داخل ہوئے۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۷۴۲ھ میں عصر کی نماز کے بعد ہوا ہے انہیں معلوم نہ ہوا کہ کیونکر داخل ہو گئے۔ نہ یہ معلوم ہوا کہ کہاں سے آئے مجھے ان سے خوف معلوم ہوا۔ انہوں نے مجھے سلام کیا اور مجھ سے مصافحہ کیا تو کچھ خوف رفع ہوا اور ان سے موانست پیدا ہوئی۔ میں نے کہا تم کہاں سے آرہے ہو۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ تمہارے جیسا آدمی یہ بات پوچھے۔ میں نے جو کی روٹی کے ٹکڑے ان کے سامنے پیش کئے انہوں نے کہا ہم اس واسطے تمہارے پاس نہیں آئے۔ میں نے کہا پھر کیوں آئے ہو۔ کہا فلاں شخص کو سلام پہنچانے کے واسطے آئے ہیں اور اس شخص کا نام اس سے پہلے ہی بتا بتا چکے تھے۔ اور کہا ان سے کہہ دو کہ خوش ہو جائیں میں نے کہا تم انہیں جانتے ہو۔ کبھی ان سے ملے ہو۔ کہا ہاں ہم ان سے ملے ہیں وہ ہم سے نہیں ملے۔ میں نے کہا اس بشارت کا تمہیں اذن ملا ہے۔ کہا ہاں۔ پھر کہا کہ وہ مشرق سے اپنے بھائیوں کے پاس آرہے ہیں۔ پھر وہ اسی وقت غائب ہو گئے میں نے انہیں پھر نہیں دیکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنِ الجَمِیعِ ونفعنا بھم. آمین.

میں کہتا ہوں کہ یہ بشارت تائید کرتی ہے اس حکایت کی جو اس شیخ مبشر مذکور نے خواب میں دو صالحوں کو دیکھا کہہ رہے ہیں کہ تمہیں یا ہمیں زمین نہیں نگلے گی یہاں تک کہ تمہیں ہمارے پاس کھینچ لائے اور وہ قصہ بھی اس کا موید ہے کہ انہیں بزرگ کی نسبت بعض مشائخ نے جو اکابر اولیاء میں تھے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص حطیم کعبہ کے اندر کھڑے ہوئے ہیں اور ان کا سر کعبہ کی چھت کے برابر ہے اور ان مشائخ سے کہہ رہے ہیں کہ فلاں شخص کو میرا سلام پہنچاؤ اور ان سے یہ بھی کہہ دو کہ ہمارے آنے تک وہ صبر کریں۔ میں نے کہا۔ آپ کون ہیں۔ میں نے کہا میں خضر ہوں۔ رضوان اللہ علیہ ونفعنا وجمیعِ المسلمین. بہ آمین.

اسی طرح ایک صالح سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے خواب میں کہا گیا کہ فلاں شخص سے کہہ دو اپنی طلب سے زیادہ کی بشارت تمہیں دی جاتی ہے اور تمہارے مطلوب میں بطور

besturdubooks.wordpress.com

امتحان تاخیر کی گئی ہے۔ پھر کہا جو کچھ اخیر عمر میں ہو جائے وہ اچھا ہے اور اس کا نتیجہ بھی اچھا ہے۔ اے اللہ ہم سے تو اپنے لائق معاملہ کر اور ہمارے لائق معاملہ نہ کر۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ مجھ سے انہیں بزرگ نے جن کا ذکر پہلے ہوا ہے فرمایا کہ میں نے شام کے ایک ساحل پر ایک نوجوان کو اپنے قریب دیکھا ہم تین دن تک وہاں رہے نہ وہ میرے پاس آئے نہ میں ان کے پاس گیا۔ پھر میرے جی میں آیا کہ میں ان سے مل کر بات چیت کروں۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور سلام کر کے دو رکعت نماز کی نیت سے تکبیر تحریمہ کہی۔ لیکن نماز میں اپنے پہلو کی طرف دیکھ بھی لیتا تھا۔ ناگاہ وہ شخص میری نظر سے غائب ہو گئے، صرف مصلیٰ اور نعلین وہاں رکھے رہے اور ان کا پتہ نہ چلا۔ اسی طرح میں نے اکثر جنگلوں میں فقراء سے ایسے واقعات دیکھے ہیں بعض تو فی الحال مجھ سے غائب ہو گئے اور بعض مجھ سے مل کر بات چیت بھی کرتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

چھٹا واقعہ

ایک خوبصورت نوجوان کا واقعہ

ایک فقیر سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ملک خراسان کے ایک شہر میں داخل ہوا اور بازار میں جا رہا تھا کہ مجھے ایک خوبصورت جوان راستہ میں ملے اور سلام کیا اور میرے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ جب میں بازار سے نکلا تو کہا خدا کے لئے میرے مہمان ہو جاؤ۔ میں ان کے ساتھ گیا تو وہ مجھے ایک خوبصورت گھر میں لے گئے جہاں خیر کے آثار معلوم ہوتے تھے مجھے بٹھا کر تھوڑی دیر غائب ہوئے اور ایک بڑے بوڑھے آدمی کو ہمراہ لے آئے مجھ سے کہا یہ میرے باپ ہیں ان کے واسطے دعا کرو۔ میں ان کو سلام کر کے بیٹھ گیا۔ وہ شخص کھانا لے آئے ہم نے کھانا کھایا اور ہاتھ دھو کر میں جانے لگا تو اس نے کہا آپ تین دن تک میرے مہمان ہیں چنانچہ میں تین دن تک ان کے یہاں رہا۔ ہر روز وہ میرا اکرام زیادہ کرتے تھے۔ جب چوتھا روز ہوا تو میں نے رخصت ہو کر نکلنا چاہا تو اس شیخ نے کہا اے بیٹے آج تم میرے مہمان ہو۔ اس دن میں نے شیخ کے یہاں قیام فرمایا۔ جب دوسرا دن ہوا تو خدا حافظ کر کے کھڑا ہوا تو وہ جوان پھر میرے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ جب میں شہر

besturdubooks.wordpress.com

پناہ سے باہر نکلا تو اس نے مجھے رخصت کیا اور روٹی اور حلوہ اور ایک بٹوہ مجھے دے کر کہا۔حضرت یہ راستہ کا توشہ ہے اسے قبول فرمالیجئے۔میں اسے لے کر دو دن متواتر چلا اور ایک دوسرے شہر میں داخل ہوا اور فقراء کو تلاش کر رہا تھا تا کہ جو کچھ پاس ہے وہ ان کے حوالے کروں۔اتنے میں ایک خوبصورت شیخ میرے سامنے آئے۔میں نے انہیں سلام کیا اور دل میں آیا کہ یہ شخص ولی اللہ ہے۔ چونکہ نماز کا وقت قریب آگیا تھا میں مسجد میں داخل ہوا اور نماز ادا کر کے بیٹھا رہا۔مجھے نیند آگئی اور میں سو گیا۔خواب میں ایک ہاتف نے مجھ سے کہا کہ وہ بٹوہ جو تمہارے پاس ہے اس شیخ صالح کو جو ابھی تمہارے سامنے سے گزرے تھے دے دو۔وہ اللہ کے صالح بندے ہیں۔میں اسی وقت بیدار ہوا اور ان کی تلاش میں نکلا اور کہا اے اللہ! انہیں شیخ کی حرمت سے ان کی ملاقات کرادیجئے۔ابھی یہ دعا پوری بھی نہ کرنے پایا تھا کہ وہی بزرگ نہر سے لوٹے میں پانی لئے ہوئے میرے سامنے آئے۔میں نے بٹوہ کھولا تو اس میں پانچ دینار اور پانچ درہم تھے۔میں انہیں جمع کیا اور ان کا ہاتھ چوم کر ان کے ہاتھ میں رکھ دیا۔انہوں نے وہ دام لے لئے اور فرمایا اے بیٹے جو غیر اللہ پر نظر رکھتا ہے اسے خدا کے یہاں سے کچھ نہیں ملتا۔میں نے کہا حضرت میرے واسطے خدا سے دعا کیجئے کہا **یحفظک اللہ ویحفظ بک ویحفظ علیک**۔میں نے کہا مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔فرمایا اخلاص کو لازم پکڑ اور اپنے اور اللہ کے درمیان جو عہد ہے اس کی نگہداشت رکھ۔پھر مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

ساتواں واقعہ

ایک بزرگ اور ایک پرندے کا واقعہ

راوی کہتے ہیں کہ ہماری ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی، جب ہم عشاء کی نماز پڑھ چکے تو بزرگ نے فرمایا کچھ کھاؤ گے۔میں نے کہا ہاں۔فرمایا غار کے اندر درجہ میں چلے جاؤ اور جو ملے کھا لو۔میں اندر گیا تو ایک پتھر پر اخروٹ منقی، خرنوب، سیب، انجیر، یہ سب چیزیں ایک ایک طرف رکھی ہوئی پائیں میں نے جتنا چاہا ان میں سے کھالیا۔رات بھر وہ جاگتے ہی رہے جب سحر کا وقت ہوا تو انہوں نے نماز وتر ادا کی۔پھر جو کچھ موجود تھا اس میں سے کھایا اور بیٹھے رہے۔یہاں تک کہ صبح فجر

besturdubooks.wordpress.com

کی نماز ادا کی اور بیٹھے ہی بیٹھے سو گئے حتی کہ آفتاب طلوع ہو کر بقدر دو نیزوں کے بلند ہو گیا تو کھڑے ہوئے اور وضو کر کے غار میں داخل ہوئے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ میوہ کہاں سے آتا ہے۔ اس سے اچھا تو میں نے کبھی نہیں کھایا فرمایا یہ تم آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ اتنے میں ایک پرندہ آیا جس کے دونوں بازو سفید اور سینہ سرخ اور گلا سبز تھا اور اس کی چونچ میں منقی اور پاؤں کے بیچ میں اخروٹ تھے اس نے منقی کو منقی پر اور اخروٹ کو اخروٹ پر رکھا جب اس کے پروں کی آہٹ سنی تو فرمایا تو نے دیکھ لیا۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا یہی پرندہ میرے پاس یہ چیزیں لاتا ہے تیس سال سے۔ میں نے پوچھا دن میں کتنی بار آتا جاتا ہے فرمایا سات بار میں نے حساب کیا تو پندرہ بار آیا اور گیا۔ میں نے ان سے ذکر کیا تو فرمایا۔ تمہارے واسطے ایک بار زیادہ لاتا ہے۔ اور ان کا لباس ایک چھال کا تھا۔ جو کیلے کے مثل تھا میں نے پوچھا یہ کہاں سے آپ کے پاس آتا ہے۔ فرمایا یہی پرندہ عاشورہ کے روز دس ٹکڑے اس چھال کے لاتا ہے۔ میں اس کا کرتہ یا پاجامہ بنالیتا ہوں۔ ان کے پاس ایک سوا بھی تھا جس سے وہ چھال سیتے تھے اور وہی پھٹی پرانی چھال کے ٹکڑے ان کے نیچے بچھے ہوئے تھے اور ان کے پاس ایک پتھر تھا جس میں پانی ڈال کر اس کا پانی بالوں پر ملا جاتا تو بال اکھڑ جاتے۔ ایک دن میں ان کے پاس بیٹھا ہی تھا کہ سات آدمی ان کے پاس آئے جن کی آنکھیں لمبائی کی جانب پھری ہوئی تھیں اور سرخ تھیں اور ان کا لباس ان کے بال ہی تھے۔ مجھ سے فارسی میں فرمایا ان سے نہ گھبراؤ یہ مسلمان جن ہیں۔ ایک نے سورۃ طٰہٰ آپ کو سنائی اور دوسرے نے سورۃ فرقان اور ایک نے سورۃ رحمٰن کی کچھ آیتیں آپ سے سیکھیں۔ پھر وہ چلے گئے میں نے انہیں بعض مرتبہ سجدہ میں یہ دعا پڑھتے سنا۔ **اللّٰھم امنن علی باقبالی علیک واصغائی الیک وانصاتی لک والفھم عنک والبصیرۃ فی امرک والنفاذ فی خدمتک وحسن الادب فی معاملتک.** اور اس دعا کو آواز سے پڑھتے تھے۔ میں نے کہا آپ نے یہ دعا کس سے سیکھی۔ فرمایا مجھے اس کا الہام کیا گیا ایک رات میں یہ دعا پڑھ رہا تھا کہ میں نے ایک ہاتف کو کہتے سنا کہ جب تم یہ دعا مانگو تو آواز سے۔ یہ دعا مقبول ہے۔ میں ان کے پاس چوبیس روز تک رہا۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ اپنا قصہ بیان کر۔ تو میرے پاس یہاں کیونکر پہنچا میں نے قصہ بیان کیا۔ فرمایا اگر تیرا یہ قصہ پہلے معلوم ہوتا تو تجھے اپنے پاس اتنے دنوں نہ رہنے دیتا۔ تو نے اپنے ساتھیوں کو پریشان کیا۔ انہیں

besturdubooks.wordpress.com

تاخیر کے سبب سے ندامت ہوگی۔ تمہارا ان کے پاس لوٹ جانا میرے پاس ٹھرے رہنے سے اچھا ہے۔ میں نے کہا۔ میں راستہ نہیں جانتا۔ آپ خاموش ہورہے جب زوال کا وقت آیا تو فرمایا اٹھو چلو۔ میں نے کہا مجھے کچھ نصیحتیں کیجئے۔ فرمایا ادب سیکھو اور بھوکا رہنا اختیار کرو مجھے امید ہے کہ تم قوم سے مل جاؤ گے اور مجھے ایک ہدیہ بھی دیا اور وہ یہ کہ فرمایا تم طواف زیارت کے دن زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان ڈھونڈو ایک شخص ان صفات کا ملے گا ان سے میرا اسلام کہیو اور اپنے واسطے دعا کی خواستگاری کرو۔ پھر وہ مجھے لے کر غار سے باہر نکلے۔ دیکھا تو ایک درندہ غار کے دروزہ کے باہر کھڑا ہے اس سے آپ نے کچھ کہا جسے میں نے نہ سمجھا اور مجھ سے کہا اس کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ۔ جب وہ کھڑا ہو جائے اپنے سیدھے بائیں طرف دیکھنا تمہیں راستہ مل جائے گا۔ وہ درندہ تھوڑی دیر میرے آگے چلا پھر کھڑا ہو گیا۔ جب میں نے اپنی سیدھی جانب نظر کی تو دمشق کی گھاٹی نظر آئی۔ میں دمشق کی جامع مسجد میں گیا تو بعض ساتھیوں سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے قصہ بیان کیا اور ہم سب ان کی تلاش میں نکلے اور بہت سے آدمی میرے ساتھ ہوئے چنانچہ ہم اسی پہاڑ اور چشمے پر پہنچے اور تین دن تک اس غار کو ڈھونڈا۔ مگر اس کا پتہ نہ چلا۔ پھر انہوں نے کہا یہ چیز تم پر ظاہر ہوئی اور ہم سے پوشیدہ کی گئی ہے۔ میں ہر سال حج کرتا تھا اور اس شخص کو جس کا اس بزرگ نے پتہ دیا تھا تلاش کرتا تھا۔ وہ مجھے نہ ملے حتیٰ کہ آٹھ دس برس گزر گئے اس کے بعد میں نے اس شخص کو جن کا پتہ اس بزرگ نے دیا تھا۔ زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان بعد عصر کے پایا۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں انہوں نے میرے واسطے چند دعائیں کیں۔ پھر میں نے کہا کہ ابراہیم کرمانی آپ کو سلام کہتے ہیں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تم نے انہیں کہاں دیکھا۔ میں نے کہا کوہِ لبنان پر۔ مجھ سے کہا خدا ان پر رحم کرے۔ میں نے کہا کیا ان کی وفات ہوگئی کہا اسی وقت میں نے ان کو ان کے بھائیوں کے ہمراہ غار میں دفن کیا ہے اور ان کی نماز ادا کی ہے جب ہم غسل دیتے تھے تو اس وقت وہ پرندہ جو ان کے لئے میوے لایا کرتا تھا گر پڑا اور پر مارتے مارتے مر گیا۔ ہم نے اسے بھی ان کے پاؤں کے پاس دفنا دیا۔ پھر وہ شخص طواف کے واسطے چلے گئے اس کے بعد میں نے انہیں نہیں دیکھا۔ رضی اللہ عن الجمیع ونفعنا بھم. آمین.

besturdubooks.wordpress.com

آٹھواں واقعہ

حضرت ابوسعید خرازؒ کا واقعہ

حضرت ابوسعید خرازؒ سے مروی ہے۔فرماتے ہیں کہ میں جنگل میں تھا۔مجھے سخت بھوک لگی۔ میرے نفس نے کہا کہ میں اللہ سے کوئی کھانے کی چیز مانگوں۔میں نے کہا یہاں متوکلین کا کام نہیں ہے جو کہ ہمت والے ہیں تو میرے نفس نے کہا کہ میں اللہ سے صبر مانگوں جب میں نے اس کا ارادہ کیا تو ایک ہاتف کی آواز سنائی دی وہ کہتا تھا۔

ویزعم انه منا قریب..................وانا لا نضیع من اتانا

فهم ابو سعید سئل صبر..................کانا لا نراه ولا یرانا

اس کا گمان ہے کہ وہ ہم سے قریب ہے : حالانکہ جو ہمارے پاس آتا ہے ہم اسے ضائع نہیں کرتے: ابوسعید نے ہم سے صبر کی درخواست کا قصد کیا : گویا ہم اسے نہیں دیکھتے نہ وہ ہمیں دیکھتے ہیں.

یا غائبا وهو فی قلبی اشاهدهٔ ماغاب من لم یزل فی قلب مشهودًا

ان فات عینی من رؤیاک حفظهما فالقلب قدنال حظ منک محمودا

اے غائب حالانکہ وہ میرے دل میں ہے۔میں اسے دیکھتا ہوں۔جو قلب میں حاضر و شاہد ہو وہ غائب نہیں ہے اگرچہ آنکھوں سے تیرے مشاہدہ کی نعمت فوت ہوگئی ہے۔لیکن دل کو تیرے مشاہدہ کا پورا حصہ مل گیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ میں نے یہ اشعار اس لئے کہے تھے کہ میں نے بعض مصنفین کو ذیل کے شعر سے جو کہ ناتمام ہے استدلال کرتے دیکھا ہے۔

ان کنت لست معی فالذکر منک معی ؛ یراک قلبی وان غیبت عن بصری

اگر تو میرے ساتھ نہیں ہے تو تیرا ذکر میرے ساتھ ہے۔تجھے میرا دل دیکھتا ہے اگرچہ تو میری آنکھوں سے غائب کیا گیا ہے

اور یہ شعر دو وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حق میں منطق نہیں ہوسکتا۔ایک تو یہ کہ اس میں یہ لفظ

besturdubooks.wordpress.com

ہے اگر تو میرے ساتھ نہیں ہے یہ اللہ کے حق میں صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ہر ایک کے ساتھ موجود ہے۔ دوسرے یہ لفظ کہ اگرچہ آنکھوں سے غائب کیا گیا ہے۔ یہ بھی اللہ کی شان پر منطق نہیں ہوتا ۔ کیونکہ اس کا قلب کسی مخلوق کو نہیں دیکھتا۔ کیونکہ رویت قلبی اس نور کی وجہ سے ہوتی ہے جو عارفین باللہ کو حاصل ہوتا ہے اور ایسے شخص کا قلب تو جہال کے قلب سے بھی زیادہ سیاہ ہے اور رویت قلبی تو عارفین باللہ ہی کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ قائل کا قول ہے: **قلوب العارفین لها عیون**: یعنی عارفوں کے قلب میں ایسی آنکھیں ہیں جن سے وہ چیزیں دیکھتے ہیں جن کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ تیرا ذکر میرے ساتھ ہے کیونکہ یہ اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب ذکر سے ذکر خالق مراد لیا جائے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: **وھو معکم اینَ ما کُنتُم**: یعنی تم جہاں کہیں پر ہو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور ایک جگہ فرمایا ہے: **فاذکرونی اذکر کم** :یعنی تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ اور فرمایا: **انا جلیس من ذکرنی**: یعنی جو مجھے یاد کرتے ہیں میں ان کے ساتھ رہتا ہوں۔ اسی طرح کے اور اقوال خداوند کریم کے جن سے حق تعالیٰ نے بندہ کو خلعت بزرگی عطا فرمائی ہے اور جنت کے بڑے بڑے محلات کی سکونت عطا فرمائی ہے اے اللہ تو ہمارے قلوب کو بارانِ رحمت سے زندہ کر اور اس کو نور معرفت سے منور کر اور اپنے ذکر و شکر اور حسن عبادت سے زینت دے۔ تو ہی بادشاہ احسان و کرم والا ہے اور مسلمانوں پر بڑے فضل والا ہے آمین۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ اس قسم کا اطلاق مخلوق کے حق میں جائز ہے باوجود یہ کے کہ اس میں تعسف ہے لیکن یہ تو جائز نہیں ہے کہ معرفت کے موقع میں اس سے استشہاد کیا جائے۔ جہاں اس کے جمال وجلال کے مشاہدہ قلبی انوار سے فرش تقریب پر جامِ وصل میں شراب محبت کے پینے والے کرتے ہیں جس وقت کہ انہیں مناجات اور انس پیدا ہو جاتا ہے کسی کا کیا اچھا قول ہے۔

قلوب العارفین لها عیون ترى مالا یراه الناظرونا

والسنةُ بسر قد تنا جی یغیب من الکرام الکاتبینا

واجنحة تطیر بغیر ریش فتاوی عند رب العالمینا

وترعی فی ریاض القدس طورا وتشرب من بحار العارفینا

عباداً قاصدوا بالسر حتی دنوا منه وصاروا صابرینا

besturdubooks.wordpress.com

عارفین کے دلوں میں ایسی آنکھیں ہیں جو ایسی چیزیں مشاہدہ کرتی ہیں جنہیں آنکھوں والے نہیں دیکھ سکتے اور ان کی زبان ایسے راز بیان کرتی ہے جو کراما کاتبین سے بھی پوشیدہ ہیں۔ ان کے بازو بغیر پروں کے اڑتے ہیں اور رب العالمین کے پاس بسیرا لیتے ہیں۔ کبھی باغ قدس میں چلتے ہیں اور دریائے معرفت کا پانی پیتے ہیں اور وہ ایسے بندے ہیں جو پوشیدہ چلتے ہیں۔ یہاں تک کہ محبوب کے قریب ہو گئے اور صابر ہو گئے ہیں۔ ایک اور قائل کا قول بھی بہت اچھا ہے۔

للعارفین قلوب یعرفون بھا نور الالٰہ بسر السر فی الحجب

صم عن الخلق عمی عن مناظرھم بکم عن الظق فی دعواہ بالکذب

عارفین کے ایسے قلب ہیں جن سے وہ پہچانتے ہیں۔ اللہ کا نور جو پردہ راز در راز میں ہے۔ مخلوق سے بہرے ہیں اور ان کی آنکھیں ان سے اندھی ہیں۔ اگر مخلوق ان کے جھوٹے ہونے کا دعوی کرتی ہو تو وہ خاموش رہتے ہیں۔

نواں واقعہ

شیخ علی کردیؒ کا واقعہ

حضرت شیخ صفی الدین فرماتے ہیں اپنے رسالہ میں میں نے جن بزرگوں کو دیکھا ان میں ایک شیخ علی کردیؒ ہیں۔ آپ میں عشق کی شوریدگی ظاہر تھی اور اہل دمشق پر مالکانہ تحکم فرماتے تھے۔ چنانچہ جب میں تیرہ سال کی عمر میں دمشق پہنچا تو میں بڑے احتشام میں تھا۔ میرے ساتھ غلاموں کی ایک فوج بھی تھی۔ عمدہ لباس بھی تھا۔ عزیز و اقارب بھی تھے۔ میں دمشق پہنچنے کے بعد جامع مسجد میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آئے ان کا سر بڑا تھا اور بدن پر ایک پھٹی ہوئی کملی تھی اور جامع مسجد کا صحن قطع کر کے باب جیرون سے مقصورہ امام غزالی کے پاس جہاں میں کھڑا تھا آئے اور اپنے ہاتھ جن میں سیب بھرے ہوئے تھے میری طرف بڑھا کر فرمایا اسے لے لو میں ان سے ڈرا اور پیچھے کی طرف ہٹا تو آپ نے سارے سیب ایک ایک کر کے میری طرف کو پھینکے اور چلے گئے اتنے میں شیخ ابوالقاسم صقلی آئے وہ بڑے معتبر آدمی تھے ان کے ہمراہ شیخ نجم الدین میرے والد کے ماموں تھے جو دمشق میں مدرس تھے۔ ان سے ہم نے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے سن کر بہت تعجب

besturdubooks.wordpress.com

کیا اور فرمایا اے لڑکے خوش ہو جاؤ تمہاری کوئی حالت ہونے والی ہے۔ یہ شخص قطبِ شام ہیں ان کا نام علی کردی ہے تمہاری ضیافت کرنے کے لئے یہ سیب لائے تھے۔ ورنہ یہ کس کی قسمت ہے جو اس کی ضیافت کریں۔ پھر میں اٹھا اور ان کے پاس باب جیرون میں جا کر سلام کیا اور ان کے ہاتھ چومے مجھے دیکھ کر خوش ہوئے اور مسکرائے میں نے ان سے حضرت شیخ عتیق کی نسبت دریافت کیا فرمایا وہ اپنے وقت کے امام فن ہیں۔

شیخ مذکور کی کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ بھی ہے کہ آپ نے ایک دن امرائے دمشق میں سے ایک شخص بدرالدین سے یہ فرمایا کہ اپنے گھر میں سماع کی محفل منعقد کرو اور فقراء کو کھانا کھلاؤ۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ اس نے اولاد فقراء کے واسطے جو جامع دمشق میں یا اور کہیں رہتے تھے کھانا پکوایا۔ جب وہ سب جمع ہوئے تو حضرت شیخ علی کردی بھی تشریف لائے اس کے ایک دالان میں شکر کے پیالے تھے۔ گھر والے سے کہا ان سب کو حوض میں ڈال دو۔ اس نے کہا سب؟ کہا ہاں۔ اس نے سب کو حوض میں ڈال دیا۔ چنانچہ شام تک فقراء شربت پیتے رہے اور سماع سنتے رہے پھر کھانا کھا کر چلے گئے اور حضرت شیخ علی نے گھر والے سے کہا کہ اپنے پیالے نکال لے۔ اس نے نکالے تو سب کے سب ثابت تھے اور شکر بھی بعینہٖ باقی تھی۔ پھر گھر والے سے کہا تو چلا جا اور دروازہ باہر سے بند کر لے اور تین دن سے پہلے یہاں میرے پاس مت آئیو۔ وہ حکم بجالایا اور انہیں تنہا مکان کے اندر بند کر کے چلا گیا۔ دوسرے دن اس کے گھر والے نے انہیں راستہ میں پھرتے دیکھا۔ انہیں سلام کیا۔ پھر اپنے گھر گیا تو اسے مقفل پایا۔ جب اسے کھولا تو دیکھا کہ فرش کا سنگ مرمر اکثر جگہ سے اکھڑا ہوا تھا۔ وہ شخص حضرت کے پاس گیا اور کہا حضرت آپ نے میرے گھر کے فرش کے پتھر کیوں اکھیڑ ڈالے فرمایا اے بدرالدین اچھا آدمی فقیروں کی مہمانی کرے اور حرام کے فرش پر مہمانی کرے انہوں نے کہا۔ حضرت یہ مکان میرے باپ دادا سے میراث میں آیا ہے۔ حضرت اس پر خفا ہوئے اور ہٹ گئے۔ اس شخص نے شیخ کے علم کشفی اور ان کے فعل پر غور کیا اس وقت اسے یاد آیا کہ ایک بار فرش کا سنگ مرمر اکھاڑا گیا تھا اور درست کیا گیا تھا۔ فوراً اس شخص نے کاریگروں کو بلوایا جنہوں نے اس مکان کو درست کیا تھا اور کہا سچ بتاؤ کہ تم نے فرش لگاتے وقت کیا کیا تھا۔ انہوں نے کہا اس میں ایک عیب رہ گیا ہے ایک کام ہم نے بے موقع کر دیا ہے۔ اس

besturdubooks.wordpress.com

نے کہا جو کچھ تم نے کیا ہے اس کا اظہار ضروری ہے۔ بیان کرو میں کچھ نہیں کہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا سنگ مرمر تو ہم لوگوں نے بیچا اور جامع مسجد کا سنگ مرمر اس میں لگایا۔

دسواں واقعہ

یعقوب بن محمد خراسانیؒ اور دو راہبوں کا واقعہ

یعقوب بن محمد خراسانیؒ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اپنے شہر سے سیاحت اور توکل کے ارادہ سے چلا اور اسی حالت میں بیت المقدس تک پہنچا اور تیہ بنی اسرائیل کے ایک غار میں بہت دنوں تک رہا کچھ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ موت کے قریب پہنچا۔ اسی حالت میں دو راہبوں کو میں نے سیر کرتے دیکھا اور پراگندہ بال اور گرد آلود تھے۔ میں ان کے پاس گیا اور سلام کیا اور پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تم کہاں ہو؟ کہا ہاں۔ ہم اللہ کے ملک میں اس کے سامنے ہیں۔ میں اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوا اور اسے ملامت کرنے لگا اور کہا یہ دونوں راہب باوجود کافر ہونے کے توکل پر قائم ہیں اور تو قائم نہیں ہوتا۔ پھر ان سے کہا تم اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دے سکتے ہو۔ انہوں نے کہا بہتر ہوگا انشاء اللہ۔ چنانچہ ہم تینوں چلے۔ جب شام ہوئی تو وہ دونوں اپنے معبود کی عبادت کرنے لگے اور میں اپنے معبود کی جانب متوجہ ہو کر کھڑا ہوا اور مغرب کی نماز میں تیمّم سے ادا کی۔ وہ مجھے مٹی سے تیمّم کرتے دیکھ کر مسکرائے۔ جب اپنی نماز پڑھ چکے تو ایک نے ان میں سے اپنے ہاتھ سے زمین کھودی تو موتی کی طرح چمکتا ہوا صاف پانی وہاں سے نکلا۔ میں متحیر رہ گیا۔ اور پھر دیکھا تو اس کے دائیں طرف کھانا رکھا ہوا تھا۔ اس سے اور تعجب ہوا۔ انہوں نے مجھ سے کہا تجھے کیا ہوا جو حیران ہے آگے بڑھ اور اسے کھا جو حلال روزی ہے اور یہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی پی اور اللہ ذوالجلال کی عبادت کر۔ میں آگے بڑھا اور سب نے مل کر کھانا کھایا اور پانی پیا۔ پھر نماز کے واسطے میں نے وضو کیا اور نماز قضا کی اور وہ پانی زمین میں چلا گیا گویا تھا ہی نہیں۔ پھر وہ اپنی نماز میں مشغول ہوئے۔ حتی کہ صبح ہوئی اور دونوں سفر کے واسطے اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ رات تک چلا جب شام ہوئی تو دوسرا راہب آگے بڑھا اور نماز پڑھ کے چپکے سے کچھ دعا کی اور پھر اپنے ہاتھ سے زمین

besturdubooks.wordpress.com

کھودی تو پانی کا چشمہ ویسا ہی جیسا کہ کل اس کے ساتھی کے کھودنے سے نکلا تھا، نکل آیا اور اس کے پہلو میں کھانا بھی رکھا ہوا تھا اور مجھ سے کہا آگے بڑھ کر کھاؤ پیو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو ۔ چنانچہ ہم نے کھا پی کے نماز کے واسطے وضو کیا اور پانی اسی زمین میں چلا گیا گویا کہ تھا ہی نہیں ۔ جب تیسری شب آئی تو انہوں نے کہا اے محمدی یہ رات تیری ہے اور آج باری تیری ہے فرماتے ہیں کہ مجھے ان کے اس قول سے شرم آئی اور دل میں ایک سخت حالت طاری ہوگئی۔ میں نے کہا انشاء اللہ اچھا ہی ہوگا۔ پھر ان سے ہٹ کر ایک طرف گیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور کہا اے میرے مولا اے میرے مالک تو جانتا ہے کہ میرے گناہ بہت ہیں جن کی وجہ سے تیرے نزدیک میرا رتبہ اور جاہ نہیں ہے اور نہ میرا منہ اس قابل ہے لیکن میں اس وجیہہ کریم بڑے مرتبہ والے محمد علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کے وسیلہ سے مانگتا ہوں کہ مجھے ان لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ کیا جائے۔ جب میں دعا سے فارغ ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک چشمہ جاری ہے اور میرے پہلو میں کھانا رکھا ہوا ہے۔ میں نے ان سے کہا آگے بڑھ کر اللہ کے فضل سے کھاؤ۔ چنانچہ وہ آگے بڑھے اور ہم تینوں نے کھایا اور پیا اور ہر حالت میں اللہ کا شکر ادا کیا اور اسی حالت میں رہے کہ میری دوسری باری آئی۔ پھر میں نے پہلے ہی کی طرح دعا کی اور پانی کا چشمہ نکل آیا اور کھانا بھی حاضر ہوگیا۔ جب تیسری باری آئی اور میں نے اسی طرح دعا کی تو دو آدمیوں کا کھانا اور انہیں کا پانی آیا۔ میرا دل ٹوٹ گیا۔ انہوں نے کہا اے محمدی یہ حادثہ تم پر کیوں پیدا ہوا۔ کیا تم اپنے کھانے پینے میں نقصان نہیں دیکھتے ہو۔ میں نے کہا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہ امر اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور ہم اس کے حکم اور ارادہ کے نیچے ہیں اور ہمارا دین یہ چاہتا ہے کہ کبھی تکلیف ہو کبھی راحت۔ کبھی سختی ہو کبھی آرام اور کبھی عطا ہو کبھی منع تا کہ ہمارے صبر کی بھی آزمائش ہو جائے۔ انہوں نے کہا اے محمدی تم نے سچ کہا وہ بڑا رب ہے اور اسلام اچھا دین ہے۔ اپنا ہاتھ بڑھاؤ تا کہ ہم کلمہ شہادت پڑھیں: اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ: اور دین اسلام حق اور اس کے سوائے سب باطل ہے۔ میں نے ان سے کہا اے بھائیو کیا تم کسی شہر میں چلو گے تا کہ جمعہ اور جماعات میں شامل ہوسکیں۔ کیونکہ جمعہ حج مساکین ہے انہوں نے مجھ سے کہا یہ اچھی رائے معلوم ہوتی ہے اور اچھا فعل ہے۔ جب ہم اس ارادہ سے چلے تو سامنے ایک عمارت نظر آئی۔ اندھیری رات تھی، غور سے دیکھا تو ہم بیت المقدس میں تھے۔ ہم اس میں داخل

besturdubooks.wordpress.com

ہوئے اور ایک مدت مدید تک اس میں مقیم رہے۔ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور ہمارا رزق ایسی جگہ سے بہم پہنچتا تھا جس کا گمان بھی نہ تھا۔ حتیٰ کہ دونوں ساتھی وہیں رحمت حق کو پہنچے اور مر گئے۔

(نوٹ) یہ تمام واقعات روض الریاحین من حکایات الصالحین سے ماخوذ ہیں)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ

besturdubooks.wordpress.com

ساتواں باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے مثالی مردوں کی دس مثالی کرامات

قابل احترام بھائیو! یہ باب ہماری اس کتاب کا ساتواں باب ہے اس باب میں، ہم نے مردوں کی اصلاح اور سبق کے لئے مثالی مردوں کی دس مثالی کرامات لکھی ہیں پچھلے باب میں مثالی مردوں کے دس مثالی واقعات تھے اور یہ دس کرامات ہیں ان دونوں میں الگ الگ مثالی مردوں کا تزکرہ ہے، یقیناً ان کرامات کے پڑھنے سے آپ کا ایمان تازہ ہو جائے گا، چناچہ یہ دس کرامات اس ترتیب کے مطابق انشاءاللہ آپ پڑھیں گے۔

پہلی کرامت..........ایک نومسلم کی کرامت

دوسری کرامت..........زندگی بھر ہاتھ سے خوشبو آنے کی کرامت

تیسری کرامت..........حضرت مالک بن دینارؒ کی توبہ کا خوبصورت واقعہ اور ان کی کرامت

چوتھی کرامت..........فرشتے کے آسمان سے اتر کر قتل کرنے کی عجیب کرامت

پانچویں کرامت..........ایک اللہ کے ولی کی کرامت

چھٹی کرامت..........ایک صابر کی عجیب کرامت

ساتویں کرامت..........کوہ لگام کے ایک ولی کی کرامت

آٹھویں کرامت..........ایک تعجب خیز کرامت

نویں کرامت..........حضرت سفیان یمنیؒ کی کرامت

دسویں کرامت..........زہر قاتل پینے والے بزرگ کی کرامت

لیجئے اب پہلے نمبر سے ان مثالی مردوں کی مثالی کرامات کا مطالعہ شروع کیجئے، انشا اللہ ایمان تازہ ہوگا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

besturdubooks.wordpress.com

پہلی کرامت

ایک نومسلم کی کرامت

شیخ عبدالواحد بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جہاز میں سوار تھا۔ تلاطم امواج سے جہاز ایک جزیرہ میں جا پہنچا، اس جزیرہ میں ہم نے دیکھا کہ ایک شخص ایک بت کی پرستش کر رہا ہے ہم نے اس سے دریافت کیا کہ تو کس کی عبادت کرتا ہے اس نے بت کی طرف اشارہ کیا، ہم نے کہا یہ تیرا معبود و خالق نہیں بلکہ خود دوسرے کا مخلوق ہے، اور ہمارا معبود وہ ہے جس نے اسے اور سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ اس بت پرست نے دریافت کیا بتاؤ تم کس کی عبادت کرتے ہو ہم نے جواب دیا کہ ہم اس پاک ذات کی عبادت کرتے ہیں جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اس کی دارو گیر ہے، اور زندہ اور مردوں میں اس کی تقدیر جاری ہے اس کے نام پاک میں اس کی عظمت اور بڑائی نہایت بڑی ہے۔ اس نے پوچھا تمہیں یہ باتیں کس طرح معلوم ہوئیں ہم نے کہا اس بادشاہ حقیقی نے ہمارے پاس ایک سچے رسول کو بھیجا ہمیں ہدایت کی پھر اس نے پوچھا کہ وہ رسول کون ہیں اور وہ کہاں ہیں؟ ہم نے جواب دیا کہ جس کام کے لئے خدا نے انہیں بھیجا تھا جب وہ پورا کر چکے تو اس نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ اس نے کہا رسول خدا نے تمہارے پاس اپنی کیا نشانی چھوڑی ہے؟ ہم نے کہا اللہ کی کتاب کہا مجھے دکھاؤ ہم اس کے پاس قرآن شریف لے گئے، اس نے کہا میں تو جانتا نہیں تم پڑھ کر سناؤ ہم نے اسے ایک سورۃ پڑھ کر سنائی وہ سن کر روتا رہا اور کہنے لگا جس کا یہ کلام ہے اس کا حکم تو دل وجان سے ماننا چاہئے اور کسی طرح اس کی نافرمانی نہ کرنی چاہئے۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا۔ ہم نے اسے دین کے کچھ احکام اور چند سورتیں سکھائیں، جب رات ہوئی اور ہم سب اپنے اپنے بچھونوں پر لیٹ رہے وہ بولا بھائیو یہ معبود جس کا تم نے مجھے پتہ اور صفات بتائیں وہ سوتا بھی ہے ہم نے کہا وہ سونے سے پاک ہے وہ ہمیشہ زندہ قائم ہے۔ اس نے کہا تم

besturdubooks.wordpress.com

کیسے برے بندے ہو کہ تمہارا مولا نہیں سوتا اور تم سوتے ہو اس کی یہ باتیں سن کر ہمیں بڑی حیرت ہوئی۔ مختصر یہ کہ ہم وہاں چند روز رہے جب وہاں سے کوچ کا ارادہ ہوا اس نے کہا بھائیو مجھے بھی ساتھ لے چلو ہم نے قبول کر لیا، چلتے چلتے ہم آبادان پہنچے، میں نے اپنے یاروں سے کہا کہ یہ ابھی مسلمان ہوا ہے اس کی کچھ مدد کرنی چاہئیے۔ ہم سب نے چند درہم جمع کر کے اسے دئے اور کہا کہ اسے اپنے خرچ میں لا ناوہ کہنے لگا لا الہ الا اللہ تم تو عجیب آدمی ہو تم ہی نے تو مجھے راستہ بتلایا اور خود ہی راہ سے بھٹک گئے، مجھے سخت تعجب آتا ہے کہ میں اس جزیرہ میں بت کی عبادت کیا کرتا تھا میں اسے پہچانتا نہ تھا اس وقت بھی اس نے مجھے ضائع نہیں کیا پھر جب میں اسے جاننے لگا تو اب وہ مجھے کس طرح ضائع کردے گا۔ تین دن کے بعد ایک شخص نے مجھے آ کر خبر دی کہ وہ نو مسلم مر رہا ہے اس کی خبر لو، یہ سن کر میں اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ تجھے کیا حاجت ہے کہا کچھ نہیں۔ جس ذات پاک نے تمہیں جزیرہ میں پہنچایا اسی نے میری سب حاجتیں پوری کر دیں۔ خواجہ عبدالواحدؒ فرماتے ہیں کہ مجھے وہیں بیٹھے بیٹھے نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سرسبز باغ ہے اس میں ایک قبہ ہے اور ایک مکلّف تخت بچھا ہوا ہے اس پر ایک نہایت حسین نوعمر عورت جلوہ افروز ہے، کہتی ہے خدا کے لئے اس نو مسلم کو جلدی بھیجو مجھے اس کی جدائی میں بڑی بے قراری اور بے صبری ہے۔ اتنے میں میری آنکھ کھلی تو دیکھا وہ سفر آخرت کر چکا تھا۔ میں نے اسے غسل وکفن دے کر دفن کر دیا۔ جب رات ہوئی تو خواب میں وہی قبہ اور باغ اور تخت پر وہی عورت اور پہلو میں اس نو مسلم کو دیکھا کہ وہ یہ آیت پڑھ رہا ہے۔

والملائکۃ یدخلون علیھم من کل باب سلام علیکم بما صبرتُم فنعم عقبی الدار

(اور فرشتے ان پر یہ کہتے ہوئے ہر دروازے سے آئیں گے کہ سلامتی ہے تم پر پس کیا اچھا بدلہ ہے آخرت کا)۔

دوسری کرامت

زندگی بھر ہاتھ سے خوشبو آنے کی کرامت

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج کیا اور اس سال سخت گرمی تھی لو چلتی تھی

besturdubooks.wordpress.com

ایک دن جب میں ملک حجاز کے وسط میں تھا قافلہ سے جدا ہو کر کچھ دیر تک سو رہا۔ اچانک ایک شخص سامنے آیا میں جلدی کر کے اس سے ملا وہ ایک کمسن بے ریش لڑکا تھا گویا کی وہ چودویں رات کا چاند تھا دوپہر کا آفتاب تاباں، ناز و کرشمے کے انداز اس سے ظاہر تھے میں نے کہا صاحبزادے السلام علیکم۔ جواب دیا وعلیکم السلام و برکاتہ اے ابراہیم۔ مجھے سخت تعجب ہوا اور اس حال پر شک گزرا مجھ سے ضبط نہ ہو سکا میں نے کہا سبحان اللہ تو نے مجھے کیسے پہچانا حالانکہ اس وقت سے پہلے کبھی تو نے مجھے نہیں دیکھا؟ کہا اے ابراہیم جب سے میں نے پہچانا جاہل نہ ہوا اور جس وقت سے ملا جدا نہ ہوا۔ پھر میں نے کہا تو اس بیابان میں اور ایسی سخت گرمی کے موسم میں کیوں آیا جواب دیا اے ابراہیم میں نے بجز اس کے کسی سے دوستی نہیں کی اور نہ کسی کے ساتھ ہوا اور میں ہمہ تن سب سے الگ ہو کر اسی کی طرف جا رہا ہوں، اسی کے معبود ہونے کا اقرار ہے۔ میں نے پوچھا کھانا پینا کہاں سے ملتا ہے جواب دیا میرا دوست ضامن ہے، میں نے کہا خدا کی قسم مجھ کو گرمی کی شدت اور موسم کی حرارت سے تیری جان کا خوف ہے۔ اس نے جواب دیا اور آنکھوں اور رخساروں سے موتیوں کی لڑیاں بہائیں اور چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ ہے۔

اے شخص تو مجھے راہ سختی کے سفر سے ڈراتا ہے حالانکہ میں تو اپنے دوست کے پاس جا رہا ہوں، محبت کھٹکے میں ڈالتی ہے اور شوق ابھارے ہوئے لئے جاتا ہے۔ بھلا خدا کا دوست بھی کسی انسان سے ڈرا ہے، بھوک میں ذکر الٰہی اس کا پیٹ بھرتا ہے اور خدا کے شکر سے اس کی پیاس بجھ جاتی ہے میں ضعیف و ناتواں ہوں تو کیا ہوا۔ آخر اس کا عشق مجھے حجاز سے خراسان تک اٹھا لے جائے گا کیا اس وقت مجھے چھوٹا جان کر حقیر سمجھتا ہے تو میری ملامت سے باز آ جو کچھ گزرے گزرنے دے۔

وہ بزرگ کہتے ہیں پھر میں نے اس سے کہا تجھے خدا کی قسم اے لڑکے تو اپنی عمر ٹھیک ٹھیک بتلا دے کہا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً میری عمر بارہ برس کی ہے۔ پھر کہا اے ابراہیم کیا وجہ ہے جو تو نے میری عمر پوچھی اور میں نے ٹھیک ٹھیک عمر بتلا دی؟ میں نے کہا میں تیری باتیں سن کر حیران تھا۔ کہا الحمد للہ کہ مجھ کو بہت سے اپنے خاص ایمانداروں پر فضیلت دی۔ کہتے ہیں مجھ کو اس کی خوبصورتی اور شیریں بیانی پر تعجب ہوا۔ پاکی ہے اس خدا کے لئے جس نے ایسی صورت زیبا پیدا کی

besturdubooks.wordpress.com

پھر اس لڑکے نے کچھ دیر تک اپنا سر جھکا لیا اس کے بعد سر اوپر اٹھایا اور مجھے تیز نگاہ سے دیکھا۔ پھر کہا اے ابراہیم دراصل جدا وہ ہے جسے دوست چھوڑ دے اور ملنے والا وہ ہے جس نے خدا کی فرمانبرداری میں حصہ لیا لیکن اے ابراہیم تو دونوں قافلوں سے الگ ہے میں نے کہا ہاں میں ایسا ہی ہوں اور خدا کے لئے میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو میرے حق میں دعا کرتا کہ میں قافلہ میں اپنے ہمراہیوں سے مل جاؤں۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ پھر میں نے دیکھا کہ اس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور اپنے لب ہلا کر کچھ کہا اس وقت مجھے کچھ نیندسی معلوم ہوئی اور میں بیہوش ہو گیا۔ جب مجھ کو ہوش آیا تو اپنے قافلہ میں پایا اور میرا ساربان کہتا تھا اے ابراہیم سنبھلے رہو سواری سے نہ گرو مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ لڑکا آسمان کو اڑ گیا یا زمین میں سما گیا۔ پھر ہم جب اہل قافلہ مکہ مکرمہ میں پہنچ گئے اور میں حرم شریف میں داخل ہوا میری نظر اچانک ایک لڑکے پر پڑی جو خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے رو رہا ہے۔ اس کے بعد وہ خود بخود سجدہ میں گر پڑا اور میں دیکھتا ہی رہا۔ پھر میں اس کے پاس آیا اور اس کو ہلایا تو وہ جان بحق ہو چکا تھا۔ خدا اس سے راضی ہو۔

مجھے اس پر سخت رنج اور افسوس ہوا میں اپنی قیام گاہ میں واپس گیا اور کپڑا اور ضروریات کی چیزیں اس ارادے سے کہ اس کو دفن کروں ساتھ لے کر واپس آیا۔ مگر میں نے اس کو نہ پایا اور نہ کسی نے خبر دی کہ اس نے اسے زندہ یا مردہ دیکھا ہو تو میں نے جان لیا کہ وہ لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ کیا گیا ہے اور میرے سوا کسی نے اسے نہیں دیکھا۔ میں اپنے مکان پر واپس آیا اور کچھ دیر سویا اس کے بعد خواب میں اسے دیکھا ایک بڑی جماعت میں سب سے اول سردار نہایت بیش و بہا نورانی پوشاک پہنے ہوئے جس کی ثنا وصفت بیان میں نہیں آسکتی۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو ہمارا دوست نہیں کہا ہاں۔ پھر میں نے کہا کیا تو مرا نہیں؟ کہا ہاں یہ درست ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم تجھ کو دفن کرنے کے لئے میں نے بہت تلاش کیا اور چاہا کہ تیرے جُنازہ کی نماز پڑھوں۔ کہا اے ابراہیم تو جان لے کہ جس نے مجھے میرے شہر سے نکالا اور اپنی محبت کا شائق کیا اور میرے گھر والوں سے جدا کر کے مسافر بنایا اسی نے مجھے کفن دیا اور جو حاجت مجھے تھی پوری کی۔ میں نے کہا خدائے کریم نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا مجھے اپنے روبرو کھڑا کیا اور فرمایا تیری کیا مراد ہے میں نے عرض کیا خداوندا تو ہی میری مراد اور آرزو ہے۔ پھر فرمایا تو میرا سچا بندہ ہے اور تیرے

besturdubooks.wordpress.com

لئے میرے پاس یہ ہے کہ جو کچھ تو چاہے تجھ سے نہ چھپاؤں۔ پھر میں نے عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ جس زمانہ میں میں ہوں ان لوگوں کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ حکم ہوا میں نے سفارش منظور کی حضرت ابراہیمؒ فرماتے ہیں پھر اس لڑکے نے مجھ سے عالم خواب میں مصافحہ کیا، اس کے بعد میں جاگ اٹھا صبح کو اٹھ کر جو کچھ میرے ذمہ ارکان حج واجب تھے ادا کئے مگر میرے دل کو کسی طرح قرار نہ تھا۔ اس لڑکے کی یاد اور غم وافسوس ہر وقت تھا پھر میں تمام حاجیوں کے ہمراہ واپس ہوا راستہ کے دوران ہر شخص یہی کہتا تھا اے ابراہیم تیرے ہاتھ کی خوشبو سے سب لوگ حیران ہیں راوی کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے ہاتھوں سے وہ خوشبو ان کی زندگی بھر آتی رہی۔

تیسری کرامت

حضرت مالک ابن دینارؒ کی توبہ کا خوبصورت واقعہ اوران کی کرامت

حضرت مالک ابن دینارؒ سے کسی نے ان کی توبہ کرنے کا سبب پوچھا تو فرمایا۔ میں شرابی آدمی تھا ہر وقت شراب خوری میں ڈوبا رہتا تھا۔ میں نے ایک بہت حسین خوبصورت لونڈی خریدی اور اس سے خوب مجلس کی ۔اس سے میری ایک بیٹی ہوئی اس سے بھی مجھے ازحد محبت ہوگئی جس وقت وہ پاؤں چلنے لگی تو میرے دل میں اس کی الفت ومحبت اور زیادہ ہوتی چلی گئی اور اکثر یہ ہوتا کہ جب میں شراب لے کر بیٹھتا وہ میرے پاس آتی اور مجھ سے چھین کر میرے کپڑوں پر گرا جاتی۔ جب وہ پوری دو برس کی ہوئی تو اس کا انتقال ہوگیا۔ مجھے اس کے رنج وصدمہ نے بالکل تباہ کردیا تھا۔ جب ماہ شعبان نصف گزر چکا اتفاق سے جمعہ کی شب بھی تھی میں شراب میں مست ہوکر سو رہا عشاء کی نماز بھی نہیں پڑھی (میں نے خواب میں) دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور اہل قبور قبروں سے نکل نکل کر آ رہے ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ ہوں مجھے اپنے پیچھے کچھ کھس کھساہٹ سی معلوم ہوئی میں نے مڑ کر دیکھا تو ایک بہت بڑا کالا سانپ میری طرف منہ کھولے دوڑا آ رہا ہے۔ میں خوف کے مارے اس کے آگے آگے بھاگا جارہا ہوں رعب مجھ پر چھایا ہوا ہے۔ میں ایک راستہ سے گزرا تو ایک بوڑھے آدمی سفید کپڑے پہنے خوشبو لگائے ہوئے ملے۔ میں نے اس سے گریہ وزاری کی (کہ مجھے اس سانپ سے بچا دیجئے) تو انہوں نے فرمایا میں ضعیف آدمی ہوں یہ مجھ سے زیادہ زور

besturdubooks.wordpress.com

آور ہے اس لئے میں نہیں بچاسکتا لیکن تم جاؤ ڈرو نہیں شائد اللہ تعالیٰ تمہاری نجات کا سبب پیدا کردے۔ پھر میں اور بھی زیادہ بھاگا اور ایک اونچے ٹیلے پر چڑھ گیا۔ وہاں سے دوزخ کی لپٹیں اور ان کے طبقے نظر آنے لگے۔ میں اسی سانپ کے اندیشہ سے جو میرے پیچھے آرہا تھا قریب تھا کہ میں ان میں جا پڑوں، اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ ''پیچھے ہٹ تو دوزخی نہیں ہے'' اس کے کہنے پر مجھے اطمینان ہوا اور میں پیچھے ہٹا لیکن وہ سانپ میرے پیچھے تھا۔ پھر مجھے آواز آئی تو میں اس وقت ان بوڑھے صاحب کے پاس پھر آیا اور کہا کہ آپ سے میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے اس سانپ سے بچا دیں آپ نے قبول نہ کیا یہ سن کر وہ رونے لگے اور فرمایا میں خود کمزور اور ناتواں ہوں لیکن تم اس پہاڑ پر جاؤ یہاں مسلمانوں کی امانتیں جمع ہیں اگر تمہاری بھی کوئی شے امانت رکھی ہوگی تو اس سے مدد مل جائے گی میں نے دیکھا تو وہ گول پہاڑ تھا بہت سے دروازے اس میں بنے ہوئے ان پر پردے پڑے ہوئے اور ہر دروازے کی دونوں چوکھٹیں سونے کی یاقوت اور موتی جڑے ہوئے ہر دروازے پر ریشمی پردے تھے۔ جس وقت میں نے اس پہاڑ کو دیکھا تو میں اس کی طرف دوڑا اور وہ سانپ بھی میرے پیچھے دوڑا۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو چند فرشتوں نے پردے اٹھا کر اس کے دروازے کھول دیئے اور انہوں نے خود ہی دیکھنا شروع کردیا کہ شائد یہاں اس ناامید کی کوئی امانت مل جائے اور اسے اس کے دشمن سے بچالے۔ جس وقت پردے اٹھ گئے اور دروازے کھل گئے تو بہت سے بچے چاند سے چہرے چمکاتے ہوئے نکلے اور وہ سانپ میرے پاس ہی آگیا تھا۔ میں اپنی فکر میں نہایت ہی حیران اور پریشان تھا اتنے میں ایک بچے نے چیخ کر کہا کہ افسوس تم سب تو موجود اور وہ سانپ اس کے پاس پہنچ گیا۔ یہ سنتے ہی بچوں کی ایک جماعت نکلی اور میری بیٹی جو مرگئی تھی یکا یک وہ بھی آنکلی اور مجھے دیکھ کر رونے لگی اور کہا ہائے اللہ میرے ابا۔ یہ کہتے ہی تیر کی طرح ایک نورانی مکان میں چلی گئی۔ پھر اپنا بایاں ہاتھ میری داہنی طرف بڑھایا تو میں اوپر چڑھ گیا اور اپنا داہنا ہاتھ اس سانپ کی طرف کیا تو وہ فوراً پیچھے کی طرف بھاگ گیا۔ پھر اس نے مجھے بٹھالیا اور خود میری گود میں بیٹھ گئی اور میری داڑھی پر ہاتھ مار کر کہا اے ابا! **الم یأن للذین اٰمنوا اَن تخشع قلوبهم لِذكر الله وما نزل من الحق.**

یعنی کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر اور نازل شدہ عبرتوں سے مسلمانوں کے دل

besturdubooks.wordpress.com

ڈر جائیں؟ اس پر میں رونے لگا۔ میں نے پوچھا کہ اے بیٹی کیا یہاں تم قرآن شریف بھی سیکھتی ہو۔ کہا کہ ہم تم ہی سے سیکھتے ہیں۔ میں نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ کہ یہ سانپ جو مجھے کھانے کو آتا تھا یہ کیا بلا تھی؟ کہا یہ تمہاری بدافعالیوں اور بداعمالیوں کا نتیجہ تھا۔ تم ہی نے اسے بڑھا بڑھا کر ایسا قوی کر دیا تھا کہ اب تمہیں یہ دوزخ میں جھونکنا چاہتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ بوڑھے صاحب کون تھے جن کے کہنے پر میں یہاں آیا تھا؟ کہا اے ابا یہ تمہارے اعمال صالحہ اور نیک افعال تھے۔ تم نے ان کو ایسا ضعیف وناتوان کر رکھا ہے کہ تمہارے بداعمال کے مقابلے کی ان میں طاقت نہیں ہے۔ میں نے پوچھا کہ تم اس پہاڑ میں کیا کرتی ہو؟ کہا ہم سب مسلمانوں کے بچے ہیں قیامت آنے تک ہم یہاں رہیں گے۔ تمہارے آنے کا ہمیں انتظار رہتا ہے تا کہ ہم تمہارے لئے سفارش کریں۔ تھوڑی دیر کے بعد میری آنکھ کھلی تو میں گھبرایا اور مجھ پر رعب چھایا ہوا تھا۔ جب صبح ہوئی تو جو کچھ میرے پاس تھا سب دے دلا دیا اور اللہ کے سامنے توبہ کی۔ بس یہی میری توبہ کا باعث ہوا۔

چوتھی کرامت

فرشتے کے آسمان سے اتر کر قتل کرنے کی ایک عجیب کرامت

روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں ایک تاجر تھے جو شام سے مدینہ اور مدینہ سے شام کی طرف مال لے جاتے تھے اور قافلہ کے ساتھ نہیں جاتے تھے صرف اللہ پر توکل کرتے تھے۔ ایک بار شام سے مدینہ منورہ کی طرف مال لا رہے تھے۔ اچانک ایک ڈاکو گھوڑے پر سوار ان کے آڑے آیا اور تاجر پر چلا کر دوڑا۔ تاجر نے کہا یہ مال تو لے جا مجھے چھوڑ دے۔ اس نے کہا مال تو میرا ہی ہے میں تیری جان بھی چاہتا ہوں۔ تاجر نے پھر کہا میری جان لے کر تو کیا کرے گا مال لے جا اور مجھے چھوڑ دے۔ اس ڈاکو نے پھر وہی پہلی والی بات کہی۔ تاجر نے کہا اچھا اتنی دیر مجھے مہلت دے کہ میں وضو کر کے نماز پڑھوں اور کچھ دعا کر لوں اس نے کہا جو جی چاہے کر لے۔ تاجر نے وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھی۔

يـا وَدُودُ ياودودُ يا ودودُ يا ذَالعرش المجيد يا مُعيد يا فعال لّما يُريد اَسئالَ كبنُـور، وجهكَ الـذِى ملأاركان عرشك واَسئلك بِقُدرتكَ التى قدرت بها

besturdubooks.wordpress.com

علیٰ جمیعِ خلقِک وبرحمَتک التی وسعت کل شئی لاالٰہ الا انتَ یا مغیثُ اغثنی اغثنی۔

دعا سے فارغ ہوتے ہی دیکھا کہ ایک سوار سفید گھوڑے پر چڑھے ہاتھ میں نور کی تلوار لئے آپہنچا۔ وہ ڈاکو سوار کو دیکھ کر اس پر دوڑا جب قریب پہنچا تو اس سوار نے ایک ایسا نیزہ مارا جس سے وہ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا پھر تاجر کے پاس آ کر کہا تو اسے قتل کر۔ تاجر نے کہا تم کون ہو میں نے اب تک کسی کو قتل نہیں کیا نہ اس کے قتل سے میرا جی خوش ہوا۔ سوار نے لوٹ کر اس ڈاکو کو قتل کیا اور اس تاجر سے آ کر کہا کہ میں ایک فرشتہ ہوں تیسرے آسمان میں رہتا ہوں۔ جب تو نے پہلی بار دعا کی تو ہم نے آسمان کے دروازے پر کچھ سخت آواز سنی جس سے ہم نے جانا کہ کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہے۔ جب تو نے دوسری مرتبہ دعا کی تو آسمان کے دروازے زور سے کھلے کہ ان سے چنگاریاں اڑنے لگیں۔ تیسری مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آواز دی کہ اس مصیبت زدہ کی مدد کو کون جاتا ہے؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اس کام پر مقرر کیا جائے۔

تم جان لو کہ جو شخص مصیبت کے وقت تیری یہ دعا پڑھے گا خواہ کوئی حادثہ ہو اللہ تعالیٰ اس کو اس مصیبت سے بچائے گا۔ اور اس کی فریاد رسی فرمائے گا۔ وہ تاجر اس واقعہ کے بعد سلامتی کے ساتھ مدینہ طیبہ میں آیا اور بارگاہ نبوی میں آ کر سارا قصہ عرض کیا اور دعا سنائی۔ آپ نے فرمایا اللہ نے تجھ کو اسمائے حسنیٰ کی تلقین کی جس کے وسیلہ دعا مستجاب اور سوال مقبول ہوتا ہے۔

پانچویں کرامت

ایک اللہ کے ولی کی کرامت

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں درکعت نماز پڑھنے کی نیت سے داخل ہوا وہاں ایک عابد اور تاجر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ عابد دعا مانگ رہا تھا کہ اے مالک میں آج فلاں فلاں قسم کا کھانا فلاں فلاں قسم کا حلوہ چاہتا ہوں۔ اس تاجر نے کہا اگر یہ شخص مجھ سے مانگتا تو میں ضرور کھلاتا لیکن وہ حیلہ کر رہا ہے میرے سامنے اللہ سے دعا کرتا ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ میں کھلاؤں، اللہ کی قسم! اسے ہرگز کچھ نہ کھلاؤں گا۔ وہ عابد دعاء سے فارغ ہو کر مسجد کے ایک گوشہ میں

besturdubooks.wordpress.com

سو گئے ناگاہ مسجد میں ایک شخص آیا اس کے ہاتھ میں ایک خوان سر پوش ڈھکا ہوا تھا اس نے مسجد کے چاروں طرف دیکھا تو اس عابد کو ایک گوشہ میں سویا ہوا پایا ان کے پاس آ کر انہیں جگایا اور خوان ان کے آگے رکھ کر ہٹ گیا۔ اس تاجر نے جو دیکھا تو اس میں اتنے ہی اقسام کے کھانے تھے جتنے اس نے طلب کئے تھے انہوں نے بقدر اشتہا کھایا اور باقی پھیر دیا تاجر نے اس لانے والے سے کہا کہ میں تجھے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں تو اس شخص کو پہلے سے جانتا تھا؟ اس نے کہا واللہ میں نہیں جانتا، میں ایک مزدور آدمی ہوں ایک سال سے میری لڑکی اور بیوی ان کھانوں کا شوق رکھتے تھے مگر اتفاق نہیں ہوتا تھا آج میں نے ایک شخص کا بوجھ اٹھایا تو اس نے ایک مثقال سونا مجھے دے دیا۔ میں گوشت وغیرہ خرید لایا اور میری بیوی پکانے لگی، اتنے میں میری آنکھ لگ گئی میں نے خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا آج تمہارے یہاں ایک ولی اللہ آئے ہوئے ہیں اور مسجد میں ٹھرے ہوئے ہیں تو نے جو کھانے اپنے گھر والوں کے لئے پکوائے ہیں ان کا انہیں بھی شوق ہے یہ کھانے ان کے پاس لے جاوہ اپنی ضرورت کے مطابق کھالیں گے اور باقی میں اللہ تمہیں برکت دے گا اور میں تیرے لئے جنت کی ذمہ داری دیتا ہوں میں نے بیدار ہو کر اس کی تعمیل کی ہے، تاجر نے کہا میں نے اس شخص کو اللہ سے مانگتے ہوئے سنا تھا پھر تاجر نے پوچھا تو نے اس پر کیا خرچ کیا ہے؟ اس نے کہا ایک مثقال سونا۔ تاجر نے کہا مجھ سے دس مثقال لے کر اپنے ثواب میں مجھے ایک قیراط کا حصہ دار بنالو، اس نے کہا یہ نہیں ہوسکتا۔ تاجر نے کہا بیس مثقال لے لے اس نے کہا نہیں، پھر کہا سو مثقال لے کر شریک بنالے۔ اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں ہرگز ایسی چیز کو جس کی نبی ﷺ نے ضمانت کی ہے فروخت نہ کروں گا اگرچہ تو ساری دنیا اس کی قیمت میں دے دے اگر تجھے اجر لینا تھا تو مجھ سے پہلے اس عابد کی خواہش پوری کی ہوتی۔ مگر اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ تاجر اپنی غفلت سے بہت شرمندہ ہوا لیکن اس کی ندامت نے کچھ نفع نہ دیا اور پریشان ہو کر مسجد سے نکلا جیسے اپنی گمشدہ چیز پر کوئی پریشان ہوا کرتا ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

چھٹی کرامت

ایک صابر کی عجیب کرامت

ایک اللہ والے سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ابتداء ارادت میں ایک شخص کی خدمت میں گیا اور وہ مجھے خدمت کا حکم فرماتے تھے اور میں خدمت سے خوش ہوتا تھا۔ ایک دن مجھے قصائی کے یہاں بھیجا تا کہ فقیروں (اللہ والوں) کے واسطے گوشت اٹھا کر لے آؤں۔ چنانچہ میں نے حسب ضرورت گوشت خرید کر اٹھالیا۔ اور چلنے کے ارادہ سے مڑنے ہی والا تھا کہ سامنے سے ایک آدمی نظر آیا جو ایک لدے ہوئے جانور کو ہانکتے ہوئے لا رہا تھا۔ مجھے اس شخص کا دھکا لگا میں قصائی کی ایک دکان کی میخ پر گر پڑا اور میرا پہلو زخمی ہو گیا۔ دکاندار نے مجھے اس میخ پر سے اٹھایا لیکن مجھے بہت تکلیف ہوئی اور زخم پر پٹی بندھوا ہی رہا تھا کہ اتنے میں وہ گدھے والا تین آدمیوں کو ساتھ لئے آموجود ہوا اور کہا میرا بٹوا گر پڑا ہے جس میں دس دینار تھے اور وہ میرے سر پر سوار ہو گیا وہ مجھے اور قصاب کو اور دو اور آدمیوں کو پکڑ کر کوتوال کے پاس لے گیا اور کہا انہوں نے بٹوا چرایا ہے۔ چنانچہ میرے سب ساتھیوں کو کوڑے لگے اور مجھے بھی آخر میں پیٹا گیا اور مار میرے زخم ہی پر لگ رہی تھی۔ اتنے میں ایک سپاہی کی نظر اس برتن پر پڑی جس میں گوشت تھا۔ دیکھا تو اس میں بٹوا پڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا یہی چور ہے۔ کوتوال نے کہا اس کا ہاتھ کاٹا جائے چنانچہ اس کے حکم سے تیل گرم کیا گیا اور مجھ پر ایک مخلوق جمع ہو گئی۔ کوئی مارتا تھا۔ کوئی گالیاں دیتا تھا۔ اور میں چار آدمیوں کے بیچ میں تھا اتنے میں ایک شخص نے آواز دی کہ تیل گرم ہو چکا چور کو حاضر کرو، میں اپنا کام اللہ کے سپرد کر چکا تھا جس کے ہاتھ میں ہر شے کی حکومت ہے۔ ایک شخص نے اس زور سے میرے ایک طمانچہ مارا کہ میرے ہوش بالکل جاتے رہے۔ اس وقت بھی میں اس بلا پر صابر تھا، اور اپنا کام اللہ ہی کے سپرد کرتا تھا، پھر اس نے کہا اے چور اے ڈاکو! اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکا دیا جس سے میں منہ کے بل زمین پر سجدے کی شکل میں گر پڑا۔ اس وقت میں جناب نبی ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ مسکرا رہے ہیں اور میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں ابھی وہاں پر سیدھا بھی کھڑا نہ ہو پایا تھا کہ یہ ساری مصیبت مجھ سے اور ہو گئی، اور ایک شخص نے چلا کر کہا یہ شخص جس کو تم نے گرفتار کیا شیخ کا خادم ہے اس وقت

besturdubooks.wordpress.com

لوگوں نے مجھے غور سے دیکھا اور کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اب تو سب لوگ میرے پاؤں پر گرنے لگے اور کوتوال صاحب بھی دوڑتے ہوئے آئے اور میرا پاؤں چومنے لگے اور کہا حضرت خدا کے واسطے عرض کرتا ہوں کہ آپ ہماری خطا معاف کریں۔ پھر بٹوے والا آ کر گریہ وزاری کرنے لگا اور کہا حضرت مجھ سے راضی ہو جایئے۔ میں نے کہا خدا مجھے اور تمہیں معاف کرے یہ ایک آزمائش تھی جس سے میرے ضبط کی پوشیدہ طاقت ظاہر ہوئی۔ پھر بٹوا کھولا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ بوجھ اور بٹوہ دونوں شیخ ہی کے واسطے بھیجے گئے تھے۔ اتفاقاً اس واقعہ کے وقت شیخ اور باقی فقراء آپس کے ایک نزاع کے سبب استغفار میں مشغول تھے اور کوئی باہر نہ نکلا یہاں تک کہ میں دروازے پر آ کھڑا ہوا۔ میرے پاس وہ گوشت اور بٹوا تھا۔ میں نے سارا قصہ بیان کیا فرمایا جس نے صبر کیا اس نے جمال وکمال حاصل کیا۔ پھر فرمایا اے بیٹے میں بھی فقیروں کے ساتھ تیری یہ حالت دیکھ رہا تھا کیونکہ مجھے اس کا پہلے سے علم تھا۔ پھر فرمایا اے محمد! یہ واقعہ طریقت میں تمہارے کامل ہونے کا سبب بن گیا۔ اب جہاں چاہو سفر کرو۔

ساتویں کرامت

کوہِ لکام کے ایک ولی کی کرامت

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں دس آدمیوں کے ہمراہ کوہ لکام پر گیا۔ کئی دن ہم وہاں سیر کرتے رہے اور پہاڑ سے اتر کر ایک میدان میں پہنچے وہاں ایک میٹھے پانی کا تالاب تھا۔ اس کے کنارے ایک سفید سنگ مرمر کی مسجد بنی ہوئی تھی اور ایک چشمہ مسجد کے ایک پتھر کے نیچے سے بہہ کر اس تالاب میں جا ملتا تھا ہم اس مسجد میں بیٹھ گئے۔ جب ظہر کا وقت آیا تو ایک شخص نے آ کر اذان کہی اور اندر آ کر ہمیں سلام کیا اور دو رکعات پڑھیں اور اقامت کہی۔ اتنے میں ایک شخص تیس آدمیوں کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے۔ اور محراب میں جا کھڑے ہوئے اور ہمیں نماز پڑھا کر فارغ ہوئے۔ پھر چلے گئے اور ہم سے کچھ نہ کہا۔ جب عصر کا وقت ہوا تو ہم ہی نے نماز ادا کی اور ان میں سے کوئی نہ آیا۔ جب مغرب ہوئی تو اس شخص نے اذان کہی اور شیخ نے آ کر نماز پڑھائی۔ پھر سرخ شفق کے غائب ہونے تک نماز پڑھتے رہے پھر اذان دی گئی اور انہیں شیخ نے عشاء کی نماز

besturdubooks.wordpress.com

پڑھائی اور چلے گئے۔نہ ہم نے ان سے کوئی بات کی نہ انہوں نے ہم سے کوئی بات کی۔جب تھوڑی دیر گزری تو ان میں سے ایک شخص کچھ لئے ہوئے آیا اور مسجد کے ایک کونہ میں رکھ کر ہم سے کہا چلو خدا تم پر رحم کرے۔ہم اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ ایک سفید دستر خوان ہے۔اس جیسا ہم نے کبھی نہ دیکھا تھا اس نے اسے کھولا تو اس کے اندر ایک سبز زمرد کا سرپوش تھا اور اس کے نیچے ایک سرخ یاقوت کا خوانچہ تھا اس پر ایک کھانا ثرید کی مثل چنا ہوا تھا۔ہم نے اس میں سے کھایا۔لیکن ہمارے کھانے سے اس میں کچھ کمی نہ ہوئی۔صبح کے وقت وہ شخص آیا اور خوانچہ اٹھا کر لے گیا پھر اذان اور اقامت کہی اور اس شیخ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی اور محراب میں بیٹھ کر قرآن شریف ختم کیا۔پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور ایک اچھی دعا مانگی۔پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ایک دو فرض مقرر فرمائے ہیں اور سب لوگ اس سے غافل ہیں۔میں نے کہا خدا آپ پر رحم کرے وہ کیا ہیں۔فرمایا خدا تمہاری سابقہ کوتاہیوں کی تلافی کرے۔اے میرے بیٹے اللہ جلیل جل جلالہ نے فرمایا۔ان الشیطان لکم عدوٌّ اور اس کی تعریف برائی کے ساتھ کی۔پھر فرمایا فاتَّخذوہُ عدوًّا۔یعنی شیطان تمہارا دشمن ہے اسے دشمن ہی بنائے رکھو۔یہ ہم کو اللہ کا حکم ہے کہ اسے دشمن بنائے رکھیں اور اس سے کیسے بچیں۔فرمایا سن! اللہ تجھ پر رحم کرے'' اللہ تعالیٰ نے مومن کے لئے سات قلعے بنائے ہیں۔میں نے کہا وہ قلعے کون سے ہیں۔فرمایا پہلا قلعہ سونے کا ہے اور یہ معرفت الٰہی ہے،اور اس سے آگے چاندی کا قلعہ ہے،اور یہ ایمان کا قلعہ ہے،اور اس سے آگے لوہے کا قلعہ ہے اور یہ توکل علی اللہ ہے،اور اس کے گرد پتھر کا قلعہ ہے اور یہ شکر اور رضا ہے،اور اس کے گرد اینٹوں کا قلعہ ہے اور یہ امر بالمعروف اور نہی عن لمنکر اور ان کی بجا آوری ہے،اور اس کے گرد زمرد کا قلعہ ہے وہ صدق اور اخلاص ہے تمام احوال میں،اور اس کے گرد تازہ موتیوں کا قلعہ ہے وہ نفس کی اصلاح اور تادیب ہے ،مومن ان سات قلعوں کے اندر ہے،اور ابلیس ان کے باہر رہتا ہے اور کتے کی مانند بھونکتا ہے اور مومن پرواہ نہیں کرتا کیونکہ وہ ان قلعوں کے اندر محفوظ ہے۔پس مومن کو لازم ہے کہ کسی حال میں اپنے نفس کی اصلاح نہ چھوڑے اور کسی حالت میں اس سے سستی نہ کرے کیونکہ وہ شخص نفس کی تادیب چھوڑ دیتا ہے اور اس کی اصلاح میں سستی کرتا ہے اسے رسوائی ہوتی ہے اوپر سے بوجہ ترکِ ادب کے ابلیس لعین اس کے درپے ہو جاتا ہے۔اور اس کی تاک میں لگا رہتا ہے حتیٰ کہ پہلے قلعہ پر

besturdubooks.wordpress.com

قابض ہو جاتا ہے۔پھر یکے بعد دیگرے سارے قلعے لے لیتا ہے اور ترک ادب کی وجہ سے اللہ کی طرف سے خسارہ اور رسوائی ہوتی ہے جب ساتوں قلعے لے چکتا ہے تو اسے کفر میں پھنساتا ہے اور ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل کرتا ہے۔ نعوذ باللہ من جمیع ذالک ۔ہم اللہ تعالیٰ سے توفیق اور حسن ادب کی استدعا کرتے ہیں۔میں نے کہا مجھے کچھ نصیحتیں فرمایئے۔فرمایا ہاں خدا تعالیٰ تمہاری کوتاہی کی تلافی کرے۔اللہ کی رضا میں کوشش کرو جس قدر کہ تم اپنے نفس کی رضا میں کوشش کرتے ہو۔اور دنیا کا کام اس کی زندگی کی مقدار پر کرو۔اللہ کی فرمانبرداری اتنی کرو جتنی تم کو اس کی حاجت ہے اور ابلیس کی فرمانبرداری اتنی کرو جتنا وہ تمہارا خیر خواہ ہے۔وہ خیر خواہی دھوکے کے واسطے کرتا ہے۔اور گناہ اس قدر کر جتنی تجھ میں دوزخ کی برداشت ہو اور زبان کو ایسی باتوں سے جس میں ثواب نہیں ہے روکے رکھ جیسا کہ تو نے اپنے کو ایسی تجارت سے باز رکھا ہے جس میں کوئی نفع نہ ہو۔اور چار چیزیں چار چیزوں کے واسطے چھوڑ دے۔پھر تجھے پرواہ نہیں کہ تو کس وقت مرے ۔اول خواہش نفسانی کو جنت میں پہنچ جانے تک چھوڑے رکھ، اور نیند کو قبر میں جانے تک، اور آرام کو پل صراط سے گزر جانے تک، اور فخر کو نامہ اعمال کے تولے جانے تک روکے رکھ۔یہ کہہ کر وہ بزرگ اٹھ کر چلدیئے ہم اس دن وہیں رہے۔جب رات ہوئی تو وہی شخص اس خوان پر ویسا ہی کھانا لے آیا۔ہم نے کھایا۔اسی طرح ہم تین دن وہاں رہے۔جب چوتھا دن ہوا تو ہم نے شیخ سے رخصت چاہی۔آخر میں آپ نے یہ فرمایا۔اے جوانو! یہاں کا ذکر پوشیدہ رکھو خدا بھی دنیا و آخرت میں تمہارے عیب چھپائے۔ہم ان کے پاس سے نکل کر اس میدان میں پھلدار درختوں کی جانب سے ہوتے ہوئے چلے ان میں ہر قسم کے میوے لگے ہوئے تھے۔ہم نے دور سے نہر کے ایک کنارے پر ایک پرندہ کھڑا ہوا دیکھا۔جب ہم قریب ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھیں پھوٹی ہوئی تھیں۔ہم اس کی حالت پر تعجب کر رہے تھے۔اتنے میں ایک سیاہ شہد کی مکھی آئی اس کے پیچھے بہت سی شہد کی مکھیاں تھیں اس مکھی نے آکر اس پرندے کو پاؤں سے دبایا اس نے منہ کھول دیا اور اس مکھی نے اس کے منہ میں شہد لا رکھا اس کے بعد ساری مکھیاں شہد لے کر اس کے منہ میں گھستی گئیں اور شہد رکھتی گئیں حتیٰ کہ اس کا منہ شہد سے بھر گیا۔اس نے چونچ بند کر لی۔اس میں سے کچھ نیچے گرا تو اسے لے کر میں نے چاٹا اور وہاں سے لوٹ آئے خدا ان پر اور جملہ صالحین پر رحم فرمائے۔

besturdubooks.wordpress.com

آٹھویں کرامت

ایک تعجب خیز کرامت

ایک رومی کہتے ہے میرے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ مسلمان ہم پر چڑھ آئے اور میں ان کی تاک میں ان کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن اخیر کی فوج کو غافل پا کر میں نے ان میں سے تقریباً دس آدمی گرفتار کر لئے اور باندھ کر خچروں پر سوار کیا اور ہر ایک پر ایک ایک پہرہ دار مقرر کیا۔ ایک دن میں نے ان میں سے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ میں نے اس کے نگہبان سے اس کے متعلق جواب طلب کیا۔ اس نے کہا کہ یہ شخص جب نماز کا وقت آتا ہے تو مجھ سے کہتا ہے ایک اشرفی دوں گا مجھے نماز پڑھ لینے دے ہمیشہ سے اسی طرح دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے میں نے کہا اس کے پاس کچھ ہے؟ کہا نہیں ہے لیکن جب وہ نماز ادا کر چکتا ہے تو اپنا ہاتھ زمین پر مار کر اٹھاتا ہے تو اس کے ہاتھ میں ایک اشرفی آجاتی ہے اور وہ مجھے دے دیتا ہے۔ جب دوسرا دن ہوا تو میں نے پرانے کپڑے پہنے اور ایک ادنی درجہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر اس شخص کے سپاہی کے ساتھ ہو لیا تا کہ اس کی سچائی دیکھوں۔ جب ظہر کا وقت آیا تو انہوں نے مجھ سے اشارہ سے کہا اگر نماز پڑھنے دو گے تو میں تمہیں ایک دینار دوں گا۔ میں نے اشارہ سے کہا میں دو دینار لوں گا پھر انہوں نے اشارہ سے کہا اچھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو زمین پر ہاتھ مار کر دو دینار نکالے اور میرے حوالے کئے۔ جب عصر کا وقت آیا تو انہوں نے پھر پہلے ہی کی طرح اشارہ کیا۔ میں نے کہا میں پانچ دینار سے کم نہ لوں گا کہا اچھا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو پہلے کی طرح زمین پر ہاتھ مار کر پانچ دینار مجھے اٹھا کر دیئے۔ جب مغرب کا وقت آیا تو پھر اشارہ کیا۔ میں نے کہا میں دس دینار سے کم نہ لوں گا۔ انہوں نے قبول کیا اور نماز سے فارغ ہو کر پہلے کی طرح زمین پر ہاتھ مار کر دس دینار میرے حوالے کئے۔ جب وہ منزل پر پہنچے اور صبح ہوئی تو میں نے ان کی حالت دریافت کی اور انہیں دارالاسلام کی جانب لوٹنے کی اجازت دی انہوں نے لوٹ جانا قبول کیا۔ میں نے انہیں ایک خچر پر سوار کر کے ان کے ساتھ توشہ بھی رکھ دیا اور اپنے آپ میں نے خچر پر سوار کیا اس وقت انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ تم کو اس کے پاس اپنے پسندیدہ دین میں قوت دے۔ اسی وقت سے میرے

besturdubooks.wordpress.com

دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوگئی۔ میں نے ان کے ہمراہ اپنی مقرب جماعت سے کئی آدمی حفاظت کے لئے بھیجے اور ان سے کہہ دیا کہ دارالاسلام میں جو پہلا شہر تمہیں ملے اس میں انہیں پہنچادو۔ اور ان کو دوات اور کاغذ دیا۔ اور ایک نشان مقرر کیا کہ تم پہنچ کر یہ نشان کاغذ پر لکھ دو تاکہ میں جان لوں کہ انہوں نے احتیاط سے تمہیں پہنچادیا۔ ہمارے اور اس کے شہر کے درمیان چار روز کا راستہ تھا۔ جب پانچواں روز ہوا تو وہ لوگ واپس لوٹ آئے مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ان لوگوں نے قتل نہ کردیا ہو۔ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا جب ہم تم سے جدا ہوئے تو ایک لحظہ میں وہاں پہنچ گئے۔ اور یہ چار دن ہمیں لوٹنے میں لگے۔

نویں کرامت

حضرت سفیان یمنیؒ کی کرامت

شیخ کبیر عارف باللہ حضرت سفیان یمنیؒ ایک مرتبہ عدن میں داخل ہوئے ان سے کہا گیا کہ یہاں ایک یہودی ہے اسے بادشاہ نے ایک بڑے صوبہ کا حاکم بنا رکھا ہے اور اسے بڑا مرتبہ اور منصب حاصل ہوگیا ہے، اب مسلمان اس کی ہمرکابی میں چلتے ہیں اور وہ جب بیٹھتا ہے تو اس کے سر پر کھڑے رہتے ہیں۔ چنانچہ شیخ سفیان اس کے پاس گئے اور یہ ان کی ریاضت اور تجرد اور فقیرانہ شکل کا زمانہ تھا، آپ نے دیکھا تو وہ کرسی پر بیٹھا تھا اور مسلمان اس کے آگے زمین پر کھڑے تھے اور خدمت گزاری کرتے تھے، جب اس کے پاس پہنچے تو کہا کہہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھدُ ان محمدارسول اللہ پڑھو وہ چلایا اور اپنی فوج کو مدد کے لئے بلایا لیکن فوج کسی طرح اس کی مدد کو نہ پہنچ سکی پھر آپ نے اس پر کلمہ شہادت دوسری اور تیسری بار پیش کیا اور وہ ہر مرتبہ فوج کو پکارتا رہا اور فوج اس کی مدد نہیں کرسکتی تھی تیسری دفعہ کے بعد شیخ نے بائیں ہاتھ سے اس یہودی کے بال پکڑے اور سیدھے ہاتھوں میں ایک چھوٹا سا چاقو لیا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اسے ذبح کردیا اور اللہ کے نام پر قربانی کی پھر اپنی جگہ پر لوٹ گئے اور جامع مسجد کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ یہ خبر رفتہ رفتہ امیر تک پہنچی اس نے اس خبر کا یقین نہ کیا کیونکہ وہ یہودی بادشاہ کا خادم اور اس کے خواص میں سے تھا خصوصاً جب یہ سنا کہ قاتل ایک فقیر آدمی ہے۔ پھر جب متواتر خبر پہنچی تو غلاموں سے کہا کہ اس شخص

besturdubooks.wordpress.com

کو میرے پاس پکڑ لاؤ مگر غلام اس کے پاس تک نہ پہنچ سکے۔اور جامع مسجد تک جا کے واپس لوٹ گئے۔اس وقت امیر خود سوار ہو کر اپنی فوج کے ساتھ نکلا اور جامع مسجد میں پہنچا انہیں تکلیف تو کیا پہنچاتے ان میں سے بھی کسی کو حضرت کے پاس جانے کی جرأت نہ ہوئی اس وقت امیر سمجھ گیا کہ ان کی اللہ کی جانب سے حفاظت ہوتی ہے۔اور وہاں سے لوٹا تو اسے بادشاہ کی جانب سے سختی کا اندیشہ ہوا کیونکہ شہر اس کی حفاظت میں تھا چنانچہ اس نے عقلمند اور اہل رائے سے مشورہ کیا بعض عقلمندوں نے رائے دی کہ یہ لوگ اولیاء اللہ ہیں اور آپس میں تعلق رکھتے ہیں اور لحج میں ایک ولی اللہ ہیں ان کا نام عابدی ہے ان کے پاس کسی کو بھیج کر بلواؤ اور ان سے اس قصہ کی شکایت کرو۔ چنانچہ قاصد بھیج کر انہیں بلوایا اور ان سے شکایت کی اور انہیں مجبور کیا اور کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ قاتل بادشاہ کا جواب آنے تک شہر سے نہ نکلنے پائے۔انہوں نے فرمایا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔پھر حضرت عابدی امیر کے پاس سے چل کر شیخ سفیانؒ کے پاس آئے ان میں صحبت اور محبت تھی اور حضرت عابدی نے ان کے فعل کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا تم نے مسلمانوں کے راستہ سے یہ پتھر اکھیڑ دیا۔پھر فرمایا ہمارے ساتھ ٹہلنے کے لئے چلو حتی کہ قید خانہ کے دروازہ تک پہنچے اس وقت عابدی نے قید خانہ کے داروغہ سے فرمایا ان کو پکڑو اور بیڑیاں پہنا کر قید کر دو اور حضرت سفیان نے بیڑیوں کے واسطے پیر پھیلا دیئے اور کہا ہم فرمانبردار ہیں چنانچہ قید ہو گئے اور کئی روز تک قید خانہ میں اس طرح پر رہے کہ جب چاہتے بیڑیاں پاؤں میں رہنے دیتے اور جب چاہتے اتار کر پھینک دیتے۔ جب جمعہ کا دن آیا اور نماز کا وقت قریب ہوا تو آپ بیڑیاں اتار کے جامع مسجد میں پہنچے، مسجد آدمیوں سے بھری ہوئی پائی، آپ مسجد میں داخل ہو کر امیر کے قریب جا پہنچے۔پھر لوگوں کی طرف دیکھ کر فرمایا ان مردوں پر نماز پڑھتا ہوں اور چار تکبیریں کہتا ہوں پھر اللہ اکبر کہا اور مسجد سے نکل کر قید خانہ میں واپس لوٹ گئے اور ایک مدت تک وہاں رہے حتی کہ بادشاہ کا جواب آیا جس میں لکھا تھا اسے چھوڑ دو ہم خود اس سے سلامتی چاہتے ہیں۔اس سے پہلے انہوں نے دعوی کیا تھا کہ شہر اور ملک سب ان کا ہے تمہارا نہیں ہے۔پھر وہ قید خانہ سے نکل گئے۔اس کے بعد کسی بادشاہ یا کسی شیطان کا ان پر قابو نہ چلا۔ایک مرتبہ اسی طرح ان کو سلطان کے ساتھ ایک قصہ پیش آیا ایک روز آپ باشاہ کے پاس پہنچ گئے اور ان سے کہا ہمارے ملک سے نکل جاؤ اور یہ مقام ابین میں جہاں سے عدن

besturdubooks.wordpress.com

دو منزل پر واقع تھا، اور سلطان وہاں سے ڈر کر چلے بھی گئے تھے۔

دسویں کرامت

زہرِ قاتل پینے والے بزرگ کی کرامت

ایک کافر بادشاہ مسلمانوں کے شہروں پر قابض ہوگیا اور ان کا خون کیا اور مال لوٹا اور بعض فقراء اور مشائخ کے قتل کا بھی ارادہ کیا شیخ نے اس سے مل کے اس کام سے منع کیا۔ ان سے بادشاہ نے کہا اگر تم سچے ہو تو مجھے کچھ علامت دکھاؤ؟ چنانچہ شیخ نے اونٹ کی مینگنی کی طرف اشارہ کیا وہ فوراً جواہر بن کر چمکنے لگ گئے۔ اور خالی کوزوں کی طرف اشارہ کیا جو زمین پر رکھے ہوئے تھے وہ ہوا پر معلق ہوگئے اور پانی سے بھر گئے ان کے منہ زمین کی طرف اوندھے ہوئے تھے اور ان میں سے ایک قطرہ بھی نہیں ٹپکتا تھا۔

بادشاہ دیکھ کر گھبرایا اس کے ایک ہم نشین نے کہا اسے بڑی بات مت جان یہ جادو ہے۔ بادشاہ نے کہا کچھ اور دکھاؤ؟

شیخ نے آگ جلانے کا حکم دیا۔ جب آگ خوب دہک گئی اس وقت فقراء سے کہا کہ مجلس سماع گرم کرو۔ جب ان پر وجد طاری ہوگیا تو شیخ ان فقراء کے ساتھ آگ میں گھس گئے اور آگ بہت تیز تھی اس وقت شیخ نے بادشاہ کے لڑکے کو بھی ساتھ لے لیا اور آگ میں چاروں طرف گھمایا اور اسے لے کر چل دیئے اور غائب ہوگئے اور معلوم نہ ہوا کہ کہاں گئے بادشاہ موجود تھا دیکھ کر اپنے بچے کے غائب ہونے پر بہت گھبرایا تھوڑی دیر کے بعد دونوں آموجود ہوئے اور بادشاہ کے بیٹے کے ایک ہاتھ میں سیب اور دوسرے ہاتھ میں انار تھا۔ بادشاہ نے پوچھا تو کہاں تھا۔ کہا باغ میں تھا وہاں سے میں نے دو عدد توڑ لئے اور نکل آیا بادشاہ متحیر ہوا اس کے بدمعاش ساتھیوں نے کہا کہ یہ بھی ایک باطل تماشا ہے۔

اس وقت بادشاہ نے کہا تم جو کچھ بتاؤ ہم اس کو سچ نہیں مانیں گے حتی کہ تم یہ پیالہ پیو، اور ایک پیالہ زہر قاتل سے لبریز جس کا ایک قطرہ بھی ہلاک کردے نکالا، شیخ نے فقراء سے کہا مجلس سماع گرم کرو جب ان پر حال طاری ہوا تو وہ پیالہ اٹھا کر سب کا سب پی گئے۔ ان پر جو لباس تھا وہ

besturdubooks.wordpress.com

پارہ پارہ ہو گیا اور دوسرا لباس پہنایا گیا وہ بھی پھٹ گیا اور بدلا گیا وہ بھی پھٹ گیا اس طرح کئی بار بدلا گیا پھر پسینہ آیا اور کپڑے ثابت رہے۔ بادشاہ نے ان کی عزت وحرمت کی اور اس قتل وفساد کے ارادہ سے باز رہا۔ شائد مسلمان بھی ہو گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

(نوٹ) یہ تمام کرامات حضرت عبداللہ یافعی یمنیؒ کی کتاب کراماتِ اولیاء سے ماخوذ ہیں)



besturdubooks.wordpress.com

آٹھواں باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے اکابرین کے دس مثالی ملفوظات

قابل احترام بھائیو! یہ باب ہماری کتاب ''مردوں کی مثالی زندگی'' کا آٹھواں باب ہے اس باب میں ہم نے اپنے جید اکابرین کے ملفوظات کو جمع کیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے اکابرین کے ملفوظات پُر تاثیر اور انقلابی اثر رکھتے ہیں چنانچہ دس اکابرین میں سے ہر ایک کے دس دس ملفوظات کو ہم نے آپ کے لئے ترتیب دیا ہے جو کہ درج ذیل ترتیب کے مطابق پیش کئے جارہے ہیں لیجئے ملاحظہ فرمایئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

besturdubooks.wordpress.com

ملفوظات نمبرا

از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

پہلا ملفوظ.................اسلام میں انتظام اور راحت رسانی کی اہمیت

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ جمعہ کے روز باہر کے لوگ آتے ہیں مصافحہ کی بھر مار ہوتی ہے مجھے بڑی کلفت ہوتی ہے بڑے بے ڈھنگے پن سے مصافحہ کرتے ہیں میں نے یہ انتظام سوچا ہے کہ اس موجودہ صورت میں تو تکلیف ہوتی ہے حوض کے کنارے پر جا کر بیٹھ جایا کروں گا اور پھر چاہے ایک گھنٹہ مصافحہ میں صرف ہو، رنگون میں انتظام ٹھیک ہوا تھا بعد وعظ دو شخصوں نے میرے ہاتھ میں ہاتھ ڈال لئے ہاتھ خالی ہی نہ تھے جو کوئی مصافحہ کرے لے جا کر موٹر میں بٹھلا دیا اس پر ایک حاکم انگریز نے جو مجلس میں موجود تھا لکھا تھا کہ ایسا شخص کیا فساد کر سکتا ہے جو اس قدر کمزور ہے کہ دو شخصوں نے ہاتھ پکڑ کر موٹر میں بٹھلایا صاحب بہادر تھے بڑے محقق یہ استدلال ایسا ہی ہے جیسے آج کل ان کے مقلد عقلاً قرآن وحدیث سے کیا کرتے ہیں فساد کا قصہ یہ ہے کہ مخالفین نے ایک درخواست حاکم کے یہاں دیدی تھی کہ یہ شخص اگر وعظ کہے گا تو اندیشہ فساد کا ہے اس انگریز نے کہا تھا وعظ سننے کے بعد کہ جو لوگ ایسے وعظ کی مخالفت کرتے ہیں وہ بدقسمت ہیں فرمایا کہ یہ بات جو اس نے کہی کچھ سمجھتا ہوگا اس انگریز کی ظاہری تہذیب سنئیے کہ مہتمم وعظ سے اجازت لے کر مجلس میں آیا کہ اگر اجازت ہو تو ہم اندر مجمع کے جا کر بیٹھ جائیں گو یہ حقیقی تہذیب نہیں محض نقل تہذیب ہے مگر یہ سب اسلام اور مسلمانوں سے سیکھے ہیں اصل چیز تو ہمارے یہاں کی ہے مگر افسوس ہے کہ ہم کو اس سے محض اجنبیت ہوگئی حتی کہ ایک صاحب نے میرے متعلق کہا تھا کہ اس کے مزاج میں تو انگریزوں جیسا انتظام ہے میں نے سن کر کہا کہ کہ غلط ہے یہ تو ہمارے گھر کی چیز ہے یوں کہو

besturdubooks.wordpress.com

انگریزوں میں ہمارا جیسا انتظام ہے اور پھر بھی حقیقت ان کے پاس نہیں وہ اس طرح سے کہ ان کا انتظام دینوی مصلحت کے لئے ہے جو بدلتی بھی ہے اور ہمارا انتظام حق تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے جو کبھی نہیں بدلتی پھر اس انتظام پر ایک قصہ فرمایا کہ حضرت مقداد ایک صحابی ہیں وہ مع بارہ تیرہ آدمیوں کے حضور اقدس ﷺ کے مہمان تھے آپ نے ان کو بکریاں بتلادی تھیں کہ دودھ نکال کر پی لیا کریں اور حضور ﷺ کا حصہ رکھ دیا کریں اکثر حضور ﷺ عشاء کے بعد تشریف لاتے کہ یہ حضرات سونے کے لئے لیٹ جاتے مگر آپ تشریف لاکر جو سلام کرتے تو ایسی آواز سے کہ اگر یہ جاگتے ہوں تو سن لیں اور اگر سوتے ہوں تو نیند خراب نہ ہو کیا ٹھکانہ ہے اس رعایت کا ورنہ اگر آپ ان کو جگا کر دوڑاتے بھی تو صحابی کیا عذر کر سکتے تھے مگر ایسا نہیں کیا گیا اب بتلایئے یہ تعلیم کس کی ہے اور کس کے گھر کی ہے مگر افسوس اس تعلیم سے مسلمانوں کی اجنبیت کا یہاں تک درجہ پہنچ چکا ہے کہ اس کو دوسروں کی چیز بتلانے لگے افسوس صد افسوس۔ اور محض عدم علم ہی تک بس نہیں اس تعلیم کی ضد کو عملی جامہ پہنا کر دکھا دیا میں سیوہارہ میں ٹھہرا ہوا تھا شب کو ذرا بے آرام رہا تھا صبح کے وقت ذرا لیٹ گیا ایک صاحب حج کو جارہے تھے غالباً صبح سات آٹھ بجے کا وقت ہوگا کہ وہ صاحب مصافحہ کی غرض سے آئے اول تو آکر بڑے زور سے سلام کیا آنکھ تو ان کے سلام ہی سے کھل گئی تھی مگر میں نے کہا کہ بچہ جی میں بھی ہرگز مصافحہ نہ کروں گا غرض کہ میں نہیں اٹھا جب ان کو مایوسی ہوگئی بس اپنے ہاتھ میں میرا ہاتھ لے کر اور کچھ گھس گھسا کر ٹہلتے ہوئے یہ حالت تو ان کی ہے جو دیندار کہلاتے ہیں دنیاداروں کا اس سے خود ہی اندازہ ہو جائیگا حضور ﷺ نے ہمیں دین و دنیا سب کچھ سکھا دیا ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ کا واقعہ ہے کہ حضور ﷺ شب کو قبرستان میں تشریف لے جانے کے لئے آہستہ سے اٹھے آہستہ نعلین پہنے آہستہ سے کواڑ کھولے پھر حضرت عائشہ کے سوال پر فرمایا کہ میں نے اس لئے کیا کہ تم جاگ جاؤ اور تنہا گھبراؤ۔ لیجئے بیوی کا اس قدر خیال ہے جو ہر طرح تابع ہے اب بادا کا بھی خیال نہیں جو ہر طرح متبوع ہے غرض یہ کہ کسی میں بھی یہ فکر نہیں کہ ہماری ذات سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

besturdubooks.wordpress.com

دوسرا ملفوظ.........................آج کل کے تعلیم یافتہ

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا! کہ آج کل کے جدید تعلیم یافتہ انگریزی خواں اپنے کو بڑا ہی قابل سمجھتے ہیں مگر انہیں خاک بھی قابلیت نہیں ہوتی۔ اکثر سفر میں اتفاق ہوا ان لوگوں سے گفتگو کا۔ تجربہ سے معلوم ہوا کہ چند الفاظ ہیں جو ان لوگوں کو یاد ہیں باقی خاک نہیں آتا جاتا۔

میں جس زمانہ میں سفر کرتا تھا ایک مقام پر بلایا گیا تھا وہاں پر وعظ بھی ہوا تھا وعظ کے قبل ایک صاحب جنٹلمین صورت آئے اور کہنے لگے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ علی گڑھ کالج کے لوگوں سے نفرت رکھتے ہیں میں نے سوچا اگر کہتا ہوں کہ نفرت ہے تب تو ان کی دل آزاری ہوگی اور اگر نہیں کہتا کہ تو چاپلوسی ہے جو واقع کے خلاف ہے اس لئے کہ بعض وجوہ سے نفرت تو ہے ہی ۔اللہ نے دل میں جواب ڈال دیا۔ میں نے کہا کہ علی گڑھ والوں کی ذات سے تو نفرت نہیں مگر افعال سے نفرت ہے کہنے لگے وہ کیا افعال ہیں؟ میں نے کہا ہر فاعل کے افعال جدا ہیں کہنے لگے مثلاً میرے کیا افعال ہیں۔ میں نے کہا مجمع میں ظاہر کرنا مناسب نہیں۔ نیز ابھی نہ مجھ کو یہ اطمینان کہ آپ نیک نیتی سے پوچھ رہے ہیں نہ آپ کو یہ اطمینان ہوسکتا ہے کہ یہ خیر خواہی سے کہہ رہا ہے اس لئے اچھی صورت یہ ہے کہ آپ چند روز میرے پاس خاموشی سے رہئے۔ جب جانبین ایک دوسرے سے مطمئن ہوجائیں گے اس وقت بتلانا مفید ہوسکتا ہے پھر کچھ نہیں بولے سمجھ گئے۔ یہ جواب ایسا ہوا کہ نہ وہ مجھ کو متعصب کہہ سکتے تھے اور نہ چاپلوسی سمجھی جاسکتی تھی۔ میں ایسے موقع پر اس کا خیال بھی رکھتا ہوں۔ کہ مخاطب کی تو ذلت نہ ہو اور حقیقت واضح ہوجائے۔

اسی سلسلہ میں فرمایا کہ ایک مرتبہ سہارن پور کے سفر کے قصد سے قصبہ کے اسٹیشن پر پہنچا اسی گاڑی میں ایک طالب علم جو دہلی سے آئے تھے اترے مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ میں تو آپ ہی سے ملنے کو آیا تھا میں نے کہا کہ میں تو اس وقت سہارن پور جارہا ہوں میری واپسی تک تم تھانہ بھون ٹھرو۔ اور اگر جی چاہے بشرطیکہ کسی مصلحت کے خلاف نہ ہو تو سہارن پور چلیے میری طرف سے اجازت ہے۔ دونوں شقوں پر عمل آزادی کر سکتے ہو اپنی مصلحت کو دیکھ لیجئے وہ بولے کہ میں سہارن پور چلتا ہوں میں نے کہا کہ ٹکٹ لے لو۔ انہوں نے کوشش بھی کی مگر گاڑی چھوٹنے والی تھی ٹکٹ نہ

besturdubooks.wordpress.com

مل سکا۔میں نے کہا گارڈ سے کہہ کر سوار ہو جاؤ اسٹیشن نانوتہ پر پہنچ کر میں نے ان سے کہا کہ یہاں تک کا کرایہ دے کر رسید لے لو اور یہاں سے سہارن پور تک ٹکٹ لے لو وہ گئے ٹکٹ مل گیا آ کر کہنے لگے کہ سہارن پور تک کا تو ٹکٹ مل گیا مگر تھانہ بھون سے نانوتہ تک کے ٹکٹ کے لئے گارڈ نے کہا کہ ہم معاف کرتے ہیں۔میں نے کہا ریل انکی ملکیت نہیں ان کی حیثیت نوکر کی ہے ان کو کسی کو معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے یہ معافی معتبر نہیں کرایہ ادا کرنا واجب ہے اور میں نے ان کو ادا کرنے کا طریقہ بتایا کہ تھانہ بھون سے نانوتہ تک کا ٹکٹ لے کر چاک کر دیا جائے یہ صورت سہل بھی ہے اور مالک کے قبضہ میں بھی پہنچ جائے گا اسی ڈبہ میں چند آریے بھی سوار تھے کہیں اوپر سے آ رہے تھے ان میں ایک انگریزی داں اور لیکچرار تھا اس نے جو یہ بات سنی کہنے لگا کہ میں اپنی ایک کمزوری بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ جب میں نے یہ سنا کہ ان کو معافی دیدی اور ٹکٹ کے دام نہیں لئے تو میں خوش ہوا کہ ایک غریب آدمی کا بھلا ہوا پیسے بچے مگر تمہاری تقریر سے معلوم ہوا کہ میری یہ خوشی بے ایمانی کی خوشی تھی۔میں نے کہا یہ آپ کی خوبی کی بات ہے کہ آپ نے محسوس فرمالیا پھر میں نے اپنے ہمراہیوں سے ہر طرح کی باتیں کرنے لگا تو وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ معلوم نہیں ان لوگوں کی معمولی باتوں میں دل کو اتنی کشش کیوں ہوتی ہے۔

ایک نے جواب دیا کہ یہ ان کے سچے ہونے کی علامت ہے سچ میں خاصیت ہے کہ اس طرف کشش ہوتی ہے۔اب اس لیکچرار آریہ کا۔اور گفتگو کرنے کو جی چاہا مجھ سے کہنے لگا کہ اگر اجازت ہو تو میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں؟ میں نے کہا ضرور پوچھئے معلوم ہوگا عرض کر دوں گا نہ معلوم ہوگا لاعلمی ظاہر کر دوں گا۔اس نے سوال کیا کہ مثلاً دو شخص ہیں انہوں نے ایک نیک کام کیا ایک ہی نیت سے ایک ہی کام ہے اس کا ایک ہی نفع ہے۔فرق صرف یہ ہے ایک فاعل مسلم ہے ایک غیر مسلم ہے تو کیا ان کو اجر ثواب برابر ہوگا یا نہیں؟ میں سمجھ گیا کہ اس سوال سے مقصود اس کا یہ ہے کہ جواب تو یہی ملے گا کہ مسلم کو اجر و ثواب ہوگا اور غیر مسلم کو نہ ہوگا۔اس جواب پر اس کی گفتگو کی گنجائش تھی کہ یہ حکم تو بڑا تعصب ہے حالانکہ اس کا جواب ظاہر تھا کہ **اذا فات الشرطُ فات المشروط**۔مگر میں نے اتنی بھی گنجائش نہیں دی دوسرے طرز پر جواب دیا چنانچہ میں نے کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ آپ ایسے شائستہ اور مہذب اور دانشمند ہو کر ایسی بات پوچھتے ہیں جس کا جواب

besturdubooks.wordpress.com

آپ کو معلوم ہے کہنے لگا کہ یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس کا جواب مجھے معلوم ہے؟ میں نے کہا کہ اس کے مقدمات آپ کے ذہن میں پہلے سے ہیں اور مقدمات کے لئے مطلوب لازم ہے جب مقدمات کا علم ہے تو نتیجہ کا بھی علم ہے کہنے لگا یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس کے مقدمات میرے ذہن میں پہلے سے ہیں۔ میں نے کہا میں ابھی بتاتا ہوں سنیئے! آپ کو معلوم ہے کہ مذاہب مختلفہ سب تو حق نہیں ہو سکتے ضرور ایک ہی حق ہوگا اور باقی سب باطل یہ معلوم ہے آپ کو؟ کہا کہ جی معلوم ہے۔ میں نے کہا کہ ایک مقدمہ تو یہ ہوا کہ اب یہ بتلایئے کہ صاحب حق مثل مطیع سلطنت کے ہے اور صاحب باطل مثل باغی سلطنت کے۔ یہ آپ کو معلوم ہے کہنے لگا کہ ہاں۔ میں نے کہا ایک مقدمہ یہ ہوا آگے سنیئے کہ اے شخص مطیع سلطنت ہے اور ایک باغی سلطنت اور وہ باغی سلطنت ایک بڑا ڈاکر ہے جو بڑا ماہر فن ہے انگریزی کی اعلا درجہ کی قابلیت ہے بیدار مغز ہے دنیا میں اس کا ثانی نہیں مگر باوجود ان سب کمالات کے اس میں ایک ایسی بات ہے کہ اس کے یہ سب کمالات گرد ہیں اور وہ باغی ہونا ہے کہ سلطنت سے باغی کرتا ہے اس پر گورنمنٹ اس کو پھانسی کا حکم دیتی ہے اس وقت اگر کوئی کہے کہ ہائے بڑا ظلم ہے محض بغاوت کے الزام میں پھانسی کا حکم دیتی ہے حالانکہ یہ شخص ایسا تھا، تو کیا عقلاء کے نزدیک یہ اعتراض صحیح ہو سکتا ہے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ بس اسی طرح آپ یہاں بھی سمجھئے دیکھئے۔ یہ آپ کے ذہن میں پہلے سے تھا یا نہیں کہنے لگا۔ میں نے کہا بس ایسی حالت میں سوال کرنا استفادہ یا افادہ کے لئے نہیں ہو سکتا بلکہ حصل اس سوال کا صرف یہ نکلتا ہے کہ میں اپنی زبان سے آپ کو کافر کہوں۔ اس شخص نے قسم کھا کر کہا کہ امنشاء میرا یہی تھا کہ ایسی زبان سے کافر سننا چاہتا تھا۔ ایسی زبان سے کافر سننا میرے لئے لذت کا باعث ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کی خوبی ہے مگر میرے لئے بہت بدنما بات ہے۔ میری اسلامی تہذیب مانع ہے کہ میں بلا ضرورت آپ کو کافر کہوں۔ بلا ضرورت کی قید اس لئے لگائی کہ کافر تو ہم لوگ کہتے ہی ہیں مگر بیٹھے ہوئے تسبیح پڑھا کریں یہ بھی نہیں وہ شخص بے حد متاثر ہوا۔

پوچھنے لگا کہ آپ کا مکان کہاں ہے۔ میں نے کہا کہ ایک گاؤں ہے تھانہ بھون کہنے لگا کہ میری بدقسمتی کہ آپ سے ملاقات نصیب نہ ہوئی میں تو تھانہ بھون سماج میں جایا کرتا ہوں لیکچر دینے کے لئے اب کبھی حاضری ہوگی تو ضرور نیاز حاصل کروں گا۔ میں نے کہا کہ ضرور آیئے آپ کا

besturdubooks.wordpress.com

گھر ہے پھر آیا گیا تو ہے نہیں۔

تیسرا ملفوظ..........................آج کل کے لیڈر اور قرآن وحدیث

فرمایا کہ اکبر الٰہ آبادی مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ لیڈروں کے یہاں قرآن وحدیث میں تو فال دیکھی جاتی ہے باقی عمل رزولیشن پر ہوتا ہے اور واقعی سچی بات ہے فرمایا اس کی بالکل ایسی مثال ہے جیسے بعض لوگ طبیعت خوش کرنے کی غرض سے مثنوی شریف یا دیوان حافظ سے فال لیا کرتے ہیں ارادہ تو اس کام کا پہلے سے ہوتا ہے محض تائید کا نام کرنے کو ان میں بھی دیکھ لیا کہ وہ بھی یہی فرمار ہے ہیں۔ یہ ہی معاملہ قرآن وحدیث کے ساتھ کیا جارہا ہے کہ روزلیوشن پاس کر لیا اور پھر اس کو قرآن وحدیث پر منطبق کر دیا اور وہ منطبق کرنا ایسا ہوتا ہے جیسا کہ ایک صاحب نے آیہ لا تسبُّوا الذینَ یدعونَ منْ دُون اللہ الخ. ﴿دوسروں کے معبودوں کو برامت کہو﴾ سے گاؤ کشی کی حرمت پر استدلال کیا تھا کہ گائے ان کا معبود ہے اور ذبح کرنے میں ان کے معبود کی اہانت اور بے ادبی ہے اور اس کو اس آیت میں منع فرمایا گیا ہے یہ استدلالات ہیں زمانہ شورش کے لا حول ولا قوۃ الا باللہ اسی طرح صلح حدیبیہ کے واقعہ سے استدلال کیا گیا تھا کہ حضور ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھوانا چاہا تو مشرکین نے اس کے لکھے جانے سے انکار کیا آپ نے ان کی اس درخواست کو منظور فرما کر بسمک اللّٰھم لکھوایا پھر حضور ﷺ نے محمد رسول اللہ لکھوانا چاہا تو انہوں نے محمد رسول اللہ لکھے جانے سے بھی انکار کیا تو آپ نے محمد بن عبد اللہ اس کی جگہ لکھوایا۔ معلوم ہوا کہ صلح حدیبیہ کے لئے شعائر اسلام کو بھی چھوڑنا جائز ہے۔ میں اس کے متعلق ایک موٹی سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ باریک بات تو علماء جانتے ہیں وہ یہ ہے کہ دنیا جانتی ہے اور ہر شخص کو یہ بات معلوم ہے کہ جب دو قوموں میں صلح ہوتی ہے اور صلح نامہ لکھا جاتا ہے تو وہ صلح نامہ فریقین کی طرف منسوب ہوتا ہے اور اس صلح نامہ میں وہی مضمون لکھا جاتا ہے جو دونوں فریق کے مسلمات سے ہو۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں لکھی جاتی جو فریقین کو تسلیم نہ ہو۔ جب یہ حقیقت ہے تو اب سنئے کہ جس صلح نامہ پر حضور ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. اور محمد رسول اللہ لکھوانا چاہا تھا اس کے ساتھ صرف مسلمانوں ہی کا تعلق نہ تھا بلکہ مشرکین مکہ

besturdubooks.wordpress.com

بھی اس سے تعلق رکھتے تھے یعنی وہ دونوں کی طرف منسوب تھا اور دونوں ہی کے اس پر دستخط ہوتے ہیں اور جیسا کہ اس میں یہ بات قابل لحاظ تھی کہ اس میں کوئی بات مسلمانوں کے خیالات کے خلاف نہ ہو اسی طرح یہ بات بھی قابل رعایت تھی کہ اس صلح نامہ کا ہر مضمون خصم کو بھی تسلیم ہو اسی وجہ سے جب حضور ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .اور محمد رسول اللہ. لکھوانا چاہا تو مشرکین اور کفار مکہ نے صلح نامہ میں اس کا لکھا جانا منظور نہ کیا اور ان کا اس انکار سے مطلب یہ تھا کہ صلح نامہ جس طرح مسلمانوں کے دستخط اس پر ہونگے اسی طرح ہم کو بھی دستخط کرنے ہونگے اس لئے صلح نامہ میں ایسے الفاظ نہ ہونے چاہئیں جس کے قبول کرنے سے ہم کو انکار ہے کیونکہ ایسے الفاظ ہوتے ہوئے ہمارے اس پر دستخط کیسے ہوں گے۔

کفار مکہ کو فریق ہونے کی حیثیت سے صلح نامہ کے مضمون میں دخل دینے کا حق حاصل تھا اور بسمک اللّٰھم اور محمد بن عبد اللہ کا لکھا جانا مسلمانوں کے کسی خیال کے خلاف نہ تھا اس وجہ سے حضور ﷺ نے ان کی اس درخواست کو منظور فرمالیا اور وہی الفاظ اور مضمون صلح نامہ میں درج کرائے جو ہر دو فریق کے متفق علیہ تھے اور جن الفاظ پر فریقین کو دستخط کر دینے آسان تھے اب اس کی حقیقت سمجھ لینے کے بعد بتلائیے کہ کیا اس سے یہ استدلال صحیح ہوسکتا ہے کہ صلح کے لئے اصول مذہب کے ترک کو حضور ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہے نعوذ باللہ، استغفر اللہ، لا حول ولا قوۃ الا باللہ. اسی کے سلسلہ میں فرمایا کہ مولوی حبیب احمد صاحب نے ایک خوش مزاج عالم سے نقل کیا کہ تبحر کی دو قسمیں ہیں ایک کدو تبحر اور ایک مچھلی تبحر کدو وہ کہ کدو کی طرح تمام دریا پر تیرتا پھرتا ہے مگر اوپر ہی اوپر اور اندر رسائی نہیں اور ایک مچھلی تبحر کہ عمق ﴿ دریا کی تہہ ﴾ میں پہنچتی ہے واقعی مثال بے نظیر ہے ہمارے بزرگوں کے مضامین میں طول عرض تو ہوتا نہیں مگر مثل مچھلی کے عمق اور گہرائی پر پہنچتے ہیں اور حقیقت کا انکشاف فرما دیتے ہیں بخلاف سطحی نظر والوں کے کہ کدو تبحر ہیں اوپر اوپر پھرتے ہیں حقیقت سے بالکل بے خبر اور نا آشنا ہیں۔

چوتھا ملفوظ............قدم اٹھانے سے پہلے مطلوب متعین ہونا ضروری ہے

ایک خط کے سلسلہ میں فرمایا کہ میں نے ایک خط کے جواب میں لکھا ہے جس میں

besturdubooks.wordpress.com

مطلوب مبہم تھا کہ پہلے مطلوب کا متعین ہو جانا ضروری ہے۔ مطلوب سمجھ لینے کے بعد اس طریق میں بڑی سہولت اور آسانی ہو جاتی ہے لوگ اس کو ٹالنا سمجھتے ہیں یہ ان کے قلت فہم کی دلیل ہے اور سخت غلطی ہے یہ ضروری ہے کہ دو چار مرتبہ خط و کتابت میں وقت اور دام دونوں خرچ ہوتے ہیں مگر ہمیشہ کے لئے راحت میسر ہو جاتی ہے اور آدمی راہ پر پڑ جاتا ہے۔

میں نے ایک مرتبہ خواجہ صاحب سے کہا تھا کہ میں ایک ہی جلسہ میں طالب کو خدا تک پہنچا دیتا ہوں اس کی مثال سمجھ لیجئے کہ یہاں سے چار میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے۔ شب کا وقت ہے اس گاؤں میں چراغ جل رہا ہے جو دور سے نظر آتا ہے اور ایک شخص اس گاؤں میں جانا چاہتا ہے اور وہ اس گاؤں اور اس کے راستے سے بے خبر ہے ایک شخص اس کو بتاتا ہے کہ تیرا مقصود اور مطلوب جہاں تو جانا چاہتا ہے وہ ہے جہاں چراغ جل رہا ہے گویا بتلانے والا اس شخص کے ساتھ نہیں گیا اور نہ یہ ابھی تک اس گاؤں میں جو اس کا مقصود اور مطلوب ہے پہنچا مگر ایک معنی کہہ کر کہا جا سکتا ہے کہ بتلانے والے نے گاؤں تک پہنچا دیا اس لئے کہ بڑی چیز تو راہ ہی ہے جو اس پر مطلع ہو گیا آگے بجز چلنے کے اور رہ کیا گیا ہے جو سالک کا فعل ہے باقی رہبر نے تو اپنا کام پورا کر دیا اور ایک معنی کہہ کر پہنچا ہی دیا اور میں عرض کرتا ہوں سنئے ایک شخص دہلی جانا چاہتا ہے نہ اس شخص کو پتہ معلوم ہے نہ کبھی دہلی دیکھی نہ اس کا نقشہ معلوم اول تو اس کا پہنچنا ہی مشکل بفرض محال پہنچ بھی گیا مگر نقشہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے پہچانے گا نہیں اس لئے غالب یہ ہے کہ آگے بڑھ جائے گا۔

غرضیکہ مطلوب ہاتھ نہ آئے گا ادھر رہے گا یا ادھر بڑھے گا کسی صورت سے اطمینان میسر نہ ہو گا۔ اس بے راہی کی حقیقت سے وہی خوب واقف ہو سکتا ہے کبھی راستہ نہ معلوم ہونے پر سفر کر چکا ہو کہ اس وقت کیا حالت ہوتی ہے جس کا مشاہدہ مجھ کو ایک سفر میں ہوا میں اسٹیشن سہارن پور سے لکھنو جانے کے لئے سوار ہوا دیکھا کہ میرے ہم وطن جنٹلمین صاحب بھی اس ہی ڈبہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ان سے پہلے سے واقف تھا۔ یہ جنٹلمین صاحب بھی میرٹھ جانے والے تھے سردی کا زمانہ لحاف بچھونا ساتھ نہ تھا۔ یہ بھی جنٹلمین کے خواص میں سے ہے کہ ایسی چیزیں ساتھ نہ ہوں کورے چلتے ہیں بیک بینی دو گوش کے مصداق سردی سے بغلوں مین۔ جب گاڑی چھوٹ گئی تو آپس میں باتیں ہونے لگیں۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا آپ بھی لکھنو تشریف لے جا رہے ہیں

besturdubooks.wordpress.com

کہنے لگے کہ نہیں میں تو میرٹھ جارہا ہوں معلوم ہوا کہ غلطی سے بجائے میرٹھ کی گاڑی کے اس میں بیٹھ گئے۔ میں نے ان ہی کے محاورہ میں کہا کہ ممکن ہے کہ آپ میرٹھ جارہے ہوں مگر افسوس ہے کہ گاڑی لکھنو جارہی ہے یہ سن کر جوان کو پریشانی ہوئی وہ احاطہ بیان سے باہر ہے اس کی دو وجہ تھیں ایک تو یہ کہ اسباب پاس نہ تھا اور سردی کا زمانہ دوسرے منزل مقصود کی وہ راہ نہ تھی جس کو وہ طے کررہے تھے میں نے تسلی کی کہ جناب گھبرائیں نہیں پریشان نہ ہوں اب تو جو ہونا تھا ہو چکا خواہ پریشان ہوجیئے خواہ افسوس کیجئے مگر ظاہراً یہ گاڑی رڑکی سے اس طرف تو ٹھہر نہیں سکتی مگر ان کو کسی طرح اطمینان نہ ہوتا تھا کبھی لاحول پڑھتے ہیں اور کبھی انا اللہ کبھی کھڑے ہوتے تھے اور کبھی بیٹھتے تھے میں نے کہا پریشانی بے فائدہ ہے۔ اطمینان سے باتیں کیجئے میں ان کو باتوں میں لگانا چاہتا تھا لیکن وہ اس سے جھنجھلاتے تھے کہ واہ صاحب تم کو ہنسی کی سوجھی ہے اور مجھ کو الجھن لگی ہوئی ہے۔

اس حکایت سے میرا مقصود یہ ہے کہ میں نے اس وقت اپنی اور ان کی حالت کا موازنہ کیا تھا میں اپنے آپ کو ایسا مطمئن پاتا تھا گویا بادشاہ ہوں اس لئے کہ مجھ کو اس خیال سے راحت تھی کہ میں راہ پر ہوں اور وہ ایسے پریشان تھے کہ جیسے کوئی مجرم قید کردیا جائے ان کو اس خیال سے پریشانی تھی کہ میں بے راہی پر ہوں اگر وہ رڑکی ہی پہنچ گئے تو یہ ظاہر ہے میرٹھ پھر بھی اتنی دور نہ تھا کہ جس پر ان کو اس قدر پریشانی لاحق تھی۔ صاحبو! ان قریب تھا میرٹھ اور میر ابعد لکھنو مگر بے راہی کی وجہ سے وہ پریشان تھے اور میں مطمئن۔ سبب اس کا یہ تھا کہ وہ گمراہی پر تھے اور میں راہ پر تھا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اسی کو کلام پاک میں فرماتے ہیں: اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ پس یہ لوگ ہیں ٹھیک راہ پر جوان کے پروردگار کی طرف سے ملی ہے اور یہ لوگ ہیں پورے کامیاب۔ ہدیٰ کو فلاح سے بھی پہلے فرمایا اصل چیز تو راہ ہی ہے جس کو صراط مستقیم (سیدھا راستہ) کہتے ہیں دنیا میں مسلمان کے لئے جس اصلی جزاء کا وعدہ ہے وہ یہی ہے کہ وہ ہدایت پر ہے اور سیدھے راستے پر چل رہا ہے اور جو اس راہ پر چلنا شروع کردیتا ہے اس کے لئے مفلحون (پورے کامیاب) فرمایا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ایسے بزرگوں کی جوتیوں میں پہنچادیا کہ انہوں نے سیدھے راستہ پر ڈال دیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ بڑی چیز راہ پر آگاہ کردینا اور پتہ ونشان بتلادینا ہے یہ ہی تو ہے جس کو میں

besturdubooks.wordpress.com

نے کہا تھا کہ ایک ہی جلسہ میں طالب کو خدا تک پہنچا دیتا ہوں حضرت طریق نہ معلوم ہونا بڑا ہی بھاری خسارہ ہے پھر طریق معلوم ہونے کے دو درجے ہیں ایک تقلید ایک تحقیق مبتدی کو تقلید ہی کی ضرورت ہے اگر کسی کو خود رستہ نظر نہ آوے مگر تحقیق کہتا ہے کہ یہ رستہ ہے تو اپنی نظر پر اعتماد نہ کرے اس کی خبر پر اعتماد کر کے چلنا شروع کر دے جوں جوں بڑھتا جائے گا ساتھ ساتھ راستہ نظر آتا رہے گا گرچہ رخنہ نیست عالم راپدید۔ اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں پشاور سے کلکتہ تک سڑک گئی ہے۔ ایک شخص پشاور سے کلکتہ پہنچنا چاہتا ہے۔ مگر جب وہ نظر آتا ہے تو دیکھتا ہے کہ سڑک درختوں اور آسمانوں سے بند ہے یہ دیکھ کر مایوس ہو جاتا ہے کہ راستہ بند ہے میں منزل کو طے نہیں کر سکتا۔ مگر جاننے والا کہتا ہے کہ چل تو سہی اپنے موٹر کو گرم کر ہمت سے کام لے چلنا شروع کر جس وقت موٹر چلنا شروع ہو جائے گا راستہ خود بخود کھلتا جائے گا جس قدر آگے بڑھتا جائے گا راستہ اسی قدر کھلا ہوا نظر آئے گا مولانا اسی کو فرماتے ہیں:

گرچہ رخنہ نیست عالم راپدید ☆ خیرہ یوسف داری باید دوید

﴿اگرچہ دنیا میں طریق حق کے راستے بند معلوم ہوتے ہیں لیکن طالب کو یوسف علیہ السلام کی طرح بغیر اسباب ظاہری پر نظر کئے دوڑنا چاہئے﴾

اس لئے ضرورت ہے ایسے رہبر کی جس کے محقق اور شفیق ہونے پر اعتماد ہو۔ آجکل میں کھانسی کی دوا کھا رہا ہوں یہ اجزاء کتابوں میں ہیں مگر اہل فن کے بتلائے ہوئے اور تجویز کئے ہوئے اطمینان نہیں ہو سکتا۔ اب جو اہل فن سے تجویز کرا کر استعمال کر رہا ہوں اطمینان ہے اس لئے کہ اس کے نقصان اور مضرت کا وہ ذمہ دار ہے اور محقق ہونے کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی بات سے اطمینان اور قلب کو قرار ہو جائے اور جو شخص غیر محقق اور غیر مبصر ہوتا ہے اس کی بات سے اطمینان نہیں ہوتا اگرچہ بڑی بڑی باتیں ہی کیوں نہ کرتا ہو۔ اسی کو کہتے ہیں:

وعدہ با باشد حقیقی دلپذیر ☆ وہ با باشد مجازی تاسکیر

﴿حقیقت پر مبنی باتیں دل کو لگتی ہیں اور بناوٹی باتوں سے جی اکتاتا ہے﴾

پھر فرمایا کہ شیخ کا کام صرف یہ ہے کہ وہ راستہ بتلا دے راہ پر ڈال دے پس شیخ کا ولی ہونا ضروری نہیں مقبول ہونا ضروری نہیں ہاں فن کا جاننا اور اس میں مہارت ہونا ضروری ہے اگر فن سے

besturdubooks.wordpress.com

واقف ہے اور جانتا ہے جیسے طبیب کہ اس کا پرہیز گار ہونا ضروری نہیں ۔فن سے ماہر ہونا اور اس کا جاننا ضروری ہے ۔اسی طرح شیخ کی مثال سمجھ لیجئے مزاح کے طور پر فرمایا کہ چاہے شیخ خود خراب ہو مگر شیخ کا دماغ خراب نہ ہو جب شیخ اور ولی میں فرق معلوم ہو گیا تو سمجھ لیجئے کہ کسی کو شیخ کہنا تو جائز ہے لیکن ولی کہنا جائز نہیں ۔اور یہ بات کہ کسی کو جزم (یقین) کے ساتھ ولی کہنا جائز نہیں مسئلہ ہے جو حدیث لایزکی علی اللہ سے ثابت ہے اور اگر اعمال صالحہ ہوں تقویٰ ہو ولایت حاصل ہو جائے گی خواہ شیخ نہ ہو۔

پانچواں ملفوظ............................مسلمان خود خرابیوں کے ذمہ دار ہیں

ایک مولوی صاحب کے جواب میں فرمایا کہ بعض ہمارے بھائی دوسروں پر الزام رکھتے ہیں کہ فلاں قانون تکلیف کا ہے فلاں آئین سے نماز کی فرصت نہیں ملتی لیکن اصل یہ ہے کہ سب خرابیوں کے ذمہ دار خود مسلمان ہی ہیں یہ خود ہی احکام سے اعراض کیے ہوئے ہیں پھر جب خود ہی ان کے قلوب میں احکام شرعیہ کی وقعت وعظمت نہیں اور خود ہی ان کی پابندی واحترام نہیں کرتے تو دوسری قومیں کیا احترام کریں گی اور ان سے کیا توقع کی جا سکتی ہے مثلاً نماز کی پابندی مسلمانوں میں نہیں داڑھی منڈانا ان کا شعار ہو گیا دوسری قومیں بعض ایسی چیزوں کی پابند ہیں جو بظاہر نہایت دشوار ہیں مگر چونکہ ایک قوم کی قوم اس کی عامل اور پابند ہے اس میں کوئی بھی مداخلت نہیں کرتا حتی کہ حکومت بھی کسی قسم کی دست اندازی نہیں کرتی دیکھ لیجئے سکھوں کی قوم کو وہ داڑھی رکھنے کے پابند ہیں ان پر نہ پولیس میں نہ فوج میں کوئی بھی اعتراض نہیں کرتا حضرت ہماری شکایت واقع میں اپنا قصور دوسروں کے سر منڈھنا ہے اگر مسلمان فی الحقیقۃ مسلمان بن جائیں تو پھر آپ دیکھیں کہ ایک دم کایا پلٹ جائے اور سب ان کے سامنے سر جھکا دیں ایک سیاح انگریز کا واقعہ ہے اس نے ایک رسالہ فضائل اسلام پر لکھا ہے یہ رسالہ ترجمہ ہو کر ندوہ کے ایک پرچہ میں نکلا تھا اس انگریز نے عرب کی بھی سیر کی ہے یہ جب عرب پہنچا ہے تو اس نے چند بدوی، ملازم رکھے، جو سفر میں اس کے ہمراہ بطور رہنما کے چلتے تھے آگے آگے یہ انگریز ہوتا تھا پیچھے پیچھے بدوی سب گھوڑوں پر سوار ہوتے تھے ایک مرتبہ سب سوار گھوڑوں پر چلے جا رہے تھے کہ ایک مقام پر پہنچ کر نماز کا وقت ہو گیا ان بدوؤں

besturdubooks.wordpress.com

نے بدون اس انگریز کی اطلاع یا اجازت کے دفعتہً گھوڑے روک لئے اور اتر کر وضو کر کے نماز پڑھنا شروع کردی۔ انگریز نے پشت کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ گھوڑے کھڑے ہیں اور بدوی صف باندھے نماز پڑھ رہے ہیں اس انگریز کے سامنے نماز پڑھنے کا یہ پہلا موقع تھا وہ اس رسالہ میں لکھتا ہے کہ میں اس وقت ان کی صف سے الگ کھڑا ہوا خود ہی اپنی نظر میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اپنے آقا کا سرکش غلام ہوں اور یہ فرمانبردار غلام ہیں یہ شریف ہیں اور میں ذلیل ہوں اس وقت ایک کتے سے بدتر میں اپنی حالت کو پاتا تھا اور بے اختیار دل چاہتا تھا کہ میں بھی ان کی صف میں داخل ہوجاؤں پھر لکھتا ہے کہ اس ہی روز سے اسلام کی محبت میرے دل میں جگہ کرگئی اور فضائل اسلام پر یہ کتاب تصنیف کی۔ اس واقعہ سے سبق مسلمانوں کو حاصل کرنا چاہئے اگر یہ خود احکام اسلام اور شعائر اسلام کے پابند ہوجائیں۔ دوسروں پر خودبخود اثر ہو یہ بھی ایک نہایت زبردست تبلیغ ہے اسلام کی ایک پادری نے لکھا ہے مسلمانوں میں بڑا امتیاز یہ ہے کہ اپنے مالک کے سامنے شرمندہ نہیں سرخرو ہیں بخلاف دوسری قوموں کے غرض دوسروں کو بھی اسلام کی خوبیو کا اقرار ہے مگر آجکل خود مسلمانوں ہی نے تعلیم اسلام کو بدنام کیا ہے اسلام مسلمانوں کی حالت کو دیکھ کر بزبان حال یوں کہتا ہے۔

خندہ اہل جہاں کی مجھے پروا کیا تھی............تم بھی ہنستے ہو مرے حال پہ رونا ہے یہی

چھٹا ملفوظ.....................فکر آخرت بدن کو گھلاتی اور روح کو تازہ کرتی ہے

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ موٹے عالم سے نفرت رکھتے ہیں یہاں سے مراد موٹا ہونا بے فکری سے ہے اس لئے کہ فکر آخرت وہ چیز ہے کہ بدن کو گھلا دیتی ہے اور روح کو تازہ کرتی ہے اسی کو فرماتے ہیں۔

کہ اس ظاہر بدن کی فربہی تو بدن کو پالنے سے ہوتی ہے اور باطن کی ترقی ظاہری حالت کو بگاڑنے سے ہوتی ہے اس بدن کی صحت تو طبیب کے پاس ڈھونڈو۔ اور باطن کی محبوب کے پاس تلاش کرو یونانیوں کی حکمت کب تک پڑھتے رہو گے۔ ایمانیوں کی حکمت کو بھی پڑھ لو۔

ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ رات کو سوتے نہ تھے بیوی نے کہا کہ سو جایئے تکلیف ہوگی

besturdubooks.wordpress.com

فرمایا کہ جب سے یہ آیت تلاوت کی ہے کہ قوا انفسکم واھلیکم ناراً وقودھا الناسُ ولحجارۃ۔ تم اپنے کواور اپنے گھروالوں کواس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ نیند نہیں آتی اور یہی فکر ہے جس سے حظوظ نفس مضمحل ہو جاتے ہیں حظوظ کے مغلوب ہو جانے پر ایک حکایت فرمائی کہ کرامات الاولیاء میں ہے کہ ایک بزرگ جو قریشی کہلاتے تھے جذامی تھے ان کی بیوی بھی نہ تھی ان کے ایک مرید کی لڑکی نے سنا کہ شیخ کو نکاح کی ضرورت ہے اس لڑکی نے دین پر اپنی دنیاوی حیا کو نثار کر کے باپ سے کہا کہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کے شیخ کو ضرورت نکاح کی ہے آپ جا کر کہیں میری بیٹی حاضر ہے اور وہ نکاح آپ سے کرنے پر راضی ہے مرید نے جا کر شیخ کی خدمت میں عرض کیا شیخ بھی تیار ہو گئے غرض کہ نکاح ہو گیا اب شب کو شیخ اپنی بیوی کے پاس پہنچے تو اس حالت میں کہ نہایت تندرست جوان نہایت حسین بڑی بڑی آنکھیں پتلے پتلے ہونٹ لانبی صراحی دار گردن اس لڑکی نے منہ چھپالیا اور سوال کیا کہ تم کون۔ فرمایا کہ میں تیرا شوہر ہوں تیری دینداری کی وجہ سے میں نے خدا سے دعا کی مجھ کو اللہ نے ایسی قوت تصرف کی عطا فرما دی کہ صورت بدل سکوں اب میں تمہارے پاس اسی شان سے آیا کروں گا وہ لڑکی جواب دیتی ہے کہ اس میں تو میرا حظ نفس شامل ہو گیا میں نے تو محض اللہ کے واسطے آپ کی خدمت کو قبول کیا تھا اب یا تو اس صورت کو چھوڑ دو ورنہ مجھ کو چھوڑ دو کیا ٹھکانہ ہے اس للّٰہیت کا۔ عجیب حکایت ہے حقیقت میں بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے ہی واسطے پیدا فرماتے ہیں اور ظاہری سبب اس کا فکر آخرت ہے کہ حظوظ کو مغلوب کر دیتا ہے اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ دنیا میں رہ کر تو ایسے حضرات بھی اکثر سب ہی کام کرتے ہیں کھانا پینا سونا آرام کرنا تو یہ حظوظ کہاں فنا ہوئے جواب یہ ہے کہ یہ بالکل صحیح ہے مگر اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص نے چاقو خریدا ہے قلم بنانے کے واسطے مگر کبھی کبھی ناخن بھی تراش لیتا ہے لیکن رہیگا وہ قلم تراش ہی اسی طرح وظیفہ ان حضرات کا شغل آخرت ہی ہے اور دوسرے حظوظ وقتی اور عارضی ہیں۔

ساتواں ملفوظ............اپنے معمولات میں دوسروں کی راحت کی تدابیر

فرمایا کہ میں نے تو اپنے معمولات میں راحت کی تدابیر اختیار کر رکھی ہیں یہی میرا اصل مذاق ہے کہ دنیا کی بھی راحت اور آخرت کی بھی اور صرف اپنی ہی راحت مقصود نہیں دوسروں کی

besturdubooks.wordpress.com

راحت کا بھی خیال رکھتا ہوں اس سے زیادہ دوسروں کی راحت کا کیا خیال ہوگا کہ راستہ چلنے میں بھی اس کی رعایت رکھتا ہوں کہ اگر پشت کی جانب سے کسی آنے والے کی آہٹ معلوم ہوتی ہے تو میں سڑک کے کنارہ ہو جاتا ہوں تا کہ اس آنیوالے کو راستہ کی کوئی تنگی نہ ہو۔ آزادی سے چلا جائے حالانکہ بعض مرتبہ وہ آنے والا بھنگی ہوتا ہے چمار ہوتا ہے مگر میں اس کا انتظار نہیں کرتا کہ وہ بچ کر نکل جائے گا بلکہ خود ہی بچ جاتا ہوں۔ میں بحمد اللہ ہر امر میں لحاظ رکھتا ہوں کہ میری وجہ سے کسی پر ذرہ برابر بھی گرانی نہ ہو۔ پھر جب میں خود دوسروں کا اس قدر خیال رکھتا ہوں تو دوسرے میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کرتے ہیں کہ جس سے مجھ کو گرانی ہو یا تکلیف پہنچے پھر فرمایا کہ بعض لوگ بھولے پن کے سبب دوسرے کی تکلیف وراحت کی رعایت نہیں کرتے وہ معذور ہیں مگر دوسروں کو تو ضرر پہنچتا ہے اس پر ایک حکایت فرمائی۔ کہ دیوبند میں ایک بزرگ بہلی میں سوار ہو کر چلے ایک معتقد بھی ساتھ بیٹھے اتفاق سے راستے میں بہلی الٹ گئی اور نقشہ یہ ہوا کہ وہ معتقد صاحب جس طرف بیٹھے تھے اس طرف کو بہلی لوٹی وہ نیچے اور بزرگ صاحب اوپر۔ بزرگ ہیں کہ معتقد کی کمر پر بیٹھے اس نے عرض کیا کہ حضرت ہٹیے میں تو مرا جاتا ہوں وہ فرماتے ہیں نہیں مرو گے نہیں ہم جوتہ پہن لیں ہمارا جوتہ لاؤ اس نے کہا کہ حضرت اتنے میں جوتہ آئے گا میرا تو خاتمہ ہو جائے گا فرمایا کہ نہیں ہم ننگے پیر زمین پر نہیں رکھتے مٹی لگ جائے گی ہمیں عادت نہیں ننگے پیر زمین پر رکھنے کی۔

اس بے چارے کی کمر سے نہیں اترے جب گاڑی بان نے جوتہ دیا تب پہن کر اترے مگر اس شخص کے چوٹ بالکل نہیں آئی خیر یہ تو بھولے بزرگوں کی باتیں ہیں۔ باقی بعض تو مرید کو اپنی مِلکیت سمجھتے ہیں۔ الحمد للہ! مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس کی توفیق دی ہے جس کی برکت سے مریدوں کے ساتھ تو ایسا برتاؤ کیا کرتا اور حق بھی کیا ہے مجھ کو ایسا کرنے کا جن کے ساتھ اس قسم کا حق بھی ہے اور وہ محکوم بھی ہیں اور محبت کی وجہ سے کسی خدمت پر گرانی کا شبہ بھی نہیں ہو سکتا اور ایسے لوگ گھر والے ہیں میرا تو ان کے ساتھ بھی یہی معمول ہے کہ مثلاً کھانا کھا کر کبھی گھر والوں سے یہ نہیں کہتا کہ برتن اٹھالو اس وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ ممکن ہے اپنے کسی کام میں مصروف ہوں اور محض میری وجہ سے ان کو اپنا کام چھوڑ کر اس کام کو کرنا پڑے بلکہ یہ کہتا ہوں کہ اٹھوالو۔ اب آگے ان کا کام ہے کہ وہ خود اٹھائیں یا کسی نوکرانی سے اٹھوائیں میں اپنی طرف سے ان پر اتنا بار بھی نہیں ڈالتا۔ غرض

besturdubooks.wordpress.com

کہ اپنی راحت اور دوسروں کی راحت یہ میرا معمول ہے۔اسی وجہ سے مجھ کو دوسرے کی بے فکری سے ناگواری ہوتی ہے مزاحاً فرمایا پھر ناگوار ہو جاتا ہے (مراد سانپ ہے) کہ جب میں اتنی رعایتیں دوسروں کی کرتا ہوں تو میں بھی صرف ان سے یہ چاہتا ہوں کہ تم بھی مجھ کو مت ستاؤ۔

اسی طرح ایک موقع پر فرمایا کہ اگر مجھ کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کو اہتمام ہے راحت پہنچانے کا اور پھر اس سے کوئی فروگزاشت ہو جائے اس پر ناگواری نہیں ہوتی۔ہاں اگر راحت پہنچانے کا اور فکر ہی نہ ہو تو بے شک ناگواری ہوتی ہے اس پر میں مؤاخذہ کرتا ہوں کہ یہ حرکت کیوں ہوئی پھر لوگوں نے ایک آسان سبق نکال رکھا ہے جواب میں کہتے ہیں کہ غلطی ہوئی اس پر میں پوچھتا ہوں کہ سبب اس غلطی کا کیا ہے آیا بے فکری سبب ہے بعض تو کہتے ہیں کہ بدفہمی اور یہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اگر یہ کہا کہ سبب اس کا بے فکری ہے تو مواخذہ بڑھ جائے گا کہ بے فکری کیوں اختیار کی۔ایسی چیز کا نام لو کہ جو غیر اختیاری ہے اسلئے بدفہمی کا عذر پیش کرتے ہیں مگر میں اس پر کہتا ہوں کہ اگر بدفہمی اس کا سبب ہے تو مجھ کو اپنے تعلق سے معاف کرو کیونکہ بدفہم آدمی سے مناسبت ہونا اور اس کی اصلاح ہونا اور زیادہ مشکل ہے اسلئے کہ بدفہمی ایک غیر اختیاری چیز ہے۔جو تمہارے اختیار سے بھی باہر اور میرے اختیار سے بھی۔بس تعلق ہی ختم کرو اور اگر کہے کہ اس کا سبب بے فکری ہے تو میں کہتا ہوں کہ اچھا اب مجھے یہ شکایت ہے کہ بے فکری کیوں اختیار کی۔مگر پھر بھی یہ ایسی چیز ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس سے بچ سکتا ہے اسلئے کہ حکماً اختیاری ہے تو اس وقت معافی چاہ لے اور آئندہ کے لئے عزم کر لے کہ اب ایسا نہ کروں گا چھٹی ہوئی گو یہ ضروری ہے کہ اس وقت اس عذر پر مؤاخذہ میں بظاہر سختی ہوگی کہ اختیار سے کوتاہی کی مگر انجام کے اعتبار سے چونکہ اختیاری چیز ہے امید ہے کہ آئندہ اگر چاہے گا تو ایسی غلطی نہ کرے گا اور اصلاح کی بھی امید ہے اور مجھ کو خدانخواستہ کینہ تھوڑا ہی ہے ہاں! یہ ضرور چاہتا ہوں کہ آدمیت پیدا ہو حیوانیت اور جانور پن دور ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر قرائن حالات سے یہ معلوم ہو جائے کہ دوسروں کو تکلیف نہ دینے کا اہتمام ہے اور راحت کا قصد ہے پھر اگر گڑبڑ بھی ہو جائے تو ایسے کی گڑبڑ بھی ذرہ برابر بھی گرانی نہیں ہوتی۔گو بغرضِ اصلاح روک ٹوک اس وقت بھی کی جائے مگر اس وقت کی اصلاح کا طریق جدا ہوگا۔

besturdubooks.wordpress.com

آٹھواں ملفوظ.........................وسوسوں کی مثال آئینہ پر مکھی

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ایک صاحب مجھ سے کہنے لگے وسوسے آتے ہیں قلب میں ، میں نے کہا کہ وہ اندر نہیں ہوتے باہر ہوتے ہیں کیونکہ اندر تو صرف عقائد ہوتے ہیں اور میں نے یہ مثال بیان کی کہ جیسے آئینہ پر مکھی بیٹھے تو بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اندر ہے مگر حقیقت میں وہ اندر نہیں ہوتی باہر ہوتی ہے مگر جو حقیقت سے بے خبر ہے وہ یہی سمجھے گا کہ اندر ہے باقی تکلیف میں خیال کو بہت بڑا دخل ہے مگر خیالی ایذاؤں کا علاج خیال ہی سے ہوتا ہے خیال کو بدل دینے سے بڑی تکلیف سے نجات مل جائے گی بس یہ خیال کرو کہ وساوس قلب کے اندر نہیں باہر ہیں اور اگر اندر ہی فرض کرلیا جائے تو یہ مت سمجھو کہ وساوس باہر سے اندر آ رہے ہیں۔ بلکہ یہ سمجھو کہ اندر سے باہر نکل رہے ہیں اسلئے کہ نکلنے کے وقت بھی تو گھر کے دروازہ پر ہجوم نظر آتا ہے اور اصل علاج تو یہ ہے کہ چاہے آ رہے ہوں یا جا رہے ہوں ان کی طرف التفات ہی نہ کرو نہ جلباً نہ سلباً۔ اکثر لوگ خطوط میں وساوس کی شکایت لکھتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اختیار سے آتے ہیں یا بدون اختیار اور ان کو برا سمجھتے ہو یا اچھا وہ لکھتے ہیں بدون اختیار کے آتے ہیں اور ہم برا سمجھتے ہیں۔ میں لکھ دیتا ہوں کہ بس بے فکر رہو۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کو ایک بار وضوء کے بعد یہ وسوسہ ہوا کہ تو موزوں کا مسح کرنا بھول گیا حضرت نے دوبارہ مسح کرلیا۔ اگلے وقت پھر وہی وسوسہ اب ایک بلا پیچھے لگ گئی اس پر حضرت فرماتے تھے کہ ایک بار عین مصلّے پر وہی وسوسہ ہوا خیال ہوا کہ یقیناً یہ شیطانی وسوسہ ہے، آج اس پر عمل نہ کرنا چاہئیے۔ شیطان سے مکالمہ شروع ہو گیا وہ کہتا ہے کہ مسح نہیں ہوا کرلو۔ مولانا فرماتے ہیں نہیں ہوا نہ سہی کہتا ہے جب مسح نہیں ہوا تو وضوء نہ ہوا مولانا کہتے ہیں وضوء نہیں ہوا نہ سہی کہتا ہے کہ جب وضوء نہ ہوا تو نماز نہ ہوگی مولانا کہتے ہیں کہ نماز نہ ہوگی نہ سہی کہتا ہے گنہگار ہوگے۔ مولانا کہتے ہیں کہ میں آپ کی خیر خواہی سے باز آیا جہاں اور بہت سے گناہ ہوتے ہیں ایک یہ بھی سہی بس ترکی ختم پھر کبھی وہ وسوسہ نہ آیا تو ایسی صورت میں یہی مناسب ہے بعض مرتبہ رکعت کی تعداد میں نماز پڑھتے ہوئے گڑبڑ کردیتا ہے اس کی طرف التفات نہ کرنا چاہئیے

besturdubooks.wordpress.com

ورنہ ہمیشہ کے لئے ایک مرض لگ جائے گا۔

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ ایسا کرنا حضرات فقہاء کی تفصیل کے خلاف ہوگا۔ فرمایا کہ فقہاء فرماتے ہیں ان لوگوں کے متعلق جو وساوس کے مریض نہیں اور صوفیہ ان کے متعلق تجویز کرتے ہیں جو وساوس کے مریض ہیں اس میں کوئی تعارض نہیں اور نہ کوئی شبہ عارد ہوتا ہے۔ بلکہ خود روایات فقہیہ حضرت مولانا کے علمدرآمد کے موافق پائی جاتی ہیں فی الدار المختار شک ھل کبر للافتاح اولا او احدث اولا او مسح راسه اولا استقبل ان کان اول مرة والا لا فی رد المختار عن الذخیرة فی آخر اعبارة ان کان ذالک اول مرة استقبل الصلاة والاجازله المضی ولا یلزمه الوضوء وھو اول شک غسل ماشک فیه وان وقع له کثیر الم یلتفت الیه وھذا اذا شک فی خلال وضوءه فلو بعد الفراغ منه لم لیتفت الیه. اھ آخر باب سجود السہو۔

اسی سلسلہ میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے ایک خادم کا قصہ بیان فرمایا کہ اس کو اس قدر وہم تھا کہ غسل خانہ میں پاجامہ اتار کر استنجا پاک کیا کرتا تھا حضرت اس سے مزاحاً فرمایا کرتے تھے کہ ؎

سگ بہ ہفتگانہ بشوئے ☆ چوں کہ تر شد پلید تر باشد

دوسرا یہ واقعہ بھی دیوبند ہی کا ہے۔ مدرسہ کے ایک فارغ التحصیل کو وہم ہوگیا تھا کہ میرے سر نہیں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سن کر پہنچے اور دریافت فرمایا کہ تمہارے سر نہیں عرض کیا کہ حضرت نہیں جوتا نکال کر سر پر مارنا شروع کیا اس نے واویلا مچایا کہ حضرت مر گیا چوٹ لگتی ہے فرمایا کہ کہاں چوٹ لگتی ہے عرض کیا کہ حضرت سر میں فرمایا کہ سر تو ہے ہی نہیں چوٹ کے کیا معنی عرض کیا کہ حضرت سر ہے فرمایا کہ اب تو کبھی نہ کہو گے کہ سر نہیں عرض کیا کہ نہیں چھوڑ دیا وہ وہم جاتا رہا اور ساری عمر بھر بھی کبھی یہ مرض وہم کا نہ ہوا یہ حضرت حکیم تھے حقیقت کو سمجھتے تھے حضرت مولانا غصیارے مشہور ہیں مگر نہایت ہنس مکھ اور نہایت خوش اخلاق تھے۔

besturdubooks.wordpress.com

نواں ملفوظ.......................لوگوں کی تحقیر سے بچنا واجب ہے

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ جب نیت خالص ہو اور محض حق کے واسطے کوئی کام ہوتا ہے حق تعالیٰ اس میں برکت اور امداد فرماتے ہیں مولوی رحم الٰہی صاحب منگوری مرحوم کا ایک عجیب واقعہ ہے یہ بات سب کو معلوم ہے کہ یہ سنت اللہ ہے کہ جہاں اللہ والے ہوتے ہیں وہاں ان کے مخالف بھی ہوتے ہیں لہٰذا مولوی صاحب کے پڑوس میں ان کے مخالف بھی رہتے تھے جہاں برہمن وہیں قصائی پھر مخالفین میں بھی بعض کی طبائع میں بھی خبث ہوتا ہے ان کا جی اسی سے خوش ہوتا ہے کہ دوسروں کو تکلیف میں دیکھیں ان اہل محلّہ نے یہ شرارت کی کہ مولوی صاحب کے گھر سے مسجد جانے کا چوک کی شکل میں جو راستہ تھا اس میں گانے بجانے کا انتظام کیا اور ایک طوائف کو بلا کر مجلس رقص قائم کی مولوی صاحب گھر سے نماز کے لئے مسجد کو چلے تو راستہ میں یہ طوفان بے تمیزی برپا دیکھا چونکہ نماز کا وقت قریب تھا صبر کئے ہوئے مسجد پہنچ گئے بعد فراغ نماز گھر کو واپسی ہوئی دوبارہ دیکھ کر صبر نہ ہو سکا آخر صبر اور ضبط کی بھی تو کوئی حد ہے اب مولوی صاحب نے سوچا کہ جڑ ہی کی خبر لینا چاہیے جوتہ نکال کر مجمع سے پھاندتے ہوئے اور بیچ مجمع میں پہنچ کر جو جڑ اور بنا تھی اس کے سر پر جوتہ بجانا شروع کر دیا مگر اہل مجلس میں سے کسی کی یہ ہمت نہیں ہوئی کہ کوئی کچھ بولتا یہ ہیبت حق ہے جو اہل اللہ کو عطا فرمائی جاتی ہے۔ اور یہ مولوی صاحب کا جوش اور ہمت تمام تر محض حق کے واسطے تھی اس واقعہ کے بعد جلسہ تو ختم ہو گیا اور شریر لوگوں نے اس عورت سے کہا کہ ہم روپیہ صرف کریں گے اور گواہی دینگے تو مولوی صاحب پر دعویٰ کر اس نے کہا کہ روپیہ تو میرے پاس بھی بہت ہے اور گواہ ہو ہی مگر دیکھنا یہ ہے وہ جس شخص کا مقابلہ کرنیکی تیاری کا مجھ کو مشورہ دیا جا رہا ہے۔ وہ خالص اللہ والا ہے۔ اس لئے کہ اگر اس شخص کے قلب میں دنیا کا ذرہ برابر بھی شائبہ ہوتا تو مجھ پر اس کا ہاتھ ہرگز نہ اٹھتا اس سے ثابت ہوا کہ یہ شخص محض اللہ والا ہے تو اس کا مقابلہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا مقابلہ ہے میں کہتا ہوں کہ مولوی صاحب کا تو کمال تھا ہی مگر اس عورت کا بھی معتقد ہونا پڑتا ہے پھر اس ہی پر بس نہیں کیا وہ عورت مولوی صاحب کے مکان پر پہنچی اور معافی کی درخواست کی اور یہ کہا کہ مجھ کو اس فعل سے توبہ کرا دیجئے اور کسی نیک شخص سے میرا نکاح کرا دیجئے مولوی صاحب نے

besturdubooks.wordpress.com

توبہ کرا کر کسی بھلے آدمی سے نکاح کرادیا وہ پردہ میں بیٹھ گئی اور بھلی بی بی بن گئی یہ سب حق تعالیٰ کا فضل اور مولوی صاحب کا خلوص اور جوتیوں کی برکت تھی اگر ہر شخص خلوص سے ہمت کر کے دین کے کاموں کو انجام دے انشاء اللہ برکت ہو کامیابی نصیب ہو آجکل تو خلوص کا تو کہیں نام ونشان نہیں محض خلوص کی فکر ہے عجیب ہی حکایت ہے اس سے کام کرنے والوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے بلکہ ہر شخص کے متعلق بدرجہ احتمال یہ اعتقاد رہنا چاہئے کہ ممکن ہے کہ اس میں خدا کے نزدیک کوئی بات ہم سے بہتر ہو دیکھیئے اس عورت کے اس فہم وخلوص کی کس کو خبر تھی پھر مولوی صاحب کی للّٰہیت کی برکت کے متعلق ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ برکت کا اثر بھی ہر شخص پر نہیں ہوتا دیکھئے انبیاء کی برکت ابو جہل اور ابا طالب کے لئے کارگر نہ ہوئی اور تو کس کا منہ ہے کہ ایسی غیر مستخلف برکت کا دعویٰ کرے پس برکت کی بھی ایک حد ہے اس کو بھی بلکہ ہر چیز کو اپنی حد پر رکھنا چاہئے غلو ہر چیز میں برا ہے اس عورت کی حکایت کے مناسب ایک اور حکایت حضرت مولانا گنگوہی نے نقل فرمائی گنگوہ میں ایک بے قید درویش آیا شہرت ہوئی ایک آوارہ عورت کو بھی معلوم ہوا اس نے اپنے آپ سے کہا کہ چلو ہم بھی اللہ والے کی زیارت کر آئیں دونوں گئے مرد تو جا کر شاہ صاحب کے پاس بیٹھ گیا اور یہ عورت بوجہ شرمندگی ایک طرف بیٹھ گئی شاہ صاحب نے پوچھا یہ کون ہے اس نے کہا کہ بازاری عورت ہے آپ کی زیارت کو آئی ہے مگر بوجہ اس پیشہ کے شرمندگی کے سبب پاس آنے سے رکتی ہے وہ شاہ صاحب کیا کہتے ہیں کہ بی بی پاس آجاؤ شرمندگی کی کونسی بات ہے وہی کرتا ہے وہی کراتا ہے یہ الفاظ سن کر اس عورت کے سر سے پیر تک آگ لگ گئی اور کھڑی ہوگئی اور اس آشنا یعنی اپنے ساتھی سے کہا کہ بھڑوے تو تو اس کو بزرگ بتلاتا تھا یہ تو مسلمان بھی نہیں یہ کہہ کر وہاں سے چل دی کہتا ہوں کہ ان الفاظ سے اس حقیقت تک کسی مفتی کا ذہن تو پہنچ سکتا تھا مگر بیچاری جاہل نے کیسا سمجھا یہ فہم کی بات ہے اور اس میں فہم تو تھا ہی بغض فی اللہ کس درجہ تھا کہ بیٹھ نہ سکی خاموش نہ رہ سکی چل دی بھلا ان واقعات سے کیا کوئی کسی کی تحقیر کر سکتا ہے اور حقیر سمجھ سکتا ہے اسی سلسلہ میں فرمایا کہ میرے ایک دوست تھے قنوج میں وہ شاعر بھی تھے ان کا ایک ماہواری رسالہ بھی نکلتا تھا اب انتقال ہو گیا۔ انہوں نے لکھا تھا کہ آپ میرے نام پر ہنسیں گے میرا نام ہے بھگو خان میں نے لکھا کہ میں ہنسوں گا نہیں یہ تو ففروا الی اللہ کا ترجمہ ہے اللہ کی طرف بھاگنے

besturdubooks.wordpress.com

والا، اس پر خط آیا مسرت کا اظہار کیا غرض کسی کے نام پر کسی کے اعمال پر کسی کے لقب پر کسی کی ظاہری حالت پر ہرگز تحقیر نہ کرنا چاہئے مگراتنی بھی رعایت نہ چاہئے جیسے ان شاہ ساحب نے کی کہ اس کے فعل معصیت کو توحید میں داخل کیا نعوذ باللہ منہ مگر اب حالت یہ ہوگئی ہے کہ جیسے ان شاہ صاحب نے اس آوارہ اور بازاری عورت کی رعایت کی گو اس کی نظر میں شاہ صاحب مسلمان بھی نہ رہے اسی طرح لوگ علماء کو مشورہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ زمانہ کے اعتبار سے مسائل میں عوام کی رعایت کرنا چاہئے مگر معلوم بھی ہے کہ ایسا کرنے سے سب سے اول ہم ہی ان کی نظروں سے گریں گے پس نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہاری نظر سے بھی گریں گے اور دینداروں کی نظر سے بھی اب اہل حق کی نسبت کہتے ہیں کہ میاں یہ تو پرانے خرانٹ ہیں پرانی لکیر کے فقیر ہیں ان سے تو زمانہ شناس کی امید نہیں یہ تو پک گئے اچھا صاحب ہم تو جیسے کچھ ہیں تم اپنے بچوں کو روشن دماغ مولوی بناؤ ہم خاک نشین سہی ذلیل سہی تم کو ہماری خیر خواہی کرنے کی کیا ضرورت تم اپنی فکر کرو۔

دسواں ملفوظ..........................مجذوب اور مجنوں میں امتیاز

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجذوب اور مجنوں میں آجکل امتیاز مشکل ہوگیا۔ فرمایا بالکل صحیح ہے کوئی مجذوب ہوتا ہے کوئی مجنوں ہوتا ہے اہل ادراک کو پہچان ہوتی ہے۔ اس پر ایک واقعہ یاد آیا کہ بزرگوں سے سنا ہے کہ دیوبند میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ مجذوبین کی جماعت کے سردار تھے جس کی تائید بھی ایک واقعہ سے ہوتی ہے کہ ایک ولایتی مجذوب دیوبند میں وارد ہوئے اور چھتہ کی مسجد میں ٹھہرے مگر ٹھہرنے سے پہلے حضرت مولانا سے اجازت لی۔

پھر فرمایا کہ ہم لوگ طالب علم ان مجذوب سے بعض کفار کے لئے بددعا کرایا کرتے تھے مگر وہ کبھی جواب نہ دیتے صرف یہ کہہ دیتے کہ خیر باشد خیر باشد پھر وہ مر گئے۔

بعد میں اپنے بعض بزرگوں سے معلوم ہوا کہ وہ بعض کفار کے طرفدار تھے اس طرفداری پر فرمایا کہ مجذوبین کی مثال ملائکہ کی سی ہے کہ وہ کفار کی بھی تربیت کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں کہ وہ گو اس عالم کے اعتبار سے بے سمجھ ہوتے ہیں مگر ان کو اس سمجھ کی ضرورت نہیں دوسری سمجھ کی

besturdubooks.wordpress.com

ضرورت ہے وہ ان میں ہوتی ہے اور میں نے جو اس عالم کے اعتبار سے سمجھ کی نفی کی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس جماعت میں عقل نہیں ہوتی گو حواس درست ہوں جیسے گھوڑے میں مثلاً عقل نہیں ہوتی مگر حواس ہوتے ہیں۔ یا بچہ کی مثال بلوغ سے پہلے کہ اس وقت عقل نہیں ہوتی مگر حواس ہوتے ہیں تو سلامت حواس مجذوبیت کے منافی نہیں۔ نہ اس سلامت حواس پر نماز وغیرہ کے فرض ہونے کا مدار ہوتا ہے اس کی فرضیت کے لئے عقل شرط ہے پس مجنوں اسی طرح مجذوب عقل نہ ہونے کی وجہ سے احکام شرع کا مکلّف نہیں ہوتا باقی ان دونوں جماعت میں فرق کرنا مشکل ہوتا ہے۔ یہ بہت ہی نازک مقام ہے کہ ہر مجذوب اور مجنوں میں فرق کرلیا جائے مگر اس کا ظنی معیار یہ ہے کہ اس مجذوب کے زمانہ کے صلحاء اتقیاء کا جو برتاؤ اس کے متعلق ہو وہ معتبر ہے۔

عوام کا خیال اس بارہ میں معتبر نہیں۔ یعنی اس زمانہ کے مشائخ جو اس کے ساتھ برتاؤ کریں احترام کا یا اعراض کا وہی دوسروں کو کرنا چاہئے اپنی رائے سے عوام کچھ نہ کریں۔ پھر اسی سلسلہ میں فرمایا کہ اول تو اس جماعت سے کوئی امید نہیں نفع کی نہیں رکھنا چاہئے حتی الامکان ان لوگوں سے الگ ہی رہنا مناسب ہے کیونکہ ان کو عقل تو ہوتی نہیں اس لئے ان سے اندیشہ ضرر ہی غالب ہوتا ہے۔

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اس کی حقیقت کیا ہے یہ مجذوب کیسے ہوجاتے ہیں فرمایا کہ حقیقت اس کی یہ ہے کہ وارد ایسا قوی ہوتا ہے جس سے عقل مسلوب ہوجاتی ہے اور یہ سب مجاہدہ ہی کی برکت ہے کہ یہ درجہ نصیب ہوجاتا ہے پہلے سے کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ یہ کرتے کیا تھے اسی وارد سے پیالہ جھلک گیا تب سب نے دیکھ لیا یہ حقیقت ہے مجذوبیت کی اور یہی مجذوب ہیں جن کے سپرد کارخانہ تکوینیہ ہے اور اس کے انتظام کے ذمہ دار ہیں۔ باقی جو اہل ارشاد ہیں وہ نائب رسول ہیں وارثانی پیغمبر ہیں۔ ان کی شان کہیں ارفع واعلیٰ ہے۔ اصل چیز اللہ رسول کی اطاعت ہے باقی کشف وکرامات وغیرہ یہ چیزیں کوئی کمال نہیں ایسے عجائب اہل باطل سے بھی صادر ہوجاتے ہیں۔

چنانچہ امریکہ یا جرمن میں ایک شخص کی بیوی کا انتقال ہوا وہ اس کو بہت چاہتا تھا اس لئے اس کو خیال ہوا کہ دفن سے پہلے اس کا فوٹو لے لیا جائے تاکہ دل بہلانے کا مشغلہ باقی رہے اس

besturdubooks.wordpress.com

نے فوٹو لیا بجائے ایک فوٹو کے پانچ فوٹو آ گئے ایک تو اس کی بیوی کا تھا اور چار اور تھے پھر ان میں دو کو تو پہچانا وہ بھی مردہ تھے اور دو کو نہیں پہچانا۔ انہوں نے اس سے یہ تحقیق کی ہے کہ اور روحیں وہاں موجود تھیں ان کا فوٹو آ گیا ہے مگر نہایت عجیب بات ہے کہ غیر مری کا فوٹو کیسے آ گیا ہے مگر نہایت عجیب بات ہے کہ غیر مرئی کا فوٹو آ کیسے گیا۔

دیکھئے! یہ چیزیں اہل باطل بھی کر لیتے ہیں اس لئے اہل حق نے کہا ہے کہ اطاعت اللہ و رسول کی ہی اصل چیز ہے۔ (تلخیص از ملفوظات حکیم الامتؒ)

الله

besturdubooks.wordpress.com

ملفوظات نمبر۲

از بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا الیاس دہلویؒ

پہلا ملفوظ.........................اخلاص نہایت ضروری ہے

قرآن وحدیث میں بڑی اہمیت کے ساتھ اس حقیقت کا اعلان کیا گیا ہے کہ دین ''یُسر'' ہے۔یعنی وہ سراسر سہولت اور آسانی ہے لہٰذا جو چیز دین میں جس درجہ ضروری ہوگی، وہ اسی درجہ میں سہل اور آسان ہونی چاہئے، پس تصحیح نیت اور اخلاص اللہ چونکہ دین میں نہایت ضروری ہے بلکہ وہی سارے امور دین کی روح ہے، اس لئے وہ بیحد سہل ہے اور یہی اخلاص اللہ چونکہ سارے سلوک اور طریق کا حاصل ہے، اس لئے معلوم ہوا کہ سلوک بھی بہت آسان چیز ہے، مگر یاد رہنا چاہئے کہ ہر چیز اپنے اصول اور اپنے طریقے سے سہل ہوتی ہے، غلط طریقہ سے تو آسان سے آسان کام بھی دشوار ہو جاتا ہے، اب لوگوں کی غلطی یہ ہے کہ وہ اصول ہی کی پابندی مشکل سمجھتے ہیں اور اس سے گریز کرتے ہیں، حالانکہ دنیا میں کوئی معمولی کام بھی اصل کی پابندی اور مناسب طریق کار اختیار کئے بغیر انجام نہیں پاتا، جہاز، کشتی، ریل، موٹر سب اصول ہی سے چلتے ہیں، حتیٰ کہ ہنڈیا روٹی تک بھی کسی اصول ہی سے پکتی ہے۔

اور فرمایا: طریقت کی خاص غایت ہے۔اللہ تعالیٰ کے احکام واوامر کا مرغوب طبعی اور نواہی کا مکروہ طبعی ہو جانا، یعنی ایسی کیفیت پیدا ہو جانا کہ احکام واوامر الٰہی کے بجالانے میں لذّت وفرحت حاصل ہو اور نواہی یعنی ممنوعات کے پاس جانے سے اذیت اور کراہت ہونے لگے۔یہ تو ہے طریقت کی غایت باقی جو کچھ ہے یعنی خاص اذکار واشغال اور مخصوص قسم کی ریاضت وغیرہ سو وہ اس کی تحصیل کے ذرائع ہیں، لیکن اب بہت سے لوگ ان ذرائع ہی کو اصل طریق سمجھنے لگے

besturdubooks.wordpress.com

،حالانکہ بعض تو ان میں سے بدعت ہیں، بہر حال چونکہ ان چیزوں کی حیثیت صرف ذرائع کی ہے اور یہ بذات خود مقصود نہیں ہیں اس لئے احوال ومقتضیات کے اختلاف کے ساتھ ان پر نظر ثانی اور حسب مصلحت ترمیم وتبدیل ضروری ہے، البتہ جو چیزیں شریعت میں منصوص ہیں وہ ہر زمانہ میں یکساں طور پر واجب العمل رہیں گی۔

فرائض کا مقام نوافل سے بہت بلند ہے، بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ نوافل سے مقصود ہی فرائض کی تکمیل یا ان کی کوتاہیوں کی تلافی ہوتی ہے غرض فرائض اصل میں اور نوافل ان کے تابع اور فروع مگر بعض لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ فرائض سے تو غفلت برتتے ہیں اور نوافل میں مشغول رہنے کا اس سے بدرجہا زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔ مثلاً آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر غرض تبلیغ دین کے یہ تمام شعبے اہم فرائض میں سے ہیں۔ مگر کتنے ہیں جو ان فرائض کو ادا کرتے ہیں لیکن اذکار نفلیہ میں اشتغال وانہماک رکھنے والوں کی اتنی کمی نہیں بعض اہل دین اور اصحاب علم کو استغفار کے باب میں بڑا سخت مغالطہ ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ استغناء کا مقتضی یہ ہے کہ اغنیاء اور اہل ثروت سے مطلقاً ملا ہی نہ جائے اور ان کے اخلاط سے کلی پرہیز کیا جائے حالانکہ استغناء کا منشاء صرف یہ ہے کہ ہم ان کی دولت کے حاجت مند بن کر ان کے پاس نہ جائیں اور طلب جاہ ومال کے لئے ان سے نہ ملیں، لیکن ان کی اصلاح کے لئے اور دینی مقاصد کے لئے ان سے ملنا اور اختلاط رکھنا ہرگز استغناء کے منافی نہیں، بلکہ یہ تو اپنے درجہ میں ضروری ہے۔ ہاں اس چیز سے بہت ہوشیار رہنا چاہئے کہ ان کے اس اخلاط سے ہمارے اندر حب مال وجاہ اور دولت کی حرص پیدا نہ ہو جائے۔

جب کوئی اللہ کا بندہ کسی امر خیر کی طرف قدم بڑھانا چاہتا ہے تو شیطان طرح طرح سے اس کی مزاحمت کرتا ہے اور اس کی راہ میں مشکلات اور رکاوٹیں ڈالتا ہے، لیکن اگر اس کی یہ مزاحمتیں اور رکاوٹیں ناکام رہتی ہیں اور وہ بندہ خدا ان سب کو عبور کر کے اس کارِ خیر کو شروع کر ہی دیتا ہے۔ تو پھر شیطان کی دوسری کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کے اخلاص اور اس کی نیت میں خرابی ڈال کے یا دوسرے طریقوں سے اس کار خیر میں خود حصہ دار بن جائے، یعنی کبھی اس میں ریا وسمعہ یعنی دکھاوے اور شہرت کی خواہش کو شامل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کبھی دوسرے اغراض کی آمیزش اور

besturdubooks.wordpress.com

ملاوٹ سے اس کی للہیت کو برباد کرنا چاہتا ہے اور اس میں وہ بسا اوقات کامیاب ہو جاتا ہے، اس لئے دینی کام کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ اس خطرہ سے ہر وقت چوکنے رہیں، اور اس قسم کے شیطانی وساوس سے ہر وقت اپنے دل کی حفاظت کرتے رہیں اور اپنی نیتوں کا برابر جائزہ لیتے رہیں۔ کیونکہ جس کام میں رضائے الٰہی کے علاوہ کوئی دوسری غرض کسی وقت بھی شامل ہو جائے گی۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول نہیں۔

دوسرا ملفوظ..........................حقوق العباد کی فکر کیجئے

فرمایا:۔ جنت حقوق کا بدلہ ہے، یعنی اپنے حقوق اپنا چین اور اکرام اللہ کے لئے مٹایا جائے۔ اور اپنے پر تکلیف برداشت کر کے دوسروں کے حقوق ادا کئے جائیں۔ جن میں حقوق اللہ بھی شامل ہیں، تو اسی کا بدلہ جنت ہے، اسی سلسلہ میں فرمایا حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ:۔

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء: تم زمین والوں پر رحم کھاؤ۔ رب السماء تم پر رحمت فرمائے گا۔'' حدیث میں دو عورتوں کے واقعے بیان کئے گئے ہیں جو عام طور سے معلوم اور مشہور ہیں۔ کسی بدکار اور فاحشہ عورت نے کتے کی خبر گیری کی اور اس کی پیاس پر ترس کھا کر کنوئیں سے پانی نکال کر اسے پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس فعل کے عوض اس کے لئے جنت کا فیصلہ فرمادیا۔ اور ایک دوسری عورت نے جو بدکار نہیں تھی ایک بلّی کو بھوکا رکھ کر یا تڑپا کر مار ڈالا تو وہ جہنم میں ڈالدی گئی۔

تیسرا ملفوظ..........................دعا کی حقیقت کو سمجھئے

فرمایا:۔ مسلمان دعا سے بہت غافل ہیں اور جو کرتے بھی ہیں ان کو دعا کی حقیقت معلوم نہیں، مسلمانوں کے سامنے دعا کی حقیقت کو واضح کرنا چاہئے۔ دعا کی حقیقت سے اپنی حاجتوں کو بلند بارگاہ میں پیش کرنا پس جتنی بلند بارگاہ ہے اتنا ہی دعاؤں کے وقت دل کو متوجہ کرنا اور الفاظ دعا کو تضرع وزاری سے ادا کرنا چاہئے اور یقین واذعان کے ساتھ دعا کرنا چاہئے کہ ضرور قبول ہوگی کیونکہ جس سے مانگا جارہا ہے وہ بہت سخی اور کریم ہے۔ اپنے بندوں پر رحیم ہے، زمین وآسمان کے خزانے سب اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں،

besturdubooks.wordpress.com

چوتھا ملفوظ..........................استغفار کی کثرت کیجئے

ایک صحبت میں فرمایا:۔ وقت چلتی ہوئی ایک ریل ہے، گھنٹے منٹ اور لمحے گویا اس کے ڈبے ہیں اور ہمارے مشاغل ان میں بیٹھنے والی سواریاں ہیں، اب ہمارے دنیوی اور مادی ذلیل مشاغل نے ہماری زندگی کی ریل کے ان ڈبوں پر ایسا قبضہ کرلیا ہے کہ وہ شریف اخروی مشاغل کو آنے نہیں دیتے، ہمارا کام یہ ہے کہ عزیمت سے کام لے کے ان ذلیل اور دنی مشاغل کی جگہ ان شریف اور اعلیٰ مشاغل کو قابض کردیں جو خدا کو راضی کرنے والے اور ہماری آخرت کو بنانے والے ہیں۔

ایک صحبت میں فرمایا:۔ جتنا اچھا سے اچھا کام کرنے کی اللہ توفیق دے ہمیشہ اس کا خاتمہ استغفار پر ہی کیا جائے، غرض کہ ہمارے ہر کام کا جز وآخر استغفار ہو، یعنی یہ سمجھ کر کہ مجھ سے یقیناً اس کی ادائیگی میں کوتاہیاں ہوئی ہیں، ان کوتاہیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی جائے رسول اللہ ﷺ نماز کے ختم پر بھی اللہ سے استغفار کیا کرتے تھے، لہٰذا تبلیغ کا کام بھی ہمیشہ استغفار ہی پر ختم کیا جائے۔ بندہ سے کسی طرح بھی اللہ کے کام کا حق ادا نہیں ہوسکتا، نیز ایک کام میں مشغولیت بہت سے دوسرے کاموں کے نہ ہوسکنے کا بھی باعث بن جاتی ہے، تو اس قسم کی چیزوں کی تلافی کے لئے بھی ہر اچھے کام کے ختم پر استغفار کرنا چاہئے۔

ایک دن بعد نماز فجر جب کہ اس تحریک میں عمل حصہ لینے والوں کا نظام الدین کی مسجد میں بڑا مجمع تھا اور حضرت مولانا کی طبیعت اس قدر کمزور تھی کہ بستر پر لیٹے لیٹے بھی دو چار الفاظ باآواز نہیں فرما سکتے تھے تو اہتمام سے ایک خاص خادم کو طلب فرمایا اور اس کے واسطے سے اس پوری جماعت کو کہلوایا کہ:۔

آپ لوگوں کی یہ ساری چلت پھرت اور ساری جدوجہد بے کار ہوگی اگر اس کے ساتھ علم دین اور ذکر اللہ کا پورا اہتمام آپ نے نہیں کیا گویا یہ علم وذکر دو بازو ہیں جن کے بغیر اس فضا میں پرواز نہیں کی جاسکتی بلکہ سخت خطرہ اور قوی اندیشہ ہے کہ اگر ان دو چیزوں کی طرف سے تغافل برتا گیا تو یہ جدوجہد مبادا فتنہ وضلالت کا ایک نیا دروازہ بن جائے، دین کا اگر علم ہی نہ ہو تو اسلام وایمان

besturdubooks.wordpress.com

محض رسمی اور اسمی ہیں اور اللہ کے ذکر کے بغیر ذکر اللہ کی کثرت بھی ہوتو اس میں بھی بڑا خطرہ، الغرض علم میں نور ذکر سے آتا ہے اور بغیر علم دین کے حقیقی برکات وثمرات حاصل نہیں ہوتے، بلکہ بسا اوقات ایسے جاہل صوفیوں کو شیطان اپنا آلہ کار بنالیتا ہے، لہٰذا علم وذکر کی اہمیت کو اس سلسلہ میں کبھی فراموش نہ کیا جائے اور اس کا ہمیشہ خاص اہتمام رکھا جائے ورنہ آپ کی یہ تبلیغی تحریک بھی بس ایک آوارہ گردی ہو کر رہ جائے گی اور خدا نہ کرے آپ لوگ سخت خسارہ میں رہ جائیں گے۔"

حضرت مولانا کا مقصد اس ہدایت سے یہ تھا کہ اس راہ میں کام کرنے والے تبلیغ ودعوت کے سلسلہ کی محنت ومشقت سفر وہجرت اور ایثار وقربانی ہی کو اصل کام ہی نہ سمجھیں جیسا کہ آجکل کی عام ہوا ہے، بلکہ دین کے تعلیم وتعلم اور ذکر اللہ کی عادت ڈالنے اور اس سے تعلق پیدا کرنے کو اپنا اہم فریضہ سمجھیں بدالفاظ دیگر مقصد صرف سپاہی اور والنٹیئر بننا نہیں ہے، بلکہ طالب علم دین اور اللہ کا یاد کرنے والا بندہ بھی بننا ہے۔

پانچواں ملفوظ......................................حقیقی ذکر کی پہچان

فرمایا:۔ حقیقی ذکر اللہ یہ ہے کہ آدمی جس موقع پر اور جس حال اور جس مشغلہ میں ہو اس کے متعلق اللہ کے جو احکام اوامر ہوں ان کی نگہداشت رکھے اور میں اپنے دوستوں کو اسی ذکر کی زیادہ تاکید کرتا ہوں۔

فرمایا:۔ انسان کو اپنے ماسوا پر جو امتیاز وتفوق حاصل ہے آلہ میں زبان کو خاص دخل ہے، اب اگر زبان سے آدمی اچھی ہی باتیں کرتا ہے اور خیر ہی میں اس کو استعمال کرتا ہے، تو یہ امتیاز اور تفوق اس کو خیر میں حاصل ہوگا، اور اگر زبان کو اس آلہ شر بنا رکھا ہے۔ مثلاً بری باتیں بکتا ہے اور ناحق لوگوں کو ایذا دیتا ہے تو پھر اسی زبان کی بدولت وہ شر میں ممتاز اور بالا ہوگا حتیٰ کہ کبھی کبھی یہی زبان آدمی کو کتے اور خنزیر سے بھی بدتر کردے گی۔

حدیث شریف میں ہے:۔ کہ آدمیوں کو جہنم میں اوندھے منہ ان کی بکواس ہی ڈالے گی۔ اللّٰھم احفظنا .

besturdubooks.wordpress.com

چھٹا ملفوظ .... دعوت وتبلیغ کے رہنما اصول

ایک صحبت میں فرمایا: ہماری اس تحریک کا اصل مقصد ہے، مسلمانوں کو جمیع ماجاء به النبی ﷺ سکھانا یعنی اسلام کے پورے علمی وعملی نظام سے امت کو وابستہ کر دینا۔ یہ تو ہے ہمارا مقصد خاص رہی۔ قافلوں کی یہ چلت پھرت اور تبلیغی گشت، سو یہ اس مقصد کے لئے ابتدائی ذریعہ ہے، اور کلمہ ونماز کی تلقین وتعلیم گویا ہمارے پورے نصاب کی الف، ب، ت ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ ہمارے قافلے پورے کام نہیں کر سکتے، ان سے تو بس اتنا ہی ہوسکتا ہے کہ ہر جگہ پہنچ کر اپنی جدوجہد سے ایک حرکت وبیداری پیدا کر دیں اور غافلوں کو متوجہ کر کے وہاں کے مقامی اہل دین سے وابستہ کرنے کی اور اس جگہ کے دین کی فکر رکھنے والوں علماء وصلحاء کو بیچارے عوام کی اصلاح پر لگا دینے کی کوشش کریں، ہر جگہ پر اصلی کام تو وہیں کے کارکن کر سکیں گے اور عوام کو زیادہ فائدہ اپنی ہی جگہ کے اہل دین سے استفادہ کرنے میں ہوگا۔ البتہ اس کا طریق ہمارے ان آدمیوں سے سیکھا جائے جو ایک عرصہ سے افادہ اور استفادہ اور تعلیم وتعلم کے اس طریقہ پر عامل ہیں اور اس پر بڑی حد تک قابو پا چکے ہیں۔

ایک صحبت میں فرمایا۔ ہمارے کارکن اس بات کو مضبوطی سے یاد رکھیں کہ اگر ان کی دعوت وتبلیغ کہیں قبول نہ کی جائے اور اُلٹا ان کو برا بھلا کہا جائے الزامات لگائے جائیں تو وہ مایوس اور ملول نہ ہوں، اور ایسے موقع پر یہ یاد کرلیں کہ یہ انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص سید الانبیاء کی خاص سنت اور وراثت ہے، راہ خدا میں ذلیل ہونا ہر ایک کو کہاں نصیب ہوتا ہے۔ اور جہاں ان کا استقبال اعزاز واکرام سے کیا جائے، ان کی دعوت وتبلیغ کی قدر کی جائے اور طلب کے ساتھ ان کی باتیں سنی جائیں اور مانی جائیں تو اس کو اللہ پاک کا فقیط انعام سمجھیں اور ہرگز اس کی ناقدری نہ کریں، ان طالبوں کی خدمت اور تعلیم کو اللہ کے اس احسان کا خاص شکریہ سمجھیں، اگرچہ یہ چھوٹے سے چھوٹے طبقہ کے لوگ ہوں قرآن پاک کی آیات عبس وتولّٰی اَن جاءہُ الاعمٰی الآیات میں ہم کو یہی سبق دیا گیا ہے، ہاں اس صورت میں اپنے نفس کے فریب سے بھی ڈرتے رہیں، نفس اس مقبولیت ومطلوبیت کو اپنا کمال نہ سمجھنے لگے، نیز اس صورت میں پیر پرستی کے فتنہ کا بھی سخت اندیشہ

besturdubooks.wordpress.com

ہے لہٰذا اس سے خاص طور سے خبردار رہیں۔

ایک صحبت میں فرمایا:۔سب کارکنوں کو سمجھا دو کہ اس راہ میں بلاؤں اور تکلیفوں کو خدا سے مانگے تو ہرگز نہیں بندہ کو اللہ سے ہمیشہ عافیت ہی مانگنی چاہئے ،لیکن اگر اللہ پاک اس راہ میں یہ مصیبتیں بھیج دے تو پھر ان کو خدا کی رحمت اور ذریعہ کفارۂ سیئات و رفعت درجات سمجھا جائے ،راہ خدا میں اس قسم کی مصیبتیں تو انبیاء اور صدیقین و مقربین کی خاص غذائیں ہیں۔

ایک صحبت میں فرمایا:۔تبلیغ و دعوت کے وقت بالخصوص باطن کا رخ اللہ پاک کی ہی طرف رکھنا چاہئے نہ کہ مخاطبین کی طرف ،گویا اس وقت ہمارا دھیان یہ ہونا چاہئے کہ ہم اپنے کسی کام اور اپنی ذاتی رائے سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے اور اس کام کے لئے نکلے ہیں۔مخاطبین کی توفیق بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے جب اس وقت یہ دھیان ہوگا تو انشاء اللہ مخاطبین کے غلط برتاؤ سے نہ تو غصہ آئے گا اور نہ ہمت ٹوٹے گی۔

فرمایا:۔کیسا غلط رواج ہوگیا ہے ،دوسرے لوگ ہماری بات مان لیں تو اس کو ہم اپنی کامیابی سمجھتے ہیں اور نہ مانیں تو اس کو ہماری ناکامی سمجھا جاتا ہے ،حالانکہ اس راہ میں یہ خیال کرنا بالکل ہی غلط ہے ،دوسروں کا ماننا یا نہ ماننا تو ان کا فعل ہے ،ان کے کسی فعل سے ہم کامیاب یا ناکام کیوں کہے جائیں ،ہماری کامیابی یہی ہے کہ ہم اپنا کام پورا کر دیں اب اگر دوسروں نے نہ مانا تو یہ قانون کی ناکامی ہے ،ہم ان کے نہ ماننے سے ناکامیاب کیوں ہو گئے ،لوگ بھول گئے وہ منوا دینے کو جو درحقیقت خدا کا کام ہے اپنا کام اور اپنی ذمہ داری بطریق احسن اپنی کوشش لگا دینا ہے ،منوانے کا کام تو پیغمبروں کے سپرد بھی نہیں کیا گیا۔

ہاں !نہ ماننے سے یہ سبق لینا چاہئے کہ شائد ہماری کوشش میں کمی رہی اور ہم سے حق ادا نہ ہوسکا ،جس کی وجہ سے اللہ پاک نے یہ نتیجہ ہمیں دکھلایا اور اس کے بعد اپنی کوشش کی مقدار بڑھا دینے اور دعا و توفیق طلبی میں بھی کماً و کیفاً اضافہ کرنے کا عزم کر لینا چاہئے فرمایا:۔ہمارے عام کارکن جہاں بھی جائیں وہاں کے حقانی علماء و صلحاء کی خدمت میں حاضری کی کوشش کریں ،لیکن یہ حاضری صرف استفادہ کی صورت میں ہو اور ان حضرات کو براہ راست اس کام کی دعوت نہ دیں ،وہ حضرات جن دینی مشاغل میں لگے ہوئے ہیں ان کو تو وہ خوب جانتے ہیں اور ان کے منافع کا وہ

besturdubooks.wordpress.com

تجربہ رکھتے ہیں اور تم اپنی یہ بات ان کو اچھی طرح سے سمجھا نہ سکو گے، یعنی تم ان کو اپنی باتوں میں اس کا یقین نہیں دلا سکو گے کہ یہ کام ان کے دوسرے دینی مشاغل سے زیادہ دین کے لئے مفید اور زیادہ صنفت بخش ہے، نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمہاری بات کو مانیں گے نہیں اور جب ایک دفعہ ان کی طرف سے ''نا'' ہو جائے گی تو پھر اس ''نا'' کا بھی ہاں سے بدلنا مشکل ہو جائے گا، پھر تمہاری بات نہ سنیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ خود تمہارے اندر تذبذب پیدا ہو جائے، اس لئے ان کی خدمت میں بس استفادہ ہی کے لئے جایا جائے لیکن ان کے ماحول میں نہایت محنت سے کام کیا جائے، اس طرح امید ہے کہ تمہارے کام اور ان کے نتائج کی اطلاعیں خود بخود ان کو پہنچیں گی اور وہ ان کے لئے داعی اور ان کی توجہ کی طالب ہو جائیں گی، پھر اگر اس کے بعد وہ خود تمہاری طرف متوجہ ہوں تو ان سے سرپرستی اور خبر گیری کی درخواست کی جائے اور ان کے دینی ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی بات ان سے کہی جائے۔

فرمایا اگر کہیں دیکھا جائے کہ وہاں کے علماء اور صلحاء اس کام کی طرف ہمدردانہ طور سے متوجہ نہیں ہوتے تو ان کی طرف سے بدگمانیوں کو دل میں جگہ نہ دی جائے، بلکہ یہ سمجھ لیا جائے کہ ان حضرات پر اس کام کی پوری حقیقت ابھی کھلی نہیں، نیز یہ سمجھ لیا جائے کہ چونکہ یہ دین کے خاص خادم ہیں اس لئے شیطان ان کا ہم سے زیادہ گہرا دشمن ہے ''چور مایہ ہی پر تو آتا ہے'' علاوہ اس کے یہ بھی سمجھنے کی ایک بات ہے کہ دنیا جو حقیر و ذلیل چیز ہے جب اس کے گرفتار اپنی دنیوی مشاغل پر اس کام کو ترجیح نہیں دے سکتے، اور اپنے مشاغل و انہماک کو چھوڑ کر اس کام میں نہیں لگ سکتے تو اہل دین اپنے اعلیٰ دینی مشاغل کو اس کے لئے کیسے آسانی سے چھوڑ سکتے، عرفا نے کہا ہے کہ حجابات نورانی حجابات ظلماتی سے بدرجہا زیادہ شدید ہوتے ہیں۔

ساتواں ملفوظ.........زکوٰۃ صحیح مصرف میں دیجئے

ایک بار فرمایا۔ زکوٰۃ کا درجہ ہدیہ سے کم تر ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر صدقہ حرام تھا ہدیہ حرام نہ تھا، اور اگر زکوٰۃ فرض ہے اور ہدیہ مستحب ہے، مگر بعض دفعہ مستحب کا اجر فرض سے بڑھ جاتا ہے جیسے ابتداءً سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا فرض ہے، مگر ابتدائے سلام جواب سے بہتر

besturdubooks.wordpress.com

ہے، اسی طرح زکوٰۃ گو فرض ہے مگر اس کا ثمرہ تطہیر مال ہے اور ہدیہ گو مستحب ہے مگر اس کا ثمرہ تطییب قلب مسلم ہے تو ثمرہ کے لحاظ سے یہ افضل ہے، کیونکہ تطہیر مال سے تطییب قلب مسلم کا درجہ بڑھا ہوا ہے، اور زکوٰۃ سے بھی اگرچہ مسلمان حاجت مند کی تطییب قلب ہو جاتی ہے مگر مقصوداً نہیں بلکہ طبعاً حاصل ہو جاتی ہے اور ہدیہ سے اصل مقصود ہی تطییب قلب مسلم ہے، پھر فرمایا کہ زکوٰۃ دینے والوں پر تفقد مصروف لازم ہے جیسے نماز پڑھنے والے پر پاک پانی کا تلاش کرنا لازم ہے، اور صحیح مصرف زکوٰۃ وہ ہے جس میں زکوٰۃ کا روپیہ لینے سے طمع مال پیدا نہ ہو، شریعت کا زکوٰۃ فرض کرنے سے یہ ہرگز مقصود نہیں کہ غریب مسلمانوں میں مال کی حرص و طمع پیدا ہو جائے کہ لوگوں کی خیرات و زکوٰۃ کے منتظر رہا کریں پس جو شخص اللہ پر بھروسہ کر کے صبر اختیار کرتا ہے، جس قدر وہ صبر و توکل کرے گا اسی قدر اہل اموال پر بقدر اس کے صبر کے اس کی امداد لازم ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ:۔ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ.

﴿تو صحیح مصرف زکوٰۃ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے کام میں لگے ہوئے ہیں اور صبر سے اللہ پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں کسی سے سوال نہیں کرتے نہ کسی سے طمع رکھتے ہیں، مگر آجکل اہل اموال پیشہ ور سائلوں کو زکوٰۃ دے کر سمجھ لیتے ہیں کہ زکوٰۃ ادا ہو گئی حالانکہ وہ تو پہلی زکوٰۃ کو بھی کھو دیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ آجکل زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد بھی اموال میں برکت نہیں ہوتی حالانکہ قطعی وعدہ ہے کہ زکوٰۃ سے مال میں برکت ہوتی ہے پس جو لوگ زکوٰۃ کے بعد اپنے مال میں برکت کا مشاہدہ نہ کریں ان کو سمجھ لینا چاہئے کہ زکوٰۃ مصرف میں نہیں دی گئی اور انہوں نے مصرف کا تفقد نہیں کیا﴾

آٹھواں ملفوظ............... دین سے غفلت بہت بڑا نقصان ہے

ایک دن صبح کی نماز کے بعد خدمتِ دین اور نصرتِ دین کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:۔

دیکھو سب جانتے اور مانتے ہیں کہ خدا غائب نہیں ہے بلکہ شاہد ہے، اور ہر آن شاہد ہے تو اس کے حاضر و ناظر ہوتے ہوئے بندوں کا اس میں نہ لگنا اور اس کے غیروں میں لگے رہنا یعنی اس سے اعراض اور اس کے ماسوا میں اشتغال وانہماک، سوچو کہ یہ کیسی بے نصیبی اور کتنی بڑی محرومی ہے۔ اور

besturdubooks.wordpress.com

قیاس کرو کہ یہ چیز خدا کو کس قدر غضبناک کرنے والی ہوگی؟

اور خدا کے دین کے کام سے غافل رہنا اور اس کے اوامر واحکام کا لحاظ رکھتے ہوئے دنیا میں لگا رہنا ہی اسی سے اعراض اور اس کے ماسوا میں اشتغال وانہماک ہے اور اس کے برعکس اللہ میں لگنا یہ ہے کہ اس کے دین کی نصرت میں لگا رہے اور اس کے احکام کی فرمانبرداری کرتا رہے مگر اس کا لحاظ رکھنا پڑے گا کہ جو بات جتنی زیادہ اہم اور جتنی زیادی ضروری ہو اس کی طرف اسی قدر توجہ دی جائے اور یہ چیز معلوم ہوگی صرف رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے اور معلوم ہے کہ آپ ﷺ نے جس کام کے لئے سب سے زیادہ محنت کی اور سب سے زیادہ تکلیفیں برداشت کیں اور وہ کام تھا کلمہ کا پھیلانا، یعنی بندوں کو خدا کی بندگی کے لئے تیار کرنا اور اس کی راہ پر لگانا، تو یہی کام سب سے زیادہ اہم رہے گا اور اس کام میں لگنا اعلیٰ درجہ کا خدا میں لگنا ہوگا۔

ایک صحبت میں فرمایا:۔لوگوں نے اللہ کی عبدیت اور بندگی کو انسانوں کی غلامی اور نوکری سے بھی کم درجہ دے رکھا ہے غلاموں اور نوکروں کا عام حال یہ ہوتا ہے کہ وہ ہمہ وقت اپنے آقا کے کام میں لگا رہنا ہی اپنا، نصب سمجھتے ہیں اور اس کے بیچ میں دوڑتے بھاگتے جو کچھ ہاتھ لگ جاتا ہے کھا پی لیتے ہیں۔لیکن اللہ پاک کے ساتھ اب بندوں کا یہ معاملہ رہ گیا ہے کہ مستقل طور سے تو وہ اپنے اور بالکل اپنے کاموں اور اپنے مرغوبات اور لذائذ میں اپنے ہی لئے لگے رہتے ہیں، اور کبھی کبھی کچھ وقت اپنے ان ذاتی مشاغل ومرغوبات سے نکال کر خدا کا کوئی کام بھی کر لیتے ہیں، مثلاً نماز پڑھ لیتے ہیں یا خیر کے کاموں میں چندہ دے دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بس خدا اور دین کا مطالبہ ہم سے ادا ہو گیا، حالانکہ حق بندگی یہ ہے کہ اصالۃً اور مستقلاً تو ہو دین کا کام اور اپنا کھانا پینا اور اس کے لئے سامان کرنا ہو صرف ضمناً اور طبعاً اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سب لوگ اپنے اپنے تمام ذرائع معاش اور کاروبار چھوڑ دیں! نہیں بلکہ مطلب صرف یہ ہے کہ جو کچھ ہو اس کی بندگی کے تحت ہو اور اس کے دین کی خدمت اور نصرت سب میں ملحوظ ہو اور اپنے کھانے پینے وغیرہ کی حیثیت صرف ضمنی ہو جس طرح ایک غلام کی اپنے آقا کے کاروبار میں ہوتی ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

نواں ملفوظ..................مسلمان علماء کی خدمت کریں

ایک بار فرمایا: مسلمان علماء کی خدمت چار نیتوں سے کرنا چاہئے (۱) اسلام کی جہت سے چنانچہ محض اسلام کی وجہ سے کوئی مسلمان کسی مسلمان کی زیارت کو جائے یعنی محض حسبۃً للہ ملاقات کرے تو ستر ہزار فرشتے اس کے پاؤں تلے اپنے پر اور بازو بچھا دیتے ہیں، تو جب مطلقاً ہر مسلمان کی زیارت میں یہ فضیلت ہے تو علماء کی زیارت میں بھی یہ فضیلت ضروری ہے۔

(۲) یہ کہ ان کے قلوب و اجسام حامل علوم نبوت ہیں، اس جہت سے بھی وہ قابل تعظیم اور لائق خدمت ہیں۔ (۳) یہ کہ وہ ہمارے دینی کاموں کی نگرانی کرنے والے ہیں۔ (۴) ان کی ضروریات کے تفقد کے لئے، کیونکہ اگر دوسرے مسلمان ان کی دنیوی ضرورتوں کا تفقد کر کے ان ضرورتوں کو پورا کر دیں جن کو اہل اموال پورا کر سکتے ہیں تو علماء اپنی ان ضرورتوں میں وقت صرف کرنے سے بچ جائیں گے۔ اور وہ وقت بھی خدمت علم و دین میں صرف کریں گے تو اہل اموال کو ان کے ان اعمال کا ثواب ملے گا۔

مگر عام مسلمانوں کو چاہئے کہ معتمد علماء کی تربیت اور نگرانی میں علماء کی خدمت کا فرض ادا کریں کیونکہ ان کو خود اس کا علم نہیں ہو سکتا کہ کون زیادہ مستحق امداد ہے کون کم، اور اگر کسی کو خود اپنے تفقد سے اس کا علم ہو سکے تو وہ خود تفقد کرے۔

دسواں ملفوظ..................ہماری تبلیغ کا اصل مقصد

ایک صحبت میں فرمایا: ہماری تبلیغ کا اصل مقصد طاغوت سے ہٹنا اور اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے اور یہ بدون قربانی کے نہیں ہو سکتا دین میں جان کی بھی قربانی ہے اور مال کی بھی، سو تبلیغ میں جان، کی قربانی یہ ہے کہ اللہ کے واسطے اپنے وطن کو چھوڑے اور اللہ کے کلمے کو پھیلائے، دین کی اشاعت کرے، مال کی قربانی یہ ہے کہ سفر تبلیغ کا خرچ خود برداشت کرے، اور جو کسی مجبوری کی وجہ سے کسی زمانے میں خود نہ نکل سکے وہ خصوصیت سے اس زمانہ میں دوسروں کو تبلیغ میں نکلنے کی تبلیغ دے، اوروں کو بھیجنے کی کوشش کرے اس طرح الدالُ علی الخیرِ کفا علِہ کی بنا پر جتنوں کو یہ بھیجے گا ان سب کی کوششوں کا ثواب اس کو بھی ملے گا، اور اگر نکلنے والوں کی امداد مالی بھی کرے گا تو مالی

besturdubooks.wordpress.com

قربانی کا بھی اس کو ثواب ملے گا، پھر ان جانے والوں کو اپنا محسن سمجھنا چاہیئے کہ جو کام ہمارے کرنے کا تھا مگر ہم کسی عذر کی وجہ سے اس وقت نہیں کر سکے تو یہ حضرات ہمارے فرض کو ادا کر رہے ہیں ،دین یہی ہے کہ قاعدین ومعذورین مجاہدین کو اپنا محسن سمجھیں۔

ایک بار فرمایا، ہماری تبلیغ میں علم اور ذکر کی بڑی اہمیت ہے بدون علم کے نہ عمل ہو سکے نہ عمل کی معرفت اور بدون ذکر کے علم ظلمت ہی ظلمت ہے، اس میں نور نہیں ہو سکتا مگر ہمارے کام کرنے والوں میں سے اس کی کمی ہے، میں نے عرض کیا کہ تبلیغ خود بہت اہم فریضہ ہے اس کی وجہ سے ذکر میں کمی ہونا ویسا ہی ہے جیسا حضرت سید صاحب بریلوی قدس سرہ نے جس وقت جہاد کی تیاری کے لئے اپنے خدام کو بجائے ذکر وشغل کے نشانہ بازی اور گھوڑے کی سواری میں مشغول کر دیا تو بعض نے یہ شکایت کی اس وقت پہلے جیسے انوار نہیں ہیں، تو حضرت سید صاحب نے فرمایا کہ ہاں اس وقت ذکر کے انوار نہیں ہیں جہاد کے انوار ہیں اور اس وقت اسی کی ضرورت ہے، فرمایا۔ مگر مجھے علم اور ذکر کی کمی کا قلق ہے اور یہ کمی اس واسطے ہے کہ اب تک اہل علم اور اہل ذکر اس میں نہیں لگے ہیں۔ اگر یہ حضرات آ کر اپنے ہاتھ میں کام لے لیں تو یہ کمی بھی پوری ہو جائے، مگر علماء اور اہل ذکر تو ابھی تک اس میں بہت کم آئے ہیں۔ اب تک جو جماعتیں تبلیغ کے لئے روانہ کی جاتی ہیں ان میں اہل علم اور اہل نسبت کی کمی ہے جس کا حضرت کو قلق تھا، کاش اہل علم اور اہل نسبت بھی ان جماعتوں میں شامل ہو کر کام کریں تو یہ کمی پوری ہو جائے، الحمدللہ مرکز تبلیغ میں اہل علم اور اہل نسبت موجود ہیں، مگر وہ چند گنتی کے آدمی ہیں، اگر وہ ہر جماعت کے ساتھ جایا کریں تو مرکز کا کام کون سر انجام دے۔

ایک بار فرمایا:۔ ہماری تبلیغ کا حاصل یہ ہے کہ عام دیندار مسلمان اپنے اوپر والوں سے دین کو لیں اور اپنے نیچے والوں کو دیں، مگر نیچے والوں کو اپنا محسن سمجھیں کیونکہ جتنا ہم کلمے کو پہنچائیں گے پھیلائیں گے اسی سے خود ہمارا کلمہ بھی کامل اور منور ہوگا، اور جتنوں کو ہم نمازی بنائیں گے اسی سے خود ہماری نماز بھی کامل ہوگی، تبلیغ یہ بڑا گر ہے کہ اس سے مبلغ کو اپنی تبلیغ مقصود ہو دوسروں کے لئے اپنے کو ہادی نہ سمجھے کیونکہ ہادی اللہ کے سوا کوئی نہیں۔

(تلخیص از ملفوظات مولانا الیاسؒ)

besturdubooks.wordpress.com

ملفوظات نمبر۳

از مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ

پہلا ملفوظ..........................کلمہ طیبہ کے انوار و برکات

حضرت ابن عطا فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ کے ذاکر کو تین نور عطا ہوتے ہیں نور ہدایت، نور کفایت، نور عنایت، نور ہدایت کے نصیبہ کی وجہ سے شرک کی ظلمت و تاریکی کو نکال لیا گیا ہے۔ جس پر نور کفایت کا فیضان ہوا وہ ہر قسم کے گناہ کبیرہ سے فحش باتوں سے محفوظ ہوا اور جو نور عنایت سے نوازا گیا وہ فاسد خطروں اور اہل غفلت جیسی حرکتوں سے مامون رہا۔ پہلے نور کے نصیبے والے ہیں جو ذاکر لسانی ہیں۔ قلب متاثر و حاضر نہیں دوسرا نور ذاکر قلب کا حصہ ہے۔ تیسرا نور ان کے لئے ہے جو کسی وقت بھی ا اپنے رب کو نہیں بھولتے اس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ . پھر بعض تو ان میں سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض متوسط درجہ کے ہیں اور بعضے ان میں ایسے ہیں جو خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے چلے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ. ''تم میری یاد میں مصروف رہو میں تمہارا ذکر کروں گا۔''

مسلمانو! غور کرو ہماری ساری خرابیوں کی اصل بھی یاد حق کا نہ ہونا ہے۔ دیکھا فرماتے ہیں کہ تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ مگر ہم میں کہ اس سے دور دور رہتے ہیں مؤذن کہتا ہے کہ حیّ علی الصلوٰۃِ نماز کی طرف آؤ ہم ہیں کہ بازار اور چوپالوں کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ مؤذن کہتا ہے کہ حیّ علی الفلاحِ بہبودی بھلائی کی طرف فلاح کی طرف آؤ ہم شرارتوں

besturdubooks.wordpress.com

کی جگہ جاتے ہیں آہ! کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہم بلاتے ہیں تجھے جاتا ہے بھاگا ہم سے تو............بے مروت ہوگیا بے دید کیا ہم سے تو
تو جہاں جائے گا ہونگے ہم بھی وہاں اے بے خبر.......بھاگ کر کس جا پہ جائے گا ہم سے تو

دوسرا ملفوظ............اپنے آپ کو منعم حقیقی کے تصرف میں دیدو

اپنی باگ نفس کے ہاتھ میں مت دو اپنے آپ کو منعم حقیقی کے تصرف میں دے دو، اتباع وہی ہے کہ آدمی اپنے ارادے کو چھوڑ دے اور دوسرے کے ارادے کے تابع ہو جائے، مسلمان کو تو اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسا ہونا چاہئے جیسا کاتب کی انگلیوں میں قلم کہ اس کو کچھ عذر نہیں ہوتا، کاتب کو اختیار ہے کہ جس طرف چاہے چلائے یا نہ چلائے۔

بس جب اسلام میں داخل ہو کر ظاہری بت پرستی چھوڑی ہے تو باطنی بت پرستی بھی چھوڑ دو اس دل میں خدا کی محبت کے ساتھ دوسری چیز کی گنجائش کہاں ہے جیسے مصلحت دنیا کے واسطے قانون کے مقابلہ میں کوئی حیلہ باقی نہیں رہتا ایسے ہی خدا کی محبت کے مقابلہ اتباع ہوا نہیں چاہئے کیا محبت الٰہی مصلحت دنیا کے برابر بھی نہیں۔

تیسرا ملفوظ............اللہ کو ہر لمحہ یاد رکھئے

ہماری بدحالی کا حقیقی سبب خدا تعالیٰ کو بھول جانا ہے، اور قاعدہ ہے العلاج بالضد علاج ضد کے ساتھ ہوتا ہے اگر مرض کا سبب سردی ہے تو اس کا علاج گرم ادویہ سے کیا جاتا ہے، اسی طرح اس کا عکس ہے کہ اگر مرض کی وجہ گرمی ہے تو اس کا علاج سرد ادویہ سے کیا جاتا ہے، اسی طرح یہاں بھی علاج بالضد ہونا چاہئے کہ اگر بدحالی کی وجہ نسیان ہے (یعنی بھولنا) تو اس کی ضد یاد ہوئی تو گناہوں کا اصل علاج جس کا سبب خدا کو بھولنا ہے اللہ تعالیٰ کی یاد ہے یا یوں کہئے کہ ہر مرض کا علاج سبب کے رفع ہونے کے ساتھ ہوتا ہے خواہ ضد کے ذریعہ سے رفع کیا جائے یا مثل ذریعہ بہرحال ازالہ مرض کے لئے رفع سبب، سب کے نزدیک ضروری ہے اور جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ مرض عصیان کا سبب نسیان ہے، تو اس کا علاج یہ ہوا کہ نسیان کو رفع کیا جائے اور رفع نسیان لازم ہے ذکر اللہ کو، کیونکہ ارتفاع نقیضین (کہ رفع نسیان اور عدم ذکر دونوں نہ ہوں۔ یہ بات سب کے

besturdubooks.wordpress.com

نزدیک) محال ہے، تو حاصل یہ نکلا کہ معصیت کا علاج یاد الٰہی ہے۔ اب رہی یہ بات کہ خدا تعالیٰ کی یاد کیسے ہو اور اس کا کیا طریقہ ہے، تو یاد کے بہت سے طریقے ہیں مثلاً ایک یاد ہوتی ہے محبت کی بناء پر ایک ہوتی ہے خوف سے اور ایک ہوتی ہے حیاء سے، پھر ان کی بھی چند قسمیں ہیں کہ اس محبت کا منشاء اس کی ذات ہے، یا اس سے مقصد ثواب ہے اسی طرح خوف کا حال ہے کہ خوف ذات کا ہے یا عقاب کا اور یہی حال حیاء کا ہے کہ وہ ذات سے ہے یا محسن کے احسانات سے اس میں لوگوں کے طبائع اور مذاق مختلف ہوتے ہیں، بعضے ایسے ہوتے ہیں جن میں محبت ذات غالب ہوتی ہے، یعنی محبوب کی ذات ہی ایسی عظیم الشان ہے کہ مجبوراً اس سے محبت کرنی پڑتی ہے، نہ وہ جنت کے حاصل کرنے کے لئے ذکر اور عبادت کرتے ہیں، اور نہ دوزخ سے بچنے کے لئے، صرف ذات حق کا عشق ان کے لئے ذکر کا باعث بنا ہوا ہے اور بعضے وہ ہیں۔ جن کے ذکر اللہ کا منشاء حصول جنت ہے کہ ہم کو اس عمل سے جنت ملے گی، دوزخ سے نجات ہوگی اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں، کیونکہ مقصود تو ذکر اللہ ہے وہ ہونا چاہئے اگر اسی نیت سے ذکر کرتا رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن وہ بھی آئے گا کہ اس کو ذات حق سے عشق ہو جائے گا پھر اس کو بھی ذات محبوب کی رضاء کے سوا کچھ مطلوب نہ ہوگا۔

چوتھا ملفوظ.......................مستحبات عشاق کا سرمایہ تسکین ہیں

اگر شریعت میں صرف ضروریات فرائض وواجبات ہی کا بیان ہوتا، مستحبات کا ذکر نہ ہوتا تو عشاق کو سخت بے چینی ہوتی کیونکہ عاشق محض ضروریات پر اکتفا نہیں کرتا، ان کو تو وہ فرض منصبی سمجھتا ہے بلکہ وہ تو چاہتا ہے کہ فرض منصبی کے علاوہ بھی میں کوئی ایسا کام کروں جس سے محبوب کی توجہ مجھ پر زیادہ سے زیادہ ہو۔ ہمارا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمارے خیال فاسد میں محض قانونی رہ گیا ہے اس لئے ہم فرائض وواجبات کے علاوہ مستحبات کو غیر ضروری سمجھتے ہیں اگر ہمارا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت وجانثاری کا ہوتا تو فرائض وواجبات پر ہم کبھی قناعت نہ کرتے، بلکہ خود ہی مستحبات کی تلاش میں لگ جاتے، اور جس بات کے متعلق بھی یہ معلوم ہو جاتا کہ حق تعالیٰ کو یہ پسند ہے، وہ اس سے خوش ہوتے ہیں، تو اس کی طرف شوق سے سبقت کرتے، اور جس بات کے متعلق

besturdubooks.wordpress.com

یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ حق تعالیٰ کو ناپسند ہے تو اس سے کوسوں دور بھاگتے اور اس کی یہ تحقیق نہ کرتے کہ یہ زیادہ ناپسند ہے یا کم، عاشق کو تو اتنا جان لینا ہی کسی کام سے رکنے کے لئے کافی ہے کہ یہ محبوب کی ناپسند ہے، وہ اس تفصیل میں نہیں جاتا کہ یہ کس درجہ کا ناپسند ہے، آیا ایسا ناپسند ہے کہ اس سزا ضرب اور حبس کی دی جاتی ہے، یا ایسا ناپسند ہے کہ محبوب کس قدر کبیدہ خاطر ہو جاتا ہے اور رخ پھیر لیتا ہے، اس کے نزدیک تو یہ دونوں صورتین برابر ہیں، عاشق تو اس کو بھی ہرگز گوارا نہیں کرسکتا کہ محبوب اس سے کچھ بھی کبیدہ خاطر یا بے رخ ہو جائے، چہ جائیکہ کبیدگی کے علاوہ ضرب وحبس بھی ہو اس کو تو بھلا کیوں گوارا کرنے لگے گا۔

پانچواں ملفوظ........................ذکر الٰہی کا اصل مقصد

ذکر الٰہی کا اصل مقصد ہے وصول الی المطلوب کہ کس طرح مطلوب اور مقصود تک رسائی ہو جائے تو پھر ذکر و شغل کر کے اس بات کے خواہش مندمت بنو کہ ہم کو خوف یا اس کی محبت درجہ غالب میں حاصل ہو جائے یا ہم پر فلاں کیفیت طاری ہو جائے، کیونکہ یہ سب چیزیں غیر اختیاری ہیں اور غیر اختیاری امور کا بندہ مکلّف نہیں اور یہی وجہ ہے کہ جب عرصہ تک ذکر کر کے یہ چیزیں حاصل نہ ہوں تو افسوس کرنے لگتے ہیں کہ ہائے ہم پر فلاں کیفیت کیوں نہیں غالب ہوئی تم کو کیا خبر ہے کہ تمہارے لئے کونسی کیفیت مناسب ہے اور کونسی نہیں، خوف کا راستہ مناسب ہے یا محبت وحیاء کا وہ کسی کو ہنسا کر پہنچاتے ہیں کسی کو رلا کر اور کسی کو نہ ہنساتے ہیں نہ رلاتے ہیں بلکہ حسرت اور پریشانی میں مبتلا رکھ کر پہنچاتے ہیں، کسی نے خوب کہا ہے۔

بگوش گل چہ سخن گفتہ کہ خنداں ست............بعندلیب چہ فرمودہٗ کہ نالاں ست

تم نے پھول کے کان میں کیا بات کہہ دی کہ وہ ہنس رہا ہے اور بلبل سے تم نے کیا کہہ دیا کہ وہ رو رہی ہے۔ غرض جس کو محبوب کے ہاتھ سے جو بھی مل گیا اسی کو اپنے حق میں بہتر اور اچھا سمجھنا چاہئے اور اسی پر راضی رہنا چاہئے جنہوں نے اس راز کو سمجھ لیا وہ ہر حال میں راضی رہتے ہیں، اگر ان پر خوف کا غلبہ ہے تو وہ محبت کے غلبہ کے طالب نہیں ہوتے، اگر کسی پر حیاء غالب ہے تو وہ محبت اور خوف کا طالب نہیں ہوتا۔

besturdubooks.wordpress.com

چھٹا ملفوظ............گناہ پر دل پریشان ہو جائے

کم گناہ کرنے والوں میں جو خاص لوگ ہیں۔ان کی حالت یہ ہے کہ گناہ پر تو وہ کیا ہی صبر کر سکتے تو وہ ایک ذرا سے تغیر اور وارد کے فوت ہونے پر ہی پریشان اور بے چین ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ابھی سنا کہ سالکین کی قبض میں کیا حالت ہوتی ہے؟ کسی بادشاہ کی بادشاہت سے چھن جانے سے بھی وہ بے چینی اور پریشانی نہیں ہوتی جو ان حضرات کو اس حالت کے پیش آنے سے ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے گناہ کرنے والا بہ نسبت زیادہ گناہ کرنے والوں کے زیادہ پریشان ہوتا ہے۔اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص نے قرض لینا تو کبھی جانا ہی نہ ہو بلکہ وہ ہمیشہ اس بات کا عادی ہو کہ اپنے پاس سو پچاس جمع رکھتا ہے کبھی خالی ہاتھ نہیں رہتا اور ضرورت والوں کو ضرورت کے وقت دیتا دلاتا بھی رہتا ہے، ایسے شخص کا اگر کبھی اتفاق سے ہاتھ خالی ہو جائے تو سمجھ لیجئے کہ اس کو کتنی پریشانی ہوگی تھوڑے مقروض کو وہ پریشانی نہ ہوگی جو اس شخص کو محض اپنا ہاتھ خالی ہونے سے ہوگی، کیونکہ جس نے ہمیشہ دوسروں کو دیا ہو کبھی کسی سے ایک پیسے کا ادھار نہ لیا ہو اس کو تو اس کے تصور سے بھی لرزہ آئے گا کہ آج میرا ہاتھ خالی ہے، خدانخواستہ مجھے کسی سے مانگنا نہ پڑے۔

اہل اللہ کی بھی یہی حالت ہے کہ گناہ تو کیا؟ وہ تو احتمال گناہ سے بھی کانپتے ہیں، حتیٰ کہ واردات کے کم ہو جانے سے گھبراتے ہیں، کیونکہ اس سے کسی قدر تنزل اور بعد کا وہم ہو جاتا ہے ،یہی وجہ ہے کہ اگر ایسے خواص سے کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو بہ نسبت اوروں کے ان کو زیادہ رنج وملال ہوتا ہے، کیونکہ ان کو گناہ کے نشتر سے تکلیف کا احساس ہوتا ہے، بخلاف ان لوگوں کے جو اکثر و بیشتر گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں تو بہ کر کے اجتناب نہیں کرتے ان کا احساس نہایت ضعیف یا مفقود ہو جاتا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں گناہ کرنے سے ایک سیاہ نقطہ کا قائم ہو جانا اور مسلسل کرتے رہنے سے پورے دل پر سیاہی کا احاطہ کر لینا مذکور ہے، تو جو لوگ واردات کی کمی سے بھی پریشان ہو جاتے ہیں، وہ بھی گنوہوں سے کیوں پریشان نہ ہوں گے، یہی پریشانی ہے، جو سب میں مشترک ہے، البتہ کسی کو اس کا احساس زیادہ ہے کسی کو کم اور اور جو کسی کو اپنی اس حالت پر احساس و نظر اور تاسف بھی نہ ہو تو اس کی یہ حالت خود قابل تاسف بھی نہ ہو تو اس کی یہ حالت خود قابل تاسف

besturdubooks.wordpress.com

ہے اول تو گناہوں پر نظر کر کے ہم کو خود رونا چاہئے اور جو کسی کو رونا نہ آئے تو اس رونا نہ آنے پر رونا چاہئے کہ افسوس! میں ایسا سنگدل ہو گیا ہوں کہ مجھے بدحالی پر رونا بھی نہیں آتا۔

ساتواں ملفوظ.........................خواہش نفسانی تمام گناہوں کی جڑ ہے

آخر نافرمانی ہوتی کیوں ہے، بجز خواہش نفسانی اور دوسرا کیا سبب ہے، مثلاً نماز نہ پڑھنے کا سبب یہ ہوا کہ نیند آ رہی تھی بس آرام میں خلل گوارا نہ ہوا عشاء کا وقت ہوا اور سو کر صبح کر دی اب یہ آرام اور تن پروری خواہش نفسانی ہی تو ہے یا نماز میں تاخیر کا سبب کسی دوسرے کام میں لگا ہوا ہونا ہوتا ہے۔ اس کو چھوڑ کر جانا گوارا نہیں ہوتا، مال کے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے، یا نماز میں تاخیر اور اس کا ترک تو نہ ہوا مگر بے توجہی کے ساتھ نماز پڑھی اور یہ بے توجہی جب ہی ہوگی جب کہ توجہ دوسری طرف ہو اور توجہ کا ایک طرف نہ رہنے دینا یہ بھی خواہش نفس سے ہوتا ہے۔ غرض کوئی ترک طاعت کرتا ہے کوئی ارتکاب معصیت یہ سب نفسانی خواہش سے ہے اس لئے ہر چیز میں خیال رکھا جاوے کہ نفس کی خواہش ہے یا نہیں جب اس سے مواخذہ کیا جاوے گا تو ممکن نہیں کہ اس سے معصیت ہو سکے کچھ دل تک عادت ڈالنے سے اس کا نفع معلوم ہو سکتا ہے اکثر گناہوں میں سب جانتے ہیں کہ مضر تیں ہیں مگر خواہش نفسانی سے اس کا نفع معلوم ہو سکتا ہے اکثر گناہوں میں سب جانتے ہیں کہ مضرت پیش نظر رکھی جائے تو لذت سے مغلوب نہ ہو۔ مثلاً غیبت کرنے کے وقت اس کی مضرت کو خیال کرے کہ اس شخص کو خبر پہنچ گئی تو مجھ سے ضرور لڑائی ہوگی اور بہت سے نقصان پہنچیں گے نفع تو کوئی بھی مرتب نہ ہوگا۔

جہاں تک غور کیا جائے گا تو سب معصیت کا سبب خواہش نفسانی کو ہی پایا جاوے گا خواہ غیبت ہو یا رشوت کمی کی رسمیں ہوں یا شادی کی، اور اسراف وفضول خرچی تو ایسی معصیت ہے کہ اس کا وبال اخروی تو آخرت میں ہوگا ہی مگر دنیا میں بھی اس کا نتیجہ سامنے آ جاتا ہے۔

آٹھواں ملفوظ.........................ذکر وفکر ہی مقصود ہے

بندہ کا کام صرف یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی یاد میں لگے اور ذکر وفکر ہی کو مقصود سمجھے کسی کیفیت پر نظر نہ رکھے۔ غرض حق تعالیٰ نے ہمیں اس طرح خطاب فرمایا ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

لَاتَکُونُوا کَالَّذِیْنَ نَسُوااللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا اور جنہوں نے ایسا کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو بھلا دیا، پس کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی خدا کو بھولنے والوں میں شمار ہوجائیں اور اگر ایسا ہوگیا تو پھر ہم اس کا ارشاد۔ اُولٰٓـئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ ہی لوگ ہیں نافرمان کے مستحق ہوکر نافرمانوں میں داخل ہوجائیں گے۔

نواں ملفوظ.........................خواہش نفسانی کے نقصانات

خواہش نفسانی ایسی بری چیز ہے کہ اس میں دنیا کی بھی خرابی اور نقصان ہوجاتا ہے کیونکہ خواہش نفسانی کا پورا کرنا معصیت ہے، اور نقصان ہوجاتا ہے کیونکہ خواہش نفسانی کا پورا کرنا معصیت ہے، اور معصیت میں اخروی ضرر کے علاوہ دنیا کی بھی مضرتیں ہیں۔

ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ ساتھ چھوڑ دیتے ہیں جس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ آدمی اسباب جمع کرتا ہے مگر وہ اسباب موصل الی المسبب بہت کم ہوتے ہیں، ہر کام مین پریشان رہتا ہے ذرائع زیادہ رکھنے پڑتے ہین اور کام اتنا نہیں ہوتا۔ اور ایک یہ کہ رزق میں تنگی ہوتی ہے، اس پر اگر کوئی یوں کہنے لگے کہ ہم پر تو تنگی نہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ رزق سے مقصود اطمینان قلب ہے اور یہ معصیت کے ساتھ حاصل نہیں ہوگا، کیونکہ اطمینان فراغ قلب بے فکری کا نام ہے، ناجائز طریقہ سے کتنا ہی مال حاصل کرلیا جاوے مگر جو نشاط اور بے فکری قلب کو تھوڑے حلال مال سے حاصل ہوتی ہے وہ ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی اور یہ بات تجربہ ہی سے معلوم ہوسکتی ہے چونکہ یہ وجدانی بات ہے اور وجدانی بات کے بارے میں فرماتے ہیں ؎ پرسید یکے کہ عاشقی چیست...... گفتم کہ چو ماشوی بدانی

معصیت چھوڑ کر کوئی طاعت اختیار کر کے دیکھے کہ قلب میں کیا بات پیدا ہوتی ہے کھلی آنکھوں دیکھ لے گا کہ اطمینان کیا چیز ہے اور یہ موٹی بات ہے کہ معصیت کرنے والا غیر اللہ کا طالب ہے پس اللہ تعالیٰ کی اعانت اور مدد اس کو کیسے حاصل ہوسکتی ہے، اور پھر اس تک پہنچ جانا اور اس کو پالینا تو کیوں کر ہوگا۔

دسواں ملفوظ.........................دنیا کی حقیقت کو سمجھئے

دنیا دولت و مال کا نام نہیں روح دنیا کچھ اور ہی ہے اور وہی دنیا سے مقصود ہے اور وہ راحت

besturdubooks.wordpress.com

قلب ہے اگر ایک شخص کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہو اور جائداد بھی ہو اور ہر طرح کا سامان عشرت مہیا ہو اور اس کے ساتھ اسے یہ معلوم ہو کہ آج کے چوتھے روز مجھے پھانسی دے دی جائے گی اب فرمایئے کہ کیا اسے اس دولت سے خوشی ہوگی؟ اس سامان عشرت سے لطف میسر ہوگا؟

کیا اسے لذیذ کھانوں سے حظ آئے گا؟ کیا اسے عالیشان کوٹھی مین راحت ملے گی؟ اس وقت تو دنیا اس کی آنکھوں میں اندھیر ہوگی، اور یہ سب کچھ اس لئے کہ اس کے قلب کو راحت حاصل نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اصل اور روح دنیا کی راحت ہے محض مال و دولت ریاست وسلطنت سے کچھ نہیں ہوتا۔ میں بقسم کہتا ہوں کہ حقیقی راحت اہل اللہ کو میسر ہے۔ اگر چہ بظاہر ان کے پاس سامان جاہ وثروت کم ہو حتی کہ ان کے کپڑے پھٹے ہوئے ہوں اور جوتا ٹوٹا ہوا ہو اگر یہ شخص دیندار ہے تو واللہ یہ راحت میں ہے اور نافرمان دولت مند وامیران کے مقابلے میں مصیبت میں ہے اور اس کی ایک خاص وجہ ہے اور وہ یہ کہ حوادثات کا پیش آنا انسان کے اختیار میں نہیں۔ دوسرے یہ کہ زیادہ حوادث طبیعت کے خلاف ہوتے ہیں سو جب ناگوار اور خلاف طبیعت امور پیش آتے رہیں گے تو چین کیوں کر میسر ہوگا گو روپیہ بہت ہو مگر اس روپیہ کو کیا کریں کہ کہیں تو نیند نہ آنے کی شکایت ہے کہیں معدہ کمزور عمدہ غذا نہیں کھا سکتے کبھی زکام کبھی پیچش کبھی بخار ہے کبھی تپدق کبھی نقصان وخسارہ ہے آرام سے بیٹھنا نصیب نہیں ہوتا کبھی کسی عزیز کے رنج ودکھ کی خبر آ گئی کبھی کسی کی چوٹ اور موت کی زیادہ تر ایسے ہی حوادث آتے رہتے ہیں جو پریشان کرنے والے ہیں اور یہ ہو نہیں سکتا کہ واقعات رک جائیں یا خلاف طبع پیش آئیں اس لئے پریشانی اور بے چینی لازم ہے۔ اب اس کی تدبیر کی کوئی صورت ہے تو صرف یہ ہے کہ مزاج کو ایسا کرلے کہ کوئی واقعہ خلاف مزاج نہ رہے اور ایسا مزاج کس طرح ہو سکتا ہے اس کو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پوچھو اور حضرت علیؓ سے یا حبش کے حضرت بلالؓ سے کہ ٹوٹے پھوٹے بوریوں میں اور تنگ تاریک حجروں میں یہ مزاج بن گیا تھا کہ کوئی واقعہ خلاف مزاج نہ رہا اور وہ مزاج جو حجروں میں بیٹھنے سے بنتا ہے وہ محبت ومعرفت ہے۔

(تلخیص از خطباتِ مسیح الامتؒ)

besturdubooks.wordpress.com

ملفوظات نمبر۴

از مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ

پہلا ملفوظ.................قرآن وسنت میں اصلاح کا مکمل نظام موجود ہے

قرآن وسنت میں انسان کے ظاہری اعمال اور معاملات اور باطنی عقائد اور اخلاق سب ہی کی اصلاح کا مکمل نظام موجود ہے۔امت میں صحابہ وتابعین سے لے کر موجودہ زمانے کے صالحین کاملین تک جس کو جو کچھ کمال حاصل ہوا ہے وہ صرف اسی نظام عمل کی مکمل پابندی سے ہوا ہے ،وہ جس طرح نماز ،روزے ،حج ،زکوٰۃ کے پابند تھے اسی طرح صدق ،اخلاص ،توحید ،تواضع ،صبر ،شکر ،توکل ،زہد وغیرہ باطنی اعمال میں بھی ویسا ہی کمال رکھتے تھے ،وہ جس طرح جھوٹ ،فریب ،کی تحقیر وتوہین ،حب جاہ ،حب مال ،حرص ،بخل وغیرہ باطنی گناہوں کو بھی ایسا ہی حرام جانتے اوران سے پرہیز کا اہتمام کرتے تھے۔

علماء امت نے عوام کی سہولت کے لئے قرآن وسنت کے اس پورے نظام کو چند علوم وفنون میں الگ الگ جمع کر کے مدون کر دیا ،اعمال ظاہرہ نماز ،روزہ ،حج ،زکوٰۃ اور نکاح وطلاق اور تمام معاملات کو علم فقہ میں اور اعمال باطنہ میں سے عقائد کو علم عقائد میں اور اخلاق ومعاشرت کو علم تصوف میں جمع کر دیا۔

بعض حضرات علماء نے تینوں علوم کو یکجا بھی لکھا ہے ،علامہ ابن السبکی نے اپنی کتاب ''جمع الجوامع'' میں جو اصول فقہ کی مشہور کتاب ہے اس کے آخر میں بعنوان ''خاتمہ'' تصوف واخلاق اور اعمال باطنہ کی بھی کچھ تفصیل لکھی ہے۔امام قشیریؒ نے رسالہ قشیریہ ،میں حضرت سہروردیؒ نے ''عوارف المعارف'' امام غزالیؒ نے ''احیاء العلوم'' وغیرہ مستقل تصانیف میں اعمال باطنہ کی

besturdubooks.wordpress.com

صلاح اوران کی اہمیت پرنہایت تفصیلی بحث فرمائی ہے،اوراس آخری دور میں حضرت حکیم الامت سیدی مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ نے اس موضوع پر التکشف، التشرف مسائل السلوک، تعلیم الدین، قصد السبیل وغیرہ نہایت جامع کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔

دوسرا ملفوظ............روح کی بیماریوں کا علاج

فرمایا یہ دل کی بیماریاں، کفر، شرک، نفاق، حسد، کینہ، تکبر، نخوت، حرص، بخل، حب جاہ، حب مال، غرور وغیرہ ہیں۔اور تندرستی یہ ہے کہ اپنے مالک حقیقی حق تعالیٰ کو پہچانے، تمام نفع نقصان، تکلیف راحت کا مالک اس کو سمجھے، اس کی نعمتوں کا شکرادا کرے، کوئی تکلیف پیش آئے تو صبر سے کام لے، تمام معاملات میں اللہ پر بھروسہ کرے اس کی رحمت کا امیدوار اور عذاب سے ڈرتا رہے، اس کی رضاجوئی کی فکر میں رہے، اور صدق واخلاص کے ساتھ تمام احکام بجالائے۔

فرمایا باطنی امراض سے نجات حاصل کرنے کا مکمل علاج قرآن کریم ہے: ﴿وننزل من القرأن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين.﴾ ''ہم نازل کرتے ہیں قرآن سے وہ چیز جو شفاء اور رحمت ہے مؤمنین کے لئے''

دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿قل هو للذين أمنوا هدًى وشفاء.﴾ ''یعنی آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ یہ قرآن ایمان والوں کے لئے ہدایت ہے اور شفاء ہے۔''

لیکن باطنی بیماریوں اور ان کے علاج میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ ظاہری بیماریاں تو آنکھوں اور دوسرے حواس سے محسوس کی جاسکتی ہیں، نبض کی حرکت، خون اور فضلات کا امتحان کر کے معلوم کی جاسکتی ہیں، ان کے معالجات محسوس آلات اور دواؤں سے کئے جاتے ہیں، باطنی امراض نہ آنکھوں سے دکھائی دیتے ہیں، نہ نبض وغیرہ سے ان کو پہچانا جاسکتا ہے، اسی طرح ان کا علاج بھی محسوس غذاؤں اور دواؤں سے نہیں ہوتا، ان امراض کی تشخیص اور علاج کی تجویز صرف قرآن وسنت کے بتلائے ہوئے اصول ہی سے ہوسکتی ہے۔

تیسرا ملفوظ............دو مجرّب عمل کی نصیحت

فرمایا کوئی شخص کسی کام سے عاجز ہوجائے اور اس کے سرانجام ... ین صورت نہ ہوتو

besturdubooks.wordpress.com

تنہائی میں صاف پاکیزہ ہوکر دو رکعت نفل پڑھے پھر اس دعائے حزب البحر کو پانچ سات مرتبہ پڑھے امید ہے وہ کام ہو جائے گا۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل شمشیر مؤمنین ہے عشاء کے بعد جب لوگ سو جائیں تو دو رکعت نفل ادا کر کے تشہد کی ہیت پر قبلہ رو بیٹھے حضور دل سے **حسبنا اللہ ونعم الوکیل** ۴۵۰ مرتبہ اور اپنے مطلوب کا تصور کرے جب یہ تعداد پوری کر لے تو سات مرتبہ حزب البحر پڑھے اس طرح بار بار مکرر پڑھے مراد پوری ہوگی انشاء اللہ۔

ایک صاحب نے ''ختم خواجگان'' کے متعلق پوچھا کس طرح پڑھا کرتے ہیں فرمایا اول دس مرتبہ درود شریف پھر ۳۶۰ مرتبہ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ لا ملجأ ولا منجأ من اللہ الا الیہ** اس کے بعد ۳۶۰ مرتبہ سورہ **الم نشرح** اس کے بعد ۳۶۰ مرتبہ او پر والا **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** آخر تک پھر دس مرتبہ درود شریف۔

چوتھا ملفوظ..........ایک غلط خیال کی وضاحت

یہ خیال غلط ہے کہ لڑائی جھگڑے، فساد، دین سے ہو رہے ہیں یہ نفسانیت سے چاہے حنفی ہو، وہابی ہو، کوئی ہو، دین میں کوئی جھگڑا نہیں، جھگڑا کبر کا، ریاء کا، عجب کا، ہر شخص اپنی ضد پر قائم ہے جس طرح ہر شخص اپنے طریقہ علاج کو پسند کرتا ہے۔ لیکن دوسرے حکیم یا وید کو برا نہیں کہتا۔ مگر دین کے اعمال میں نفسانیت شامل کر کے دوسرے کو برا کہتے ہیں یہ برا مرض ہے۔ ان کا علاج خانقاہیں اور مساجد میں جو شیخ اور بزرگ ہوں گے وہ پہچان لیں گے کہ اس میں کونسا مرض ہے کبر ہے۔ نفسانیت ہے، حسد ہے، بغض ہے۔ بس یہ باطنی امراض کو پہچاننے اور عمل کرنے کی ضرورت ہے اور ایسے خدا کے بندے بہت ہیں لہٰذا ان سے رجوع کر کے اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔

فرمایا، انسان کا کمال تحصیل عدالت ہے، حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ انسان کا کمال یہ ہے کہ قوت عقلیہ، قوت شہویہ اور قوت غضبیہ میں اعتدال کا درجہ حاصل کرے۔ اگر ان میں افراط کا درجہ ہو یا تفریط کا تو یہ کمال نہیں بلکہ نقص ہے۔ قوت عقلیہ میں تفریط کا درجہ ''حماقت'] ہے اور افراط کا درجہ ''جزبرز'' (بہت تیزی) ہے اور درجہ اعتدال کا نام حکمت ہے۔ قوت شہویہ سے مراد وہ قوت ہے

besturdubooks.wordpress.com

جو منافع کو حاصل کرنا چاہتی ہے، اس میں افراط کے درجہ کا نام ''فجور'' ہے اور تفریط کا نام ''خمود'' ہے۔ اور درجہ اعتدال کا نام ''عفت'' ہے۔ قوت غضبیہ سے مراد وہ قوت ہے جو مضرتوں کو دفع کرنا چاہتی ہے۔ اس میں درجہ افراط کا نام ''جبن'' ہے اور اعتدال کا نام ''شجاعت'' ہے۔ ان میں حکمت، عفت اور شجاعت تینوں کے مجموعہ کا نام عدالت ہے۔

پانچواں ملفوظ ....دعاء استخارہ کا مطلب سمجھ لیجئے

فرمایا دعاء استخارہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعائے خیر کرتا رہے۔ استخارہ کرنے کے بعد ندامت نہیں ہوتی اور یہ مشورہ کرنا نہیں ہے مشورہ تو دوستوں سے ہوتا ہے۔ استخارہ سنت ہے۔ اس کی دعا مشہور ہے اس کے پڑھ لینے سے سات روز کے اندر اندر قلب میں ایک رجحان پیدا ہو جاتا ہے اور یہ خواب میں کچھ نظر آنا یہ قلبی رجحان حجت شرعیہ نہیں ہیں کہ ضرور ایسا کرنا ہی پڑے گا۔ اور یہ جو دوسروں سے استخارہ کرایا کرتے ہیں یہ کچھ نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے عملیات مقرر کر لئے ہیں دائیں طرف یا بائیں طرف گردن پھیرنا یہ سب غلط ثابت ہوتے ہیں۔ ہاں دوسروں سے کرا لینا گناہ تو نہیں لیکن خود کرنا چاہئے، اس دعا کے صیغے ہی ایسے ہیں۔

فرمایا میں تو چھوٹا سا استخارہ پڑھ لیتا ہوں۔ نماز کے بعد یا سوتے وقت اَللّٰھم خر لِیْ واخترلِیْ گیارہ مرتبہ پڑھ لیتا ہوں اور یہ حدیث میں آیا ہے۔

چھٹا ملفوظ ....مسلمانوں کی ایک افسوس ناک غفلت

ایک زمانہ دراز سے مسلمانوں کی دین اور علوم دینیہ سے عام غفلت کے نتیجے میں سب ہی علوم دینیہ سے مسلمانوں کی اکثریت بے بہرہ ہوتی چلی گئی، خصوصیت سے آخر الذکر علم جس کا تعلق اعمال باطنہ کی اصلاح سے ہے وہ تو ایسا متروک ہوا کہ عوام تو عوام علماء کی ایک بڑی تعداد بھی اس سے بے تعلق ہوگئی، صرف اعمال ظاہرہ کی پابندی میں دین کو منحصر سمجھ لیا گیا، صدق اخلاص، توحید وتوکل، صبر وشکر، قناعت وزہد، تقویٰ کے صرف الفاظ زبانوں پر رہ گئے، حب جاہ، حب مال، نخوت وغرور، غیظ وغضب، کینہ وحسد، جیسے محرمات اور مہلک امراض سے نجات حاصل کرنے کی فکر بھی دلوں سے محو ہوگئی۔

besturdubooks.wordpress.com

میرا خطاب اس معاملے میں سب سے پہلے اپنے نفس سے اور پھر دوسرے اہل علم سے ہے، کہ ہم نے اپنا ظاہر تو کچھ دین کے مطابق بنالیا ہے، اعمال ظاہرہ کی حد تک ہم پابند شریعت بھی سمجھے جاتے ہیں، اور ایسے تمام گناہوں سے بچنے کا بھی کسی حد تک اہتمام کرتے ہیں جو عوام کی نظر میں منصب علم وعلماء کے خلاف سمجھے جاتے ہیں، اور جو لوگ ان میں مبتلا ہوں عوام کی نظر سے گر جاتے ہیں، لیکن باطنی محرمات اور کبیرہ گناہ جو درحقیقت ظاہری گناہوں سے زیادہ سخت گناہ ہیں ان سے بچنے کا کوئی اہتمام ہم میں نظر نہیں آتا۔

ساتواں ملفوظ..........رزق رسانی کا قدرتی نظام

فرمایا اللہ پاک کی کچھ مخلوق ایسی بھی ہے جو بالکل کاہل یا اپاہج ہے اور اللہ پاک اس کو بھی رزق مہیا فرماتا ہے اس کی مثال مولانا رومی ل نے اپنے اشعار میں دی ہے کہ زمین نہ تو چل سکتی ہے اور نہ جدوجہد کرسکتی ہے اللہ پاک نے اس کی پیاس بجھانے کے لئے بادلوں کو بنایا جو سمندروں سے پانی لاکر اس جگہ پہنچاتے ہیں جہاں اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ مجھے یاد آیا ابھی کچھ روز قبل محکمہ موسمیات نے اعلان کیا تھا کہ فلاں جگہ بارش ہوگی لیکن بارش تو ہوئی مگر اس جگہ سے فاصلہ پر اور پھر محکمہ موسمیات نے اعلان کیا کہ دراصل اس زمین کو جہاں یہ بارش ہوئی ہے زیادہ ضرورت تھی پانی کی، خیر چلو انہوں نے یہ تو مان لیا کہ جہاں زیادہ ضرورت تھی وہاں پر بادل جاکر برسے، لیکن یہ سب کچھ یونہی نہیں ایک باقاعدہ نظام ہے ہر چیز کا قدرت نے ایک نظام بنایا ہے چنانچہ پانی جو زندگی کا اہم ترین جزو ہے ہوسکتا تھا کہ اللہ پاک یہ کہہ دیتے کہ سال میں ایک یا دو مرتبہ بارش ہوگی اور جس کو جتنی ضرورت ہو پانی لے کر رکھ لے پھر نہ ملے گا تو کیا ہوتا مگر قربان جایئے اس کی رزاقی کے کیا مصلحت آمیز نظام ہے کہ پہلے تو پانی بادل اٹھا کر لے جاتے ہیں سمندر کے کڑوے پانی کو، اوپر جا کر مشینوں کے بغیر ٹھنڈا اور میٹھا بناتے ہیں، پھر جس جگہ ضرورت ہوتی ہے اس کے حکم اور اندازے کے مطابق برستے ہیں، مجال کیا ہے اس کے خلاف کر جائیں۔

آٹھواں ملفوظ..........وساوس سے بچتے رہئے

وساوس کا ایک درجہ غیر اختیاری ہے اس کی فکر نہ کریں اور ایک درجہ اختیاری ہے اسے ضرور

besturdubooks.wordpress.com

اختیار کرے۔ وساوس کے آنے پر بالکل بے فکر ہو جانا اوران کو غیر اختیاری تصور کر لینا ہی ٹھیک نہیں ہے۔ جس کے اسباب اختیار میں ہوں وہ غیر اختیاری نہیں ہوتا۔ سو وساوس کے دفع کرنے کے کچھ اسباب اختیاری ہیں مثلاً طہارت کا پورا خیال رکھا جائے۔ وضو با قاعدہ طور سے کیا جائے۔ وضو اور نماز کے درمیان کوئی دنیوی کام، بات چیت نہ کرے۔ جو کام نماز سے پہلے کر رہا ہے تھوڑی دیر اس کو چھوڑ دے تا کہ خیالات مٹ جائیں اور نماز شروع کرنے سے پہلے ذرا یہ سوچ کہ کہ جب میں اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر اس سے ہمکلام ہوں گا۔ نماز پڑھوں گا لہٰذا مجھ کو بہت دھیان لگانے کی ضرورت ہے۔ اور دونوں ہاتھ اٹھائے تو خیال کرے کہ رب میں نے دو جہان سے ہاتھ اٹھائے ۔ مجھے اب کسی سے کوئی غرض نہیں۔ ان کے سامنے سب حقیر و ذلیل ہیں پھر اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھے اور سمجھے کہ میں اللہ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا عرض و نیاز کر رہا ہوں۔

حضرت مولانا تھانویؒ نے لاکھ روپے کا ایک نسخہ عنایت فرمایا ہے جو کوئی اس کو استعمال کرے انشاء اللہ وساوس نہیں ستائیں گے پہلے لوگ تو اس کام کے لئے چلے کشی کرتے تھے وہ بات یہ ہے کہ نماز پڑھنے میں جو الفاظ زبان سے ادا ہوں ان کی ادائیگی کی طرف دھیان رکھے اگر معنی یاد ہوں تو معنی سوچتے رہا کریں اور نماز کو فکر سے پڑھو۔ بے فکری سے ہرگز نہ پڑھو۔

نواں ملفوظ.................دنیا کی تمام پریشانیوں سے بچنے واحد طریقہ

دنیا کی تمام پریشانیوں سے بچنے کا ایک واحد طریقہ ہے پریشانیوں کو پریشانیاں نہ سمجھو تو کوئی پریشانی باقی نہیں رہتی۔ اب ہم یہ کہیں گے کہ صاحب درد تو ہو رہا ہے اس کو درد نہ سمجھا جائے تو پھر کیا کریں تو آج کل بھی اس زمانہ میں نفسیات کو علاج میں بڑا دخل دیا جا رہا ہے یہاں تو باقاعدہ اس کا شعبہ قائم ہے کہ ہر بیماری کا نفسیات سے علاج ہو رہا ہے۔ نفسیات کیا ہے کہ دماغ کو اس تکلیف سے ہٹا لو تکلیف جاتی رہتی ہے یعنی اگر کسی کو بخار ہے اور دوسرے نے کہہ دیا کہ یہ بخار بہت خطرناک ہے تو اب تک تو خطرناک نہ تھا اب خطرناک بن گیا اسی طرح اگر پریشانی کو یہ سمجھا جائے کہ یہ پریشانی کچھ بھی نہیں ہے تو وہ پریشانی نہیں رہتی۔ بہت سے مریض اور پریشانی میں مبتلا شخص اس پر عمل کر کے اپنے آپ کو صحت مند اور راحت میں محسوس کر سکتے ہیں اور اصل اس کی یہ

besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ دنیا میں جتنے لوگ ہیں ان میں ایک بھی ایسا نہیں جو کسی نہ کسی تکلیف میں گھرا ہوا نہ ہو، ایسا تو کوئی بھی نہیں جس کی تمام خواہشات پوری ہو جائیں یہ تو صرف خدا کو درجہ حاصل ہے یہاں تک کہ انبیاء کے اوپر بھی پریشانیاں آئیں تو اب یہ سمجھا جائے کہ اللہ پاک نے ہم کو اس پریشانی میں جو مبتلا کیا ہے یہ ان کی مہربانی ہے ورنہ اس سے زیادہ اور پریشانی اور تکلیف دہ چیزیں دنیا میں موجود ہیں ہوسکتا ہے کہ ہم کو اس سے نکال کر اس سے زیادہ خطرناک پریشانی میں مبتلا کر دیں جو دنیوی نہیں تو دین کے لحاظ سے خطرہ کا باعث ہوں، چونکہ ظاہری امراض تو انسان دیکھ سکتا ہے اور اس کا علاج بھی کر سکتا ہے مگر باطنی روگ ایسے ہیں کہ اللہ ان سے محفوظ رکھے۔ عجب، کبر، حسد، غیبت، بے ایمانی، بے انصافی، دل آزاری یہ ایسے روگ ہیں کہ نظر بھی نہیں آتے اور انسان ان کو جب اپنے اندر محسوس ہی نہیں کرتا تو پھر علاج کس طرح کرائے گا غرض باطنی بیماریاں زیادہ خطرناک ہیں اور سب سے زیادہ خطرناک بیماری یہ ہے کہ یہ سمجھے کہ ہم کو باطن کا کوئی روگ نہیں۔

دسواں ملفوظ.......................................تین آخری نصیحتیں

(۱) گناہ خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو اس کو ہلکا نہ سمجھو۔

(۲) نیک عمل جو کچھ کرو اس کو زیادہ نہ سمجھو۔

(۳) نماز پنجگانہ کا اتنا اہتمام کرو کہ دنیا کے سب کاموں پر غالب آجائے۔ مرد جماعت کے ساتھ پڑھنے کی اور عورتیں گھروں میں وقت اول میں اس فریضہ سے فارغ ہونے کی کوشش کریں اور عادت ڈالیں۔

(تلخیص از مجالسِ مفتی اعظمؒ)

besturdubooks.wordpress.com

ملفوظات نمبر ۵

از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

پہلا ملفوظ............سب سے بڑی نعمت ایمان ہے

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ایمان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ میں تیرا اور تیرے رسول کا ہر حکم دل سے مانتا ہوں اور دوسرے درجہ کی نعمت اسلام ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ملے اس کی حسب توفیق تعمیل کی جائے۔ اگر یہ دونوں نعمتیں نصیب ہو جائیں تو یہ انسان کی بڑی خوش قسمتی ہے اگر ایمان نہ نصیب ہو تو یہ شخص بڑا بدنصیب بد بخت اور بڑا بدقسمت ہوگا۔ خواہ امیر کبیر یا شاہ وقت ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک ایسے گروہ کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تھا مگر بعد میں بعض علامتوں سے معلوم ہوا کہ ان کے دل میں ایمان نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جس کے دل میں ایمان نہ ہو اس کا اسلام بھی قبول نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کو منافق کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں منافقوں کو کافروں کی فہرست میں شامل کر کے دوزخ میں داخل ہونے کی وعید سنائی ہوئی ہے۔ جب رسول ﷺ کے مبارک زمانہ میں بھی ایسے بدنصیب موجود تھے تو کوئی بعید نہیں کہ آج کل کے زمانے میں بھی ایسے بدقسمت موجود ہوں ممکن ہے کہ ایسے بدنصیبوں کو جب اپنی نامرادی اور انجام کی اطلاع ہو تو شرمندہ ہوں۔ بے ایمانی سے باز آجائیں۔ صدق دل سے ایمان لے آئیں۔ سچے مسلمان بن جائیں اور جہنم کی بجائے جنت میں پہنچ جائیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ

﴿اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم فرمانبردار ہو گئے پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے اور وہ لوگ مؤمن نہیں ہیں۔﴾

besturdubooks.wordpress.com

حاصل یہ نکلا کہ وہ لوگ تو اپنے ایمان اور اسلام کا اظہار کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ بے ایمان ہیں۔ جب وہ اپنے ایمان دار ہونے اور مسلمان ہونے کا اظہار کر رہے ہیں پھر انہیں کیوں بے ایمان کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ:

قولہ تعالیٰ: وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مُّعْرِضُوْنَ. وَاِنْ یَّکُنْ لَّھُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْٓا اِلَیْہِ مُذْعِنِیْنَ.

ترجمہ: اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تا کہ ان میں فیصلہ کرے تبھی ایک گروہ ان میں سے منہ موڑنے والے ہیں اور اگر انہیں حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف گردن جھکا آتے ہیں۔

بے ایمانی کا سبب یہ نکلا کہ جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پر انہیں جھگڑا نپٹانے کے لئے بلایا جائے تو فقط اس صورت میں آتے ہیں جب انہیں یقین ہو کہ فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہوگا اور اگر انہیں یقین نہ ہو تو منہ موڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن مجید میں اعلان فرمایا ہوا ہے کہ انسانوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اللہ کے بندے ہوتے ہیں یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کے سامنے سر جھکا دیا اور مان لیا اور دوسرے اپنے نفس کے بندے ہوتے ہیں جو ان کا نفس حکم دیتا ہے وہی کرتے ہیں۔ اوپر جن لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ نفس کے بندے ہیں یعنی جو ان کے نفس کی خواہش ہو وہی پوری کرتے ہیں۔

اب مسلمانوں کی دوسری قسم بھی ملاحظہ فرمایئے جن کے اندر ایمان ہے اور ان کے مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی سچا ہے۔ **قولہ تعالیٰ: اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ،**

ترجمہ: مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے جب انہیں اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں

حاصل یہ نکلا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے دربار سے جو فیصلہ بھی ہو اس کو ماننے کے لئے ہر حال میں تیار ہیں۔ خواہ ان کے موافق ہو یا مخالف ہو۔ بارگاہ الٰہی میں یہی لوگ مقبول اور مرحوم ہیں اور جنت کے وارث ہونگے۔ **اللّٰھم اجعلنا منھم۔**

besturdubooks.wordpress.com

دوسرا ملفوظ.......................ذکرودعا کا اہتمام کیجئے

جس ذکراوردعا کی فضیلت آپ کورسول ﷺ کے ارشاد سے معلوم ہوتی ہے اس دعا سے مراد اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے اور ذکر سے مراد ذکر الٰہی ہے۔انسان کا فطری تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے جس کو ہرانسان خواہ مسلم ہو یا کافر اپنی عقل سے مانتا ہے۔

قولہ تعالیٰ : ولئن سالتھم مَن خلقھم لیقولنّ اللّٰہ فانّی یؤفکون .

ترجمہ:اور البتہ اگر ان سے سوال کریں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟تو ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا ہے(جب وہ مانتے ہیں)پھر کدھر الٹے جارہے ہیں۔

ہرانسان کو جب سخت مصیبت پہنچتی ہے اسباب ظاہری جواب دے دیتے ہیں تو فطرت سلیمہ اس کی ہادی بنتی ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے دروازے کے اور کہیں سے تیری حاجت پوری نہیں ہوگی پھرادھر جاتا ہے اور مراد پاتا ہے۔**واذا غشیھم موج کالظلل دعوا اللّٰہ مخلصین لہ الدین** . ترجمہ:اور جب ان کو(مشرکین کو)سائبانوں کی طرح(سمندر کی)موج ڈھانک لیتی ہے تب ایک اللہ تعالیٰ ہی کو خالص کرکے پکارتے ہیں۔

جب انسان خدا تعالیٰ کو خالق مانتا ہے اور اسے کارساز جانتا ہے اسکی فطرت اسے مجبور کرتی ہے کہ ایسے شفیق مالک کے ساتھ رشتہ مودت ورحمت قائم رکھا جائے اور ہرانسان کو یقین کامل ہے کہ جس پاک ذات کو ہم اپنا کارساز و مالک حقیقی جانتے ہیں وہ ہر حاجت وضرورت سے پاک ہے اس کی کوئی حاجت ہی نہیں ہے جسے ہم پورا کردیں۔تو وہ خوش ہوجائے۔البتہ ایک چیز ہے جس سے وہ خوش ہوتا ہے وہ ذکر الٰہی ہے۔

جب انسان فطرت کی دستگیری سے فلسفہ یادالٰہی کو سمجھ کر یاد حق کے لئے آمادہ ہوتا ہے اور اسے یقین ہوجاتا ہے کہ میرے محبوب حقیقی کی رضا حاصل کرنے کے لئے میرے پاس سوائے ذکر کے اور کوئی بہتر راستہ نہیں ہے تب شیطان لعین اسے آکر بہکاتا ہے۔اور صحیح راستہ چھڑا کر غلط راستے کی رہنمائی کرتا ہے اور بجائے خدائے قدوس کے غیر اللہ کی عبادت شروع کرادیتا ہے اور انسان کو اس دھوکہ میں گمراہ کردیتا ہے کہ فلاں فلاں ہستی کی عبادت اور یاد ہی سے تمہارا مالک راضی ہوگا

besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ کفار عرب کا یہ مقولہ جو قرآن مجید میں مذکور ہے اسی گمراہی کا پتہ دیتا ہے۔

مَانَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى.

ترجمہ: ہم بتوں کی عبادت سوائے اس کے اور کسی غرض سے نہیں کرتے کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ میں قریب کر دیں۔

چونکہ شیطان لعین کو قیامت کے دن تک مہلت ملی ہوئی ہے اور اس کا مقصد سوائے اغوائے انسانی کے اور کچھ نہیں ہے۔ اس لئے رحمت الٰہی جوش میں آتی رہی اور انبیاء علیہم السلام کو وقتاً فوقتاً بھیجتی رہی تا کہ لوگوں کو دام شیطان سے نکال کر حلقہ بگوش رحمان بنا دیں اسی پاک مبارک مقصد کی تکمیل کے لئے سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آنحضور ﷺ سراپا نور خدا ابی و امی نے جب کلمہ لاالہ الا اللہ کا اعلان فرمایا تو مشرکین عرب نے (باوجود خدا تعالیٰ کی ہستی و عظمت تسلیم کرنے کے علم مخالفت بلند کیا اور اس مخالفت نے قتال وخون ریزی تک نوبت پہنچائی اور حسب اعلان الٰہی شدید لڑائیوں کے بعد رسول اللہ نے فتح پائی

انا لننصر رسلنا۔

ترجمہ: بے شک ہم اپنے رسولوں کی مدد کیا کرتے ہیں۔

آں حضرت ﷺ کے آفتاب کی ضیا باریوں نے شرک وکفر کے سیاہ داغوں کو سطح قلوب سے مٹا دیا اور اس مبارک وطن حبیب کا ہر فرد مسلم مظہر انوار الٰہی بن گیا۔ لیکن آپ یہ بھی پیشن گوئی فرما گئے تھے کہ آئندہ چل کر پھر ایک زمانہ آنے والا ہے۔ جس میں پھر مسلمانوں میں وہی امراض پیدا ہو جائیں گے جو پہلی امتوں میں موجود تھے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ:

لتتبعن سنن من قبلكم شبراً بشبرا وذراعا بذراع

ترجمہ: (اے مسلمانوں!) البتہ ضرور تم پہلے لوگوں کے طریقے اختیار کرو گے بالشت کے مقابلہ میں بالشت اوت ہاتھ کے مقابلہ میں ہاتھ بھر پورے اترو گے۔

چنانچہ آج چودہویں صدی کے جس دور میں ہم جا رہے ہیں اس تیرہ صد سالہ پیشتر والی پیشن گوئی کا ظہور و صداقت پا رہے ہیں۔ اس تباہی خیز فتنہ انگیز دور میں علماء کرام کا فرض ہے کہ انوار محمدیہ ﷺ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا وہ نور جوان کے سینوں میں روشن ہے۔ اس کی مشعل سے گم

besturdubooks.wordpress.com

گشتگان راہ ہدایت کو شاہراہ محمدی ﷺ پر لائیں اور سو سو شہیدوں کا اجر پائیں۔ حدیث میں ہے کہ:

''ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے میری امت کے فساد کے وقت جس شخص نے میری سنت کو پکڑ لیا اس کے لئے سو شہیدوں کا اجر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''جس شخص نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ بہشت میں اکٹھا ہوگا۔''

لہٰذا علماء کرام کا فرض ہے کہ جانشین خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام ہونے کے لحاظ سے آج اس دورہ فساد میں وہ راہ عمل اختیار کریں جس نے آنحضرت ﷺ کی سنت تازہ کی ہو۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ (اللہ تعالیٰ سے) دعا کرنا ہی عبادت ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ وقال ربکم ادعونی استجب لکم ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

اس روایت کو ابوداود۔ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے روایت کیا ہے انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دعا عبادت کا گودا ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ دعا سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی چیز زیادہ معزز نہیں ہے اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ابوھریرہ اور ابوسعیدؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کوئی قوم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے نہیں بیٹھتی مگر فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور ان پر اطمینان قلب نازل ہوتا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ اس جماعت میں یاد کرتا ہے جو اس کے ہاں ہے اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے ابوھریرہ سے مروی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد سے اس کے ہونٹ ملتے ہیں تب میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

برادران اسلام! جس دعا اور ذکر کی فضیلت آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے معلوم ہوتی ہے اس دعا سے مراد اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے اور ذکر سے مراد ذکر الٰہی ہے جس دعا کی قبولیت کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ اٹھایا ہے وہ وہی ہے جو خدائے قدوس سے مانگی جائے اور جس ذکر پر نزول ذکر

besturdubooks.wordpress.com

الٰہیہ ہوتی ہے وہ فقط ذکر الٰہی ہے لہٰذا اگر آپ قبولیت دعا اور رحمت اللہ کے امیدوار ہونا چاہتے ہیں تو فقط اللہ تعالیٰ کا ذکر کیجئے اور اسی سے مانگئے جن الفاظ میں آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو یاد فرمایا ہے ان الفاظ سے بہتر اور کوئی الفاظ یاد الٰہی کے لئے موزوں اور محبوب بارگاہ الٰہی نہیں ہو سکتے لہٰذا انہیں اذکار نبویہ ہی کو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تاکہ آپ پر خدا تعالیٰ راضی ہو اور اس ناکارہ کو بھی اپنے حبیب ﷺ کی احیاء سنت کی برکت سے عذاب سے نجات دے۔ آمین یارب العالمین۔

تیسرا ملفوظ..........قرآن وحدیث پر عمل کیجئے

برادران اسلام! قدرت خداوندی نے مخلوقات میں بے انتہا قسموں کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور ہر ایک چیز کی صورت، سیرت اور خاصیت علیحدہ علیحدہ بنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ان گنت مخلوقات میں سے ایک چیز کو دوسری سے علیحدہ کرنے والے یہی اسباب ہیں اور پھر یہی نہیں بلکہ ایک قسم کی چیزوں میں سے ہر ایک کو دوسری سے الگ کرنے کے لئے علیحدہ علیحدہ علامتیں مقرر کر دیں۔ مثلاً دیکھئے کہ حیوانات میں سے اونٹ۔ گائے، بھینس، بھیڑ، بکری علیحدہ علیحدہ قسمیں ہیں پھر ایک قسم کے جانوروں میں سے ہر ایک کی علیحدہ پہچان ہے۔ کوئی سفید، کوئی سیاہ، کوئی سرخ۔ دیکھنے والا ظاہری ڈیل ڈول اور وضع قطع کو دیکھ کر حکم لگاتا ہے اور وہ حکم صحیح اور واقعہ کے مطابق ہوتا ہے۔ مثلاً بظاہر وضع قطع بھینس کی ہے تو بھینس ہی کہے گا گائے کی ہے تو گائے ہی کہے گا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ شکل بھینس کی ہو اور اندر میں بکری ہو یا بظاہر گائے اور اندر میں گدھا ہو۔ یا مثلاً نباتات میں دیکھئے یہ ناممکن ہے کہ ایک درخت پر پھول اور پھل تو انار کا نظر آئے اور حقیقت میں آم ہو، یا پھول، پھل اور پتے تو آم کے ہوں اور واقعہ میں جامن ہو۔

جو قاعدہ آپ سمجھ چکے ہیں اسی پر مسلمان کو بھی قیاس کر لیجئے مسلمانوں کی دو قسمیں ہیں نیک اور بد، اچھا اور برا۔ بھلا مانس اور بدمعاش، مؤمن کامل اور ناقص۔ قانون اسلام کا پابند اور مخالف۔ ان ناموں میں سے جو چاہیں آپ کہہ دیں بہرحال قسمیں دو ہیں۔ جس طرح یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ایک چیز سیاہ بھی ہے اور سفید بھی۔ اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ ایک ہی شخص نیک بھی ہو اور بد بھی۔ مؤمن بھی ہو اور مشرک بھی۔ اسلام کے قانون کا پابند بھی ہو اور مخالف بھی

besturdubooks.wordpress.com

۔ان میں سے ایک ہی چیز ہوسکتی ہے دونوں کا جمع ہونا ممکن نہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک فیصلہ فرمایا ہے کہ جو بدمعاش ہیں وہ کیا سمجھتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ نیکوکاروں کا سا سلوک کریں گے ان کی زندگی اور موت ان جیسی ہوگی (اگر ان کا یہ خیال ہے) تو یہ کیسا برا فیصلہ کیا ہے

اس فیصلے کے معلوم ہونے کے بعد اگر ہم چاہیں کہ اس دربار شاہنشاہی میں عزت پائیں تو ہمارا فرض ہے کہ اس کے نازل کردہ قانون (قرآن کریم) جس کی شرح احادیث نبی کریم ﷺ ہیں) کی پابندی کریں۔اپنے منہ میاں مٹھو کہلانے سے کچھ نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے

۔"لیس بامانیکم ولا امانی اهل الکتاب من یعمل سوءًا یجزَ بہٖ ۔

ترجمہ: اے مسلمانو! نہ تمہاری آرزوؤں اور نہ یہود ونصاریٰ کی آرزوؤں پر فیصلہ ہوگا۔(بلکہ) جو بھی برائی کرے گا اس کی سزا پائے گا۔انسان کی گفتار و کردار سے پتہ چل سکتا ہے اگر اقوال وافعال میں نیکی پائی جاتی ہے تو یہ فیصلہ ہوسکتا ہے کہ اس کے دل میں بھی اسلام کی عزت ہے اور سچا مسلمان ہے۔اور اگر عادات واطوار میں اسلام کی مخالفت کا رنگ غالب ہے تو یہی کہا جائے گا کہ اس شخص کے دل میں اسلام کی عزت نہیں۔خدا تعالیٰ کا خوف نہیں ہے۔

چوتھا ملفوظ..........................کھرے اور کھوٹے کی تمیز

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو علم قرآن پڑھایا اور قرآن حکیم پر عمل کر کے مسلمانوں کو دکھایا۔قرآن مجید کا مطلب سمجھانا اور چیز ہے جسے تعلیم کتاب کہا جاتا ہے اور اس تعلیم کا رنگ چڑھانا اور چیز ہے۔جسے تزکیہ نفس کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ معلم بھی تھے اور مزکی بھی تھے۔حضور انور فداہ ابی وامی کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد آپ کی اس مقدس خدمت کو دو گروہوں نے اپنے ذمہ لے لیا۔تعلیم کتاب کا فرض علمائے کرام انجام دینے لگے اور تزکیہ نفس کا کام صوفیائے عظام نے اپنے ذمہ لے لیا۔اب رسول اللہ ﷺ کی اصطلاح میں عالم فقط وہ ہوسکتا ہے جو عالم قرآن ہو اور صوفی وہ ہے کہ نہ صرف قرآن کی تعلیم اس کا اپنا حال ہو بلکہ قرآن کی تعلیم کا رنگ دوسرے پر چڑھانے میں باکمال ہو۔اب کھرے عالم کی پہچان کے لئے دو علامتیں دیکھی جائیں کہ عالم قرآن ہو۔علم قرآن خلق خدا کو پہنچائے اور اس کی صحبت میں تعلیم قرآن کے ذریعہ

besturdubooks.wordpress.com

سے لوگوں کے خیالات میں ایسی تبدیلی نظر آئے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کے فیض صحبت سے صحابہ کرام کے اندر سے نظر آتی تھی۔ مثلاً لوگ شرک سے متنفر توحید کے دلدادہ۔ کفر سے منحرف ایمان کے فریفتہ بداخلاقی سے دور اخلاق حمیدہ سے آراستہ۔ خدا سے ڈرنے والے۔ شریعت کا لحاظ رکھنے والے۔ رسول اللہ ﷺ کے اتباع کا شوق رکھنے والے ہو جائیں۔ اور سچے فقیر کی یہ علامت ہے کہ اس کا تصوف شریعت کے تابع ہو۔ اس کی صحبت میں نفس امارہ مغلوب ہو جائے خواہشات نفسانی مقصود نہ رہنے پائیں جو حکم خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے اس کے قبول کرنے میں نفس چوں وچرانہ کرنے پائیں اور دنیا و مافیھا کی رکاوٹوں کی ذرا پرواہ نہ ہو غرضیکہ قرآن پاک میں جو قال تھا۔ وہ اس باخدا کی صحبت میں طبیعت کا حال ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ایسے ہی علماء ربانی اور صوفیاء کرام باخدا کی صحبت میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ان کی دامن گیری ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے اور ان برے عالموں کی صحبت سے بچائے جن کی صحبت میں اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر ہاتھ پھیلانے کے بجائے غیر اللہ کے دروازہ پر ہاتھ پھیل جائیں۔ خدا تعالیٰ سے مانگنے کے بجائے غیر اللہ کے سجدے کرائیں۔ اللہ تعالیٰ کے دروازہ کے بجائے دوسروں کے دروازہ پر لے جائیں غرضیکہ ان کی تعلیم کا حاصل یہ نکلے کہ بندہ کا تعلق خدا سے مضبوط تر ہونے کی بجائے اور زیادہ کمزور ہو جائے اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں اپنے نفع وضرر قبض اور بسط رزق کی باگ سمجھنے کی بجائے غیر اللہ کے ہاتھوں میں اپنی حاجت روائی سمجھنے لگ جائے۔ چنانچہ آج کل عموماً ایسے ہی گمراہ کن علماء اور ائمہ مساجد کا وجود آپ کو نظر آئے گا۔ اگر چہ ان میں صحیح الخیال، صحیح العقیدہ باعمل ہستیوں سے بھی انکار نہیں ہوسکتا اسی طرح فقیری کی بھیس میں بھی آپ کوئی انسان صورت شیطان سیرت نظر آئیں گے جو فقیری کے دام میں پھنسا کر عام لوگوں کو شیطان کی جماعت میں داخل کرائیں گے اتباع شریعت سے خود بہرہ ہوتے ہیں اور مریدوں میں بھی یہی زہر بھرتے ہیں آپ ان کے پاس رہ کر دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ انہیں خلاف شرع کاموں میں بڑا شوق ہوگا۔ اور شریعت کی توہین بھی ہو جائے تو انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ مثلاً طبلہ اور سارنگی کے دلدادہ قوالی کے عاشق۔ حقہ کے بڑے مشتاق بھیک مانگ کر بھی اپنے بزرگوں کے بھنڈارے کرنے کو نہایت ہی اشد ضروری خیال کرنے والے ان کے تکیہ کے قریب والی مسجد بھی غیر آباد۔ مگر تکیہ بڑا پررونق اور

besturdubooks.wordpress.com

آباد۔ مسجد میں کربلا کا نظارہ اور تکیہ میں ٹھنڈے گھڑے موجود۔ مسجد میں چٹائی ندارد اور اگر ہے تو ٹوٹی پھوٹی اور تکیہ میں عمدہ اور صاف صفیں بچھی ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے گمراہ کن شیطان کے ایجنٹ صوفیوں سے مسلمانوں کو بچائے۔ اور اتباع شریعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

تو بات صراط مستقیم کی ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں صراط مستقیم پر چلنے کی تلقین فرمائی ہے اور سورہ انعام میں صراط مستقیم کی تشریح فرمادی ہے۔ ارشاد ہے کہ:

قل تعالوا اتل ماحرم علیکم ربکم الا تشرکوا به شیئاً

ترجمہ: آؤ میں تمہیں سنادوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا بھی صراط مستقیم سے ہٹ جانا ہے صراط مستقیم یہی ہے کہ موت حیات صرف اللہ کے قبضہ میں ہے۔ نفع وضرر پہچانا اسی کے اختیار میں ہے۔ رزق کی تنگی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ نظام عالم کے تمام تغیرات اسی کے حکم سے ہوتے ہیں۔ جن وانس کے تمام حالات اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ اور فرمایا وبالوالدین احساناً۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ یعنی کبھی کوئی ایسا کام نہ کرو جس سے ماں باپ رنجیدہ خاطر ہوں مثلاً چوری تم نے کی اور اپنے ناجائز فعل کے باعث جیل میں گئے۔ اب ماں رو رہی ہے کہ میرا بیٹا جیل چلا گیا تھا۔ خدا جانے اس کو کیا کیا دکھ دیا جاتا ہوگا۔ اسی طرح تم سفر میں گئے اور گھر میں اپنی خیریت کی اطلاع نہیں دی جس سے ماں باپ کو پریشانی ہوتی ہے ماں کہتی ہے نہ جانے میرا بیٹا کس حالت میں ہوگا تو ان چیزوں سے بھی ماں باپ کو دکھ پہنچتا ہے۔ ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہئے جس سے ماں باپ کو دکھ پہنچے نیک بخت اور سعادت منداولاد وہی ہے جو سابق الصدر نصائح کا خیال رکھے۔ اور اپنے کسی فعل سے بھی ماں باپ کا دل نہ دکھائے۔

پانچواں ملفوظ .... آخرت کے تصور کو سمجھ لیجئے

برادران اسلام! تمام انسان ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے۔ اس کی گود میں پرورش پانے۔ پہلے گھٹنوں کے بل چلنے۔ پھر پاؤں پر کھڑا ہونے پھر دوڑنے۔ جوان ہونے منگنی کرنے، شادی

besturdubooks.wordpress.com

کرنے، بچے جننے اور پالنے اور بوڑھے ہو کر انتقال کرنے غرضیکہ چندروزہ زندگی کی ان تمام منازل طے کرنے میں سب بنی نوع انسان یکساں ہیں۔

ایک غیر مسلم کی نظر فقط اسی دنیا تک محدود رہتی ہے۔ اور مکانوں، عالیشان کوٹھیوں اور محلوں میں بسر کرنے، موٹروں پر سفر کرنے، حسین بیویوں سے نکاح کرنے، بچے جننے، اور ان کی ضروریات بہم پہنچانے، لذیذ غذائیں کھانے قیمتی لباس پہننے۔ دنیوی تعلیمی ڈگریاں حاصل کرنے ۔دولت کمانے اور جمع کرنے۔ خان صاحبی، خان بہادری ممبری میونسپل کمشنری اور وزرات کے القاب وعہدے پانے غرضیکہ اسی طرح کی تمام نفسانی خواہشات کی تکمیل میں شب وروز غیر مسلم غرق رہتا ہے حتی کہ پیغام اجل آجاتا ہے۔

بخلاف اس کے ایک مسلمان کی زندگی میں سعی منقسم ہوتی ہے اسے وہ سعی کرنے کا حکم ہے جس سے اس کی دنیا اور آخرت دونوں ہی سدھر جائیں۔

اب اس آخرت کو نہ غیر مسلم نے دیکھا ہے نہ مسلم نے۔ فرق یہ ہے کہ ایک غیر مسلم کا اس آخرت پر ایمان ہی نہیں ہے مگر ایک مسلمان جو آخرت پر یقین رکھتا ہے اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات کو خدائی احکام سمجھتا ہے۔ اسے یقین ہے کہ رسول اللہ ﷺ آج سے ساڑھے تیرہ سو سال بیشتر شب معراج میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ شدہ اخروی حالات کی تفصیل فرما گئے ہیں۔ جس طرح اس دنیا میں چین سے زندگی بسر کرنے، عزت وآرام سے رہنے سہنے کے لئے ایک سرمایہ کی ضرورت ہے اور وہ سرمایہ سونا اور چاندی ہے۔ جس کے پاس یہ ہو خواہ وہ شودر ہو یا چمار، چینی ہو یا جاپانی، بت پرست ہو یا تثلیث پرست، وہ ڈگریاں مول لے سکتا ہے سر کا خطاب پا سکتا ہے میو نسپل کمشنری کے دنگل میں جیت سکتا ہے۔ وزیر اعظم منتخب کیا جا سکتا ہے سب اسے سلامیں کرتے ہیں، ٹی پلاتے ہیں تحفے تحائف بھیجتے ہیں مگر جس کے پاس دولت نہیں خواہ سادات کرام سے ہو۔ یا قریش خاندان سے، قابلیت میں یکتا ہو۔ مغلیہ خاندان کا جانشین ہی کیوں نہ ہو۔ اسے آج رہنے کو جھونپڑی، تن ڈھکنے کو چادر اور منہ مانگے بھیک بھی نہیں ملتی۔ اسی طرح آخرت میں چین، عزت، راحت پانے کا بھی سرمایہ ہے وہاں اس دنیا کا سرمایہ ہرگز کام نہیں آئے گا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ: ﴿جب دوزخیوں سے ہر ایک کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ

besturdubooks.wordpress.com

(افسوس) سے کہے گا۔

کاش میرا یہ اعمال نامہ مجھے نہ ملتا۔اور مجھے اپنے حساب کی خبر ہی نہ ہوتی۔کاش اگلی موت میرا کام تمام کر دیتی (پھر دوبارہ یہ زندگی ہی نہ ملتی۔تا کہ آج کی یہ آفت ،شرمساری، بے عزتی ، نصیب نہ ہوتی)(ہائے افسوس) میں نے دنیا (بہت زیادہ اور سیدھے اور ٹیڑھے طریقوں سے) کمائی اور بنکوں میں جمع کی ۔ترقی درجات کے لئے رشوتوں پر اڑائی ۔وہ بھی کچھ کام نہ آئی میری حکومت (وزرات، امارت، سری، میونسپل کمشنری، خان بہادری) بھی خاک میں مل گئی۔

وہاں نہ حسب نسب کام آئے گا نہ دنیاوی زندگی کام آئے گی ۔ بلکہ وہاں کا سرمایہ تو سعادت، شرافت، صلاحیت حیا جیسے اعمال حسنہ ہیں۔

نیک عمل وہ ہے جو فقط رضائے الٰہی کے لئے کیا جائے ورنہ بظاہر کتنی ہی نیکی ہو اور کوئی بھی نیکی ہو جس میں رضائے الٰہی مطلوب نہ ہو ہر گز قبول نہ ہوگی۔حتی کہ نماز جیسی مہتم بالشان نیکی جو کفر و اسلام میں امتیازی نشان ہے جس کے ایک دفعہ ترک کرنے پر کفر کی وعید سنائی جاتی ہے اگر وہ بھی ریا سے پاک نہ ہوئی تو مردود ہوگی۔

فويل للمصلين. الذين هم عن صلاتهم ساهون.الذين هم يرآء ون. ويمنعون الماعون.

ترجمہ: پس ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں ۔وہ جو دکھلاوا کرتے ہیں اور روزمرہ کے استعمال کا سامان مانگے نہیں دیتے۔

حدیث شریف میں ہے کہ :ان اخوف ما اخاف علی امتی الشرک الاصغر قالوا یا رسول اللہ وما الشرک لاصغر قال الریاء۔ ترجمہ: رسول خدا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے سب سے زیادہ خطرہ اپنی امت کے متعلق چھوٹے شرک کا ہے صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ وہ چھوٹا شرک کیا ہے۔فرمایا ریاء۔ (دکھلاوا)

غیر مسلم کی زندگی اس کے زعم باطل میں اس منزل پہ ختم ہو جاتی ہے جسے وہ "موت" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اسلام کی اصلاح میں انتقال کہا جاتا ہے مسلم اپنی زندگی کو فانی نہیں سمجھتا وہ سمجھتا ہے کہ اس زندگی کے خاتمہ کے بعد فقط نقل مکانی ہوگی۔مثلاً محلہ سے قبرستان۔ان دونوں کی

besturdubooks.wordpress.com

سمجھ میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ غیر مسلم ظاہری جسم کو انسان سمجھے بیٹھا ہے جو مرنے کے بعد جلایا جاتا ہے یا زیر زمین دبا دیا جاتا ہے۔

دراصل ''انسان'' کچھ اور چیز ہے۔ جو لفافہ جسم کے اندر بستا ہے۔ جسے اسلام ''روح'' کہتا ہے۔ جس روح کو کوئی موت نہیں چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ مرنے کے بعد مرنے والا مقبول بارگاہ الٰہی ہوگا تو اس کی روح ساتوں آسمانوں کے پار اللہ کے قریب سے ہو کر کفن دفن ہونے تک اسی مردہ جسم کے پاس آجاتی ہے۔

مگر اگر وہ مردود بارگاہ الٰہی ہے تو اس کی روح جب چڑھنے لگتی ہے تو پہلے ہی آسمان سے روک دی جاتی ہے اور واپس پھینک دی جاتی ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ: قبر اوروضہ من ریاض ال جنہ۔ کہ قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے او حضر ۃ من حضر النیران۔ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوتی ہے۔ پس اے مسلم! تیری دونوں دنیوی اور اخروی زندگیوں کے لئے پروگرام قرآن ہے۔ تیرے لئے بہترین نمونہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ہے۔ اپنی زندگی کے لمحات قرآن وسنت کے مطابق گزار۔ دنیا میں عزت پانے کے لئے ہر جائز طریق پر عمل کر کے سرمایہ دولت اکٹھا کر تجارت کر، حکومت کر، ملازمت کر، یا جو چاہے کر۔ مگر آخرت میں عزت پانے والے کے لئے سرمایہ اعتقاد میں اپنے اندر ایسی توحید کا رنگ پیدا کر جس میں ذرہ بھر شرک نظر نہ آئے۔ اپنا خالق، مالک، رازق زندہ کرنے والا مارنے والا، رزق میں کشادگی اور تنگی کرنے والا، غرضیکہ ہر نفع ونقصان کا اختیار اسی ایک خدا تعالیٰ میں خیال کر۔ اور نماز، روزہ، حج، زکوۃ اعمال صالحہ بجالا۔ اور خلق اللہ میں میں سے کسی کی حق تلفی نہ کرنے پا۔ تا کہ تیری نجات ہو۔

چھٹا ملفوظ.................انسان کا اصلی کمال

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک جامع صفات چیز ہے۔ مخلوق الٰہی کی موٹی موٹی چار قسمیں ہیں۔ جمادات، نباتات، حیوانات، انسان اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان ایک جامع صفات مخلوق ہے۔ اپنے ماتحت کے تینوں جنسوں پر حاوی ہے۔ جمادات طول، عرض اور عمق ہوتا

besturdubooks.wordpress.com

ہے۔انسان میں تین چیزیں موجود ہیں ۔نباتات میں نشونما ہوتا ہے تو انسان میں بھی نشونما پایا جاتا ہے۔کبھی بچہ،کبھی جوان ،کبھی بوڑھا،حیوان متحرک بالا رادہ ہے ۔یعنی اپنے ارادے سے جہاں چاہے چلا جائے ۔انسان بھی حیوان کی طرح چاہے تو کھڑا ہو جائے چاہے تو بیٹھ جائے چاہے تو لیٹ جائے وغیرہ وغیرہ اس کے بعد دیکھا جائے تو انسان اپنی مخصوص صفات سے بھی متصف ہے۔مثلاً ملکہ اجتہاد محض انسان ہی میں پایا جاتا ہے ایک چیز سے دوسری چیز نکالنا مثلاً تلوں سے تیل،پھلوں سے رس وگیرہ دو کو ملا کر تیسری چیز بنالینا مثلاً قند سفید اور گلاب کے پھول ملا کر اس کا نام گل قند رکھ دینا۔اور تین کو ملا کر چوتھی چیز بنالینا مثلاً آٹا،گڑ ملا کر میٹھی روٹی بنالینا۔علی ہذ القیاس۔

اپنی قوت اجتہاد سے بعض اوقات بیس بیس چالیس چالیس چیزوں کو ملا کر ایک معجون بنا کر رکھ دیتا ہے یہ اجتہادی استعداد سوائے انسان کے اور کسی مخلوق میں پائی نہیں جاتی ۔اور بعض آدمی عقل خداداد کی برکت سے ایک ہی چیز کے اندر کئی کئی فوائد معلوم کر لیتے ہیں۔جو اس چیز کے خالق (اللہ جل شانہ) نے اس کے اندر رکھے ہیں۔آج کل ایجادات جدیدہ کا موجب یہی بلکہ اجتہاد ہے۔جو خداداد ہے اور جن کی تقدیر میں اللہ تعالیٰ نے یہ ملکہ رکھا ہے وہی مادی چیزوں میں غور وفکر کر کے ایجادات کرتے رہتے ہیں۔

یہ اجتہادی ملکہ اگر چہ انسان ہی کو نصیب ہوتا ہے۔لیکن ہر انسان کو نہیں ملتا کسی کسی کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جسے اللہ تعالیٰ دیتا ہے ۔اسی کا دماغ چیزوں کے ایجاد کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔اسی مضمون پر رسول اللہ ﷺ کا ایک ارشاد ملاحظہ ہو اِعۡمَلُوا کُلٌّ میسَّرٌ لِما خُلِقَ۔

ترجمہ: کام کئے جاؤ ہر شخص کو وہ کام آسان کر دیا جاتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ ہر شخص ہر کام کرنے کا اہل نہیں ہے۔مادی اشیاء میں غور وفکر کر کے ایک نئی چیز کا ایجاد کر لینا یہ ملکہ یہ قوت اور استعداد بھی خداداد ہی ہوتی ہے البتہ اس ملکہ کے عطا ہونے کے لئے ایمان شرط نہیں ہے۔اس قسم کی ایجادیں کرنا اللہ تعالیٰ کا باغی ایک مشرک،ایک کافر،بلکہ خدا کی خدائی کا منکر بھی ہوسکتا ہے۔چنانچہ یورپ اور امریکہ میں جو چیزیں نئی ایجاد ہو رہی ہیں وہ اسی قاعدہ کے ماتحت حل کی جاسکتی ہیں۔

یاد رکھئے اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ ہر حیوان کو اس کی زندگی کا پروگرام براہ راست اس

besturdubooks.wordpress.com

کے دل میں ڈال دیتا ہے۔اسے کسی استاد یا کسی سکول اور کالج میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں ہے مثلاً مرغی کا بچہ انڈے سے نکلنے کے بعد اگر وہ مادہ ہے تو جوان ہو کر انڈے دے گی۔عورتیں جب مرغی کو انڈوں پر بٹھاتی ہیں۔تو پورے اکیس دن اور اکیس راتیں مرغی انڈوں پر بیٹھتی ہے ممکن ہے کہ عورت کو تاریخوں میں شبہ ہو جائے مگر مرغی کو پوری تاریخیں یاد رہتی ہیں۔اکیس دن کے بعد اگر بالفرض انڈوں سے بچے نہ نکلیں تو انہیں چھوڑ کر باہر نکل آتی ہے۔اس کے بعد جب مرغی بچوں کو دانہ چگاتی ہے اور اوپر سے چیل آجائے تو فوراً بچوں کو بلا کر پروں کے نیچے لے لیتی ہے۔پہلی مرتبہ ہی تو اس نے انڈوں سے بچے نکالے ہیں اسے کس نے سمجھایا ہے کہ یہ چیل تیرے بچوں کی دشمن ہے انہیں اپنے پروں میں چھپالے اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے مرغی کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے۔اسے الہامی طبعی کہا جاتا ہے۔

بخلاف انسان کے انسانوں کی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ایک انسان کے دل میں ایک تجویز ڈال دیتا ہے۔اور دوسرے سب لوگ اسی کی تجویز کردہ صورت پر عمل کرتے ہیں۔اور پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ان مادی ضروریات کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے القاء ہونے میں ایمان شاط نہیں ہے۔مادی دنیا کی اصطلاح میں یہ شخص بڑا با کمال سمجھا جاتا ہے مثلاً کسی نے ریل نکالی کسی نے ہوائی جہاز نکالا کسی نے وائرلیس نکالی یہ لوگ بڑے با کمال اور قابل خیال کئے جاتے ہیں حالانکہ انسان کے لئے یہ کوئی اصلی کمال نہیں ہے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذی روح مخلوقات کی موٹی موٹی تین قسمیں ہیں۔حیوانات، انسان، ملائکہ عظام حیوانات اور ملائکہ عظام کے درمیان میں انسان کا مقام ہے۔اور انسان ایک معجون مرکب ہے۔اس کے اندر حیوانات کی صفات بھی پائی جاتی ہیں۔جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔اور ملائکہ عظام کی صفات کا رنگ بھی اس کے اندر پایا جاتا ہے جب یہ کھانا کھاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک مہذب اور ستھرا حیوان ہے۔مثلاً حیوانات سرسوں کے پتے زمین میں ڈال کر کچے کھا جاتے ہیں انسان وہی سرسوں کے پتے کھاتا ہے مگر کئی تدبیروں کے بعد۔پہلے دھو کر مٹی صاف کرتا ہے پھر درانتی سے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے پھر ہانڈی میں ڈال کر پکاتا ہے پکانے کے وقت لذیذ بنانے کے لئے نمک مرچ اور گھی ڈالتا ہے پھر چینی کی پلیٹ میں ڈال کر کھاتا ہے۔بہر حال

besturdubooks.wordpress.com

کھائے تو سرسوں کے پتے۔ البتہ حیوان نے کتھرے کھائے اس نے ستھرے کر کے کھائے اور یہ ملائکہ عظام کی صفات کا بھی حامل ہے۔ مثلاً اذان کی اذان سنتے ہی مسجد میں مل کر خدا یاد کرنے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر اس ذکر الٰہی کی لذت میں اس قدر مخمور ہو جاتے ہیں کہ دنیا بھول جاتی ہے اور فقط اللہ کے نام پر نقل و حرکت ہوتی ہے۔ اور دل میں فرحت اور سرور ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کر رہا ہوں۔

ترقی کا موسم یہ ہے کہ انسان ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ پر چڑھ جائے۔ اور تنزل یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ سے اتر کر نچلے درجہ پر آجائے۔ اگر انسان بہیمیت میں کوئی کمال پیدا کرے وہ دراصل انسانی کمال نہیں ہوگا مثلاً اگر یہ زیادہ سے زیادہ روٹیاں کھا کر ہضم کرلے عام انسان دو روٹیاں کھاتے ہیں اور ایک آدمی بیس روٹیاں کھا کر اور چار سیر دودھ پی کر اور دو سیر گوشت کے کوفتے کھا کر ہضم کر جاتا ہے یہ کوئی انسانی کمال نہیں ہوگا اونٹ یا ہاتھی کو اس سے دگنی غذا کھلا دیجئے وہ کھا کر ہضم بھی کر جائیں گے۔ یا مثلاً کوئی شخص عام انسانوں سے چار گنا زیادہ بوجھ اٹھا لے یہ کوئی انسانی کمال نہیں ہے اونٹ اور ہاتھی زیادہ بوجھ اٹھا سکتے ہیں انسانی کمال وہ ہے جو انسان کے ساتھ مخصوص ہو۔ حیوان میں نہ پایا جائے۔

انسان کے ایسے کمالات جن کا تعلق فقط اس موجودہ فانی دنیا کے ساتھ ہے۔ ان کے کمالات کا فائدہ اس مادی دنیا ہی میں ہو سکتا ہے مثلاً کوئی انجینئر ہے کوئی ڈاکٹر ہے کوئی خوش الحان راگی ہے۔ کوئی لکڑی کے کام بہترین کاریگر ہے کوئی لوہے کی چیزیں بنانے کی مہارت تامہ رکھتا ہے۔ اگرچہ ظاہر بین نظروں میں یہ لوگ بھی باکمال ہیں مگر ان کمالات کی بقاء اس فانی دنیا تک محدود ہے۔ جب مرے گا تو ان ناپائیدار کمالات کے سبب سے اسے قبر میں کسی قسم کی رعایت نہیں دی جائے گی۔ اگر کوئی شخص انہیں کمالات کے حاصل کرنے میں محو رہا اور حاصل ہونے کے بعد انہیں کسب معاش کا ذریعہ بنایا روپیہ کمایا اور کھانے پینے پہننے میں دل کھول کر خرچ کیا اور بڑی شان و شوکت سے زندگی بسر کی نہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور نہ کمانے خرچ کرنے میں اس کی مرضی کی پرواہ کی۔ غرضیکہ دوسرے جہان کے آرام کے لئے کوئی تدبیر اختیار نہ کی۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ مادی کمالات تو ختم ہو جائیں گے اور روحانی کمالات حاصل نہیں کئے تھے۔ جو اس کے کام آتے اس

besturdubooks.wordpress.com

وقت دست حسرت مل کر کہے گا۔ یکتبنی قد مت الحیاتی۔

ترجمہ: کہے گا کیا اچھا ہوتا جو میں اپنی زندگی میں کچھ آگے بھیج دیتا۔ برادران عزیز قاعدہ ہے کہ ایک ملک کا سکہ دوسرے ملک میں کام نہیں آتا۔ مثلاً افغانستان کے نوٹ کی پاکستان میں کوئی اہمیت نہیں اور پاکستانی نوٹ کی افغانستان میں کوئی قیمت نہیں ہے اسی طرح اس فانی دنیا کے کمالات جن کا ذکر پہلے کر چکا ہوں وہ اسی دنیا ہی کے اندر کام آسکتے اور بس۔

ساتواں ملفوظ.......................اصلی اور کھرے کی تلاش

برادران اسلام! ہر عقل مند کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ نقلی کے بجائے اصلی اور کھوٹی کے بجائے کھری چیز تلاش کر کے لوں۔ جب دنیا کی چند روزہ فانی اور بے بقاء زندگی کی ضروریات میں انسان کھری اور اصلی چیز کا متلاشی اور خواہش مند ہے تو اسلام جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے اور جس کی برکت سے قبر کے عذاب سے بچنا ہے اور جس کی برکت سے قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی شفاعت حاصل کرنی ہو اور جس کی برکت سے رسول اللہ ﷺ کے حوض کوثر سے پانی پینا ہو اور اس پانی کے پینے سے پچاس ہزار سال کے دن کی پیاس بجھائی ہو اور جس اسلام کی برکت سے دوزخ کے اوپر پل صراط پر صحیح وسلامت پار اترنا ہو اور جس کی برکت سے دوزخ سے بچ کر جنت میں پہنچنا ہو کیا ان برکتوں والے کھرے اسلام کی تلاش کی ضرورت نہیں ہے۔

یاد رکھو اگر تمہارے پاس اسلام کے بجائے کھوٹا اسلام ہوگا تو اوپر ذکر کی ہوئی برکتوں میں سے ایک برکت بھی نصیب نہیں ہوگی بلکہ کھوٹے اسلام سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔ عذاب قبر میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ رسول اللہ ﷺ کے حوض کوثر سے پانی نہیں پیو گے پل صراط سے پار نہیں جاسکو گے۔ جنت میں پہنچنے کی بجائے جہنم میں جا گرو گے۔

یاد رکھئے! کھرا اسلام وہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے سورۃ مائدہ کے پہلے رکوع میں اعلان فرمایا ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً ۔

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام پورا کر دیا

besturdubooks.wordpress.com

اور میں نے اسلام کوتمہارا دین بننے کے لئے پسند کرلیا۔

اس آیت میں اسلام کے مکمل ہونے کا اعلان کیا گیا ہے اور یہ آیت ۹ ذی الحج ۱۰ھ جمعہ کے دن عصر کے بعد نازل ہوتی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ حج کے دن عرفات کے میدان میں تشریف فرما تھے۔ سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوۃ والسلام اس اعلان کے بعد کل ۸۱ دن دنیا میں زندہ رہے ہیں۔

میرے معزز بھائیو! اصلی اور کھرا اسلام وہی ہے جو اس اعلان تک مکمل ہو چکا ہے اور قیامت تک اصلی اسلام یہی سمجھائے گا اس کے بعد جو چیزیں نئی ایجاد کر کے اسلام کا جزو بنائی جائیں گی وہ اسلام بناوٹی اور کھوٹا ہوگا۔

ترمذی شریف میں عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت پر بھی وہ دور آئے گا جس طرح بنی اسرائیل پر آیا تھا اور دونوں امتوں کے دور کو آپس میں ایسی پوری مناسبت ہوگی جس طرح جوتی کا ایک پاؤں دوسرے کے بالکل برابر ہوتا ہے یہاں تک (مطابقت ہوگی) کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے کھلم کھلا زنا کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا آدمی ہوگا جو یہی کام کرے گا اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی سوائے ایک فرقے کے باقی سب دوزخ میں جائیں گے انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ وہ فرقہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

برادران اسلام! رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے آپ کو کھرے اسلام کی پہچان ہوگئی ہوگی کھرا اسلام فقط وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ اور صحابی کرام رضوان اللہ علیہم کی طرز کا ہو۔

اور اسی حدیث شریف سے آپ کو کھوٹے اسلام کی بہتات کا علم بھی ہوگیا ہے کہ کھوٹے اسلام کی ۷۲ قسمیں ہوں گی اور کھرے اسلام کی فقط ایک قسم ہوگی۔

اور اسی حدیث شریف سے آپ کو یہ بھی معلوم ہوگیا ہے کہ کھوٹے اسلام والے مسلمانون کا ٹھکانہ بہشت نہیں بلکہ دوزخ ہے لہٰذا آپ کا فرض ہے کہ آپ دوسری ضروریات زندگی کی طرح ہمیشہ کھرے اسلام کی تلاش کریں اور کھوٹے اسلام کو اپنے دل ودماغ میں جگہ نہ دیں۔

یہ قاعدہ ہے کہ ایک ہی چیز کی کئی دکانیں ہوتی ہیں بعض دکان دار اپنی دکان میں کھری چیز

besturdubooks.wordpress.com

رکھتے ہیں اور بعض دکان دار اس چیز کی کھوٹی جنسیں رکھتے ہیں مثلاً گھی کے دکان دار بعض تو اصلی جو دودھ سے برآمد ہوتا ہے وہ بیچتے ہیں اور بعض بناوٹی گھی بیچتے ہیں اور دونوں دکان دار گھی فروش کہلاتے ہیں مگر ایک کے ہاں کھرا اور دوسرے کے ہاں کھوٹا بعینہ اسی طرح علماء دین کی مثال ہے ایک قسم علماء کی وہ ہے جو قرآن مجید کے پیش کیے ہوئے اسلام کی لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ اور قرآن مجید کی تعلیم کا عملی نمونہ دکھانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال کو پیش فرماتے ہیں۔ اور حضور انور ﷺ کے صحابہ کرام کی اصلی اسلام کے سانچے میں ڈھلا ہوا نمونہ بنا کر دکھاتے ہیں مثلاً یہ حضرات لوگوں کو تلقین کرتے ہیں کہ پانچ وقت کی نماز پڑھنا مسلمان مرد وعورت کے لئے لازمی چیز ہے اور جو آدمی نماز نہیں پڑھے گا اسے مؤمن مسلم نہیں بلکہ مؤمن فاسق کہا جائے گا اور مثلاً اس جماعت کے علمائے کرام لوگوں کو یہ تلقین کریں گے کہ نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھا کرو علاوہ اس کے ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمدللہ 33 مرتبہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ **لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمدُ وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر** پڑھا کرو۔ اور ان وظائف کے پڑھنے کا فائدہ یہ بتلائیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا اسے بہشت میں داخل ہونے سے موت کے سوا اور کوئی چیز مانع نہیں ہوگی اور سبحان اللہ اور الحمدللہ اور اللہ اکبر والے وظیفہ کا یہ فائدہ بتلائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ وظیفہ پڑھے گا اس کے گناہ بخش دئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

ان حضرات کے مقابل میں علماء کی ایک دوسری دکان ہے وہ لوگوں کو یہ تلقین کرتے ہیں کہ نماز کے بعد مندرجہ ذیل وظیفہ پڑھا کرو اور اسی وظیفہ کو سمجھو کہ اصلی مسلمان کی علامت ہے اور جو شخص نماز کے بعد یہ وظیفہ نہ پڑھے وہ وہابی ہے یعنی بے ایمان ہے اس کے ساتھ سلام وکلام نہیں کرنی چاہئے۔ امداد کن، امداد کن، از بند غم آزاد کن، در دین ودنیا شاد کن یا شیخ عبد القادرؒ ہر سچے مسلمان کا فرض ہے کہ اپنی ایمانداری سے خود فیصلہ کرے کہ علماء کی دونوں دوکانوں میں سے کس کے پاس اصلی اسلام ہے اور کس کے پاس نقلی اور بناوٹی۔

besturdubooks.wordpress.com

آٹھواں ملفوظ........................مسلمانوں کے لئے ایک نیک مشورہ

یہ صحیح ہے کہ بچوں کو تعلیم ضرور دینی چاہئے مگر جو طریقہ تعلیم موجودہ سکولوں اور کالجوں میں رائج ہے وہ برباد کن اور تباہی خیز ہے میں اپنا خیال مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اگر میرے مشورہ پر عمل کریں تو بچے تعلیم یافتہ بھی ہو جائیں گے اور اس تباہی سے بھی بچ جائیں گے علاوہ اس کے دنیا کا ساتھ بھی سنور جائے گا وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں دو قسم کے آدمی ہیں ایک سرمایہ دار (سرمایہ دار خواہ نقد کی صورت میں ہو یا زرعی زمین کے بہت بڑے رقبے کے مالک ہوں۔ یا جائیداد بصورت مکانات ہو) دوسرے غیر سرمایہ دار جو کہ اپنے کسب ہی سے معاش حاصل کر کے گزراوقات کرتے ہیں پہلی قسم کے مسلمان بے شک اپنے بچوں کو تعلیم جدید دلائیں تا کہ غیر مسلم اقوام کے مقابلہ میں حکومت کے کل پرزہ بننے کے لئے ان میں سے آدمی انتخاب کئے جائیں اور مسلمان انتخاب (الیکشن) کے وقت بیرسٹر کے مقابلہ میں بیرسٹر پی۔ایچ۔ڈی۔ایل۔ایل۔بی کے مقابلہ میں ایل۔ایل۔بی۔ایم۔اے کے مقابلہ میں ایم۔اے پیش کرسکیں تا کہ شطرنج سیاست پر کھیلنے والے مسلمان کھلاڑی کے پاس وہ تمام مہرے ہوں جو ایک غیر مسلام کھلاڑی کے پاس پائے جائیں اس سرمایہ دار طبقہ کے بچے تعلیم پانے کے بعد اگر بیکار بھی ہونگے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ سرمایہ داری کے باعث بے کار بیٹھ کر بھی گزراوقات کرسکتے ہیں۔

البتہ اس سرمایہ دار بچوں کی تعلیم میں مذہبی تعلیم کا ہونا ضروری ہے مذہبی تعلیم کے لازمی ہونے سے میری یہ مراد نہیں ہے کہ کالجوں میں مذہبی تعلیم پائیں نہیں بلکہ والدین انہیں ابتداء زمانہ تعلیم ہی سے مذہب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ دلائیں مذہبی تعلیم کے لئے بھی دنیاوی تعلیم کی طرح قابل اور مستند استاد تلاش کئے جائیں فقط تعلیم میں قابل ہونا کافی نہیں ہے بلکہ جن کے اندر عملی طور پر پابندی مذہب کا ذوق پایا جائے صلاحیت، سعادت، شرافت، حیا اور ایمان داری کے آثار ان میں نظر آئیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایسے باعمل علماء کرام کی صحبت میں بچے تربیت پا کر پکے مسلمان ہونگے اسلام اور مسلمانوں کے بچے خیر خواہ ہوں گے وہ عزت کی کسی بلندی پر پہنچ کر بھی اسلام کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے۔ جس طرح اسلام کی تعلیم سے بے بہرہ مسلمان دنیاوی عزت و جاہت کی

besturdubooks.wordpress.com

خاطر اسلام فروش اور مسلم کش ہو جاتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ مذکور الصدر طریقہ کے تعلیم یافتہ نوجوان اسلام کو نہیں بیچیں گے۔ بلکہ ساری دنیا کی عزتوں اور خزانون کو ہاتھ سے دے کر اسلام کا بچانا اپنا فرض منصبی خیال کریں گے۔

دوسری قسم یعنی غیر سرمایہ دار مسلمان کو اس تباہی خیر برباد کن گراں قیمت تعلیم جدید سے بچنے کی اشد ضرورت ہے ان کے بچوں کو اردو نوشت وخواند۔تاریخ ،جغرافیہ اور ریاضی کی بقدر ضرورت تعلیم دی جائے تا کہ دنیاوی کاروبار میں انہیں دقت پیش نہ آئے اس کے علاوہ مذہبی تعلیم بھی اتنی دی جائے جس سے وہ توحید وشرک ایمان وکفر،سنت وبدعت میں باسانی تمیز کر سکیں تا کہ وہ صحیح طور پر اسلام کو سمجھ سکیں اور کسی ملحد یا زندیق یا بدعتی کے پنجہ میں پھنسنے نہ پائیں روٹی کما کر کھائیں اور دنیا سے ایمان بچا کر لے جائیں۔

اس قسم کی تعلیم دینے کے بعد بچوں کو کسی کاروباری زندگی میں داخل کر دیا جائے انہیں تجارت سکھائیں یا صنعت وحرفت سکھائیں جس شخص کے لئے جو راستہ آسان ہو وہی اختیار کرے تا کہ وہ جوان ہونے کے بعد سچے مسلمان بھی ہوں اور روٹی بھی کما کر کھائیں۔

نواں ملفوظ..........................کامیابی کے راز کو سمجھ لیجئے

برادران اسلام! دنیا میں رہنے والوں کی اصطلاح میں خوش نصیب اور کامیاب کے اور معنی ہیں۔اور نظام آخرت کے نقطہ نظر میں انہی دونوں لفظوں کے معنی کچھ اور ہیں۔دنیا تو فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کی اصطلاح میں خوش نصیب کامیاب اور بامراد فرمائے آمین۔

چنانچہ انسان جس کام کو جس مقصد کے لئے کرے اگر وہ پورا ہو جائے تو انسان کامیاب اور خوش نصیب ہوگا اور وہ مقصد حل نہ ہو تو انسان کی کوشش رائیگاں ہوگی اور وہ انسان ناکام اور بدنصیب خیال کیا جائے گا۔یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ہر چیز کے بنانے کی غرض اس کے بنانے والے سے ہی دریافت کی جا سکتی ہے اور بنانے والے کی غرض کے لحاظ سے ہی ہر چیز کے اچھے یا برے ہونے کا اندازہ کیا جاتا ہے اگر وہ غرض اس چیز سے پوری ہوگئی تو وہ چیز اچھی ہے ورنہ بری ہوگی اگر وہ غرض

besturdubooks.wordpress.com

پوری ہوگئی تو وہ چیز حسین ہے ورنہ قبیح ہے۔

اس قاعدہ کی بناپرانسان کے بنانے والے خدائے قدوس وحدہ لاشریک لہ سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ نے انسان کو کیوں بنایا ہے تو اس کا ارشاد ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۔ترجمہ:اور میں نے جن اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔لہٰذا اسی معیار پر ہر آدمی کو پرکھا جائے گا اگر وہ عبادت گزار ہے تو خوش نصیب کامیاب اور بامراد ہے۔اور اگر وہ عبادت گزار نہیں ہے تو بدنصیب اور ناکام اور نامراد ہے۔

ایک دولت کے نشہ میں مخمور ہونے والے انسانو! اے زمین کے بڑے سے بڑے رقبہ پر قبضہ جمانے والے زمیندارو! بڑے بڑے سیٹھ کہلانے والے تاجرو! اے بڑے سے بڑے عہدہ دارو! اور اے بڑی بڑی تنخواہیں پانے والے ملازمو! تم اس غلط فہمی میں مبتلا نہ رہنا کہ باوجود کہ ہم عبادت گزار نہیں بلکہ غفلت شعار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی مخالفت ہمارا شیوہ ہے باوجود اس کے ہم بڑے خوش حال ہیں۔لذیذ کھانے کھاتے ہیں۔قیمتی لباس پہنتے ہیں سر بفلک کوٹھیوں اور بنگلوں میں رہتے ہیں برق رفتار موٹروں پر سواری کرتے ہیں پری جمال بیگمات سے زندگی کے دن عیش وعشرت سے بسر کرتے ہیں لہٰذا تم مولویوں کا یہ کہنا کہ جو عبادت گزار نہیں ہے وہ بدنصیب اور نامراد ہے یہ فقرہ تمام مولویوں کی کام خیالی ہے اور تمہارے ان نصائح کی واقعات تردید کرتے ہیں۔

برادران ملت! مولویوں کے نصائح صحیح ہیں اور تمہارو خیال بالکل غلط بلکہ احباب بر آب یعنی پانی پر بلبلے کی طرح ہے یاد رکھو اور گوش ہوش سے سنو خداوند تعالیٰ کے قانون میں تبدیلی نہیں ہوتی اس کا قانون اٹل ہے وہ اپنے نافرمانوں کو چند دن مہلت دیا کرتا ہے اس کے بعد گرفت کرتا ہے اس کی گرفت پھر ایسی شدید اور سخت ہوتی ہے کہ اس کے عذاب کے پنجہ سے نہ غریب بچ سکتا ہے اور نہ امیر۔نہ گدا بچ سکتا ہے اور نہ شاہ۔کسی نے سچ کہا ہے۔ دیر گیرد سخت گیرد مرترا

دسواں ملفوظ.........ہمیشہ اپنی اصلیت کو یاد رکھیئے

برادران عزیز! ہمارا فرض ہے کہ اپنی اصل کو یاد رکھیں اور دنیا میں آکر اکڑنے نہ لگ جائیں

besturdubooks.wordpress.com

۔کیا ہماری پیدائش کا سنگ بنیاد ماں کے پیٹ میں نطفہ نہیں تھا؟ کیا اس لتھڑے کے بعد ایک بے جان گوشت کا ٹکڑا نہیں تھا۔ کیا اس باری تعالیٰ جل مجدہ نے ماں کے رحم میں بے جان گوشت کے ٹکڑے کو صورت انسانی دیکر روح نہیں پھونکی تھی؟ کیا انسان نو ماہ اور چند یوم ماں کے پیٹ میں رہ کر بالکل ننگا ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ کیا ہم وہی نہیں ہیں جن کو دنیا میں آنے کے بعد دو تین سال تک اتنی تمیز نہیں تھی کہ نجاست غلیظہ پیشاب و پاخانہ سے بچنا بھی ضروری ہے۔ ہماری ابتدائی سرگزشت تو یہ ہے، جو سن چکے ہو کہ یوں دنیا میں آئے۔ اب انتہاء بھی دیکھیئے کیا انسان مر کر بے جان نہیں ہو جاتا؟ کیا انسان کو مرنے کے بعد اسے کوئی روبرو گالیاں دے دے تو پرواہ نہیں۔ اور اگر سو پچاس جوتے لگا دے تو ہاتھ پکڑنے کی طاقت نہیں۔ اگر اس پر منوں مٹی کے ڈھیر لگا دے تو ناک بھوں نہیں چڑھا سکتا۔ اور اگر جلا دیا جائے تو اف تک نہیں کرتا کیا مرنے کے بعد اعزہ واقرباء اس کی لاش کو جلد از جلد گھر سے نکالنے کے متمنی نہیں ہوتے؟ تا کہ اس کا متعفن وجود ان کی صحت کو نہ بگاڑ دے۔ اور ان کے عیش کو منغص نہ کردے۔ بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد انسان بے کس و بے بس اور عاجز محض ہو جاتا ہے وہی اعزہ جو اس کے دیکھنے سے نہال ہوتے تھے۔ وہی اس کو گھر میں رکھنے سے متنفر اور جلد از جلد باہر پھینکنے کے متمنی ہیں۔

اے انسان! جب تیری ابتداء وانتہا سراپا عجز و بیکسی کی تصویر ہے تو معلوم ہوا کہ تو خود اپنا بنانے والا نہیں ہے بلکہ تیرا بنانے والا (خالق) کوئی اور ہے۔ اگر انسان اپنی اولاد کو خود پیدا کرتا تو شائد بجائے نطفہ کے عطر مقطر سے ہی بناتا۔ اور بجائے ماں کے رحم کی تنگ و تاریک کوٹھری کے صناعین یورپ سے فیشن ایبل قیمتی دھاتوں کے سانچے میں ڈھلواتا اور بجائے اس کے کہ زیادہ سے زیادہ ایک فٹ مربع میں تربیت پاتا جہاں کے علاوہ اس بچہ کے پیشاب و پاخانہ وخون طمث بھی ہے لیمپ جگمگا رہے ہوتے وہاں اس کی ساخت کو مکمل کیا جاتا۔ جب ساری چیزیں تیرے اختیار سے باہر ہیں تو اے انسان! تو تقیناً سمجھ لے کہ تو نے اپنے آپ کو نہیں بنایا تیرے ارادے نے کوئی کام نہیں کیا۔ بلکہ تیرا بنانے والا (خالق) کوئی اور ہے اور اس نے تمہیں جس طرح چاہا بنایا۔

besturdubooks.wordpress.com

قولہ تعالیٰ: یخلق اللّٰہ مایشاء ان اللّٰہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ۔ترجمہ: اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے بناتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر۔ لہٰذا اب تیرا فرض ہے کہ تو اپنے بنانے والے کے روبرو شرم وحیا کی آنکھ نیچی رکھ۔ اور جب وہ کوئی حکم دے تو اس کی تکمیل کر اور تیری ہر نقل وحرکت نشست وبرخاست ''وضع قطع'' جو تیرے بنانے والے کو پسند آئے۔ اس کو اختیار کر۔ اگر تو نے ان باتوں کو ملحوظ رکھا۔ تو تو باحیا، شریف، بھلا مانس، نیک بخت جو چاہے کہلوا لے سب ٹھیک ہوگا اور اگر تو نے اپنے بنانے والے کو ہی بھلا دیا اور کھچا کر اسی کو گھورنے لگ گیا اور اپنے مالک ہی کے سامنے بجائے حیا کے اکڑنے لگ گیا۔ تو تیرے لئے پہلے القاب موزوں نہیں ہوں گے بلکہ ان کی اضداد کا استعمال تیرے حق میں انسب ہوگا۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں شریف، بھلا مانس اور ایمان دار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(تلخیص از خطباتِ لاہوریؒ)



besturdubooks.wordpress.com

ملفوظات نمبر ۶

ازمحدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

پہلا ملفوظ............................اسلام کی تشریح جاننا ضروری ہے

عربی لغت میں اسلام کے معنیٰ ہیں سونپنا سپرد کرنا، یہاں یہ لفظ اس لئے لایا گیا ہے کہ جو شخص حلقہ بگوش اسلام ہو گیا اس نے اپنی جان و مال وقت اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ جب ان تین چیزوں میں سے جس کا مطالبہ ہو تو عذر نہ ہوگا۔ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے قرآن کریم میں متعدد آیتیں ہیں، ایک جامع ترین آیت کا مفہوم ہے کہ: صاف اعلان ہو گیا کہ باپ، بیٹے، بیویاں، قبیلہ مال وتجارت مکانات، ان سب چیزوں کی محبت اللہ اور رسول کی محبت میں حائل نہیں ہونا چاہئے، بوقت ضرورت ان سب کو اللہ اور رسول کے لئے چھوڑا جا سکتا ہے۔

اب دین اسلام دینِ محمد ﷺ کا نام ہے۔ اس دین اسلام کو آخری نعمت کہا گیا ہے۔ اور اس کی تکمیل کا اعلان کیا گیا ہے۔ یہ عجیب وغریب آیت کریمہ ایک بشارت عظیمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم محیط تھا، اس کے علم ازلی میں یہ بات موجود تھی کہ قیامت تک کے آنے والے نسلوں میں کیا کیا خرابیاں پیدا ہوں گی اور معاشرے کی اصلاح کس کس طرح ہوگی۔ اور حق تعالیٰ کی قدرت بھی کامل تھی کہ قیامت تک معاشرے میں پیدا ہونے والے امراض کے لئے ایک جامع ترین و کامل ترین نسخہ شفا اتارے جب علم بھی محیط ہے اور قدرت بھی کامل ہے اس علم وقدرت کے مطابق ''دین اسلام'' نسخہ اس کائنات کے لئے تجویز ہوا اور نازل فرمایا۔ انسانی عقول وادراکات سے بالاتر چیز ہے کہ جس ہستی نے انسان کی تخلیق کی ہو اس کی نفسیات سے زیادہ باخبر اور کون ہو سکتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم آخری ربانی پیغام ہدایت ہے جو نسل انسانی کو دی گئی اور حضرت خاتم الانبیاء آخری

besturdubooks.wordpress.com

رسول و نبی ہیں جو قیامت تک کی امتوں و نسلوں کی رہنمائی کے لئے بھیجے گئے ہیں اب نہ کوئی اور کتاب آئے گی اور نہ کوئی اور رسول و نبی۔ پس دین اسلام کامل و مکمل ہو چکا ہے اس بات کو سمجھ لینے کے بعد سارے شبہات خود بخود دور ہو جاتے ہیں۔ یہ نظام چند عقول کی پیداوار نہیں جن کا دائرہ محدود ہے بلکہ یہ نظام تو خالق العقول کی طرف سے آیا ہے۔

دوسرا ملفوظ..............اسلام ہی نے انسان کو صحیح مقام دیا ہے

ساری دنیا کا محور آج کل پیٹ کا مسئلہ ہے اسلام نے پیٹ کے مسئلہ کو حل کیا ہے لیکن اس کے پس منظر میں انسان کو حیوان سے اور جانوروں سے ممتاز کرنے کی غرض سے ایک مستقل نظام روحانیت یعنی عقائد و عبادات، اعمال صالحہ و اخلاق فاضلہ کو محفوظ رکھا ہے اس کے برعکس امریکہ نے زراندوزی اور عیش کوشی کو ہی زندگی کا مقصد قرار دیا ہے، روس اور چین نے پیٹ کے مسئلہ کو جیسا تیسا حل کیا لیکن انسان کو جانور بنا کر، ساری انسانی مکرمت اور توقیر چھین لی اور تمام اخلاقی اور روحانی اقدار کو پامالی کر کے نرا حیوان بنا ڈالا اسلام ہی وہ دین کامل ہے جس نے انسان کا صحیح مقام اس دنیا میں متعین کیا اور اس کو وہ نظام حیات دیا ہے جو اس کے شایان شان ہے اسلام میں صرف روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ جانوروں کا نعرہ تو ہو سکتا ہے انسان کا نعرہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اسلام میں کسی بھی ازم کی گنجائش نہیں ہے۔ نہ کیپٹل ازم کی نہ سوشلزم کی نہ نیشلزم کی۔

آج ہمارے ملک میں جو مشکلات ہیں وہ معاذ اللہ اسلام کی پیدا کردہ ہرگز نہیں ہیں، بلکہ لوگوں نے اسلام نظام جس کے نام پر یہ ملک حاصل کیا تھا اس کو پس پشت ڈال کر اور مغربی سرمایہ داری نظام کو اپنا کر یہ مشکلات خود پیدا کی ہیں، اس ملک میں اسلام کو ایک دن بھی اپنا معاشی نظام جاری کرنے کا موقعہ نہیں دیا گیا اگر اسلام کے معاشی نظام کو یہاں جاری کیا جاتا تو اس کا امکان ہی نہیں تھا کہ ملک کی معاشی حالت اس درجہ پر پہنچتی اور یہ سوشلزم کے کافرانہ نعرے بلند ہوئے۔

پھر ان سب نعروں میں سب سے زیادہ دلچسپ یا تکلیف دہ نعرہ اسلامی سوشلزم کا ہے بھلا یہ بھی کوئی بات ہے یہ تو بالکل ایسا ہی ہے کہ کہا جائے ''اسلامی دہریت''، ''اسلامی لادینی''، ''اسلامی شریت''، ''اسلامی قحبہ خانہ''، بلکہ میرے نزدیک اسلامی سوشلزم اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے اس

besturdubooks.wordpress.com

سے تو اسلام کے عقیدہ پر زد پڑتی ہے کہ دین مکمل نہیں ہے۔ اگر کوئی دین وایمان سے کورا انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ موجودہ دور بدل گیا ہے اس لئے ہمیں نئے نظام کی ضرورت ہے تو ایسا شخص کا فرانہ غلطی میں مبتلا ہے اور اس کا ایمان اللہ اور اس کے رسول برحق پر صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ قانون تو اللہ علیم وخبیر کا بنایا ہوا ہے جو قیامت تک آنے والی نسلوں، ان کے امراض وعوارض ان کی حاجات وضروریات مرغوبات ومیلانات کو جاننے والا تھا اور ہے اس کا علم گزشتہ اور آئندہ سب پر محیط ہے اس کی قدرت کامل ہے اس نے اپنے اس ابدی قانون میں اپنے علم اور قدرت دونوں کو سمودیا ہے اب نہ کوئی قانون آنے والا ہے نہ کوئی نبی مبعوث ہونے والا ہے اب ہماری ہدایت کے لئے یہی نسخہ کیمیا کافی وشافی ہے۔

تیسرا ملفوظ.......................مسلمان اسلامی روح کو سمجھیں

آج دنیا، اسلام کے محاسن سے فائدہ اٹھارہی ہے لیکن مسلمان اس نعمت سے محروم ہوتے جاتے ہیں راست گوئی معاملات کی صفائی اجتماعی روح انسانی ہمدردی وغیرہ وغیرہ جو اسلام کی تعلیمات تھیں آج دنیا کی حیثیت سے یورپ والے اپنا رہے ہیں، اگر مسلمان اسلامی روح وجوہر کے ساتھ ان پر عمل کریں تو دنیا وآخرت دونوں میں کامیابی ان کے ہمکنار ہوگی۔ مسلمان ان باتوں پر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے اور آخرت کے تصور سے عمل کرتا ہے غیر مسلم صرف دنیا کی حیثیت سے عمل کرتا ہے۔ ظاہری صورت اگرچہ ملتی جلتی ہے لیکن حقیقت میں بڑا فرق ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ:

لایبقی بیت وبرٍ ولامدرٍ الا ادخله الله الاسلام بعزّ عزیزٍ وذلّ ذلیلٍ.

یعنی کوئی آبادی متمدن وغیر متمدن ایسی نہیں رہے گی جہاں اسلام نہ پہنچے خواہ لوگ چاہیں یا نہ چاہیں۔

چوتھا ملفوظ.......................اسلام کے محاسن سے دیگر مذاہب کی اصلاح

ہمارے حضرت شیخ امام عصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری فرماتے تھے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کی خوبیوں کو دیکھ کر دنیا کے مذاہب اپنے اپنے مذاہب کی صلاح پر مجبور ہوں گے اور اسلام

besturdubooks.wordpress.com

کے بہت سے محاسن اپنالیں گے۔اس وقت وقت کا سب سے اہم کام یہ ہے کہ نئی نسل کو اسلام سے روشناس کرائیں اور اسلام کے محاسن ان کے سامنے لائیں تا کہ اسلام سے ان کو محبت و تعلق پیدا ہو جائے انہی مقاصد کے پیش نظر پاکستان کے حصول کی کوشش کی گئی تھی لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان اپنے نصب العین سے کتنا دور ہوتا چلا گیا۔ہماری سب کی مشترکہ کوشش ہونی چاہئے کہ یہ ملک دنیاوی قوت وشوکت کے ساتھ معنوی وروحانی طاقت سے بہرہ ور ہو اور ظاہر وباطن ہر طرح پاکستان کی یہ خوشنما عمارت ''تسر الناظرین'' کا مصداق بن جائے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ فتنوں کا بڑا نازک دور ہے اگر ذرا اخلاص سے کام کیا جائے تو بہت زیادہ ثمرات ظاہر ہوں گے۔افسوس کہ مسلمانوں میں آج اخلاص وعزم، دیانت، امانت، تندہی، محنت وجفاکشی جیسے بہترین خصوصیات، جو مسلمانوں کے امتیازی نشان تھے، ختم ہو رہے ہیں ان اخلاق کی جگہ نفاق، خود غرضی، خیانت، بے ہمتی، راحت طلبی تن آسانی جیسے مہلک امراض پیدا ہو گئے ہیں۔اگر آپ کا یہ ادارہ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کام کرے تو ہم ہر قسم کے تعاون کے لئے آمادہ ہیں یہی ہماری زندگی کا نصب العین ہے اور اگر خدانخواستہ یہ ادارہ اسلام کی بیخ کنی کرے تو ہم تعاون تو کیا جو کچھ اس کے خلاف کرسکیں گے۔سپاہی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہوتا ہے کہ جس مقصد کے لئے اس کا تعین ہوا ہو وہ اپنی جان قربان کردے۔ایک خادم دین کے سامنے دین ومذہب جان ومال سے زیادہ عزیز ہونا چاہئے۔بہرحال اس دین کی حفاظت ہمارا نصب العین ہے اس نصب العین کی حفاظت کی خاطر ہم ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔

پانچواں ملفوظ..................دنیا کو پیدا کرنے کا مقصد

میں عرض کررہا تھا، کہ دنیا کی بے ثباتی بیان کرنے کے بعد اللہ پاک نے دنیا کو پیدا کرنے کا مقصد ذکر فرمایا ہے:سابقوا الیٰ مغفرۃٍ من ربکم وجنۃٍ الخ آپ ہی بتلایئے کہ اگر کوئی ایسا جہاں ہو جہاں کی زندگی بے نہایت ہو، ہزار برس نہیں، لاکھوں کروڑوں برس نہیں، بلکہ کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی ہو!تو ایسی زندگی کے لئے تیاری کرنا بہتر ہے؟یا اس محدود زندگی کے لئے سر کھپانا؟ظاہر ہے کہ انسان کی حرص غیر محدود ہے تو اس کے لئے زندگی بھی غیر محدود چاہیئے، یہ غیر

besturdubooks.wordpress.com

محدود زندگی مرنے کے بعد عالی وہ ہی زندگی ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام نے بتلائی ہے اگر اس محدود زندگی کے لئے رات دن کھپے رہتے ہو، وقت لگاتے ہو، محنتیں کرتے ہو، ڈگریاں حاصل کرتے ہو، تحقیقات کرتے ہو، تجربے کرتے ہو تو اگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی بات پر یقین ہے تو اس ہمیشہ رہنے والی زندگی کے لئے بھی تو وقت دو، محنت کرو، جان کھپاؤ، جب ہم مسلمان ہیں ، ہمارا اس پر ایمان ہے کہ مرنے کے بعد کی زندگی کامل، لامحدود اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہے، تو کتنی عجیب بات ہے کہ اس کے لئے کوئی محنت نہ کی جائے کوئی فکر نہ کی جائے؟ پھر وہاں کی نعمتیں بھی ایسی جن کے بارے میں ارشاد ہے: **وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيَ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ .**

ترجمہ: تم اس (جنت) میں جو چاہو گے وہ ملے گا، جو مانگو گے وہ فوراً مہیا کر دیا جائے گا۔

نیز ارشاد ہے:۔ فلا تعلم نفسٌ مّا اُخفِیَ لَہم من قرۃِ اعیُن۔

ترجمہ: ان کے لئے جو آنکھوں کی ٹھنڈک راحت و اسائش، چھپا کر رکھی گئی ہے اسے تو کوئی ہی نہیں تصور سے بالاتر ہے۔

اور ایک حدیث قدسی میں یوں آتا ہے، **قال اللّٰہ تعالیٰ اعددت لعبادی الصالحین مالا عینٌ رأتْ ،ولا اذنٌ سمعتْ، ولا خطرَ علیٰ قلبِ بشر.**

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال ہی گزرا۔

ہاں ہاں ان کو کسی بھی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ خواہ وہ کینیڈی کی آنکھ ہو، یا چرچل کی، فرعون کی ہو یا شداد کی، اولین کی ہو یا آخرین کی، کسی بڑے سے بڑے ملک وسلطنت کے بادشاہ کی آنکھوں کو بھی ان کا دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ ہم بعض چیزوں کو دیکھتے تو نہیں مگر کانوں سے سن لیتے ہیں، گویا سننے کا دائرہ دیکھنے سے زیادہ وسیع ہے، اس لئے فرمایا کہ: کسی کان نے وہ نعمتیں سنی بھی نہ ہوں گی پھر احتمال تھا کہ دنیا میں کس نے دیکھا اور سنا تو نہ ہو لیکن شائد کسی نے اس کا تصور ہی کر لیا ہو۔ تصور تو ایسی چیز ہے کہ یہاں بیٹھے بیٹھے ہی دور دراز ملکوں اور وہاں کی چیزوں کا تصور کر سکتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ یہ بھی تصور کر سکتے ہیں کہ ہم بادشاہ ہو گئے یا آسمان پر چڑھ گئے۔ اس لئے فرماتے ہیں: کہ نہیں

besturdubooks.wordpress.com

ان نعمتوں کا تو خیال بھی کسی دل میں نہ گزرا ہوگا۔

چھٹا ملفوظ.........................اسلام کی دعوت پر مسلمان کا فریضہ

آپ طالب علمی اور جوانی میں وہ خدمت کر سکتے ہیں جو بوڑھے نہیں کر سکتے ہیں جو بوڑھے نہیں کر سکتے، اسلام ایک دعوت اور پیغام ہے، آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے الا فلیبلغ الشاھد الغائب: یعنی ہر موجود شخص دین کا پیغام غیر موجود لوگوں میں پہنچائے، تو آپ کے ذمہ بھی ایک فرض عائد ہوتا ہے، اسلام کو پہنچانے کا۔ آج اسلام کو خطرناک سیلابوں کا سامنا ہے جس کا بڑا سبب مغرب کی طاغوتی طاقتیں ہیں، دراصل اہل مغرب نے "صلیبی جنگوں سے یہ اندازہ اچھی طرح کرلیا تھا کہ ہم مسلمانوں کو قوت شمشیر اور زور بازو سے شکست نہیں دے سکتے اس لئے انہوں نے اسلام کے خلاف ذہنی جنگ شروع کی تا کہ مسلمانوں کو اسلام کی نعمت سے محروم کر دیا جائے، ان کی یہ کوششیں، جو کئی صدی پہلے شروع کی گئی تھیں، آج اپنے شباب پر ہیں، آج ان کے پاس طاقت ہے، وسائل ہیں، بے پناہ ذرائع ہیں آج ان کا نقشہ ٹھیک وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کا بیان فرمایا تھا:

رَبَّنَا اِنَّکَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَہٗ زِیْنَۃً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِکَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِھِمْ.

ترجمہ: اے پروردگار آپ نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیوی زندگی بے حد مال و دولت اور زینت و آرائش دی ہے، اے پروردگار! اس کے نتیجے میں وہ بجائے شکر کے تیرے بندوں کو گمراہ کر رہے ہیں، اے پروردگار ان کے مالوں کو ملیا میٹ کر دے۔

وہ خود یہ جانتے ہیں کہ وہ جس زندگی میں مبتلا ہیں وہ بدترین اور تباہ کن زندگی ہے، دنیا ہی میں جہنم کی زندگی میں مبتلا ہیں، مجھے کراچی کے ایک دوست نے جو انگلینڈ سے آئے تھے، بتلایا کہ وہاں ایک شخص بڑا مالدار تھا۔ اس نے اپنے والدین کو ملازم رکھ چھوڑا تھا، وہ فخر سے کہا کرتا تھا کہ جب میں دوسروں کو ملازم رکھتا ہوں تو اپنے ماں باپ کو کیوں نہ ملازم رکھوں، یہ ہے نئی تہذیب وتمدن، انسانیت ختم، عاطفت ختم، جانوروں میں جو شفقت پائی جاتی ہے وہ بھی انسانوں میں مفقود

besturdubooks.wordpress.com

ہے، وہ خود جن فواحش، منکرات اور عریانیوں میں غرق ہیں چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو بھی غرق کردیں، افسوس ہے کہ ہم اسی بدترین زندگی کو اپنا کران کے نقش قدم پر جار ہے ہیں۔

بہرحال اسلام کے دشمن رات دن اس فکر میں ہیں کہ کس طرح اسلام کی برکات سے ہمیں محروم کردیں، تو جب تک ہمارے نوجوان، طالب علم، پروفیسر، تاجر، کسان غرضیکہ ہم سب مل کر اپنے دین کو بچانے کی فکر نہیں کریں گے اس وقت تک بے دینی کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنا ممکن نہیں ہوگا، اس سیلاب کو روکنا کسی مخصوص طبقے کے بس کا کام نہیں، البتہ اتنا ہو جائے گا کہ یہ لوگ اپنے دین کو بچائیں، لیکن جس عالمگیر پیمانے پر بیدینی کا سیلاب آیا ہے، جب تک اسی پیمانے پر اسے روکنے کے لئے محنت نہیں کی جائے گی اس وقت تک یہ نہیں رکے گا۔

ساتواں ملفوظ............انسانی زندگی کے مقصد کو سمجھئے

انسان کی زندگی ایک مقصد سے وابستہ ہے، اگر وہ مقصد پیش نظر رہے تو کامیابی ہی کامیابی ہے۔ ہم اس کے مکلّف ہیں کہ ہم منزل مقصود کو پہچانیں، اور صحیح رہنمائی میں وہاں تک پہنچنے کی امکانی کوشش کریں، پہنچنا نہ پہنچنا ہمارا کام نہیں بلکہ نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اگر ہم زندگی میں منزل مقصود تک پہنچنے میں بظاہر ناکام بھی رہے ہوں تب بھی انشاء اللہ کامیاب ہیں، دیکھئے دنیا میں تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار (یا کم وبیش) پیغمبر تشریف لائے، ہم انہیں ''پیغمبر'' کہتے ہیں اس کی حقیقت پہچان ہی نہیں سکتے، نہ ''پیغمبر'' مصلح، ریفارمر جیسے کسی لفظ سے اس حقیقت کو ادا کیا جاسکتا ہے، انبیاء کرام علیہم السلام کی بلندی اور حقیقت نبوت کی طرف راہنمائی سے ہمارے الفاظ قاصر اور ناتمام ہیں، ہماری کسی زبان میں۔ خواہ انگریزی ہو یا اردو، پشتو ہو یا فارسی، کوئی لفظ نہیں، اور نہ اس کی گنجائش ہے، جو ''نبی ورسول'' اور ''نبوت ورسالت'' کے مفہوم کو ٹھیک ٹھیک ادا کردے تفصیلات سے قطع نظر میں یہاں اس کی طرف مختصر اشارہ کرتا ہوں۔ لغت عرب میں ''نبی'' کے معنی ہیں ''نبا'' ''خبر دینے والی شخصیت، لیکن شریعت نے جس ذات کے لئے یہ لفظ استعمال کیا ہے۔

اس کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ رب العلمین جل ذکرہ نے ازل سے اس کو اپنے اور بندوں کے درمیان واسطہ بنانے کے لئے منتخب فرمایا ہو، قدرت اس کی پرورش کررہی ہو ''وَلِتُصْنَعَ

besturdubooks.wordpress.com

علیٰ عَیْنِیْ، اس کو ہر طرح معصوم بنادیا گیا ہو، وہ نفس وشیطان کے تمام غوائل سے محفوظ ہو، اس کا امکان نہیں کہ وہ عقل وشہوت کی خواہش میں گمراہ ہوسکے، اس کا کوئی امکان نہیں کہ نفس وشیطان کے وساوس سے منزل مقصود اس سے محجوب ہوسکے، ایک ہستی جسے رب العلمین اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان واسطہ ہدایت بناتا ہے، اسے اپنا نمائندہ منتخب کرتا ہے، اسے معصوم الفطرت معصوم العقل اور معصوم النفس پیدا کرتا ہے، اس کے بعد وہ غیب کی خبر دیتا ہے، جسے وحی کہا جاتا ہے۔ اور محققین اہل لغت لکھتے ہیں کہ نباء کے معنی ایسی خبر کے ہیں جو غیب سے ہو اور اس میں عظیم فائدہ ہو، اب نبی کے معنی ہوئے۔

وہ موصوم ہستی جس کا قدرت نے ازل ہی سے انتخاب فرمایا، وہ کسب سے نہیں بنا، تعلیم سے نہیں بنا، محنت سے نہیں بنا، جدوجہد سے نہیں بنا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی وہبی رحمت شامل حال ہوئی، اسی نے اس کا انتخاب کیا، اسی کی قدرت نے اس کی تربیت فرمائی، اسے نفس وشیطان کے غوائل سے محفوظ رکھا۔ پھر اس کے پاس ایسی غیبی خبریں بھیجیں جن میں سننے والوں کا عظیم فائدہ ہے، اب بتلائیے کہ لفظ "نبی" کا ترجمہ ہم کس لفظ سے کر سکتے ہیں۔ یہ تو ایک ضمنی بات تھی، میں یہ عرض کر رہا تھا، کہ انبیاء کرام جو اس قدر عظمت اور درجہ رکھتے جیسے ہم کامیابی و ناکامی سمجھتے ہیں، کوئی کامیاب ہے کوئی ناکام۔ لیکن اپنے مقصد کے اعتبار سے سبھی اعلیٰ درجے کے کامیاب ہیں، ان پر آرے چلے، ان کے بدن سے لوہے کی کنگھیاں نکالی گئیں، ان کو ایذائیں دی گئیں، ان کو خدا جانے کیا کچھ کہا گیا، ان میں سے بعض کے ہاتھ پر ایک بھی شخص ایمان سے مشرف نہیں ہوا، لیکن اس کے باوجود نبی، نبی ہے، رسول، رسول ہے، ان کے کمالات میں اس سے کمی نہیں ہوئی، بلکہ ہر ایک مقصد زندگی میں کامیاب رہا، کیونکہ کام، اللہ کا ہے، نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے، پس جب انبیاء کرام کے بارے میں ہمارا تصور یہ ہے، تو ہم اپنے بارے میں اس غلط فہمی میں کیوں مبتلا ہو جائیں، کہ ہمیں مقصد تک پہنچنا ہے، نہیں! ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ منزل مقصود کو ٹھیک ٹھیک پہچانیں، اور وہاں تک پہنچنے کی جدوجہد کریں، پھر خواہ سیلاب کی تھپیڑوں سے نکل کر ساحل مراد تک پہنچ جائیں، یا درمیان ہی میں شہید ہو کر رہ جائیں، بہر صورت گوہر مقصود حاصل ہے، یہ اللہ کا کام ہے کہ جسے چاہیں ظاہری اعتبار سے بھی کامیاب بنادیں، جسے چاہیں ناکام کردیں، منزل کی پہچان اور اس کی

besturdubooks.wordpress.com

تگ دو کے بعد ہم بہر حال کامیاب ہیں، یہی ہمارا مقصد ہے۔

آٹھواں ملفوظ .... دنیا کی حقیقت کو سمجھئے

میرا مقصد اس دنیا کی حقیقت سمجھانا ہے، دیکھئے! اگر آپ سے کہا جائے کہ آپ کی یہ زندگی کچھ نہیں، بلکہ اس کے بعد جو زندگی آئے گی وہی اصل زندگی ہوگی، تو ممکن ہے کہنے والے کو بیوقوف کہا جائے، کہ ہم تو اس زندگی میں کھاتے پیتے ہیں، شادی بیاہ کرتے ہیں، اولاد پیدا کرتے ہیں، جوان ہوتے ہیں قتل وقتال اور رزم وبزم کے ہنگامے برپا کرتے ہیں، نظم مملکت چلاتے ہیں، طرح طرح کے عجائب کا انکشاف کرتے ہیں۔ اور تم کہتے ہو "یہ کچھ نہیں" میں عرض کرتا ہوں، یہ تمہاری زندگی تھیٹر اور سنیما کی مثال ہے تم سنیما کے پردوں پر پاکستان، ایشیا، یورپ، افریقہ، امریکہ الغرض سارے جہاں کی چیزیں دیکھتے ہو، اس کے بنانے پر کروڑوں روپے صرف کئے جاتے ہیں، کتنے ہی لوگ اس پر روپیہ پیسہ برباد کرتے ہیں، امیر وغریب شاہ وگدا، اور مفکر سائنسدان سب ہی یہ تماشہ دیکھنے کے لئے جاتے ہیں، تو یہ سنیما کیا ہے؟ خالی پردہ ہے جس کیلئے دین بھی غارت کیا جاتا ہے۔ اور اخلاق بھی۔ مال بھی برباد کیا جاتا ہے۔ اور قیمتی وقت بھی، حالانکہ سب جانتے ہیں کہ اس کے مناظر، نقش ونگار اور آوازیں سب مصنوعی ہیں، ان کی حقیقت کچھ نہیں اب مخبر صادق ﷺ یہ بتلاتے ہیں کہ تمہاری یہ زندگی بھی خود ایک تماشا ہے اور جب مر وگے تو پتہ چلے گا۔ قرآن مجید نے اسی حقیقت کو بیان فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ:

تم خوب جان لو کہ دنیوی زندگی محض لہو لعب (کھیل تماشا) اور زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال واولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا ہے، جیسے مینہ ہے کہ اس کی پیداوار کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہے سو اس کو تو زرد دیکھتا ہے، پھر وہ چورا چور ہو جاتی ہے اور آخرت میں عذاب شدید ہے اور خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے اور دنیوی زندگی محض دھوکہ کا سامان ہے۔

نواں ملفوظ .... ابدی زندگی کے لئے تیاری کیجئے

اگر آپ کو یقین ہے اس ابدی زندگی پر، تو دیکھنا یہ ہے کہ آپ اس کے لئے تیاری کیا

besturdubooks.wordpress.com

کرتے ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا منصب حاصل نہ کرو، یہاں کی ترقی سے کنارہ کش ہو جاؤ اس کے لئے محنتیں نہ کرو نہیں! جو جائز ہے سب کچھ کرو، خوب کرو محنت سے کرو، لیکن اسے وسیلہ سمجھو ،مقصد نہ بناؤ، کیونکہ زندگی میں کھانا بھی ہوگا اور جو بھی اس زندگی بسر کرنے کے لوازمات میں سب درکار ہوں گے مگر سب بقدر ضرورت اور وقتی۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی پشاور سے کراچی کا سفر کرے تو دو تین دن کا سفر ہے۔اس کے لئے کھانے ،ناشتے کا انتظام ،اوڑھنے پہننے کے کپڑے ،سونے کے لئے بستر جگہ (سیٹ) وغیرہ کا انتظام ،اورخرچ کے لئے جیب میں کچھ پیسے سب ہی ضروری ہیں ،لیکن نہ یہ سفر بذات خود مقصد ہے نہ اس کے لوازمات نہ کوئی درمیانی ویٹنگ روم (انتظار گاہ) آخری منزل ہے۔اب اگر وہ مسافر کسی ویٹنگ روم کی سج دھج کو دیکھ کر وہیں بیٹھا مزے لیتا رہا۔اور گاڑی نکل جائے تو اس کو آپ احمق اور اور بیوقوف کہیں گے یا نہیں؟ پس اس سے بھی بڑھ کر بے وقوف وہ شخص ہوگا جو دنیا کے ویٹنگ روم کے تماشہ میں کھو کر اسی کو مقصد بنالے ،اور اس کی لطف اندوزیوں میں منزل مقصود کو بھول جائے۔

حق تعالیٰ نے آپ کو دنیاوی مسائل بھی دیئے ہیں اور عقل وشعور بھی دیا اگر آپ آخرت کو مقصد بنالیں تو یہ دنیا اور اس کی تمام نعمتیں بھی آخرت بن جائیں گی ،مثلاً جہاد کے لئے تلوار بنائی جائے تو یہ ساری محنت باعث اجر ہوگی ،اور اگر اسی تلوار کو قتل تعدی کے لئے بنایا جائے تو موجب جرم وعذاب ہوگی ،تو مقصد آخرت کو بنا کر اس کی خاطر دنیا میں جو بھی صحیح اور جائز محنت کرو گے وہ سب آخرت میں شمار ہوں گی ،اور اگر دنیا ہی کو مقصد بنالیا، تو آخرت کے کام بھی دنیا بن جائیں گے۔

دسواں ملفوظ.........دعوت وتبلیغ کی اہمیت وضرورت

عرصہ دراز سے امت محمدیہ سے دعوت الی اللہ میں قابل حسرت کوتاہی ہو رہی ہے دعوت وہدایت دین اسلام کا اساسی اصول ہے جب دعوت ناکام ہو اور اس کی اشاعت کے راستے میں روڑے اٹکائے جائیں تو جہاد وقتال کی نوبت آتی ہے۔قرون اولیٰ کے سلف صالحین گفتار سے زیادہ کردار سے یہ دعوت پیش کرتے رہے،قوت بیان سے پہلے اخلاقی وایمانی قوت سے دعوت دیتے

besturdubooks.wordpress.com

رہے، ہر صحابی سر سے پیر تک اسلامی اخوت، اسلامی مواسات اور اسلامی اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ دنیا میں اسلام آنحضرت ﷺ اور صحابی کرام کے دینی حسن و جمال اور حسن اخلاق کے کمال سے پھیلا ہے تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ صاحب انصاف اور صاحب عقل و بصیرت مؤرخ اس سے بے خبر نہیں۔

اگر مسلمان اس اہم فریضہ میں کوتاہی نہ کرتے تو شائد تمام عالم مسلمان ہوتا، تکوینی مصالح تو حق تعالیٰ ہی جانتا ہے تاہم دنیا کے مزاج میں کفر و اسلام کے امتزاج سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن جہاں تک عقل اور اسلامی اصولوں کا تقاضا ہے وہ یہی ہے جو کچھ عرض کیا جا رہا ہے، چنانچہ اپنے اثرات کے اعتبار سے دیرپا اسلام وہی رہا جو دعوت وارشاد کے راستوں سے پھیلا ہے۔ اسلامی فتوحات کے ادوار میں یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ حضرات صحابہؓ کے عہد میمون میں جو ممالک اسلا کے زیر نگیں آئے وہ آج تک اسلام پر قائم ہیں، اور بعد میں سلاطین اسلام کی تلوار سے جو مسلمان ہوئے وہ یکے بعد دیگرے اسلام سے نکلتے جا رہے ہیں۔ نیز یہ فرق بھی واضح ہے کہ قرون اولیٰ کے مفتوحہ ممالک میں عقائد پختگی آج بھی باقی ہے اگرچہ اعمال واخلاق میں یورپ کی نقالی کا رنگ غالب ہے، اس کے برخلاف جو ممالک سلاطین اسلام اور ملوک اسلام کے زور تلوار سے فتح ہوئے ہیں ان میں عقائد کی خامی واضح ہے۔ اگر کہیں اعمال ظاہری میں بظاہر پختگی بھی نظر آئے تو کریدنے کے بعد معلوم ہوگا کہ قلبی عقیدہ اتنا کھوکھلا ہو چکا ہے کہ ایک دھکے سے ختم ہو جاتا ہے، دراصل ابتدائی دور کی فتوحات میں اخلاص نمایاں تھا، انہوں نے اگر جہاد بھی کیا تو وہ بھی صرف اس غرض سے تھالتکون کلمة اللهھی العلیا تاکہ صرف حق تعالیٰ کا دین غالب ہو۔ اس لئے فتوحات کی برکات سے مسلمانوں کے عقائد میں پختگی پائی جاتی ہے اور جو ملک بعد میں فتح ہوئے ان میں اخلاص کا وہ درجہ نہ تھا بلکہ ملوکیت اور شان شوکت کی آمیزش تھی اس لئے وہ دینی تصلب حاصل نہ ہو سکا، کہنا یہ تھا کہ دعوت وارشاد میں امت مقصر رہی ہے اور آج جو نقشہ اسلام اور مسلمانوں کا ہے اسی تقصیر کا نتیجہ ہے۔

حق تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کی روح پر جنہوں نے مسلمانوں کو بھولا سبق یاد دلایا، اور اس سبق یاد دلانے میں ہی فنا ہو گئے، اگر کوئی فنا فی اللہ فنا فی

besturdubooks.wordpress.com

الرسول اور فنافی الشیخ کے مظاہر کو سمجھنا چاہتا ہے تو حضرت مرحوم کو دیکھ لے کہ کس طرح فنافی التبلیغ ہو گئے تھے، اٹھتے، بیٹھتے، سوتے جاگتے بس یہی فکر دامن گیر تھی، تمام زندگی اور تمام افکار و انفاس بس اسی مقصد کے لئے وقف تھے، حق تعالیٰ نے ان کی جان فشانی و قربانی، ایثار و اخلاص اور جد و جہد کو قبول فرمایا اور چار دانگ عالم میں اس کے ثمرات و برکات پھیل گئے۔

شائد روئے زمین کا کوئی خطہ ایسا باقی نہ رہا ہوگا جہاں ان کی جماعت کے قدم نہ پہنچے ہوں ماسکو، فنلینڈ و اسپین سے لے کر چین و جاپان تک ان قافلوں کی دعوت انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے طریق دعوت سے مشابہت رکھتی ہے اس کا انتظار نہیں کرتے کہ لوگ خود آئیں گے اور دین سیکھیں گے بلکہ گلی کوچوں اور بازاروں میں چل پھر کر اور گھر گھر لوگوں کے پاس پہنچ کر دعوت دی جاتی ہے اور زبان سے احسن اخلاق سے، اور اپنے طرز عمل سے دعوت دی جاتی ہے، سر سے پیر تک اسلامی مجسمہ بن کر اسلام کا عملی نمونہ پیش کیا جاتا ہے، اس لئے اس کا اثر یقینی ہوتا ہے۔

آج امت تقریر و تحریر کی محتاج نہیں یہ بہت کچھ ہو چکا ہے ضرورت عملی نمونہ پیش کرنے کی ہے فصاحت و بلاغت کا دریا امت بہا چکی ہے لیکن آج صرف سادہ عملی دعوت کی ضرورت ہے الحمدللہ کہ آج تبلیغی جماعت اس پر عمل پیرا ہے، بہر حال طبیب خود مریض کے پاس جاتا ہے اس کا انتظار نہیں کرتا کہ طبیب مریض کے پاس پہنچے تو علاج ہو اگر یہ طریقہ عام ہو جائے اور امت کی اکثریت یا کم از کم بڑی کثرت اس مقصد کو شروع کر دے تو توقع ہو سکتی ہے کہ امت کو نجات مل جائے اور بیڑا پار ہو جائے۔

(تلخیص از سوانح و افکار حضرت سید محمد یوسف بنوریؒ)

besturdubooks.wordpress.com

ملفوظات نمبر ۷

از مفکرِ اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

پہلا ملفوظ..................اللہ کی سب سے بڑی نعمت ایمان ہے

اللہ تعالیٰ کے ہم پر بہت سارے انعامات ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ جو انعامات اور احسانات کی جڑ ہے، وہ زندگی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس دنیا میں بھیجا، اگر وہ نہ بھیجتا اور ہم اس دنیا میں نہ آتے تو کچھ بھی نہ ہوتا، نہ ہدایت ہوتی نہ اللہ کے رسول کی اطاعت ہوتی، نہ مدرسے قائم ہوتے، نہ قرآن مجید حفظ کیا جاتا، نہ دین کی تعلیم حاصل کرتے، نہ اللہ کا قرب حاصل کرتے نہ حج کرتے، نہ زکوٰۃ دیتے، دیکھئے جب آدمی کسی جگہ پہنچ جاتا ہے تو اس کو خیال آتا ہے کہ یہ ہمارا کمال ہے اور یہ ہماری محنت، ہماری بصیرت، ہماری ذہانت ہے اور ہماری جفاکشی ہے، ہماری خوش قسمتی ہے، یہ سب خیالات آدمی کو آتے ہیں لیکن لوگ جنت میں پہنچیں گے تو کہیں گے الحمد للہ الذی ھدانا، سب شکر ہے اللہ کا، یہاں اپنی ذہانتوں اپنی عبادتوں اور ریاضتوں اور اپنے مطالعے سے نہیں پہنچے اس لئے کہ دنیا کو ہم دیکھ رہے ہیں دنیا والوں کے پاس سب چیزیں موجود ہیں، روس اور امریکہ والوں کے پاس کیا کچھ نہیں ہے علم نہیں ہے؟ ذہانت نہیں ہے؟ کمالات نہیں ہیں؟ ایجادات نہیں ہیں؟ تجربے نہیں ہیں؟ بڑے بڑے ماہرین فن نہیں ہیں، لیکن ہدایت سب کو نصیب نہیں، ہدایت بھی ان ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن کو کوئی ایسا ہدایت والا مل جاتا ہے، اور اللہ ہی ان کو ہدایت دینا چاہتا ہے، تو یہ پورا جملہ بالکل ایک معجزہ ہے جو اللہ نے کہلوایا ہے، اللہ نے اس کو قرآن مجید میں اس لئے جگہ دی ہے، جو بات اہل جنت، جنت میں پہنچ کر کہیں گے اللہ نے وہ بھی اپنے کلام میں داخل کر دیا، اسے سکھانے کے لئے۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہم اسے سمجھیں، یہ سب

besturdubooks.wordpress.com

اللہ کا احسان ہے۔

دوسرا ملفوظ.....................آخرت کی فکر کیجئے

آخرت اس کا تو ہم تصور ہی نہیں کر سکتے، ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہو اس سے آپ کہئے یا ابھی پیدا ہوا ہو، اس سے اگر کوئی بات کر سکتا ہو، اور وہ بات سمجھ سکتا ہو تو اس سے کہے کہ بیٹا! جب تم دنیا میں آؤ گے تو بڑا وسیع میدان ہوگا، ہزاروں ہزار میل کا، وہاں باہر ہوائیں چل رہی ہوں گی، اور پانی برسے گا، وہاں پر ریلیں چلتی ہیں اور وہ بچہ بیچارہ ماں کے پیٹ میں کیا سمجھے کہ ریل کیا بلا ہوتی ہے، ریل کاہے پر چلتی ہے اور کتنی تیز چلتی ہے، اور تو اور ہوائی جہاز اڑیں گے، بچہ ماں کے پیٹ میں ہے، اور یہ اس سے کہہ رہا ہے کہ ایسا بھی وقت آسکتا ہے کہ ہوائی جہاز میں بیٹھو گے۔ بالکل ایسے ہی بلکہ اس سے بڑھ کر آخرت کا معاملہ ہے۔ یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت ہے اور اس کی مصلحت ہے کہ اتنا بھی ہماری سمجھ میں آ گیا، ورنہ ہماری سمجھ میں آنے والی بات ہی نہیں ہے کہ اس زندگی کے بعد کی زندگی میں کیا ہوگا، کیا ملے گا، وہ کتنی وسیع ہوگی، ''عرضها السمٰوٰت والارض'' اس کی وسعت میں زمین و آسمان ایسے ہیں جیسے سمندر میں کوئی کنکری سٹی ڈال دے، یہ بھی پتہ نہیں چلے گا، گئی کہاں؟ تو ایسے ہی یہ ساری دنیا حدیث میں آتا ہے ''موجع سوط فی الجنة خیر من الدنیا ومافیها'' ایک کوڑا رکھنے کی (پھیلا کر نہیں کھڑا کر کے) رکھنے کی جگہ ساری دنیا سے وسیع ہے، تو اس آخرت کا تو کیا کوئی تصور کر سکتا ہے اور پھر آخری بات یہ ہے کہ ''ورضوان من اللہ اکبر'' اللہ کی رضا کہ جب بندوں کو معلوم ہوگا، جنت میں اللہ راضی ہو، میرا مالک یہاں راضی ہے رب مجھ سے خوش ہے، اب ناراضگی کا کوئی کھٹکا نہیں اس کی لذت کو، اس کی عزت کو تو کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔ تو دین کا اصل موضوع ہے اس آخرت میں کامیابی دلانا، اس آخرت کے خطروں سے بچانا، اچھی طرح سمجھ لیجئے، اس آخرت کا عیش نصیب کرنا، اس آخرت میں زندگی دوام، ہمیشہ رہنے والی کبھی فنا نہ ہونے والی زندگی عطا کرنا ہے۔

تیسرا ملفوظ.....................انسان کی اصل ضرورت

انسانیت کو آج ایمان ویقین، سچائی اور پاکیزگی، محبت ومروت اور ہمدردی، غمخواری کی

besturdubooks.wordpress.com

ضرورت ہے، اس کا مداوا تہذیب نہیں تحریر نہیں، اس کو ضرورت ہے غمخوار انسانوں کی، دردمند انسانوں کی جو دوسروں کے لئے گھلیں اور اپنے کو مٹا کر دوسروں کو بنائیں تحریروں اور تہذیبوں سے انسانیت نہیں پیدا ہوتی، یورپ نے ہم سے اخلاق اور روحانی اقدار چھین لئے، اس معاملہ میں وہ خود خالی ہاتھ تھا، اس نے ہمیں بھی دلوالیہ بنادیا، اس نے ہماری جھولیوں کو اخباروں سے بھر دیا اس نے ہماری راتوں کو چراغوں سے جڑ دیا، بجلی کی قمقموں سے جگمگا دیا، ہمیں دل کی روشنی کی ضرورت تھی، اس نے دل کا چراغ گل کر دیا، مبارک تھا وہ زمانہ جب دل کی روشنی تھی، بجلی کی روشنی نہیں تھی، آپ خود سوچیں آپ سے کوئی سودا کرنا چاہے تو آپ کو کونسا زمانہ پسند ہے؟ انسانیت کا ہمدردی کا، غمخواری کا زمانہ جس میں آدمیت کی قدر و اور فکر تھی، یا وہ زمانہ جس میں انسانیت کا کوئی احترام نہیں، مگر اس میں پریس ہیں، بجلی کی روشنی ہے برقی کے پنکھے ہیں، آج سکون قلب میسر نہیں، لیکن پیسے کی افراط ہے، آج سب کچھ ہے لیکن روحانی قدریں عنقا ہیں، آج سب کچھ ہے، لیکن مقصد نہیں، اس کے لئے اشرفیاں موجود ہوں تو کیا؟ بس تمدن میں محبت کا ذرہ نہیں، ایثار و ہمدردی کا نام نہیں، جسے دیکھو غرض کا بندہ، اس تمدن کو لے کر کیا کریں۔

چوتھا ملفوظ.........................زندگی گزارنے کا بہترین دستور عمل

پہلی بات یہ ہے کہ فرائض کی پابندی کی جائے، نمازیں اپنے وقت پر پڑھی جائیں اور بڑے اہتمام، بلکہ احترام کے ساتھ پڑھی جائیں۔ اللہ کی نعمت سمجھتے ہوئے ان کو ادا کیا جائے اور جہاں تک ہو سکے سنتوں کے مطابق ہو، صرف عبادات ہی میں نہیں، بلکہ عادات میں بھی ”ایمان واحتساب“ کی نیت شامل ہو۔ یعنی یہ استحضار اور ذہن میں یہ بات تازہ ہو کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے کیا کیا وعدے ہیں اور اس پر اس نے کیا کیا ثواب مقرر کر رکھا ہے تو وہی عادت عبادت میں تبدیل ہو جاتی ہے صرف روزہ ہی کو لیجئے۔ کوئی بھی شخص روزہ شوقیہ یا تفریحاً یا عادۃً نہیں رکھتا اس لئے کہ اس میں کھانا پینا چھوڑنا ہوتا ہے۔ بھوک تکلیف گوارہ کرنی پڑتی ہے بہت سی احتیاطیں برتنی پڑتی ہیں۔ لیکن اگر یہی روزہ ماحول کے دباؤ سے یا لوگوں کی تعریف کے خیال سے یا عادۃً محض اس لئے کہ ہر مرتبہ رمضان میں روزہ رکھتے ہی ہیں اب کے روزے کیوں چھوڑے جائیں تو ایسے روزے

besturdubooks.wordpress.com

میں وہ اجر وثواب نہیں ہے۔جس کا حدیث شریف میں وعدہ آیا ہے کہ:''جو شخص رمضان کے روزے رکھے گا اللہ کے وعدوں پر یقین جماتے ہوئے اور اس کے اجر وثواب کی لالچ میں تو اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔معلوم ہوا کہ روزہ جیسا مجاہدہ اور پر مشقت چیز بھی آدمی عادۃً کر سکتا ہے اور اس سے غفلت ہو سکتی ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے کیا وعدے ہیں مثلاً یہ وعدہ کہ ہر چیز کا بدلہ ایک نیکی سے لے کر دس نیکیوں تک دیا جائے گا بلکہ سات سو نیکیوں تک بھی دیا جائے گا ۔سوائے روزے کے کہ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا تو معلوم ہوا کہ روزہ بھی اس طرح ہو سکتا ہے کہ آدمی کو نہ تو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین ہو اور نہ اس کے اجر وثواب کا لالچ اور شوق ہو، بلکہ عادۃً یا ماحول کے اثر سے رکھے۔یا اس ڈر سے رکھے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ یہ آدمی روزہ خور ہے۔اس کو شرم نہیں آتی ۔تو اگر روزہ بغیر کسی نیت کے ہو اور اللہ کے وعدوں کا استحضار نہ ہو۔اور اس کے اجر وثواب کی طمع اور لالچ نہ ہو،تو اس پر کوئی اجر وثواب نہیں۔

پانچواں ملفوظ.............انسان کی اصلاح وتبدیلی کا اصل مرکز

انسانیت کے محققین کی نسلیں گزر گئیں جو دماغ ہی کے اندر سرگرداں رہیں اور دماغ ہی کا سفر پورا نہیں کر سکیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی رہنمائی فرمائی کہ دنیا کی اصلاح وتبدیلی کا مرکز انسان ہے،اور انسان کی اصلاح وتبدیلی کا مرکز اس کا دل ہے،دل کہنے کو تو ایک لفظ ہے لیکن اس کی وسعت کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے،یہ سارا عالم اس کا لقمہ بن سکتا ہے،یہ سارا عالم اس کے دل کی وسعتوں میں ایسا گم ہو سکتا ہے کہ پتہ ہی نہ چلے،اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت ورہنمائی فرمائی کہ انسان کے اندر خیر کا ارادہ پیدا ہو جانا،اپنی ہستی سے واقف ہو جانا اور ایثار کا مادہ اس کے اندر پیدا ہو جانا اور اغراض سے اس کا پاک ہو جانا اپنی اور دوسرون کی زندگی کو خدا کی رضا کے راستے پر بدلنے کی کوشش کرنا تاکہ سب کے سب خدا کی رضا کے جویا بن جائیں،اپنی شہوتوں اور خواہشات کی بندگی سے آزاد ہو جائیں،اور ایک خدائے واحد کی بندگی میں لگ جائیں،اور ان پر ان کے معدے کی حکومت نہ ہو،ان کی خواہشات کی حکومت نہ ہو،ان کے سفلی مقاصد کی حکومت نہ ہو،اپنے گھر کے اندر محدود نہ سمجھیں،اپنے چار بچوں والی،آٹھ بچوں والی،دس بارہ افراد خاندان والی دنیا نہ سمجھیں

besturdubooks.wordpress.com

کہ ساری دنیا اسی ایک گھر کے اندر آ گئی اور یہی میری دنیا ہے، یہیں مجھے مرنا اور جینا ہے، اور اس قفس سے جس کی تیلیاں کہیں سونے کی ہیں کہیں لوہے کی، مگر بہر حال یہ ایک پنجرہ ہے، اس پنجرہ سے وہ آزاد ہو جائے اور آفاق کی وسعتوں سے آشنا ہو جائے، (وکذالک نری ابراهیم ملکوت السمٰوٰت والارض لیکون من المُوقنین.) اس سے کیا چیز مانگنی چاہئے؟ اس کے خزانے میں کیا کچھ ہے؟ اس کے خزانے سے مجھے کیا مل سکتا ہے؟ وہ کون سے اعمال ہیں، کون سے اخلاق ہیں، کون سے عقائد ہیں، کون سا طرز زندگی ہے، جس سے میں خالق سے وہ نعمتیں حاصل کر سکتا ہوں جن کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ (مالاعینُ و رأتْ .ولا اذنٌ سمعتْ ولا خطر علی قلب بشر ، نہ کسی آنکھ نے اسے دیکھا، نہ کسی کان نے اسے سنا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال گزرا۔

چھٹا ملفوظ..........جنت کا ایک نمونہ

دنیا میں خدا کی قسم اگر مسلمان خلوص کے ساتھ سنجیدگی سے اور ایمان داری کے ساتھ شریعت پر عمل کریں تو جنت کا ایک نمونہ یہیں اللہ تعالیٰ دکھا دے آپس میں وہ محبت ہو، دلوں میں وہ اعتماد ہو، وہ اطمینان ہو، ایسی سکھ کی نیند سوئیں، ایسے آرام کے ساتھ اپنا کام کریں، ہر کام بنتا چلا جائے، ہر چیز میں برکت ہو کہ لوگ باہر سے آ آ کر جیسے سینٹوریم میں لوگ جاتے ہیں، صحت افزا مقامات پر جاتے ہیں، اسی طرح یہ دنیا کے مارے ہوئے لوگ، یہ جن کا قیمہ کر دیا گیا ہے، جن کے دل و دماغ کا قیمہ کر دیا گیا ہے، جن کو سکون نصیب نہیں ہے، امریکہ و یورپ کے لوگ، جن پر خدا کا عذاب نازل ہوا ہے بشکل دولت، بشکل طاقت، بشکل وسائل، بشکل ترقیات، وہ لوگ سانس لینے کے لئے آئیں گے ایسی بستیوں میں اور بڑی سے بڑی قیمت ادا کریں گے کہ ایک درخت کے نیچے ہم کو آپ چار گھنٹے رہنے دیجئے کہ ہم اس فضا میں سانس لے لیں تا کہ جب ہم یہاں سے جائیں تو ہمارے اندر ایک طاقت ہو۔ مگر کیا کہیں کس سے فریاد کی جائے کہ مسلمانوں نے اس شریعت کی قدر ہی نہیں کی، اللہ کے رسول کی لائی ہوئی اس نعمت کی قدر ہی نہیں کی، کہیں ایک چیز ہے تو چار ۴ چیزیں نہیں، کہیں چار ۴ چیزیں ہیں تو دس ۱۰ چیزیں نہیں نماز ہے تو روزہ نہیں، کہیں روزہ

besturdubooks.wordpress.com

ہے تو نماز نہیں۔ کہیں نماز روزہ دونوں ہیں تو زکوٰۃ نہیں ۔ اور کہیں نماز، روزہ، زکوٰۃ ہے تو حج نہیں، اور کہیں یہ چاروں چیزیں ہیں تو آپس میں جو حقوق ہیں مسلمانوں کے جن کا ادا کرنا ضروری ہے، ان کا ذکر نہیں، گھر گھر ناچاقی بھائی بھائی کے خون کا پیاسا، اس کی عزت وآبرو کے درپے کہیں جعلی مقدمہ، کہیں افیون رکھوادی، کہیں چرس اور بھنگ رکھوادی، کہیں کوکین رکھوادی پکڑوادیا۔ یہ مسلمانوں کی بستیوں میں ہورہا ہے۔ یادرکھئے! اللہ کا رسول ﷺ جو کہتا ہے کہ اس میں آرام ہے، اس میں راحت ہے، اس میں عزت ہے، اس کو نہیں اختیار کریں گے۔ بھلا بتایئے! اس ناقدری کی بھی کوئی حد ہے کہ اگر کوئی حکیم کہہ دے، ڈاکٹر کہہ دے، کوئی غیر مسلم اکسپرٹ کہہ دے، کوئی سیاسی لیڈر کہہ دے، کہ دیکھو یہ کرو تو کرنے کے لئے تیار، ہزاروں روپے خرچ کرنے کے لئے تیار لیکن اللہ کا محبوب رسول اللہ ﷺ یہ کہتا ہے کہ اس میں تمہارا فائدہ ہے، اس میں تمہارا نقصان ہے اس کو نہیں مانیں گے۔

ساتواں ملفوظ..............................دل کی اصلاح کرنا ضروری ہے

یادرکھئے! انسانیت کے مسائل اور مشکلات کا حل نہ لباس کی یکسانی ہے، نہ زبان اور تہذیب کا اشتراک، نہ ملک ووطن کی وحدت، نہ علم ودولت، نہ تہذیب وتنظیم، نہ وسائل وذرائع کی کثرت، ان سب میں کوئی ایک بھی ایسی طاقت نہیں جو دنیا کو بدل دے، جب تک دل کی دنیا نہیں بدلتی، باہر کی دنیا نہیں بدل سکتی، پوری دنیا کی باگ دوڑ دل کے ہاتھ ہے، زندگی کا سارا بگاڑ دل کے بگاڑ سے شروع ہوا ہے، لوگ کہتے ہیں مچھلی سر کی طرف سے سڑنا شروع ہوتی ہے، میں کہتا ہوں انسان دل کی طرف سے سڑتا ہے۔ یہاں سے بگاڑ شروع ہوتا ہے اور ساری زندگی میں پھیل جاتا ہے۔ پیغمبر یہیں سے اپنا کام شروع کرتے ہیں، وہ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ سب دل کا قصور ہے، انسان کا دل بگڑ گیا، اس کے اندر چوری، ظلم، دغابازی کا جذبہ اور ہوس پیدا ہوگئی ہے، اس کے اندر خواہش کا عفریت ہے جو ہر وقت اس کو نچا رہا ہے، اور وہ بچے کی طرح اس کے اشارے پر حرکت کررہا ہے پیغمبر کہتے ہیں کہ ساری خرابیوں کی جڑ یہ ہے کہ انسان پاپی ہوگیا ہے، اس لئے سب سے ضروری اور مقدم کام یہ ہے کہ اس کے دل کی اصلاح کی جائے اور اس کے من کو مانجھا جائے۔

besturdubooks.wordpress.com

آٹھواں ملفوظ ....آج انسانیت کو سچے درد کی ضرورت ہے

آج کس چیز کی محتاج ہے؟ کیا چیز دنیا سے کھو گئی ہے؟ خدا کے لئے غور کیجئے، کیا چیز اس وقت دنیا کے ہاتھ میں نہیں ہے؟ نیک ارادہ نہیں، انسان کی قدر نہیں، انسانیت کی فکر نہیں، خطرات ہمارے سر پر منڈلا رہے ہیں۔ ان کی کسی کو پرواہ نہیں، اپنی اپنی تو فکر ہے، لیکن کسی کو عام انسانیت کی فکر نہیں، اگر تیسری جنگ عظیم چھڑ گئی اور یہ ہائیڈروجن بم، اور ایٹم بم چلا دئے گئے تو دنیا کا کیا حشر ہوگا؟ باتیں تو اس کی بہت کی جا رہی ہیں، چرچے تو اس کے ہر طرف ہیں لیکن کسی کو اس کا سچا درد نہیں ہے، اور جو لوگ کچھ کر سکتے ہیں، اور انسانیت کو بچا سکتے ہیں، وہ سب سے زیادہ ان وسائل کی تیاری ہی میں منہمک ہیں، یہ سمجھ لیجئے کہ نئی جنگ کے لئے ساری قومیں اور دنیا کی ساری طاقتیں پر تول رہی ہیں، اور ساری دنیا میں جو چکھ ریس ہے وہ اسی کی ہے، کسی کو بدی سے نفرت نہیں، کسی کو انسان کی تباہی کا غم نہیں، جو حقیقی دکھ اور صدمہ ہونا چاہئے، جیسے باپ کو اولاد کا صدمہ ہوتا ہے، بھائی کو بھائی کا صدمہ ہوتا ہے، وہ صدمہ کسی کو نہیں، صرف زبانی باتیں ہیں، امریکہ سے لے کر آپ ایشیا کے آخری سرے تک چلے جایئے آپ کو ہر جگہ باتیں ملیں گی لیکن اس کے اندر درد مفقود ہے، جو درد کراہ اور کسک ہوتی ہے، وہ کسی میں آپ نہیں پائیں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصل معاملہ ہے انسان کا، اور انسان کا بھی جو کچھ معاملہ ہے، وہ اس کے دل کا ہے، اور دل کا جو کچھ بھی معاملہ ہے وہ اس کے نیک ارادوں کا ہے، اگر یہ چیز پیدا ہو جائے۔ یعنی نیک ارادے پیدا ہونے لگیں تو پھر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، یہ وسائل کا تو صرف نام ہی نام ہے، وسائل تو انسانی ارادوں کے تابع ہیں، جن کو خدا کی دی ہوئی طاقت سے انسان خود پیدا کرتا ہے۔

نواں ملفوظ ....احکام اسلام پر ہی چلنا چاہئے

میرے بھائیو! ہم تمام چیزوں میں اللہ کے بندے ہیں، ہمیں احکام اسلام پر چلنا چاہئے اور اسی کے ساتھ ساتھ ہمیں دیگر مسلمانوں کی بھی فکر رکھنی چاہئے۔ اسلام کے غلبہ کے لئے ہم دعا کریں، فکر کریں، کوشش کریں یہ نہیں کہ ہم تو بڑے عابد وزاہد، اپنی ذات سے ہم بڑے دیندار، شریعت کے پابند، لیکن اسلام کس طرف جا رہا ہے۔ مسلمان کس طرف جا رہے ہیں۔ اس وقت

besturdubooks.wordpress.com

اسلام پر کیا گزر رہا ہے؟ اور کیا مسائل مسلمانوں کو درپیش ہیں؟ کن کن ملکوں میں اسلام پرادبار آیا ہوا ہے؟ کن کن ملکوں میں اسلام آزمائش کے در سے گزر رہا ہے۔ اس سے ہمیں کوئی بحث نہیں۔ حالانکہ من لم یھم با امر المسلمین فلیس منھم جن کو مسلمانوں کے معاملات کی فکر نہ ہو وہ مسلمان نہیں اور حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ سارے مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں۔ اگر کسی عضو کو تکلیف ہو تو سارے جسم پر بخار چڑھ آئے سارے جسم کو اس کی تکلیف محسوس ہو!

دسواں ملفوظ......................کھوئے ہوئے دل کو تلاش کیجئے

تم نے دل کی دنیا میں یقین کھویا، تم نے دل کی دنیا میں انسان کی محبت کھوئی، تم نے دل کی دنیا میں ایمان کھویا، تم نے دل کی دنیا میں انسان پر اعتماد کھویا، تم نے دل کی دنیا میں خدا کی محبت کھوئی، اب تم اس کو باہر تلاش کر رہے ہو، تم اس کو اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم پر تلاش کر رہے ہو، تم اس کو سیاسی کانفرسوں میں تلاش کر رہے ہو، تم اس کو سیاسی پارٹیوں میں تلاش کر رہے ہو، تم اس کو یونیورسٹیوں کے ایوانوں میں تلاش کر رہے ہو، تم اس کو کتب خانوں کے گوشوں میں تلاش کر رہے ہو، خدا کا قانون ہے، خدا کی غیرت کا فیصلہ ہے کہ جو چیز جہاں کھوئی ہے وہیں ملے گی، یہ کھوئی ہوئی چیز جسے تم نے دل میں کھویا ہے، اور تم جانتے ہو کہ تم نے کھویا ہے، تمہیں یاد ہے وہ دن جس دن تم نے کھویا تھا، تمہیں وہ گھڑی یاد ہے جس گھڑی تم نے اس کو کھویا تھا، وہ چیز جب گری تھی، اس کی آواز آئی تھی، شیشہ گرتا ہے تو اس کی جھنک پیدا ہوتی ہے، وہ کوئی ایسی چیز نہ تھی کہ ریت میں گر کر کھوگئی ہو، اور آواز نہ آئی ہو، اس کی رسید آئی، اس نے اعلان کیا کہ میں جارہی ہوں، ایمان جب کھویا تم کو معلوم ہے، اس کی صدائے بازگشت تمہارے کانوں میں آئی، محبت جب کھوئی تو اس کی آواز آئی، اس نے پکارا، اس نے تم دہائی دی کہ میں جارہی ہوں، نبوت کا دامن ہاتھ سے چھوٹا تو تم کو احساس ہوا اور بتانے والوں نے بتایا، تم نے سنی ان سنی کر دی، یورپ کے داناؤ، یورپ کے لال بجھکڑو! تم اس وقت ایسا شور مچا رکھا تھا، ایسی گھنٹیاں بجا رکھی تھیں، ایسے ناقوس بجا رکھے تھے، ایسے جنگ کے گھنٹے بجا رکھے تھے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام کی عطا کی ہوئی چیز کھوئی تھی اور زمین پر گر کر اس نے آواز دی تھی تو تم نے اس کی آواز نہیں سنی، لیکن مسلمان تم کو بتاتا ہے کہ وہ چیز تم نے کہاں کھوئی؟

besturdubooks.wordpress.com

ڈھونڈھنے والوں کو وہیں ملے گی، آب حیواں کا چشمہ وہیں ملتا ہے، جہاں ہوتا ہے، ہزار دریا سہی سمندر سہی، راوی و چناب سہی اور گنگا و جمنا سہی لیکن آب حیواں کا چشمہ تاریکیوں میں ملے گا، انہی تاریکیوں میں جانا پڑے گا، پہلے تاریکیاں پڑیں گی پھر آب حیواں کا چشمہ ملے گا۔ اب دنیا کا کوئی علاج نہیں، سننے والے سن لیں، لکھنے والے لکھ لیں، یاد کرنے والے یاد کرلیں، کہ اب دنیا کا کوئی علاج نہیں ہے، علاج صرف یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دامن پکڑا جائے اور پھر وہ چراغ بھی روشن کیا جائے جس سے دل کی کھوئی ہوئی چیز ملے، دل کا سرگم ہو چکا، دل تک پہنچنے کا راستہ کسی کے پاس نہیں، افسوس یہ ہے کہ راستہ نہیں، دل تک پہنچنے کا راستہ بہت نازک ہے، یہ بہت تپلی گلی ہے مگر راستہ وہی ہے۔

(تلخیص از خطبات علی میاںؒ)

صلی اللہ علیہ وسلم

besturdubooks.wordpress.com

ملفوظات نمبر ۸

از عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ

پہلا ملفوظ.....................سنت رسول اور اہل وعیال

اتباع سنت رسول ﷺ کی نیت سے کچھ وقت اپنے گھر کے اندر اپنے اہل وعیال کے ساتھ صرف کرنا چاہئے۔ اس سے ان کو تقویت اور انشراح رہتا ہے اور خود اپنی زندگی میں بھی ان کے ساتھ انس ومحبت پیدا ہونے سے نشاط خاطر رہتا ہے اور بہت سے امور خانہ داری اور حسن انتظام میں مدد ملتی ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ شفقت ومحبت اور حسن سلوک کے لئے خاص طور پر بہت تاکید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کے بعد والدین کے حقوق واجب کئے ہیں۔ ان کی زندگی میں ان کی خدمت کرنا، ان کو دماغی وجسمانی راحت پہنچانا، ان کو ہر طرح سے خوش رکھنا اور ان کی دعائیں حاصل کرنا شرعاً واجب ہے۔ ان کی وفات کے بعد التزاماً ان کے لئے ایصال ثواب کرتے رہنا، تلاوت کلام مجید، نوافل اور دیگر اوراد مسنونہ سے بھی اور مال صدقہ وخیرات سے بھی خصوصاً جاریہ سے، اولاد کا صالح ہونا خود مرحوم والدین کے لئے خیرات جاریہ ہی کا درجہ رکھتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر ہفتہ اولاد کے اعمال ان کے والدین کے سامنے عالم برزخ میں پیش کئے جاتے ہیں، اچھے اعمال سے ان کو خوشی اور برے اعمال سے رنج ہوتا ہے۔ اس لئے بڑے اہتمام کی ضرورت ہے کہ والدین کی روح کو اذیت نہ پہنچے بلکہ اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ کہ نیک اعمال سے اور ایصال ثواب سے ان کو نفع پہنچے۔ بھائیوں کا آپس میں محبت قائم رکھنا بہت ہی ضروری ہے ورنہ تمام زندگی لطف زندگی حاصل نہیں ہوتا اور زندگی میں قوت نہیں محسوس ہوتی ۔ بڑی تباہی کی علامت ہے کہ بھائی بھائی آپس میں اتفاق نہ رکھ سکیں۔ سارا فساد بچوں سے

besturdubooks.wordpress.com

، بیویوں سے شروع ہوتا ہے اور آپس میں غلط فہمی اور بدمزگی پیدا ہونے لگتی ہے۔ خوب سمجھ لیا جائے عقل اسی واسطے ہے کہ پہلے سے اندازہ کر لے کہ یہ فتنہ شروع ہی نہ ہونے پائے۔ ورنہ آخر میں جب دل برے ہونے لگتے ہیں اس وقت جذبات سے متاثر ہو کر عقل بھی ماؤف ہو جاتی ہے۔ اور یہی خانہ بربادی کا باعث ہوتی ہے ہر شخص کو فرداً فرداً رواداری، ایثار، چشم پوشی اور معمولی معمولی باتوں کو درگزر کرنے کی عادت ڈالنا چاہئے۔ اسی طرح آپس میں محبت قائم رہتی ہے۔ اور جو معاملہ غلط فہمی پر مبنی ہو اس کو فوراً صاف کر لینا چاہئے۔ اور قصور ہو تو اعتراف کر لے اور معافی مانگ لے۔

دوسرا ملفوظ.......................کسی اللہ والے سے تعلق ضرور رکھئے

یہ تجربہ شاہد ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اگر کوئی علم یا فن حاصل کرنا ہے تو کسی تجربہ کار مربی کی سخت ضرورت ہے تا کہ اس کی تعلیم و تربیت سے مقصود حاصل ہو سکے۔ ایسا علم و فن ہمیشہ معتبر اور مستند اور بلا ضرر رہتا ہے اس لئے دنیا و آخرت کا صحیح علم حاصل کرنے کے لئے کسی اللہ والے سے ضرور تعلق رکھنا چاہئے۔ اللہ والے کی شناخت یہ ہے کہ وہ بزرگ بظاہر متبع شریعت و سنت ہوں اور صاحب علم ظاہر و باطن ہوں۔ شفیق و خیر خواہ ہوں بزرگوں سے تعلق رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ ان کی صحبت میں گاہ گاہ حاضر ہوتا رہے اگر دور ہوں تو ان سے خط و کتابت رکھنا۔ ان سے دین کی بات دریافت کرتے رہنا اور ان کے مشورے پر عمل کرنا اپنے باطن کے نقائص ان کو لکھنا اور ان کے دور کرنے کی تدابیر پر عمل کرنا ہر حال میں ان سے دعا کراتے رہنا اپنی روزمرہ کی زندگی میں جو شرعی خلاف ورزی ہو اس کے متعلق دریافت کرنا اور جو کچھ تجویز کریں اس پر اہتماماً عمل کرنا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم سلیم عطا فرما دیں اور اپنی زندگی کو خوشگوار، پرسکون اور پر عافیت بنانے کی توفیق عطا فرما دیں۔ آمین۔

تیسرا ملفوظ.......................صلح رحمی کا خیال رکھئے

جن عزیز و اقارب سے صلہ رحمی کا تعلق ہے ان کا حق ادا کرنا بھی واجب ہے اور شریعت میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ صلہ رحمی صرف یہی نہیں ہے کہ آپس میں حسن سلوک کا معاملہ رکھا جائے۔ یہ تو غیر شخص سے بھی کرنا چاہئے۔ صلہ رحمی یہ ہے کہ اگر

besturdubooks.wordpress.com

ایک فریق رشتہ توڑے تو تم رشتہ جوڑو۔ایک شخص نے اگر حق ادا نہیں کیا تو دوسرا اپنے حق ادا کرنے سے بری نہیں ہوسکتا۔اگر کسی رشتہ دار نے معاملات خراب کیے یا کوئی اذیت پہنچائی تو یہ اس کا فعل ہے تم کو چاہئے کہ اگر تم اس کو درگزر کرو اور اس سے انتقام نہ لو۔اس کی بدگوئی نہ کرو، اور اگر اس پر کوئی وقت پڑے تو سخنے قدمے درمے اس کی مدد کرو یہی طریقہ حق ادا کرنے اور رشتہ جوڑنے کا ہے۔اگر ہوسکے تو جلد اس سے مفاہمت کرلو۔اس میں بڑی عافیت ہے اور بڑا ثواب ہے۔شریعت میں حقوق العباد کی بہت زیادہ اہمیت ہے، احادیث میں اس کے لئے بہت تاکید آئی ہے اگر کوئی عزیز (یا صاحب معاملہ) اپنے قصور کا اعتراف کرکے معافی چاہے تو شریعت کا حکم ہے کہ ضرور معاف کردینا چاہئے۔ورنہ سخت گناہ ہے اسی طرح اگر اپنا قصور ہو تو ضرور معافی مانگ لینا چاہئے خواہ کتنا ہی نفس تاویل کرے اور خفت محسوس کرے۔اگر معافی مانگنے پر دوسرا فریق معاف نہ کرے تو وہ گناہ گار ہوگا اور معافی مانگنے والے سے عنداللہ اب کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا۔

چوتھا ملفوظ.........................اولاد کی پرورش کی فکر کیجئے

اولاد کی پرورش ونگہداشت بہت اہم ذمہ داری ہے۔ان کو ابتداء ہی سے جب ان میں سمجھ پیدا ہونے لگے تو اللہ اور رسول کا نام سکھانا شروع کردینا چاہئے۔پھر ابتدائی عمر میں قرآن شریف کا ختم کرانا اور ضروری مسائل پاکی وناپاکی کے جائز وناجائز حلال وحرام چیزوں سے ضرور مطلع کردینا چاہئے۔پھر ابتدا ہی سے نماز کی عادت ڈالنا چاہئے۔ان کا لباس پوشاک صرف اسلامی طرز کا رکھنا چاہئے۔ان کے اخلاق کی نگرانی رکھنا چاہئے۔ان کو نشست وبرخاست اور کھانے پینے کے آداب سکھانا چاہئیں۔دین ودنیا کی ضروری تعلیم وتربیت کا خاص طور پر اہتمام رکھنا چاہئے بری صحبتوں سے ان کو خاص طور پر بچانے کی فکر رکھنا چاہئے۔اس کے علاوہ اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا معاملہ رکھنا چاہئے۔

گھر کا معاشرہ بالکل اسلامی طرز کا رکھنا۔اس زمانے میں واجب ہے۔

تصاویر اور ریڈیو، ٹیلی ویژن ہرگز گھروں میں نہ ہونا چاہئے۔اس سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے اخلاق ضرور خراب ہوتے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

شریف گھر کی عورتوں میں آج کل کے معاشرے میں آزادی بہت بڑھتی جارہی ہے روایات شرم وحیا اور پردہ داری ختم ہوتے جارہے ہیں محرم ونامحرم کا امتیاز ختم ہوتا جارہا ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ناگفتنی واقعات کثرت سے رونما ہورہے ہیں۔جنسی قانون فطرت کبھی نہیں بدل سکتا اس لئے سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

پانچواں ملفوظ..........موجودہ فتنوں سے بچنے کی کوشش کیجئے

اس زمانے میں فتنہ فساد اس قدر کثرت سے ہوگئے ہیں اور ہر شعبہ زندگی میں غیر محسوس طریقے سے بددینی اور دنیا کی ہلاکت کے سامان پیدا ہوتے جارہے ہیں جس کا اندازہ مشکل ہے مزید برآں اور بھی ہزاروں قسم کے فتنے ہیں جو صریحاً دین اسلام کے خلاف ہونے کی وجہ سے دنیا کی عافیت بھی خراب کررہے ہیں۔معاملات گندے اور خودغرضی کے اور دوسروں کی نقصان رسانی کے ہورہے ہیں۔معاشرے میں مغربی تہذیب کی لعنت دن بدن مسلط ہوتی جارہی ہے۔رہنا سہنا کھانا پینا لباس پوشاک سب نمائشی اور پرتکلف اور اقتصادی ومعاشی اعتبار سے نہایت تباہ کن ہیں۔ہزاروں بیماریاں نئی نئی پیدا ہورہی ہیں۔غذائیں، ہوائیں فضائیں سب گندی ہورہی ہیں۔نئی نئی دواؤں اور انجکشنوں سے بیماریاں پیچیدہ تر ہوتی جارہی ہیں۔ہر طرف دھوکا فریب وعدہ خلافی اخلاق سوز اعمال رونما ہورہے ہیں۔سب سے زیادہ خطرناک فتنے دین کے فتنے ہیں روز بروز نوجوان طبقہ خصوصاً دین اسلام سے بیگانہ ہی نہیں بلکہ اپنی جہالت وحماقت اور اپنی نفسانی وشہوانی لذت میں مدہوشی کے سبب سے دین کا مخالف اور دشمن ہوتا جارہا ہے۔پاکی وطہارت کا فقدان ہی نہیں بلکہ اس کی اہمیت ہی سے ذہن خالی ہوتے جارہے ہیں اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات سے کماحقہ ناواقفیت ہونے کی وجہ سے اسلام کو ناقابل عمل مذہب تصور کیا جارہا ہے۔تہذیب حاضرہ کی ہر مخرب اخلاق بات کو ترجیح دی جارہی ہے۔عریانی، بے شرمی، بے پردگی رقص وسرود فحش وعریانی تصاویر کا استعمال عام ہوتا جارہا ہے۔ہر نوجوان جس نے کچھ بھی انگریز اور مغربی تہذیب کا اثر لیا ہے مذہب میں ترمیم کرنے پر آمادہ ہے یا اسکے اصول پر بے تکلف اعتراف

besturdubooks.wordpress.com

وشبہات پیدا کرنے لگتا ہے نتیجہ یہ ہورہا ہے۔ کہ اسلام کے بنیادی اصول سے بالکل ہٹ کر ایک ملحدانہ زندگی کی لہر معاشرے میں روز بروز ترقی کے ساتھ رگ وپے میں سرایت کرتی جارہی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مطالعہ خوب غور سے دینی کتب کا کیا جائے۔ خصوصاً صحت عقائد جن امور پر منحصر ہے پھر معاملات وعبادات واسلامی معاشرہ، اسلامی اخلاقیات کو اچھی طرح ذہن نشین کیا جائے اس کے لئے سید سلیمان ندویؒ کی مکمل سیرۃ النبی ﷺ اور خطابات مدارس ضرور قابل مطالعہ ہیں ان کے مطالعہ سے رسول اللہ ﷺ کا صحیح مقام نبوت ومنصب تبلیغ واضح ہوتا ہے حضرت مولانا تھانویؒ کے مطبوعہ مواعظ پڑھنا دین اسلام کا صحیح علم حاصل کرنے کے لئے اس زمانے میں بہت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ روزانہ صبح وشام نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے ظاہری وباطنی اور ارضی سماوی فتنوں سے اپنے لئے اور اپنے متعلقین کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے پناہ مانگتا رہے انشاء اللہ ہر طرح محفوظ رہے گا۔

چھٹا ملفوظ .... پڑوسیوں کا خیال رکھیئے

پڑوسیوں سے بھی بہت خوشگوار تعلقات رکھنے چاہئیں اور ہمیشہ اس کا اہتمام رکھنا چاہئے کہ تمہاری وجہ سے ان کو کسی طرح کی اذیت نہ پہنچے اور اگر ان سے تم کو کوئی اذیت پہنچے تو ضبط وتحمل سے اور درگزر کرنے سے کام لیا جائے اور جلد ان سے خوش اسلوبی سے مفاہمت کرلی جائے۔

شادی اور غم کی تقریبات میں جہاں ہر طرح کی بدعات اور خلاف شرع باتیں ہوتی ہیں جہاں تک ممکن ہوسکے ان میں شرکت سے اجتناب کیا جائے اور خود اپنے یہاں سختی سے شرع پر عمل کیا جائے۔ کیونکہ خلاف شرع امور میں کبھی برکت نہیں ہوتی۔ بلکہ بیشتر دنیاوی نقصان کے علاوہ مؤاخذہ آخرت کا باعث ہوتے ہیں۔

ساتواں ملفوظ .... اچھے اعمال کو اپنایئے

اپنے موجودہ حالات پر قناعت کرکے ہر وقت شکر ادا کرتے رہنا۔ اپنے رہنے سہنے اپنی ضروریات زندگی اپنے ماحول اپنے اہل وعیال پر ہر وقت نظر رکھے اور سمجھے کہ جو بھی موجودہ حالت ہے اس میں سب سے بڑی نعمت تو سلامتی ایمان اور دین اسلام پر ہونا ہے جو بغیر کسی استحقاق کے

besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا فرمایا ہے۔ پھر اپنے وجود کی نعمتوں پر نظر کرے اپنے ماحول کی راحتوں پر نظر ڈالے اپنے اہل وعیال کی عافیت کو دیکھے۔ دوسروں سے اپنے تعلقات کی خوشگواری کا اندازہ کرے اور پھر دل کی گہرائیوں کے ساتھ ان انعامات الٰہیہ پر شکر ادا کرے۔ اس کے علاوہ جو بھی موجودہ حالت ہے اگر غور کرے تو لاکھوں مخلوق خدا اس سے محروم ہیں اس حالت کو محض اللہ تعالیٰ کا فضل نظر ڈالنے کی عادت ڈالے یہ کیمیا کا نسخہ ہے۔ اس پر عمل کر کے دیکھا جائے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب تم ہماری نعمتوں پر شکر ادا کرو گے تو ہم ان نعمتوں میں ضرور اضافہ، برکت اور ترقی عطا فرمادیں گے۔

اپنی کوتاہیوں، لغزشوں، غفلت اور معاصی کا احساس کر کے ہمیشہ استغفار کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو بندہ اپنے اعمال پر نادم ہوتے رہتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں ان کے ساتھ رحمت ومغفرت کا معاملہ کیا جاتا ہے۔ استغفار بہت بڑی نعمت اور بہت بڑی پناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے شرمسار گنہگار بندوں کو بہت پسند فرماتے ہین اور ان کے ساتھ بڑا رحمت اور مغفرت کا معاملہ ہوتا ہے۔ ان کے سامنے اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کا اقرار کرتے رہنا چاہئے۔ توبہ واستغفار خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے بڑی قوی علامت ہے۔

آٹھواں ملفوظ.................دینی معلومات کا حاصل کرنا بھی ضروری ہے

دینی معلومات کا حاصل کرنا بھی نہایت اشد وضروری ہے۔ کیونکہ بغیر اس علم کے زندگی کا مقصد متعین نہیں ہوتا۔ چند کتابوں کا مطالعہ بہت اہم اور ضروری ہے۔ مثلاً سیرت رسول ﷺ حالات صحابہ کرامؓ وحاالات بزرگان دین تاریخ اسلام حضرت حکیم الامت شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز کی تصانیف خصوصاً مواعظ وملفوظات بہشتی زیور وغیرہ ان کے مطالعہ سے دین ودنیا کی بہت گرانقدر کافی وشافی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ فضول اور بے مصرف کتابیں مثلاً اخبار ناول رسالے وغیرہ پڑھنے میں وقت ضائع نہ کرنا چاہئے۔ ان سے قلب میں ظلمت اور عقل وفہم میں پستی پیدا ہوتی ہے اور دوسرے مذاہب کی کتابیں تو ہرگز نہ پڑھنی چاہئیں کیونکہ بغیر اپنے مذہب کے علم کے راسخ ہونے کے دوسرے مذاہب کے عقائد اور فلسفہ سے ذہن

besturdubooks.wordpress.com

ضرور منتشر ہوتا ہے اور گمراہی کا اندیشہ ہے اپنے مذہب میں اگر کوئی اشکال وشک پیدا ہو تو ضرور کسی اہل علم سے حل کر لینا چاہئے۔

نواں ملفوظ............ہمیشہ اچھے مشاغل اپنایئے

غیر ضروری مشاغل بھی جمعیت خاطر کو برباد کرنے والے ہوا کرتے ہیں مثلاً خوامخواہ دوسروں کے معاملات میں دخل دینا یا کسی کی خاطر مروت سے کسی کام کی ذمہ داری لے لینا۔ یا مروتاً امانت رکھنا یا کسی کی ضمانت کرنا کیونکہ فی زمانہ یہ چیزیں بھی اکثر مفسدہ سے خالی نہیں ہوتیں۔ توقعات کے خلاف ہونے سے باہمی شکایات کے دفتر کھل جاتے ہیں۔ جمعیت خاطر برباد ہو جاتی ہے اور اس میں ابتلا کے وقت ضرور قلب مشوش اور متفکر ہو جاتا ہے۔ مثلاً بیماری کا لاحق ہونا۔ اپنی یا اپنے متعلقین کی بیماریاں یا غیر اختیاری طور پر تنگی معاش یا کسی عزیز اقارب یا کسی اور شخص کا بر بناء حسد یا خبث باطن کے باعث آزار ہو جانا، یا غیر متوقع طور پر کاروبار میں یا اپنے مال میں نقصان واقع ہو جانا یہ سب باتیں بھی انسان کے خیالات اور جذبات کو پراگندہ کرنے والی ہوتی ہیں۔ لہٰذا ایسے حالات کے صدور کے وقت رفع تردد اور حصول سکون قلب کے لئے جو تدابیر بتائی گئی ہیں ان پر عمل کرنا چاہئے۔ اور وہ تدابیر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی بتلائی ہوئی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ پریشانی اور رنج وفکر خواہ اختیاری ہو یا غیر اختیاری ہماری زندگی کا سکون واطمینان ضرور زائل کر دیتی ہے۔ لیکن قلب مؤمن میں اللہ تعالیٰ نے ایسی صلاحیت واستعداد رکھی ہے۔ کہ ایسی پریشانیوں کے وقت میں جب وہ اپنے کارساز حقیقی کی طرف کسی نہ کسی صورت میں متوجہ ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ رجوع الی اللہ کسی درجے کا بھی ہو عقلاً اس کو ضرور سکون حاصل ہو جاتا ہے ۔گو طبعاً تکلیف کا اثر باقی رہے لیکن یہ طبعی تکلیف بھی قابل تحمل وبرداشت ہو جاتی ہے ایسے مواقع پر جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ان کو ضرور نفع ہوتا ہے۔ ان کی دعاؤں اور ہمدردی سے قلب کو تقویت ہوتی ہے۔ ویسے بھی جو لوگ پاک وصاف زندگی بسر کرتے ہیں۔ جن کے دل میں دین کی عظمت ومحبت ہوتی ہے اور جن کے معمولات میں نماز کی پابندی اور دیگر اوراد وظائف شامل رہتے ہیں اور اگر ان کا تعلق کسی بزرگ سے بھی ہوتا ہے۔ تو ایسے لوگوں کے دل دینوی

besturdubooks.wordpress.com

پریشانیوں سے بہت کم متأثر ہوتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ بندے کو اپنی دنیاوی الجھنوں اور پریشانیوں کے تدارک کے لئے اپنے مالک اور کارساز حقیقی کی طرف رجوع کرنے ہی سے سہارا ملتا ہے۔اور اللہ جل شانہٗ نے خود اپنے کلام پاک میں اور نبی ﷺ نے اپنے ارشادات میں ہمارے افکار اور مصائب کے دور کرنے کے لئے بہت مؤثر تدابیر اور دعائیں تعلیم فرمائی ہیں۔ان پر عمل کرنا چاہئے اور اپنی تقصیرات ومعاصی اور شامت اعمال سے پناہ مانگنا چاہئے اور صدقہ خیرات کرنا چاہئے ایسا کرنے سے مصائب وآلام گو صورتاً قائم رہیں لیکن رضائے الٰہی پر دل ضرور مطمئن ہوجاتا ہے اور یہ بڑی نعمت ہے۔

دسواں ملفوظ............اپنے گھر کے ماحول کو اسلامی بنایئے

اپنے گھر کے ماحول کو تمام تر اسلامی بنانا چاہئے۔ورنہ آئندہ نسلیں اس سے بالکل بیگانہ ہوجائیں گی اور اس سے دین دنیا کے بیشمار مفاسد پیدا ہوں گے۔اپنا رہنا سہنا،لباس پوشاک،وضع قطع،کھانا پینا سب شریعت وسنت کے مطابق ہونا چاہئے۔گھر کے استعمال کا سامان بھی سادہ اور پاک صاف ہونا چاہئے۔حیثیت سے زیادہ قیمتی سامان جو محض نمائش کے لئے ہو اس کا مہیا کرنا اسراف بیجا ہے اور پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔کیونکہ ہمیشہ اسکی حفاظت کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔کبھی ان میں اضافے کی ہوس اور کبھی ان کے خراب ہونے کا خدشہ قلب کو مشوش رکھتا ہے۔قناعت تو ضروری سامان ہی میں نصیب ہوتی ہے مغربی تہذیب کی لعنت ہمارے معاشرے کو اس قدر مسموم کرتی جارہی ہے۔کہ ہم غیر شعوری طور پر اس میں مبتلا ہوکر اپنے شعائر اور شعور اسلامی سے محروم ہوتے جارہے ہیں وقار اسلامی اور روایات خاندانی اور لوازمات شرافت کو ضرور برقرار رکھنا چاہئے ورنہ دنیا میں بھی خواری ہے اور آخرت میں بھی خسران ہے اگر انجام کار پر غور کیا جائے یہ تو بات خود عقل تسلیم کرلے گی۔

جسمانی صحت وتندرستی بڑی قابل حفاظت نعمت ہے۔اس کے زائل ہونے سے طبیعت میں سکون باقی نہیں رہتا۔اس کے تحفظ کے لئے خاص اہتمام رکھنا چاہئے اور اس کے اہتمام کے لئے نظم الاوقات کا قائم رکھنا نہایت ضروری ہے یعنی وقت کے تعین کے ساتھ کھانا پینا سونا آرام کرنا

besturdubooks.wordpress.com

تفریح کرنا کچھ ہلکی سی ورزش کرنا ان سب کے لئے روزمرہ کی زندگی میں وقت کا تعین ضروری ہے تا کہ ہر بات اپنے وقت پر ادا کرنے کی عادت ہو جائے اگر خدانخواستہ کوئی بیماری لاحق ہو جائے تو اس سے بے فکری نہ کی جائے اور جلد اس کا تدارک کرلیا جائے۔ ورنہ بعض وقت مرض پیچیدہ اور دشوار العلاج ہو جاتا ہے۔

تعلقات زندگی کے ساتھ وابستہ ہیں لیکن ان کو بھی بہت ہی ضروری تعلقات پر بقدر ضرورت محدود رکھا جائے غیر ضروری تعلقات خواہ اعزہ اور اقرباء سے ہوں یا دوست واحباب سے ہوں یا کاروباری زندگی میں ہوں کسی نہ کسی درجے مین ضرور پریشان کن ثابت ہوتے ہیں کیونکہ سب کا حق ادا کرنا عادۃً دشوار ہوتا ہے۔ اس وجہ سے قلب مشوش رہتا ہے۔ کیونکہ ایسے غیر ضروری تعلقات میں اپنے کسی عذر کی وجہ سے تو اس کو رنج وشکایت ہوتی ہے اور پھر خود اپنے کو بھی ندامت وخفت ہوتی ہے۔ محض رسمی تعلق اور دوستی رکھنے والے اکثر بیجا مروت سے فائدہ اٹھاتے ہیں جن سے بعض وقت مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ یا عافیت سوز معاملہ درپیش ہو جاتا ہے اس لئے ہر شخص پر اعتماد کرنا چاہئے۔

جہاں تک ممکن ہو احکامات شریعت اور اتباع سنت کا ہر معاملہ زندگی میں اہتمام رکھنا چاہئے۔ ہمیشہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا چاہئے۔ دوستوں کے انتخاب میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ظاہری اخلاق سے متاثر نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ اصل معیار صداقت وخلوص تو دینداری اور صفائی معاملات ہے۔ جن لوگوں سے زندگی میں برابر سابقہ پڑتا ہے۔ ان کو بھی خوب سمجھ کر منتخب کرلینا چاہئے۔ مثلاً ڈاکٹر حکیم، وکیل تاجر وغیرہ۔ اپنے خانگی حالات اور راز کی بات ہرگز کبھی کسی سے نہ کہنا چاہئے۔ خصوصاً عورتوں سے۔

(تلخیص از چند مفید مشورے)

besturdubooks.wordpress.com

ملفوظات نمبر ۹

از شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

پہلا ملفوظ............ہر چھوٹی بڑی چیز اللہ ہی سے مانگیے

مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ ایک اللہ ہی سے مانگے چاہے چھوٹی چیز ہو یا بڑی۔

ناپاک کمائی کیا ہے؟

آقائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے وہ بھی اللہ سے مانگو، نمک کی چٹکی چاہئے وہ بھی اللہ ہی سے مانگو، اور یہ نہ سمجھو کہ چھوٹی سی چیز اللہ سے کیا مانگیں ؟ اللہ بڑے ہیں ان سے کوئی بڑی چیز مانگنی چاہئے، بات یہ ہے کہ کسی چیز کا چھوٹا ہونا یا بڑا ہونا یہ تمہارے اور تمہارے اعتبار سے ہے، اللہ کے اعتبار سے نہیں ہے، اللہ کی نظر میں سب چھوٹی بڑی چیزیں برابر ہیں، اور ہماری احتیاج کے اعتبار سے بھی برابر ہیں، جس طرح جنت کے محتاج ہیں اسی طرح نمک کی چٹکی کے بھی محتاج ہیں، ہم تو سراپا احتیاج ہیں۔ تو بڑی چیز بھی اللہ سے مانگو اور چھوٹی چیز بھی اللہ سے مانگو، کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں سب برابر ہیں، اس کی قدرت کے اعتبار سے سب برابر ہیں، اور ہمارے احتیاج کے اعتبار سے سب برابر ہیں، اور یہ بھی بتلا دیا کہ دن کے دن کی روزی مانگو، کہو یا اللہ! آج کی روزی کا بندوبست فرما دے، آگے کی فکر نہ کرو، لمبی لمبی سوچیں نہ لے جاؤ۔

دوسرا ملفوظ............کامل مسلمان کی تعریف سمجھئے

''مسلمان وہ ہے کہ اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔'' تمہارے ہاتھ سے اور تمہاری زبان سے کسی مسلمان کو ایذا نہ پہنچے۔

علماء فرماتے ہیں کہ مقصود اس سے یہ ہے کہ تمہارے وجود سے کسی کو نقصان نہ پہنچے تمہارا

besturdubooks.wordpress.com

وجود لوگوں کے لئے سراپا امن اور سلامتی کا وجود ہو اور تمہاری ذات سے کسی کو خطرہ محسوس نہ ہو، نہ تمہاری زبان سے، نہ تمہارے کسی اور عضو سے۔ زبان اور ہاتھ دو چیزوں کو اس لئے ذکر فرمایا کہ زیادہ تر ایذا رسانی، کسی کو تکلیف پہنچانا انہی دو اعضا سے ہوتا ہے، زبان کے ساتھ یا ہاتھ کے ساتھ اور اسی بنا پر یہ فرمایا گیا ہے کہ جس شخص کے یہ دو عضو مسلمانوں کو تکلیف اور نقصان نہ پہنچانے کے پابند ہوں، اس کا پورا وجود سلامتی بن جائے گا، بطور خاص زبان اس لئے کہ ان سے ایذا زیادہ پہنچتی ہے۔ کیونکہ زبان کا زخم تلوار کے زخم سے زیادہ گہرا ہوتا ہے۔

تیسرا ملفوظ.............................حلال اور پاک کھانے کا اہتمام کیجئے

پاک اور طیب کھانے کا اہتمام! یہ اللہ کے محبوب بندوں کی علامت ہے، ہم تو جانور ہیں۔ جو کچھ بھی مل جائے اس پر منہ مارتے ہیں، جانور کا یہی کام ہوتا ہے اس کو اس سے غرض نہیں کہ یہ میرے مالک کا ہے یا نہیں؟ یا میرے حصے کا ہے یا نہیں؟ اس کا منہ جہاں تک پہنچ جائے، وہ اس کو ہڑپ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گویا کھانے پینے کے معاملہ میں جانور نہ بنو، بلکہ پاک کھاؤ۔

ایک حدیث شریف میں ارشاد فرمایا ہے کہ: ”اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو جو حکم دیا ہے، وہی حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے ایمان دار بندوں کو بھی دیا ہے، رسولوں سے فرمایا کہ: اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔“ (مشکوٰۃ)

اور اہل ایمان سے فرمایا کہ اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دیں۔“

چوتھا ملفوظ.............................ہم محاسبہ آخرت کو بھول گئے

آج دنیا میں جو فساد پیدا ہو رہا ہے وہ اس لئے کہ ہم نے اپنا محاسبہ چھوڑ دیا ہے، اس لئے کہ یوم الحساب کو بھول گئے، یاد ہی نہیں رہا کہ حساب ہونے والا ہے، ایک ایک پائی کا، ایک ایک ذرہ کا حساب لیا جائے گا۔ ترمذی شریف کے حوالے سے مشکوٰۃ میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”بندے کے قدم اپنی جگہ سے ٹلیں گے نہیں جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھ نہیں لیا جائے گا۔

ا:.........اپنی عمر کہاں برباد کی تھی؟ ۲:.....اپنی جوانی کہاں بوسیدہ کی؟ ۳:.....مال کے

besturdubooks.wordpress.com

بارے میں سوال ہوگا کہ کہاں سے حاصل کیا تھا؟ ۴:...اور کہاں خرچ کیا تھا؟ ۵:......عالم سے سوال ہوگا کہ جو علم سیکھا تھا اس پر عمل بھی کیا تھا یا نہیں؟

پانچواں ملفوظ..................دنیا میں تمام آرزوئیں پوری نہیں ہوسکتی

چاروں طرف سے آرزوئیں اور تمنائیں تمہیں گھیرے ہوئے ہیں کہ یہ ہو جائے، یہ ہو جائے، یہ ہو جائے، کسی کو ذرا چھیڑ کر دیکھو اور پھر اس کی تمناؤں اور آرزوؤں کی داستان سنو، تم خاموش رہو، پھر وہ بولتا رہے گا لیکن تمہاری تمنائیں موت سے پہلے نہیں پوری ہونے کی، جن تمناؤں اور جن آرزوؤں کو تم نے پال رکھا ہے، یہ کبھی پوری نہیں ہوسکتیں، تم نادانی بلکہ حماقت میں مبتلا ہو، کہ ان تمناؤں اور آرزوؤں کو پال رہے ہو، اور اس وہم میں مبتلا ہو کہ شائد ہم اپنی آرزوئیں پوری کر کے یہاں سے جائیں گے، بھائی! کوئی آدمی اپنی آلہ زوئیں اس دنیا میں پوری نہیں کرسکتا۔

چھٹا ملفوظ..................نیکی پر فرحت ہو نہ کہ ناز

نیکی کا کام کر کے طبیعت میں فرحت پیدا ہو، ناز نہ کرے، ناز اور چیز ہے، دل میں فرحت کا پیدا ہونا اور چیز ہے۔ کسی آدمی نے نماز پڑھی اور اللہ نے توفیق دی نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ سے باتیں کیں، خوب دعا مانگی تنہائی میں، دل میں ایک خاص خوشی پیدا ہو جاتی ہے، خاص فرحت پیدا ہو جاتی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طبیعت میں سارا بوجھ ہلکا ہو گیا۔ یہ ہے جس کو رسول ﷺ فرماتے ہیں، کہ تیری نیکی تجھ کو خوش کر دے، اور بطور فخر کے بیان کرنا یہ بے ہودگی ہے، اس کو بیان کرنا یہ بے ہودہ کام ہے، دل میں فرحت کا پیدا ہو جانا اچھا کام کر کے، نیکی کا کام کر کے اور خدانخواستہ کوئی غلطی ہوگئی، گناہ ہو گیا، برائی ہوگئی تو دل میں غم پیدا ہو جائے، یہ علامت ایمان کی ہے۔

اور اگر نیکی کا کام کر کے خوشی نہیں ہوتی، اور گناہ کا کام کر کے طبیعت میں بدمزہ نہیں ہوتی تو معلوم ہوتا ہے کہ چیت ہے سب کچھ، اندر کا جو دل ہے یہ اندھا ہو گیا ہے بے چارا، اس میں تأثر ہی نہیں رہا۔

ساتواں ملفوظ..................خیانت سے بچیئے

''خیانت'' امانت کی ضد ہے، آدمی کے دل میں امانت کا ہونا یہ اس کی صفت ہے، جس کو

besturdubooks.wordpress.com

ہم امانت داری کہتے ہیں، اور پھر یہ اس کے مظاہر ہیں جو سامنے آتے ہیں، امانت داری کی شکلیں سامنے آتی ہیں، یہ اس کے مظاہر ہوتے ہیں، وہ امانت داری نہیں بلکہ وہ امانت داری کے نتائج ہیں، امانت داری آدمی کے دل کی ایک صفت ہے اور خیانت اس کی ضد ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ ''امانت'' کے معنی ہیں آدمی پر اس بات کا احساس غالب ہونا کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں، قیامت کے دن مجھ کو اس چیز کا جواب دینا ہوگا، اس کی جواب دہی کرنی ہوگی ۔انسان کے اعضاء جو اللہ تعالیٰ نے اس کو دیئے ہیں یہ بھی امانت ہیں، ان کا ٹھیک استعمال ہوا تو یہ امانت داری ہوئی، اور ان اعضاء کا استعمال ٹھیک نہیں ہوا تو یہ خیانت ہے۔ کسی نے آپ کے پاس کوئی چیز امانت کے طور پر رکھوائی، وہ بھی امانت ہے، اس میں تصرف کرنے کا آپ کو حق حاصل نہیں ہے۔ کسی کی راز کی بات سن کر دوسرے کو بتلانا یہ بھی امانت میں خیانت ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ''جب کسی نے چپکے سے کوئی بات کہی (اور بات کرنے کے بعد پھر ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ کوئی اور تو میری بات نہیں سن رہا) فرمایا اس کی یہ بات بھی تمہارے پاس امانت ہے۔''

جب وہ دائیں بائیں دیکھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی اور کا سننا پسند نہیں کرتا، اور کسی کو سنانا نہیں چاہتا، اس نے یہ بات صرف تم کو سنائی ہے، تو یہ اس کا راز، اس کی امانت ہے۔ اگر اس کے راز کو افشا کرو گے تو خیانت کے مرتکب ہو جاؤ گے۔

آٹھواں ملفوظ.................حق نفع نہ دے تو باطل نقصان دے گا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ بات یہ ہے کہ جس شخص کو حق نفع نہ دے تو باطل نقصان دیتا ہے، دو ہی صورتیں ہیں، یا آپ حق پر ہوں گے یا باطل پر ہوں گے، اگر حق پر ہیں، حق آپ کو نفع پہنچا رہا ہے تو مبارک ہو، ورنہ یہ یقین رکھئے کہ باطل کو اختیار کرنے کے بعد آپ نقصان سے نہیں بچ سکتے، اور جس شخص کو ہدایت سیدھا نہ کر سکے، اس کو گمراہی کھینچ کر لے جاتی ہے۔ ہدایت اور گمراہی یہ دونوں بھی متقابل ہیں۔ سورۂ فاتحہ میں فرمایا: ''اهدنا الصراط المستقيم ۔'' اللہ تعالیٰ سے مانگی ہدایت کہ ہمیں ہدایت دے صراط مستقیم کی، ''صراط الذين انعمتَ عليهم ۔' 'راستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا اور یہ چار فریق ہیں: نبیین، صدیقین، شہداء اور

besturdubooks.wordpress.com

صالحین۔ بہت ہی مبارک ہے وہ بندہ جس کو ان کے راستے پر چلنے کی توفیق ہوگئی، یہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے ہیں۔غیر المغضوب علیھم و لاالضآلین۔'' نہ ان پر غضب ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔جن پر غضب ہوا وہ یہودی ہیں ،اور جو گمراہ ہوئے وہ نصرانی ہیں۔ یہ گمراہی کا راستہ ہے،آپ یا ہدایت پر ہیں، یا گمراہی پر ہیں،جس شخص کو ہدایت سیدھے راستے پر نہیں چلاتی، گمراہی اس کو کھینچ کے لے جاتی ہے۔اور جس کو یقین نفع نہیں پہنچاتا ،شک اور تردد اس کو نقصان پہنچاتا ہے ۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ارشاد فرمائی ہوئی تمام باتیں برحق ہیں، ہمارا ان پر ایمان ویقین ہے،ہم نے چونکہ کلمہ پڑھا ہے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس لئے ہمیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمائی ہوئی ایک ایک بات پر یقین ہے،اور اتنا یقین مؤمن کو ہونا چاہئے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر غیب کا پردہ ہٹادیا جائے اور تمام رکاوٹیں ہٹادی جائیں تو میرے یقین میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا ، کیونکہ مجھے آج بھی اتنا ہی یقین ہے جتنا مشاہدہ سے ہوگا۔

نواں ملفوظ..............................بندہ کا کام صرف بندگی ہے

ہم بندگی چھوڑ کر خدائی کا کام کرتے ہیں، پھر وہ ہم سے ہوتی ہی نہیں ، پریشان ہوتے ہیں، بندہ کا کام صرف بندگی ہی ہے،وہ تو ہم نے چھوڑ دی،اور اس کارخانۂ عالم کو چلانا کہ اس کو اتنا دیا جائے ،اس کو اتنا دیا جائے ،اس کو نہ دیا جائے ،فلاں وقت دیا جائے فلاں وقت نہ دیا جائے ، وہ خدائی ہے، بندگی چھوڑ کر جب ہم خدائی کرنے لگتے ہیں،تو وہ ہم سے چلتی نہیں، ساری پریشانیوں کی جڑ یہی ہے،خدا کے لئے خدائی چھوڑ دیں، اپنا کام ہے بندگی کا وہ کریں، مالک سے کہہ دیا یا اس کے سامنے رولو، گڑگڑالو، جتنی تاکید کے ساتھ اور جتنی الحاح وزاری کے ساتھ کہہ سکتے ہو کہو، کہنے کے بعد مطمئن ہوجاؤ، درخواست دے دی، وہ بھولتا نہیں ہے،اور یہ بھی نہیں کہ اس کو اپنے بندوں کے حال پر رحم نہ ہو، جب وہ شفیق بھی ہے، بھولتا بھی نہیں تو تم کیوں پریشان ہوتے ہو؟ ایک عالَم کے عالِم کو اس روزی کے مسئلہ نے پریشان کر رکھا ہے، حالانکہ پریشانی کی کوئی بات نہیں، ایک دن کی روٹی اور بس، وہ مل گئی، اگلا دن آئے گا تو وہ لئے کھڑا ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

ایک بزرگ فرماتے تھے کہ: جس نے اگلے دن کی زندگی تمہیں دی ہے، وہ اگلے دن کی روٹی بھی تمہیں دے گا۔

دسواں ملفوظ.................بدگوئی اور دشنام تراشی سے بچئیے

بدگوئی اور دشنام طرازی، گالیاں بکنا اور دوسری بکواس کرنے سے عرب کا مشہور محاورہ ہے کہ ہر برتن سے وہی چھلکا کرتا ہے جو اس میں ہو، اگر برتن میں دودھ بھرا ہوا ہوگا تو دودھ چھلکے گا، شراب بھری ہوگی تو وہ چھلکے گی، زمزم بھرا ہو وہ چھلکے گا۔ نعوذ باللہ! گندگی بھری ہوئی ہو تو وہ چھلکے گی تمہاری یہ زبان تمہارے دل کے برتن کو چھلکاتی ہے، اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تمہارے دل میں کیا بھرا ہوا ہے، اس کو کہنے کی ضرورت نہیں، اگر گندگی نکلتی ہے، گالیاں بکتے ہو، اس کے معنی یہ ہیں کہ اندر گندگی بھری ہوئی ہے، آنحضرت ﷺ تنبیہ فرماتے ہیں کہ ذرا اپنے برتن کو ٹھیک کرو، کیونکہ جب آدمی افسردہ ہوتا ہے تو اس سے غمگین باتیں نکلتی ہیں، اور آدمی خوشی سے لبریز ہوتا ہے تو اس سے خوشی کی باتیں نکلتی ہیں۔ بھائی! تمہارے دل میں خیر ہوگی تو تمہارے منہ سے بھی کلمہ خیر نکلے گا، اور نعوذ باللہ! ثم نعوذ باللہ! گندگی بھری ہوئی ہوگی تو پھر گالیاں ہی منہ سے نکلیں گی، اور کیا منہ سے نکلے گا؟

(تلخیص از اصلاحی مواعظ)

besturdubooks.wordpress.com

ملفوظات نمبر ۱۰

از مفکرِ امت حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ

پہلا ملفوظ............................ہر کام اخلاص کے ساتھ کیجئے

صرف اللہ کی رضا کے لئے صرف اللہ کی رضا کے لئے عمل کرنے کو اخلاص کہتے ہیں جو بھی نیک کام کرو اسی نیت سے کرو کہ اس کے متعلق جو مجھے اللہ نے حکم دیا ہے اس پر عمل کر کے محض اللہ کو راضی کرنا مقصود ہے، دنیا کا نفع اور شہرت اور نام و نمود مقصود نہیں ہے۔ آخرت سنور جانے کے لئے عمل کرنا ہے اور یہ جب ہی ہوتا ہے جب نیک عمل کا ثواب مل جانے کا پورا یقین ہو اور ثواب کو کام کی چیز سمجھا جائے۔ اخلاص بڑی اہم چیز ہے جب تک نیت یہ نہ ہو کہ میرا یہ عمل خالص اللہ کے لئے ہے اس وقت تک عمل مقبول نہیں۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر ایک عمل میں ایک نیت دین کی ہو اور ایک دنیا کی تو اس کو اخلاص نہیں کہا جائے گا، جیسے روزہ رکھنے سے یہ بھی مقصود ہو کہ کھانا پکانا نہ پڑے گا اور بیماری میں پرہیز بھی رہے گا تاکہ تندرستی میں فرق نہ آئے، یا حج کرنے سے یہ مقصود ہو کہ وہ عبادت ہے اور اللہ کے نزدیک محبوب عمل ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی نیت ہو کہ سیر و تفریح ہوگی یا دشمنوں کی ایذاؤں سے نجات ہوگی، یا اعتکاف میں یہ نیت ہو کہ وہ عبادت بھی ہے اور اتنے دن مکان کا کرایہ نہ دینا پڑے گا۔ یا فقیر کو اس لئے دیا کہ اس میں اجر بھی ہے اور اس کا شور و غل بھی بند ہو جائے گا تو یہ سب خیالات حد اخلاص سے خارج ہیں، اخلاص اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے اور اس کا حاصل ہونا مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ شیطان کا ریاکاری پر ڈالنا اور نفس کا فریب اس نعمت کو حاصل نہیں ہونے دیتا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھ کو آنحضرت ﷺ نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو کچھ نصیحت فرما دیجئے، آپ نے فرمایا اپنے دین میں اخلاص رکھو تم کو تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔

besturdubooks.wordpress.com

دوسرا ملفوظ..........قرآن کریم سے برکت حاصل کیجئے

قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے۔اس میں احکام ہیں،معارف وحقائق ہیں،اخلاق وآداب ہیں،اس نے دنیاوآخرت کی کامیابی کے اعمال بتائے ہیں،یہ انقلاب عالم کے اسباب اوراقوام کے زیروزبر ہونے کے رموز کی طرف رہبری کرتا ہے۔اس کی برکتیں بے انتہا ہیں خدائے پاک کی رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔نعمت ودولت کا خزانہ ہے اس کی تعلیمات پرعمل کرنا دنیاوآخرت کی سربلندی اورسرفرازی کا ذریعہ ہے،اس کے الفاظ بھی بہت مبارک ہیں،یہ سب سے بڑے بادشاہ کا کلام ہے خالق و مالک کا پیام ہے جواس نے اپنے بندوں اور بندیوں کے لئے بھیجا ہے اس کے الفاظ بہت بابرکت ہیں اس کی تلاوت کرنے والا آخرت کے بے انتہا اجور وثمرات کا مستحق تو ہوتا ہی ہے دنیاوی زندگی میں بھی رحمت وبرکت اورعزت ونصرت اس سے ہمکنار ہوتی ہے۔اور یہ شخص سکون قلب اورخوشحالی کی زندگی گزارتا ہے کلام اللہ کی عجیب شان ہے اس کے پڑھنے سے کبھی سیری نہیں ہوتی اور برسوں پڑھتے رہو کبھی پرانا معلوم نہیں ہوتا یعنی تلاوت کرنے والے کی طبیعت کا لگاؤ اس بنیاد پرختم نہیں ہوتا کہ بار بار ایک ہی چیز کو پڑھ رہا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ جتنی بار پڑھتے ہیں نئی چیز معلوم ہوتی ہے فسبحانَهٗ ما اعظَمَ کلامَهٗ۔

تیسرا ملفوظ..........ہمیشہ اپنے خالق کوراضی رکھئے

مخلوق کوراضی رکھنے کی فکر نہ کرو بلکہ خالق و مالک کوراضی رکھو جس نے وجود دیا ہے اور زندگی بخشی ہے،آج کل لوگ مخلوق کوراضی کرنے کے لئے خالق و مالک کی نافرمانی کرتے ہیں ۔صرف اس لئے ڈاڑھی منڈاتے اور پتلون پہنتے ہیں کہ کوئی ملا نہ سمجھے،بیوی کو پردہ اس لئے نہیں کراتے کہ کوئی دقیانوسی نہ کہہ دے۔بس اتنی سی بات کے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کو تیار ہیں۔ارے مخلوق کی بھی کوئی حیثیت ہے جسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے راضی کیا جائے ،صرف خالق و مالک کوراضی کرواس کوراضی رکھتے ہوئے جوراضی ہوجائے۔

چوتھا ملفوظ..........ذکراللہ کا اہتمام کیجئے

اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے،دل سے زبان سے اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگارہنا لازم ہے،ذکر

besturdubooks.wordpress.com

سے بہت بڑے درجات حاصل ہوتے ہیں، سورۂ احزاب میں فرمایا کہ:

﴿اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو۔﴾

سورۂ بقرہ میں فرمایا کہ: ﴿تم مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا اور میری شکر گزاری کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔﴾

سورۂ عنکبوت میں فرمایا کہ: ﴿جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے اس کو پڑھا کیجئے اور نماز کی پابندی رکھیئے، بے شک بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روکتی رہتی ہے، اور اللہ کی یاد میں بہت بڑی چیز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو جانتا ہے۔﴾

پانچواں ملفوظ.......................صبر کو لازم پکڑیئے

ذکر وفکر، صبر وشکر، مؤمن کی زندگی کی گاڑی کے پہیئے ہیں، اللہ کی یاد میں لگا رہے اور ترقی درجات کے لئے بھی فکر مند رہے تکلیف پر صبر بھی کرے اور ہر حال میں اللہ کا شکر گزار رہے۔ دنیا دارالمصائب ہے صبر کے بغیر زندگی گزارنے کا کوئی راستہ نہیں، اتنا فرق ہے کہ مؤمن صبر کا ثواب بھی لے لیتا ہے اور کافر کو یہ بات نصیب نہیں، اور جو شخص مدعی اسلام ہو لیکن بے صبرا ہو، مصیبت کے وقت واویلا کرتا ہو اجر وثواب کی نیت نہ رکھتا ہو وہ بھی ثواب سے محروم رہتا ہے۔ اور درحقیقت مصیبت زدہ وہی ہے جسے تکلیف بھی پہنچی اور ثواب بھی نہ ملا اسی کو فرمایا ہے۔ **انما المصاب من حرم الثواب.** (مشکوٰۃ شریف) تکلیف کے وقت صبر بہت کڑوا معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا نتیجہ میٹھا نکلتا ہے اردو میں مثل مشہور ہے کہ صبر کا پھل میٹھا ہے عربی میں کسی نے کہا الصبر امر من الصبر واحلی من الثمر۔ صبر ایلوے سے زیادہ کڑوا اور پھل سے زیادہ میٹھا ہے۔ درحقیقت مؤمن سے زیادہ کوئی آرام وراحت میں نہیں وہ اللہ کی رضا وقدر پر راضی رہتا ہے اور ہر حالت میں ثواب کا امیدوار رہتا ہے طبعی طور پر اگر کسی بات پر رنج ہو تو عقلی اور ایمانی طور پر اس کا دفاع ہو جاتا ہے اور اس طرح اس کی مصیبت ہلکی ہو جاتی ہے۔

چھٹا ملفوظ.......................زندگی کی قدر وقیمت پہچانئے

فرمایا: دنیا میں کوئی شخص بغیر عمل کے نہیں، چھوٹا سا بچہ بھی پیدا ہونے کے چند دن بعد ہی

besturdubooks.wordpress.com

ہاتھ پاؤں مارنے لگتا ہے بلکہ دودھ پینے کے لئے تو پیدا ہوتے ہی ہونٹ چلاتا ہے اور ماں کا پستان یا نپل دباتا ہے۔ ساری زندگی سراپا عمل ہے اب انسان چاہے اچھے اعمال کرے، گناہ کرے یا نیکی کرے لہو ولعب میں لگے، لایعنی باتیں کرے یا فضول مشاغل میں وقت لگائے کام میں تو سبھی مشغول رہتے ہیں۔ ہوش مند وہ ہے جو اپنی زندگی کو نیک کاموں میں خرچ کرے تا کہ اس کی محنت اور مجاہدہ دوزخ میں جانے کا ذریعہ نہ بنے۔ آخرت کی عظیم اور کثیر نعمتوں کے نقصان اور خسران اور حرمان کی راہ اختیار نہ کرے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ﴿كل الناس يغدو فبائعٌ نفسَهٗ فمُعتِقُها اَوْ موبِقُها۔﴾ (صبح ہوتی ہے تو ہر شخص کام کاج کے لئے نکلتا ہے اور ہر شخص اپنی جان کو کام میں لگاتا ہے اور نتیجہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے نفس کو دوزخ سے آزاد کرا لیتا ہے اور کوئی شخص اپنے نفس کو ہلاک کر دیتا ہے) دوزخ میں بھی عمل کے ذریعے ہی جائیں گے اور جنت میں بھی اعمال ہی لے جائیں گے جب دونوں اپنے ہی کئے کا نتیجہ ہیں تو انسان ایسی بے وقوفی کیوں کرے کہ عمل بھی کرے اور دوزخ میں بھی جائے۔

ساتواں ملفوظ..........................حقوق العباد کی فکر کیجیے

یاد رکھیئے! حقوق العباد کا معاملہ بہت سخت ہے عام طور پر لوگوں کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی دینداری بس نماز اور کرتہ اور داڑھی میں رہ گئی۔ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے تھے۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ستر نافرمانیاں لے کر قیامت کے میدان مین پہنچے تو یہ اس سے ہلکا جرم ہے کہ کسی بندے کا ایک حق اپنے ذمہ لے کر میدان قیامت میں حاضر ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اس سے معافی کی امید رکھی جائے لیکن بندے چونکہ محتاج ہیں اس لئے ان کے حقوق کی ادائیگی کا دھیان رکھنا اور حقوق العباد سے پاک ہو کر جانا بہت زیادہ اہم اور سخت ضروری ہے۔ بندوں سے وہاں معاف کرنے کی امید رکھنا بے وقوفی ہے بندے وہاں محتاج ہوں گے کسمپرسی کا عالم ہوگا ذرا ذرا سا سہارا تلاش کرتے ہوں گے اور ہر صاحب حق اپنا پورا پورا حق وصول کرنا چاہے گا میراث کے بارے میں تو دینداری کے مدعی پیر فقیر عالم جاہل عموماً مبتلائے مصیبت ہیں۔ مرنے والا مر جاتا ہے اور اس کا مال شرعی اصول کے مطابق ورثاء میں تقسیم نہیں ہوتا یتیموں اور بیواؤں کے حصے دوسرے ہی

besturdubooks.wordpress.com

لوگ کھا جاتے ہیں اور مرنے والوں کی بیویوں اور بیٹیوں کو میراث کے شرعی حصے نہیں دئے جاتے بدعت کے کاموں میں میراث کے مشترک مال سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اجرت پر قرآن مجید پڑھوایا جارہا ہے جو حرام ہے تیجے چالیسویں ہورہے ہیں جو بدعت ہیں اور ان میں ریاکاری بھی مقصود ہوتی ہے۔ یتیموں بیواؤں کا مال (جو انہیں میراث میں ملا ہے) بدعات اور خرافات میں خرچ کرتے چلے جاتے ہیں اور شریعت کے مطابق میراث تقسیم کرنے سے جان چراتے ہیں۔

آٹھواں ملفوظ .... آخرت کی فکر کیجئے

دنیا اور آخرت ضرّتان ہیں یعنی آپس میں ہر ایک دوسرے کی سوکن ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے من احبَّ اٰخرتَہٗ اضرَّ بِدُنیاہُ و من اَحبَّ دُنیاہُ اَضرَّ باٰخرَتِہ کہ جو شخص دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچائے گا اور جو شخص اپنی آخرت سے محبت کرے گا وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچائے گا۔ پھر فرمایا: فآثروا ما یبقیٰ علیٰ ما یفنیٰ لہٰذا باقی رہنے والی چیز کو فنا ہونے والی چیز کو ترجیح دو۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ مال اور جاہ اور اعضاء و جوارح ان سب کے ذریعہ آخرت بھی کمائی جاتی ہے اور دنیا بھی اور زندگی بھی ایک ہی بار ملی ہے اسی میں دنیا کے لئے بھی کام کئے جاتے ہیں اور آخرت کے لئے بھی محنتیں ہوتی ہیں وقت محنت مال اور اعمال سب محدود ہیں موت پر سب ختم ہوجاتے ہیں یہاں عمل ہے اور حساب نہیں اور وہاں حساب ہے اور عمل نہیں اسی تھوڑی سی زندگی میں مال اور اعضاء و جوارح کی محنت کو جتنا چاہے دنیا کے لئے لگائے اور جتنا چاہے آخرت کے کاموں میں لگادے۔ ایک کے اعمال کرے گا تو دوسرے کے اعمال رہ جائیں گے۔ اسی کو رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فانی اور باقی کا فرق سمجھ لو باقی کو اختیار کرو یعنی آخرت کا نقصان نہ ہونے دو اسی کو ترجیح دو کیونکہ وہ باقی ہے۔ بقدر ضرورت دنیا میں بھی مشغول ہونا پڑتا ہے لیکن جو لوگ ضرورت سے زیادہ دنیا میں لگتے ہیں وہ اس حدیث کے پیش نظر آخرت کے اعتبار سے بڑے خسارہ میں ہیں۔

نواں ملفوظ .... دنیا سے بے رغبتی رکھیئے

دنیا اور اہل دنیا سے استغناء رکھنا چاہئے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ دنیا کے طالب بنو گے تو دور بھاگے گی اور استغناء برتو گے تو پیچھے لگے گی اور دوڑ کر آئے گی دنیا سے بے رغبتی اور اس سے کم

besturdubooks.wordpress.com

سے کم فائدہ اٹھانا یہ ہے نفع کی چیز کہ انسان ہشاش بشاش رہتا ہے، دنیا کے جھمیلوں سے آزاد رہتا ہے بقدر ضرورت کمایا اہل وعیال کی ضرورت میں خرچ کر دیا باقی تلاوت اور ذکر میں مشغول ہو گیا کوئی کر کے تو دیکھے۔ دیکھو کیسا مزہ آتا ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''میری طرف یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں مال جمع کروں اور تاجروں میں سے ہو جاؤں، میری طرف تو یہ وحی کی گئی کہ اب تم اپنے رب کی تسبیح بیان کرو اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔'' (مشکوۃ) رسول اللہ ﷺ مال جمع نہیں فرماتے تھے، بہت مال آتا تھا اسے فی سبیل اللہ خرچ کر دیتے تھے اور اپنے گھروں میں تین تین دن تک آگ نہیں جلتی تھی۔ غزوہ حنین کے موقعہ پر آپ نے مال غنیمت تقسیم فرمانا شروع کیا تو ایک ایک شخص کو ہزار ہزار بکریاں عنایت فرمادیں اور بعض لوگوں کو سوسو اونٹ دے دیئے صفوان ابن امیہ جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مکہ مکرمہ میں آپ کے ساتھ ہو لئے تھے اور چار ماہ کی مہلت لی تھی کہ اسلام لانے کے بارے میں غور وفکر کروں گا جب رسول اللہ ﷺ کی سخاوت کا یہ عالم دیکھا تو آنکھیں پھٹی رہ گئیں اور ابھی چند ہی روز گزرے تھے کہ وہ ایمان لے آئے۔

دسواں ملفوظ............تکبر کے وبال سے بچیئے

یاد رکھئے تکبر بڑی بری بلا ہے، یہی ابلیس کے ملعون ہونے کا سبب بنا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ: '' واللہ لایحث کل مختالٍ فخور '' ﴿ کہ بلاشک اللہ دوست نہیں رکھتا اس شخص کو جو اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور شیخی کی باتیں کرے۔ ﴾

اس آیت میں ان لوگوں کی مذمت فرمائی جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں اور دوسروں کو حقیر جانتے ہیں، فکر، کبر اور نخوت کے نشے میں بھرے رہتے ہیں، لفظ مختال خیلاء سے ماخوذ ہے اور باب افتعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ یہ لفظ اپنے کو بڑا سمجھنے، اترانے، آپے میں پھولے نہ سمانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اپنے کو بڑا سمجھنا یہ دل کا بہت بڑا روگ ہے اور اکثر گناہ اسی وجہ سے ہوتے ہیں۔ شہرت کا طالب ہونا، اعمال میں ریاکاری کرنا، بیاہ شادی میں دنیاداری کی رسمیں برتنا اور یہ خیال کرنا کہ ایسا نہ کیا تو لوگ کیا کہیں گے، یہ سب تکبر ہے۔ چنانچہ اس تکبر کے وبال سے ہمیشہ بچتے رہیے۔

besturdubooks.wordpress.com

نواں باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس مثالی اوصاف

قابلِ احترام بھائیو! یہ باب ہماری کتاب کا آٹھواں باب ہے، اس باب میں ہم نے مردوں کی کامیابی اور اصلاح کے لئے دس مثالی اوصاف کو لکھا ہے ان میں ہر ہر وصف مردوں کے لئے ناگزیر ہے یہ دس اوصاف ان شاء اللہ درج ذیل ترتیب کے مطابق پیش کئے جائیں گے۔

پہلا وصف............سچائی

دوسرا وصف............تواضع

تیسرا وصف............محاسبہ نفس

چوتھا وصف............حسن خلق

پانچواں وصف............اللہ کے لئے محبت کرنا

چھٹا وصف............بیمار پرسی

ساتواں وصف............نیکی کی ہدایت کرنا

آٹھواں وصف............جذبہ ہمدردی

نواں وصف............محنت کی عظمت

دسواں وصف............صبر وشکر کا اہتمام

لیجئے اب اس ترتیب سے ان تمام اوصاف کا مطالعہ کیجئے، اور عمل کرنے کی کوشش کیجئے تاکہ آپ کی زندگی شاداں اور فرحاں گزر سکے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

besturdubooks.wordpress.com

پہلا وصف

سچائی

ہمیشہ یاد رکھیں کہ ''سچائی کا زوال نہیں ہو سکتا اور جھوٹ کبھی قائم نہیں رہ سکتا''۔ آپ جھوٹ اور بے ایمانی کی چمک دمک سے کچھ دیر کے لئے مسحور ہو سکتے ہیں' لیکن آخری میں سچائی کی ہی فتح ہوتی ہے۔ زندگی کی مشکلات میں سچائی کی ناؤ ڈگمگا سکتی ہے، مگر وہ کبھی ڈوبتی نہیں۔ کسی شخص کے ذریعے جھوٹ، بے ایمانی یا دھوکے کے اثر میں کئے گئے برے عمل قطعی طور سے اس شخص پر نقصان دہ ردعمل کرتے ہیں۔ ہمارے اعمال کے پھلوں کو ملنے میں دیر لگ سکتی ہے، مگر وہ مٹ نہیں سکتے۔ اچھے اعمال کے کرنے کے نتیجے میں ملنے والی جزا اور برے اعمال کے نتیجے میں ملنے والی سزا سے کوئی نہیں بچ سکتا۔

سچائی کو چھپایا نہیں سکتا۔ اس میں ایک ایسی قوت ہوتی ہے، جو تب تک سکون سے نہیں بیٹھتی، جب تک کہ سچائی ظاہر نہ ہو جائے۔ آپ کے ذریعے کئے گئے کسی بھی اچھے عمل کی خدا بھی تائید کرتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم سچ کو لازم پکڑو، کیونکہ سچ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی راہ بتاتی ہے، اور انسان سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کا خوب دھیان رکھتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک صدیق (یعنی بہت سچائی والا) لکھ دیا جاتا ہے (پھر فرمایا کہ) جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ فجور (یعنی گناہوں میں گھس جانے) کی راہ بتاتا ہے، اور فجور دوزخ کی راہ دکھاتا ہے، اور انسان برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کا دھیان رکھتا ہے (یعنی جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کے مواقع سوچتا رہتا ہے) یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

besturdubooks.wordpress.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بات کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

سچ بولنے سے انسان کی جسمانی اور دماغی صحت بہتر ہوتی ہے۔ اس امر کا انکشاف برطانیہ میں ''ٹروتھ تھراپی'' کے عنوان سے شائع ہونے والی ایک خصوصی رپورٹ میں کیا گیا۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جھوٹ بولنا انسان کی صحت کو متاثر کرتا ہے خاص طور پر جھوٹ بولنے والی خواتین بے خوابی کا شکار ہوتی ہیں اور یہی کیفیت اگر بڑھ جائے تو السر کا باعث بھی بن جاتی ہے ''ٹروتھ تھراپی کے ایک ماہر بریڈلمینڈ کے مطابق حقائق کو کھولنے والے کڑوے سچ بولنے سے جسمانی اور دماغی صحت بہتر ہوتی ہے

آج جھوٹ ہماری زندگی میں اس طرح سرایت کر گیا ہے، جیسے رگوں میں خون سرایت کر رہا ہے، چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے زبان سے جھوٹ نکل جاتا ہے بعض اوقات ہم مزاق کی خاطر، بعض اوقات فائدہ حاصل کرنے کی خاطر، بعض اوقات اپنے کو بڑا ظاہر کرنے کی خاطر زبان سے جھوٹ بات نکال دیتے ہیں، اس کا عام رواج ہو گیا ہے، اور یہ رواج اتنا زیادہ ہو گیا ہے کہ لوگ اس کو ناجائز اور گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ اور بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے ہماری نیکی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سچائی پر چلنے ارو جھوٹ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

besturdubooks.wordpress.com

دوسرا وصف

تواضع

''تواضع'' عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنیٰ ہیں ''اپنے آپ کو کم درجہ سمجھنا'' اپنے آپ کو کم درجے والا کہنا تواضع نہیں، جیسا کہ آج کل لوگ تواضع اس کو سمجھتے ہیں کہ اپنے لئے تواضع اور انکساری کے الفاظ استعمال کر لئے، مثلاً اپنے آپ کو ''احقر'' کہہ دیا، ''ناچیز''، ''ناکارہ'' کہہ دیا۔ ''خطاہ کار''، ''گناہ گار'' کہہ دیا، اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان الفاظ کے استعمال کے ذریعہ تواضع حاصل ہوگئی، حالانکہ اپنے آپ کو کمتر کہنا تواضع نہیں، بلکہ کمتر سمجھنا تواضع ہے، مثلاً یہ سمجھے کہ میری کوئی حیثیت، کوئی حقیقت نہیں، اگر میں کوئی اچھا کام کر رہا ہوں تو یہ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے، اس کی عنایت اور مہربانی ہے، اس میں میرا کوئی کمال نہیں،...... یہ ہے تواضع کی حقیقت۔ جب یہ حقیقت حاصل ہو جائے تو اس کے زبان سے چاہے اپنے آپ کو ''حقیر'' اور ''ناچیز''، ''ناکارہ'' کہو، یا نہ کہو، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، جو شخص تواضع میں اس حقیقت کو حاصل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بلند مقام عطا فرماتے ہیں۔ اور جہاں تک تواضع کی ''اہمیت'' کا تعلق ہے، تو یہ تواضع اتنی اہم چیز ہے کہ اگر انسان کے اندر تواضع نہ ہو، تو یہی انسان فرعون اور نمرود بن جاتا ہے، اس لئے کہ جب دل میں تواضع کی صفت نہیں ہوگی، تو پھر تکبر ہوگا، دل میں اپنی بڑائی ہوگی، اور یہ تکبر اور بڑائی، تمام امراض باطنہ کی جڑ ہے۔ دیکھئے! اس کائنات میں سب سے پہلی نافرمانی ابلیس نے کی، اس نے نافرمانی کا بیج بویا، اس سے پہلے نافرمانی کا کوئی تصور نہیں تھا، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اور تمام فرشتوں کو ان کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا، اور کہا کہ: انا خیر منهُ خلقتنی مِن نارٍ وَخلقتهٗ من طِینٍ یعنی میں اس آدم سے اچھا ہوں، اس لئے کہ مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا ہے، اور اس کو آپ نے مٹی سے پیدا کیا ہے، اور

besturdubooks.wordpress.com

آگ مٹی سے افضل ہے، اس لئے میں اس سے افضل ہوں، میں اس کو سجدہ کیوں کروں، ...... یہ سب سے پہلی نافرمانی تھی، جو اس کائنات میں سرزد ہوئی، اس نافرمانی کی بنیاد تکبر اور بڑائی تھی کہ میں اس آدم سے افضل ہوں، یا اچھا ہوں، میں اس سے بہتر ہوں، ...... بس اس تکبر کے نتیجے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو راندہ درگاہ کر دیا...... اس سے معلوم ہوا کہ ساری نافرمانیوں اور برائیوں کی جڑ ''تکبر'' ہے۔ جب دل میں تکبر ہوگا تو دوسری برائیاں بھی اس میں جمع ہوں گی۔

اس تکبر کی وجہ یہ ہوئی کہ شیطان نے اپنی عقل پر ناز کیا۔ اس نے سوچا کہ میں ایک ایسی عقلی دلیل پیش کر رہا ہوں۔ جس کا توڑ مشکل ہو، وہ یہ کہ اگر آگ اور مٹی کا تقابل کیا جائے تو آگ مٹی سے افضل ہے، اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے اپنی عقل چلائی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بارگاہ خداوندی سے مطرود اور مردود ہوا۔ اقبال مرحوم شعر میں بعض اوقات بڑی حکیمانہ باتیں کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک شعر میں انہوں نے اسی واقعہ کی طرف اس طرح اشارہ کیا کہ ؎

صبح ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے .... جو عقل کا غلام ہو، وہ دل نہ کر قبول

اس لئے کہ جو عقل کا غلام بن گیا، اس نے اللہ تعالیٰ کی بندگی تو انکار کر دیا اس شیطان نے یہ نہیں سوچا کہ جب معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، اسی نے تجھے پیدا کیا، اور اسی نے آدمؑ کو پیدا کیا، وہ خالق کائنات بھی ہے، وہ یہ کہہ رہا ہے کہ تو آدم کو سجدہ کر، تو اب تیرا کام یہ تھا کہ تو اس حکم کے آگے سر جھکا دیتا، مگر تو نے اس کے حکم کی نافرمانی کی، اس لئے مردود ہوا۔ بہر حال، تکبر سارے گناہوں کی جڑ ہے، تکبر سے غصہ پیدا ہوتا ہے، تکبر سے حسد پیدا ہوتا ہے، تکبر سے بغض پیدا ہوتا ہے، تکبر کی بنیاد پر دوسروں کی دل آزاری ہوتی ہے، تکبر سے دوسروں کی غیبت ہوتی ہے، جب تک دل میں تواضع نہ ہوگی، اس وقت تک ان برائیوں سے نجات نہ ہوگی، اس لئے ایک مومن کے لئے تواضع کو حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ جب تم تواضع والوں کو دیکھو تو ان کے ساتھ تواضع اختیار کرو۔ اور جب متکبروں کو دیکھو تو انہیں تکبر دکھاؤ۔ کہ اس میں ان کی حوصلہ شکنی اور توہین ہوگی۔ اور تمہیں صدقہ کا اجر ملے گا، حضرت ابو ہریرہؓ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سربلند کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ تواضع کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ جس

besturdubooks.wordpress.com

مسلمان کو بھی ملے اسے سلام کہے اور مجلس میں ادنیٰ مقام کو پسند کرے اور اپنے صلاح وتقویٰ کے ذکر کو ناپسند سمجھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا واقعہ ہے کہ ان کے پاس ایک رات کوئی مہمان آیا عشاء کی نماز پڑھی تو حسب معمول کچھ لکھنے بیٹھ گئے۔ مہمان بھی پاس بیٹھا تھا۔ چراغ بجھنے لگا تو مہمان نے کہا۔ امیر المومنین میں اسے اٹھ کر درست کردوں، فرمایا مہمان سے کام لینا مروت کے خلاف ہے تو اس نے کہا پھر میں غلام کو جگا دوں۔ فرمایا نہیں وہ ابھی سویا ہے۔ خود اٹھے اور چراغ درست کیا۔ مہمان کہنے لگا۔ امیر المومنین نے کیوں تکلیف اٹھائی فرمایا! میں گیا تو اس وقت بھی عمر تھا! لوٹ آیا تو بھی وہی عمر ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین انسان وہ ہے جو متواضع ہو۔

تواضع اور احساس کمتری میں فرق

آجکل ''علم نفسیات'' کا بڑا زور ہے، اور ''علم نفسیات'' میں سے ایک چیز آج کل کے لوگوں میں بہت مشہور ہے، وہ ہے، ''احساس کمتری'' اس کو بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ کہ ''احساس کمتری'' بہت بری چیز ہے بات دراصل یہ ہے کہ ''تواضع'' اور ''احساس کمتری'' میں فرق ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے یہ ''علم نفسیات'' ایجاد کی، انہیں دین کا علم، یا اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں کوئی علم تھا ہی نہیں، انہوں نے ایک ''احساس کمتری'' کا لفظ اختیار کرلیا، حالانکہ اس میں بہت سی اچھی باتیں شامل ہوجاتی ہیں۔ ان کو ''احساس کمتری'' کہہ دیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ''تواضع'' اور ''احساس کمتری'' میں فرق ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ ''احساس کمتری'' میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر شکوہ اور شکایت ہوتی ہے۔ یعنی احساس کمتری میں انسان کو یہ خیال ہوتا ہے کہ مجھے محروم اور پیچھے رکھا گیا ہے۔ میں مستحق تو زیادہ کا تھا۔ اس قسم کے شکوے اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں، اور پھر اس شکوے کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی طبیعت میں جھلاہٹ پیدا ہوجاتی ہے، اور پھر اس احساس کمتری کے نتیجے میں انسان دوسرے سے حسد کرنے لگتا ہے، اور اس کے اندر مایوسی پیدا ہوجاتی ہے، کہ اب مجھ سے کچھ نہیں ہوسکتا، بہرحال، احساس کمتری کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے شکوے پر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تواضع کی عظیم صفت اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

besturdubooks.wordpress.com

تیسرا وصف

محاسبہ نفس

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ خبردار! خواہشات کو اپنے اوپر حاوی مت ہونے دینا کیونکہ ان خواہشات کا آغاز بُرا اور انجام بہت نقصان دہ ہوتا ہے، اگر دیکھو کہ تمہارا نفس خبردار کرنے اور ڈرانے سے قابو نہیں آرہا تو اسے امید اور ترغیب کے ذریعے جھکانے کی کوشش کرو، کیونکہ ترغیب اور ترھیب اگر ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو نفس کمزور ہو کر جھک جاتا ہے۔

یاد رکھیئے! اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی فطرت میں یہ بات رکھ دی ہے کہ وہ اچھائی اور برائی میں فرق کر سکتا ہے چنانچہ اچھائیوں کو اختیار کرنا اور برائیوں سے بچنا ضروری ہے بقول شخصے کہ اچھائی اور برائی اور خیر و شر کے درمیان تمیز کرنا ہی انسانیت کا جوہر ہے لیکن عقل کے نہاں خانے سے اس جوہر کو ابھارنے کے لئے مسلسل عمل اور جدوجہد پیہم کی ضرورت ہے۔ اس کوشش کے بغیر یہ جوہر نہیں ابھر سکتا۔ قرآن کریم نے بھی اس نفس کی ترغیب کرنے پر زور دیا ہے، چناچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا، اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا''۔ ہم جب ہر طرح کی نفس کی کشمکش سے گزر کر استقامت کے ساتھ جب نیکی اور پرہیزگاری کی راہ پر گامزن ہونگے تو ہمیں ضرور انشاء اللہ صراطِ مستقیم نصیب ہوگی۔ اس راہ میں موانع بہت ہیں مشکلات کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ نفس خیر و شر کی کشمکش سے ہمیشہ دوچار رہتا ہے، برائیاں نفس انسانی میں سر اٹھاتی رہتی ہے۔ اس لئے اسلام نے ایمان و عمل کی تربیت پر زور دیا ہے، کیونکہ ایمان تو درحقیقت ایک پودا ہے اور جب سرزمین قلب میں اس کو لگایا جاتا ہے تو اس میں آفرین پھول اس وقت لگتا ہے جب اس کی آبیاری کی جائے، اسکی نگہداشت کی جائے، اس کا احتساب کیا جائے، اپنی نیتوں کا جائزہ لیا جائے کہ خوف خدا کس حد تک ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے

besturdubooks.wordpress.com

نفس کون کون سی قربانیاں دے سکتا ہے۔

اگر تم اپنے نفس سے مناظرہ اور مباحثہ کرتے رہو گے تو ایک دن یہ نفس تمہارا مطیع بن جائے گا اور تم کو راہِ مستقیم پر لے چلے گا۔ پس اگر تم عقلمند ہو تو سمجھ لو کہ یہ نفس کے ساتھ مباحثہ کرنا بدعتیوں اور معتزلہ بلکہ دنیا بھر کے تمام مذاہب باطلہ کے ساتھ مناظرہ کرنے کی بہ نسبت زیادہ ضروری اور مہتم بالشان ہے۔ کیونکہ دوسروں کی غلطیاں اور خطائیں تمہیں کچھ بھی نقصان پہنچانے والی نہیں ہیں اور اپنی خطا و غلطی کا ضرور اپنے ہی اوپر وبال ہے اس کا بھگتان تم ہی کو بھگتنا ہے، پس پہلو میں بیٹھے ہوئے عدو اور خون کے پیاسے دشمن کو سب سے پہلے قتل کرنا چاہیئے اور جب اس سے نجات مل کر اطمینان حاصل ہو جائے تب دوسروں کی خبر لینی مناسب ہے۔ تعجب ہے کہ اس دشمن کی جانب کبھی توجہ نہیں ہوتی بلکہ یہ جو کچھ بھی مانگتا ہے وہی اس کو دیا جاتا ہے اور جو بھی یہ حکم دیتا ہے فوراً اس کی تعمیل کی جاتی ہے۔ اس کی درخواستوں کے منظور اور خواہشوں کے پورا کرنے میں غور و فکر کے گھوڑے دوڑائے جاتے ہیں اور حیلوں اور تدبیروں سے کام لیا جاتا ہے۔

بھلا سوچو تو سہی، اگر کوئی شخص اپنے دامن کے نیچے ایک زہریلا کالا سانپ چھپائے بیٹھا ہو جو پھنکار مار رہا ہو اور اس کے ڈسنے اور ہلاک کرنے کی ٹوہ میں لگا ہوا ہو، مگر یہ شخص اس کی تو پرواہ نہ کرے اور دوسرے شخص کے منہ سے مکھیاں اڑانے اور پنکھا جھلنے میں مشغول رہے تو اس سے زیادہ احمق اور بیوقوف کون ہو سکتا ہے؟

یہی ہمارا حال ہے دوسروں کے ساتھ مباحثہ کرنے اور غیروں کو سیدھے راستہ پر لانے کی فکر میں سرگرم ہیں، مگر اپنے نفس امارہ کے ساتھ مناظرہ کرنے اور اس تباہ کرنے والے شریر دشمنِ دین و ایمان کو زیر کرنے کی جانب بالکل توجہ نہیں دیتے۔

نفس کو برائیوں سے روکتے رہنا اور نیکیوں کی طرف اس کے رجحانات کو غالب بنانا اس کی تربیت کا حصہ ہے۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم خود اپنے دلوں کو ٹٹولتے رہیں اور اپنی نگاہوں کو اپنے نفس کے تعاقب میں دوڑاتے رہیں تاکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی اطاعت ہماری فطرت اور عادت بن جائے اور بدی کا رجحان مغلوب ہو جائے۔

اسلام کے بنیادی ارکان یعنی توحید، رسالت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے احکامات پر غور کیا

besturdubooks.wordpress.com

جائے تو ان کی فرضیت میں یہی راز پنہاں ہے کہ نفس اطاعت الٰہی کا عادی ہو جائے اور جو برائیاں ان عبادتوں کی روح کے خلاف ہیں وہ دھیرے دھیرے اس طرح چھوٹ جائیں کہ پھر ان کا نفس انسانی کے قریب آنا ناممکن ہو جائے۔ مثلاً ہر بار کلمہ شریف پڑھنے سے اللہ کی وحدانیت اور رسول اقدس ﷺ کی رسالت کا اقرار، اور ہر نماز سے عجز وانکسار پیدا ہو جائے اور اسی طرح روزے سے ضبطِ نفس، مشقت اور اطاعت کی تربیت ہو جائے۔ زکوٰۃ سے بخل اور حب مال کا عیب دور ہو جائے اور غرباء کی مدد کا جذبہ پیدا ہو حج سے اسلامی اخوت پیدا ہو۔ ان تمام عبادتوں کا باطنی مقصد نفس کی تربیت ہی ہے۔

چنانچہ ایک صحابی نے حضور اکرم ﷺ سے گزارش کی، یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے کہ آپؐ کے بعد کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پیش آئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم نے **لا الٰہ الا اللہ** کہہ لیا تو اس پر استقامت اختیار کرو۔

(فائدہ)...... استقامت کے ظاہری معنی تو ثابت قدمی ہی کے ہوتے ہیں لیکن حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے فرمایا ہے کہ استقامت حسنِ عمل کے اس تسلسل کو کہتے ہیں جو نفس کی عادت ثانیہ اور مزاج کی اساسی خصوصیت بن جائے۔ لہٰذا نفس کو اطاعت میں منہمک رکھنا، اور جو باتیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناپسند ہیں ان سے اس کو روکنے کی کوشش میں ہمہ وقت مصروف رہنا، نفس کی تربیت ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے ایمان والو! تم اپنے نفس کی حفاظت کرو، اگر تم سیدھی راہ پر ہو تو گمراہ ہونے والا تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (سورہ مائدہ آیت ۱۰۵)

بہرحال مندرجہ بالا تمام گفتگو کا حاصل یہ نکلا کہ ہر ہر مسلمان کے لئے اپنے نفس کی نگرانی ضروری ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر انسان اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے، دوسروں کی گمراہی اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی، مگر یہ اس صورت میں ممکن ہے جب کہ وہ خود اپنے نفس کا احتساب شدت سے کرتا ہو اور منکرات سے اسے بچاتا ہو۔ اس کوشش کا نام تربیت نفس ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے نفس کی حفاظت وتربیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

besturdubooks.wordpress.com

چوتھا وصف

حسنِ خلق

اسلام صرف چند رسوم اور تقریبات کا نام نہیں اور نہ ہی چند عبادات تک محدود ہے بلکہ یہ مکمل زندگی کے شب و روز گزارنے کا طریقہ اور کامل و مکمل اور اکمل ترین دین ہے۔ ایک مختصر سے جملے میں ہم یوں تعبیر کر سکتے ہیں کہ یہ ایک عظیم اور مستقبل تہذیب ہے۔ اسلام نے عقائد و عبادات کے بعد تیسرا درجہ اخلاقیات کو دیا ہے۔ یقیناً اعلیٰ اخلاق دین ہے اور یہ کہا جائے تو مناسب ہوگا کہ دین اور اخلاق کو کسی بھی طرح الگ نہیں کیا جا سکتا اس وقت تک دین کی تکمیل ممکن ہی نہیں جب تک کہ اعلیٰ اخلاق کی طاقت حاصل نہ ہو جیسا کہ آنے والی احادیث سے یہ مفہوم واضح ہو رہا ہے۔

یاد رکھیئے! اعلیٰ اخلاق رسول اقدس ﷺ کی اعلیٰ ترین صفات میں سے ہے آپ ﷺ اعلیٰ اخلاق کے اعلیٰ ترین مرتبے پر فائز تھے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وانک لعلیٰ خلق عظیم ترجمہ: اور بے شک آپ حسن خلق کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے رسول اقدس ﷺ اخلاق کے بارے میں دریافت کیا تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے انتہائی جامع الفاظ میں جواب ارشاد فرمایا کہ۔ کان خلقه القرآن (ترجمہ) آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق قرآن کریم والے اخلاق تھے (مسلم) یعنی رسول اقدس ﷺ ان تمام صفات اعلیٰ اور اخلاق حسنہ سے متصف تھے جو قرآن کریم میں مذکور ہیں اور قرآن کریم سے بڑھ کر اخلاق کس کے ہو سکتے ہیں آپ ﷺ قرآن کریم کی ان تمام صفات کے بہترین نمونہ تھے بلکہ ایک عالمِ دین نے اپنے وعظ میں یہاں تک فرمایا اور ایک کتاب میں مطالعے کے دوران بھی یہ بات نظروں سے گزری کہ رسول اقدس ﷺ کی صداقت و نبوت کیلئے اگر آپ ﷺ کو کوئی معجزہ نہ دیا جاتا تو صرف آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق ہی آپ ﷺ کی صداقت و نبوت کیلئے کافی تھے۔

ایک موقع پر خود آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

besturdubooks.wordpress.com

(ترجمہ: میں اچھے اخلاق کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں)

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اقدس ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔ چنانچہ واضح ہوا کہ آپ ﷺ سے زیادہ دنیا میں کوئی با اخلاق نہ تھا اور نہ قیامت تک کوئی آسکتا ہے البتہ جو آپ ﷺ جیسے اخلاق اپنانے کی کوشش کریگا یقیناً کامیاب ہوگا۔

حسنِ خلق کی اہمیت احادیث کی روشنی میں

﴿حدیث نمبر ۱﴾ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اقدس ﷺ سے پوچھا کہ انسان کے حق میں اللہ تعالیٰ کا بہترین ہدیہ کونسا ہے آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اعلیٰ اخلاق۔ (مسند امام احمد)

﴿حدیث نمبر ۲﴾ رسول اقدس ﷺ نے آخری ایام میں جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں متعدد نصیحتیں فرمائی تھیں وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے آخری نصیحت مجھے اس وقت فرمائی جبکہ میں نے اپنے پاؤں اپنی سواری کے رکاب میں رکھ لیا تھا وہ یہ تھی کہ! اے معاذ لوگوں کے ساتھ اعلیٰ اخلاق سے پیش آنا۔ (مؤطا امام مالکؒ)

﴿حدیث نمبر ۳﴾ ایک شخص نے رسول اقدس ﷺ سے نصیحت کی درخواست کی آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ جہاں بھی رہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اس نے عرض کیا کہ کچھ اور نصیحتیں فرمایئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ گناہ کے بعد نیک کام ضرور کیا کرو، نیکی گناہ کو مٹا دیتی ہے اس نے عرض کیا کہ مزید نصیحت فرمایئے آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کا معاملہ کرو۔

﴿حدیث نمبر ۴﴾ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت کچھ اعرابی آپ ﷺ سے یہ دریافت کر رہے تھے کہ بندے کو سب سے اچھی چیز کیا عطا ہوئی آپ ﷺ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اعلیٰ اخلاق ۔

﴿حدیث نمبر ۵﴾ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کی رسول اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جس شخص میں یہ تین چیزیں یا ان میں سے ایک نہ ہو تو اس کے کسی عمل کا اعتبار مت

besturdubooks.wordpress.com

کرو۔ تقوی جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے اسے روکے! بردباری جس سے بے وقوف کو باز رکھے اور اعلیٰ اخلاق جن کے سہارے لوگوں کے درمیان زندگی گزارے۔ (طبرانی)

﴿حدیث نمبر ۶﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خوش اخلاقی گناہ کو اس طرح پگھلا دیتی ہے جس طرح سورج برف کو پگھلا دیتا ہے! خوش اخلاقی کے وصف کو ان الفاظ میں بھی بیان فرمایا جس کا ترجمہ ہے کہ خوش اخلاق ہونا یہ اچھا شگون ہے۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۹۱)

حسنِ خلق محفل کی زینت ہے

جب کسی محفل میں جاؤ تو ان اشخاص کے طرز عمل اور اعلیٰ اخلاق کو جو بہتر ہوں۔ ملاحظہ کرو۔ مثلاً مشہور ہے کہ انسان اخلاق ہی سے بنتا ہے۔ اور عمدہ سیرت سب سے بڑی سفارش ہوتی ہے۔ خوش اخلاقی سب آدمیوں کے لئے ضروری ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جن کے لئے خوش اخلاقی ہی سب کچھ ہوتی ہے۔ لیاقت اور علم سے دلوں پر قبضہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں جب خوش اخلاقی سے دلوں پر قبضہ کر لیا جائے تو یہ دونوں اس قبضے کو ہمیشہ کے لئے بحال رکھتے ہیں۔ اپنی اپنی رفتار وگفتار، نشست وبرخاست، حرکات وسکنات اور ظاہری شکل وشباہت سے دُوسروں کی آنکھ کو اور اپنی آواز، طرز گفتگو اور لب ولہجہ سے دُوسروں کے کانوں کو گرویدہ کرو۔ پھر دل خود بخود گرویدہ ہو جائے گا۔

دنیا کے مکتب میں انسان کے لئے انسان، ہی سہل الحصول اور سب سے بڑھ کر مفید کتاب ہے۔ جس کے مطالعے سے وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ سبق سیکھتا ہے۔ پس جو لوگ اپنے ناپاک اخلاق کا بُرا نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ وہ نہ صرف انسانی زندگی کو تباہ کر رہے ہیں بلکہ نظامِ قدرت میں بدنظمی پھیلانے کے بھی مُجرم ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاق کی دولت نصیب فرمائے، آمین۔

besturdubooks.wordpress.com

پانچواں وصف

اللہ کے لئے محبت کرنا

کسی شخص سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر محبت رکھنا بھی بڑا عظیم الشان عمل ہے جس پر بہت اجر وثواب کے وعدے کئے گئے ہیں۔ ''اللہ کے لئے محبت کرنے کے'' معنی یہ ہیں کہ کسی سے کوئی دنیاوی مفاد حاصل کرنا مقصود نہ ہو۔ بلکہ یا تو اس سے اس لئے محبت کی جائے کہ وہ زیادہ دیندار، متقی، پرہیزگار ہے، یا اس کے پاس دین کا علم ہے یا وہ دین کی خدمت میں مشغول ہے، یا اس لئے محبت کی جائے کہ اس سے محبت کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ مثلاً والدین۔ ایسی محبت کو احادیث میں ''حُبّ فی اللہ'' (اللہ کے لئے محبت) کہا گیا ہے۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے کہ میری عظمت کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج جب کہ میرے سائے کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہے۔ میں ایسے لوگوں کو اپنے سائے میں رکھوں گا۔'' ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ: ''اللہ کی عظمت کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے۔ ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ مشہور تابعین میں سے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں جامع دمشق میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ ''بخدا مجھے آپ سے اللہ کی خاطر محبت ہے۔'' انہوں نے بار بار مجھے قسم دے کر پوچھا کہ کیا واقعی تمہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر مجھ سے محبت ہے؟ جب میں نے ہر بار اقرار کیا تو انہوں نے میری چادر پکڑ کر اپنی طرف کھینچا، اور فرمایا کہ خوشخبری سنو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری محبت ان ان لوگوں کو لازمی طور پر حاصل ہوگی جو میری خاطر آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ جو میری خاطر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہیں، جو میری خاطر ایک دوسرے کی ملاقات کو جاتے ہیں اور میری خاطر ایک دوسرے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت رکھنا چونکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی محبت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے اس پر اللہ تعالیٰ سے محبت کا اجر وثواب ملتا ہے، اور اس محبت کی

besturdubooks.wordpress.com

برکت سے اللہ تعالیٰ محبت کرنے والے کو اپنے محبوب لوگوں کے ساتھ شامل ہونے کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ایک حدیث میں ہے کہ ایک صاحب نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ ''تم نے اس کے لئے کیا تیاری کررکھی ہے؟'' عرض کیا کہ ''تیاری تو کچھ نہیں۔البتہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''تم جس سے محبت کرتے ہو، اسی کے ساتھ ہوگے۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے اتنی خوشی ہوئی کہ کسی اور چیز سے کبھی اتنی خوشی نہیں ہوئی تھی۔پھر فرمایا کہ مجھے آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت ہے، اور اس محبت کی وجہ سے امید رکھتا ہوں کہ میں ان کے ساتھ ہوں گا۔اگرچہ میرے اعمال ان کے اعمال کے برابر نہیں ہیں۔'' (بخاری) اس مضمون کی اور بھی بہت سی احادیث موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر کسی سے محبت رکھنا بہت فضیلت کا عمل ہے۔اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی نیک عمل کی توفیق عطا فرماتے ہیں، اور آخرت میں بھی نیک لوگوں کا ساتھ نصیب ہوتا ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے ہمیشہ اللہ کے لئے محبت رکھنی چاہئے اور اس نیت سے رکھنی چاہئے کہ اس محبت کی برکت سے مجھے بھی نیکی کی توفیق ہو، اور اللہ تعالیٰ راضی ہوں۔

أُحبُّ الصَّالحينَ ولَستُ منهُم ....لعلَّ اللهَ يَرزُقُني صلاحاً

''میں نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں اگرچہ خود نیکوں میں سے نہیں ہوں شائد اللہ تعالیٰ مجھے بھی نیکی عطا فرمادیں۔'' حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے کسی بھائی سے محبت کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے بھائی کو بتادے کہ مجھے تم سے محبت ہے۔حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس بیٹھا تھا۔اتنے میں ایک اور شخص وہاں سے گزرا بیٹھے ہوئے شخص نے کہا کہ ''یارسول اللہ مجھے اس شخص سے محبت ہے'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اسے بتادیا ہے؟ اس نے کہا نہیں'' آپ نے فرمایا ''اسے بتادو'' وہ شخص اٹھا اور جانے والے کے پاس پہنچ کر اس نے کہا ''میں تم سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں'' اس نے کہا ''جس اللہ کے لئے تم مجھ سے محبت کرتے ہو خدا کرے وہ تم سے محبت کرے۔'' اللہ تعالیٰ ہمیں باہمی محبت و الفت نصیب فرمائے، آمین۔

besturdubooks.wordpress.com

چھٹا وصف

بیمار پرسی

بیمار شخص کی عیادت (بیمار پُرسی) بھی بڑے اجر و ثواب کا عمل ہے اور آنحضرت ﷺ نے ہر مسلمان کے ذمے دوسرے مسلمان کے جو حقوق بیان فرمائے ہیں اُن میں بیمار پرسی بھی داخل ہے بعض فقہاء نے اسے واجب تک کہا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ سنت ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرنے جاتا ہے وہ مسلسل جنت کے باغ میں رہتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: "جو کوئی مسلمان صبح کے وقت کسی دوسرے مسلمان کی عیادت کو جاتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے خیر کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ شام کے وقت کسی کی عیادت کو جاتا ہے تو اگلی صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں دعائے خیر کرتے رہتے ہیں اور اس کو جنت کا ایک باغ عطا کیا جاتا ہے

آنحضرت ﷺ کا ایک مستقل معمول تھا کہ اپنے ملنے جلنے والوں میں سے کسی کی بیماری کی اطلاع ملتی تو اس کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

عیادت کے آداب میں سے یہ ہے کہ مریض کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس کا حال پوچھا جائے۔ بشرطیکہ ہاتھ رکھنے یا حال پوچھنے سے اس کو تکلیف نہ ہو، اگر تکلیف کا اندیشہ ہو تو ہاتھ نہ رکھنا چاہئے نہ حال پوچھنا چاہئے۔ ایسے میں تیمارداروں سے خیریت دریافت کر لینا کافی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے بیمار کی عیادت کے وقت سات مرتبہ یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اَسْاَلُ اللّٰہَ العظیمَ ربَّ العرشِ العظیم اَنْ یَّشْفِیَکَ یعنی وہ اللہ جو خود عظیم ہے، اور عظیم عرش کا مالک ہے، میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تمہیں شفاء عطا فرمائے۔

besturdubooks.wordpress.com

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی موت کا وقت نہ آچکا ہو، اس کو اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرمادیتے ہیں۔ (ابوداود)

آنحضرت ﷺ مریض کی عیادت کے وقت بہ کثرت یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے۔

اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِی لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَائُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سُقْمًا. اے تمام لوگوں کے پروردگا، تکلیف کو دور فرمادیجئے اور شفاء عطا فرمایئے، آپ شفاء دینے والے ہیں، آپ کے سوا کوئی شفا نہیں دے سکتا، ایسی شفاء دیجئے جو بیماری کا کوئی حصہ نہ چھوڑے۔

نیز بیمار کو دیکھ کر یہ بھی ارشاد فرماتے تھے۔ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰه تمہارا نقصان نہ ہو (یہ بیماری) انشاء اللہ تمہارے لئے پاکی کا موجب ہوگی۔

لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ اسلام میں جہاں بیمار پرسی کی فضلیلت بتلائی گئی ہے وہاں یہ بھی فرمایا کہ اپنے کسی عمل سے مریض کو ذرا بھی تکلیف نہ پہنچے۔ جس عیادت سے بیمار یا تیمارداروں کو زحمت اٹھانی پڑے، اس سے ثواب کے بجائے گناہ کا شدید خطرہ ہے۔

چنانچہ اگر مریض کے لئے کسی شخص سے ملاقات مُضر ہو، تو ایسے میں ملاقات پر اصرار کرنا بالکل ناجائز ہے۔ ایسے میں باہر ہی باہر سے حال معلوم کر کے آجانے اور دعا کرنے سے عیادت کی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ مریض کو جتانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ اگر مریض کا دل خوش کرنا مقصود ہو تو تیمارداروں سے کہہ دیا جائے کہ وہ کسی مناسب وقت پر مریض کو اطلاع کردیں کہ فلاں شخص آپ کی عیادت کے لئے آیا تھا، اور آپ کے لئے دعا کرتا ہے۔

اسی طرح حدیث میں اس بات کی بھی تاکید کی گئی ہے کہ جو شخص کسی مریض کی عیادت کے لئے جائے وہ اس کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھے۔ بلکہ مختصر عیادت کر کے چلا آئے، کیونکہ زیادہ دیر بیٹھنے سے اکثر مریض کو تکلیف ہوتی ہے۔ جس میں بلا تکلف شخص کو خود مریض اپنی تسلی یا دل بستگی کے لئے بٹھانا چاہے۔ اس کے بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ عیادت کے لئے مناسب وقت کا انتخاب بھی نہایت ضروری ہے، ایسے وقت میں عیادت کو جانا درست نہیں ہے جب مریض سے آرام یا دیگر معمولات میں خلل آئے، لہٰذا تیمارداروں سے پہلے پوچھ لینا چاہئے کہ عیادت کا مناسب وقت کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

besturdubooks.wordpress.com

ساتواں وصف

نیکی کی ہدایت کرنا

کسی دوسرے شخص کو کسی نیک کام پر آمادہ کرنا بھی بہت ثواب کا کام ہے۔ اگر ایک شخص کی کوشش سے کوئی دوسرا شخص کسی نیک کام پر تیار ہو جائے۔ تو اس نیک کام کا جتنا ثواب کرنے والے کو ملے گا، اتنا ہی ثواب اس شخص کو بھی ملے گا جس نے اس نیک کام میں اس کی رہنمائی کی۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص کسی نیک کام کی طرف کسی کی رہنمائی کرے، اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس کے کرنے والے کو ملے گا۔" (مسلم)

اور نیک کام کی طرف یہ رہنمائی اگر اجتماعی شکل میں ہو۔ یعنی بہت سے لوگوں کو نیکی کی ترغیب دی جائے، اور اس ترغیب کے نتیجے میں وہ کام کرلیں تو سب لوگوں کی نیکیوں کا ثواب رہنمائی کرنے والوں کو ملتا ہے۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو شخص ہدایت کی دعوت دے، اس کو ان تمام لوگوں کے برابر ثواب ملتا ہے جو اس کی ہدایت پر عمل کریں اور ان لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہیں آتی، اور جو شخص کسی گمراہی کی دعوت دے، اس کو ان تمام لوگوں کے برابر گناہ ہوگا جو اس کی دعوت پر عمل کریں، اور ان کے گناہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ (مسلم شریف)

یہ ثواب تو اس وقت ہے جب دوسرا شخص رہنمائی کرنے والے کی بات پر عمل کرلے۔ لیکن اگر بالفرض وہ عمل نہ بھی کرے تب بھی انشاء اللہ خیر خواہانہ نصیحت کا ثواب ملے گا۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔

اَمرٌ با المَعرُوفِ صَدَقَةٌ ،وَنَھیٌ عنِ الْمُنکَرِ صَدَقَةٌ.

besturdubooks.wordpress.com

نیکی کا حکم دینا بھی ایک قسم کا صدقہ ہے، اور برائی سے روکنا بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔ (مسلم) لہٰذا جب کسی شخص کو کوئی اچھی بات بتانے یا کسی نیکی کا مشورہ دینے کا موقع ملے تو اس سے گریز نہیں کرنا چاہیئے۔ البتہ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس کام کے لئے طریقہ ایسا اختیار کیا جائے۔ جس سے سننے والے کی رسوائی یا دل آزاری نہ ہو۔ مجمع میں روک ٹوک نہ کی جائے، اور انداز متکبرانہ اور حقارت آمیز نہ ہو، بلکہ تنہائی میں ایسے نرم لہجے کے ساتھ بات کہی جائے جس میں دل سوزی، دردمندی اور خیر خواہی نمایاں ہو، اس کے لئے ایسے وقت کا انتخاب کیا جائے جس میں سننے والے کا ذہن مشوّش نہ ہو۔ غرض حکمت اور خیر خواہی کا لحاظ رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِا لْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ.

﴿اپنے پروردگار کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دو۔﴾

اللہ تعالیٰ ہم سب کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

کل عام وانتم بخیر

besturdubooks.wordpress.com

آٹھواں وصف

جذبہ ہمدردی

کسی مسلمان کا کوئی ضروری کام کر دینا، یا اس کے کام میں مدد کرنا، یا اس کی کوئی پریشانی دور کر دینا بھی ایسا عمل ہے جس پر آنحضرت ﷺ نے بہت اجر و ثواب کے وعدے فرمائے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو شخص اپنے کسی بھائی کے کام میں لگا ہو اللہ تعالیٰ اس کے کام میں لگ جاتے ہیں، اور جو شخص کسی مسلمان کی کوئی بے چینی دور کرے اللہ تعالیٰ اس کے صلے میں اس سے قیامت کی بے چینیوں میں سے کوئی بے چینی دور فرما دیتے ہیں۔ (ابوداود)

کسی شخص کو راستہ بتا دینا، کسی کا سامان اٹھانے میں اس کی مدد کر دینا غرض خدمت خلق کے تمام کام اس حدیث کی فضیلت میں داخل ہیں جو لوگ دوسروں کے کام آتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑی فضیلت والے لوگ ہیں۔ حدیث میں ہے کہ:

خَیرُ الناسِ منْ ینفعُ الناسَ

لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔

لہٰذا خدمت خلق کا ہر کام چھوٹا ہو یا بڑا۔ اس کے مواقع تلاش کرنے چاہئیں اس سے انسان کی نیکیوں میں بہت اضافہ ہوتا ہے اسی طرح اگر کسی شخص پر ظلم ہو رہا ہو تو اس کو ظلم سے بچانے کی امکانی کوشش ہر مسلمان کا فرض ہے۔

ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے نہ اس سے جھوٹ بولتا یا وعدہ خلافی کرتا ہے اور نہ اس پر ظلم کرتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ:

besturdubooks.wordpress.com

''جس جگہ کسی مسلمان کی بے حرمتی کی جارہی ہو اور اس کی آبرو پر دست درازی ہو رہی ہو وہاں جو مسلمان اس شخص کو بے یارومددگار چھوڑ جائے اللہ تعالیٰ اس کو ایسے مواقع پر بے یارومددگار چھوڑ دیں گے جہاں وہ مدد کا خواہش مند ہوگا اور جس جگہ کسی مسلمان کی بے آبروئی یا بے حرمتی ہو رہی ہو وہاں اگر کوئی مسلمان اس کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ ایسی جگہ اس کی مدد کریں گے جہاں وہ خواہش مند ہوگا۔ (ابوداود)

مسلمان کی مدد میں یہ بات بھی داخل ہے کہ اگر کسی جگہ اس پر غلط الزامات لگائے جارہے ہوں یا غلط باتیں اس کی طرف منسوب کی جارہی ہوں تو ان الزامات کا جائز دفاع کیا جائے چنانچہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اپنے کسی بھائی کی آبرو کا دفاع کرے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے سے جہنم کی آگ کو مٹا دیں گے۔'' (ترمذی)

اور اسی طرح یتیموں اور بیواؤں کی مدد بھی بہت فضیلت کا عمل ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

﴿لوگ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ ان کے حالات درست کرنا بڑی بھلائی ہے۔﴾

اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، اور یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں تھوڑا سا فاصلہ رکھ کر اشارہ فرمایا۔ (بخاری)

اس حدیث میں کسی یتیم کی سرپرستی کی اتنی عظیم فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اس کی عظمت کا تصور بھی مشکل ہے۔ یعنی ایسا شخص جنت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت قریب ہوگا۔ اس انتہائی قرب کو ظاہر کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس قسم کا قرب ہوگا جیسا کہ شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی ایک ایک دوسرے سے قریب ہوتی ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وضاحت بھی فرمادی کہ یتیم کی سرپرستی کرنے والا خواہ اس کا کوئی رشتہ دار ہو، مثلاً ماں، دادا، بھائی وغیرہ یا رشتہ دار نہ

besturdubooks.wordpress.com

ہو۔ دونوں صورتوں میں اس اجر وثواب کا حق دار ہوگا۔ (ریاض الصالحین)

اور بیوہ کے بارے میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو شخص کسی بیوہ یا کسی مسکین کے لئے کوشش کرے وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، اور (راوی کہتے ہیں کہ) میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ اس شخص کی طرح ہے جو مسلسل بغیر کسی وقفے کے نماز میں کھڑا ہو، اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو کبھی روزہ نہ چھوڑتا ہو'' (بخاری شریف)

حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''مسلمانوں کا سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم سے حسن سلوک کیا جاتا ہو، اور بدترین گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم سے بدسلوکی کی جاتی ہو'' (ابن ماجہ)

قرآن وحدیث یتیموں اور بیواؤں کی مدد کے فضائل سے بھرے ہوئے ہیں۔ لیکن ان چند ارشادات ہی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے یہ عمل اللہ تعالیٰ کو کتنا محبوب ہے۔ لہٰذا جب کبھی کسی یتیم یا بیوہ کے ساتھ کسی بھلائی کا موقع ملے۔ اس کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہئے، اور جس قسم کی بھلائی یا مدد کی توفیق ہو جائے، اسے غنیمت سمجھنا چاہئے انشاء اللہ ان فضائل میں سے حصہ ضرور ملے گا۔ بشرطیکہ نیت دکھاوے کی نہ ہو، نہ احسان جتانا پیش نظر ہو۔ بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کام کیا جائے۔ جس کا ایک اثر یہ بھی ہونا چاہئے۔ کہ اگر اس کی طرف سے کوئی شکریہ یا صلہ موصول نہ ہو تب بھی اس کام کو بے کار نہ سمجھے، اور یہ سوچے کہ اجر اس سے نہیں، اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جزبہ ہمدردی سے شرشار فرمائے، آمین۔

besturdubooks.wordpress.com

نواں وصف

محنت کی عظمت

کامیابی کے لئے محنت کی اشد ضرورت ہے۔ وہ محنتی آدمی جو ذہین نہ ہو۔ اس ذہین آدمی سے جو محنتی نہ ہو۔ یقیناً زیادہ کامیاب ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ دنیا جھکتی ہے۔ جھکانے والا چاہیے۔ جھکانے والا طاقت ور ہی ہوگا۔ لیکن طاقت کو کوئی اثباتی شے سمجھنا غلطی ہے۔ طاقت تو محض کمزوریوں کی دوری کا نام ہے اس لئے اگر آپ بھی کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو کوشش پیہم سے کام کیجئے اور اپنے نفس کا اچھی طرح جائزہ لیجئے۔ اپنی کمزوریوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر بے نقاب کیجئے، اور اپنے ساتھیوں سے اپنا مقابلہ کر کے دیکھئے کہ وہ کون سی کمزوریاں ہیں جن پر وہ غلبہ پا چکے ہیں۔ لیکن جواب تک آپ میں موجود ہیں اور دوسروں کی طاقت کو مہربان قسمت کا عطیہ نہ تصور کیجئے۔ بلکہ یہ یقین کیجئے کہ انہوں نے سالہا سال کی جدوجہد، تکلیف اور ریاضت کے بعد اپنی کمزوریوں کو دور کیا۔ وہ اپنی زندگی کو منجدھار سے بچا بچا کر کامیابی کے ساحل تک لائے ہیں۔ وہ لوگ جو ناکام رہتے ہیں، وہ کبھی بھی اپنی کوتاہیوں کو ماننے پر تیار نہیں ہوتے۔ وہ تو سمجھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ جو کچھ وہ کر سکتے تھے۔ کر چکے۔ کامیابی نہیں ہوتی تو کس کا قصور! معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگ ناکامی کو زندگی گزارنے کا بہترین ذریعہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی حالت کو زبوں حال، اپنے چہرے کو پریشان اور مضمحل، اپنی طبیعت کو رنجیدہ بنائے رہتے ہیں۔ اور کون اسے کہے گا کہ دوبارہ کوشش کرو اور خوب محنت کرو اس طرح ان کی زندگی ''گذر'' ہی جائے گی اور خوب کامیاب اور مصروف زندگی گزرے گی...... موجوں کا ایک طوفان آتا ہے، اٹھتی موجوں کا، بھڑتی موجوں کا، اور لوگ جو اٹھتی موجوں کے ساتھ بڑھتے رہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ زندگی میں کتنی مسکراہٹیں ہیں کتنی خوشیاں ہیں۔ اس کا ایک ایک قدم پر معنی ہے۔ مقصد سے بھرا ہوا ہے۔ اور وہ جو اس کی بڑھتی ہوئی موجوں کا ساتھ نہیں دے پاتے اور محنت نہیں کر سکتے، وہ کہتے ہیں کہ زندگی میں کتنا تضاد ہے۔ جھوٹی باتوں کا ڈھیر ہے زندگی۔ اگر یہ چاہنے لگیں کہ چاند کو، اس ٹھنڈی سی روشن قندیل کو

besturdubooks.wordpress.com

آسمان کے جھلملاتے تاروں کی انجمن سے توڑ کر اپنے کمرے کی زینت بنائیں تو..... ناکامی ناگزیر ہے۔ چناچہ وہ لوگ جو اس قسم کی حماقتوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ ناکام رہتے ہیں۔ اور کیا کامیاب ہوں گے ایسے لوگ جو اپنی خواہش کو بھی نہ سمجھ سکیں۔ لوگ کامیاب بھی ہوتے ہیں۔

لیکن وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو اپنی خواہشوں، اپنی آرزوؤں کی خوب اچھی طرح جانچ پڑتال کرتے ہیں۔ جو اپنی منزل کا پوری ہوش مندی سے انتخاب کرتے ہیں اور پھر بڑے اعتماد کے ساتھ، کوشش پیہم کرتے ہیں۔ بڑی ثابت قدمی کے ساتھ اس کو حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔ اب چاہے کچھ بھی ہو۔ قدم قدم پر دشواریاں حائل ہوتی ہیں۔ دیواریں بلند ہوتی ہیں۔ خلیجیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور وہ گرتے پڑتے، اٹھتے سنبھلتے، ابھرتے آگے بڑھتے رہتے ہیں۔ وہ ایک دم سے سیڑھیوں کو چھلانگ مارتے ہوئے اوپر نہیں پہنچ جاتے۔ ان کے دامن میں بھی خار الجھتے ہیں۔ اور وہ بھی ہماری آپ کی طرح گردابوں میں پھنستے ہیں۔ لیکن وہ نہیں چھوڑتے۔ ایک سیڑھی سے گر کر وہ دوسری سیڑھیوں پر چڑھ جاتے ہیں۔ اور آخر کار...... وہ ہوتے ہیں اور ان کی کامیاب، نغمہ ریز، درخشاں منزل۔ چناچہ یاد رکھئے! اسی محنت میں آپ کی زندگی کی بقا مضمر ہے۔

دنیا کا کوئی لطف محنت کے لطف کے ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ بعض اپنے آپ کو بدقسمت سمجھتے ہیں۔ ایک مرتبہ اسی قماش کا ایک شخص کہنے لگا۔ میں ایسا قسمت کا دھنی ہوں۔ کہ میں ٹوپیاں بنا کر بیچنے لگوں۔ تو شاید دنیا میں کل آدمی بے سر پیدا ہونے لگیں۔

لیکن غور سے دیکھا جائے۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ ایسے لوگ عموماً اپنی ہی غفلت، بدانتظامی، فضول خرچی، کاہلی، کے خمیازے بھگت رہے ہیں۔ لائق شخص اور کامیاب نہ ہو یہ جھوٹ ہے اور کاہلوں اور سست آدمیوں کا ایسا کہنا یہ ان کی مکاری ہے۔ اگر وہ لائق تھے اور انہوں نے ترقی نہ کی تو وہ ضرور سست اور کاہل ہوں گے، لائق آدمی دنیا کے بازار میں ہرگز بے خرید نہیں رہ سکتا۔ مگر کوشش پیہم اور جدوجہد شرط ہے۔ اور یوں بے ہاتھ پاؤں ہلائے گھر میں بیٹھے رہنا۔ اور چھت کو متعدد بار شمار کرنے یا گلی کوچوں میں آوارہ پھرنے سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جو اشخاص شہرت کے آسمان پر آفتاب ہو کر چمکے ہیں۔ ان کی سوانح کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے مقصد کے حاصل کرنے کے لئے دن رات انتھک محنت اور کوشش پیہم کرتے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

دسواں وصف

صبر وشکر کا اہتمام

اللہ تعالیٰ کی اَن گنت نعمتیں ہر آن انسان پر مبذول رہتی ہیں، یہ نعمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ﴿اور اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کو ٹھیک ٹھیک شمار نہ کرسکو گے۔﴾ شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اگر دوسری نعمتوں کو چھوڑ دیا جائے تو صرف زندگی کی نعمت اتنی بے حساب ہے کہ ہر سانس میں دو نعمتیں پنہاں ہیں۔ سانس کا اندر جانا ایک نعمت اور باہر آنا دوسری نعمت ہے۔ کیونکہ اگر سانس اندر جائے اور باہر نہ آئے تو دوسری مصیبت ہے، لہٰذا ہر سانس پر انسان کو دو نعمتیں ملتی ہیں، اور ہر نعمت شکر کا تقاضا کرتی ہے لہٰذا اگر ہر سانس پر آدمی ایک بار شکر ادا کرے تب بھی صرف سانس کی نعمت کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔ دوسری بے شمار نعمتوں کا تو کیسے شکر ادا ہوسکتا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ٹھیک ٹھیک شکر ادا کرنا تو انسان کے بس سے باہر ہے، لیکن کثرت سے شکر ادا کرتے رہنا ایک انتہائی محبوب عمل ہے جس پر ثواب بھی بے حساب ملتا ہے۔ نعمتوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور محبت میں بھی ترقی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ﴿پس تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا، اور تم میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔﴾

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ: ﴿اور ہم شکر کرنے والوں کو اچھا صلہ دیں گے۔﴾ نیز ارشاد ہے کہ: ﴿اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور دوں گا، اور ناشکری کرو گے تو یاد رکھیں میرا عذاب سخت ہے،﴾ اللہ تعالیٰ کو شکر گزار بندہ بہت محبوب ہے اور ناشکرا شخص نہایت ناپسند ہے۔ کیونکہ ناشکری انتہائی تنگ نظری کی علامات ہے۔ ناشکرے شخص کو اگر کوئی ذرا سی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اسی کو لے بیٹھتا ہے، اسے وہ بے شمار نعمتیں نظر نہیں آتیں جو عین اس تکلیف کے عالم میں بھی اس پر برس رہی

besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہیں، اور وہ ذراسی تکلیف کو پہاڑ بنا کر اسی کا رونا روتا رہتا ہے۔ اس کے برخلاف شکر گزار بندے کا حال یہ ہے کہ تکلیف کے عالم میں بھی اس کی نظر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر رہتی ہے۔ وہ ان نعمتوں پر شکر بھی ادا کرتا ہے، اور ساتھ ساتھ تکلیف کے دور ہونے کی دعا بھی کرتا ہے۔

صبر و شکر کرنا بڑی عظیم عبادت ہے

غرض اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا بڑی عظیم عبادت ہے اور یہ عظیم عبادت چند لمحوں میں ادا ہو جاتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ: "جو شخص کھانا کھا کر شکر ادا کرے وہ ثواب میں اس روزہ دار کے برابر ہے جس نے کھانے سے صبر کیا ہو۔" (بخاری شریف) لہٰذا شب و روز کی زندگی میں جو کوئی چھوٹی بڑی نعمت یا راحت میسر آئے اس پر شکر ادا کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ گھر میں داخل ہو کر گھر والوں کو عافیت سے دیکھا تو شکر ادا کرے۔ اچھا کھانا سامنے آیا تو شکر ادا کرے۔ ہوا کا جھونکا اچھا معلوم ہو تو شکر ادا کرے۔ بچہ کھیلتا ہوا اچھا لگا تو شکر ادا کرے۔ غرض ہر وہ بات جس سے خوشی یا آرام حاصل ہو اس پر شکر ادا کرنے اور کرتے رہنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اگر زبان سے نہیں تو دل ہی دل میں شکر ادا کر لینا چاہئے۔ نیز بزرگوں نے یہ بھی تلقین فرمائی ہے کہ رات کو بستر پر پہنچ کر سونے سے پہلے کچھ دیر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا تصور کیا کرے، اور ایک ایک نعمت کا تصور کر کے اس پر شکر ادا کرے، مثلاً تصور کرے کہ الحمد للہ، میری اور اہل و عیال کی صحت ٹھیک ہے، الحمد للہ، سر چھپانے کو گھر میسر ہے۔ الحمد للہ، بستر آرام دہ ہے۔ الحمد للہ، جان و مال محفوظ ہیں۔ غرض جتنی راحتیں میسر ہیں ان سب کا ایک ایک کر کے تصور کرے، اور اس پر شکر ادا کر کے سوئے۔

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حقیقی شکر یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق بنائے، لیکن اگر زبان اور دل سے کثرت کے ساتھ شکر ادا کرنے کی عادت ڈال لے تو یہ بھی ایک عظیم عبادت ہے، اور امید ہے کہ انشاء اللہ اس کی برکت سے دوسرے اعمال کو بھی اصلاح ہوگی۔ اسی طرح صبر کا اہتمام کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ مجھے اپنی زندگی میں کبھی کوئی تکلیف یا صدمہ نہ پہنچے تو وہ اس دنیا کی حقیقت ہی سے جاہل ہے۔ اس یہ خواہش کبھی بھی پوری نہیں ہو سکتی، کم اور زیادہ کا فرق ضرور ہو سکتا ہے، لیکن تکلیف اور صدموں سے بالکلیہ

besturdubooks.wordpress.com

نجات اس دنیا میں ممکن نہیں۔لہٰذا اس دنیاوی زندگی میں ہر شخص کو کسی نہ کسی شکل میں تکلیفوں اور غموں سے سابقہ ضرور پیش آتا ہے، اگر وہ بے صبری کا مظاہرہ کرے، ہر وقت جابجا اپنے غموں کا دکھڑا روتا رہے، اور اپنی تقدیر کا گلہ شکوہ کرے۔تب بھی اسے غموں سے بالکلیہ نجات نہیں مل سکتی ۔لیکن اس صورت میں ایک تو وہ ہمشہ ہمیشہ تکلیف کی گھٹن کا شکار رہے گا، دوسرے اس بے صبری کا بہت بڑا نقصان یہ ہوگا کہ یہ تکلیفیں جو اس کے لئے اجر وثواب کا ذریعہ بن سکتی تھیں، ان کا کوئی اجر بھی نہیں ملے گا۔اس کے برعکس ایک انسان وہ ہے جو تکلیف اور صدمے کے موقع پر یہ سوچتا ہے کہ یہ چند روزہ دنیا کی تکلیف ہے، اور دنیا کی تکلیفوں سے کسی کو بھی مکمل چھٹکارا نہیں مل سکتا، اور اللہ تعالیٰ کا کوئی فیصلہ حکمت سے خالی نہیں ہوتا، خواہ اس کی حکمت ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے ۔لہٰذا مجھے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا شکوہ کرنے کے بجائے اس کی حقانیت پر ایمان رکھنا چاہئے۔اگرچہ اس تکلیف دہ واقعے سے مجھے صدمہ پہنچا ہے۔اس صدمے کی وجہ سے میرا دل بھی اٹڈ رہا ہے، لیکن مجھے اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے کوئی شکایت نہیں، کیونکہ وہی جانتے ہیں کہ میری بہتری کس چیز میں ہے؟ میں ان ہی کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ جو تکلیف مجھے پہنچی ہے۔اسے میرے حق میں بہتر بنا دیں۔میرے دل کو سکون اور تسلی عنا فرمادیں اور آئندہ مجھے ایسی تکلیفوں سے محفوظ رکھیں۔جو مجھے بیتاب کرنے والی ہوں۔اس شخص کی اسی سوچ کا نام ''صبر'' ہے اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان کو تسلی ہوتی ہے، بے چینی میں کمی آتی ہے۔دل کو قرار نصیب ہوتا ہے، اور دوسری طرف جو تکلیف پہنچی ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے حساب اجر ملتا ہے۔قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ: ﴿بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب بے حساب دیا جائے گا۔﴾ یاد رکھئے، کسی تکلیف کے موقع پر دل میں صدمہ پیدا ہونا کوئی گناہ نہیں، بلکہ تکلیف اور صدمے کے موقعے پر بے اختیار جو رونا آجائے وہ بھی بے صبری میں داخل نہیں، بے صبری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر اعتراض اور شکوہ شکایت شروع کردے اگر دل میں صدمے کی آگ سلگ رہی ہے، آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں طبیعت پریشان ہے بار بار رونا آرہا ہے۔لیکن انسان اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا شکوہ کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی حکمتوں پر ایمان رکھتا ہے، تو اسی کا نام ''صبر'' ہے اور اسی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے حساب اجر کا وعدہ ہے۔(تلخیص از آسان نیکیاں)

besturdubooks.wordpress.com

دسواں باب

مردوں کی مثالی زندگی کے لئے دس آئیڈیل شخصیات

قابل احترام بھائیو! یہ باب ہماری کتاب ''مردوں کی مثالی زندگی کے درخشاں پہلو'' کا دسواں اور آخری باب ہے، اس باب میں ہم نے دس آئیڈیل شخصیات کا تذکرہ کیا ہے، یعنی ہمارے اکابرین میں سے فقط دس ایسی آئیڈیل شخصیت کا چناؤ کیا ہے کہ جنکی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے تمام اکابرین ہمارے لئے آئیڈیل ہیں لیکن یہاں چونکہ فقط نمونہ پیش کرنا مقصود ہے اس لئے صرف دس آئیڈیل شخصیات ہی کو منتخب کیا گیا ہے، بہرحال مندرجہ ذیل ترتیب کے مطابق ہم اپنی ان آئیڈیل شخصیات کا ذکر خیر شروع کررہے ہیں لیجئے ملاحظہ فرمایئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

آئیڈیل شخصیت نمبر۱..........حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

آئیڈیل شخصیت نمبر۲..........قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

آئیڈیل شخصیت نمبر۳..........حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

آئیڈیل شخصیت نمبر۴..........بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا الیاس دہلویؒ

آئیڈیل شخصیت نمبر۵..........شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین مدنیؒ

آئیڈیل شخصیت نمبر۶..........شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

آئیڈیل شخصیت نمبر۷..........امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

آئیڈیل شخصیت نمبر۸..........محدث اُعصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

آئیڈیل شخصیت نمبر۹..........مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد مفتی شفیع صاحبؒ

آئیڈیل شخصیت نمبر۱۰..........شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

besturdubooks.wordpress.com

آئیڈیل شخصیت نمبرا

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کا تاریخی نام خورشید حسن ہے۔ آپ ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے مولاناؒ کے والد ماجد شیخ اسد علی صاحب تھے۔ جو بات مروت اور صاحب اخلاق، کنبہ پرور، مہمان نواز، نمازی و پرہیز گار تھے۔ مولانا مملوک علی صاحب کے ساتھ دہلی جا کر شاہنامہ وغیرہ بھی پڑھی تھیں۔ ان کی عمر کا زیادہ حصہ کھیتی باڑی ہی میں گزرا۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے دادا شیخ غلام شاہ تھے۔ ان کی بھی تعلیم زیادہ نہ تھی۔ مگر بڑے ذاکر و شاغل بزرگ تھے۔ درویشوں کی خدمت کرتے تھے۔ خواب کی تعبیر دیکھنے میں مشہور تھے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ مختصر نسب نامہ یہ ہے۔ محمد قاسم بن اسد علی بن غالم شاہ بن محمد بخش بن علاؤالدین بن فتح محمد بن مفتی بن عبدالسمیع بن مولوی ہاشم نانوتوی۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بچپن ہی سے ذہین، طباع، بلند ہمت، تیز وسیع حوصلہ، جفاکش، جری اور چست تھے۔ مکتب میں اپنے ساتھیوں میں ہمیشہ اول رہتے تھے۔ قرآن مجید بہت جلد ختم کر دیا تھا۔ خط بھی سب ساتھیوں میں اچھا تھا۔ شاعری کا بچپن ہی سے شوق تھا۔ اپنے کھیل اور بعض قصے نظم کر لیا کرتے تھے۔ حضرت حاجی امداد اللہؒ کا ننھیالی رشتہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے خاندان سے ملتا تھا اور حضرت کی بہن نانوتہ میں بیاہی ہوئی تھی۔ آپ اسی وجہ اکثر اپنی بہن سے ملنے نانوتہ تشریف لے جایا کرتے تھے اسی زمانے میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نے جلد سازی سیکھی تھی اپنی اپنی کتابوں کی جلد خود باندھ لیا کرتے تھے۔ نانوتہ میں آپ کے خاندان میں ایک ایسا قضیہ پیدا ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو نانوتہ سے دیوبند بھیجا گیا۔ شیخ کرامت حسین کے گھر پر شیخ نہال احمد صاحب پڑھتے

besturdubooks.wordpress.com

تھے۔ مولوی صاحب کوانہوں نے عربی پڑھائی۔ پھر سہارنپور اپنے نانا کے پاس آ گئے۔ وہاں مولوی محمد نواز صاحب سہارنپوری سے کچھ پڑھا۔

طالب علمی میں خواب

ایام طالب علمی میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے خواب دیکھا تھا کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ سے نکل کر ہزاروں نہریں جاری ہو رہی ہیں۔ اپنے استاد حضرت مولانا مملوک علیؒ سے ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم سے علم دین کا فیض بکثرت جاری ہوگا۔ اور اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ دارالعلوم دیوبند نے برصغیر پاک و ہند میں خصوصاً پورے علم اسلام میں عموماً جو کتاب وسنت وفقہ کی اشاعت کی ہے اس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ توحید ورسالت، خدا خوفی اور فکر آخرت پیدا کر کے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں انسانوں کو با خدا بنا دیا۔ معاشرتی اور تمدنی زندگی حقوق العباد کا صحیح جزبہ پیدا کیا اور سب سے بڑی بات یہ کہ کسی بھی حال میں اسلام کے تیرہ سو سالہ تسلسل اور اسلاف کی وابستگی میں سر مو فرق نہیں آنے دیا۔ دارالعلوم دیوبند اور اس کی شاخوں سے کسب فیض کرنے والے علماء وفضلاء کی اگر فہرست تیار کی جائے تو اس کے لئے ایک ضخیم جلد درکار ہوگی۔ علم ظاہر اور باطن دونوں میں یکساں ماہر افراد تیار کیے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی علمی قابلیت اور تقویٰ بے مثال و بے نظیر تھا۔ حضرت حاجی امداد اللہؒ نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بارے میں فرمایا تھا کہ ایسے لوگ کبھی پہلے زمانے میں ہوا کرتے تھے۔ اب مدتوں سے نہیں ہوتے۔ ایک دفعہ حضرت حاجی صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو ایک لسان عطاء فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت شمس تبریز کے واسطے مولانا روم کو لسان بنایا تھا۔ اور مجھ کو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ لسان عطا ہوئے ہیں اور جو میرے قلب میں آتا ہے بیان کر دیتے ہیں۔

ایک اور خواب

ارواح ثلاثہ میں ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے خواب میں دیکھا کہ ''میں خانہ کعبہ کی چھت پر کسی اونچی جگہ پر بیٹھا ہوں اور کوفہ کی طرف میرا منہ ہے اور ادھر سے ایک نہر ہے جو

besturdubooks.wordpress.com

میرے پاؤں سے ٹکرا کر جاتی ہے"۔اس خواب کو انہوں نے مولانا محمد یعقوب صاحب (المتوفی ۱۲۸۲ھ برادر شاہ محمد اسحاق صاحب المتوفی ۱۲۶۲ھ) سے اس عنوان سے بیان فرمایا کہ حضرت ایک شخص نے اس قسم کا خواب دیکھا ہے تو انہوں نے یہ تعبیر دی کہ اس شخص سے مذہب حنفی کو بہت تقویت ہوگی اور وہ بہت پکا حنفی ہوگا اور اس کو خوب شہرت ہوگی۔لیکن شہرت کے بعد اس کا جلد انتقال ہو جائے گا۔اور اس خواب کی تعبیر پر دلیل لانے کی ضرورت نہیں۔یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت نانوتویؒ،ان کے تلامذہ اور دارالعلوم دیوبند نے فقہ حنفی کی جو خدمت کی ہے اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔خود حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے بعض کتابیں فاتحہ خلف الامام پر توثیق الکلام اور الدلیل الحکم اور بیس رکعات تراویح پر مصباح التراویح وغیرہ اور اسی طرح دیگر مسائل مختلف فیہا جو مضامین اور دلائل لکھے ہیں۔وہ علمی دنیا میں ہمیشہ یادر ہیں گے۔

سادگی و کسر نفسی

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بہت خوش مزاج اور عمدہ اخلاق تھے۔مزاج تنہائی پسند تھا اور اول عمر سے ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بات عنایت فرمائی تھی کہ اکثر ساکت رہتے۔اس لئے ہر کسی کو کچھ کہنے کا حوصلہ نہ ہوتا تھا۔ان کے حال سے بھلا ہو یا برا۔کسی کو اطلاع ہوتی نہ آپ کہتے یہاں تک کہ بیمار بھی ہوتے۔تب بھی شدت کے وقت کسی نے جان لیا تو جان لیا۔ورنہ خبر بھی نہ ہوتی۔اور دوا کرنا تو کہاں حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کے چھاپہ خانہ میں جب کام کیا کرتے تھے۔مدتوں یہ لطیفہ رہا کہ لوگ مولوی صاحب کہہ کر پکارتے ہیں اور آپ بولتے نہیں کوئی نام لے کر پکارتا تو خوش ہوتے۔تعظیم سے نہایت گھبراتے بے تکلف ہر کسی سے رہتے جو شاگرد یا مرید ہوتے ان سے دوستوں کی طرح رہتے علماء کا وضع عمامہ یا کرتہ کچھ نہ رکھتے۔ایک دن حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے فرمایا کہ اس علم نے خراب کیا۔ورنہ اپنی وضع کو ایسا خاک میں ملاتا کہ کوئی بھی نہ جانتا۔میں کہتا ہوں۔اس شہرت پر بھی کسی نے کیا جانا۔جو کمالات تھے وہ کس قدر تھے۔کیا ان میں سے ظاہر ہوئے اور آخر سب کو خاک میں ملا دیا۔اپنا کہنا کر دکھایا مسئلہ کبھی نہ بتلاتے۔کسی کے حوالے فرماتے۔فتویٰ پر نام لکھنا اور مہر لگانا تو در کنار۔اول امامت سے بھی گھبراتے آخر کو اتنا ہوا

besturdubooks.wordpress.com

وطن میں نماز پڑھادیتے وعظ بھی نہ کہتے۔ جناب مولوی مظفر حسین صاحب مرحوم کاندھوی (جو اس آخری زمانہ میں قدماء کے نمونہ تھے) نے اول وعظ کہلوایا اور خود بھی بیٹھ کر سنا۔ اور بہت خوش ہوئے۔

سخاوت و مہمان نوازی

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے والد ماجد کو بڑی فکر تھی کہ کچھ ذریعہ معاش اختیار نہیں کرتے اور نہ ہی نکاح کرتے ہیں۔ بالآخر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ صاحب سے ذکر کیا۔ حاجی صاحب نے حکم دیا تو ناچار نکاح پر راضی ہوگئے۔ مگر شرط یہ لگائی کہ میرے ساتھ جیسی حالت میں ہوں گا بیوی رہے گی۔ غربت ہو یا تنگدستی۔ سسرال نے یہ شرط قبول کی ایک چھاپہ خانہ میں پانچ روپے ماہوار تصحیح کا کام کرنے لگے مزاج میں مہمان نوازی اور سخاوت، بچے کیا؟ جب گھر آتے تو مہمان بہت آتے۔ بالآخر بیوی کی اجازت سے اس کا زیور فروخت کر دیا۔ وہ بھی نہایت تابعدار تھیں۔ پہلے والدین کی بے حد خدمت کی بعد میں شوہر کی آخر میں اللہ جل شانہ، نے کشادگی عنایت فرمائی تو جو کچھ ہوتا بیوی کو لا کر دیتے۔ اور بیوی بھی ایسی کشادہ دست کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا کوئی مہمان آیا۔ اسی وقت کھانا پکا کر کھلایا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مہمان آیا اور فوراً کھانا نہ ملا۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ خود فرمایا کرتے کہ ہماری سخاوت احمد کی والدہ کی بدولت ہے۔ جو میں قصد کرتا ہوں۔ وہ مہمان نوازی میں بڑھ جاتی ہے۔ آپ نے لڑکپن میں ایک خواب دیکھا تھا کہ میں مرگیا ہوں اور لوگ مجھے دفن کر آئے تب قبر میں حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے اور کچھ سامنے رکھا اور کہا یہ تمہارے اعمال ہیں۔ ان میں ایک نگین بہت خوشنما اور کلاں ہے۔ اس کو فرمایا کہ یہ عمل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ہے۔ اس خواب کی تعبیر یہی سخاوت تھی۔

جہادِ آزادی کا آغاز

انگریزوں کے ہندستان میں قدم رکھنے کے بعد علماء کے طبقے یعنی حضرت شاہ ولی اللہؒ نے یہ دیکھ کر کہ یہ دوسروں کے مذہبوں کو پامال کرنے اور عیسائی مذہب کو پھیلانے کے لئے شرم

besturdubooks.wordpress.com

ناک ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں۔ان کے انسداد کی تدبیریں شروع کر دیں اور ایک انقلابی جماعت کی داغ بیل ڈالدی۔چنانچہ اس جماعت کے تیسرے امام حضرت شاہ عبدالغنیؒ کے 1846ء میں انتقال کے بعد حاجی امداداللہ مکیؒ چوتھے امام مقرر ہوئے۔جنگ آزادی 1857ء کی ابتدا ہوئی یہ حضرات بھی تیار تھے۔حضرت حاجی صاحب کے شریک کار مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا عبدالغنیؒ، اور مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، مولانا شیخ محمد تھانوی سے جہاد حریت کے سلسلے میں تبادلہ خیال ہوا مولانا شیخ محمد تھانوی نے بے سروسامانی کا ذکر فرما کر جہاد حریت کی مخالفت کی۔حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے فرمایا کہ ہم اصحاب بدر سے بھی بے سروسامان زیادہ ہیں۔حضرت امیر امداداللہؒ نے طرفین کی گفتگو سنی۔فرمایا کہ الحمدللہ انشراح ہو گیا اور جہاد کی تیاری شروع کر دی امیر امداداللہؒ نے امامت قبول کی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سپہ سالار مقرر ہوئے اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ قاضی مقرر ہوئے اسی طرح قصبہ تھانہ بھون دارالاسلام قرار پایا۔

میرٹھ کے بعد دہلی اور ہندستان کے مختلف مقامات پر جنگ آزادی چھڑ گئی تھی۔ان حضرات نے بھی مورچہ لگا لیا۔قاضی عنایت اللہ خاں اور ان کے بھائی عبدالرحیم ان کے ساتھ سہارنپور پہنچے اور سہرائے میں ٹھہرے۔ایک بنیے نے بنکھی صاحب سے جو انتظام سہارنپور پر مامور تھا۔مخبری کی کہ تھانہ کا رئیس بھی کمپنی سے باغی ہو گیا ہے،اس کا بھائی دہلی میں کمک بھیجنے کے لئے ہاتھی خریدنے آیا ہے اور کئی دن سے سہرائے میں ٹھہرا ہوا ہے۔چنانچہ ایک کاروبسمت سرائے روانہ کیا گیا اور عبدالرحیم اور اس کے ساتھیوں کو قید کر کے جیل خانہ بھیج دیا اور ان لوگوں کو پھانسی پر لٹکا دیا اگلے دن قاضی عنایت خاں کو اپنے بھائی کی پھانسی کی اطلاع ہوئی۔یہ اپنے رفقاء اور رعایا کو چند فوجی سوعار کہاروں کے کندھوں پر کارتوسوں کی کئی بہنگیاں لدوائے سہرنپور سے کرانہ کی طرف جا رہے تھے کہ قاضی صاحب کو اس کی اطلاع ہوئی وہ اپنے رفقاء اور رعایا کو ساتھ لے کر شیر علی باغ کی سمت سڑک پر جا پڑے اور جس وقت وہ سوار سامنے سے گزرے ان پر حملہ کر کے میگزین چھین لیا۔ایک سوار اس میں زخمی ہو کر بسمت جنگل بھاگا۔مگر تھوڑے ہی فاصلے پر گھوڑے سے گر کر مر گیا۔اس واقعہ کی خبر مظفر نگر پہنچی تو حاکم ضلع کی طرف سے تھانہ پر فوج کشی کا حکم ہو گیا جس پر عنایت علی خان اور

besturdubooks.wordpress.com

اس کے ساتھیوں نے انگریزی فوج کا مقابلہ کیا۔ایک معرکہ میں حاجی امداد اللہؒ مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حافظ ضامن ہمراہ تھے۔بندوقچیوں سے مقابلہ ہوا یہ نبرد آزما جتھہ بھاگ جانے والا یا ہٹ جانے والا نہ تھا۔اس لئے پہاڑ کی طرح مقابلے پر ڈٹ گئے۔ اور دوسرا اگروہ ہاتھوں میں تلواریں لیے بندوقچیوں کے سامنے ایسے جارہا تھا گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے۔چناچہ ان حضرات پر فائر ہوئے اور حضرت ضامنؒ نے زیر ناف گولی کھائی اور شہید ہوئے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ یکا یک سر پکڑ کر بیٹھ گئے جس نے دیکھا جانا کہ کنپٹی پر گولی لگی ہے اور دماغ پار کر کے نکل گئی۔حضرت حاجی صاحب نے لپک کر زخم پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ کیا ہوا میاں ۔عمامہ اتار کر سر جو دیکھا۔کہیں گولی کا نشان تک نہیں تعجب یہ تھا کہ خون سے تمام کپڑے تر تھے معرکہ جنگ جاری ہے۔اسی گھمسان کے میدان میں حضرت حافظ ضامن شہیدؒ نے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو پاس بلایا اور فرمایا کہ میاں رشید! میرا دم نکلے تو میرے پاس ضرور ہونا۔تھوڑی دیر گزری تھی کہ حافظ ضامن صاحب دھم سے زمین پر گر پڑے۔معلوم ہوا کہ گولی کاری لگی اور خون کو فوارہ بہنا شروع ہو گیا۔حافظ صاحب زخمی ہو کر گرے کہ حضرت مولانا گنگوہی نے لپک کر نعش کو کندھے پر اٹھالیا اور قریب کی مسجد میں لائے اور حضرت کا سر اپنے زانوں کو رکھ کر تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو گئے۔آنکھوں میں آنسو تھے۔یہاں تک کہ حافظ ضامن صاحبؒ کا آپ کے زانو پر وصال ہو گیا اہل کارانِ تحصیل اس جنگ میں کام آئے اور خزانہ پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا جب کچھ سکون ہوا تو تھانہ بھون کو انگریزی فوج نے گھر لیا اور مشرکی جانب سے گولا باری شروع کر دی۔دن نکلنے پر فوج قصبہ میں داخل ہوئی اور قتل وغارت گیری کا بازار گرم ہو گیا رات کی تاریکی چھانے سے پہلے شہر پناہ کے چاروں دروازے کھول دئے گئے اور مکانات پر مٹی کا تیل ڈال کے آگ لگادی گئی اس کس برسی کے عالم میں لوٹ مار خوب ہوئی غرض یہ کہ رات کی تاریکی ختم ہونے سے پہلے تھانہ بھون مٹی کا ڈھیر بن گیا تھا۔

گرفتاری کے وانٹ

ان تینوں حضرات۔حضرت حاجی صاحبؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ مولانہ رشید احمد

besturdubooks.wordpress.com

گنگوہیؒ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے تھے کہ تھانہ بھون کے فساد میں شاملی کی تحصیل پر حملہ کرنے والے یہی لوگ تھے تھانہ کی بستی کی دکانوں کے چھپراتیوں نے تحصیل کے دروزے پر چھپر جمع کیے اوران پر آگ لگادی یہاں تک کہ جس وقت آدھے کواڑ جل گئے ابھی آگ بجھنے نہ پائی تھی ان نڈر مولویوں نے جلتی آگ میں گھس کر خزانہ لوٹ لیا۔

حضرت حاجی امداداللہؒ نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ مولانا گنگوہیؒ کوالوداع کہا اور حجاز جانے کے لئے روانہ ہوگئے ان ایام میں مولانا قاسم مرحوم احباب کے اصرار پر تین دن تک روپوش رہے۔

اتباع سنت وروپوشی

تین دن پورے ہوتے ہی ایک دم باہر نکل آئے اور کھلے بندوں چلنے پھرنے لگےلوگوں نے پھرنسبت روپوشی کے لئے عرض کیاتو فرمایا تین دن سے زائد روپوش رہنا سنت کے خلاف ہے کیونکہ جناب نبی کریم ﷺ ہجرت کے وقت غارثور میں تین ہی دن تک روپوش رہے۔

داد دیجئے اس جزبہ اتباع سنت کی کہ ظالم انگریز ان دنوں اہل ہند عموماً اور مسلمانوں پر خصوصاً سفاکانہ اور قاتلانہ حربے استعمال کررہا تھااور نہایت بےدردی کے ساتھ مظلوموں کے ناحق خون سے ہولی کھیلتا تھااوروہ کونسی حیاسوز اوردل آزار حرکت تھی جواس ظالم نے مجاہدوں کے خلاف روانہ رکھی تھی اوروہ کونسی غیرانسانی کاروائی تھی جواس نے چھوڑی تھی؟ اس وقت انگریز کاظلم وجوراور تعدی وستم اپنے نقطۂ عروج پر تھا۔لیکن حجۃ السلامؒ اپنی حیات سے بے نیاز ہوکراس موقع پر بھی آنحضرت ﷺ کی سنتِ اضراری کوترک کرنے پر باوجود شدید اصرار کے آمادہ نہ ہوئے اورتین دن کے بعد فوراًباہرنکل آئے اور کھلے بندوں پھرنے لگےاوراس روپوشی کی حالت میں بھی آقائے نامدار ﷺ سے اپنے عشق کاتعلق اوررابطہ مستحکم ہی رکھااوراس نازک حالت میں بھی سنت پرنگاہ جمی رہی۔

دارالعلوم دیوبند کا قیام

1857ء میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اپنے مرشد حضرت حاجی امداداللہؒ کی

besturdubooks.wordpress.com

قیادت میں ہندستان سے غیر ملکیوں کا قبضہ اٹھانے کے لئے جنگ لڑی۔ لیکن جنگ میں شکست ہوگئی اور ملک پر انگریزوں کا اقتدار قائم ہوگیا۔ اس سے تمام ہندستانیوں اور بالخصوص مسلمانوں کے دل ٹوٹ گئے اور ان میں احساسِ کمتری کے ساتھ ایک عام مایوسی پھیل گئی۔ ادھر مشنریوں نے عیسائی اقتدار کے زیر سایہ صاف صاف یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ انگریزوں کے لئے یہ ملک (ہندستان) عیسی مسیح کا عطیہ اور امانت ہے۔ اسی لئے اس میں مسیح مذہب ہی کی اشاعت اور ترویج ہمارا نصب العین ہے اور ساتھ ہی کھلے بندوں ہندستان کے تمام مذاہب اور خصوصیت سے اسلام پر اعتراضات اور تواہمات کی بوچھاڑ بھی شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں کے باشندے مایوسی میں مبتلا ہو کر اور بالخصوص مسلمان اس ابھرتی ہوئی مغربی تہذیب و تعلیم سے الحاد و ہریت کی زد میں بہنے لگے اور صاف نظر آنے لگا کہ اگر یہی لیل و نہار رہے تو وہ دن دور نہیں کہ آئندہ نسلیں، خواہ وہ کسی بھی دور کی ہوں خود اپنے اخلاقی نظام اور تہذیب و کلچر سے بیگانہ محض ہو کر رہ جائیں گی۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اپنے نور معرفت سے وقت کی رفتار اور اس کے خطرناک نتائج کا اندازہ لگایا اور بارشادات غیب ہندستان کے تمام باشندوں کو بجائے آپس میں الجھنے کے ایک عالمی نقطہ نظر میں ڈال دینے اور قوم میں ایک ذہنی انقلاب لانے کی ضرورت محسوس فرمائی۔ تاکہ یہ احساسِ کمتری دور ہو۔ اس لئے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے تعلیم و تربیت کا راستہ اختیار فرمایا۔ جو بے ضرر اور رسمی سیاست سے دور تھا۔ چنانچہ 1857ء کے انقلاب کے بعد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اپنی ایمانی فراست سے چھپے ہوئے اقتدار کا نعم البدل تعلیمی راہ سے حریت فکر کے بقاء وارتقاء کو قرار دیا اور اپنا یہ عظیم مقصد ۱۲۸۳ھ (1866ء) میں دارالعلوم دیوبند کا قیام فرما کر بآسانی حاصل کرلیا۔ اس الہامی نقطہ فکر کے تحت دارالعلوم دیوبند محض ایک مدرسہ نہیں بلکہ حریت فکر اور استقلال وطن کے جذبات کو زندہ رکھنے کی ایک ہمہ گیر مکتب فکر اور عظیم تحریک ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے قیام کے بعد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے مقصد کی اہمیت کے تحت ملک گیر پیمانہ پر مدارس قائم فرمانا شروع کیے اور بنفس نفیس خود جا کر، مرادآباد، گلاؤٹھی، امروہہ، مظفرنگر وغیرہ میں مدارس قائم فرمائے اور جابجا اپنے متوسلین کو زبانی اور خطوط کے ذریعہ قیام مدارس کی ہدایت فرمائی چنانچہ بہت سے مدارس ہندوستان میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی زندگی میں

besturdubooks.wordpress.com

قائم ہوئے اور پھر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے حریت فکر کے امین فضلاء نے پورے ملک میں حتیٰ کہ انہیں فضلاء نے ایشیاء افریقہ اور یورپ کے ممالک میں بھی اسی قاسمی طرز فکر پر تعلیم گاہیں قائم کی اور میرا اپنا مشاہدہ ہے کہ آج انگلستان میں یہ قاسمی فکر فروغ پا رہا ہے۔ عالمی پیمانہ پر ہندوستان میں مفت تعلیم کا سب سے پہلا عوامی مرکز مدرسہ دار العلوم دیو بند ہے جس کے لئے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو صاحب دل علماء اور صداقت شعار رفقاء کار حضرت مولانا رشید احمد صاحب، حضرت مولانا ذو الفقار علی، صاحب حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور حضرت حاجی محمد عابد صاحبؒ وغیرہ کا مخلصانہ تعاون حاصل رہا۔ یہ ہی دار العلوم دیو بند آج ایشیاء کی سب سے بڑی اسلامی مرکزی اور اقامتی یونیورسٹی بن کر ایک خاص مکتب فکر کی حیثیت سے بین الاقوامی شہرت وعظمت کا حامل ہے۔

عشق محمدی ﷺ پر چند واقعات

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور آپ کے رفقاء کار اور عقیدت مندوں کی جس درجہ اور جس قدر والہانہ عشق ومحبت اور اخلاق وعقیدت جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہے اس کا انکار بغیر کسی متعصب اور سوائے کسی متعنت کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ رومانی افسانوں میں مجنوں بنی عامر کے عشق ومحبت کے بڑے بڑے افسانے زبان زد خلائق ہیں۔ لیکن اگر مجنوں سگ کوچہ لیلیٰ پر فدا تھا تو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور اس کے رفقاء کار مدنیہ طیبہ کی مبارک گلیوں کے ذرات پر قربان ونثار تھے۔ اگر مجنوں لیلیٰ کے عشق میں مجبور ومقہور تھا تو یہ حضرات عشق محمد ﷺ میں بے چین و بے قرار تھے۔ اگر مجنوں لیلیٰ کی اداؤں پر مفتون تھا تو یہ حضرات اپنے آخر الزماں نبی ﷺ کی پیاری سنتوں کے شیدائی تھے اگر مجنوں لیلیٰ کے انس والفت میں گرفتار تھا تو یہ حضرت آنحضرت ﷺ کے تعلق وعلاقہ پر نثار تھے اور آپ کے لگاؤ اور آپ کی پسند کو جان عزیز سے بھی زیادہ قیمتی سمجھتے تھے کیونکہ وہ یہ جانتے تھے اور دل سے مانتے تھے دینی اور دنیوی تمام لذتوں کا سرچشمہ ہی اس برگزیدہ ہستی کے ساتھ مؤدت اور عقیدت ہے جن کے ارشاد وفرمودہ ایک جملے کے مقابلے میں دنیا بھر کے لعل وگہر اور ہفت اقلیم کی دولت اور خزانے قطعاً کوئی رفعت اور حیثیت نہیں رکھتے اور جن کے پیارے اقوال

besturdubooks.wordpress.com

وافعال اور اسوۂ حسنہ کے مقابلے میں کوئی لذیذ سے لذیذ اور خوش آئند سے خوش آئند چیز بھی ایک رتی بھر کا وزن نہیں رکھتی جن کے اسم گرامی دنیا کی تمام شیرینیوں اور شربتوں سے میٹھا اور جن کی ایک ادنیٰ سنت بھی جوہرات سے مرتع تاج شاہی سے بھی زیادہ مرغوب وپسندیدہ ہے کیا ہی خوش قسمت ہے وہ قوم جس کو جناب رسول اللہ ﷺ جیسا افضل المخلوقات نبی اور آپ کی شریعت جیسی پیش بہا شریعت مل گئی جس کے بعد کسی اور خوبی کی سرے سے کوئی حاجت باقی ہی نہیں رہتی۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے عشق نبویؐ کے واقعات قولی اور فعلی تو بہت کچھ ہیں جن کے بیان کرنے کے لئے دفتر درکار ہیں۔ ہم صرف چند واقعات بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) ہندوستان میں بعض حضرات سبز رنگ کا جوتا بڑے شوق سے پہنتے تھے۔ اور اب بھی پہنتے ہیں لیکن حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے ایسا جوتا مدت العمر کبھی نہیں پہنا اور اگر کوئی تحفۃً لا دیتا تو اس کے پہننے سے اجتناب وگریز کرتے اور آگے کسی کو ہدیہ دے دیتے اور سبز رنگ کا جوتا پہننے سے محض اس لئے گریز کرتے کہ سرور کائنات آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے گنبد خضراٗ کا رنگ سبز ہے۔ پھر بھلا ایسے رنگ کے جوتے پاؤں پر کیسے اور کیوں استعمال کئے جاسکتے ہیں؟ چنانچہ شیخ العرب والعجم حضرت استاذنا المکرم مولانا حسین احمد مدنیؒ (المتوفی ۱۳۷۷ھ 1958ء) حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے حالات بیان کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں کہ:۔ ''تمام عمر سبز رنگ کا جوتا اس وجہ سے کہ قبہ مبارک سبز رنگ کا ہے نہ پہنا اگر کوئی ہدیہ لے آیا تو کسی اور کو دے دیا۔'' اندازہ کیجئے اس نظر بصیرت اور فرنفتگی کا گنبد خضراء کے ظاہری رنگ کے ساتھ کس قدر عقیدت والفت ہے جس کے اندر عظیم المرتبت مکین آرام فرما ہیں۔ جن کی نظر جن کی مثال اور جن کا ثانی خدا کی ساری مخلوق میں نہ آج تک وجود میں آیا اور نہ قیامت تک آسکتا ہے علامہ اقبال مرحوم نے شاید اسی کی ترجمانی کی ہے۔

رُخ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ.......... نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

(۲) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ جب حج کے لئے تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ سے کئی میل دور ہی سے پابرہنہ چلتے رہے۔ آپ کے دل اور ضمیر نے یہ اجازت نہ دی کہ دیار حبیبؐ میں جوتا

besturdubooks.wordpress.com

پہن کر چلیں حالانکہ وہاں سخت نوکیلے سنگر اور چبھنے والے پتھروں کی بھرمار ہے چناچہ حضرت مولانا سید مناظر حسین گیلانی ؒ جناب مولانا حکیم منصور علی خان صاحب حیدر آبادیؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں جو اس سفر حج میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے رفیق سفر تھے :۔

''مولانا مرحوم مدینہ منورہ تک کئی میل آخری شب تاریخ میں اسی طرح چل کر پابرہنہ پہنچ گئے''

اور نیز حکیم صوفؒ کے حوالہ ہی سے رقم فرماتے ہیں کہ:۔''جب منزل بہ منزل مدینہ شریف کے قریب ہمارا قافلہ پہنچا، جہاں روضہ پاک صاحب لولاک نظر آتا تھا۔ فوراً جناب حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اپنے نعلین اتار کر بغل میں دبالیں اور پابرہنہ چلنا شروع کردیا''۔

ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ مدینہ طیبہ اور گنبد خضراء کے ساتھ کس قدر عقیدت اور کیسی فریفتگی تھی دیکھئے کہ تادّب حسن کا کیا ہی بہترین طریقہ اختیار فرما کر اپنی فرط محبت کا اظہار فرمایا اور یہ ساری عقیدت ومحبت جناب امام الانبیاء خاتم الرسل حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ ﷺ کی وجہ سے ہے۔ ورنہ اس سنگلاخ رقبہ اور پتھریلی زمین کی فی نفسہٖ کیا قدر ہے؟ جو کچھ بھی ہے اور جتنی کچھ بھی ہے وہ حبیب کبریا ﷺ ہی کی بدولت ہے۔ اور آپ ہی کے واسطہ سے ہے۔

زندگی کے آخری ایام

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ جب ۱۲۹۵ھ (1878ء) میں حج کے لئے تشریف لے گئے تھے جس سفر حج میں جلیل القدر اور اس دور کے مشاہدہ علماء کی ایک جماعت شریک تھی، اس حج سے واپسی میں جہاز کے اندر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سخت بیمار ہوگئے، جہاز میں علاج کی سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے مرض بڑھتا چلا گیا، جہاز میں وبائی بیماری انتہائی تشویش ناک تھی، ہمارے ملک کی آب وہوا اور مزاج کے لحاظ سے جو علاج ہونا چاہئے تھا وہ میسر نہ آسکا، اس لئے کمزوری اور نقاہت اس درجہ بڑھ گئی کہ اٹھنے بیٹھنے سے معذوری ہوگئی، جہاز کے ڈاکٹر نے بعض دوائیں دیں اور مرغ کا جوس پلانے کے لئے کہا اور خود ہی مرغ بھی فراہی کردیا جس کی وجہ سے قدرے افاقہ رہا۔ عدن کے مقام پر جہاز روک دیا گیا مگر جہاز والوں کو جہاز سے اترنے اور شہر جانے سے منع کردیا گیا، اسی لئے یہاں بھی ضرورت کی دوائیں میسر نہیں ہوئیں البتہ کچھ لیموں اور

besturdubooks.wordpress.com

کچھ سنترے مل گئے جب اس کا استعمال ہوا تو طبیعت قدرے سنبھلی۔ آپ کی بیماری کی حالت میں جہاز بمبئی پہنچا۔ اس سفر میں مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، مولانا محمد منیر نانوتویؒ اور حکیم منصور آبادیؒ خصوصی تیماردار تھے، ہمہ وقت ایک شخص آپ کے پاس ضرور رہتا تھا بمبئی پہنچ کر قدرے افاقہ ہوا اور بدن میں اتنی طاقت آ گئی کہ اٹھنے بیٹھنے لگے تھے۔ لیکن ضعف ونقاہت کہ وجہ سے جہاز سے اترنے کے فوراً بعد ہی ٹرین کا سفر نہیں کیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہاں کچھ دن ٹھہر کر بہتر علاج معالجہ کے بعد جب جسم میں کچھ طاقت آ جائے جب ٹرین میں سفر کیا جائے۔ تقریباً تین چار دن آپ حضراتؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا علاج بمبئی میں کراتے رہے۔ طبیعت صحت کی طرف لوٹ رہی تھی جسم میں طاقت بھی کچھ آنے لگی تھی تب ٹرین کا سفر شروع ہوا، اور اپنے وطن کے لئے بمبئی سے روانہ ہوئے۔ وطن آنے کے بعد اصل مرض تو ختم ہو گیا لیکن ضیق النفس اور کھانسی جم گئی، اور دورے پڑنے لگے، جب بھی گفتگو فرماتے کھانسی بڑھ جاتی مگر اسی علالت میں آپ نے اسباق شروع کر دیئے اور ترمذی شریف طلباء کی ایک جماعت کو پڑھانے لگے، مولانا عبدالرحمٰن محدث امروہویؒ نے اس دور میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور آپ کے اس درسِ ترمذی میں وہ شریک تھے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے ایک مخلص عقیدت مند ڈاکٹر عبدالرحمٰن تھے جو مظفر نگر جیل کے سرکاری ڈاکٹر تھے۔ ان کو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی بیماری کی تفصیل معلوم ہوئی تو انہوں نے از خود اپنی خدمات پیش کیں، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے جب منظور فرما لیا تو ڈاکٹر صاحب آپ کو مظفر نگر لے گئے، اب معالج بھی وہی تھے اور تیماردار بھی وہی، بلکہ ساری خدمت وہی انجام دیتے تھے مظفر نگر جانے کے بعد علاج کے ابتدائی مرحلہ میں افاقہ ہوا اور آرام کی صورت نظر آئی مگر اصل مرض باقی رہا اور ہر وقت خفیف سے حرارت رہا کرتی تھی ، یونانی ایلوپیتھی، اور آیورویدک طریقہ علاج اختیار کیا جا تا رہا مہنگی سے مہنگی اور بیش قیمت سے بیش قیمت دوائیں فراہم کی گئیں لیکن کوئی فائدہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ سانس کا دور بڑھتا ہی جا رہا تھا جس کی وجہ سے لاغری اور ضعف اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا اب اٹھنا بیٹھنا بھی دشوار ہوتا جا رہا تھا لیکن قوت ارادی اب بھی پہلے جیسی ہی تھی تحمل اور جو آپ کا امتیازی وصف تھا وہ بیماری میں بھی اپنی جگہ قائم رہا۔

وفات .... ۴ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ (اپریل 1879ء) کی تاریخ اور جمعرات کا دن تھا کہ بعد نماز

besturdubooks.wordpress.com

ظہر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند نے اس دارفانی سے رخ مبارک موڑ لیا ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' ہر طرف صف ماتم بچھ گئی، جانثاروں اور عقیدت مندوں میں کہرام مچ گیا، ہر چہرا آنسوؤں سے تر ہو گیا، انتقال کے وقت آپ کی عمر ۴۹ سال تھی۔

تدفین.........حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے گورغریباں میں دفن کیا جائے، حکیم مشتاق احمد دیوبندیؒ نے ایک زمین خرید کر اس کو قبرستان کے لئے وقف کر دیا تھا، اسی زمین میں قبر کی جگہ تجویز کی گئی۔ عصر کے وقت جنازہ تیار ہو گیا اور مدرسہ کے صحن میں لا کر رکھ دیا گیا، نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی کثرت کی وجہ سے یہاں نماز جنازہ کی گنجائش نہیں تھی اس لئے قصبہ کے باہر میدان میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور مغرب کے بعد تدفین عمل میں آئی۔

(سوانح قاسمیؒ)

besturdubooks.wordpress.com

آئیڈیل شخصیت نمبر۲

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

دارالعلوم دیوبند کی داغ بیل اور ان علمائے ربانیین نے ڈالی تھی جو سراپہ خلوص وللمیت تھے۔ان کا دل ودماغ ملت اسلامیہ کے شاندار مستقبل کے لئے بے چین تھا۔انہوں نے اپنے کو اشاعت دین اور ترویج علوم دینیہ کے لئے وقف کردیا تھا۔رب العالمین نے دارالعلوم اور اس کی خدمت کو مقبولیت عطا فرمائی اور اس نے ملک اور بیرون ملک کی دینی علمی ،اخلاقی اور اصلاحی جو خدمات عظیمہ انجام دی ہیں وہ کبھی بھلائی نہیں جاسکتی ہیں۔یہاں سے ہزاروں علماء اور صوفیاء پیدا ہوئے جن میں بہترین محدثین ،فقہاء، مصنفین اور مبلغین کا جم غفیر بھی ہے۔اور رشد وہدایت اور تزکیہ باطن کرنے والوں کی ایک لمبی جماعت بھی ہے بلکہ ان میں وہ لوگ بھی بڑی تعداد میں ہیں جنہوں نے ملک کی آزادی اور یہاں کے باشندوں کی اصلاح کے لئے بے مثال قربانیاں پیش کی ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے بعد حضرت سید احمد شہیدؒ،حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے اسلامی روح کی حفاظت کی ۔اور اسلامی تحریک کو آگے بڑھانے کی کامیاب کوشش فرمائی ۔حضرت نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے اعتقادی اور معاشرتی اصلاح کی زبردست جدوجہد کی۔انہوں نے اسلامی مسائل کو عقلی دلائل سے مستحکم کیا۔تباہ کن رسم ورواج کی مخالفت کی۔ان اکابرین نے اسلامی عقائد،سماجی رسوم ،دینی تعلیم وتربیت اور سیاسی جدوجہد کے گونا گوں مقاصد بروئے کار لانے کے لئے دینی مدارس کے قیام کو ضروری قرار دیا۔اس سلسلے میں سب سے پہلے دارالعلوم دیوبند منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم کی تحریک کو شرف قبول عطا فرمایا۔ملک کے

besturdubooks.wordpress.com

طول وعرض میں ہر طرف لوگوں نے اس کی آواز پر لبیک کہا۔اوہام ورسوم اور شرک و بدعت کے جو گھرے بادل ہندوستان کی فضاؤں میں چھائے ہوئے تھے، رفتہ رفتہ چھٹنے شروع ہو گئے اوران کی جگہ کتاب وسنت کے احکام پر عمل کیا جانے لگا۔دارالعلوم کا قیام جن مقاصد کے لئے عمل میں لایا گیا ان میں قرآن مجید، تفسیر، حدیث، عقائد وکلام اوران کے علوم کے متعلقہ ضروری اور مفید فنون عالیہ کی تعلیم دینا اور مسلمانوں کو مکمل طور پر اسلامی معلومات بہم پہنچانا، رشد وہدایت اور تبلیغ کے ذریعے اسلام کی خدمت انجام دینا اوراعمال واخلاق کی اصلاح وتر تیب کرنا شامل ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کے وصال کے بعد دارالعلوم کے سرپرست ثانی قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے قاسمی طرز فکر کے ساتھ دارالعلوم کی تعلیمات میں فقہی رنگ بھرا جس سے اصول پسندی کے ساتھ فروغ فقیہہ اور جزئیاتی تربیت کا قوام بھی پیدا ہوا اوراس طرح فقہ اور فقہا کے سرمایا کا بھی اس میراث میں اضافہ ہو گیا۔قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو علم حدیث، فقہ اور تصوف سے بہت زیادہ شغف رہا۔ہزارہا انسانوں نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے استفادہ کیا۔حضرت گنگوہیؒ نے علماء وفقہا کی تربیت فرمائی اورانہیں دین کے بارے میں اتنا راسخ اور مستحکم بنا دیا کہ ان افراد پر کوئی بھی فتنہ اثر انداز نہ ہوسکا۔قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اپنے وقت کے امام ملت، قطب عالم، نمونہ علم وعمل، رشد وہدایت کا مرکز، عظیم مصلح، مربی اخلاق اور قومی وملکی امور میں مسلمہ قائد تسلیم کئے گئے۔1875ء کے انقلاب میں قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے دوش بدوش قائدانہ حصہ لیا تھا۔اور نو ماہ تک اسیر فرنگ رہے تھے۔جن لوگوں نے ان سیاسی اور جہادی خدمات پر پردہ ڈالنا چاہا ہے خواہ اپنی لاعلمی اور معاملات کی بے خبری کی بناء پر یا اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے ان کی مصلحت اندیشی لایعباء یا اور باخبر لوگوں کے نزدیک لغو ہے۔مولانا عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں کہ

"1857ء میں خانقاہ قدوسی سے مردانہ وار نکل کر انگریزوں کے خلاف صف آراء ہو گئے اوراپنے مرشد حضرت حاجی امداداللہ صاحب اور دوسرے رفقاء کے ساتھ شاملی کے معرکہ جہاد میں شامل ہو کر خوب داد وشجاعت دی۔جب میدان جنگ میں حضرت حافظ ضامن شہید ہو کر گرے تو

besturdubooks.wordpress.com

قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ان کی لاش اٹھا کر قریب کی مسجد میں لے گئے اور پاس بیٹھ کر قرآن شریف کی تلاوت شروع کر دی۔ معرکہ شاملی کے بعد گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوا۔ اور قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو گرفتار کر کے سہارنپور کی جیل بھیج دیا گیا پھر وہاں سے مظفر نگر منتقل کر دیا گیا۔ چھ ماہ جیل میں گزرے۔ وہاں بہت سے قیدی قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے معتقد ہو گئے اور جیل خانے میں جماعت کے ساتھ نماز ہونے لگی۔ رہائی کے بعد گنگوہ میں آپؒ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا ۱۲۹۹ھ میں تیسرے حج کے بعد حضرت گنگوہیؒ نے یہ التزام کیا کہ ایک سال کے اندر اندر پوری صحاح ستہ ختم کرا دیتے تھے۔ معمول یہ تھا کہ صبح سے بارہ بجے تک طلباء کو پڑھاتے تھے۔ آپ کی درس کی شہرت سن سن کر طلباء حدیث دور دور سے آتے تھے۔ کبھی ان کی تعداد ستر اسی تک پہنچ جاتی تھی۔ جن میں ہندو بیرون ہند کے طلباء شامل ہوتے تھے۔ قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ طلباء کے ساتھ نہایت محبت و شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ درس کی تقریر ایسی ہوتی تھی کہ ایک عامی بھی سمجھ لیتا تھا۔ آپ کے درس حدیث میں ایک خاص خوبی یہ بھی تھی کہ حدیث کے معمول کو سن کر اس پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہو جاتا تھا۔ جامع ترمذی کی درسی تقریر، الکوکب الدری، شائع ہو چکی ہے۔ جو مختصر ہونے کے باوجود ترمذی کی نہایت جامع شرح ہے۔

۱۳۱۴ھ تک قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا درس جاری رہا۔ سو سے زائد حضرات نے آپ سے دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ درس حدیث میں آپ حضرت گنگوہیؒ کے آخری شاگرد حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ تھے۔ آخر میں نزول الماء کی وجہ سے درس بند ہو گیا تھا مگر ارشاد و تلقین اور فتویٰ کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ ذکر اللہ کی تحریص و ترغیب پر بڑی توجہ تھی جو لوگ خدمت میں حاضر ہوتے رغبت آخرت کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لے کر جاتے تھے۔ اتباع سنت کا نہایت احترام فرماتے تھے۔

۱۲۹۷ھ میں حضرت نانوتویؒ کی وفات کے بعد دار العلوم دیوبند کے سرپرست ہوئے۔ مشکل حالات میں دار العلوم کی گھتیوں کو سلجھا دینا حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی بڑی خصوصیت تھی۔

۱۳۱۴ھ میں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی سرپرستی بھی قبول فرمائی تھی۔ فقہ اور تصوف میں تقریباً چودہ

besturdubooks.wordpress.com

(۱۴) کتابیں تصنیف فرمائیں۔

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کی خدمت میں رہ کر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ نے "سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتویؒ" میں لکھا ہے کہ:۔

"جناب مولوی رشید احمد گنگوہیؒ اور مولوی محمد قاسم صاحب سے اسی زمانے میں ہم سبق اور دوستی رہی ہے۔ آخر میں حدیث جناب شاہ عبدالغنی صاحبؒ کی خدمت میں پڑھی اور اسی زمانے میں دونوں صاحبوں نے جناب قبلہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب دام ظلہ سے بیعت کی اور سلوک شروع کیا۔" چنانچہ انہوں نے بڑی تیزی سے سلوک کی منزلیں طے کرلیں اور صرف چالیس دن کی قلیل مدت میں خلافت سے سرفراز ہوگئے اور گنگوہ واپس آکر حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے حجرے میں اپنا قیام گاہ بنایا۔ اس دوران میں مطب ذریعہ معاش رہا، ہزاروں افراد کی اصلاح فرمائی۔ اور بڑے بڑے نامور علماء ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اسی طرح سے ان کی تلامذہ اور خلفاء ایک وسیع حلقہ بن گیا جن میں سے کئی حضرات تو رشد وہدایت کے آفتاب وماہتاب بن کر چمکے اور پھر ساری عمر اصلاح وتربیت مخلوق خدا میں مصروف رہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ قدس سرہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ علم وفضل میں یگانہ روزگار ہونے کے ساتھ زاہد وتقویٰ اور سادگی وتواضع وفنائیت میں بھی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ ایک مرتبہ قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے کہ بارش آگئی۔ سب طلباء کتابیں لے کر اندر کو بھاگے مگر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سب طلباء کی جوتیاں جمع کر رہے تھے۔ کہ اٹھا کر لے چلیں۔ لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو کٹ گئے۔ حضرت تھانوی فرماتے ہیں کہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی صحبت میں یہ اثر تھا کہ کیسی ہی پریشانی یا وساوس کی کثرت کیوں نہ ہو۔ جوں ہی آپ کی صحبت میں بیٹھے قلب میں ایک خاص قسم کا سکون اور جمیعت حاصل ہوئی۔ جس کو سب کدورتیں رفع ہوگئیں اور قریب آپ کے کل مریدوں میں عقائد کی اصلاح، دین کی پختگی، خصوصاً حب فی اللہ وبغض فی اللہ بدرجہ کمال مشاہدہ کیا جاتا۔ یہ سب برکت قلب الارشاد حضرت

besturdubooks.wordpress.com

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی صحبت کی ہے''۔

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ قدس سرہ نے قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے تفقہ کے مقام بلند کی بناء پر ''ابو حنیفہ عصر'' کا لقب تھا اور وہ اپنے عہد میں اس لقب سے معروف تھے۔اسی طرح استاد المکرّم امام والعصر علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ جیسے بلند پایہ عالم ومحقق جو علامہ شامیؒ کو ''فقیہ النفس'' کا مرتبہ دینے کے لئے تیار نہ تھے۔قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو فقیہ النفس فرمایا کرتے تھے۔ بہر حال حضرتؒ کے مقام ومرتبہ اور علم وفضل کا کیا ٹھکانہ؟ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے ۹،۸ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ بروز جمعہ ازان کے بعد ۷۸ سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔حضرت مولانا قاسم نانوتوی کی وفات کے بعد دار العلوم دیوبند میں یہ سب سے بڑا حادثہ تھا۔حق تعالیٰ شانہ قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے درجات بلند فرمائیں۔

چند واقعات وکرامات

نماز کا شوق اور غیبی حفاظت

ساڑھے چھ سال کی عمر تھی کہ آپ سے ایک ایسی کرامت حسیہ اور استقلال وتوکل کا ظہور ہوا کہ جس سے آپ کے مقبول بارگاہ احدیت ہونے کا پتا چلتا ہے۔آپ بچپن ہی میں نماز کے پابند تھے۔جمعہ کا قصہ تو گزر ہی چکا۔عام نمازوں کے اوقات کا بھی خیال رکھتے۔ایک دن شام کو ٹہلتے ٹہلتے قصبہ سے باہر نکل گئے وہاں غروب آفتاب کا وقت ہو گیا تو احساس ہوا کہ مغرب کی نماز کا وقت آ گیا۔عباس کے پھولوں کی دو جھڑیاں ہاتھ میں لے کر بسرعت پلٹے پہلے گھر آئے اور والدہ کو جھڑیاں پکڑائیں کہ یہ رکھو میں نماز پڑھنے جاتا ہوں۔جھپٹتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے تو جماعت کھڑی تھی۔وضو کے لئے لوٹوں کی طرف بڑھے تو خالی تھے۔دیر میں اور دیر ہوئی گھبرا کر پانی کھینچنے کے لئے کنویں میں ڈول ڈالا ڈول وزنی تھا گھبراہٹ میں رسی پاؤں میں الجھ گئی تھی ہاتھ پاؤں جماعت کے فوت ہونے کے خدشہ سے پھولے ہوئے ذرا سا جھٹکا لگا اور دھڑام سے کنویں میں گر گئے نمازیوں کو نماز میں احساس ہوا کہ کوئی کنویں میں گر گیا امام صاحب نے جلدی نماز پوری

besturdubooks.wordpress.com

کرائی۔ اور تمام نمازی جلد کنویں کی طرف لپکے اب ہر ایک کنویں میں جھانکنے لگا اندر سے آواز آتی ہے...... ''گھبراؤ نہیں میں بہت آرام سے بیٹھا ہوں''...... قدرت حق تعالیٰ یہ ہوئی کہ ڈول الٹا پانی میں گرا آپ جب گرے تو حواس مجتمع کر کے فوراً اس پر بیٹھ گئے جب آپ کو باہر نکالا گیا تو معلوم ہوا کہ پاؤں کی چھوٹی انگلی میں خفیف سے خراش آئی ہے اور بس...... اب اس قصہ سے استقامت و استقلال اور مصیبت میں نہ گھبرانا۔ اطمنان سے نماز ختم ہونے تک بیٹھے رہنا کشائش و فرج من اللہ کا انتظار دوسروں کو اطمنان دلانا خدا پر توکل و اعتماد اور مقدمات نماز میں تکالیف کا ایسا تحمل کہ کلمہ شکایت زبان پر نہ آئے یہ سب باتیں ظاہر کرتیں ہیں کہ ابتداء ہی سے آپ اللہ کی حفاظت و رہنمائی میں فطرت کی راہوں پر چلتے ہوئے عمدہ خصائل و عادات کے حامل تھے۔ (تذکرۃ الرشید)

طلبہ کے جوتے اٹھائے

ایک دفعہ درس حدیث میں بارش شروع ہوگئی طلبہ نے جلدی جلدی کتابیں اور تپائیاں، کتابیں رکھنے والے چھوٹے چھوٹے میز اٹھائے اور چل دئے۔ اس کے بعد طلبہ نے دیکھا حضرت مولاناؒ نے اپنے کندھے کی چادر میں طلبہ کی جوتیاں ڈالی ہوئی ہیں اور اٹھائے چلے آرہے ہیں۔ طلبہ بہت نادم اور حیرت زدہ ہوئے فرمایا کہ: اس میں کون سی بری بات ہے۔ تمہاری خدمت کرنا تو میری نجات کا باعث ہے طلبائے دین کے لئے تو حدیث شریف کے الفاظ میں مچھلیاں سمندر میں چونٹیاں بلوں میں دعا کرتی ہیں اور فرشتے تمہارے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہین اور تم تو مہمان رسول اللہ ﷺ ہو۔ کہ حدیث پڑھنے آئے ہو

حضرت طلبہ کی مدارات اور عزت و تکریم میں ہر وقت کوشاں رہتے اگر کسی کو کوئی غم یا فکر لاحق ہوتا تو صبر و تسلی کے کلمات سے تسکین بخشتے جس طرح ان کے اپنے دل میں طلبہ دین کی عزت تھی چاہتے تھے کہ دوسرے بھی ان کی اسی طرح عزت کریں۔ قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو یہ ہرگز گوارہ نہ تھا کہ کوئی ان کو بانظر حقارت دیکھے۔ ایک طالب علم کا کھانا کسی جگہ لگایا ہوا تھا اس کو دیکھا کہ کھانا کھلا ہوا بغیر کسی کپڑے وغیرہ کے لا رہا ہے پوچھا کھانا کہاں مقرر ہے، اس نے آپ کے کسی رشتے دار کا نام لیا فرمایا کہ اچھا وہاں سے کھانا نہ لانا ہمارے گھر سے آیا کرے گا۔

besturdubooks.wordpress.com

ادھر اپنے رشتہ دار سے ناراضگی کے کلمات کہلا بھیجے کہ اس وجہ سے اس کو اس طرح کھانا دیتے ہو کہ یہ پردیسی ہیں ان کو دروازے کا فقیر سمجھا گیا سو کیا مضائقہ ہے "ملک خدا تنگ نیست پائے گدا لنگ نیست"، تم اپنی روٹی اپنے پاس رکھو خدا ان کا اور جگہ انتظام کر دے گا۔ وہ عفت مآب عورت جن کے گھر سے کھانا آتا تھا حاضر ہو کر معذرت خواہ ہوئیں اور خطا معاف کروائی اور کہا آئندہ دستر خوان میں کھانا ڈھک کر تعظیم کے ساتھ پیش کیا کروں گی۔ آپ نے منظور فرمالیا۔

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ بیک وقت طلبہ کے استاد بھی تھے اور شیخ بھی۔ اگرچہ طلبہ آپ سے رسمی بیعت نہ کرتے ہوں تاہم آپ دونوں چیزوں کو ملحوظ رکھ کر طلبہ کی ہر طرح اصلاح وتربیت فرماتے تھے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی زندگی کا مشن ہی یہ تھا کہ لوگوں کے عقائد واعمال درست کیے جائیں۔ شرک وبدعت کی ردکی جائے تاہم سبق پڑھتے وقت اس کا بہت زیادہ اہتمام تھا شرک وبدعت کا جگہ جگہ قلع قمع فرماتے۔ توحید واتباع سنت کی ترغیب دیتے صرف زبانی نصیحت پر اکتفانہ فرماتے بلکہ ضرورت پڑنے پر تیزی اور سختی بھی فرماتے اور اس کے توجہ قلبی اور روحانی فیضان سے تاریک دلوں کو منور کرتے اور زنگ دور فرماتے۔ بعض اوقات طلبہ کا پورے کا پورا حلقہ محو حیرت ہوتا کہ جلسہ کا جلسہ آسمانی سکینت کے نزول کا احساس کر رہا ہے سلوک ومعرفت کے حقائق دوران درس بیان فرماتے کہ طلبہ کو وجد آجاتا غرض یہ کہ طلبہ کی ہر طرح دیکھ بھال کرتے ان کی نشت برخاست چال ڈھال گفتار وکردار وضع قطع ہر چیز کا خیال رکھتے۔ اگر کسی طالب علم کو دیکھتے کہ وہ اپنے پڑھے ہوئے عمل پر پیرا نہیں ہے تو جب تک اس میں خوشگوار تبدیلی پیدا نہ ہو جاتی حضرت گنگوہیؒ بے چین رہتے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ طلبہ کی ہر وقت کڑی نگرانی رکھتے تھے۔ اگر کوئی طالب علم ایسا نظر آتا کہ اس کے متعلق یہ محسوس فرماتے کہ اس میں کچھ کجی ہے جو درست نہیں ہو سکتی اور یہ پڑھ لکھ کر لوگوں کو گمراہ کرے گا یا پھر سلسلہ کی بدنامی کا باعث بنے گا تو اس کا سبق شروع نہ کرتے لطائف الحیل سے ٹال دیتے یا روکھا پن دکھاتے کہ وہ خود ہی چلا جائے۔ ہاں جس طالب علم کو سعید پاتے تو اس کی دلداری فرماتے۔ بیٹوں کی طرح عزیز رکھتے۔

besturdubooks.wordpress.com

پہلا حج اور کرامات کا ظہور

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے دن بڑی غربت اور تنگ دستی میں گزرے تھے۔ لیکن حرمین شریفین کی حاضری کے لئے آب ماہی بے آب کی طرح تڑپتے رہے لیکن صورت حال یہ تھی کہ آپ کی اقتصادی حالت اس قدر کم زور تھی کہ بمشکل اہل وعیال کی گزران ہوتی تھی بلکہ یہاں تک کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خواہش یہ ہوتی کہ جس حال میں پڑا ہوں اسی گمنامی وگوشہ نشینی کی حالت میں پڑا رہوں کسی آنکھ یا کان کو اس کی خبر نہ ہو۔ ان حالات میں حرمین شریفین تک آنا جانا کیسے ہو؟ لیکن جب طلب سچی ہو تو اللہ تعالیٰ اسباب پیدا فرما دیتے ہیں، ڈپٹی عبدالحق رامپوری کا قصد حج ہوا اور انہوں نے اپنے اہل وعیال اور متعلقین ووابستگان کا ایک جم غفیر ساتھ لے جانا چاہا حکیم ضیاء الدین صاحب رامپوری جو حضرت حافظ شہید سے خلیفہ مجاز تھے۔ ڈپٹی صاحب کے احباب میں سے تھے۔ ڈپٹی صاحب نے حکیم صاحب کو بھی ساتھ لیا حکیم صاحب قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے عشاق میں سے تھے۔ کیونکہ انہیں علم تھا کہ میرے پیرومرشد نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے زانوں پر جام شہادت نوش فرمایا تھا حکیم صاحب نے قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا ذکر کیا تو ڈپٹی صاحب بلا ادنیٰ تامل مان گئے بلکہ اس پر خوشی کا اظہار کیا کہ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ جیسا محبّ رسول متبع سنت ہمارے قافلے میں شریک ہو۔ مولوی ابوالنصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ماموزاد بھائی جو حضرت کے بچپن کے ساتھ اور جان نثار رفیق تھے ان کو جب علم ہوا کہ مولانا سفر حج پر جا رہے ہیں تو انہوں نے اپنا اثاثہ اونے پونے بیچ کر معہ اہلیہ معیت اختیار کی۔ ان دنوں سفر حج انتہائی دشوار تھا۔ اور فرائض حج کی ادائیگی سب فرائض سے مشکل تھی۔ ایسا بھی ہوتا کہ دخانی کشتیاں تین تین چار چار ماہ سمندر میں ہچکولے کھاتی رہتیں۔ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے سفر میں سخت طوفان آیا تمام مسافر گھبرا گئے۔ مگر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نہایت پرسکون تھے لوگوں کی گھبراہٹ پر انہیں یہ کہہ کر تسلی دی کہ ”بھئی کوئی مرے گا تو ہے نہیں ہم تو کسی کے بلائے ہوئے جا رہے ہیں خود نہیں جا رہے“ اور جہاز جب اصلی حالت پر آیا تو کپتان نے

besturdubooks.wordpress.com

گھڑی دیکھ کر بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس طوفان کی وجہ سے ہمیں آٹھ دن کی مسافت تین دن میں طے کرادی ہے۔

دوسرا حج

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے دوسرا حج ۱۲۹۴ھ بھی کیا۔ اور اس سفر حج میں اللہ کے ایسے ایسے نیک بندوں نے شرکت کی کہ شاید ہندوستان میں اس سے پہلے اور اس کے بعد کی نظیر نہ مل سکے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب مہتمم دورالعلوم دیوبند، شیخ الہند مولانا محمد حسنؒ حکیم ضیاء الدین صاحب، مولانا محمد مظہر صاحبؒ، بانی مظاہر العلوم سہارنپور کے علاوہ تقریباً سو بڑے بڑے عالم وفاضل اس قافلے میں شریک تھے۔ اس سفر کی پورے ملک میں شہرت ہوگئی۔ لہٰذا گھر سے لے کر ساحل تک ہر جگہ فقید المثال استقبال ہوا۔ ایسے صلحاء علما کے سفر حج پر اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلیات کی جو بارش ہوئی ہوگی اس کی کون اندازہ لگا سکتا ہے حضرت حاجی صاحب کو اطلاع مل چکی تھی۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت باوجود ضعف ونقاہت اور پیرانہ سالی کے مکہ معظمہ سے باہر استقبال کے لئے نجانے کتنی دیر سے انتظار کررہے تھے۔ قافلے کے آنے پر ہر ایک سے مصافحہ کیا۔ اور سب کو تقریباً اپنے پاس ٹھہرایا ۱۲۹۵ھ میں واپسی ہوئی۔

تیسرا حج

۱۲۹۹ھ میں قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے تیسرے حج کا دفعۃً ارادہ کیا اور ایسے وقت میں کیا کہ بظاہر حج کے دنوں میں پہنچنا مشکل تھا۱۴ ذی قعدہ کو گنگوہ سے روانہ ہوئے بمبئی سے جب جہاز چلا ہے تو چودہ روز حج میں باقی تھے خدا کا فضل شامل حال تھا۔ نویں دن جدہ پہنچ گئے حالانکہ آج کے تیز رفتار وقت میں بھی چھ روز میں کراچی سے جدہ پہنچا جاتا ہے اور بمبئی سے کراچی کی نسبت جدہ زیادہ دور ہے۔ کامران میں قرنطینہ کے لئے جہاز کا ٹھہرنا اشد ضروری تھا لیکن غیبی کشش کی بناء پر جہاز کشاں کشاں چلتا رہا اور باوجود کامران میں رکنے کی ہدایت کے نہ رکا جس کی وجہ سے جہاز کو تین ہزار روپے جرمانہ ادا کرنا پڑا۔ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ جب

besturdubooks.wordpress.com

مکہ پہنچتے ہیں تو اگلے دن ارکانِ حج شروع ہو گئے۔

ایک گنگوہ کے شخص اس سال کے حج کے لئے روانہ ہوئے مگر قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو خواہش کے باوجود پہلے چل دئے اور واپس میں بھی جلد نکلے نتیجہ یہ نکلا ایک ماہ قرنطینہ کے لئے راستے میں ٹھہرنا پڑا خرچ بھی زیادہ ہوا اور وقت بھی زیادہ لگا قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا جہاز نہ آتے ہوئے رکا اور نہ جاتے ہوئے، حضرت گنگوہیؒ کا تیسرا حج آخری حج تھا۔ اس کے بعد سفر حج کا اتفاق نہیں ہوا بالاستقلال تعلیم و تعلم میں مشغول ہو گئے۔

حوادثات اور صدمات پر صبر

دنیاوی حوادثات و صدمات قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ صبر کرنے میں کوہ استقلال تھے۔ ایک دفعہ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے پانچ عزیز آپ کا نواسہ، بیٹا، مرحوم بیٹے کی بیوی شیر خوار بچہ چھوڑ کر اور نوسی کے بعد دیگر فوت ہو گئے لیکن قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے ایسا کمال صبر کا مظاہرہ کیا کہ لوگ انگشت بدندان تھے۔ ان کو کبھی تزکرہ نہ کرتے۔ زندگی میں تین واقعات ایسے ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جانے والوں کا ذکر کیا ہے ایک مرتبہ مولانا یحییٰ کاندھلوی (قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ان کے نہایت درجہ مشفق و مہربان تھے) سے ایک موقع کی مناسبت سے فرمایا "مولوی یحییٰ تمہاری عقل کو ہیضہ تو نہیں ہو گیا" ان کے جانے کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ دوسرے ساتھیوں سے فرمانے لگے کہ میں نے مولوی یحییٰ کو ویسے ہی کہہ دیا ورنہ ہمارے گروہ میں سبھی ان کو عقل مند مانتے ہیں۔ انہوں نے اسباتاً جواب دیا تو فرمایا...... مزاج دانی تو مسعود احمد کی ماں ہی کو تھی...... اس سے قارئین یہ خیال نہ فرمائیں کہ شاید حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو ان حوادث کا صدمہ ہی نہیں ہوا۔ صدمہ تو ہر انسان کو ہوتا ہے مگر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اظہار نہیں فرماتے تھے۔ بس اتنا ہی اظہار ہوتا جتنا سنت سے ثابت ہوتا ہے...... ورنہ صدمہ تو بہت ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ...... محمود احمد (بیٹے کی وفات) نے میری کمر توڑ دی...... حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ایک خادم مولوی رحمت اللہ پانی پتیؒ اپنے خطوں میں ہمیشہ محمود احمد کو سلام لکھتے۔ آخر دو سال کے بعد امام ربانی نے ان کے خطوط کے

besturdubooks.wordpress.com

جواب میں یوں تحریر فرمایا ''آپ خط میں حافظ مسعود احمد کو سلام لکھا کریں۔ حافظ محمود احمد مرحوم دو (۲) سال ہوئے کہ اس عالم سے رحلت فرما کر مجھ نا کارہ کو پریشان و حیران کر گئے ہیں۔ جب تم اس کو سلام لکھتے ہو مجھ کو بے قراری ہو جاتی ہے۔ آئندہ اس کا نام مت لکھنا۔''

حرمین اور اس کے متعلقات سے محبت

انسان کو جس کسی کے ساتھ محبت ہوتی ہے اس کے تمام متعلقات سے محبت ہو جاتی ہے۔ حضرت امام ربانیؒ کے دل میں حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اللہ ﷺ کی محبت از حد راسخ تھی۔ اس لئے حرمین شریفین کے خس و خاشاک تک کو آپ محبوب سمجھتے اور سر آنکھوں پر رکھتے تھے۔ مدینے کی کھجوروں کی گٹھلیاں پسوا کر رکھتے اور ان کو کبھی کبھی پھانکا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ ''لوگ زمزم کے ٹینوں اور گٹھلیوں کو یونہی پھینک دیتے ہیں یہ نہیں خیال کرتے کہ ان چیزوں کو مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی ہوا لگی ہے''۔ ایک مرتبہ مدنی کھجور کی گٹھلی پسی ہوئی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے مولانا عاشق الٰہی کو دی اور فرمایا کہ اس کو پھانک لو۔ اور ایک دفعہ مدینۃ الرسول کی مٹی عطا فرمائی کہ اسے کھا لو۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت مٹی کھانا تو حرام ہے آپ نے فرمایا ''میاں وہ مٹی اور ہو گی۔'' اگر کوئی مدینہ منورہ یا مکہ معظّمہ سے آپ کے لئے کوئی تبرک یا تحفہ لاتا تو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اس کو اس قدر خوشی سے قبول کرتے کہ ہدیہ دینے والے کا جی خوش ہو جاتا اور آپ فوراً ہی تمام حاضرین میں اس کو تقسیم فرما دیتے اور اگر کوئی شخص کوئی چیز مانگ لیتا تو فوراً ہی اس عطا فرما دیتے اور خوش ہوتے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے تسبیح مانگی۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے پاس بیش قیمت تسبیح تھی۔ ان کے حوالے کی اور فرمایا ''پڑھتے رہنا ایسا نہ ہو کہ ویسے ہی رکھی ہوئی سجے''۔ حضرت امام ربانی کا جی چاہتا تھا ہر شخص حرمین شریفین سے اور وہاں سے آئی ہوئی چیزوں سے اسی طرح محبت و پیار رکھے جس طرح خود ان کو تھا۔ ایک مرتبہ مولانا محمد اسماعیل کو موم بتی کا ذرا سا ٹکڑا عنایت فرما کر کہا کہ اسے نگل جاؤ اور ایک بار غلاف کعبہ کے ریشم کا ایک تار ایثار کیا اور کہا اس کو کھا لو۔

besturdubooks.wordpress.com

نماز میں خشوع وخضوع کا منظر

حق تعالیٰ کی عظمت اور جلالۃ شان چونکہ آپ کی رگ رگ میں پیوست تھی اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کے وقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ پر اکثر حالت کا غلبہ ہوتا، اور اگر اغیار سے مجلس خالی ہوتی تو اس کا اظہار بھی ہو جاتا تھا، آخری شب میں خالی مکان کے اندر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ آقا کے حضور میں دست بستہ کھڑے ہوتے اور نوافل میں قرآن مجید شروع فرماتے تو عموماً آپ پر گریہ طاری ہو جاتا اور پڑھتے پڑھتے رک جاتے تھے سسکیاں آپ کا حلق تھام لیتیں اور بکاء پر مجبور کرنے والی حالت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ساکت وصامت بنا دیا کرتی تھی، آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں اور رخسار ولحیہ پر گزرتے ہوئے موتیوں کی طرح مصلے پر گرا کرتے تھے، مولوی عبدالرحمٰن صاحب خورجوی کہتے تھے کہ ایک مرتبہ میں گنگوہ میں حاضر ہوا۔ رمضان کو مہینہ تھا اور تراویح میں کلام اللہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ہی سنایا کرتے تھے، ایک شب آپ نے تراویح شروع کی، میں بھی جماعت میں شریک تھا، قرآن مجید پڑھتے پڑھتے آپ اس رکوع پر پہنچے جس میں خوف وخشیت دلایا گیا تھا، جماعت میں حالانکہ نصف سے کم عربی زبان سمجھنے والے تھے، اور باقی سب ناواقف، مگر آپ کے اس رکوع کی قرات پر خوف کا اثر سب پر پڑ رہا تھا، کوئی روتا تھا اور کسی کے بدن پر لرزہ، اس رکوع کے بعد جب آپ نے دوسرا رکوع شروع کیا تو اس میں رحمت خداوندی کا بیان تھا، اس وقت دفعۃً تمام جماعت پر سرور طاری ہو گیا اور پہلی حالت یکلخت منقلب ہو گئی فرحت وانبساط کے ساتھ یہاں تک کہ بعض مقتدی ہنسی ضبط نہ کر سکے۔ (تذکرۃ الرشید)

نماز بیٹھ کر کبھی نہیں پڑھی

اپنے معاملہ میں آپ کا تقویٰ واحتیاط اس قدر تھا کہ مسئلہ مختلف فیہا میں قول راجح اور اقرب الی الاحتیاط کو اختیار فرمایا کرتے تھے باوجود ضرورت کے احتیاط کو ہرگز نہیں چھوڑتے تھے، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی احتیاط کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ آپ نے اپنے امراض میں کیسا ہی شدید مرض کیوں نہ ہو کبھی بیٹھ کر نماز نہیں پڑھی۔ مرض الموت میں جب تک اس قدر حالت رہی کہ دو آدمیوں کے سہارے سے کھڑے ہو کر پڑھ سکیں اس وقت اس طرح پڑھی کہ دو تین آدمیوں کو

besturdubooks.wordpress.com

بمشکل اٹھایا اور دونوں جانبوں سے کمر میں ہاتھ ڈال کر لیکر کھڑے ہو گئے اور قیام، رکوع اور سجود ان ہی کے سہارے نماز ادا کی، ہر چند خدام نے عرض کیا کہ حضرت بیٹھ کر نماز ادا کر لیجئے، مگر نہ کچھ جواب دیا نہ قبول فرمایا، ایک روز مولوی محمد یحیٰی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! اگر اس وقت بھی جائز نہیں تو پھر وہ کون سا وقت اور کون سی حالت ہوگی جس میں بیٹھ کر نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے؟ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے فرمایا کہ امام صاحب کے نزدیک قادر بقدرۃ الغیر قادر ہوتا ہے، اور جب میرے دوست ایسے ہیں کہ مجھ کو اٹھا کر نماز پڑھاتے ہیں تو میں کیونکر بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہوں، آخر نوبت ضعف اس قدر پہنچ گئی کہ دوسروں کے سہارے بھی کھڑے ہونے کی قدرت نہ رہی تو اس وقت چند وقت کی نمازیں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بیٹھ کر پڑھیں۔

(تذکرہ الرشید)

سبحانہ وتعالیٰ

besturdubooks.wordpress.com

آئیڈیل شخصیت نمبر۳

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانویؒ قدس اللہ سرہ کی شخصیت اور ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ذات والا صفات یگانہ روزگار اور ''آفتاب آمد دلیل آفتاب'' مصداق ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ شریعت وطریقت کے مجمع البحرین، جامع علم وعرفان اور دینی بصیرت وفقاہت، تقویٰ وطہارت کے درجہ کمال پر فائز تھے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے علم وفضل اور زاہد وتقویٰ کو دیکھ کر اسلاف کرام کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ بجا طور پر سلف صالحین کے علوم وفیوض کے امین اور وارث تھے۔ حضرتؒ کی کیمیا اثر صحبت اور بابرکت تعلیمات سے ہزارہا بندگان خدا کو یقین ومعروف کی لازوال دولت میسر آئی اور بہت سے تشنگان معروف کو اس چشمہ عرفان سے سیرابی وشادابی ہوئی۔

معاملات ومعاشرات، سیاست عقائد وعبادات غرض کہ دین کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ قدس سرہ کی گراں قدر تجدیدی خدمات موجود نہ ہوں اور دین کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے تجدید واصلاح نہ کی ہوں۔ ہر شعبہ میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصانیف موجود ہیں۔ تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف وسلوک، قرآت ومجموعہ، منطق وفلسفہ وغیرہ تمام علوم وفنون میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ حکیم الامت قدس سرہ کی مجددانہ اور حکیمانہ تحقیقات عصر حاضر کا بے مثال منفردانہ، مصلحانہ عظیم الشان کارنامہ ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ قدس سرہ کی ذکاوت

besturdubooks.wordpress.com

وذہانت کے آثار بچپن ہی سے نمایاں تھے۔حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ۱۲۹۹ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی تھی اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ زیادہ مستفید ہوئے ہیں۔ پھر حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ۱۳۰۱ھ میں مدرسہ فیض عام کانپور میں صدر مدرس مقرر ہوئے اور پھر مدرسہ جامع العلوم کی مسند صدارت کی زینت بخشی۔کانپور میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے درس حدیث کی شہرت سن کر دور دراز سے طلبہ کھنچے چلے آتے تھے۔ ۱۳۱۵ھ میں اپنے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی قدس سرہ کی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں توکلاً علی اللہ قیام فرمایا۔ جہاں تادم واپسیں ۴۷ سال تک تبلیغ دین، تزکیہ نفس اور تصنیف وتالیف ایسی شاندار اور گراں قدر خدمات انجام دیں جس کی مثال اس دور کے کسی دوسری شخصیت سے نہیں ملتی۔علم نہایت وسیع اور گہرا تھا جس کا ثبوت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصانیف کا ہر ہر صفحہ دے سکتا ہے۔حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصانیف مواعظ سے لاکھوں افراد کی علمی وروحانی فیض پہنچا۔ اس کے ساتھ ساتھ بیعت وارشاد کی راہ سے عوام وخواص کا جتنا بڑا حلقہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے مستفیض ہوا اس کی مثال بھی کم ہی ملے گی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی رفعت وبلندی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہندوپاک کے بڑے بڑے صاحب علم وفضل اور اہل کمال وتقویٰ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے حلقہ بیعت میں شامل تھے۔حضرت والاؒ کی ذات اقدس علم وحکمت اور معرف وطریقت کا ایک ایسا سرچشمہ تھی جس سے نصف صدی تک برصغیر کے مسلمان سے سیراب وشاداب ہوتے رہے۔دین کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی عظیم خدمات تقریری وتحریری صورت میں نمایاں نہ ہوں۔

حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ کے الفاظ میں .اصلاح امت کی کوشش میں علمی وعملی زندگی کے ہر گوشے پر حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی نظر تھی۔بچوں سے لے کر بوڑھوں تک، عورتوں سے لے کر مردوں تک، جاہلوں سے لے کر عالموں تک، عامیوں سے لے کر صوفیوں تک، درویشوں اور زاہدوں تک، غریبوں سے لے کر امیروں تک، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی نظر مصروف اصلاح وتربیت رہی۔ پیدائش، شادی بیاہ، غمی اور خوشی، اور دوسری تقریبوں پر اور

besturdubooks.wordpress.com

اجتماعوں تک کے احوال پر ان کی نظر پڑی اور شریعت کے معیار پر جانچ کر ہر ایک کھرا کھوٹا الگ کیا۔ رسوم و بدعات اور مفاسد ہر ہر روڑے اور پتھر کو ہٹا کر سراطِ مستقیم کی راہ دکھائی۔ تبلیغ، تعلیم، سیاست، معاشرت، اخلاق و عبادات اور عقائد میں دین خالص کے معیار سے جہاں کوتاہی نظر آئی ،اس کی اصلاح کی ، فقہ کے نئے نئے مسائل اور مسلمانوں کی نئی نئی ضرورتوں کے متعلق اپنے نزدیک پورا سامان مہیا کر دیا اور خصوصیت کے ساتھ احسان و سلوک کی جس کا مشہور نام تصوف ہے تجدید فرمائی۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے سامنے دین کی صحیح تمثال تھی۔ اسی کے مطابق مسلمانوں کی موجودہ زندگی کی تصویر میں جہاں جہاں نقائص تھے ان کے درست کرنے میں عمر بھر مشغول رہے۔ انہوں نے اپنی زندگی اس میں صرف کر دی کہ مسلمانوں کی تصویر حیات کو اس شعبہ کے مطابق بنا دیں جو دین حق کے مرقع میں نظر آتی ہے۔

میری زندگی کی ساخت و پروخت میں بھی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ قدس سرہ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ احقر کی عمر کا بڑا حصہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ہاں آتے جاتے گزرا۔ مسائل دینیہ میں ان کی فقیہہ سنجی سخی، بیدار مغزی، حکیمانہ تنقیحات، معاشرتی معاملات میں غیر معمولی ضبط و نظم ان کا وسیع عمیق علم، ان کی سینکڑوں تصانیف، ان کی محبت و برکت اور حکیمانہ انداز تربیت نے زندگی کے بہت بڑے بڑے سبق سکھائے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو اللہ رب العزت نے مرجع خلائق بنایا تھا آج بھی ان کی تصانیف اور ان کے خلفائے کرام، شریعت وطریقت کے میدان میں ایسی ایسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس دور میں حرام و حلال کا اور جائز و ناجائز کا اہتمام، کم ہی ملتا ہے۔ جتنا کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے یہاں تھا۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے والد مرحوم کے انتقال کے بعد جائیداد ملی اس کے متعلق حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے سرکاری کاغزات و دستاویزات ترکہ سے اپنے از سر نو تحقیقات فرمائی اور اپنے شہر اور دوسرے شہر کے رہنے والے جس شخص کے متعلق ذرا سا بھی معلوم ہوا کہ اس کا ذرا سا بھی کوئی حق اس جائیداد میں ہے پورے اہتمام کے ساتھ اس کا حق پہنچا دیا۔ غرضیکہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنی تحریر، تعلیم و تبلیغ سے لاکھوں مسلمانوں کو علمی و عملی فیض پہنچایا اور ہزاروں مسلمانوں کی باطنی اصلاح فرمائی۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور ان کے تلامذہ خلفاء ملک

besturdubooks.wordpress.com

کے ہر ہر خطے میں پھیلے اور ہندوستان کا کوئی گوشہ نہیں چھوڑا کہ سفر کر کے وعظ و تبلیغ نہ فرمایا ہو، تصنیف و تالیف کے ذریعے ہر علم و فن میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ہزار سے زائد تصانیف ورثہ میں چھوڑی اور اصلاح و تربیت کا کام اپنے خلفاء و متوسلین کے حوالے کر کے ۱۶ رجب المرجب ۱۳۶۲ھ کی شب میں تھانہ بھون میں اس جہاں فانی کو خیر باد کہا اور حافظ ضامن تھانوی شہیدؒ کے مزار کے قریب انہیں کے باغ میں جسے انہوں نے خانقاہ امدادیہ کے نام سے وقف کر دیا تھا محو آرام ہوئے۔ حق تعالیٰ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے درجات بلند فرمائے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ضبط اوقات و تنظیم کار

ایک سچے مومن ہی کی زندگی نظم و ضبط کا بہترین نمونہ ہو سکتی ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی مجددانہ شان کا یہ وصف بھی بہت ممتاز ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے خارجی زندگی اور داخلی زندگی کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ دنیا نے دیکھ لیا کہ اہل حق ایسے بھی ہوتے ہیں اور اہل فہم نے سمجھ لیا کہ مصلحانِ دین ایسے ہی ہوتے ہیں۔ بعض کم عقلوں نے اعتراض کیا کہ یہ تو بالکل انگریزیت ہے کہ ملنے کے اوقات مقرر، گفتگو کے طریق متعین۔ لیکن ان کے متعلق اس کے سوا کیا کہا جائے۔

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

کیونکہ بغیر اس اصولی زندگی کے نہ خود کو راحت میسر آ سکتی ہے نہ غیر کو۔ نہ اپنی صلاحیتوں سے استفادہ ممکن ہے نہ غیر کی تربیت و اصلاح نہ اپنی صحت و توانائی برقرار رہ سکتی ہے نہ اس کی افادیت۔ اسی لئے خانقاہ امدادی میں ان زریں اصولوں کو جن کے ماخذ بہر حال اسوۂ وارشلوات رسول کریم ﷺ ہی تھے پائمال نہیں کیا جا سکتا تھا۔

خارجی زندگی

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اوقات اس طرح بٹے ہوئے تھے۔ صبح سے بارہ بجے تک اور نماز عصر سے عشاء تک کے اوقات اپنی انفرادی امور مثلاً تصنیف و تالیف وغیرہ کے لئے مختص تھے۔ البتہ اس میں یہ استثنیٰ تھی کہ نو وارد جو پہلی بار ملاقات کرنا چاہے مقیم جو رخصتی ملاقات کا

besturdubooks.wordpress.com

طالب ہو۔ وہ جس کو کوئی فوری ضرورت لاحق ہو۔۱۲ بجے سے نماز ظہر تک بالکل تنہائی اور قیلولہ کا وقت تھا اور اس میں کوئی استثنا نہ تھا۔ نماز ظہر وقیلولہ سے فراغت کے بعد نماز عصر تک عام مجلس ہوتی تھی جس میں ہر شخص شریک ہو سکتا تھا اور بات چیت کر سکتا تھا۔ پھر بعد نماز عشاء کسی سے نہ ملتے لیکن یہ تو ان کے لئے ہوا جو برملا اپنا مدعا ظاہر کر سکتے تھے۔ راز اور تنہائی کے طالبوں کے لئے اصول یہ تھا کہ سہ دری میں آویزاں لیٹر بوکس کے اندر یا تو اپنا مدعا لکھ کر ڈال دیں یا اس کے عرض کرنے کے لئے تعین وقت چاہیں۔ اور ہر دو صورتوں میں اپنا پتہ ضرور لکھ دیں (یعنی خانقاہ کے کس کمرے میں مقیم ہیں) تا کہ جواب بآسانی وہاں پہنچ جائے۔ نہ سائل کو تکلیف ہو نہ مسئول کو۔ خانقاہ امدادیہ کا یہ بھی اصول تھا کہ کوئی شخص بلا اجازت صاحبِ خانقاہ کی خدمت نہ کرے کوئی اس کے ہمراہ اور نہ راستے میں ان سے مصافحہ کرے۔ خود اپنے کام میں مشغول رہے اور حضرت شیخ کو اپنے امور مشاغل میں آزاد رکھے۔

چونکہ پڑھے لکھے غیر تعلیم یافتہ، آدب سے واقف اور بے ادب سب ہی طرح کے لوگ آتے تھے اور ہر ایک کو بار بار تنبیہ میں کافی وقت ضائع ہونے کا امکان تھا۔ اس لئے صحیح تعارف حاصل کرنے کے لئے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ایک جدول بنا رکھا تھا تا کہ اس کے مطابق خانہ پُری کر کے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو دے دیں۔ اس کے عنوان یہ تھے:۔

(۱) نام، (۲) وطن اصلی، (۳) اس وقت کس مقام سے آنا ہوا، اور وہاں کی مدت قیام، (۴) شغل وذریعہ معاش، کوئی موروثی زمین کے مالک تو نہیں، (۵) علمی استفادہ اردو عربی. انگریزی کس قدر ہے، (۶) آنے کا اصلی مقصد کیا ہے محض ملاقات یا کچھ کہنا بھی، لکھ کر دینا یا زبانی، مجمع میں یا تنہائی میں، (۷) کسی سے بیعت ہیں یا نہیں، اگر ہیں تو کس سے؟ (۸) اگر مجھ سے بیعت ہیں تو کتنا عرصہ ہوا؟ تعلیم کس سے متعلق ہے۔ (۹) میرے مواعظ ورسائل کیا کیا دیکھتے ہیں؟ اگر (۱۰) مجھ سے کچھ خط وکتابت ہوئی ہے وہ پاس ہیں یا نہیں؟ اگر ہے تو دکھائیں، (۱۱) کتنا قیام ہوگا (۱۲) کہاں قیام ہوگا۔ (۱۳) خانقاہ میں پہلی مرتبہ آنا ہوا یا پہلے بھی آئے ہیں (۱۴) یہاں کے انتظام طعام کی خبر ہے یا نہیں (۱۵) باہر والا بڑا قلمی اعلان دیکھ لیا یا نہیں؟ (یہ وہی اعلان ہے جس میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اوقات فراغت ومصروفیت کی تفصیل ہے)

besturdubooks.wordpress.com

اس کے علاوہ ہر ہر طبقہ کے افراد کے لئے اصول وضوابط متعین تھے اور سب میں یہی روح کارفرما تھی کہ مرشد و مرید دونوں کو راحت حاصل رہے۔ تضیع اوقات نہ ہو اور بے جا اختلات نہ رہے اب کوئی بتائے، کیا بغیر اس نظم وضبط کے مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ وہ کچھ کر سکتے تھے جو انہوں نے کر دکھایا۔ سینکڑوں کتابوں اور رسالوں میں حقائق و معارف کے ذخائر جمع فرماتے ہزاروں خطوط کے گراں بہا جواب لکھے سینکڑوں مواعظ کے ذریعے رشد و ہدایت کے دریا بہائے ان گنت ملفوظات کے ذریعہ طریقت کے عقدے کھولے۔ ہزاروں تشنگان حبِ الٰہی کو سیراب کر گئے یہ سب اسی اصول زندگی کا نتیجہ تھا۔

داخلی زندگی

وعظ و پند، اصول وضوابط صرف اغنیاء کے لئے نہ تھے۔ گھر کی نجی زندگی بھی حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ پر نگاہ رکھی جاتی تھی۔ البتہ ہر موقہ و مقام کے لحاظ سے اصول بھی جدا تھے اور ہونے بھی چاہئیں۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی دو (۲) ازدواج مطہرات تھیں۔ اس لئے جو بھی نقد یا جنس کی صورت میں آتا مساوی مساوی کر کے اپنے ہاتھ سے تقسیم فرماتے غیرت کا یہ عالم تھا کہ دونوں کے مہر ادا کر دئے تھے اور باوجود فریق ثانی کی طرف سے واپس لینا گوارہ نہ فرمایا۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سخت گیر نہ تھے۔ کبھی گھر والوں سے تکلف و تحکم کا برتاؤ نہ کرتے بلکہ ہمیشہ لطف و کرم سے پیش آتے اور بہت ہشاش بشاش رہتے تھے۔ اپنی ازواج کے مہمانوں کی پوری مدارت کرتے اور ان کے بچوں سے خوب مزاح فرماتے تھے۔ اہل خانہ پر حتی الامکان کوئی بوجھ نہ ڈالتے تھے حتیٰ کہ کسی خاص کھانے کی فرمائش نہ کرتے البتہ جب خود ادھر سے فرمائش کرنے کا اصرار ہوتا تو اس میں بھی ایسا اسلوب اختیار کرتے کہ ان کی دل شکنی نہ ہو، نہ ان پر بار پڑے۔ فرماتے "تم ہی چند کھانوں کے نام لو جو بآسانی پک سکیں ان میں سے جو مرغوب ہوگا بتا دوں گا"۔ باوجود کثرت مشاغل کے گھر پابندی سے تشریف لے جاتے تھے تاکہ ان کی دل آزاری نہ ہو۔ ان کی بیماریوں پر پوری فراغ دلی سے روپیہ خرچ فرماتے اور ضرورت ہوتی تو دور دراز مقامات پر خود لے جا کر اعلاج کرواتے تھے۔ اس طرح تعلق مع اللہ کے بہانے حقوق تلفی کبھی نہ ہونے دیتے

besturdubooks.wordpress.com

تھے یہ تو ان دکانداروں کا شعار ہے جو سنت رسول ﷺ سے نا آشنا ہوتے تھے جن کے نزدیک عبادت و تعلق مع اللہ کا رشتہ اتنا نازک ہے کہ مسجد خانگاہ کے باہر قدم رکھتے ہی تار تار ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اتباع سنت کے تحت ہر فعل جو مسجد خانقاہ میں ہو یا گھر اور بازار میں ہو عین عبادت اور ترقی قرب کا موجب ہے اور یہی صفت ”بے ہمہ و باہمہ“ کمال کی دلیل ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے تو دو عقد کر کے عدل و انصاف کی وہ نظیر قائم کی کہ اب لوگوں کے لئے عقد ثانی کی جرأت مشکل ہوگئی۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ خود فرماتے تھے۔ ”میں تو ایک کی باری میں دوسری کا خیال لانا بھی خلاف عدل سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس سے اس طرف توجہ میں کمی ہوگی۔ اور وہ اس کی حق تلفی ہے۔ اب میں اپنے کپڑے خانقاہ ہی میں رکھتا ہوں۔ کیونکہ اگر میں ایک گھر میں کپڑے رکھتا تو دوسرے گھر والوں کو شکایت ہوتی کہ ہمارے ساتھ اتنی خصوصیت نہیں جتنی دوسری کے ساتھ ہے“۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اس شعار کو غور سے دیکھو اور جان لو کہ دین داری میں معاشرت، معاملات و اخلاق اتنے ہی مہتم بالشان ہیں جتنے عقائد و عبادات، تکمیل دین کے لئے ان پانچوں پہلوؤں پر یکساں ضروری ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو رنج ہوتا جب شوہروں کے ظلم و ستم کی روایتیں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ تک پہنچتیں۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ہر ایک کو اپنی بیویوں پر مہر و کرم، عضو و درگزر اور پاس مروت کی تلقین فرماتے تھے۔

کچھ واقعات و کرامات

جہاں تم جاؤ گے، وہاں تم ہی تم ہو گے

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ ہمارے زمانہ میں چودہ طلبہ دورۂ حدیث میں تھے۔ دستار بندی کی تجویز ہوئی یہ دارالعلوم دیوبند کا دوسرا جلسہ تھا ہمیں بھی پگڑی باندھنے کا اردہ کیا۔ تو ان چودہ طالب علموں نے آپس میں مشورہ کیا کہ جلسہ کو رکوانے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ ہم اُنیوں کو پگڑی بندھوائی جائے گی اور ہم اہل نہیں ہیں جس سے مدرسہ کی بدنامی ہوگی غرض ان چودہ طالب علموں نے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا کہ جا کر

besturdubooks.wordpress.com

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ سے جلسہ رکوانے کی درخواست پیش کریں حضرت مولانا موصوف دارالعلوم دیوبند کے اول مدرس تھے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ جب ان کی خدمت میں پہنچے آپ کتابوں کے مطالعہ میں مصروف تھے اور انتہائی انہماک کا عالم تھا۔ رعب کا یہ عالم تھا کہ ہر آدمی بات کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا تھا۔ اچانک نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کھڑے ہیں۔ آپ نے پوچھا خیر تو ہے کیسے آنا ہوا۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ:

''میں نے درخواست پیش کی کہ دارالعلوم دیوبند کی طرف سے جلسہ دستار بندی ہو رہا ہے۔ حکم کی تکمیل سے تو انکار نہیں لیکن اگر عرض کرنے کا موقع دیں تو ہماری درخواست ہے کہ ہم اس کے اہل نہیں! نالائق ہیں۔ پورا مدرسہ ہمارے اکابر اساتذہ بدنام ہو جائیں گے جلسہ روک دیا جائے اور ہماری نالائقیوں سے پردہ نہ اٹھایا جائے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے عیب پر پردہ پڑا رہے''۔

...... یہ سن کر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کو جوش آگیا اور فرمایا:۔ ''یہ تمہاری نالائقی کا احساس تمہاری سعادت مندی ہے اور جب آدمی میں اپنی نالائقی کا احساس آجائے تو یہ اس کے کمال اور اس کی فضیلت وسعادت مندی کی دلیل ہوتی ہے اور ہم جو یہ جلسہ کر رہے ہیں تو وہاں ہم اعلان کر دیں گے کہ "**فیما بیننا وبین الله**" ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ لوگ ہمارے نزدیک اہل ہیں اور قابل ہیں جس کی مرضی ہو ان کا کسی بھی فن میں امتحان لے لے:۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ ہم لوگ اور بھی ڈر گئے کہ آئے تھے جلسہ رکوانے کو اور یہاں امتحان دینے کا الگ کہہ دیا گیا۔ بہر حال ہم وہاں سے چلے آئے چلتے وقت حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے ایک جملہ فرمایا تھا کہ:۔ ''دنیا گدھوں سے بھری پڑی ہے جہاں تم جاؤ گے وہاں تم ہی تم ہو گے اور تمہارا ہی غلبہ ہوگا''۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ:۔ ہم نے یہ تجربہ کیا کہ، جہاں گئے ہم ہی نظر آئے جہاں گئے غالب ہی رہے کہ حق ہی کو غلبہ ہے۔ ''**الحق یعلوا ولا یعلی**'' غالبیت کے لئے حق ہے اور مغلوبیت باطل کے لئے ہے''۔

besturdubooks.wordpress.com

تفسیر لکھنے میں آپ کو کتنا روپیہ ملا؟

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ایک مرتبہ دہلی تشریف لے گئے وہاں ایک انگریز نے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے ملاقات کی اور اول سوال اس نے یہ کیا کہ:۔ میں نے سنا ہے کہ آپ نے کوئی تفسیر لکھی ہے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا ہاں لکھی ہے اُس نے دریافت کیا: ''آپ کو اس میں کتنا روپیہ ملا؟'' حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے جواب دیا ایک بھی نہیں ۔ وہ سن کر بہت حیران ہوا اور دریافت کیا کہ پھر آپ نے اتنی محنت کیوں کی؟ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ:۔ ''آخرت کے ثواب کے لئے۔'' وہ انگریز کہنے لگا کیا ابھی مسلمانوں میں ایسے خیال کے لوگ موجود ہیں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے جواب دیا۔ ''بہت کثرت سے''۔

دین اور دنیا، دونوں میں عزتیں ہونگی

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ میں بچپن میں خواب بہت دیکھا کرتا تھا۔ اب تو بالکل نظر نہیں آتے ۔ اور تعبیر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے لیا کرتا تھا مولانا نے بعض اوقات استخارہ تک مجھ سے کرایا ہے کہ تجھے خواب سے مناسبت ہے۔ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ مولانا دیوبندی کے مردانہ مکان میں دروازے کے سامنے جو چبوترہ ہے اس کے کنارے پر ایک چارپائی بچھی ہوئی ہے اور اس پر ایک بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں جو بہت نازک پتلے دبلے، قد بھی اچھا، کپڑے نہایت نفیس بڑے قیمتی تھے۔ انہوں نے مجھے ایک کاغذ دیا جس پر لکھا ہوا تھا کہ (ہم نے تم کو عزت دی) اور اس کاغذ پر بہت سی مہریں ہیں جو نہایت صاف تھیں اور مہر میں صاف لکھا ہوا تھا (محمد ﷺ آپ کو حلیہ شریف میں دیکھنا کچھ ضروری نہیں) اسی خواب میں پھر یوں دیکھا کہ تھانہ بھون میں شادی لال تحصیل دار کے مکان میں پھاٹک کے متصل جو مکتب تھا اس کے اندر کے درجہ میں ایک انگریز اجلاس کر رہا ہے لباس اس کا بالکل سیاہ ہے (یہ معلوم نہیں مکان میں کیونکر پہنچا) اس میں بھی مہریں بہت مگر صاف نہ تھیں۔ میں نے مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے عرض کیا تو فرمایا کہ تم کو دین اور دنیا کی دونوں عزتیں نصیب ہوں گی (جامع کہتا ہے کیسی برجستہ تعبیر ہے کہ آج

besturdubooks.wordpress.com

جس کوایک عالم اپنی نظر سے دیکھ رہا ہے۔اللھم زدفزد)

تین چیزوں کی پابندی سے سلوک طے ہو جائے گا

حضرت محمد شفیع صاحبؒ نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ قدس سرہ سے عرض کیا کہ:۔''حضرت میری تمنا ہے کہ تصوف وسلوک کے مراحل طے کروں مگر سنتا ہو کہ بڑے مجاہدوں اور ریاضتوں اور محنت اور فرصت کا کام ہے میں خلقۃً ضعیف بھی ہوں زیادہ محنت برداشت کرنے کے قابل نہیں اور فرصت بھی کم ہے اور وقت تمام درس وتدریس اور مطالعہ کے کاموں میں گزرتا ہے، کیا ان حالات میں بھی مجھے کوئی حصہ نصیب ہوسکتا ہے؟'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بڑی شفقت سے فرمایا:۔''یہ تم نے کیا کہا؟ کیا اللہ کا راستہ صرف اقویاء کے لئے ہے ضعفاء کے لئے نہیں؟ فارغ البال لوگوں کے لئے ہے کم فرصت لوگوں کے لئے نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ راستہ سب کے لئے کھلا ہوا ہے۔ ہاں ہر ایک کے لئے عمل کا طریقہ مختلف ہے، بزرگوں نے فرمایا ہے۔''طرق الوصل الی اللّٰہ بعد النفس لاخلائق ''یعنی اللہ تک پہنچنے کے راستے اتنے ہی ان گنت ہیں جتنے انسان'' یہاں کوئی عطائی کی دکان نہیں کہ سب کو ایک ہی گولی دے دی جائے ہم آپ کو ایسا طریقہ بتائیں گے جس میں نہ قوت کی ضرورت ہوگی نہ فرصت کی''۔ اس کے بعد حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ:۔فرائض وواجبات اور سنن وغیرہ جو سب مسلمان ادا کرتے ہیں وہ تو اپنی جگہ ہیں آپ صرف تین چیزوں کی پابندی کرلیں انشاء اللہ سارا سلوک اسی سے طے ہو جائے گا۔''تقویٰ اختیار کریں اس کا مفہوم آپ کو بتلانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ تقویٰ صرف نماز روزہ اور ظاہری معاملات کا نہیں باطنی اعمال میں بھی اتنا ہی ضروری ہے۔'' جتنا ظاہر میں ہے۔''دوسرا ہر لایعنی (بے فائدہ) کام، کلام، مجلس اور ملاقات سے پرہیز کریں اور فرمایا لایعنی سے مراد وہ کام ہے جس میں نہ دین کا کوئی فائدہ ہو نہ دنیا کا، غور کرو گے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے اعمال، اقوال مجالس میں بہت سا وقت ایسا گزرتا ہے کہ کام کی بات تھوڑی سی اور بے فائدہ زیادہ، بس ان سے پرہیز کرنا''۔''تیسرا بقدر ہمت وفرصت کچھ تلاوت قرآن روزانہ کیا کریں''۔

''اب بتلاؤ اس نسخہ میں کون سی چیز محنت یا فرصت کے بغیر نہیں ہوسکتی اگر غور کرو گے تو اس

besturdubooks.wordpress.com

میں قوت اور زیادہ محفوظ رہے گی کیونکہ تقویٰ ایسی چیز ہے کہ بہت سے ایسے کاموں سے روکتا ہے جو انسان کی قوت ضائع کرتے ہیں اور جب لایعنی کاموں، ملاقاتوں، مجلسوں سے پرہیز کرو گے تو تمہاری فرصت علمی مشاغل کے لئے اور بڑھ جائے گی۔" حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے آخر میں فرمایا کہ:۔ "نسخہ تو آپ کے لئے اتنا ہی ہے کہ اگر دل چاہے اور فرصت بھی ہو تو صبح وشام سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، سو سو مرتبہ اور استغفار درود شریف سو سو مرتبہ پڑھ لیا کرو اور نمازوں کے بعد تسبیح فاطمہ کا التزام کرلو"۔

نومسلم کا جھوٹا پی کر کایا پلٹ دی

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ایک مرتبہ کالپی تشریف لے گئے، وہاں ایک شخص نہایت صاف ستھرے اجلے کپڑے پہنے ہوئے جامع مسجد میں نماز کو آیا، اس کے گاؤں والوں سے معلوم ہوا کہ یہ پہلے بھنگی تھا اب مسلمان ہو گیا ہے لیکن وہاں کے چودھری ساتھ کھلانا پلانا تو درکنار اس کے ہاتھ کا برتن بھی نہیں لیتے تھے، وہاں جلسہ تھا اس میں وہ بھی موجود تھا اور وہاں کے رئیس بھی جمع تھے، بعض لوگوں نے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے خواہش کی کہ آپ اس موقع پر ان لوگوں کو سمجھا دیں کہ ایسا پرہیز نہ کیا کریں، اس کی سخت دل شکنی ہے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے دل میں سوچا کہ نرے سمجھانے سے کچھ کام نہیں نکلے گا سمجھانے سے تو اس وقت ہاں ہاں کہہ دیں گے پھر بعد کو کون پرواہ کرتا ہے؟

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ایک بدھنے میں پانی منگوایا، جب پانی آ گیا تو حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس نومسلم سے فرمایا کہ ٹونٹی ہی سے منہ لگا کر پانی پیئے، چنانچہ اس نے پیا، پھر آپؒ نے اس کے بچے ہوئے پانی سے پیا پھر حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے سب سے فرمایا کہ سب لوگ پانی پئیں، اس وقت سوامان لینے کے کسی سے کوئی عذر بن نہ پڑا۔ سب نے جیسے تیسے پانی پیا، پھر حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ دیکھو بھائی اب اس سے پرہیز نہ کرنا، کہنے لگے اجی بس اب منہ کی کیا رہا پرہیز کرنے کا، آپ کی تربیت ہی ایسی ہے کہ ہمارا سارا دھرم ہی لے لیا۔ اب آپ اطمینان رکھیں۔ اب ہم اسے اپنے ساتھ کھائیں پلائیں گے، اس

besturdubooks.wordpress.com

سے پرہیز ہی کیا رہ گیا۔ جب اس کا جھوٹا پانی ہی آپ نے پلا دیا۔

حکیم الامتؒ کے ایک مستجاب الدعوات شاگرد کا واقعہ

حضرت مولانا حاجی محمد شفیع بجنوریؒ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ کے مرید اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے شاگرد رشید تھے صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے، مدرسہ جامع العلوم کانپور میں تعطیل تھی باہر سے ایک رفیق درس کا خط حاجی محمد شفیع صاحب کے نام آیا پتہ پر انتہائی تعظیمی القاب ''قطب وقت'' وغیرہ درج تھے، مدرسہ کی ڈاک صدر مدرس کی حیثیت سے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے پاس آتی تھی حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے حاجی صاحب کو بلا کر طنز سے ارشاد فرمایا کہ:۔ ''لیجئے اب تو آپ ''قطب وقت'' ہو گئے''۔ اور وہ خط ہاتھ میں دیا حاجی صاحب جھنجھلا کر بولے:۔ ''ایسے لوگوں کا دماغ بھی خراب ہو جاتا ہے خواہ مخواہ مجھ کو رسوا کرتے ہیں۔'' دو ہی چار دن گزرے تھے کہ اس طالب علم کے بھائی کا خط آیا کہ:۔ ''فلاں تاریخ، فلاں وقت وہ طالب علم دفعتہً مجنون ہو گیا، خدا کے لئے دعائے صحت فرمائیں۔'' اب حاجی صاحب بڑے ہی قلق واضطرب میں مبتلا ہو گئے اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر آنسوؤں کے ساتھ بڑے الحاح واضطرار کے عالم میں بولے کہ:۔ ''حضرت! آخر کیا کروں وہ فقرے میں نے کچھ دشمنی میں اور جان کے تھوڑے ہی کہے تھے بس جھنجھلاہٹ میں زبان سے نکل گئے تھے، میں تو اس نعمت سے عاجز آ گیا ہوں''۔ دشواریاں عوام ہی کو نہیں، خواص اکابر کو بھی پیش آتی رہتی ہیں اور ایسے ورطہ سے نکلنے کا کام حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ہی جیسے دقیقہ سنج مصلحین کا ہو سکتا ہے کسی محض بزرگ کا نہیں، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا:۔ ''اس کا علاج بھی آپ ہی کے ہاتھ میں ہے، اسی حربہ سے کام لیجئے جو آپ کے پاس موجود ہے دعا کیجئے کہ اے اللہ اس نعمت عظیم کے بار کا تحمل اب مجھ ناتواں سے نہیں ہوتا، اسے بدل کر کسی دوسری نعمت سے سرفراز فرمایا جائے، دعا آپ اپنی زبان سے کیجئے، جس کی مقبولیت کے یہ سب کرشمے ہیں، آمین میں بھی کہتا جاؤں گا۔'' حاجی صاحب اس تشخیص اور معالجہ کو سن کر باغ باغ ہو گئے عمل اسی وقت کیا اور یہ دعا بھی اسی وقت قبول ہو گئی، یعنی اسی وقت سے وہ خاص کیفیت

besturdubooks.wordpress.com

سلب ہوگئی، مرض بھی ٹھیک ہوگیا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے نزدیک اہل علم کی شان

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ قدس سرہ اپنے ایک اہل علم دوست کی فرمائش پر تشریف لے گئے، سات ہی روز گزرے تھے کہ ایک نواب فلاں نواز جنگ کا پرچہ آیا، جو نواب صاحب حیدر آباد (دکن) مرحوم کی ناک کا بال اور ارکان سلطنت میں سے لکھا تھا کہ:۔

''عرصہ سے مجھے زیارت کا اشتیاق تھا، مگر بدقسمتی سے 'تھانہ بھون' کی حاضری نصیب نہیں ہوئی، برائے زیارت حاضر ہونا چاہتا ہوں، فلاں فلاں وقت اپنے فرائض منصبی سے فرصت ملتی ہے''۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے جواب لکھا کہ:۔''بے حد مسرت ہوئی کہ آپ کے دل میں دین اور اہل دین کی محبت اور عظمت ہے مگر نیچے کی سطر پڑھ کر افسوس کی بھی کوئی حد نہ رہی کہ اس میں فہم سے کام نہ لیا گیا جس کے ملنے کو زیارت سے تعبیر کیا گیا اس کو تو اپنے اوقات فرصت بتلا کر پابند کیا گیا اور خود آزاد رہے، یہ کون سی فہم وتہذیب کی بات ہے''؟ اس پر نواب صاحب نے اپنی کج فہمی کی معافی چاہی اور لکھا کہ:۔ حضرت والا ہی اپنی ملاقات تحریر فرمائیں۔ اس پر حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ان کو ایک اور سبق دیا کہ:۔''اب بھی پورے فہم سے نہیں لیا گیا مردہ بدست زندہ کی طرح مہمان میزبان کے ہاتھ میں ہوتا ہے اس لئے سفر میں اوقات کا ضبط غیر اختیاری ہوتا ہے، آپ ساتھ رہیں جس وقت مجھ کو فارغ دیکھیں ملاقات کرلیں''۔ اس پر انہوں نے لکھا۔ بدفہمی پر بدفہمی ہوتی چلی جارہی ہے میں نہ اب اپنے اوقات کو ظاہر کرتا ہوں نہ حضرت سے معلوم کرتا ہوں جس وقت فرصت ہوگی حاضر خدمت ہوکر زیارت سے مشروف ہوجاؤں گا اگر فرصت نہ ہوئی تو لوٹ آؤں گا''۔ جب حضرت مولانا تھانویؒ نے دیکھا کہ اصلاح پزیر ہوگئے ہیں تو دل جوئی کے طور پر لکھا:۔''اب پورے فہم سے کام لیا گیا ہے جس سے اس قدر مسرت ہوئی کہ آپ کا میری زیارت کو جی چارہا تھا اب میرا آپ کی زیارت کو جی چاہنے لگا، اگر فرصت ہوتو آپ تشریف لے آیئے، ورنہ مجھے اجازت فرمایئے کہ میں خود حاضر ہوجاؤں''۔

غرض یہ کہ خود آئے، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ مے فرمایا کہ میرا یہ طرز عمل اس لئے

besturdubooks.wordpress.com

تھا، کہ دنیا کے جس قدر بڑے لوگ ہیں اہل دین کو بیوقوف سمجھتے ہیں ان کو یہ دکھانا تھا کہ اہل علم کی یہ شان ہے کہ پہلے تو تذلل سے بچنا مقصود تھا، مگر جب وہ اپنی کوتاہی تسلیم کر چکے تو اب کھنچنا تکبر ہے، اللہ کو شکر ہے کہ اس نے محفوظ رکھا، ملاقات کے دوران میں وہ نواب صاحب حیدر آباد دکن کی بیدار مغزی اور انتظام سلطنت کے واقعات بیان کرتے رہے، اس کے بعد کہا کہ نواب صاحب سے ملاقات ہو جائے تو بہت مناسب ہے۔ آپ (حکیم الامت حضرت تھانویؒ) نے پوچھا، ''یہ آپ کی خواہش ہے یا نواب صاحب کی''۔ ''کچھ سکوت کے بعد کہا کہ میری خواہش ہے''۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے سوال کیا کہ ''جس وقت آپ نے مناسب اور غیر مناسب ہونے پر غور فرمایا ہوگا۔ اس پر بھی غور فرمایا ہوگا کہ ملاقات سے نفع کس کا ہے؟'' کہا: ''نواب صاحب کا''۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا، ''نفع نواب صاحب کا، اور ملاقات کی ترغیب مجھ کو دی جا رہی ہے۔ مطلوب کو طالب اور طالب کو مطلوب بنایا جا رہا ہے''۔ اس پر کوئی جواب نہ دیا: حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ ''اب میں خود عرض کر رہا ہوں کہ اس صورت میں کہ میں خود ملاقات کو جاؤں، مضرت ہی مضرت ہے نفع کچھ بھی نہیں، اگر میں ملاقات کو گیا تو وہ مطلوب اور میں طالب ہوں گا اس صورت میں ان کو مجھ سے کچھ نفع ہوگا ہاں ان سے مجھ کو نفع ہو سکتا ہے اس لئے کہ اس کے پاس جو چیز ہے وہ مجھے ملے گی یعنی دنیا وہ بقدر ضرورت بھی ان کے پاس نہیں یعنی دین۔ اگر میں گیا بھی جو ان کے پاس ہے یعنی دنیا، منصب، وظیفہ (وغیرہ) وہ مل بھی گیا تو اس صورت میں ایک خاص ضرر بھی ہے اگر قبول کرتا ہوں تو اپنے مسلک کے خلاف، اگر قبول نہیں کرتا تو آداب شاہی کے خلاف، کیونکہ قبول نہ کرنے میں ان کی سبکی اور اہانت ہوگی، اور چونکہ اس وقت میں اس کی حدود میں ہوں اس کی پاداش میں اخراج وغیرہ جو چاہیں میرے لئے تجویز کر سکتے ہیں تو نواب صاحب کو کوئی نفع نہ ہوگا اور میرا نقصان ہوگا، یہ امر بھی شان سلاطین کے خلاف ہے وہ اپنی رعایا کے مدعو کئے ہوئے شخص سے ملاقات کریں''۔

یہ سن کر......نواز جنگ صاحب کی آنکھیں کھل گئی اور کہا کہ: ''ان چیزوں پر تو ہم لوگوں کی نظر بھی نہیں پہنچ سکتی''۔ غرض کہ استغناء اور توکل کی وجہ سے حضرت تھانویؒ ہر جگہ غالب ہی رہتے تھے''۔

(تلخیص از بیس بڑے مسلمان)

besturdubooks.wordpress.com

آئیڈیل شخصیت نمبر۴

بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ

مولانا کا وطن اور خاندان

حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کا دادھیال اور نانہیال شجرہ نسب حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے جاملتا ہے حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کے والد ماجد مولانا محمد اسماعیل صاحب ؒ جھنجھانہ ضلع مظفر نگر کے رہنے والے تھے۔ آخر میں جھنجھانہ کی سکونت ترک کر کے دہلی میں آ کر قیام پزیر ہو گئے تھے۔ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کی والدہ مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلویؒ کی نواسی تھیں، مولانا مظفر حسین صاحب ؒ مفتی الٰہی بخش کے حقیقی بھتیجے، حضرت شاہ اسحٰق صاحبؒ کے عزیز شاگرد اور حضرت شاہ محمد یعقوب کے مجاز تھے، ان کے تورع اور تقویٰ کا یہ حال تھا کہ آپ کے معدہ نے عمر بھر کوئی مشتبہ چیز قبول نہیں کی۔ حضرت مفتی الٰہی بخش صاحبؒ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے ممتاز شاگرد صاحب فتویٰ۔ صاحب تصنیف، حکیم حاذق۔ بے مثل ادیب اور عربی، فارسی اور اردو کے بلند پایا شاعر تھے۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب کا شجرہ نسب چھٹی پشت پر مفتی صاحب کے شجرہ نسب سے مل جاتا ہے۔ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کی ولادت ۱۳۰۳ھ میں ہوئی۔ آپ کا تاریخی نام اختر الیاس ہے۔

مولانا کی اہم خصوصیات

افسوس ہے کہ اس مختصر مقالہ میں حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر روشنی نہیں ڈالی جاسکتی۔ چونکہ اس کی گنجائش نہیں اس لئے مختصر طور پر یہاں حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کے چند خصوصی صفات کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کی سب

besturdubooks.wordpress.com

سے بڑی خصوصیت مولانا کا آخری پر کامل یقین اور ہر وقت اس کا استحضار ہے جن لوگوں نے حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کو قریب سے دیکھا ان کا زبانی اور تحریری بیان یہی ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کی تمام حرکات وسکنات سے واضح ہوتا تھا کہ جنت اور دوزخ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔

مولانا محمد منظور صاحب نعمانی لکھتے ہیں کہ:

''حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ جسمانی لحاظ سے اگرچہ نہایت نحیف وناتواں تھے مگر اس مقدس کے لئے ایسی ان تھک اور اس قدر بے پناہ جدوجہد کر کے دکھا گئے کہ میرا اندازہ ہے کہ اگر بالفرض کسی شخص کے سامنے جنت اپنی ساری نعمتوں اور رول فریبیوں کے ساتھ اور جہنم اپنی ساری ہولناکیوں سمیت منکشف کردی جائے اور اس سے کہا جائے کہ اگر یہ کام کرو گے تو یہ جنت ملے گی اور نہیں کرو گے تو اس جہنم میں ڈالے جاؤ گے تو شاید اس کی سعی وجہد اس سے زیادہ نہ ہو سکے گی جو حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کی بالخصوص آخری زمانہ میں تھی۔''

یہ تو حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کا حال تھا اب قال کی بات سُنئے۔ مولانا نعمانی حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کے ملفوظات میں لکھتے ہیں:

''فرمایا ہائے! اللہ کے وعدوں پر یقین نہیں رہا۔ اللہ کے وعدوں پر یقین اور اعتماد پیدا کرو اور پھر اس یقین اور اعتماد ہی کی بناء پر کام کرنے کی مشق کرو۔ اور اللہ کے وعدوں کے معنیٰ بھی خود نہ گھڑو۔ تمہارا علم اور تجربہ بہت محدود ہے اس کے وعدوں کا مطلب اس کی شان کے مطابق سمجھو اور اس سے یوں ہی مانگو کہ اپنی شان اور قدرت کے شایان اور وعدوں کو پورا فرمائے۔

حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کی دوسری اہم صفت مولانا دہلوی کا سوز دروں اور بلند ہمتی ہے۔ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کا دل اس زمانے کی دینی ویرانی کو دیکھ دیکھ کر جلتا تھا اور اور مخلوق خدا کی عام گمراہی اور جہالت وبدعملی کی ہمہ گیری کا تصور کر کے آپ ماہی بے آب کی طرح تڑپتے تھے۔ گویا اس شعر کی مجسم تفسیر تھے۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر .... سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ: ''کبھی کبھی دین کے اس درد اور اس فکر میں بستر پر کروٹیں بدلتے

besturdubooks.wordpress.com

اور بے چینی بڑھتی تو اُٹھ اُٹھ کر نہانے لگتے۔ ایک رات والدہ مولانا محمد یوسف صاحب نے پوچھا کہ آخر کیا بات ہے کہ نیند نہیں آتی فرمایا..... کیا بتاؤں اگر تم کو وہ بات معلوم ہو جائے تو جاگنے والا ایک نہ رہے دو ہو جائیں"۔

اسی سوزِ دروں کا نتیجہ تھا کہ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ نے ساری زندگی کا اوڑنا بچھونا دین اور اشاعت دین ہی کو بنالیا تھا اور حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کی ساری زندگی کی دلچسپیاں اسی تبلیغی کام میں سمٹ کر رہ گئی تھیں۔ حتیٰ کہ اپنی جان کو اس راہ میں قربان کر دینا اپنے لئے بڑی سعادت سمجھتے تھے اور اس راہ کی تمام تکلیفوں اور مشقتوں کو نہایت عالی حوصلگی اور بلند ہمتی سے برداشت کرتے تھے۔ مئی 1936ء کے ایک سفر میوات کے موقع پر مولانا محمد ذکریا صاحب اور مولانا محمد یوسف صاحب کو تحریر فرمایا: "اس قدر ضعف ہے کہ خلاف طبع الجھی ہوئی بات سے اختلاج اور خفقان ہوتا ہے اور آرام کے ساتھ موٹر کی دہلی تک کی سواری سے بخار آتا ہے اس پر! الحمدللہ ایک مہینہ کی مسافت کیلئے میوات کی سخت ترین بار سموم اور جہال کی بوتوں کے الجھاؤ کو نشانہ بن کے موت کے لئے اپنی جان کو پیش کرنے کی نیت سے اس سفر کو کارزار کا میدان تصور کرتے ہوئے مصمم ارادہ سفر ہے۔ گویا یہ سفر جہاد ہے۔ مگر اپنے ضعف سے اور اپنی مجربہ کم ہمتی سے نہایت خوف ہے کسی جگہ یہ نفس شریر کرب وشدائد کے مقابلہ سے فرار کر کے نامردی سے واپس ہوگا دعا کرو جان کے جانے تک تحمل حق تعالیٰ شانہ شدائد وکرب کا نصیب کریں

" وما ذالک علی اللّٰہ العزیز " اور یا کام کو پورا کر کے سلامتی کے ساتھ بغنیمت عود نصیب فرمادیں۔ اپنے اس سفر کو اہم فریضہ اور صحت کی رعایت کو سنگین ترین مصیبت سمجھ کر اپنی زندگی سے مایوس ہو کر سفر کار رہا ہوں۔"

حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کی تیسری خصوصیت حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کی وسیع القلبی ہے۔ جس کی وجہ سے ملت اسلامیہ کے ہر مکتب خیال اور ہر دائرہ فکر کے لوگ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کے قریب ہو گئے اور اس تحریک کے ساتھ جڑ گئے۔ تمام اہل حق کی طرح حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کو بھی حق تعالیٰ نے ایسی وسیع نظری اور عالی ظرفی عطا فرمائی تھی کہ جس مسلمان کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان تھا اس کی بھی حضرت مولانا محمد الیاس

besturdubooks.wordpress.com

دہلویؒ عزت کرتے تھے اس کا نتیجہ تھا کہ ہندوپاکستان کے تقریباً تمام مشہور دینی مدارس ومکاتب کے لوگوں کے دوش بدوش انگریزی کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لوگوں کو اس جماعت میں کام کرتے ہوئے پایا گیا۔

اسی طرح مختلف اذواق اور مختلف طرق کے مشائخ کے منتسبین نے اس جماعت میں برابر کا حصّہ لیا۔ کیونکہ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کے دل میں ہر ایک کی قدر اور عزت تھی۔ مدارس، یونیورسٹیوں، اداروں اور خانقاہوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے علاوہ ہر قسم کے کاروباری اور ملازمت پیشہ لوگ بھی حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کی تحریک میں منسلک ہوگئے اور ہر ایک نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس سے نفع اٹھایا۔ اکرام مسلم حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کی دعوت کا اہم اصول تھا اور تمام تبلیغی کارکنوں کو بھی اس کی تاکید کی جاتی تھی۔

اس زمانہ کی تمام دینی جماعتوں اور مذہبی اداروں کے ایک دوسرے سے بُعد ونفرت اور عام مسلمانوں کی افتراق وتشتت کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ہر جماعت اور ہر شخص اپنے کو سب سے افضل اور تمام خوبیوں کا مجموعہ سمجھتا ہے اور دوسرے شخص اور دوسری جماعت کو تمام خوبیوں سے محروم اور تمام خرابیوں کا سرچشمہ خیال کیا جاتا ہے۔ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ نے فتنوں کی اس بنیاد پر اس طرح تیشہ چلایا کہ جماعت کے بنیادی اصولوں میں اکرام مسلم کو داخل کردیا اور ہر اُس شخص پر اس کی پابندی لازمی قرار دے دی گئی جو جماعت میں شامل ہوکر تبلیغی کام کرنا چاہتا ہو۔

زمانہ کے اس دستور کے برعکس کہ لوگ اپنی ذات کو مجموعہ محاسن اور دوسروں کو مجموعہ معائب سمجھتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ نے اس بات پر زور دیا کہ اپنے عیب کا تو محاسبہ کیا جائے اور دوسروں کی خوبیوں پر نظر رکھی جائے۔

ایک کارکن کو ایک مکتوب میں تحریر فرمایا: ''کوئی شخص اور کوئی مسلم ہرگز ایسا نہیں کہ کچھ خوبیوں اور کچھ خرابیوں سے خالی ہو۔ ہر شخص میں یقیناً کچھ خوبیاں اور کچھ خرابیاں ہوتی ہیں۔ اگر خرابیوں کے ساتھ نظر اندازی اور ستر (پردہ پوشی) کا اور خوبیوں کی پسندیدگی اور ان کے اکرام کا ہم مسلمانوں میں رواج ہوجائے تو بہت سے فتنے اور بہت سی خوبیاں اپنے آپ دنیا سے اُٹھ جائیں اور ہزاروں خوبیوں کی اپنے آپ بنیاد پڑ جائے۔''

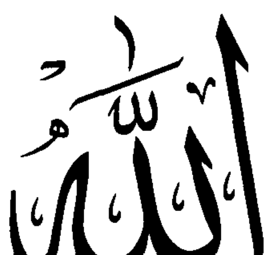
besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کی یہی وہ اہم خصوصیات اور زریں اصول ہیں جنہوں نے حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کو چشتی سلسلہ کے جلیل القدر مشائخ کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا ہے۔

پروفیسر خلیل احمد نظامی نے بالکل ٹھیک لکھا ہے کہ:

''حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ مولانا رشید احمد گنگوہی کے مرید تھے جو دینی بصیرت اور جذبہ اللہ نے انہیں عنایت فرمایا تھا اس کی مثال اس عہد میں مشکل ملے گی۔ گزشتہ صدی میں کسی بزرگ نے چشتیہ سلسلہ کے اصلاحی اصولوں کو اس طرح جزب نہیں کیا جس طرح حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ نے کیا تھا۔

(تلخیص از بیس بڑے مسلمان)



besturdubooks.wordpress.com

آئیڈیل شخصیت نمبر۵

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ

حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ کی ولادت ۱۹ شوال ۱۲۹۶ھ بمطابق 16 اکتوبر 1879ء کو دوشنبہ اور سہ شنبہ کی درمیانی شب میں بوقت ۱۱ بجے انگرمؤ ضلع اناؤ میں ہوئی۔ جہاں حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ کے والد ماجد مولانا حبیب اللہ صاحب ؒ مدرس تھے۔ تاریخی نام چراغ محمد رکھا گیا۔ حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ نسبتاً حسینی سید ہیں۔ آپ ؒ کے والد ماجد بڑے پایا کے بزرگ تھے۔ ذاکر شاغل، بڑے پاک باز و باخدا انسان تھے۔

کچھ اوصاف اور واقعات وکرامات

ذوقِ عبادت

رسول اللہ ﷺ کی امتیازی شان بندگی اور عبادت تھی۔ اسی لئے عبدہٗ ورسولہٗ کے ممتاز خطاب سے حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ کو نوازا گیا۔ جیسا کہ اللہ رب العزت اپنی شان ربوبیت اور معبودیت میں یکتا اور بے مثال ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ اپنی شان عبدیت اور بندگی میں کامل اور بے مثال تھے۔ اسی کمال عبدیت نے کمال رسالت اور رسولوں کی سیادت کے اعلیٰ مقام پر پہنچایا۔ باوجود یہ کہ آپ ﷺ اللہ کے محبوب ترین بندے تھے۔ لیکن اس کے باوجود ساری ساری رات قیام وسجود میں گزار دیتے۔ پاؤں پر ورم آ جاتا۔ سوال کرنے پر ارشاد ہوتا۔

"افلا اکون عبدًا شکورا" ترجمہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

اس بیسویں صدی میں محبّ رسول اور متبع سنت نبویہ ﷺ حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ

besturdubooks.wordpress.com

کے ذوق عبادت کا وہ لوگ بخوبی اندزہ کر سکتے ہیں۔جنہوں نے حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ کی نماز کو دیکھا ہے۔ان کی نماز حقیقی نماز ہوتی تھی۔جس کو حدیث پاک میں معراج المؤمنین کے نام سے فرمایا گیا ہے۔اور جس کو احسان کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے کہ:

''اللہ کی اس طرح عبادت کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ خیال کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔'' (بخاری شریف)

جب حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ نماز میں مشغول ہوتے تو صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ بندہ سارے عالم سے دستبردار ہو کر اپنے معبود کے ساتھ سرگوشی میں مشغول ہے اور بارگاہ خداوندی میں باریاب ہے۔جو آیت بھی نماز میں تلاوت ہوتی تھی سننے والوں کو یوں محسوس ہوتا تھا۔گویا وحی نازل ہو رہی ہے اور وہ کیفیت ورقت طاری ہوتی کہ جس کا بیان دشوار ہے بارہا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ سفر میں ہیں۔یا سفر کی مشقت برداشت کر کے آئے ہیں اور پھر سفر کرنا ہے۔مگر جب نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تو ایسی شان کے ساتھ پڑھتے کہ گویا نہ پہلے تعب تھا۔نہ آئندہ کوئی سفر کرنا ہے۔

حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے اس کا اندازہ اس وقت ہوتا تھا۔جب انتہائی سوز و گداز کے ساتھ **"یا حیی یا قیوم برحمتک استغیث"** بار بار پڑھتے تھے۔وصال سے ایک روز قبل کوئی صاحب دم کروار ہے تھے کہ حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ نے انتہائی بے قراری سے بار بار یہی پڑھا۔حاضرین میں سے کسی نے پوچھا کہ حضرت کیا کوئی تکلیف یا درد ہے؟ حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ نے ارشاد فرمایا کہ یہی کیا تکلیف کم ہے کہ آپ حضرات مشغول ہیں اور میں بے کار پڑا ہوں عرض کیا گیا حضرت آپ نے تو بہت کام کیا ہے۔اتنا کام تو ایک جماعت بھی نہیں کر سکتی۔حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ نے ارشاد فرمایا۔میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔

رمضان کے مہینے میں ۱۲ بجے تک حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ خود تراویح پڑھاتے۔اس کے بعد آدھا گھنٹا آرام فرماتے اور پھر تہجد میں مشغول ہو جاتے اور سارا دن تلاوت قرآن کریم میں بسر ہوتا تھا۔

besturdubooks.wordpress.com

اتباع شریعت وسنت

ایک مکتوب میں حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں۔''آپ ذکر اور اتباع شریعت وسنت پر مداومت کرتے رہئے انشاءاللہ تعالیٰ اصلاح رفتہ رفتہ ہو جائے گی۔''

حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ کی زندگی اس دور میں شریعت محمدی اور سنت نبوی کا بہترین نمونہ تھی۔اس لئے ان کی ہر ادا سے انسانیت نمایاں تھی۔کیونکہ اصل انسانیت دنیا کے سب سے بڑے انسان کے نقش قدم پر چلنے میں ہے۔جو آدمی دنیا کے سب سے بڑے انسان کی جتنی اتباع کرے گا۔وہ اتنا انسانیت سے قریب ہوگا۔حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ چونکہ متبع سنت تھے۔لہٰذا دیکھنے والا پہلی نگاہ میں بھانپ لیتا تھا کہ واقعی انسان ایسے ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم بھی آپؒ سے ملتا تھا۔تو وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔

عزم واستقلال

کوئی شخص سوائے انبیاء علیہم السلام کے پیٹ سے بڑا بن کر نہیں آتا۔البتہ بڑا بننے کی صلاحیت وقابلیت ہر ایک میں موجود ہوتی ہے۔پھر جو ان صلاحیتوں کو بروئے کار لاتا ہے اور عزم واستقلال اور ہمت وحوصلہ سے کار نمایاں انجام دیتا ہے۔وہی بڑا انسان شمار ہوتا ہے۔

حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ کی زندگی پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو عزم واستقلال اور ہمت وحوصلہ کے کوہ ہمالیہ نظر آتے ہیں۔جو کام بھی انجام دیا پورے عزم واستقلال اور انتہائی ہمت وحوصلے کے ساتھ انجام دیا۔جس کی نظیر دوسری جگہ نہیں مل سکتی۔وہ بوڑھے اور ضعیف ہو جانے کے باوجود ہمت وحوصلے میں جوان مرد تھے۔جو تمام جوان مردوں سے سبقت لے گئے تھے۔برطانیہ کا جس شان سے مقابلہ کیا۔وہ اپنی نظیر آپ ہے۔حصول آزادی کے لئے جو جدوجہد کی اس کا کوئی نمونہ پیش نہیں کر سکتا۔

پھر ہندستان میں مسلمانوں کی حیثیت ووقعت برقرار رکھنے کے لئے جو کارنامے انجام دیئے وہ حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ ہی کا حصہ تھا اور ابھی کچھ اور زندہ رہتے تو بہت کچھ کرتے۔جو برطانیہ کی سنگینیوں سے ڈرنے والا نہیں تھا۔وہ ہندوستانی حکومت سے کسی طرح

besturdubooks.wordpress.com

مرعوب نہیں ہوسکتا تھا۔ حصول آزادی کے بعد ایک ساتھی نے عرض کیا کہ اب تو حکومت اپنی بن گئی! تو حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ نے ہنس کر فرمایا:۔

''ہمارے لئے تو پہلے بھی جیل خانہ تھا اب بھی جیل خانہ ہے۔''

ہندوستان میں مسلمانوں کی موجودہ حیثیت بھی حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ کے عزم واستقلال کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ ورنہ مظلوم مسلمانوں کی تباہی، مسجدوں، خانقاہوں اور مدرسوں کی بربادی کس حد تک پہنچتی اور نقشہ کیا سے کیا ہو جاتا۔

سادگی اور بے تکلفی

سادگی اور بے تکلفی بھی اعلیٰ انسانی جوہر ہے۔ حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ سادگی اور بے تکلفی میں یکتائے وراز گار تھے۔ شیخ طریقت عالم ربانی ہونے کے علاوہ حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ کی ظاہری شخصیت ایک بڑے سیاسی رہنما کی تھی۔ اور ہر سیاسی لیڈر مسلم ہو یا غیر مسلم ملکی ہو یا غیر ملکی حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ کے آستانہ پر حاضری کو ضروری اور باعث فخر سمجھتا تھا۔ اس ظاہری عزت ووقار کے باوجود اپنی درویشانہ شان اور بوریہ نشینی اور سنت نبوی کے موافق سادگی کے ساتھ زندگی گزارنا! صرف حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ کا ہی حوصلہ تھا۔ یہاں بڑوں بڑوں کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں اور اپنی راہ سے بھٹک جاتے ہیں۔

حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ لباس وضع قطع، رہائش، بود و باش سب لطیف اور سادہ تھا اور سنت نبوی کا بہترین نمونہ، حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ سنت کے موافق چمڑے کا تکیہ استعمال کرتے تھے اور چمڑے کا گول دسترخوان استعمال ہوتا تھا۔ جس پر ہمیشہ ایک سالن ہوتا تھا اور دائرے کی شکل میں کم از کم دس بارہ آدمی دسترخوان کے گرد بیٹھ کر ایک ہی برتن میں کھاتے تھے ان میں سے ایک حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ بھی ہوتے تھے۔ اور ساتھ کھاتے تھے۔ صبح کو ناشتے کے ساتھ باسی روٹی اور مرچ کا اچار ہوتا تھا۔ یہی حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ کا ناشتہ تھا اور یہی تمام مہمانوں کا ایک دفعہ حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ نے کھانے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

besturdubooks.wordpress.com

''ہم آپ حضرات کے یہاں جاتے ہیں تو آپ مرغ اور حلوے لاتے ہیں اور یہاں باسی روٹی اور مرچ کھانا پڑتی ہے۔''اس پر حضرت مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ (جوان تمام باتوں کے راوی اور محرر ہیں) نے فرمایا کہ:''حضرت باسی روٹی اور اچار مرغ سے زیادہ مزیدار ہے۔''

تواضع اور انکساری

انسان کی انسانیت اور برتری وسربلندی کا اصلی راز تواضع اور انکساری میں مضمر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:''جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کو ضرور رفعت اور سربلندی عطا فرماتے ہیں''۔یہی تواضع وانکساری اصل شان عبدیت ہے۔جو شخص بھی اپنی حقیقت کا شناسا ہوگا۔وہ مجسمہ تواضع ہوگا اور کبر وغرور سے بالکل مبرّا ہوگا۔جو عبدیت کے بالکل منافی اور متضاد ہے۔

حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ تواضع اور انکساری کا ایک مجسمہ تھے کبھی صدر مقام پر نہ بیٹھتے تھے اور ہمیشہ نشست کے لئے مجلس کا گوشہ اختیار فرماتے تھے۔ ہر ایک چھوٹے بڑے کو ''آپ'' کے لفظ سے خطاب پر فرماتے تھے اور ہمیشہ اس انداز سے گفتگو فرماتے کہ گویا چھوٹا اپنے بڑے سے گفتگو کر رہا ہے۔اور ہر ایک کے ساتھ گفتگو کا یہی انداز تھا۔گویا حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ کی نظروں میں سب بزرگ تھے اور یہ خورد۔ ہر کام کے لئے خود سبقت کرتے اور ہر محنت ومشقت کے لیے حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ اپنے آپ کو پیش کرتے۔

عنایتِ تواضع اور انکساری کی وجہ سے اپنے مخالفین ومعاندین کا بھی ہمیشہ اچھے الفاظ میں ذکر کرتے اور کسی کو برے لفظ سے یاد نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ گونمنٹ برطانیہ جس کی عداوت ونفرت حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ کی فطرت بن چکی تھی۔اس کو بھی ہمیشہ ہماری مہربان گورنمنٹ فرماتے تھے۔اگر چہ اس لفظ ''مہربان گورنمنٹ'' میں پورا طعنہ ہوتا تھا اور اور بعض تقاریر میں گورنمنٹ برطانیہ کی تمام مہربانیوں کا راز فاش ہوتا تھا۔حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ کی یہی خاکساری اور انکساری تھی جس نے مخلوق خدا کو اپنا گرویدہ اور شیدائی بنا رکھا تھا حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ ہر ایک کے سردار اور سرتاج بنے ہوئے تھے۔

besturdubooks.wordpress.com

قناعت واستغفار

حضرت مولانا کو برٹش حکومت ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کے لئے کثیر مشاہدہ پر (اس وقت کے پانچ سو روپے) ماہوار بلاتی ہے مگر حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ اسے قبول نہیں کرتے۔ حکومت مصر جامع ازہر میں شیخ الحدیث کی جگہ دے کر ایک ہزار روپے ماہوار مشاہرہ، موٹر اور سال میں ایک دفعہ ہندوستان آنے کا کرایہ دینے کی پیش کش کرتی ہے۔ مگر حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ وہاں تشریف لے جانے سے صاف انکار فرما دیتے ہیں۔ اور دارالعلوم دیوبند کی معمولی سی تنخواہ پر قناعت کرتے ہیں۔

حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ کے پاس مال آتا تو مستحقین کے پاس پہنچ جاتا۔ کہا جاتا ہے حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور ان کی زندگی میں کبھی اتنا مال جمع نہیں ہوا کہ اس پر زکوٰۃ فرض ہو۔

بریلی سے رام پور تک مجھے دباتے رہے

میں نہ حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ کا شاگرد ہوں، نہ مرید، نہ پیر بھائی ان کے مجاہدانہ کارناموں سے مجھے اب سے محبت وعقیدت ہوگئی تھی۔ میں ایک مرتبہ لکھنؤ سے میری طبیعت خراب تھی۔ چادر اوڑھ کر سیٹ پر لیٹ گیا۔ بخار تھا، اعضا شکنی تھی، اس لئے میں کراہتا بھی تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ کون سا اسٹیشن آیا اور کون سا مسافر سوار ہوا۔ بریلی کے اسٹیشن کے بعد ایک شخص نے مرے پاؤں اور کمر دبانا شروع کی۔ مجھے بہت راحت ہوئی۔ چپکا لیٹا رہا اور وہ دباتا رہا۔ مجھے پیاس لگی پانی مانگا تو اس نے اپنی صراحی سے گلاس پانی دیا اور کہا لیجئے میں نے اٹھ کر دیکھا تو حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ تھے۔ مجھے ندامت ہوئی اور معذرت کی، لیکن انہوں نے اس درجہ مجبور کیا کہ میں لیٹ گیا اور حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ رام پور تک برابر مجھ کو دباتے رہے۔ پھر میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ (قاضی ظہور الحسن ناظم سیوہاروی)

یہ حضور کی بندہ نوازی ہے جو سمجھ سے باہر ہے

حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے روایت ہے کہ جب حضرت مولانا حسین سید احمد مدنی ؒ

besturdubooks.wordpress.com

آخری حج سے تشریف لا رہے تھے تو ہم لوگ سٹیشن پر شرف زیارت کے لئے گئے۔ حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ کے متوسلین میں سے ایک صاحبزادہ محمد عارف ضلع جھنگ دیو بند تک ساتھ گئے۔ ان کا بیان ہے کہ ٹرین میں ایک ہندو جنٹلمین بھی تھے جس کو ضرورت فراغت لاحق ہوئی۔ وہ رفع حاجت کے لئے گئے اور الٹے پاؤں بادل نہ خواستہ واپس ہوئے۔ حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ سمجھ گئے فوراً چند سگریٹ کی ڈبیاں ادھر ادھر سے اکٹھی کیں اور لوٹا لے کر پخانہ میں گئے اور اچھی طرح صاف کر دیا اور ہندو دوست سے فرمانے لگے کہ جایئے پاخانہ تو بالکل صاف ہے۔ نوجوان نے کہا مولانا میں نے دیکھا ہے پاخانہ بالکل بھرا ہوا ہے۔ قصہ مختصر وہ اٹھا اور جا کر دیکھا تو پخانہ بالکل صاف تھا۔ بہت متاثر ہوا۔ اور بھرپور عقیدت کے ساتھ عرض کرنے لگا۔ ''یہ حضور کی بندہ نوازی ہے جو سمجھ سے باہر ہے''۔

راقم الحروف کی یہ بات بھی پہنچی ہے اسی واقعہ کو دیکھنے پر یا اسی طرح کے کسی دوسرے موقعہ پر اسی ڈبے میں خواجہ نظام الدین تونسوی مرحوم نے اس ڈبے میں ایک ساتھی سے پوچھا کہ یہ کھدر پوش کون ہے جواب ملا یہ حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ ہیں تو خواجہ صاحب مرحوم بے اختیار ہو کر حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ کے پاؤں سے لپٹ گئے اور رونے لگے۔ حضرت مدنی نے جلد پاؤں چھڑائے اور پوچھا کیا بات ہے تو خواجہ صاحب نے کہا:

''سیاسی اختلافات کی وجہ سے میں نے آپ کے خلاف فتوے دئے اور برا بھلا کہا۔ اگر آج آپ کے اس اعلیٰ کردار کو دیکھ کر تائب نہ ہوتا تو شاید سیدھا جہنم میں جاتا۔''

حضرت مولانا حسین سید احمد مدنیؒ نے فرمایا:

میرے بھائی میں نے تو حضور ﷺ کی سنت پر عمل کیا ہے۔ اور وہ سنت یہ ہے کہ حضور ﷺ کے ایک یہودی مہمان نے بستر پر پاخانہ کر دیا تھا۔ صبح جلدی اٹھ کر چلا گیا جب اپنی بھولی ہوئی تلوار لینے واپس آیا تو دیکھا کہ حضور ﷺ بہ نفسِ نفیس اپنے دست مبارک سے بستر دھو رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔ (تلخیص بیس بڑے مسلمان)

besturdubooks.wordpress.com

آئیڈیل شخصیت نمبر ۶

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

جلال نامی قصبہ ضلع گوجرانوالہ میں ۲ رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ کو جمعۃ الاولیٰ کے دن ایک مقدس گھرانے میں ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام اسم گرامی ''احمد علی'' رکھا گیا۔ یہ قصبہ ریلوے اسٹیشن گکھڑ سے چار میل مشرق میں واقع ہے۔ مشیت ایزدی نے اس قصبے کو کس صاحب کمالات اور منبعِ سعادت کی ولادت سے نوازا۔ اس وقت کی ایک زبان بھی ایسی نہ تھی، جو اس حقیقت کا اظہار کر سکے، اور اس وقت کی ایک آنکھ بھی ایسی نہ تھی جو اس مہر ولایت کے طلوع پر خلق خدا کو آگاہی بخشے لیکن فرشتگانِ قضاوقدر اس بستی کے ہر کوچہ بازار میں پکار پکار کہہ رہے تھے۔

ع آمد آں یارے کہ ما مے خواستیم

کس کو خبر تھی کہ یہ بچہ جو آج ایک گمنام قصبے کے ایک غریب گھرانے میں جنم لے رہا ہے کسی دن آسمان ولایت پر آفتابِ عالمتاب بن کر چمکے گا۔ اس کے فیوض و برکات کی سوتیں زمزم وکوثر کی آئینہ دار بنیں گی، اور یہ مشرق سے طلوع ہونے والا نیّر ولایت مغرب کی وادیوں میں بھی ضیا پاشیاں کرے گا۔ جیسا کہ علامہ علاؤالدین صدیقی صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی کی شہادت ہے۔ ''میں نے مغربی ممالک کی سیر وسیاست کے دوران میں اس حقیقت کو ہزار تعجب سے جگہ بہ جگہ دیکھا ہے کہ سید العارفین، عالمِ ربانی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ارجمند شاگردوں، عقیدت مندوں یا خوشہ چینیوں میں سے کسی نہ کسی مردِ حق نے قرآن پاک کے درس وتدریس اور نشر واشاعت کو اپنا لائحہ عمل بنا رکھا ہے''۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے والد محترم کا نام نامی شیخ حبیب اللہ تھا اور آپ سلسلہ چشتیہ میں بیعت تھے۔ ہمارے حضرت مرحوم اپنے والد کی امیدوں کا ثمر اولین تھے۔ اس مقام پر

besturdubooks.wordpress.com

تائید خداوندی نے ایک نیا راستہ نکالا۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے والدین نے دین حقہ کی خدمت کے جذبہ سے سرشاد ہوکر اپنے ثمر اولین کی ولادت سے پیشتر حضرت مریمؑ کے والدین کی طرح حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو کتاب وسنت کی روشنی کے لئے وقف (محرّر) کر دیا تھا۔ خداوندِ عالم کو یہ نذرانہ اس قدر پسند آیا اور پیش کرنے والے نے اس قدر صدق واخلاص سے پیش کیا کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی زندگی کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے اپنی زندگی کا شاید کوئی لمحہ غفلت میں گزارا ہو۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے روزانہ پروگرام پر عمل کرنا ہماری سہل انگار زندگی سے کوسوں دور ہے۔

خیر! حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خوش نصیب والدین نے حضرت مریمؑ کے والدین کی طرح حسرت سے نہیں بلکہ انتہائی مسرت سے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی پیدائش پر اپنی تمناؤں کو پورا ہوتے دیکھا، اور فرط احسان مندی سے جھومتے ہوئے آپ کا نام ''احمد علی'' تجویز فرمایا۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے والدین کے پاکیزہ ارادے سے پتا چلتا ہے کہ کہ انہوں نے اس وقف شدہ (محرّر) نومولود کی پرورش کے ایام میں کس قدر زیادہ رضائے الٰہی کے حقوق کو پیش نظر رکھا ہوگا۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے والد مکرّم کو ذوق عبادت کے ساتھ ساتھ اپنی روزی کے پاکیزہ ہونے کی فکر ہر وقت دامنگیر رہتی ہوگی اور ادھر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی والدہ محترمہ کو اس نذرانہ الٰہی کی حسن تدبیر کے لئے شبانہ روز تسبیح وتہلیل کا استغراق لازماً میسر ہوگا تاکہ رزق حلال کی برکت اور جذبہ عبادت کا کیف نور ایمان بن کر ہونہار بچے کی رگ رگ میں سما جائے۔

کچھ واقعات وکرامات

شادی وغمی میں اتباع سنت

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی پوری زندگی اتباع سنت میں بسر ہوئی۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نشست برخاست سونے جاگنے کھانے پینے، لباس وغیرہ ہر جگہ حضور ﷺ کی سنت کا اتباع کرتے۔ ساری عمر کھدر پہنا اور اسی کی لوگوں کو تلقین کی۔ سینکڑوں بڑے بڑے آفیسرز، تجار،

besturdubooks.wordpress.com

روؤسا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے حلقہ ادارت میں آئے تو ان کی زندگی کی کایا پلٹ ہوگئی اور وہ اپنے ہاں شادی بیاہ وغیرہ میں سادگی کے خوگر ہو گئے۔ خود حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی زندگی اسی بارے میں نمونہ کی زندگی تھی۔ چند واقعات ملاحظہ فرمائیے:

رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''نکاح میں چار چیزوں کا خیال رکھا جاتا ہے (۱) مال (۲) حسب (۳) ذاتی کمال و جمال (۴) دین''...... پھر فرمایا تم دین کو پسند کرو ہر چند اس حدیث کے ظاہری الفاظ میں عورت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ عورتیں انہی کمالات اربعہ میں سے کسی وجہ سے پسند کی جاتی ہیں مگر مردوں کو پسند کرنے کا بھی یہی معیار ہے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے دین کو معیار بنا کر اپنی اولاد کا نکاح کیا۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ خود برائے تعلیم یہ واقعہ کئی دفعہ بیان فرماتے تھے کہ جب میری بڑی لڑکی سنِ بلوغ کو پہنچ گئی تو میرے پاس علماء کرام کی ایک جماعت دورہ تفسیر کے لئے آئی ہوئی تھی۔ جب وہ جماعت فارغ ہوئی تو میں نے ایک مولوی صاحب کو علیحدہ لے جا کر پوچھا کہ کیا آپ شادی کریں گے؟ انہوں نے کہا میں پردیسی ہوں مجھے کون رشتہ دیتا ہے میں نے کہا میری لڑکی ہے اگر آپ راضی ہیں تو ابھی نکاح کر دیتے ہیں ورنہ اس کی تشہیر نہ کرنا۔ مولوی صاحب راضی ہو گئے اور اسی روز جلسہ ہوا کامیاب علماء کو سندیں دی گئیں اور مولوی نور اللہ صاحب کو سند دے کر میں نے اپنی بیٹی کا ان سے نکاح کر دیا کئی سال ہو گئے ہیں مجھے اب تک معلوم نہیں ہے کہ ''مولوی نور اللہ کس قوم سے تعلق رکھتے ہیں؟'' دوسری نیک اختر مرحومہ کے نکاح کا یہ واقعہ ہے:۔ مولانا عبدالمجید مرحوم سوہدروی (مسلکاً اہلحدیث) ایک دفعہ ملنے کے لئے آئے بوجہ پہلی بیوی کی فوتگی کے انہوں نے نکاح ثانی کی ضرورت ظاہر کی حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے فرمایا: ایک لڑکی ترجمہ قرآن اور فلاں فلاں کتاب پڑھی ہوئی ہے وہ یہ سن کر بولے سکول کی پڑھی ہوئی منظور نہیں ہے، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے فرمایا کہ اپنے گھر میں والدہ سے یہ سب کچھ پڑھا ہے انہوں نے کہا کہ ہم کسی بی بی کو دیکھنے کے لئے بھیجیں گے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے فرمایا کہ میری لڑکی ہے کسی کو بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے اگر آپ کو قبول ہے تو ابھی نکاح کر دیتے ہیں ورنہ شہرت نہ کرنا۔ وہ یہ بات سن کر راضی ہو گئے اور کچھ مہلت مانگی پھر آئے اور نکاح ہو کر رخصتی ہو گئی۔

besturdubooks.wordpress.com

مولانا عبیداللہ انور جو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے جانشین ہیں۔ان کا نکاح ان کے ماموں ڈاکٹر عبدالقوی لقمان کے گھر ہوا جو لاہور میں بڑی عزت وشہرت کے مالک ہیں۔انہوں نے برات پر سو آدمی طلب کئے۔مگر ادھر سے باپ، بیٹا اور مولانا عبدالمجید صاحب تین افراد گئے اور نکاح ہوگیا۔البتہ گھر آکر ولیمہ کیا جس میں اعزاء واقرباء تمام مدعو تھے یہی طریقہ سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہے۔

غمی کے موقعہ پر بھی یہی اتباع سنت ہے۔حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے بچے بھی فوت ہوئے اور بچیاں بھی، رات کو بچی فوت ہوگئی کسی کو چنداں اطلاع نہیں دی گئی صبح نماز فجر کے بعد حسب معمول درس قرآن دینے کے بعد حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے فرمایا کہ میری لڑکی رقیہ فوت ہوگئی ہے اب اس کا جنازہ اٹھایا جائے گا۔حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے اپنی وفات سے پہلے حضرت مولانا عبیداللہ انور کو وصیت فرمائی تھی کہ صبح کا درس کسی حالت میں بھی قضاء نہ ہو لہٰذا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے فرمابردار بیٹے نے حضرت لاہوریؒ کی ہدایت کے مطابق حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی نعش مبارک کو نہلا دھلا کر کفنانے کے بعد صبح کے وقت درس قرآن مجید دیا اور نماز ظہر کے بعد آپ کا جنازہ اٹھایا گیا۔(انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

پہلے حج بیت اللہ کی تیاری

حوالات اور نظر بندی کے پیہم مصائب برداشت کرنے کے بعد 1917ء میں جب حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ لاہور میں تشریف لائے تھے تو اسی سال کے آخر میں یا 1918ء کے ابتداء میں جب حج کا زمانہ آیا۔تو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اعلیٰ سفر حج کے لئے تیار ہوئے۔یہ سفر صرف حج کی غرض سے نہیں تھا بلکہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ آپ اپنے اہل وعیال سمیت حجاز پاک میں ہجرت کر کے تشریف لے جائیں اور بقیہ زندگی مدینۃ الرسول ﷺ میں ہی گزاریں۔لہٰذا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے پاسپورٹ کی تحریر میں اپنے بال بچوں اور اپنے بھائی رشید احمد کا نام بھی لکھ دیا۔درخواست کے وقت آپ کے مخلص دوست خواجہ محمد رشید صاحب دائیں مسجد آسٹریلیا بھی حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ہمراہ تھے۔حضرت مولانا احمد علی

besturdubooks.wordpress.com

لاہوریؒ نے اس معزز رئیس زادہ کو فرمایا کہ وہ ان کی ہجرت کے ارادے کو کسی پر آگاہ نہ کریں۔

جب بدھ کے دن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے حج کے لئے درخواست دی تو حضرتؒ کے گھر میں فقط دس روپے تھے مگر خدائے مسبب الاسباب نے اپنی رحمت واسعہ سے ہفتے تک حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے پاس انیس صد روپیہ بھیج دیا۔ اس عرصے میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے کسی سے کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے آتے۔ دروازہ کھٹکھٹاتے اور کوئی دو سو کوئی چار سو روپے دے کر چلے جاتے۔ گویا تین چار دن کے اندر اندر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے اہل وعیال کے تمام مصارف حج کی رقم فراہم ہوگئی۔ کیونکہ ان دنوں ایک حاجی کے لئے تقریباً دو سو روپیہ کافی سمجھا جاتا تھا۔

سفر حرمین الشریفین کے بعد حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے بارگاہ حق تعالیٰ میں بطور استخارہ کے استدعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ اگر اس احقر العباد کا ارض مقدس کو ہجرت کر کے جانا ہر لحاظ سے مفید ہے تو اپنے فضلِ عمیم سے اعانت فرما اور اگر صورت حال اس کے برعکس ہو تو اپنے حکم سے روک دیے جس دن پاسپورٹ آیا اسی دن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ تیار ہوگئے۔ ایک بستر باندھ لیا۔ برتن بوری میں ڈال لیے اور بقیہ سامان کچھ تو فروخت کر دیا، اور کچھ ادھر ادھر لوگوں کو دے دیا لیکن مشیت ایزدی کا فیصلہ کچھ اور تھا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا ہجرت کا اردہ باری تعالیٰ کو منظور نہ تھا۔ عین اسی دن آپ کی اہلیہ محترمہ سخت بیمار ہوگئیں اور سفر کے ہرگز قابل نہ رہیں۔ لہٰذا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے مکرم المقام خسر حضرت محمد احمد مرحوم باقی اقرباء واعزا کے ہمراہ تشریف لائے۔ اور اپنی صاحبزادی کی حالت کے پیش نظر ان کو ہمراہ نہ لے جانے کے متعلق گفتگو ہوئی۔ اس لئے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ بال بچوں کو سپرد خدا کر کے تن تنہا حج پر تشریف لے گئے اور ہجرت کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور حج کرنے کے بعد بخیر وخوبی واپس تشریف لائے۔

تکبیر اولیٰ اور نماز باجماعت

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نماز باجماعت کا ہر چیز وکام سے زیادہ اہتمام کرتے اور ہمیشہ تکبیر اولیٰ میں شریک ہوتے۔ گرمی وسردی کی شدت حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو مسجد کی

besturdubooks.wordpress.com

حاضری سے نہیں روک سکتی تھی۔ بیماری اور فالج کی حالت میں بھی حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرتے رہے اور جب بالکل ہی معذوری ولاچاری ہوگی تو البتہ گھر میں نماز پڑھی۔ ایک دفعہ جناب مولا بخش صاحب سومرو کزی وزیر مالیات آئے اذان ہو چکی تھی تو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے چلتے چلتے ان سے بات چیت کی اس ضمن کا ایک اور واقعہ قابل ذکر ہے جو حضرت کے روحانی رفیع کا بین ثبوت ہے۔ ایک دن درس قرآن کے بعد ایک شخص علیحدگی میں ملا، اور کہنے لگا کہ حضور ﷺ نے مجھے خواب میں حکم دیا ہے کہ اپنے مکانوں میں سے ایک مکان آپ کو دے دوں۔ اس کے بعد وہ دو ماہ تک نہ آیا دوبارہ پھر آیا اور یہی کہا کہ پیغمبر ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے آپ چل کر مکان دیکھ لیں۔ چند دن بعد پھر آیا اور عرض کرنے لگا کہ حضور ﷺ مجھ پر خفا ہیں کہ مجھ سے تعمیل ارشاد میں سستی ہوگئی ہے لہذا آپ ابھی تشریف لے چلیں چنانچہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ان کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اور ایک مکان پسند کر لیا، لیکن وہ کچھ مسجد سے دور تھا۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو مسجد کو روانہ ہوتے راستے میں مصافحہ وغیرہ کرتے کبھی دیر لگ جاتی اور رکعت رہ جاتی حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے اس شخص کو بلا کر کہا کہ اپنا مکان واپس لے لیں۔ اس نے کہا کہ میں نے آپ کو ہبہ کر دیا ہے آپ جو مرضی کریں چنانچہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے وہ مکان بیچ کر موجودہ مکان خضری محلّہ میں بنوالیا۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ہمیشہ یہ حدیث مدنظر رہتی کہ حضور ﷺ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جو دن کو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اور رات کو ہمیشہ عبادت کرتا ہے مگر جماعت پنجگانہ اور جمعہ کے لئے حاضر نہیں ہوتا فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ہمیشہ جماعت سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے صف اول میں کھڑے ہو کر سنتیں ادا فرماتے اور ہمیشہ باجماعت نماز پڑھتے۔

حلال، حرام کی پہچان

مولانا عبداللطیف صاحب خطیب گنبد والی مسجد جہلم فرماتے ہیں ایک روز لاہور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص ایک برتن میں دودھ اور دوسرے برتن میں

besturdubooks.wordpress.com

دہی لے کر آیا اور عرض کیا۔ حضرت دم کر دیں۔ حضرت نے دیکھا اور فرمایا: ''اور لے آؤ یہ تو اچھے نہیں ہیں''۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ معمولی توجہ سے حلت اور حرمت معلوم کر لیا کرتے تھے۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی دونوں اشیاء حرام طریق سے حاصل کی گئی تھیں۔ (علماءِ حق، مصنف سید امین گیلانی)

چودھری محمد اکبر صاحب خیر پور ملیاں ضلع شیخ پورہ نے یہ واقعہ بیان کیا کہ 1941ء پھاگن کا مہینہ تھا۔ میں نے اپنے گنے کی تقریباً چھ من کھانڈ تیار کی۔ اس میں سے کچھ کھانڈ لے کر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی خدمت میں گیا۔ کھانڈ پیش کی تو حضرت نے فرمایا: ''کھانڈ درست نہیں'' میں نے پھر اسرار کیا، لیکن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے یہی فرما کر لینے سے انکار کر دیا۔ میں حیران ہوا۔ بہر حال واپس آ کر سوچا تو دو باتیں ذہن میں آئیں۔ ایک تو میں نے ابھی تک مشین والے کا کرایہ ادا نہیں کیا تھا۔ دوسرا میں نے ابھی تک چینی کا عشر ادا نہیں کیا تھا میں نے فوراً دونوں کام کیے عشر بھی نکالا اور مشین کا کرایا بھی مشین والے کو دے آیا۔ تقریباً ایک ماہ کے بعد میں اپنی بیوی کے ہمراہ پھر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی خدمت میں گیا۔ کیونکہ میری بیوی بھی حضرت کی بیعت تھی۔ اسے سبق سنانا تھا۔ حاضر ہونے پر میں نے عرض کیا کہ حضرت جی چاہتا تھا کہ تھوڑا سا گھی آپ کے لئے لیتا آؤں۔ مگر کھانڈ کی واپسی کے باعث ہمت نہ پڑی۔ ڈرتا تھا آپ کہیں خفا نہ ہوں۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے فرمایا گھی کہاں پڑا ہے۔ میری بیوی نے بتایا گھر کے فلاں سمت کے کمرے میں پرات کے اندر ڈبے میں ہے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے سر مبارک کو دو منٹ تک سینے کی طرف جھکایا۔ پھر فرمایا گھی تو پاکیزہ ہے۔ پھر فرمایا چینی کہاں پڑی ہے۔ میں نے بتایا تو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے پھر توجہ کی اور بعد میں فرمایا: اب تو چینی بھی پاکیزہ ہے۔ چودھری محمد اکبر کہتے ہیں میں سمجھ گیا کہ واقعی عشر اور کرایہ ادا نہ کرنے کے باعث حضرت نے واپس کی تھی۔ حضرت مولانا قاضی حسین احمد شجاع آباد فرماتے ہیں: ایک دفعہ گفتگو میں حضرتؒ نے فرمایا میں اور میرا لڑکا مولوی عبید اللہ انور تانگے میں جا رہے تھے ایک نئی مسجد راہ میں دیکھی میں نے دیکھتے ہیں کہا کہ: ''اس مینار پر حرام کا مال لگا ہے۔'' بشیر احمد صاحب چوہان موضع میاں علی خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے بتایا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ''میاں علی'' تشریف لائے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے پاس کافی لوگ جمع ہو گئے کہ حضرت مولانا

besturdubooks.wordpress.com

احمد علی لاہوریؒ نے اچانک فرمایا مجھے زنا کی بو آرہی ہے۔لہٰذا آپ سب حضرات تشریف لے جائیں۔تمام مجمع رخصت ہوگیا۔ بعد ازاں موقع پا کر وہ شخص حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اقرار کے بعد توبہ کی اور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی بیعت ہوا۔حج ادا کیا بقایا عمر شریعت کے مطابق بسر کرنے لگا۔تادم تحریر وہ صاحب حیات ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو توبہ کی اور شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

مرزا جان باز فرماتے ہیں کہ ان سے حاجی دین محمد صاحب مدظلہ نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک شخص محمد حسن جو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے مخلص عقیدت مندوں میں سے تھا اور ایک بار حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ہمراہ عمرہ کرنے کا بھی شرف حاصل کر چکے تھے۔ لاہور میں اچانک بیمار ہو کے فوت ہوگیا۔ میں نے دوسرے روز حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے اس کی وفات کا ذکر کیا۔حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" پڑھنے کے بعد فرمایا مجھے بروقت اطلاع کیوں نہ دی۔ہم نے عرض کیا آپ کی ضعیفی اور ناسازی طبع کے پیش نظر۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے فرمایا مجھے اس کی قبر پر لے چلو قبر پر پہنچ کر حضرت نے دعا فرمائی اور مراقبہ کیا۔پھر فرمایا: "محمد حسین کی حالت تو اچھی ہے مگر پاؤں ننگے ہیں۔" عرض کیا وہ جو بیت اللہ سے کفن لایا تھا وہ اتفاق سے چھوٹا نکلا۔اس لئے سر ڈھانپ دیا اور پاؤں ننگے رہنے دیے۔

قبر سے فردوسی خوشبو

تاریخ میں تین چار ایسے بزرگ ملتے ہیں کہ جن کی قبروں سے بعد از دفن ایسی خوشبو آنا شروع ہوئی کہ لوگ اس کو محسوس کر کے حیران ہوئے کہ ایسی عمدہ خوشبو ہم نے دنیا میں کبھی نہیں سونگھی۔ان میں پہلا نام حضرت امام بخاری کا اور دوسرا نام میاں سید اصغر حسین دیوبندی کا ہے تیسرا اور چوتھا واقعہ پنجاب میں پیش آیا۔ساہیوال میں حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب اور لاہور میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی قبر سے اور یہ نتیجہ ہے کمال اتباع سنت کا لاہور کے باشندوں نے یک زبان ہو کر پکارنا شروع کر دیا۔ کہ حضرت مولانا سید الابرار والاخیار کی تربت پاک سے فردوسی خوشبو آنے لگیں۔ نہایت معتمد افراد نے جا کر پتا لگایا۔حضرت مولانا احمد علی

besturdubooks.wordpress.com

لاہوریؒ کی مرقد اقدس کی پاکیزہ مٹی کا ہر طرح کیمیکل معائنہ کیا گیا لیکن یہ معلوم ہونا تھا۔نہ ہوا، کہ اس شمیم جانفزا کو کس چیز سے منسوب کیا جائے۔لہذا یہ بات زبان زد خاص وعام ہو کر قدسی حیققت کی صورت اختیار کرگئی کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی لحد پاک "**روضة من رياض الجنة**" بن چکی ہے۔جس طرح حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی زندگی" **آية من آيات الله** " تھی۔اس طرح حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی موت بھی صداقت اسلام کا نام بن گئی اور اب کس کے کان سن سکتے ہیں علماء امتی کانبیا نبی اسرائیل کی تعبیر اور مشارکت معنوی یون بھی ہوسکتی ہے کہ سیدنا مولانا کی روح پاک کہہ رہی ہوگی۔"وجعلنی مبارکا این ما کنت" پروردگار عالم کا مجھ پر مخصوص احسان وامتنان کہ اس نے میرے وجود کو شیرانوالہ میں بھی طالبانِ حق کے مشام جان کو معطر کرنے کے لئے سامان فرحت بنایا تھا اور اب بھی میانی صاحب کے مرکز میں سالکان راہ ہدایت کے لئے یقین واطمینان قلبی کی دولت بنایا ہے۔سیدنا عیسیٰؑ کی زبان سے ارشادِ خداوندی سنئے کہ " **و السلام علي يوم ولدت ويوم اموت ويوم ابعث حيا**"۔اب ارشاد نبوی ﷺ کی روشنی میں حضور برنور شافع یوم النشور ﷺ کی امت کے علماء خیر کے کمالات وصفات اور حیات وممات کے حالات بنی اسرائیل کے انبیاء کرام کے لگ بھگ ہوں گے، تو اب ظاہر ہے کہ امت مرحومہ کے علمائے ربانی جو کہ ولایت کبریٰ کے منصب جلیلہ پر فیض المرام ہوتے ہیں "منجانب اللہ" ان سعادتوں اور رحمتوں سے نوازے جاتے ہیں جو انبیاء سابقین پر رب العزت نے نچھاور فرمائی تھیں۔دعا یہ ہے کہ خدائے کون ومکان شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ قدس اللہ سرہ کی روح پاک کو" **وللآخرة خير لک من الا ولی**" کا مژدہ سنائے اور اس نعمت نبویﷺ کا سہیم وشریک بنائے۔

خطرناک مریض ایک ہی دن میں صحت یاب

بیگم محمد لغاری نے مولانا عبید اللہ انور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا واقعہ خود سنایا کہ ان کے پیٹ میں (کینسر) پھوڑا تھا۔جس سے بہت اذیت اور تشویش تھی۔ایکسرے لیا گیا اور اگلے دن ہسپتال میں داخلے کا انتظام کیا گیا اگلے دن داخلے کے وقت مجھے خیال آیا کہ میں خطرناک بیماری

besturdubooks.wordpress.com

میں مبتلا ہوں آپریشن ہوگا.......حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی قدمبوسی کے بعد ہسپتال کی راہ لوں۔ حضرت دعا فرمائیں گے اللہ تعالیٰ جلد صحت دیں گے یہ خیال کر کے میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی ولایت کدہ پر حاضر ہوئی۔ حضرت نے پدرانہ شفقت اور مربیانہ التفات سے میری گزارش سنی بعد میں میری حوصلہ افزائی فرماتے رہے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہیے بیماری بھی اس کے ہاتھ میں ہے اور شفا بھی اسی کی جانب سے ہے۔ بہر حال جب میں بادل نخواستہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے رخصت ہوئی تو مجھ کو یقین ہو چکا تھا کہ میں تندرست ہو چکی ہوں میں نے گھر آ کر اعلان کر دیا کہ علاج نہیں کراؤں گی چنانچہ میں ہسپتال نہ گئی شام کو ڈاکٹر صاحب آئے میں نے اس کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا لیکن وہ مطمئن نہ ہوا اور کہا کہ علاج ان دنوں بہتر ہے ورنہ مرض بڑھ جائے گا۔ فیصلہ ہوا کہ ایکسرے کرایا جائے۔ ایکسرے کرایا گیا تو بفضلہٖ تعالیٰ پھوڑے کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ اور میں پہلے ہی دن سے تندرست ہو چکی تھی۔

حافظ صاحب صحیح سالم تھے

ایک دفعہ ایام حج میں شدتِ تمازت سے منیٰ میں بہت سے لوگ مر گئے مولانا حافظ حبیب اللہ (حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے بڑے بیٹے) کے متعلق ان کی والدہ کو تشویش ہوئی حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ تسلی دیتے انجام کار بذریعہ تار پتہ کرنے کا فیصلہ ہوا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے اللہ کی رحمت سے بچشم باطن دیکھا اور فرمایا کہ حافظ صاحب بالکل صحیح سالم تھے گھر میں جا کر بیگم کو تسلی دی۔ دو دن کے بعد تار کا جوب آ گیا۔ تو حافظ صاحب بخیر وعافیت تھے۔

لڑکی بالکل صحیح سالم ہے

خواجہ نزیر احمد کا بیان ہے کہ ان کی لڑکی ماسکو میں تھی۔ اس کی خیریت کی اطلاع میں دیر ہوگئی ہم کو بڑی تشویش تھی حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا تو آپ نے فرمایا بفضل تعالیٰ بخیریت ہے خط بھی آ جائے گا۔ بعد ازاں میری پیشانی دیکھ کر مزید فرمایا کہ لڑکی بالکل تندرست ہے چارپائی پر آرام کر رہی ہے اور فون اس کی فلاں سمت پر ہے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ارشاد کے مطابق دو تین دن کے بعد خیریت نامہ آ گیا۔ اور دوسرا واقعہ بھی

besturdubooks.wordpress.com

تحقیق کرنے پر حرف بحرف صحیح نکلا۔

عزیز! تمہارا دل تو نہیں مانتا

مولوی احمد دین صاحب ڈوگر (موضع میاں علی) شیخوپورہ کہتے ہیں کہ ایک نوجوان حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی خدمت میں آیا اور بیعت کی درخواست کی آپ نے فرمایا ابھی کچھ اور سوچ لو پھر کئی دن کے بعد آیا آپ نے پھر لوٹا دیا۔ کچھ دنوں کے بعد پھر حاضر ہوا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے فرمایا عزیز! تمہارا دل تو مانتا نہیں تم کس مجبوری پر میری بیعت کرنا چاہتے ہو۔ سن کے اس نوجوان نے کہا کہ جہاں میں شادی کرنا چاہتا ہوں وہ سب آپ کے مرید ہیں ان کی یہ شرط ہے کہ میں آپ سے بیعت ہو جاؤں، تو رشتہ ملے گا پہلے مجھے واقعی آپ سے عقیدت نہ تھی مجبوراً آتا تھا مگر اب دل کی کایا بدل گئی ہے سچے دل سے تائب ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے ہاتھ بڑھا دیا فرمایا واقعی اب ٹھیک ہے۔ اس طرح کے سینکڑوں واقعات کشف وکرامت کے اور ہیں جو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے مکمل سوانح کی کتابوں اور احباب سے مل سکتے ہیں۔ یہ چیزیں کثرت ذکر اللہ اور اتباع سنت کی وجہ سے خود بخود حاصل ہو جاتی ہیں کسی کو زیادہ کسی کو کم، جب کی اس کتاب کے دوسرے صفحات پر کئی جگہ لکھا گیا ہے۔ کہ یہ چیزیں مطلوب ومحبوب نہیں ہیں۔ اور ہمارے سلسلہ کے بزرگوں میں ان چیزوں کو وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔

کئی دن کی باسی روٹی

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ایک مرتبہ گھر میں دیر سے آئے رات ہو چکی تھی گھر میں طبیعت ناساز تھی حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے نیند سے جگانا مناسب نہیں سمجھا صاحبزادی نے اٹھ کر کھانا دیا۔ اتفاق سے صاحبزادی کو پتا نہ تھا کہ تازہ روٹی کہاں رکھی ہوئی ہے وہ غلطی سے کئی دن کی باسی روٹی اٹھا لائی اور سالن برتن میں ڈال کر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت نے جو دیکھا تو روٹی بہت سخت تھی۔ اس پر پھپھوندی (بھوئی) جمی ہوئی تھی۔ صاحبزادی صاحبہ کے علم میں یہ بات نہیں تھی لیکن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے اسے بتانا بھی مناسب نہ سمجھا اور دل سے فیصلہ کر لیا کہ:۔ "اللہ تعالیٰ جو روز اچھی روٹی دیتا ہے اگر آج اس نے یہ باسی روٹی

besturdubooks.wordpress.com

سامنے رکھوادی ہے اس کی نعمت سے کیسے انکار کیا جائے غرضیکہ اس روٹی کو کھالیا۔" فرمایا کرتے تھے کہ کھانے میں کراہت بھی محسوس ہوتی تھی جی متلاتا تھا قے آنا چاہتی تھی مگر نفس کو سزادی اور چارونا چار ساری کی ساری روٹی کھالی۔ اس واقعہ کو بیان کر کے فرماتے ہیں یہ دونوں مربیوں (خلیفہ غلام محمد صاحب اور سید تاج محمد صاحب) کی صحبت (اور تربیت) کا نتیجہ ہے۔ کہ انہوں نے انانیت اور نفس کو مسل کرر کھ دیا۔

سامان پہنچانے والا ہی شیخ التفسیر نکلا

حضرت مولانا عبدالشکور صاحبؒ شیخ الحدیث دارالعلوم القرآن راولپنڈی نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ہم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیمبل پوریؒ صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی معیت میں سہارنپور سے کیمبل پور آرہے تھے ہمارے ساتھ کچھ طلبہ بھی تھے۔ جو دورہ تفسیر میں شرکت کے لئے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی خدمت میں پہنچنا چاہتے تھے۔ اتفاقاً حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ بھی لاہور اسٹیشن پر اکابرین دیوبند کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ لیکن وہ لوگ متوقع گاڑی سے نہ پہنچ سکے۔ اور مولانا عبدالشکور صاحب حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے بالکل ناواقف تھے۔ اسی ناواقفیت کی بنا پر انہوں نے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے درخواست کی کہ آپ ان طلبہ کو شیرانوالہ کی مسجد میں پہنچادیں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے بغیر کسی پس وپیش کے ان طلبہ کا سامان اٹھایا اور مسجد شیرانوالہ پہنچادیا۔ طالب علموں کو جب یہ معلوم ہوا کہ سامان پہنچانے والا ہی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ہے تو بہت شرمندہ ہوئے۔

نامی گرامی چور کی توبہ

سلطان بابا چک شہامد تحصیل جڑانوالہ ابتداء سے اپنے بیان کے مطابق چور، بدمعاش اور بدکردار تھے اور عقیدۃً مشرک بدعتی تھے۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ روڈ والا روڈ اسٹیشن پر آرہے تھے۔ ان سے کسی نے کہا کہ ایک بڑے مولوی صاحب آرہے ہیں لیکن انہوں نے نہایت بے پرواہی سے کہا کہ ہمارا مولویوں سے کیا تعلق؟ اور اس وقت چوری کے کسی پروگرام کے مطابق جارہے تھے اتنے میں گاڑی آگئی اور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ گاڑی سے نمودار ہوئے۔ سلطان

besturdubooks.wordpress.com

بابا کی نظر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ پر پڑی اور رقت طاری ہوگئی چوری کا پروگرام ترک کیا اور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی قیام گاہ پر جا کر بیعت ہو گئے۔ سابقہ گناہوں سے توبہ کی اور بامتشرع صورت نیک مسلمان ہیں۔

حضرتؒ کے معمولات

اس موقعہ پر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے معمولات کو نہایت اختصار پیش کیا جاتا ہے تاکہ قارئین کرام کو اس ربانی شخصیت کی عملی زندگی سمجھنے میں آسانی ہو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے منجھلے صاحبزادے حضرت مولانا قاری عبیداللہ انور صاحب حضرت لاہوریؒ کی بڑی صاحبزادی صاحبہ اور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے نواسہ حافظ عبدالوحید صاحب نے اندرون خانہ معمولات کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے جانشین مولانا عبداللہ انور صاحبؒ کا بیان ہے کہ:۔ ہم نے اپنی والدہ ماجدہؒ سے متعدد دفعہ سنا تھا کہ جب ہم ابھی بچے ہی تھے تو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ بازار سے سوداسلف خرید کر لایا کرتے تھے۔ والدہ محترمہ کے بیمار ہونے کی صورت میں اپنے ہاتھوں سے آٹا گوندھتے، سالن تیار کرتے اور بیمار کے خاص کھانے کی تیاری بھی خود ہی فرماتے تھے۔ ساری زندگی گھر میں کوئی خادم یا خادمہ رکھنے کی نوبت نہیں آئی کیونکہ والدہ محترمہ تندرستی کی حالت میں گھر کا تمام کام کاج خود ہی کر لیتی تھیں اور ہماری بہنیں آپ کا ہاتھ بٹاتی تھیں۔ جب ہم قدرے بڑے ہوگئے تو سوداسلف کی خرید ہماری ذمہ داری پر چھوڑ دی گئی۔ ہمارے بچپن کے زمانے میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ مکان کے نچلے حصہ سے تیسری منزل تک پانی خود ہی لے جایا کرتے تھے۔ اور والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ قیام سندھ کے ایام میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ دونوں وقت باہر کنویں سے پانی اٹھا کر لاتے تھے اور کنواں گھر سے تقریباً ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ ہفتے میں دو تین دفعہ نماز عصر کے بعد جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے تھے جو جلانے کے کام آتی تھیں۔ اور اسی طرح طالب علمی کے دنوں میں جب آپ امروٹ شریف اور پیر جھنڈا حضرت سندھی اور اپنے چھوٹے بھائیوں (محمد علی صاحب، عزیز احمد صاحب اور رشید احمد صاحب) کے کپڑے دھونا آپ کا عام معمول تھا۔ احقر کی اہلیہ اور ان کی والدہ محترمہ نے

besturdubooks.wordpress.com

کمترین سے بیان فرمایا ہے کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ باہر کا دروازہ بند کر لیتے اور جمعہ کی صبح ہمیشہ اپنے کپڑے اپنے ہاتھ سے صاف کرتے تھے۔ گھر میں چھوٹے بچوں کے کپڑے اماں جی مرحومہ اپنے ہاتھوں سے دھویا کرتی تھیں۔اور جوں جوں بچے اپنی عمر کو پہنچتے گئے اپنا کام اپنے ہاتھوں سے کرتے رہے۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور کا ارشاد ہے کہ کبر سنی میں جب حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو فالج ہو گیا اور وجع المفاصل جیسی موذی امراض نے پریشان کیا۔اور کثرت مشاغل ،نقاہت اور ملاقاتیوں کے انبوہ در انبوہ آنے لگے۔تو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے مجبوراً کپڑے دھونے کے معمول کو ترک فرما دیا۔لیکن حضرت لاہوریؒ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ دھوبی کپڑے صاف کر لیتے ہیں۔مگر پاک نہیں کرتے ہیں۔ایک نیک طبیعت دھوبی نے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے کپڑے صاف کرنے کا وعدہ کیا ہوا تھا۔مگر پھر بھی دھوبی کے دھلے ہوئے اور استری کیے ہوئے کپڑے گھر پر پانی میں تین دفعہ ضرور پاک کیے جاتے تھے۔حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے ابتدائی عمر سے سفید کھدر کا لباس زیب تن فرمایا تو زندگی کے آخری دن تک وہی لباس رہا بلکہ اپنے کفن کی چادریں بھی سفید کھدر سے تیار کروائیں۔حج اور عمرہ سے واپس تشریف لاتے تو احرام کی چادروں کا کفن سلا کر رکھ لیتے اور ان پر دست مبارک سے تحریر فرمایا کرتے تھے ''یہ احمد علی کا کفن ہے''۔حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے چودہ (۱۴) دفعہ حج وعمرہ کی سعادت حاصل کی اور زندگی کے آخری دنوں میں مع اہل وعیال سفر حجاز پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے ساری زندگی حتی الامکان اس بات کی پوری احتیاط فرمائی ہے کہ بے نماز کے ہاتھوں کا پکا ہوا کھانا نہ کھایا جائے اس سلسلے میں بے شمار واقعات موجود ہیں۔جن سے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی اس عادت مبارکہ کی تائید ہوتی ہے۔مگر اس جگہ صرف ایک دو واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

جہاز کے بے نماز عملے کا کھانا نہ کھا کر آٹھ دن کی بھوک برداشت کر لی

1946ء میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ مع اہل وعیال بحری جہاز پر حج کے لئے تشریف لے گئے۔جہاز میں کھانا پکانے والا عملہ بے نماز تھا۔حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ہر روز

besturdubooks.wordpress.com

پون گھنٹہ درس قرآن مجید دیا کرتے تھے۔ جہاز میں سندھی حجاج کرام بھی تھے۔ان کی استدعا پر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سندھی میں بھی تقریر فرمایا کرتے تھے۔اکثر وبیشتر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو فارسی زبان میں بھی مسائل بیان کرنے ہوتے تھے۔کیونکہ افغانستان کے لوگ بھی حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ہم سفر تھے۔علاوہ ازیں آپؒ اپنے اور اُردو وظائف میں مستغرق رہتے تھے۔آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے جہاز میں آٹھ دن تک کھانا نہیں کھایا آپ کھانا پکانے والوں کو نماز پڑھنے کی ہدایت کرتے رہے اور وہ نماز پڑھنے کا وعدہ کرتے رہے مگر آخر دن تک انہوں نے نماز نہیں پڑھی اور نہ ہی حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے ان کا پکا ہوا کھانا کھایا۔ جب یہ جہاز جس کا نام ایس ایس (SS) انگلستان تھا جدہ شریف میں پہنچا تو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ بھوک سے نڈھال ہو رہے تھے۔ساحل پر اترتے ہی آپ نے بھنی ہوئی مچھلی کھائی جس کے نتیجے میں آپ کو پیچش کا عاضہ لاحق ہوگیا اور تقریباً ایک ماہ تک آپ اس تکلیف میں مبتلا رہے لیکن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اس بات پر خوش تھے کہ ہم اس سفر میں کچھ حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں کھونے کے لئے نہیں آئے ہیں الحمد للہ بے نمازیوں کا ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہ کھانے سے دل سیاہ ہونے سے بچ گیا۔اور عبادت الٰہی میں خشوع وخضوع بھی محفوظ رہا۔

(تلخیص از داستانِ خانوادہ)

besturdubooks.wordpress.com

آئیڈیل شخصیت نمبر ۷

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

تاریخ نے ہمارے سامنے کچھ ایسی شخصیات بھی پیش کی ہیں جن کا اچھا کردار ان کے نام کا معنیٰ لازمی ہو کر رہ گیا رستم کا نام آتے ہی بہادری کا نقش ابھرنے لگتا ہے اور حاتم کے نام سے ہی سخاوت مفہوم ہوتی ہے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بھی تاریخ کے ان چند گنے چنے بزرگوں میں سے تھے جن کا نام آتے ہی جرأت وہمت ایمان وغیرت اور بلاغت وخطابت کے نقوش نام کے معنیٰ لازم بن کر آنکھوں کے سامنے نکھرتے ہیں اور تاریخ کے اس عظیم نام سے مردہ رگوں میں خون دوڑنے لگتا ہے۔

مجتہد لوگ مر نہیں سکتے.................. وہ صرف راستے بدلتے ہیں
ان کے نقوشِ قدم سے صدیوں تک.......... منزلوں کے چراغ جلتے ہیں

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ شہزادہ صلح وصفا سیدنا امام حسنؓ کی اولاد میں سے تھے مگر طبیعت پر شہید جور و جفا حضرت امام حسینؓ کا رنگ غالب تھا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی آپ کے اجداد میں سے تھے آپ کے والد کا اسم گرامی ضیاء الدین احمر تھا ان کی شادی حکیم سید احمد اندرابی کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ سے ہوئی اور انہیں سے 1891ء میں عطاء اللہ شاہ بمقام پٹنہ پیدا ہوئے یہیں آپ کے ننھیال تھے۔

ابتدائی تعلیم پٹنہ ہی میں حاصل کی اور یہیں شعر وسخن کا شوق پیدا ہوا اردو گھر کی زبان تھی فارسی ادبیات کی تکمیل نے اس ذوق کو نکھارا اور عربی ادب نے مقصدیت کے خاکے میں علم وہ حکمت کے رنگ بھرے۔ سترہ برس کی عمر میں پنجاب آئے اور اسلامیات کا رخ کیا حافظ قرآن تھے ہی امرتسر کی دینی فضاؤں نے وارث نبوت کی دعوت دی اور دنوں ادیب اریب اور فاضل لبیب

besturdubooks.wordpress.com

مولانا محمد عالم آسی حضرت مولانا العلامہ غلام مصطفےٰ قاسمی اور عالم باعمل عارف اکمل حضرت مولانا نور احمد صاحب امرتسری کے علم وفضل کا بہت شہرتھا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اکابر سے ادب، فقہ اور تفسیر کی تعلیم حاصل کی ازاں بعد حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب خلیفہ اعظم حضرت مولانا تھانویؒ اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن چاٹگامی سے حدیث پڑھی اور امام العصر حضرت مولانا انور شاہؒ سے بھی حدیث کے اسباق تبرکاً سنے قرآن کریم کا گہرا مطالعہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا امتیازی نشان تھا۔

کچھ واقعات وکرامات

شاہ جی کی حاضر دماغی اور حاضر جوابی

حضرت مولانا داؤد غزنوی صاحبؒ نے شکایت کی کہ مولانا مظہر علی اظہر اپنے بیٹے کی شادی پر باجا بجوار ہے ہیں۔ فرمایا بھئی اس سے گلا نہ کرو۔ وہ تو محرم کے دنوں میں باجہ بجوا کر تعزیہ نکالتے ہیں۔ یہ تو بیٹے کی شادی ہے۔ ایک شیعہ نے سوال کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں کیا فرق ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا بڑا فرق ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرید تھے ابوبکر وعثمان رضی اللہ عنہم سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مرید ہی تھے۔ اب سائل حیران ہوا کہ سب صحابہ مرید ہوئے تو آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیا تھے۔ پھر ذرا رک کر فرمایا سب صحابہؓ مرید تھے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مراد تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کی آرزو اور اللہ تعالیٰ سے مانگ کر لئے تھے۔ پھر فرمایا میں بیٹا علی رضی اللہ عنہ کا ہوں۔ نفس بھی چاہتا ہے کہ سب کچھ انہیں کی جھولی میں ڈال دوں مگر عمر رضی اللہ عنہ نہیں چھوڑتے وہ خود کو منواتے ہیں اور بات بھی سچی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نکال دو تاریخ اسلام میں باقی کیا رہ جاتا ہے۔ (بخاریؒ کی باتیں)

شکار کرنے آئے تھے، شکار ہو چلے

مولانا تاج محمود صاحب فرماتے ہیں کہ انہیں حاجی قائم الدین جو کپڑے کے تاجر نے بتایا کہ تقسیم سے قبل وہ آگرہ میں کاروبار کرتے تھے ایک دفعہ آگرہ میں مارکیٹ کی چھت پر جلسہ ہوا

besturdubooks.wordpress.com

۔سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تقریر کر رہے تھے۔شاہ جی نے جب حجازی لے میں قرآن پاک کی تلاوت فرمائی تو ایک نوجوان تڑپ کر دیوار سے چھت پر آ گرا۔مرنے سے تو بچ گیا مگر وجد و مستی کی حالت میں تڑپ رہا تھا۔لوگوں نے اٹھایا تو اس کے پاس سے ایک چھرا برآمد ہوا۔لوگ اسے اٹھا کر سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے پاس لے گئے۔سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا کچھ پڑھ کر پھونکا۔جب ہوش آیا تو محبت سے اسے پاس بٹھالیا۔اس نے انکشاف کیا کہ مجھے تو شاہ جی کے قتل کے لئے بھجا گیا تھا مگر شاہ جی کا قرآن سن کے میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

تحریک ختم نبوت کے بعد جب قید سے رہا ہو چکے تھے۔غالباً 1955ء میں فیصل آباد دھوبی گھاٹ کے میدان میں ضعیفی اور علالت کے سبب بیٹھ کر تقریر فرما رہے تھے۔دوران تقریر کسی نے ایک چٹ بھیج دی۔لکھا ہوا تھا کہ جو لوگ ختم نبوت کی تحریک میں شہید ہو گئے ان کا ذمہ دار کون ہے۔سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے پڑھا تو جوش میں آ کر کھڑے ہو گئے اور گرج کر فرمایا۔سنو ان شہداء کا میں ذمہ دار ہوں نہیں نہیں آئندہ بھی جو حضور اکرم ﷺ کی عزت و ناموس کی خاطر شہید ہونگے۔ان کا بھی میں ذمہ دار ہوں میں کوئی مودودی ہوں کہ مکر جاؤں گا تم بھی گواہ رہو اور پھر آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا اے اللہ تو بھی گواہ رہنا شہداء کا میں خود ذمہ دار ہوں اور جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا اگر میں زندہ رہا اور موقع ملا تو پھر بھی ایسا ہی ہوگا۔اگر کل مسلمان میاں ﷺ کے جوتے کے ایک تسمے پر قربان ہو جائیں تو پھر بھی حق ادا نہیں ہوگا۔ان جملوں سے سامعین تڑپ اٹھے۔لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے فضاء گونج اٹھی۔

اللہ نے تنگ دستی کی لاج رکھ لی

رفیق احمد صاحب (میاں چنوں) بتاتے ہیں کہ ہم تین ساتھی شاہ جی کی خدمت میں ملتان گئے۔دوپہر کا وقت تھا۔پہنچے تو شاہ جی اور قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادیؒ کھانا کھا رہے تھے۔علیک سلیک کے بعد سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے پوچھا کھانا کھاؤ گے؟ میں نے عرض کیا ضرور کھائیں گے۔سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ خود اندر تشریف لے گئے چند منٹ گزرے تھے کہ ایک آدمی دس بارہ روٹیاں اور بھنا ہوا مرغا لے کر آ گیا۔قاضی صاحب نے فوراً آواز دی۔ابا جی (قاضی

besturdubooks.wordpress.com

صاحب شاہ جی کو ابا جی ہی کہا کرتے) آ جایئے کھانے کا بندوبست نہ کیجئے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ باہر تشریف لے آئے اور سامان خوردنی سامنے دیکھ کر کھڑے کھڑے نہایت عاجزی سے کہنے لگے اے داتا تو ہمیشہ اس نافرمان کی لاج رکھ لیتا ہے۔ مجھ جیسے گناہ گار پر تیرے یہ کرم اے اللہ میں تو فقط گندگی کا ڈھیر ہوں جس پر تیرے یہ احسان ہیں۔ عجیب کیفیت میں دیر تک کھڑے اپنی عاجزی اور اللہ کے شکر کا اظہار کرتے رہے۔ ہم کھانے میں مشغول ہو گئے تو فرمایا اب سناؤں اصل بات میں جب کھانا لینے اندر گیا تو اندر سے صاف جواب ملا کہ اب تو کچھ ہے نہیں کہ مہمانوں کو کھلا سکیں۔ پریشان ہو کر جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ دیکھو دکان سے بھی آ سکتا ہے کہ نہیں اتنے میں قاضی تو نے آواز دے دی، جب دیکھا تو پروردگار نے خود بندوبست کر دیا تھا۔ یہ اس کی گدا نوازیاں ہیں۔ (ایضاً)

میں قول کا نہیں عمل کا آدمی ہوں

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے 1952ء دفاع پاکستان کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو صدا دیتے پھریں کہ میں تو شہ وفاداری کے لئے پھرتا ہوں۔ میری انگلی پکڑ کر میرے ساتھ چلو اور جس مقتل میں چاہو ذبح کر دو۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا، ہرگز نہیں ہوگا، میں خوش ہوں میری خوشی بیکراں ہے کہ اس ملک سے انگریز نکل گیا۔ میں دنیا کے کسی حصہ میں بھی سامراج کو دیکھ نہیں سکتا۔ میں اس کو قرآن اور اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔ تم میری راہ کو خود فروشی کا نام نہ دو، میری رائے ہار گئی اور اس کہانی کو یہیں ختم کر دو...... اب پاکستان نے جب بھی پکارا، واللہ باللہ میں اس کے ذرے ذرے کی حفاظت کروں گا۔ مجھے یہ اتنا عزیز ہے کہ جتنا کوئی دعویٰ کر سکتا ہے۔ میں قوال کا نہیں، عمل کا آدمی ہوں اس طرح کسی نے آنکھ اٹھائی تو پھوڑ دی جائے گی۔ کسی نے ہاتھ اٹھایا تو وہ کاٹ دیا جائے گا۔ میں اس وطن اور اسکی عزت کے مقابلے میں نہ اپنی جان عزیز رکھتا ہوں نہ اولاد۔ میرا خون پہلے بھی تمہارا تھا اب بھی تمہارا ہے۔ (ایضاً)

میری ٹوپی لے جا کر ان کے پاؤں پر رکھ دو

16 فروری 1953ء کو وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین لاہور آئے تھے اور بیرون دہلی

besturdubooks.wordpress.com

دروازہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تقریر فرمائی۔ اور اپنی ٹوپی اتار کر فرمایا۔ کوئی یہ میری ٹوپی لے جا کر خواجہ صاحب کے پاؤں میں رکھ دے اور انہیں میرے طرف سے یقین دلا دے کہ وہ مجھے اپنا سیاسی حریف نہ سمجھیں۔ اگر وہ محسن کائنات جناب رسالت مآب ﷺ کی ناموس اور عزت کا تحفظ کر دیں تو میں اپنی زندگی بھر ان کا خدمت گزار رہوں گا۔ حتیٰ کہ ان کے گلے میں اگر سور بھی ہوں گے تو ان کو چراتا رہوں گا۔ پھر ایک لحظ کے لئے خاموش ہو گئے اور پھر آہ بھر کر فرمایا۔ آخر کبھی کوئی پوچھے ہی گا نا کہ بخاری تم نے یہ سب کچھ کس لئے کیا تھا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے اس عاشقانہ انداز سے مجمع تڑپ اٹھا۔ (ایضاً)

استغناء، توکل اور اللہ کی مدد

ایک مرتبہ مکان پر چند احباب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ایک عقیدت مند آیا کچھ دیر بیٹھا، اور جاتے دفعہ مصافحہ کرتے وقت کچھ رقم تھما دی سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فوراً مٹھی کھول دی فرمایا بھئی یہ اپنی ضرورت پر خرچ کر لینا۔ اس نے بہت اسرار کیا۔ مگر سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نہ مانے وہ بے چارہ افسردہ سا ہو کر واپس ہوا۔ عرض کیا شاہ جی آپ نزرانہ قبول فرما لیتے، فرمایا میرے کون سے کارخانے چلتے ہیں۔ مگر میں دینے والوں کی حیثیت دیکھ لیتا ہوں۔ ان لوگوں میں رسم ہے کہ پیر کے پاس خالی ہاتھ نہ جائیں چاہے گھر کے برتن بیچ دیں۔ پیر کو نذرانہ ضرور دیتے ہیں، دینے والا محبت سے دے اور مناسب دے تو قبول کر لیتا ہوں۔ رفتہ رفتہ بات توکل پر آ گئی۔ اس ضمن میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا۔

ایک دفعہ امرتسر میں پیچش سے دربستر تھا محض کھچڑی اور دہی کسی وقت کھا لیتا، ایک روز شام کے قریب گھر سے اطلاع ملی کہ آٹا ختم ہے۔ میں نے کہا صبر کرو حسب معمول شام کو ایک ہمسایا عورت جو عقیدت اور محبت کے باعث آ کر گھر کا کام کر جاتی تھی۔ وہ آئی اور سیدھا جا کر مٹکے کا ڈھکنا اٹھایا کہ (بی بی) کو آٹا گوندھ کر دے تو مٹکا خالی تھا۔ پوچھا بی بی جی آٹا تو ہے نہیں (بی بی) نے کہہ دیا۔ "ہاں! اس وقت آٹا گوندھنے کی ضرورت نہیں، رہنے دو ضرورت ہوگی تو دیکھا جائے گا۔ وہ عورت سمجھ دار تھی، سمجھ گئی اور ضرورت کے مطابق گھر سے آٹا گوندھ کر روٹیاں پکا کر لے آئی۔ بہر

besturdubooks.wordpress.com

حال رات گزر گئی، صبح نماز سے فارغ ہو کر چارپائی ہی پر پڑا ہوا تھا کہ منہ اندھیرے ہی کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون ہے تو کوئی جواب نہ ملا میں چونکہ کئی دن سے پیچش کا مریض تھا۔ اٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ مگر مجبوراً اٹھنا پڑا اور طبیعت پر گراں گزرا کہ یہ کون ہے میری آواز کا جواب ہی نہیں دیتا۔ جب دروازہ کھولا تو ایک نوجوان تھڑے پر ایک پوری بوری آٹے کی رکھے کھڑا ہے۔ علیکم وعلیکم کے بعد میں میں نے اسے سر سے پاؤں تک غور سے دیکھا اور پوچھا کہ تو فرشتہ ہے یا انسان وہ ہنس پڑا اور کہا شاہ جی ہوں تو انسان ہی۔ میں نے کہا یہ اندھرے میں کیا سوجھی کہ آٹے کی بوری آٹھالائے تمہیں کس نے کہا تھا۔ اس نے کہا شاہ جی! میں آپ کا ادنیٰ عقیدت مند ہوں۔ میں نے فلاں بازار میں نئی ہی آٹا پیسنے کی چکی لگائی ہے۔ میں نے منت مانی ہوئی تھی کہ سب سے پہلے ایک بوری گندم شاہ جی کی نذر کروں گا۔ رات چکی نصب کی تھی، جب کام ختم ہوا تو اسی وقت آپ کے لئے آٹا پیس کر رکھ لیا تھا اور اب لے آیا ہوں۔ پھر فرمایا وہ ہمیشہ اس نافرمان اور اس ناکارہ کی آبرو رکھ لیتا ہے۔ یہ محض اس کا فضل وکرم ہے، ورنہ میں اس لائق کہاں ہوں۔ (ایضا)

میری رگوں میں خون نہیں آگ دوڑ رہی ہے

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انورؒ جانشین حضرت لاہوریؒ خدام الدین میں تحریر فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے دوران تقریر فرمایا:۔ میں ان سوروں کا ریوڑ چرانے کو بھی تیار ہوں جو برٹس امپریلزم کی کھتی کو ویران کرنا چاہیں میں کچھ نہیں چاہتا، میں ایک فقیر ہوں اپنے نانا محمد ﷺ کی سنت پر کٹ مرنا چاہتا ہوں۔ اور اگر کچھ چاہتا ہوں تو اس ملک سے انگریزوں کا انخلاء...... دو ہی خواہش ہیں میری زندگی میں یہ ملک آزاد ہو جائے یا پھر تختہ دار پر لٹکا دیا جاؤں۔ میں ان علماء حق کا پرچم لئے پھرتا ہوں جو 1857ء میں فرنگیوں کی تیغ بے نیام کا شکار ہوئے تھے۔ رب ذوالجلال کی قسم مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ لوگوں نے پہلے کب کسی سرفروش کے بارے میں راست بازی سے سوچا ہے؟ وہ شروع سے تماشائی ہیں اور تماشا دیکھنے کے عادی۔ میں اس سرزمین میں مجدد الف ثانی کا سپاہی ہوں، شاہ ولی اللہؒ اور خاندان ولی اللہ کا متبع ہوں۔ سید احمد شہیدؒ کی غیرت کا نام لیوا، اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی جرأت کا پانی دیوا ہوں،

besturdubooks.wordpress.com

میں ان پانچ مقدمہ ہائے سازش کے پابہ زنجیر علمائے امت کے لشکر کا ایک خدمت گزار ہوں جنہیں حق کی پاداش میں عمر قید اور موت کی سزائیں دی گئیں۔ ہاں ہاں میں انہیں کی نشانی ہوں انہیں کی صدائے بازگشت ہوں۔ میری رگوں میں خون نہیں آگ دوڑتی ہے۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ میں قاسم نانوتوی کا علم لے کر نکلا ہوں۔ میں نے شیخ الہند کے نقش قدم پر چلنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ میں زندگی بھر اسی طرح چلتا رہوں گا۔ میرا اس کے سوا کوئی مؤقف نہیں۔ میرا ایک ہی نصب العین ہے۔ برطانوی سامراج کو کفنانا یا دفنانا۔

یہ جوتے سر پر رکھنے کے قابل ہیں

مولانا سید محمد طیب ہمدانی (قصور) فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک بھائی گونگا تھا۔ اس لئے ہم نے اسے کوئی ہنر سکھانا چاہا اس نے ''جفت سازی'' کو پسند کیا اور اس میں خوب مہارت حاصل کر لی۔ اس نے ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے نعلین مبارک کی تصویر دیکھی تو مجھ سے دریافت کیا کہ یہ سرکار دو عالم ﷺ کے نعلین بنا سکتا ہوں پھر ایک روز وہ اسی نقشہ کے مطابق نعلین بنا کر لے آیا۔ اور مجھے پہنا دیئے۔ اور بہت خوش ہوا کچھ روز بعد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ قصور تشریف لائے تو ہمارے ہاں قیام فرمایا۔ اسی دوران انہیں غسل خانہ جانے کی ضرورت پڑی تو میں نے وہی جوتے اس کے آگے کر دیئے جوتے دیکھ کر ٹھٹھک گئے اور فرمایا ہمدانی یہ تو بالکل میاں ﷺ کے نعلین مبارک کے نقشہ کے مطابق ہیں۔ میں نے ساری بات بتا دی فوراً جھکے اور نعلین اٹھا لیئے یہ نعلین پاؤں میں پہننے کے لئے نہیں یہ کہہ کر وہ نعلین اپنے سر پر رکھ لئے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بار بار کہتے جا رہے تھے۔ یہ سر پر رکھنے کے قابل ہیں۔ پھر غسل خانہ میں جا کر ان جوتوں کو اپنے ہاتھوں سے خوب دھو کر صاف کیا اور ان پر ایک وجدائی کیفیت طاری تھی کہنے لگے ہمدانی یہ جوتے مجھے دے دو۔ میں نے عرض کیا ضرور شاہ جی بلکہ یہ تو مجھ پر احسان ہو گا۔

مالی مفاد سے لا پرواہی

کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کسی جلسہ میں شرکت کے لئے میں اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ایک ساتھ گئے ہیں۔ منتظمین نے مجھ سے مشورہ کیا کہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری

besturdubooks.wordpress.com

صاحبؒ کی خدمت میں سفر خرچ کتنا پیش کیا جائے۔ شاہ صاحب نے اپنی فراست سے سمجھ لیا کہ میں نے کوئی رائے دے دی ہے فرمایا کہ حالانکہ میں نے تمام عمر اس کا خیال بھی نہیں کیا۔ آمد و رفت کا کرایہ گھر سے لے کر چلتا ہوں اور خیال نہیں کرتا کہ کوئی ضرور دے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کے ذریعے دے بھی دیا تو میں نے دیکھا بھی نہیں کہ کیا دیا ہے۔ (مولانا محمد علی)

شاہ جی کے کردار کا ایک حسین پہلو

ایک جلسہ میں بعض منتظمین کو شک ہوا کہ جس کے سپرد سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا سفر خرچ ادا کرنا تھا اس نے پورا نہیں دیا بلکہ خیانت کی ہے اب انہوں نے تحقیق کی یہ صورت نکالی، عرض کیا جو سفر خرچ پیش کیا گیا ہے اس میں ایک نوٹ کو تیل لگا ہوا ہے، لایئے ہم اسے بدل دیں، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مسکرا کر فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے پردہ داری کی اجازت نہیں دی''۔ سب لوگ خاموش ہو گئے۔ (مولانا محمد علی)

شاہ جی کے کردار کا ایک پہلو

میرا عمر بھر کا تجربہ ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ میں حسد، عجب، کبر نام کو نہ تھا۔ البتہ خودداری کے پہاڑ تھے۔ کوئی شخص جس فن میں کمال رکھتا ہو، اس فن میں سوائے اپنی اولاد کے کسی کو برداشت نہیں کرتا لیکن سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فن تقریر میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے مگر جب دوسرے شخص کو تقریر کرتے سنتے تو خوشی سے جھومتے اور چہرہ مبارک چاند کی طرح چمکتا، ماشاء اللہ فرماتے اور فرماتے اب میری ضرورت نہیں چنانچہ دو دفعہ ایسا ہوا، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقریر کا اعلان تھا جلسہ میں ہجوم کی وجہ سے تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی لوگ چشم براہ تھے اور ان سے پہلے میری تقریر تھی، میری تقریر کے بعد اعلان کر دیا کہ اس تقریر کے بعد میں تقریر کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ جلسہ برخاست کرتا ہوں انہوں نے ایک مرتبہ نسبت روڈ لاہور اور دوسری بار کمیٹی باغ سرگودھا میں کیا۔ (مولانا محمد علی)

حضرت امیر شریعت کی خطابت کی ایک جھلک

1927ء میں لاہور، راجپال کے خلاف حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی

besturdubooks.wordpress.com

احاطہ میاں عبدالرحیم میں ایک بے مثال تقریر ہوئی۔ اس کا اقتباس جس پر مسلمان بالکل ہی بے خود ورفتہ ہو گئے تھے حسب ذیل ہے۔ اس جلسہ میں مفتی کفایت اللہؒ مولانا احمد سعیدؒ موجود تھے۔ یہ جلسہ مہاشہ راجپال کی کتاب (خاکم بدہن) ''رنگیلا رسول'' کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے منعقد ہوا تھا۔ فرمایا آج مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعیدؒ کے دروازے پر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ ؓ آئیں اور اور فرمایا ہم تمہاری مائیں ہیں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کافروں نے ہمیں گالیاں دی ہیں۔ (پھر ایک زبردست کروٹ کے ساتھ لوگوں کو مخاطب ہو کر کہا کہ جلسہ ہل گیا) ارے دیکھو تو کہیں ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ دروازے پر تو نہیں کھڑی ہیں (جلسہ میں کہرام مچ گیا، لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے) دیکھو دیکھو سبز گنبد میں رسول اللہ ﷺ تڑپ رہے ہیں۔ خدیجہؓ و عائشہؓ پریشان ہیں امہات المؤمنین تم سے اپنے حق کا مطابہ کر رہیں ہیں۔ حضرت عائشہ ؓ جنہیں رسول اللہ ﷺ پیار سے حمیرہ کہا کرتے تھے جنہوں نے رسول ﷺ (فدا امی وابی) کو رحلت کے وقت مسواک چبا کر دی ان کے ناموس پر قربان ہو جاؤ! سچے بیٹے ماں پر کٹ مرا کرتے ہیں۔ (بخاریؒ کی باتیں از سید امین گیلانی)

اب کہاں دنیا میں ایسی ہستیاں

ایک ریٹائرڈ پولیس افسر نے فرمایا کہ ایک مرتبہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مسجد خیر دین امرتسر میں تقریر کر رہے تھے۔ میں ڈیوٹی پر تھا۔ دو بجے شب مجھے اعلیٰ حکام نے طلب کیا۔ اور میری جگہ ایک دوسرا رپورٹر بھیجا۔ میں نے جب اپنی ڈائری ختم کی تو اس میں یہ الفاظ درج کر دئے۔

''سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ رات کے گیارہ بجے سے تقریر کر رہے ہیں اب رات کے دو بجے ہیں ان کی تقریر سے حاضرین جلسہ تو درکنار مسجد خیر دین کے در و دیوار اس کے گنبد و محراب اور حوض کے پانی تک محسور ہو چکے ہیں۔''

خان غلام محمد خاں لونڈ خور نے سنایا کہ میں نے نہ تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو دیکھا ہوا تھا۔ اور نہ اس کا خاص معتقد تھا۔ میرا سیاسی مسلک بھی اس سے جدا تھا۔ ایک دفعہ عشاء کے وقت دلی دروازہ کے باہر سے گزرا تو سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تقریر کر رہے تھے۔ میں بڑے ضروری کام

besturdubooks.wordpress.com

میں تھا۔اس خیال سے رک گیا کہ جس مقرر کی اتنی شہرت ہے اسے پانچ منٹ سن لوں۔میری عادت یہ ہے کہ میں جلسہ میں ایک جگہ نہیں بیٹھ سکتا۔خود اپنے جلسے میں بھی گھوم پھر کر دیکھتا اور سنتا ہوں میں پانچ منٹ تک سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقریر سنتا رہا۔پھر سوچا تھوڑی دیر اور سن لوں ان کا سحر تھا کہ کھڑے کھڑے بیٹھ گیا۔بیٹھے بیٹھے تھک گیا تو لیٹ گیا۔اور لیٹے لیٹے ساری رات تقریر سنتا رہا۔اور ایسے حواس گم ہوئے کہ اپنا کام بھی بھول گیا۔یہاں تک کہ صبح کی اذان بلند ہوئی۔سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تقریر کے خاتمہ کا اعلان کیا تو مجھے خیال آیا کہ او ہو ساری رات ختم ہوگئی۔یہ شخص تقریر نہیں کر رہا جادو کر رہا تھا۔

ایک دفعہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ علی گڑھ کے کسی جلسہ میں تقریر کرنے تشریف لے گئے۔ کالج کے طلباء نے تقریر سننے سے انکار کر دیا۔ایسا ہنگامہ برپا کیا کہ تقریر کرنا محال ہوگیا۔سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے دیکھا کہ بچے برافروختہ ہیں کوئی اور نصیحت کارگر نہیں ہوتی تو فرمایا اچھا بیٹا قرآن مجید کا ایک رکوع پڑھ دیتا ہوں اور جلسہ تمہارے احترام میں ختم کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔طلباء خاموش بیٹھ گئے۔سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے انتہائی دل سوزی سے نیم خورد آواز میں پڑھنا شروع کیا۔چشم و گوش اور در و دیوار جھوم گئے۔تلاوت ختم ہوئی تو فرمایا بیٹا کیا خیال ہے اس کا ترجمہ بھی کر دوں آواز آئی ضرور ترجمہ بھی کر دیجئے۔اب ترجمہ شروع ہوا۔پھر ترجمے کے بعد بعد تفسیر و تشریح کا سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا۔یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تقریر ختم کی طلبہ نے شور مچایا۔شاہ جی خدا کے لئے کچھ اور بیان کیجئے۔سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا بیٹا کبھی پھر آؤں گا تو تقریر سناؤں گا۔گجرات کے مشہور مقدمہ میں جب لدھا رام راپوٹر سی آئی ڈی نے حقیقت حال کا انکشاف عدالت عالیہ میں کیا اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی رہائی ہوگئی تو لدھا رام سے پوچھا گیا کہ آخر تو نے سرکاری ملازم ہوتے ہوئے یہ جھوٹی شہادت دینے سے گریز کیوں کیا اور سچی شہادت سے اپنے آپ کو خطرے میں کیوں ڈالا۔تو اس نے بتایا کہ میں نے سرکاری ملازمت میں ہمیشہ جھوٹی شہادتیں دی ہیں۔اور اس دن بھی شاہ جی کے خلاف جھوٹی شہادت دینے کے لئے تیار ہو کر آیا تھا۔ڈائری میں ردوبدل اگرچہ اعلیٰ حکام کے حکم سے کیا تھا۔لیکن اس میں بہر حال میری بھی رضا مندی شامل تھی۔ہوا یہ کہ جب میں گواہی دینے کے لئے عدالت میں آیا اور شاہ جی کو دیکھا تو

besturdubooks.wordpress.com

رشیوں اور منشیوں کی شکل وصورت کا ایک سچا انسان کھڑا ہے۔ مجھے کسی مخفی طاقت نے ٹوکا کہ یہ شخص اب میری جھوٹی شہادت پر پھانسی کی سزا پائے گا۔ میرا دل لرز گیا میں نے دل ہی دل میں توبہ کی اور عہد کیا کہ دنیا کی ہر مصیبت برداشت کرلوں گا۔ لیکن اس عظیم انسان کے خلاف جھوٹی شہادت دینے کا پاپ نہیں کماؤں گا۔ تب میں شاہ جی کے وکیل کو علیحدگی میں سارا ماجرا بیان کیا۔ ساتھ ہی اپنا ارادہ بھی بتایا۔ لدھارام نے ہائی کورٹ میں شہادت دی اس کی ملازمت گئی تین سال قید سخت کی سزا ہوئی، لیکن سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی معجزانہ رہائی کا باعث بن گیا۔ اس مقدمہ میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ۹ ماہ کے قریب جیل میں رہے۔ جب رہا ہوکر آئے تو تقریروں میں اکثر فرمایا کرتے کہ ایک طرف میں بے نوا تھا میرے غریب ساتھی جیلوں میں مقید تھے۔ میری اولاد کمسن اور میرا والد ضعیف العمر تھا۔ دوسری طرف فرنگی کی صولت وحشمت تھی۔ خزانے اس کے، پولیس اس کی، عدالتیں اس کی، جیل خانے اس کے، سب اختیار واقتدار اس کا تھا، پھر ترنم سے پڑھتے ؎

روح بخت ملاقی ان کا............................ چرخ ہفت طبقانی ان کا

حضرت یوسفؑ کے زندانی ہونے کا واقعہ دہراتے، زلیخا کی الزام تراشیوں کا تذکرہ کرتے، قرآن مجید کی آیت شریفہ...... "**وشھد شاھد من اھلھا**" پڑھ کر لدھارام کو انگریزوں کا گھریلو گواہ کرار دیتے۔ اس مقدمہ سے رہائی کو وہ اللہ کا عظیم احسان کہتے آخر میں فرماتے۔ اے اللہ اس نعمت کے شکرانے میں میں تیری خدمت میں کیا پیش کروں کیونکہ جو نعمت سوچتا ہوں وہ سب تیرے خزانے میں موجود ہے ایک دن تقریر کرتے کرتے جھولی پھیلادی اور فرمایا میرے پاس ایک ایسی چیز ہے جو تیرے شکر نعمت کے لئے پیش کرتا ہوں اور وہ میرے گناہ ہیں میرے پاس ان کے سوا کچھ نہیں پھر یہ بیان کچھ اس عجز وانکسار اور رقت انگیز کے ساتھ پیش کیا۔ کہ لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔

حضرت امیر شریعتؒ سے متعلق اہم بشارتیں

بشارت (۱)

حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھریؒ نے ایک جلسہ عام میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت

besturdubooks.wordpress.com

بیان کرتے ہوئے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خدمات کا بھی ذکر کیا اور فرمایا کہ چونکہ شاہ جی نے اپنی ساری زندگی ختم نبوت کی حفاظت میں صرف کردی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات بھی بلند کردئے اور انہیں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمایا۔ مولانا نے اس مجمع عام میں بتایا کہ مجھ سے ایک بہت بڑے عارف اور بزرگ نے اپنا خواب یوں بیان کیا۔ میں ان کا نام عام لوگوں میں نہیں بتاؤں گا۔ ہاں کوئی خاص شخصیت تنہائی میں دریافت کرے تو بتادوں گا۔ پھر بیان کیا کہ وہ بزرگ فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کی حضور ﷺ ایک جگہ تشریف فرما ہیں دائیں بائیں سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا عمرؓ بیٹھے ہیں اور سامنے ایک تو سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دوسرے حضرت عبدالقادر صاحب رائے پوری بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ کے پاس دو عمامے ہیں آپ ﷺ نے ایک عمامہ سیدنا صدیق اکبر کو دے کر سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ عمامہ اس کے سر پر رکھ دو اس نے ہماری ختم نبوت کی حفاظت کے لئے بڑی محنت کی اور دوسرا عمامہ حضرت رائے پوری کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ ان کے سر پر رکھ دو۔ حضرت صدیق اکبرؓ جب عمامہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے سر پر رکھنے کے لئے بڑھے تو سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے عرض کیا! حضور ﷺ میں نے جو کچھ لیا اپنے حضرت سے لیا ہے۔ (یعنی حضرت رائے پوری سے) اگر مناسب خیال فرمائیں تو پہلے عمامہ ان کے سر پر رکھیں پھر حضور ﷺ سے اجازت لے کر جناب صدیق اکبرؓ نے حضرت رائے پوری کا عمامہ ان کے سر پر پہنایا اور پھر شاہ جی کا عمامہ شاہ جی کے سر پر پہنا دیا گیا۔ (بخاری کی باتیں)

بشارت (۲)

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال نے مجھ سے فرمایا۔ جب حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بستر علالت پر تھے ان دنوں تبلیغی جماعت کے حضرات کی ایک جماعت کویت گئی ہوئی تھی۔ امیر حضرت فرماتے ہیں کہ کویت میں ہمارا مرکز کویت کی مرکزی جامع مسجد میں تھا ایک روز صبح کے وقت ایک سن رسیدہ بزرگ تشریف لائے جن کا نورانی چہرہ ہی ان کی بزرگی کی شہادت دیتا تھا۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگا کہ آپ لوگ پاکستان سے آئے ہیں؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو پوچھا پاکستان میں کوئی سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نام کے بزرگ ہیں میں نے اقرار کرتے ہوئے شاہ جی کا مختصر سا تعارف کرایا اور تعجب سے دریافت کیا کہ آپ انہیں

besturdubooks.wordpress.com

کیسے جانتے ہیں۔اس پر انہوں نے بتایا کہ رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ پھر فرمایا میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ ایک وسیع میدان میں ایستادہ ایک سمت یوں دیکھ رہے ہیں جیسے کسی کا انتظار ہو پھر میں نے دیکھا کہ بہت بڑا ہجوم حضور ﷺ کی طرف آرہا ہے۔ ہر شخص کا چہرہ نہایت نورانی، تابناک اور دل آویز ہے وہ ہجوم حضور ﷺ کے پاس آکر دائیں بائیں دو حصوں میں بٹ گیا۔ کچھ دیر بعد ایسا ہی ایک اور ہجوم نمودار ہوا وہ بھی نہایت خوبرو اور درخشندہ پیشانیوں والے لوگ ہیں۔ حضور ﷺ کے قریب آکر وہ بھی دائیں بائیں تقسیم ہو گئے۔ مگر حضور ﷺ اب بھی اسی طرح اسی جانب دیکھ رہے ہیں، جیسے اب بھی کسی کا انتظار ہو۔ اتنے میں صرف ایک شخص جو نہایت حسین وجمیل ہے آتا دکھائی دیا۔ جب وہ قریب تر پہنچا تو حضور ﷺ آگے بڑھے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ بھی ساتھ ساتھ ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے اس شخص سے مصافحہ کیا سینے سے لگایا اور اس کی پشت پر شفقت سے دست مبارک پھیرتے رہے۔ میں نے کہا یہ پہلا گروہ تو انبیاء کرامؑ تھے۔ دوسرا اصحابہ کرامؓ کا مگر یہ کون شخص ہے جس کا حضور ﷺ انتظار فرما رہے تھے اور اتنی محبت وشفقت کا اظہار فرمایا۔ تو آواز آئی یہ خدام ختم نبوت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پاکستانی ہے خوب بیان کرنے کے بعد اس بزرگ نے فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ وہ بیمار تھے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی وفات ہو چکی ہے۔ امیر جماعت کہتے ہیں جب شاہ جی کی وفات کا علم ہوا تو ہم نے حساب لگا کر دیکھا۔ شاہ جی کی وفات اس روز ہوئی تھی جس کی شب کو اس بزرگ نے یہ خواب دیکھا تھا۔

بشارت (۳)

یہ واقعہ نہ تو خواب کا ہے نہ کشف کا بلکہ عالم برادری اور جیتے جاگتے ماحول کی بات ہے۔ ہمارے شہر شیخوپورہ میں ایک ظریف الطبع ہنس مکھ آدمی جن کی ہر خاص وعام سے بے تکلفی ہے (ان کی عزت نفس کے خیال سے ان کا نام لکھنا مناسب نہیں سمجھتا) ایک روز عصر کے وقت آئے اور میرے ساتھ دوکان کے باہر کرسی پر بیٹھ گئے۔ ہنس کر کہنے لگے شاہ جی آپ سید بادشاہ ہیں۔ بڑے اچھے آدمی ہیں۔ شاعر بھی بڑے کمال کے ہیں میرے دل میں آپ کی عزت بھی ہے اور محبت بھی۔ کاش آپ وہابی نہ ہوتے۔ ان کی یہ ساری باتیں محض دل لگی کی خاطر تھیں۔ پھر کہنے لگے آپ کے

besturdubooks.wordpress.com

بخاری صاحب سید بادشاہ تھے۔ غضب کے خطیب تھے کئی بار میں نے ان کی تقریر سنی۔ خلقت پر جادو کر دیتے تھے۔ مگر تھے وہ بھی وہابی۔ میں نے بھی مزاحاً کہا وہابی کیا چیز ہوتی ہے۔ کہنے لگے یہی کہ لوگ پیروں فقیروں کو نہیں مانتے۔ میں نے کہا ہمارے شاہ جی تو پیروں فقیروں کو بہت مانتے تھے۔ بلکہ خود بھی اونچے درجے کے پیر فقیر تھے اور ساتھ ہی میں نے شاہ صاحب کا ایک واقعہ جس سے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی عظمت اور بزرگی واضح ہوتی تھی سنانا شروع کر دیا۔ وہ سن رہے تھے اور میں نے ان کے چہرے سے اندازہ لگایا کہ ان کو میری باتوں کا یقین نہیں آرہا یا یقین کرنا چاہتے نہیں میں نے بات ختم کی تو کہنے لگے یہ بات واقعی سچی ہے میں ابھی کچھ کہنے لگا تھا کہ کہیں سے ایک کنکر اس زور سے ان کی کنپٹی پر آکر لگا کہ وہ بے اختیار چیخے "ہائے میں مر گیا" اور ساتھ ہی کرسی سے گرنے والے تھے میں نے لپک کر سنبھالا۔ سر دبایا پانی پلایا تب کہیں انہیں ہوش آیا۔ میں نے حیرانی سے چاروں طرف نظریں دوڑائی کہ اچانک یہ بلا کدھر سے آئی۔ دیکھا تو کچھ دور ایک ۹،۸ سالہ لڑکا دزدیدہ نظروں سے ہمارا جائزہ لے رہا ہے۔ میں تاڑ گیا یہ شرارت اسی کی ہے۔ میں بڑی خاموشی سے ادھر ادھر کھسکتا ذرا چکر کاٹ کر اس لڑکے کی پشت کی طرف سے اس کے سر پر جا پہنچا اور پکڑ لیا اور وہ گھبرا کر رونے لگا اور روتے روتے مجھ سے ایک بات کہی میں نے اسے دلاسا دیا کہ تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ مگر یہ بات جو مجھ سے کہی ہے اس شخص کے سامنے بتادے جسے تمہارا پتھر لگا ہے۔ میں اسے ساتھ لے آیا اور کہا اب بتاؤ تم نے اسے پتھر کیوں مارا لڑکے نے کہا اللہ کی قسم مجھے تو یہاں ایک کتا بیٹھا نظر آیا تھا میں نے اسے مارا تھا۔ میں نے لڑکے کو چھوڑ دیا اور ان حضرت سے پوچھا آپ سچ سچ بتائیں آپ نے میری بات کو دل سے جھٹلایا تھا انہوں نے اقرار کیا اور ہاتھ جوڑتے ہوئے کہنے لگے میری توبہ میں نے ایک سید اور بزرگ کے متعلق دل میں شبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت مجھے سزا دے کر تنبیہ کر دی۔ میری توبہ۔ (بخاریؒ کی باتیں از سید امین گیلانی)

(بشکریہ واقعات و کرامات علماء دیوبند، بیس بڑے مسلمان، حیات امیر شریعت)

حضرت امیر شریعت کا آخری وقت

رات اڑھائی بجے اچانک طبیعت خراب ہوگئی اور سانس اکھڑنے لگی ہچکی شروع ہوگئی، گھر

besturdubooks.wordpress.com

میں پریشانی بڑھی اور موت کے سائے ناچنے لگے۔ یہی منحوس خبر صبح گاہی ملتان بھر میں لے اڑی کہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ انتقال کر گئے۔ تمام شہر آخری دیدار کو ان کے گھر آن پہنچا، لیکن ہنوز گل وبلبل کا رشتہ قائم تھا اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ آخری سانس گن رہے تھے۔ حکیم عطاء اللہ خان اور ان کے بیٹے بھی اپنی آخری پونجی آزمانے کو آموجود ہوئے، لیکن وہ بھی اپنے آنسوؤں میں الجھ کر رہ گئے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اُس وقت بیہوشی کے عالم میں تھے اور سانس رُک رُک کر آرہی تھی سورج غم آلود چہرے سے تمام دن اس ماتم میں شریک رہا، وہ اپنے ڈھلتے سائے کو کل کے ماتم میں شریک کرنے کے لئے چھوڑ کر مغرب کی چادر میں جا چھپا۔ شفق نے لالہ وگل کا لباس پہن لیا۔ مؤذن مغرب کی اذان کے لئے اٹھا ہی تھا کہ چھ بج کر پچپن منٹ پر برصغیر کا عظیم خطیب زندگی کے تقریباً بہتر (۷۲) برس گزار کر اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ریڈیو پاکستان نے یہ خبر پونے آٹھ بجے نشر کی۔ لیکن جہاں دل کی تاریں پیوست تھیں، وہاں صبح سے اضطراب تھا، لاسلکی کی تصدیق نے دل کی دھڑکنوں کی رفتار مزید تیز کر دی۔ عشاق ہجوم در ہجوم محبوب کے آخری دیدار کو آنسوؤں کا نذرانہ لے کر گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ کراچی سے پشاور تک کے لوگ، قصبات سے دیہات تک کے عوام جنازے میں شرکت کے لئے آن پہنچے۔ 23 اگست 1961ء نماز ظہر کے بعد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا جنازہ اٹھانے کا اعلان تھا۔ کراچی سے پشاور تک کے لوگ ریل گاڑیوں اور ہوائی جہازوں کے ذریعے جنازے میں شرکت کے لئے تیز رفتاری سے ملتان پہنچ رہے تھے۔ دیہاتیوں کی ٹولیاں اپنے مرشد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے جنازے کے لئے پہنچ رہی تھیں۔ تانگے، لاریاں، سائیکل بھی مصروف تھے کہ ان پر انسانوں کا گلا نہ رہ جائے کہ وہ وقت کے عظیم انسان کی آخری رسم میں شامل نہ ہو سکے۔

نماز ظہر کے بعد جب اس مرد درویش کا جنازہ محلہ تھی شیر خاں سے اٹھایا گیا تو دو لاکھ انسانوں کا سمندر اس کے گرد ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ جنازے کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دیے گئے، تا کہ کوئی ہاتھ اس سعادت سے محروم نہ رہ جائے۔ تاہم ہزاروں سوگواروں کو یہ شکایت رہی۔

besturdubooks.wordpress.com

جنازہ جیسے جیسے اپنی منزل کی طرف بڑھتا گیا، ہجوم در ہجوم لوگ اس میں شامل ہوتے گئے۔ کچہری روڈ سے گزرتا ہوا یہ ماتمی جلوس چار بجے کے قریب ایمرسن کالج کے گراؤنڈ میں پہنچا اور جنازہ کی صفیں درست ہونے لگیں۔ تاریخ ماضی اپنی شہادت لے کر آن پہنچی۔

حضرت امام ابوحنیفہ کی نماز جنازہ کے بعد اس کے دامن میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی نماز جنازہ کا دوسرا واقعہ تھا۔ ورنہ اس سے بیشتر اس قدر ہجوم کسی درویش کے جنازے میں نہیں دیکھا گیا۔ نماز عصر سے ذرا پہلے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی نماز جنازہ ان کے فرزند اکبر سید عطاء المنعم شاہ بخاریؒ نے پڑھائی۔

نماز جنازہ سے فراغت کے بعد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا جسد خاکی دولاکھ سے زائد انسانوں کے کندھوں پر اپنی آخری آرام گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ چند قدموں کا فاصلہ طے کر کے بھاکری قبرستان کے ابتدائی کونے پر (میونسپل کمیٹی کے دیئے ہوئے وسیع خطہ اراضی کو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا خاندانی قبرستان قرار دے کر) سورج کی آخری کرنوں کے دیکھتے دیکھتے لاکھوں انسانوں کے آنسوؤں سے بھیگی ہوئی سینکڑوں من مٹی تلے لحد میں اتار دیا گیا۔ (از حیات امیر شریعتؒ)

صلی اللہ علیہ وسلم

besturdubooks.wordpress.com

آئیڈیل شخصیت نمبر ۸

حضرتِ اقدس مولانا محمد یوسف بنوریؒ

سِلسلہ نسب

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف بنوریؒ نجیب الطرفین سید تھے۔آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور شیخ حضرت سید آدم بنوریؒ کی اولاد میں سے تھے۔

مولد وموطن

بروز جمعرات ٦ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ بمطابق 1908ء بوقت سحر یہ آفتاب علم وعرفان ضلع مرادان میں رشکئی اسٹیشن کے قریب ''مہابت آباد'' نامی بستی میں طلوع ہوا،ضلع انبالہ ریاست پٹیالہ کے ''بنور'' نامی گاؤں حضرت شیخ جدّ امجد سد آدم اقامت پزیر تھے۔ اسی نسبت سے وہ ''بنوری'' کہلاتے اوران کا خاندان ''بنوری'' خاندان کہلانے لگا۔

ابتدائی تعلیم

قرآن کریم اورابتدائی تعلیم اپنے والد ماجدؒ اور ماموں مولانا فضل صمدانی بنوریؒ سے اپنے گھر پر گھڑی میر احمد شاہ پشاور میں حاصل کی،صرف ونحو ودیگرفنون کی ابتدائی کتابیں بھی یہیں زیر درس رہیں۔ابتدائی اساتذہ میں مشہور استاذ شیخ حافظ عبداللہ بن خیر اللہ پشاوریؒ متوفی ۱۳۴۰ھ ہیں پھرامیر حبیب اللہ خان کے دور میں کابل (افغانستان) کے ایک مدرسہ میں تعلیم حاصل کی اور فقہ، اصولِ فقہ،منطق ،ادب ، بیان وغیرہ۔علوم وفنون کی کتابیں پشاور اور کابل کے علماء سے پڑھیں، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے اس دور کے اساتذہ میں قاضی القضاۃ مولانا عبدالقدیرؒ افغانی

besturdubooks.wordpress.com

المقانی (افغانستان جلال آباد کے محکمہ شرعیہ کے قاضی مرافعہ) اور شیخ محمد صالح القیلغوی افغانی وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ باقی ماندہ علوم وفنون کی کتابیں علماء دیوبند سے پڑھیں، ۱۳۴۵ھ سے ۱۳۴۷ھ تک دارالعلوم دیوبند میں طالب علم رہے اور وہاں محقق العصر مولانا شبیر احمد عثمانی اور امام العصر ،محدث جلیل حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے اجلہ مشائخ میں سے تھے۔ حوادث ایام ابتلا آتِ زمانہ کی وجہ سے جب امام العصرؒ اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ دارالعلوم دیوبند چھوڑ کر ڈابھیل منتقل ہوگئے تو شیخ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نور اللہ مرقدہ بھی اپنے شیخ امام العصر مولانا محمد انور کشمیریؒ کے ساتھ چلے گئے اور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے ہی فارغ التحصیل ہوئے۔ فراغت کے بعد 1930ء میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اپنے والد ماجدؒ کو اصرار و خواہش پر ایک ماہ کی قلیل مدت میں تیاری کر کے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ چار سال تک پشاور میں جمیعتہ العلماء کے پلیٹ فارم پر سیاسی و دینی خدمات انجام دیتے رہے اور جمعتہ العلماء پشاور کے صدر بنا دئے گئے۔ بعد میں اپنی جوانی کے اس قیمتی وقت کے سیاست کے نذر ہونے پر افسوس کا اظہار فرماتے تھے، پشاور کے قیام کے دوران بھی حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ مدرسہ رفیع الاسلام بھانہ ماڑی میں تدریس کے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔

امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہٗ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے خصوصی اور سب سے بڑے شیخ ہیں، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اپنے شیخ کے سچے عاشق اور محبِّ صادق تھے، ان کی ایک ایک ادا کو اپنے اندر جذب کر لیا تھا، ان کی محبت سے آخر تک سرشاد رہے اور کسی نہ کسی مناسبت سے اس انداز سے ان کا ذکر خیر فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی اپنے شیخ سے مل کر آرہے ہیں، ان کے ملفوظات ایسے محفوظ کر رکھے تھے ہو بہو انہیں الفاظ میں بیان کیا کرتے تھے۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے امام العصر سے ہی اعلیٰ تعلیم کے مراحل طے کئے، اور سب سے زیادہ فیض اٹھایا۔ سفر وحضر میں ان کے خادم اور ایک سال سے زیادہ عرصہ تک شب وروز ہمہ دم ان کے رفیق رہے۔ شیخ العصرؒ نے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی جانفشانی، لگن، محبت، عقیدت ومحبت کو دیکھ کر اتنا اثر لیا کہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو اپنے ساتھ ملحق کر لیا اور"

besturdubooks.wordpress.com

ضرب الخاتم'' کے حوالے''اسفارِاربعہ'' سے نکانے کا کام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے سپرد کیا اوراس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی محنت و بلند ہمتی کو دیکھ کرفرمایا کرتے تھے کہ جو آپ کرر ہے ہیں اگر سیف اللہ شاہ دو گھنٹے کرے تو چیخ اٹھے اور واقعی حقیقت بھی یہی تھی، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ چوبیس گھنٹے میں دو تین گھنٹے آرام کرتے اور بقیہ سارا وقت اپنے شیخ کی خدمت میں صرف کرتے ، اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کا صلہ یہ دیا کہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کوبھی اپنے شیخ کے رنگ میں رنگ دیا اور بے نظیر محدث ، بے بدل عالم جلیل القدر محقق ، بلند پایہ فقیہہ ، اعلیٰ درجہ کا مفسر ، اونچے درجہ کا ادیب وشاعر بنا دیا۔ ہمارے شیخ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اپنے شیخ امام العصرؒ کا پرتو اور اسلاف کا چلتا پھرتا نمونہ تھے جنہیں دیکھ کر خدا یاد آتا اور ایمان تازہ ہوتا تھا ۔

ان کی صورت دیکھ کر آنے لگی یاد خدا..............................نور رخ ان کا چراغِ راہ عرفان ہو گیا

شیخ العصرؒ کی بے لوث خدمت ہی کا صلہ تھا کہ شیخ العصرؒ کی وفات کے بعد یہ ہونہار شاگرد اپنے شیخ کے لگائے ہوئے باغ کا رکھوالا بنا اور ڈابھیل کے جامعہ اسلامیہ کا شیخ الحدیث وصدر مدرس بننے کا شرف حاصل ہوا، نیز جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کی مجلس علمی نے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو مجلس کا باقاعدہ رکن بنایا اور 1937ء میں اپنی بعض کتب کی طباعت کے سلسلہ میں قاہرہ بھیجا، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی زیرنگرانی ''نصب الرایہ'' اور ''فیض الباری'' جیسی بلند پایہ علمی وتحقیقی کتابیں طبع سے آراستہ ہوئیں، جن کے حسن طباعت کی آج بھی دنیا داد دینے پر مجبور ہے۔ اسی سفر میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے مصر، یونان، ترکی اور حجاز مقدس کا سفر کیا اور مفوضہ علمی خدمت کو انجام دیا۔ ڈابھیل میں قیام کے داران جمعتیہ العلماء صوبہ گجرات کے بھی صدر بنائے گئے اور بمبئی اوقاف کمیٹی کے بھی منتخب کیئے گئے اور پاکستان آنے تک ڈابھیل میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔

ہجرت

قدرت الہیہ اس آفتابِ عالمتاب کو صرف ڈابھیل تک محدود نہ رکھنا چاہتی تھی لہٰذا حضرت

besturdubooks.wordpress.com

مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی ہجرت کے اسباب پیدا ہونا شروع ہوئے اور مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا بدر عالم مدنیؒ نے پاکستان آنے پر اصرار کیا چنانچہ 16 جنوری 1951ء کو پاکستان تشریف لے آئے، جب حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ پاکستان پہنچے تو مرکزی وزراء نے آپ کا استقبال کیا، مولانا عثمانیؒ اور مولانا مدنیؒ کے اصرار و دعوت پر دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈوالہ یار (ضلع حیدرآباد سندھ) میں شیخ التفسیر رہے اور وہاں تین سال تک تشنگان علم تفسیر وحدیث کو سیراب کرتے رہے اور پھر بعض ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے وہاں سے کراچی منتقل ہو گئے۔ 1953ء میں نیوٹاؤن کراچی میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ کی بنیاد رکھی اور شروع میں فارغ التحصیل علماء حضرات کی تربیت کے لئے درجہ تکمیل کا افتتاح کیا، بعدازاں دورۂ حدیث کے درجہ کا اجراء کرنا پڑا بالآخر درسِ نظامی کے تمام درجات کرنا پڑے، حضرت شیخ مولانا محمد یوسف بنوریؒ فرماتے تھے کہ عام طور پر مدارس کا افتتاح تحتانی درجات سے ہوتا ہے پھر اوپر کو ترقی ہوتی ہے، مگر یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے یہاں ترتیب اس کے برعکس ہوئی، ہم نے پہلے فارغ التحصیل حضرات کی تکمیل وتربیت کا ارادہ کیا تھا مگر مطلوبہ استعداد کے فارغ التحصیل میسر نہیں آتے تھے اس لئے مجبوراً دورۂ حدیث کا درجہ جاری کیا اور دورۂ حدیث کی تیاری کی خاطر نیچے کے درجے بھی جاری کرنا پڑے۔

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو اللہ تعالیٰ نے نہایت پاکیزہ اور اعلیٰ اوصاف سے نوازہ تھا، طلبہ کی راحت وآرام کا بہت خیال رکھتے تھے، بہترین سطح کھانے پہننے کی عمدہ اشیاء عمدہ اور صاف ستھری جگہ، ٹھنڈے پانی کے کولر، صاف ستھرے وکشادہ اور آرامدہ کمرے، دوا علاج کے مصارف، ماہانہ وظیفہ الگ، صبح ناشتہ کا خصوصی انتظام، غرض کہ اپنے بچوں سے زیادہ طلبہ کا حیال رکھنا یہ سب ان کی توجہ، عنایت اور طلبہ سے محبت کا بہترین نمونہ ہیں۔

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ میں تواضع بے انتہا تھی، نام نمود اور شہرت سے بہت متنفر تھے، باوجود اس کے کہ مدرسہ کے لئے ساری بھاگ دوڑ خود کی، خون پسینہ ایک کیا، بانی، مہتمم، مدیر وشیخ سب کچھ خود ہی تھے لیکن کبھی یہ پسند نہ کی کہ ان میں سے کسی ایک نام سے انہیں پکارا جائے بلکہ اس سے بچنے کے لئے کسی دوسرے کو آگے بڑھا دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے اس اخلاص، تواضع اور للّٰہیت کا صلہ دن دونی رات چوگنی ترقی کی صورت میں روز بروز دے

besturdubooks.wordpress.com

رہے تھے، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے اسی اخلاص، اسی تواضع اور اسی للّٰہیت کا ثمر آج دنیا کے سامنے ''مدرسہ عربیہ اسلامیہ'' کی شاندار عمارت کی شکل میں ہے جو چند سال پہلے ویرانہ تھا۔

حضرت شیخ مولانا محمد یوسف بنوریؒ ایک مدت سے ''وفاق المدارس العربیہ'' کے صدر تھے ۱۳۹۴ھ بمطابق 1974ء میں آپ کے شدید انکار کے باوجود آپ کو ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا امیر منتخب کیا گیا، تحریک کے دوران مسلمانوں کی متفقہ ''مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' کی قیادت بھی حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے سپرد کی گئی۔ ۱۳۹۰ھ بمطابق 1970ء سے مجلس دعوت وتحقیق اسلامی کی بنیاد رکھی اور اس کے سرپرست رہے، کراچی یونیورسٹی کی طرف سے شعبہ معارف اسلامیہ وادب عربی کے لئے انتخاب اساتذہ کمیٹی کے رکن مقرر کیے گئے، کثرت مشاغل کی بناء پر اس سے مستعفی ہونا چاہا لیکن قدردان کہاں ماننے والے تھے آخر تک منظور نہ کیا گیا، یہ سب کچھ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے اسی اخلاص وللّٰہیت اور تواضع کا ثمر تھا۔

چند اوصاف وواقعات اور کرامات

جرأت ومردانگی

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ فراغت کے بعد ایک عرصہ تک سیاست میں بھرپور دلچسپی لیتے رہے۔ جمعیت علماء سرحد کے ناظم منتخب ہوئے۔ اپنی پرخلوص اور مدلل تقاریر سے عوام کو ایک نیا شعور اور احساس دیا۔ دلوں میں اسلامی محبت اور دینی معرفت کی شمع روشن کی۔ اور وادیٔ سیاست کے پرخار میدان میں پیش آنے والے مصائب کو بصد صبر وتحمل برداشت کیا۔ مخالفین کے بیہودہ اور بے بنیاد الزامات کو مسکرا کر سنا۔ گرفتاری کی نوبت بھی آئی۔ لیکن جزبۂ صادقہ میں کسی قسم کی لچک اور کمزوری نہیں آئی۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے اس دور سے متعلق ایک واقعہ حضرت مولانا لطیف اللہ صاحبؒ نے سنایا، جس سے ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی بے خوفی وبے باکی، جرأت وہمت اور شجاعت ومردانگی کا پتہ چلتا ہے۔

اسلامیہ کالج پشاور میں قادیانیوں نے اپنے کارندوں کے تعاون سے ایک جلسہ کا اہتمام کیا۔ حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے تلمذ کے ناطہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے دل میں

besturdubooks.wordpress.com

قادیانیوں کے خلاف عام مسلمانوں سے کہیں زیادہ نفرت تھی۔ اس لئے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو اس جلسہ کے انعقاد پر انتہائی پریشانی تھی۔ اور ہم نے اس جلسہ کو غیرت اسلامی کے لئے ایک چیلنج تصور کیا اور اس کے مضر اثرات اور زہریلے نتائج سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے مذکورہ جلسے کو ناکام بنانے کی ٹھانی۔ جلسہ کے روز میں اپنے تلامذہ کو اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اپنے متعلقین کو لاٹھیوں سے مسلح کر کے جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ جلسہ کے آغاز میں منتظم جلسہ نے اس اجتماع کی صدارت کے لئے ایک قادیانی کا نام لیا۔ صدر جلسہ کا نام سنتے ہی حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے کمال شجاعت و مردانگی سے اعلان کیا کہ اس جلسہ کی صدارت مولانا عبدالمنان صاحب کریں گے۔ میں نے مولانا کی تائید کر دی۔ ہماری اس دلیرانہ حرکت نے قادیانی منتظمین کو آپے سے باہر کر دیا۔ ان کے چہرے سرخ ہو گئے، اور آنکھیں انگارے بن گئیں۔ وہ تلملا کر بولے، صدارت کی نامزدگی کا حق تمہیں کس نے دیا؟ تو تکرار شروع ہوگئی۔ اسی اثناء میں ایک کڑیل قادیانی خاموشی سے میری پیٹھ پر حملہ آور ہوا۔ لیکن اس نے ابھی لاٹھی اٹھائی ہی تھی کہ ہمارے احباب اور تلامذہ نے اسے پکڑ لیا۔ اس کے ساتھ ہی ہمارے دیگر رفقاً بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے قادیانیوں کی وہ درگت بنائی کہ انہیں بھاگتے ہی بنی۔ چنانچہ جلسہ گاہ پر ہمارا قبضہ ہو گیا۔ مرزائی اپنی ذلت و پسپائی پر باہر کھڑے دانت پیس رہے تھے۔ حتیٰ کہ جلسہ گاہ میں اپنی بچھائی ہوئی دری لینے کی بھی ان کو ہمت نہ ہوئی اور ان کی لجاجت اور منت و سماجت کے بعد ہم نے ان کو دری دی۔ اس واقعہ کے بعد مرزائیوں کو جلسہ کرنے کی کبھی ہمت نہ ہوئی۔

کفن بردوش سپاہی

ختم نبوت کی تحریک زوروں پر تھی۔ پاکستان کا ہر باعزت شہری کسی نہ کسی طور پر اس مقدس تحریک میں شریک تھا اور کاروانِ تحریک کے قائد ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ تھے۔ اس وقت کا ایک واقعہ حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ نے یوں بیان فرمایا:

"ان دنوں حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ پر سوز و گداز کی جو کیفیت طاری رہتی تھی، وہ الفاظ کے جامۂ تنگ میں نہیں سما سکتی۔ تحریک کے دنوں میں جو آخری سفر حضرت مولانا محمد یوسف

besturdubooks.wordpress.com

بنوریؒ نے کراچی سے ملتان، لاہور، راولپنڈی اور پشاور تک کا کیا اس کی یاد کبھی نہ بھولے گی۔ کراچی سے روانہ ہوئے تو حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ پر بیحد رقت طاری تھی اور جناب مفتی ولی محمد سے فرما رہے تھے۔ ''مفتی صاحب! دعا کیجئے حق تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں۔ میں کفن ساتھ لئے جا رہا ہوں۔ ''مسئلہ حل ہو گیا تو الحمد للہ ورنہ شاید بنوریؒ زندہ واپس نہ آئے گا''۔ حق تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے سوزِ دروں کی لاج رکھ لی اور...... قادیانی ناسور کو جسدِ ملت سے کاٹ کر جدا کر دیا گیا۔'' (ماہنامہ بینات ذوالحجۃ ۱۳۹۷ھ)

حق گوئی و بے باکی

1968ء میں جب ادارہ تحقیقات اسلامی کی طرف سے ایک بین الاقوامی اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی (جس کا اہتمام ادارۂ تحقیقات کے سابق ڈائریکٹر ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب نے کیا تھا۔) تو اس کے پہلے ہی اجلاس میں ایک مقرر نے حضرت عمرؓ کی اوّلیات کو غلط انداز میں پیش کر کے آزاد اجتہاد کے لئے گنجائش پیدا کرنی چاہی اور اس کے لئے انداز بھی ایسا اختیار کیا کہ جیسے قوت اجتہادیہ میں حضرت عمرؓ اور ہمارے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اس محفل میں عالم اسلام کے معروف اور جیّد علماء موجود تھے۔ لیکن اس موقع پر اس بھرے مجمع میں جن صاحب کی آواز سب سے پہلے گونجی وہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ تھے انہوں نے مقرر کی تقریر کے دوران ہی صدر محفل مفتی اعظم فلسطینؒ سے خطاب کر کے فرمایا۔ سیدی الرئیس! " ارجو کم ان تلجموا هذا الخطیب ادجو کم ان تلجموه، ماذا یقول؟ " ترجمہ: جناب صدر! ان مقرر صاحب کو لگام دیجئے۔ براہ کرم ان کو لگام دیجئے، یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ ان کے یہ بلیغ الفاظ آج بھی کانوں میں گونج رہے ہیں۔ (مولانا تقی عثمانی صاحب البلاغ شمارہ ذوالحجۃ ۱۳۹۷ھ)

غناءِ نفس

ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ میں عزم کی ایسی مضبوطی، خلوص کا ایسا جذبہ، ارادے کی ایسی پختگی اور استغفار کا ایسا جوہر پایا جاتا تھا، جس کی بدولت حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ ہر قسم کی ترغیبات اور مصائب کے باوجود زہد و استغناء کے راستے پر زندگی بھر گامزن رہے۔

besturdubooks.wordpress.com

بڑی بڑی رکاوٹیں، اور عظیم تر حوادث انہیں اس راستہ سے نہ ہٹا سکے۔ زخارفِ دنیا کی چمک دمک سیم وزر کی چکا چوند، ظاہری لذائذ اور عارضی منافع کی کشش حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے پائے استقلال میں جنبش پیدا نہ کر سکی۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے اپنے علم وعمل، فہم و ذکاوت اور خداداد شہرت وعزت کو جلبِ زر اور حصولِ منفعت کے لئے بھی کبھی استعمال نہ کیا۔

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کا معمول تھا کہ تعلیمی سال کے آغاز میں قدیم وجدید طلباً کی تصحیح نیت کے لئے تقریر فرماتے جس میں طلباً سے اس بات کا عہد لیا کرتے کہ وہ اس مدرسہ میں علم دین کو صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی اسلام کی بقاء اور حفاظت کی غرض سے حاصل کریں گے۔ اغراضِ دنیا اور ظاہری عیش وراحت کے حصول کی نیت سے نہیں.........اور علم دین کو نفسانی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ بنانے والے کو اس بچے کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے، جس کے ہاتھ میں اس کے باپ نے گوہر نایاب تھما دیا ہو مگر وہ کم فہم بچہ اس بے مثل گوہر کے عوض دکان دار سے چھل لے کر خوش ہو جائے۔ اور بڑے غصہ میں فرمایا کرتے کہ "شقی اور ملعون ہے وہ شخص جو علم دین کو حصول دنیا کے لئے استعمال کرتا ہے۔ ایسے بدبخت سے سر پر ٹوکری اٹھا کر مزدوری کرنے والا بدرجہا بہتر ہے"۔ اور پھر صریح الفاظ میں اعلان فرماتے "جو طالب علم اس مدرسہ میں اسلامی شکل وشباہت اختیار کیے بغیر رہنا چاہتا ہے اور جس کے دل میں علم دین کے ذریعہ دنیا کو حاصل کرنے کی تمنا ہے وہ ہمارے مدرسہ میں نہ رہے۔ ورنہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اور مدرسہ کے ساتھ بدترین خیانت ہوگی"۔

مجھے اللہ دے گا

افریقہ کے کسی ملک کا سرمایا دار حاضر خدمت ہوا۔ باتوں ہی باتوں میں اس نے اپنی عمارت اور فارغ البالی کا ذکر کیا۔ اور سرمایہ دارانہ مزاج کے مطابق اپنے مال وزر کی کثرت اور کاروبار کی وسعت کا تذکرہ کیا اور پھر کہنے لگا۔ "اس مدرسہ کو جتنا سرمایا درکار ہو میں دینے کے لئے تیار ہوں"۔ اظہار ایثار خوب تھا، مگر اس میں تعلّی اور تکبر کی جو بو تھی۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے مزاجِ لطیف پر گراں گزری۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے اسے ایسا جواب دیا کہ وہ اپنا

besturdubooks.wordpress.com

سامنے لے کر رہ گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ ان ''دار ثانِ رسول'' کے حضور ہمارے سیم وزر کی کوئی وقعت نہیں اور ہمارا مال و دولت ان کی فطر میں ریگِ صحرا سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا۔ ''مجھے تمہارے پیسے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میرا اللہ مجھ کو دے گا، یہ مدرسہ ہم نے اسی کے توکل پر قائم کیا ہے''۔ بات دل سے نکلی تھی، دل پر اثر کر گئی۔ شخص مذکور استغناء کے اس بدیع النظیر جوہر کا مشاہدہ کر کے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے اپنے ملک واپسی کے بعد بیٹے کو حصول تعلیم کے لئے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ کس کس واقعہ کو تحریر کیا جائے۔ اس ''درویش'' کے شانہ پر تو شاہ بھی اپنے ہدایا کی قبولیت کے منتظر دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن انجام کار نہیں حسرت و یاس کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

ایک سال پہلے غالباً دوبئی کے حکمران کی جانب سے ملاقات کی دوبارہ درخواست پر بھی حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے ملنے سے انکار کر دیا۔ 1974ء کی تحریک بالکل آخری مرحلہ میں تھی۔ بھٹو حکومت کے ایک رکن رکین نے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ قدس سرہٗ کو پیغام بھیجا کہ ''قائد عوام'' آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے جواب دیا۔ ''17 ستمبر کے بعد ملیں گے''۔ زندگی کے اس دور میں جب حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی بے سروسامانی انتہاء پر تھی۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو حکومت کی جانب سے سفارتی سطح پر بڑے بڑے عہدوں کی پیش کش کی گئی لیکن حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے اسے ٹھکرا دیا۔

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے اوصاف میں سب سے منفرد اور ممتاز نعمت جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو عطا کی تھی وہ نعمت خلوص تھی، جس کی نظیر تاریخ کے اوراق میں تو کہیں کہیں نظر آتی ہے لیکن حال کا دامن اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

(تلخیص ماہنامہ بینات اشاعتِ خاص)

besturdubooks.wordpress.com

آئیڈیل شخصیت نمبر ۹

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا آبائی وطن دیو بند ہے جو ضلع سہارنپور یوپی میں برصغیر کا مشہور ترین قصبہ ہے، یہیں حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی ولادت ۱۳۱۴ھ میں شعبان کی تقریباً بیس (۲۰) تاریخ کو ہوئی، شمسی حساب سے یہ جنوری 1897ء تھا۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کے دادا نے نام ''محمد مبین'' رکھا تھا لیکن حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کے والد بزرگوار نے ولادت کی اطلاع کا خط اپنے شیخ حضرت گنگوہی کو لکھا تو حضرت گنگوہی نے جوب میں نام ''محمد شفیع'' تجویز فرمایا۔ خط کے الفاظ یہ ہیں: ''تولد فرزند سے مسرت ہوئی، نام اس کا محمد شفیع رکھنا''

بچپن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ صاحب نے بزرگان دین کے ساتھ والہانہ عقیدت ومحبت اپنے والد بزرگوار سے وراثت میں پائی تھی، کھیل کود کی نوبت کم ہی آتی تھی۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی عادت تھی کہ جب بھی موقع ملتا، اپنے والد برزگوار کے ساتھ اکابر علماء وصلحاء کی بابرکت مجلسوں میں جا بیٹھتے۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمد حسن صاحبؒ کی مجلس کی حاضری اکثر ہوتی تھی۔

بچپن کا ایک واقعہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے اپنے بچپن کا واقعہ کئی بار مجلسوں اور مواعظ میں سنایا کہ ایک مرتبہ میں اور میرے رشتہ دار بھائی عاقل صاحب سرکنڈوں سے کھیل رہے تھے۔ بھائی عاقل مجھ سے بڑے تھے، انہوں نے میرے سارے سرکنڈے جیت لئے۔ مجھے اتنا شدید غم ہوا کہ آج

besturdubooks.wordpress.com

تک یاد ہے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجھ سے زیادہ کوئی مظلوم نہیں، بالکل لُٹ گیا ہوں۔ پھر فرمایا کہ آج وہ واقعہ یاد کر کے ہنسی آتی ہے کہ سرکنڈے جیسی حقیر چیز کی کتنی وقعت ومحبت دل میں تھی کہ سرکنڈے جیت لئے تو مالا مال، ہار گئے تو گویا لٹ گئے پھر فرمایا کہ آخرت میں بھی ہمارا یہی حال ہوگا کہ جنت کی نعمتوں کے سامنے دنیا کی بڑی بڑی نعمتیں ہیچ نظر آئیں گی اور اور ہم اپنی نادانی پر ہنسا کریں گے کہ بھلا دنیا کی حکومت واقتدار، مال ودولت، جائیداد اور ساز وسامان بھی اس قابل چیز تھی کہ ہم ان کو دل میں ذرا بھی جگہ دیتے ہم کیسے نادان تھے کہ ان کے لئے لڑتے جھگڑتے تھے۔

ابتدائی تعلیم

پانچ سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کی تعلیم جناب حافظ محمد عظیم صاحب کے پاس دارالعلوم دیوبند میں شروع فرمائی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ؒ کی نھیال قاضی پور ضلع مظفر نگر میں تھی۔ بچپن میں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ وہاں بکثرت جانا ہوتا تھا، ایک مرتبہ جب حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ؒ قرآن شریف غالباً ناظرہ ہی پڑھتے تھے وہاں کچھ زیادہ دنوں کے لئے جانا ہوا تو تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے آپ کو وہیں کے ایک مکتب میں عارضی طور پر بٹھا دیا گیا، طبیعت میں لطافت بچپن سے تھی۔ دیہاتی مکتب کا ماحول اور اسی مزاج کے استاد کا انداز تعلیم سخت اجنبی اور صبر آزما تھا، بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ یہاں کی روزمرہ میں داخل تھی اور مار پٹائی صبح شام کا مشغلہ۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ؒ کو ایسے ہولناک مناظر سے کہاں واسطہ پڑا تھا، ایک روز استاد نے کسی بچے کو رسی سے باندھ کر ڈنڈے سے مارا تو حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ؒ فرماتے تھے کہ مجھے یہ دیکھ کر ہی دہشت سے تیز بخار ہوگیا۔ غرض قرآن شریف کی ناظرہ تعلیم بھی دارالعلوم دیوبند ہی میں ہوئی۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ؒ کے والد بزرگوار کی خواہش تھی کہ آپ کو قرآن شریف حفظ کرائیں، کچھ پارے حفظ بھی کئے تھے مگر جسمانی طور پر بچپن سے کمزور تھے، حفظ کی محنت برداشت نہ ہوسکی، مگر چند پارے، جو اس وقت حفظ کر لئے تھے عمر بھر یاد رکھنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ؒ یہ پارے اکثر نفلوں اور تہجد میں پڑھا کرتے تھے۔ قرآن کریم کی تعلیم سے فراغت کے بعد دارالعلوم ہی میں خط واملاء کی مشق اور فارسی کی تمام مروجہ کتابوں کی تعلیم اپنے والد

besturdubooks.wordpress.com

محترم سے حاصل کی، حساب اور فنون ریاضی اقلیدس وغیرہ اپنے چچا جناب منشی منظور احمد صاحبؒ مدرس دارالعلوم دیو بند سے پڑھے اور فن تجوید اپنے عربی علوم کے رفیق درس جناب قاری محمد یوسف صاحب میرٹھی سے (جو عرصی دراز تک آل انڈیا ریڈیو سے تلاوت قرآن فرماتے رہے) حاصل کیا۔ عربی نحو وصرف اور فقی کی ابتدائی کتابیں بھی فصول اکبری، ہدایۃ النحو، اور منیۃ المصلّی تک اپنے والد موصوف سے فارسی تعلیم کے ساتھ ہی پڑھ لی تھی۔اس طرح تعلیم قرآن کے بعد تقریباً پانچ سال فارسی، ریاضی وغیرہ کی پوری تعلیم اور عربی کی ابتدائی کتب میں صرف ہوئے۔

درس نظامی اور آپ کے اساتذہ

۱۳۳۰ھ میں جب حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی عمر سولہ سال تھی، اصول فقہ اور ادب وغیرہ کی متوسط کتابیں دارالعلوم دیو بند کے درجہ عربی میں با قاعدہ داخل ہو کر شروع فرمائیں۔
حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی تھی اس میں ہر طرف علم وعرفان اور زہدو تقویٰ کے بے مثال پہاڑ تھے جن کی رگ رگ سے علوم ومعارف کے بے شمار چشمے نکل کر عالم اسلام کو سیراب کر رہے تھے، اس روح افزا ماحول میں آپ نے جن یکتائے روزگار اساتذہ سے استفادہ کیا، ان کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کا جنید، کرخی، ابن حجر اور رازی اور غزالی بنایا تھا، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

''اگر ہم اپنے بزرگوں کے تبحر اور باطنی کمالات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہ کرتے تو ہمیں اپنے قدیم اسلاف، تابعین، تبع تابعین کے حیرت ناک دینی کمالات کا مشاہداتی علم نہ ہوسکتا۔'' حقیقت یہ ہے کہ ان حضرات نے اپنے کمال علم اور پختگی کردار سے قرون اولیٰ کی وہ داستانیں تازہ کر دیں تھی جن پر تاریخ انسانی ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کے اساتذہ کرام میں یہ حضرات خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

(۱) فخر المحدثین حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ۔

(۲) مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن دیو بندی صاحب عثمانیؒ

(۳) سابق مہتمم دارالعلوم دیو بند حضرت مولانا محمد احمد صاحب ابن حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ

besturdubooks.wordpress.com

(۴) شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب دیوبندیؒ
(۵) عارف باللہ حضرت مولانا سید میاں اصغر حسین صاحبؒ
(۶) شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب قدس سرہ
(۷) جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا رسول خاں صاحبؒ
(۸) حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی صاحبؒ

کچھ واقعات وکرامات اور اوصاف

طلبِ علم میں انہماک

علمی ذوق حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی زندگی کے ہر شعبے پر ہمیشہ غالب رہا، زمانہ طالب علمی میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ جس انہماک اور جانفشانی سے اپنے اسباق کی طرف ہمہ تن متوجہ رہے اس کی مثالیں دور حاضر میں نایاب ہیں۔ عربی تعلیم باقاعدہ شروع فرمانے کے وقت سے دارالعلوم ہی گویا آپ کا گھر تھا، اسباق سے فارغ ہو کر اپنے ہم سبقوں کو روزانہ کے اسباق کی طرح تکرار (اعادہ) کراتے تھے کہ استاذ کی تقریر کا پورا چربہ اتر جاتا تھا، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کا تکرار طلبہ میں بہت مقبول تھا۔ طلباء اتنی اہمیت سے اس تکرار میں شریک ہوتے کہ مستقل ایک درس کی سی صورت بن جاتی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے ایک مرتبہ طلبہ دارالعلوم کراچی کو تکرار کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ”میں مقامات کے تکرار میں شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ کی پوری تقریر کا اعادہ اسی ترتیب سے کیا کرتا تھا جس طرح استاذ محترم نے بیان کی تھی۔ بعض اوقات استاذ محترم نے بیان کی تھی۔ بعض اوقات استاذ محترم لاعلمی میں تکرار سنتے اور مجھے بعد میں پتا چلتا کہ وہ سن کر بہت خوش ہوئے ہیں۔

اکثر صبح کو دارالعلوم جا کر رات ہی کو واپسی ہوتی اور بعض اوقات رات کو بھی وہیں مولسری کے درخت کے نیچے کھلے فرش پر سو جاتے۔ تکرار عموماً رات کو ہوتا تھا اور جب گھر واپسی ہوتی تو کبھی رات کا ایک بج جاتا کبھی دو۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے دارالعلوم کراچی کے طلبہ کو ایک مرتبہ نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

besturdubooks.wordpress.com

''رات کو والدہ، میرا انتظار کرتی تھیں کہ کھانا گرم کر کے دیں، ان کے انتظار میں مجھے تکلیف ہوتی تھی، بڑی منت سماجت سے اس پر راضی کیا کہ میرا کھانا ایک جگہ رکھ دیا کریں۔ سردیوں کی راتوں میں شوربہ اوپر سے بالکل جم جاتا اور اوپر صاف پانی رہ جاتا۔ میں وہی کھا کر سو جایا کرتا۔'' دیوبند حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کا وطن تھا اور تمام اعزہ واقرب کے گھر یہیں تھے لیکن طالب علمی میں ان کے یہاں جانے کا وقت بھی نہیں ملتا، نہ محلے کے ہم عصر لڑکوں سے دوستانہ تعلقات کی نوبت آئی، حتیٰ کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کو دیوبند کے جو ایک چھوٹا سا قصبہ ہے تمام راستے بخوبی معلوم نہ تھے۔ تعلیمی انہماک کے باعث کسی اور کام کی فرصت ہی نہ تھی۔ جب کچھ وقت ملتا، حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت میں جا بیٹھتے، آپ کی ذہانت علمی ذوق اور صلاح وتقویٰ کے باعث آپ کے اساتذہ کی مشفقانہ توجہ ہمیشہ آپ پر مرکوز رہی۔

ایک مرتبہ حضرت نانوتویؒ کے مخصوص شاگرد و مرید اور مدرسہ عبدالرب دہلی کے بانی حضرت مولانا عبدالعلی صاحبؒ تشریف لائے۔ معزز مہمان اور دوسرے اساتذہ کرام کے ساتھ دارالعلوم کے اس وقت کے مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ کھڑے تھے۔ قریب سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ بغل میں کتابیں دبائے گزرنے لگے تو مہتمم صاحب نے بلایا اور معزز مہمان سے فرمایا: ''یہ دارالعلوم کا ایسا طالب علم ہے کہ اسے اپنی کتابوں کے علاوہ کسی چیز کا ہوش نہیں، نہ اپنے کپڑے کی خبر ہے، نہ جان کی کتاب کا کوئی سوال پوچھو تو محققانہ جواب دے گا۔''

مولانا عبدالعلی صاحبؒ نے دیکھتے ہی فرمایا ''یہ تو مولوی یٰسین صاحب کا لڑکا معلوم ہوتا ہے''۔ مولانا کا قیافہ مشہور تھا۔

ایک مرتبہ شرح جامی کا امتحان شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب کے پاس تھا۔ اس وقت تک حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے کوئی کتاب مولانا عثمانیؒ سے نہیں پڑھی تھے، تحریر سے نہ پہچان سکے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کا نہایت ممتاز اور محققانہ پرچہ دیکھ کر حیرت ومسرت ضبط نہ کر سکے، پرچہ لے کر فوراً مہتمم صاحب کے پاس آئے اور پوچھا یہ کون طالب علم ہے اس نے تو اس کتاب کی شرح تصنیف کر دی ہے۔ یہ سنتے ہی مہتمم صاحب فرط مسرت سے امتحان گاہ میں تشریف لائے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اس وقت کسی اور امتحان کا پرچہ لکھ رہے تھے۔ آپ

besturdubooks.wordpress.com

کو بلا کر تمام طلبہ کے سامنے کھڑا کیا اور آپ کے سر پر ہاتھ رکھ کر پرچہ کی غیر معمولی خوبی کا اعلان فرمایا۔ (تلخیص حیات مفتی اعظمؒ)

وقت کی قدر شناسی

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت والد صاحبؒ کو وقت کی قدر و قیمت کا بڑا احساس تھا اور حضرت والد صاحبؒ اپنے آپ کو کسی نہ کسی کام میں مشغول رکھتے تھے، اور حتیٰ الامکان کوئی لمحہ فضول جانے نہیں دیتے تھے حضرت والد صاحبؒ کے لئے سب سے زیادہ تکلیف کی بات یہ تھی کہ وقت کا کوئی حصہ ضائع چلا جائے حضرت والد صاحبؒ سنت کے مطابق گھر والوں کے ساتھ ضروری، اور بسا اوقات تفریحی گفتگو کے لئے بھی وقت نکالتے تھے، لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آپکے دل میں کوئی الارم لگا ہوا ہے جو ایک مخصوص حد تک پہنچنے کے بعد آپ کو کسی اور کام کی طرف متوجہ کر دیتا ہے، چنانچہ گھر والوں کے حقوق ادا کرنے کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اپنے کام میں مشغول ہو جاتے، سفر ہو یا حضر، حضرت والد صاحبؒ کا قلم چلتا ہی رہتا تھا، ریل گاڑی میں تو آپ ایسی روانی سے لکھتے تھے جیسے ہموار زمین پر بیٹھے ہوں، اور تحریر میں کوئی خاص بگاڑ بھی عموماً پیدا نہیں ہوتا تھا، حد یہ کہ احقر نے حضرت والد صاحبؒ کو موٹر کار، بلکہ موٹر رکشہ تک میں بیٹھ کر لکھتے دیکھا ہے، حالانکہ کار اور رکشہ کے جھٹکوں میں لکھنا انتہائی دشوار ہوتا ہے، مگر حضرت والد صاحبؒ ہلکے پھلکے خطوط اس میں بھی لکھتے تھے، یہاں تحریر کے طرز میں کچھ تبدیلی پیدا ہوتی، لیکن خط پھر بھی آسانی سے پڑھ لیا جاتا تھا۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ وقت کی وسعت کے لحاظ سے مختلف کاموں کی ایک ترتیب ہمیشہ ذہن میں رکھتے، اور جتنا وقت ملتا اس کے لحاظ سے وہ کام کر لیتے جو اتنے وقت میں ممکن ہو، مثلاً اگر گھر میں آنے کے بعد کھانے کے انتظار میں چند منٹ مل گئے تو ان میں ایک خط لکھ لیا، یا کسی سے فون پر کوئی مختصر بات کرنی ہو تو وہ کر لی گھر کی کوئی چیز بے ترتیب یا بے جگہ ہے تو اسے صحیح جگہ رکھ دیا، کوئی مختصر سی چیز مرمت طلب پڑی ہے، تو اپنے ہاتھ سے اس کی مرمت کر لی، غرض جہاں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو طویل کاموں کے درمیان کوئی مختصر وقفہ ملا، حضرت مولانا

besturdubooks.wordpress.com

مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے پہلے سے سوچے ہوئے مختلف کاموں میں سے کوئی کام انجام دے لیا۔
ایک روز لوگوں کو وقت کی قدر پہچانے کے لئے نصیحت کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ ہے تو بظاہر ناقابل ذکر سی بات، لیکن تمہیں نصیحت دلانے کے لئے کہتا ہوں کہ مجھے بے کار وقت گزارنا انتہائی شاق معلوم ہوتا ہے، انتہا یہ کہ جب میں قضاء حاجت کے لئے بیت الخلا میں جاتا ہوں تو وہاں بھی خالی وقت گزارنا مشکل ہوتا ہے، چنانچہ جتنی دیر بیٹھنا ہوتا ہے، اتنے اور کوئی کام تو ہو نہیں سکتا، اگر لوٹا میلا کچیلا ہوا تو اسے دھولیتا ہوں۔ وہ اسی طرح زندگی کے چھوٹے چھوٹے معاملات میں زاویہ نظر درست فرما کر انہیں عبادت بنا دینے کی فکر میں رہتے تھے۔

طرز معیشت

حضرت مولانا صاحبؒ کا طرز معیشت ہمیشہ انتہائی سادہ رہا، ساری عمر ایک ہی لباس اور ایک ہی سی وضع قطع کے پابند رہے، طرز بودوماند میں ہمیشہ تواضع، سادگی اور مسکنت کی جھلک نمایاں رہی، آمدنی کے لحاظ سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ پر مختلف قسم کے دود گزرے، دارالعلوم دیوبند میں پندرہ (۱۵) روپے سے لے کر پینسٹھ (۶۵) روپے تک حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی ماہانہ تنخواہ رہی، اس کے بعد مدت تک کوئی مستقل ذریعہ آمدنی نہیں تھا۔ پاکستان آنے کے بعد ابتدائی زمانہ میں بہت عُسرت میں بسر ہوا، پھر وہ دور بھی آیا کہ بورڈ تعلیم اسلام کی رکنیت کے زمانہ میں ایک ہزار روپے ماہانہ الاؤنس ملنے لگا، لیکن اتار چڑھاؤ کے مختلف زمانوں میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا طرز معیشت یکساں ہی رہا، نہ عسرت کے زمانے میں کبھی بخل سے کام لیا، نہ فراخی کے دور میں کبھی اسراف سے، البتہ آمد وخرچ ہمیشہ انتظام کے ساتھ فرماتے، ہر قسم کے اخراجات کی الگ الگ مدیں مقرر تھیں، جتنی آمدنی ہوتی، ضرورت کے لحاظ سے مختلف مدوں میں تقسیم ہو جاتی، اور جس مد میں جتنے پیسے ہوتے اسی لحاظ سے خرچ بھی فرماتے، زمانہ دراز تک یہ معمول رہا کہ ماہانہ اخراجات کا تحریری حساب رکھتے، وہ کاپیاں اب تک محفوظ ہیں جن میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ چھوٹے چھوٹے اخراجات بھی لکھ کر رکھتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تھوڑی آمدنی میں کام چلانے کے لئے بخل کی نہیں، انتظام اور قناعت کی ضرورت

besturdubooks.wordpress.com

ہے، اگر انسان اپنی آمدنی کو انتظام کے ساتھ خرچ کرے تو تھوڑی رقم میں بھی کام بن جاتا ہے اور بد نظمی کرے تو قانون کا خزانہ بھی کافی نہ ہو۔

مزید فرماتے ہیں کہ لوگ معاشی تنگی کو دور کرنے کے لئے آمدنی بڑھانے کی فکر میں رہتے ہیں، حالانکہ آمدنی کا بڑھنا غیر اختیاری عمل ہے، اور جو کام اپنے اختیار میں ہے، اسے پہلے کرنا چاہیے، یعنی یہ کہ اخراجات کم کئے جائیں، اور قناعت اختیار کی جائے جتنی آمدنی جائز زرائع سے بس میں ہو، اخراجارت کا معیار اسی کے مطابق رکھا جائے۔

بورڈ تعلیمات کا الاؤنس بھی چند سال جاری رہا، اور وہ بھی اسی شان استغناء سے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ اپنی زندگی کے کسی کام کا مدارس پر نہیں رکھا تاکہ دینی ضرورت داعی ہو تو استعفاء دینے میں کوئی معاشی مسئلہ کبھی رکاوٹ نہ بن سکے۔ اس کے بعد پھر وہی کیفیت تھی کہ کوئی مستقل ذریعہ آمدنی نہ تھا، دارالعلون کراچی کی بنیاد پڑ چکی تھی، مگر اس سے حضرت مولانا مفتی صاحبؒ نے تنخواہ لینا پسند نہیں فرمایا۔ جب تنگی زیادہ ہوئی اور قرضوں کا بار بڑھ گیا تو دارالعلوم کی مجلس منتظمہ کی درخواست پر پانچ سو روپے ماہوار لینا منظور فرمالیا، لیکن اس شرط کے ساتھ کی جب اللہ تعالیٰ فراخی عطا فرمائیں گے تو یہ رقم واپس کردی جائے گی، کچھ دنوں کے بعد ترقی معکوس فرمائی اور پانچ سو روپے کے بجائے تین سو روپے ماہانہ لینا شروع کردئے، اور پھر کچھ دنوں کے بعد کچھ لینے کا سلسلہ بالکل بند کردیا، جتنی رقم اس وقت تک دارالعلوم سے لی تھی، اس کا پورا پورا حساب اپنے پاس رکھا، اور اس کی واپسی کی فکر میں رہے یہاں تک کہ پھر وہ وقت بھی آیا کہ جتنی تنخواہ اس عبوری دور میں دارالعلوم سے لی تھی، اس کی پائی پائی واپس کردی۔

بزرگوں سے سنا ہے کہ اللہ والے دنیا کے تمام کاروبار عام انسانوں کی طرح انجام دیتے ہیں، لیکن دنیا کی محبت اس کے دل میں نہیں ہوتی، اس جملے کی مکمل عملی تفسیر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی زندگی میں دیکھی گئی۔ حضرت مولانا مفتی صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے کسب معاش کے لئے تجارت، زراعت اور اجارہ تینوں سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشی، تجارت اس طرح کی کہ صرف پانچ سو روپے کے سرمائے سے دارالاشاعت کا کام شروع کیا، جو کتابوں کی نشرواشاعت کی شکل اختیار کر گیا۔ زراعت اس طرح فرمائی کہ دیوبند میں باغ لگایا، اس کے علاوہ کتابت اور جلد

besturdubooks.wordpress.com

سازی کا کام بھی کیا، اور تنگ دست سے لے کر وسعت وفراخی تک ہر قسم کے سرد وگرم چکھے، لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دنیا کی محبت حضرت مولانا مفتی صاحبؒ کی چھو کر بھی نہیں گئی جس کی واضح مثال یہ ہے کہ دیوبند میں عمر کا بیشتر حصہ حضرت مولانا مفتی صاحبؒ نے ایک تنگ کمرے میں گزارا، آخر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے وسعت دی تو خود اپنے شوق سے ایک کشادہ مکان بنوایا، اس کی ایک ایک اینٹ پر محنت خرچ کی، یہاں تک کہ وہ حضرت مولانا مفتی صاحبؒ کی راحت کا بہترین سامان بن گیا۔

حضرت مولانا صاحبؒ کو شجر کاری کا بھی شوق تھا، اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر نیت صحیح ہو تو درخت لگانا بھی ایک صدقہ جاریہ ہے، جب تک وہ درخت قائم رہے گا، اس سے جتنے آدمی فائدہ اٹھائیں گے، درخت لگانے والے کو ثواب ملے گا، چنانچہ دیوبند ہی میں ایک باغ لگایا جس میں بڑے شوق اور محنت سے مختلف پھلوں، بالخلوص آم کے درخت جمع کئے، لیکن اس اثناء میں پاکستان بن گیا، اور ہجرت کا مرحلہ اس وقت آیا کہ جب باغ میں پہلا پھل آ رہا تھا، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ یہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے چلے آئے اور اکثر تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ: ''بفضلہٖ تعالیٰ جس روز اس گھر اور اس باغ سے قدم نکالا تھا وہ گھر اور باغ میرے دل سے نکل گئے، اور اب مجھے بعض اوقات سوچ کر بھی اس گھر کے بعض حصوں کا نقشہ یاد نہیں آتا۔'' چنانچہ ساری عمر کبھی ایک مرتبہ حضرت مولانا مفتی صاحبؒ کو اس باغ کا حسرت سے تذکرہ کرتے نہیں دیکھا۔

اسی طرح کراچی آنے کے سات سال بعد اللہ تعالیٰ نے لسبیلہ ہاؤس میں وسیع اور آرام دہ مکان عطا فرمایا لیکن چند سال اس میں مقیم رہنے کے بعد دار العلوم کی ضرورت داعی ہوئی کہ اپنا قیام یہاں منتقل فرمالیں، چنانچہ اس کشادہ اور آرام دہ مکان کو چھوڑ کر یہاں تشریف لے آئے، اور ایسے تنگ مکان میں سال ہا سال گزارہ کیا جس کی چھتیں ناپختہ تھیں، اور برسات کے موسم میں کمرہ بری طرح ٹپکتا تھا، لیکن یہاں آنے کے بعد لسبیلہ کے مکان کی راحت وآرام کو یاد کرتے کبھی نہیں دیکھا۔ غرض دنیا کی بڑی سے بڑی منفعت کے ہاتھ سے نکل جانے پر کبھی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو حسرت کرتے نہیں پایا۔ اور بہادر شاہ ظفر مرحوم کا یہ شعر جو آپ ایسے موقع پر پڑھا کرتے تھے، آپ کے قلب کی کیفیت کی تصویر تھا۔

besturdubooks.wordpress.com

یہ کہاں کا فسانہ سود و زیاں ، جو گیا سو گیا ، جو ملا سو ملا
کہو دل سے کہ فرصت عمر ہے کم جو دلا تو خدا ہی کی یاد دلا

ایک طرف دنیا کی بے وقعتی کا یہ استحضار تھا، لیکن دوسری طرف یہ پہلو کبھی نظر سے اوجھل نہیں ہوا کہ دینا میں جو چیز جائز اور حلال طریقے سے میسر آجائے، وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اس کا یہ حق ہے کہ اس کی ناقدری نہ کی جائے، چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اپنی مملوک اشیاء کو حفاظت کے ساتھ رکھتے۔ اور اس بات کی کوشش کرتے کہ کوئی چیز ضائع نہ ہونے پائے، بلکہ کسی نہ کسی کام آجائے۔ کاغذ کے جو ٹکڑے تحریر سے بچ جاتے انہیں احتیاط سے جمع کرتے رہتے، ان کی ایک جگہ مقرر تھی، اور گھر میں جب کبھی کسی کو کوئی مختصر پرچہ لکھنا ہوتا، وہاں پہنچ جاتا، وہاں ہے سائز کے کاغذ کے پرزے مل جاتے تھے۔ جو پیکٹ ڈاک سے آتے ان کی ستی کو ضائع کرنے کے بجائے ایک مخصوص جگہ پر رکھوا دیتے، اور گھر کا ہر فرد ضرورت کے وقت وہاں سے تسلی لے کر استعمال کرتا۔ دعوتوں کے جو کارڈ آیا کرتے، کبھی ان کی پشت پر کوئی کلمہ حکمت اور کبھی کوئی شعر وغیرہ لکھ کر اسے کہیں لٹکا دیتے، یا کسی کو دے دیتے۔ اگر کوئی چیز کبھی گم ہو جاتی تو اسے اجمالی طور پر تلاش ضرور کرتے، خواہ وہ ایک پائی ہی کیوں نہ ہو، اور حضرت مولانا مفتی صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ بڑی ناقدری کی بات ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی اس عطا سے اپنے آپ کو مستغنی سمجھ کر اسے تلاش ہی نہ کرے۔

انفاق فی سبیل اللہ

حضرت مولانا مفتی صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کا بہت شوق تھا، اور آپ مصارف خیر میں حصہ لینے کی تلاش میں رہتے تھے چنانچہ مصارف خیر کی جتنی صورتیں عام طور سے ہوتی ہیں، ان میں سے شاید ہی کوئی صورت ایسی بچی ہو جن پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے عمل نہ فرمایا ہو انفاق کا یہ معمول تنگی اور فراخی ہر حال میں جاری رہا، اور اس کے لئے جو طریق کار اختیار فرمایا تھا وہ بڑا سبق آموز اور لائق تقلید تھا۔

حضرت مولانا مفتی صاحبؒ کا یہ معمول تھا کہ زکوٰۃ ادا کرنے کے علاوہ آپ کے پاس جو

besturdubooks.wordpress.com

کچھ بھی رقم آتی تو اس کا ایک معین حصہ فوراً معارف خیر میں خرچ کرنے کے لئے علیحدہ فرما لیتے تھے، اور طے یہ کیا ہوا تھا کہ آمدنی اگر محنت سے حاصل کی ہوئی ہے تو اس کا بیسواں حصہ (یعنی پانچ فیصد) اور اگر کسی محنت کے بغیر حاصل کی ہے (مثلاً انعام، ہدیہ، تحفہ وغیرہ) تو اس کا دسواں حصہ (یعنی دس فیصد) فوراً علیحدہ نکال لیا جائے۔

حضرت مولانا مفتی صاحبؒ کے پاس ہمیشہ ہر قسم کے اخراجات کی الگ الگ مدیں مقرر تھیں، ایک صندوقچی میں مختلف تھیلے یا لفافے رکھے رہتے تھے، جن پر اس مد کا نام درج ہوتا تھا مثلاً ''خانگی اخراجات، آمد ورفت کے اخراجات'' وغیرہ، اسی صندوقچی میں ایک تھیلا حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے پاس ہمیشہ رہتا تھا جس پر ''صدقات ومبرات'' لکھا رہتا تھا۔ تنگدستی کا زمانہ ہو یا فراخی کا آمدنی کا مذکورہ حصہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ فوراً اس تھلی میں رکھ دیتے تھے اور جب تک یہ حصہ ''صدقات ومبرات'' کی تھیلی میں نہ چلا جاتا، اس وقت تک اس آمدنی کو استعمال نہیں فرماتے تھے۔ اگر دس روپے بھی کہیں سے آئے ہیں تو فوراً اس کے چھوٹے نوٹ بدلوا کر ایک روپیہ اس تھیلی میں رکھنے کا اہتمام فرماتے تھے۔

حضرت مولانا صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اس طریق کار کی برکت یہ ہوتی ہے کہ جب کوئی خیرات کا مصرف سامنے آتا ہے تو اس وقت سوچنا نہیں پڑتا کہ اس میں رقم کہاں سے دی جائے؟ بلکہ یہ ''صدقات ومبرات'' کا تھیلا ہر وقت یاد دہانی کراتا رہتا ہے کہ اس کا کوئی مصرف تلاش کیا جائے۔ دوسری طرف حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتے تھے جو کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے، لیکن ضرورت مند ہیں، اور اس قسم کے افراد کی ایک فہرست ہمیشہ نظر میں رکھتے تھے۔ آمدنی کا دسواں اور بیسواں حصہ تو ایک معین مقرر تھی، اس کے علاوہ جب بھی موقع ملتا اس تھیلی میں مزید رقمیں شامل فرما دیتے، اس طرح کبھی اس تھیلی کو خالی نہیں دیکھا گیا۔ اس کے ذریعے کتنے انسانوں کی حاجت روائی ہوئی، اور کتنے مصارف خیر جاری ہوئے، یہ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، نہ جانے کتنوں کا ماہانہ وظیفہ مقرر تھا، کتنے افراد کو کوئی چھوٹا موٹا کاروبار کرا کر معاشی ترقی کے راستے پر لگا دیا، کتنے افراد کی رہائش کا انتظام فرما دیا، اور کتنے افراد کی کسی دوسری طرح ضروریات پوری کرنے میں مدد دی۔

besturdubooks.wordpress.com

روپیہ خرچ کر دینا تو پھر بھی نسبتہً آسان ہوتا ہے، لیکن ایسے مصروف انسان کے لئے یہ بات بے حد مشکل ہوتی ہے کہ خود جا جا کر لوگوں کی براہ راست خبر گیری کرے، اور اپنی نگرانی میں ان سے کام کرائے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا معمول یہی تھا کہ وہ اپنے متعلقین اور رشتہ داروں میں خود جا کر ان کی ضرورتیں معلوم فرماتے، اور ان کی ضروریات پوری کرنے میں روپیہ کے علاوہ وقت اور محنت بھی صرف فرماتے تھے، اور اس معاملے میں قریب اور دور کی رشتہ داری کے درمیان کوئی امتیاز نہ تھا، ہندوستان کے دور دراز گاؤں میں کوئی دور پرے کا رشتہ دار آباد ہے تو اس کے حالات سے بھی باخبر رہتے۔ ایک ایسے ہی گاؤں میں ایک بیوہ خاتون تھی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو پتا چلا کہ ان کا مکان برسات میں ٹوٹ پھوٹ گیا ہے، اس زمانے میں ایک تو ہندوستان روپیہ بھیجنا کارے دارتھا، دوسرے حسب عادت صرف روپیہ بھیجنے سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی تسلی نہ ہوئی، کیونکہ خاتون کے لئے خود مکان کی مرمت کرانا دشوار تھا، لیکن حضرت مولانا مفتی صاحبؒ نے نہ جانے کس کس طرح دوسرے ملکوں کی معرفت روپیہ ایک دوسرے صاحب کو بھجوایا، اور ان کے ذریعے مکان کی مرمت کرائی۔

حضرت مولانا مفتی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے یہی کافی نہیں ہے کہ روپیہ اپنے پاس سے نکال کر دیا جائے، بلکہ اس کو صحیح مصرف تک پہنچانا بھی انسان کی اپنی ذمہ داری ہے، اس لئے حکم یہ ہے کہ "زکوٰۃ نکالو" بلکہ حکم یہ ہے کہ "زکوٰۃ ادا کرو"۔ لہٰذا لوگوں نے جو طریقہ اختیار کیا ہوا ہے کہ زکوٰۃ نکال کر جس کو چاہے پکڑا دی، اس سے ذمہ داری پوری نہیں ہوتی، بلکہ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ ایسے مستحقین کی ایک فہرست نگاہ میں رکھے جو کسی سے مانگتے نہیں، لیکن ضرورت مند ہیں۔ غرباء کی امداد کے علاوہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو صدقہ جاریہ کا خاص شوق تھا، جب کسی مسجد کی تعمیر کی خبر سنتے تو اس میں کچھ نہ کچھ حصہ لینے کی کوشش فرماتے۔ دارالعلوم میں دو کمرے اس مقصد کے لئے اپنے خرچ سے تعمیر کرائے اور اور انہیں مسجد پر وقف کر دیا، اپنے والدین کے متعدد صدقات جاریہ میں رقمیں لگائیں، دارالعلوم کے کتب خانہ میں بہت سی کتابیں وقف فرمائیں، یہاں تک کہ اپنا ذاتی کتب خانہ بھی وقف فرما گئے، جو کم از کم ایک لاکھ روپے کی مالیت کی کتابوں پر مشتمل ہوگا۔

besturdubooks.wordpress.com

معاملات کی صفائی

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو معاملات کی صفائی کا بے حد اہتمام تھا، آپ فرمایا کرتے تھے کہ بدیانتی سے کسی کے حق کو غصب کر لینا تو گناہ عظیم ہے ہی، حسابات و معاملات کو مجمل، مبہم یا مشتبہ رکھنا بھی بہت خطرناک غلطی ہے جس کا نتیجہ بعض اوقات بدیانتی ہی کی شکل میں نکلتا ہے۔ بعض لوگوں کی نیت بدیانتی کی نہیں ہوتی، لیکن معاملات کے گڈمڈ ہونے کی وجہ سے بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ خاص طور پر باپ بیٹوں، بہن بھائیوں، استاد شاگرد، شیخ و مرید اور بے تکلف تعلقات میں اس قسم کی صورتیں بکثرت پیش آتی ہیں، مثلاً باپ بیٹوں نے مل جل کر ایک مکان بنوایا، اور حساب کچھ نہ رکھا کہ کس نے کتنی رقم خرچ کی ہے، اور یہ بات بھی واضح نہ کی کہ مکان کس کی ملکیت ہوگا اور اس طرح معاملات کو مبہم رکھ کر مکان میں رہتے بستے رہے، شروع میں تو بظاہر اس سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی، لیکن آگے چل کر جب مکان کی تقسیم یا وراثت کا سوال آتا ہے تو آپس میں شدید جھگڑے اٹھتے ہیں اور مقدمہ بازی تک نوبت پہنچتی ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا معمول ساری عمر یہ رہا کہ معاملہ بیٹے سے ہو یا بھائی سے دوست سے ہو یا رشتہ دار سے، شاگرد سے ہو یا مرید سے ہمیشہ واضح، غیر مشتبہ اور عموماً تحریری شکل میں فرماتے تھے۔ اور آخر تک کی بات پہلے سے طے فرما لیتے تھے۔ حد یہ کہ اپنے بیٹوں سے کوئی لین دین ہوتا تو اس کی حیثیت بھی عام طور سے لکھ کر معین فرما دیتے، ایک مرتبہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے کچھ کتابیں اپنے بیٹے مولانا محمد زکی کیفی صاحب مرحوم کو فروخت کیں، انہوں نے رقم بھیجی جو شاید چند سو روپے تھی تو حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے باقاعدہ اس کی تحریری رسید الگ کاغذ بنا کر بھیجی کہ اتنے روپے فلاں فلاں کتابوں کے عوض میں مولوی محمد زکی سلمہ سے وصول پائے، غرض حدیث میں جو ارشاد ہے کہ:

"تعاشروا کالا خوان وتعاملوا کالا جانب"

(ترجمہ)...... رہو بھائیوں کی طرح، مگر معاملات اجنبیوں کی طرح کرو۔

اس ارشاد گرامی پر جس اہتمام کے ساتھ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو عمل کرتے

besturdubooks.wordpress.com

دیکھا، اس کی نظیر کہیں اور دیکھنے میں نہیں آئی۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اپنے روپے پیسے کے حسابات ہر وقت بالکل مکمل اور تازہ ترین صورتحال کے مطابق رکھتے تھے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی صندوقچی میں بہت سی امانتیں رہتی تھیں اور ذاتی رقوم کی بھی مختلف مدات تھے۔ لیکن ہر مد بالکل واضح اور اس پر لکھی ہوئی ہدایات قطعی طور پر غیر مشتبہ ہوتی تھی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ بحمدللہ میرے تمام معاملات ہر وقت اتنے واضح رہتے ہیں کہ اگر ابھی دنیا سے اٹھ جاؤں تو کسی ایسے معاملے کا دل پر بوجھ نہیں ہوگا جو لکھے ہوئے نہ ہو، اور کسی بھی شخص کو سمجھنے میں دشواری پیش نہیں آئے گی۔ چنانچہ ہوا بھی یہی کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی وفات کے بعد صندوقچی میں دسیوں قسم کی مدات، امانتیں اور حسابات برآمد ہوئے، لیکن ہر ایک اتنا واضح کہ آپ کے وارثوں کو انہیں حق داروں تک پہنچانے میں ادنیٰ دشواری نہیں ہوئی۔

حضرت مولانا صاحبؒ نے اپنا وصیت نامہ اس وقت سے لکھنا شروع کر دیا تھا جب آپ کی عمر کل تیس سال تھی۔ اور اس میں اپنی تمام املاک اور امانتوں کے بارے میں وضاحت کے ساتھ پوری تفصیل درج فرمائی تھی۔ اور پھر جوں جوں املاک اور امانتوں میں تغیر آتا رہتا، اس وصیت نامے کو بدلتے رہتے یہاں تک کہ وہ ایک ضخیم رجسٹر بن گیا، اور آخر عمر میں سابقہ تمام وصیت ناموں کو منسوخ فرما کر نیا وصیت نامہ تحریر فرمایا جس میں اپنی ایک ایک ملکیت کی پوری حقیقت واضح فرمادی، آپ نے جو ذاتی مکان تعمیر فرمایا تھا، اسے تو خود اپنی زندگی ہی میں اپنے ہونے والے ورثاء کے درمیان تقسیم کر کے ہر ایک کے نام ہبہ نامہ الگ الگ رجسٹری کرادئے تھے، اور ہر ایک کو اس کا حصہ حوالہ کر کے فارغ ہو گئے تھے۔ لیکن دوسری چیزوں کے بارے میں بھی ہر بات وصیت نامے میں واضح فرمادی تھی، اور اس میں یہاں تک تحریر فرمادیا تھا کہ گھر کے سامان میں کتنا حصہ ان کی ملکیت ہے جو ترکے میں شامل ہو کر تقسیم ہوگا، اور کتنا اہلیہ صاحبہ کی ملکیت ہے جو ان کے تصرف میں رہے گا۔

آخر عمر میں جب صاحب فراش ہو گئے تھے تو دارالعلوم کے انتظامی امور بھی چارپائی پر ہی انجام دیتے تھے۔ لیکن اس بات کا اہتمام فرماتے تھے کہ دارالعلوم کی کوئی چیز کمرے میں نہ رہنے

besturdubooks.wordpress.com

پائے، فرنیچر اور برتنوں سے لے کر قلم دوات کاغذ اور آل پن تک مدرسے کی چیز کمرے میں نہ آنے دیتے، اور اگر کبھی کوئی چیز آجاتی تو فوراً اسے واپس بھیجنے کا انتظام فرماتے وجہ یہ تھی کہ وصیت نامے میں آپ نے لکھ دیا تھا کہ اس کے کمرے کا جتنا سامان ہے وہ میری ملکیت ہے، ادھر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوے کے انتظار میں تھے، اس لئے یہ خطرہ تھا کہ اگر انتقال کے وقت مدرسے کی کوئی چیز کمرے میں پڑی رہ گئی تو اسے ذاتی ملکیت سمجھ کر ترکے میں شامل نہ کرلیا جائے۔

دوسروں کے جذبات کی رعایت

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا مفتی صاحبؒ کو دوسروں کے جذبات کی رعایت کا خصوصی ملکہ عطا فرمایا تھا۔ ہر شخص سے اس کے مزاج و مذاق اور اس کی ضروریات کے مطابق معاملہ فرماتے، اور اپنی ہر نقل و حرکت میں اس بات کا خیال رکھتے کہ کسی دوسرے کو آپ کی ذات سے تکلیف نہ پہنچے کسی کے یہاں جانا ہوتا تو پہلے سے معلوم فرماتے کہ کون سے وقت اس کے لئے ملاقات آسان ہوگی، اگر کھانے کا وقت قریب ہوتا اور وہاں کھانے کا اردہ نہ ہوتا تو جاتے ہی اس پر مناسب انداز میں واضح فرمادیتے کہ اس کے یہاں کھانا کھانے کا ارادہ نہیں ہے، ایسا نہ ہو کہ وہ کھانے کا انتظام کرے اور بعد میں تکلیف ہو، کسی کے یہاں کھانے کا ارادہ ہوتا تو اتنا پہلے سے اسے باخبر فرمادیتے کہ وہ بآسانی انتظام کرسکے۔ کسی کو ٹیلیفون کرتے وقت اس بات کی رعایت فرماتے کہ اس کے لئے اس وقت فون پر آنا مشکل نہ ہو۔

کسی شخص پر اس کے مزاج کے خلاف اصرار کرنے یا دباؤ ڈالنے کا تو دستور ہی نہ تھا، کسی کی سفارش کرنے سے پہلے بار بار سوچتے تھے جس شخص سے سفارش کی جارہی ہے اس کی طبیعت پر بار تو نہیں ہوگا اور سفارش کرتے وقت اس پر دباؤ ڈالنے کے بجائے یہ فرماتے کہ اگر قواعد وضوابط میں گنجائش ہو اور آپ کی وسعت میں ہو تو فلاں کام کردیجئے۔

حضرت مولانا مفتی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ کسی ایک شخص کی حاجت برآری کے لئے دوسرے شخص کو ناجائز کام پر آمادہ کرنا یا اس کو اصول توڑنے پر مجبور کرنا یا اس کی طبیعت پر ناقابل

besturdubooks.wordpress.com

برداشت بوجھ ڈالنا مجھے گوارہ نہیں۔

جتنا کام حضرت مولانا مفتی صاحبؒ کے لئے اپنے ہاتھ سے کرنا ممکن ہوتا، عموماً اس کے لئے دوسرے شخص کو تکلیف نہیں دیتے تھے، بارہا اپنے کمرے کو خود جھاڑ و دے لیتے تھے، کبھی کبھی کپڑے بھی خود دھو لیتے، درختوں کو اپنے ہاتھ سے پانی دے دیتے، مہمانوں کے لئے خود دستر خوان بچھا کر خود کھانا لے آتے، غرض اپنے کام سے نہ صرف یہ کوئی اعراض نہیں تھا، بلکہ اتباع سنت کی نیت سے اس قسم کے کاموں کا شوق تھا، اور جب تک صحت رہی معمول یہی رہا، یہ عادت اس قدر راسخ ہو چکی تھی کہ مرض وفات میں شدید بیماری کے دوران بھی جتنا کام خود کرنا بس میں ہوتا خود ہی کر لیتے تھے۔

حضرت مولانا مفتی صاحبؒ کی تمام ضروریات کی ایک جگہ مقرر تھی، اور کسی چیز کی ضرورت پڑتی تو جگہ مقرر ہونے کی بنا پر وہ اندھیرے میں بھی مل جاتی، جب کبھی کوئی چیز اس کی جگہ سے اٹھائی، ضرورت پورا ہونے کے بعد فوراً وہیں رکھ دی، اس عادت میں کبھی تخلف نہیں ہوتا تھا اور ایک دن فرمایا کہ "لوگوں نے ان آداب معاشرت کو دین سے خارج ہی سمجھ دیا ہے، اور ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتے، حالانکہ مشترک استعمال کی چیزوں کی جو جگہ مقرر ہو اسے وہیں سے بے جگہ لے جانا صرف مروّت اور اخلاق ہی کے خلاف نہیں، اس لحاظ سے بڑا گناہ بھی ہے کہ ضرورت کے وقت چیز اپنی جگہ پر نہیں ملتی تو اس سے دوسرے کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اور کسی مسلمان کو ایذا پہنچانا بہت بڑا گناہ ہے۔"

حضرت مولانا مفتی صاحبؒ ملازموں سے بھی کام لینے میں اس بات کا ہمیشہ لحاظ رکھتے کہ وہ ان کے لئے زیادہ مشقت کا موجب نہ ہو، ان کے آرام کے اوقات میں کام بتانے سے پرہیز فرماتے تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو کسی جگہ رات کو جانا ہوتا تو اس بنا پر جلدی واپس لوٹنے کی کوشش فرماتے کہ ڈرائیور کو زیادہ جاگنا نہ پڑے۔ ایک ساتھ بہت سا کام بتا کر ملازم کے ذہن پر بار نہ ڈالتے، بلکہ جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو جاتا تو دوسرا کام بتاتے، غرض حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی پوری زندگی اس شعر کی عملی تفسیر تھی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اکثر پڑھا کرتے تھے کہ ؎

besturdubooks.wordpress.com

تمام عمر اس اہتمام میں گزری..................کہ آشیاں کسی شاخ چمن پہ بار نہ ہو

اور اس فکر کی انتہا یہ ہے کہ وفات سے دس روز پہلے رمضان کا مہینہ ختم ہوا، اس میں وقتاً فوقتاً حضرت مولانا مفتی صاحبؒ کی طبیعت بگڑنے لگتی تھی، دل کی تکلیف بار بار ہونے لگتی تھی، جب یہ رمضان المبارک ختم ہوا تو ایک دن حسرت کے ساتھ فرمانے لگے کہ: ''اس رمضان میں جب میری طبیعت بار بار خراب ہوتی تو بعض اوقات یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے اس مبارک مہینے میں موت کی سعادت عطا فرمائیں لیکن میرا بھی عجیب حال ہے، اس خیال کے باوجود میں اس بات کی تمنا اور دعا نہ کرسکا کہ میرا انتقال رمضان میں ہو، کیونکہ مجھے خیال تھا کہ اگر یہ واقعہ رمضان میں پیش آیا تو ''اوپر والوں کو'' (یعنی تجہیز و تکفین کے منتظمین اور اس میں شرکت کرنے والوں کو) بہت تکلیف ہوگی۔'' اسی مرض وفات کے دوران چونکہ طبیعت بہت کمزور ہوگئی تھی، اس لئے ذرا مزاج کے خلاف کوئی بات ہوتی تو طبیعت میں تغیر آجاتا تھا، ادھر غنودگی لانے والی دواؤں کی بناء پر بعض اوقات سوچنے کا انداز اپنی طبعی حالت پر نہیں رہتا تھا، اس لئے اپنی عادت کے خلاف لہجے میں تلخی جلد آنے لگی تھی، ایک دن حضرت مولانا مفتی صاحبؒ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا:

''بعض اوقات میں تم لوگوں کو ایسی بات پر تنبیہ کرتا ہوں جو واقعتہً قابل تنبیہ ہوتی ہے لیکن بعض اوقات لہجے میں تلخی کی وجہ ضعف اور عادت بھی ہوتی ہے، تم لوگوں کو دونوں میں امتیاز کرنا چاہئے، اور اس بات پر رنجیدہ نہ ہونا چاہیے کہ لہجے کی تلخی بڑھتی جارہی ہے۔''

کیا ٹھکانا ہے اعتدال فکر و مزاج اور دوسروں کی رعایت کا! ایسی حالت میں بھی جب کہ طبیعت کا غیر طبعی حالت پر ہونا ہر کس و ناکس پر عیاں ہے، خود اپنے انداز گفتگو کا تجزیہ جاری ہے اور دوسروں کی رنجیدگی کا خیال اس حالت میں بھی ساتھ نہیں چھوڑتا۔ اعتدال و توازن میں ڈھلی ہوئی اس زندگی کی مثال اب نگاہوں کو کہاں نصیب ہوگی؟۔

جھگڑوں سے اجتناب

حضرت مولانا مفتی صاحبؒ کو تنازع اور نزاع و جدال سے طبعاً نفرت تھی، اور جب تک کوئی واقعی دینی ضرورت داعی نہ ہو، حضرت مفتی صاحبؒ اپنے حق کے لئے بھی کبھی جھگڑوں میں

besturdubooks.wordpress.com

پڑنا پسند نہیں فرماتے تھے، نہ جانے زندگی میں کتنے موقعے آئے کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے تنازعات سے بچنے کے لئے اپنا جائز اور قیمتی سے قیمتی حق چھوڑ دیا۔ اس سلسلے میں حضرت مفتی صاحبؒ ایک حدیث سنایا کرتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"انا زعیم ببیت فی وسط الجنة لمن ترک المراء وھو محق (او کما قال)"

(ترجمہ)......"میں اس شخص کے لئے جنت کے بیچوں بیچ گھر دلانے کی ضمانت لیتا ہوں جو حق ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے۔"

اس حدیث پر عمل کی حیرت انگیز مثال یہ ہے کہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی صاحبؒ کے مزار کے قریب (جہاں آج کل اسلامیہ کالج ہے) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو دارالعلوم کے لئے ایک وسیع قطعہ زمین مل چکا تھا، لیکن حضرت مفتی صاحبؒ نے جھگڑے سے بچنے کے لئے اسے چھوڑ دیا۔ اس کے علاوہ حضرت مفتی صاحبؒ کے ذاتی معاملات میں نہ جانے کتنے لوگوں نے آپ کو دھوکے دیئے، کتنوں نے آپؒ پر مقدمات قائم کرنا چاہے، کتنوں نے بدنام کرنے کے لئے اخبار و اشتہار کا سہارا لیا، لیکن حضرت مفتی صاحبؒ نے ان باتوں کا وہ جواب نہیں دیا جو آج کی دنیا دیتی ہے، بلکہ اکثر اپنا حق چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ علمی اختلاف ہو یا دوسرے مکاتب فکر سے بحث و مباحثہ، آپ اسے نزاع و جدال کی حد تک پہنچانے سے حتی الوسع روکتے تھے، اور کسی بزرگ (شاید امام زہریؒ) کا یہ مقولہ سنایا کرتے تھے "المراء یذھب بنور العلم" یعنی "جھگڑوں سے علم کا نور جاتا رہتا ہے"۔

تواضع وفنائیت

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے تواضع اور فنائیت کا جو مقام عطا فرمایا تھا، وہ حضرت مفتی صاحبؒ کے اوصاف کمال میں سب سے زیادہ نمایاں وصف تھا، جس شخص نے آپ کو ایک نظر بھی دیکھ لیا، وہ آپ کے اس وصف کا معترف ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ جیسا کہ حکیم الاسلام حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا ہے، تواضع اور چیز ہے اور تواضع کا مظاہرہ بالکل دوسری چیز۔ تواضع کا مظاہرہ تو ہر شخص اپنی جبلت کے مطابق کچھ نہ کچھ کر ہی لیتا ہے، لیکن محض اپنے آپ کا

besturdubooks.wordpress.com

خاکسار، نیاز مند، ناچیز، ناکارہ وغیرہ کہہ دینے سے تواضع کی حقیقت حاصل نہیں ہوتی، بلکہ بقول حکیم الامت: ''تواضع کی حقیقت یہ ہے کہ حقیقت میں اپنے آپ کو لاشئے سمجھے، اور ہیچ سمجھ کر تواضع کرے، اپنے کو رفعت کا اہل نہ سمجھے اور سچ مچ اپنے کو مٹانے کا قصد کرے'' (بصائر حکیم الامت)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحبؒ کو تواضع کا جو کمال عطا فرمایا تھا، وہ یہی تھا کہ علم وفضل کے دریا سینے میں جذب کر لینے کے باوجود انہیں اس بات کا ہر وقت یقین اور استحضار تھا کہ میں کسی رفعت و تعظیم کا ہرگز اہل نہیں۔

صرف ایک واقعہ مثالاً پیش کیا جاتا ہے ساری عمر حضرت مفتی صاحبؒ کا معاملہ یہ رہا کہ ملاقاتوں کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں فرمایا، بلکہ جب کوئی آیا خواہ کتنے ضروری کام میں مشغول ہوں، اس سے ملاقات فرمائی اس طرز عمل نتیجے میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو سخت دشواری اٹھانی پڑتی تھی، بعض اوقات تصنیف وتالیف کے وقت لوگ پہنچ جاتے تھے اور کام میں رکاوٹ پڑ جاتی تھی، اور بعض مرتبہ کسی دوسرے اہم کام میں مشغول ہوتے اور کوئی شخص اپنی معمولی سی ضرورت لے کر آجاتا تو اس کی ضرورت پوری فرمانے کی وجہ سے وہ اہم کام رک جاتا، صاحبزادوں نے بار بار عرض کیا کہ ملاقات کے لئے ایک وقت مخصوص فرمادیں، تاکہ کسی کو ملنا ہو وہ اسی وقت میں آکر مل لیا کرے، اور بے وقت پریشانی نہ ہو، لیکن حضرت مفتی صاحبؒ ہمیشہ اس بات کو ٹال جاتے تھے، جب اصرار بڑھا تو ملاقات کا وقت تو مقرر فرمادیا لیکن اگر کوئی شخص دوسرے وقت آجاتا تو ملاقات سے انکار بھی نہ فرماتے،

صبر وشکر

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحبؒ کو ''صبر وشکر'' کا بھی عجیب وغریب مقام عطا فرمایا تھا، حضرت مفتی مصاحبؒ کی زبان اکثر اوقات اللہ تعالیٰ کے شکر سے تروتازہ رہتی، معمولی معمولی باتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا جزو زندگی بن چکا تھا، کوئی ایسی ملی جلی خبر ملتی جس میں غم اور خوشی دونوں کے پہلو ہوتے تو خوشی کے پہلو پر زور دیتے، اور غم کے پہلو کا یا تو ذکر ہی نہ فرماتے، یا شکر کے بعد غیر اہم انداز میں اس کا تذکرہ کرتے۔

besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں پر آزمائشیں ان کے مقام کے لحاظ سے آتی ہیں، چنانچہ زندگی میں آپ کو بڑے بڑے کٹھن حادثات سے دوچار ہونا پڑا، بیماریاں بھی ایسی تکلیف دہ آئیں کہ ان کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، عین عالمِ شباب ہی سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو طرح طرح کے عوارض لگ گئے تھے، اور عمر کے آخری آٹھ دس سال تو پیہم مختلف قسم کی بیماریوں کا بار بار حملہ ہوتا رہا، لیکن سخت سے سخت اور بڑی سے بڑی بیماری پر بھی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو بے صبری کا مظاہرہ کرتے کبھی نہیں دیکھا گیا، اس کے برعکس عادت یہ تھی کہ ہر حادثے اور ہر تکلیف میں قابل شکر پہلوؤں پر غور فرما کر ان کا شکر ادا کرتے تھے۔

محرم ۱۳۹۵ھ میں حضرت مفتی صاحبؒ کے سب سے بڑے بیٹے مولانا محمد زکی کیفی مرحوم نے اچانک داغ مفارقت دیا، حضرت مفتی صاحبؒ کو ان سے بے پناہ تعلق تھا، اور نرینہ اولاد میں وہ چوں کہ سب سے بڑے تھے، اس لئے زندگی کے ہر مرحلے میں حضرت مفتی صاحبؒ کو راحت بھی سب سے زیادہ پہنچی، ان کی وفات ایسی رات میں ہوئی جب حضرت مفتی صاحبؒ خود مختلف قسم کی بیماریوں کی بنا پر صاحب فراش تھے، اور ٹانگوں میں ہر پیر کی اتنی اذیت ناک سوزش تھی کہ عمر بھر ایسی اذیت آپ کو بھی یاد نہیں تھی، اس حالت میں آپ کو ایسے جوان بیٹے کی وفات کا صدمہ پہنچا سب کے لئے یہ بات ناقابل تصور تھی کہ اس عالم میں آپ ایسے جانکاہ صدمے کو کیسے برداشت کریں گے! لیکن اس پیکر تسلیم و رضا نے اس روح فرسا حادثے پر جو تبصرہ فرمایا۔ وہ جناب مرحومؒ کے بچوں کے نام ایک خط سے ہوگا۔ اس خط کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔ اس سے اندازہ ہوگا کہ اللہ والے کس انداز پر سوچتے ہیں، اور ان کی پرواز فکر کے آگے دنیا کے بڑے بڑے حوادث کیا حیثیت رکھتے ہیں۔

”میرے عزیز بچو! یہ واقعہ جیسا کرب انگیز، حسرت ناک و جانکاہ ہے اس کا اثر مرحوم ہو جانے والے نوجوان صالح کے ماں باپ، بچوں اور بیوی اور بھائی بہنوں پر درجہ بدرجہ جو کچھ ہونا تھا وہ ایک طبعی اور فطری امر ہے، اور جب تک حدود سے تجاوز نہ ہو، شرعاً موصوم بھی نہیں لیکن یہ سب کرب انگیزی اور غم اور صدمہ کا یک طرفہ پہلو صرف اس بنیاد پر ہے کہ ہم واقعات کو الٹا پڑھتے ہیں ،اور یہاں سے شروع کرتے ہیں ایک پچاس سالہ نوجوان جس کے ساتھ ایک عزیز کی ہزاروں

besturdubooks.wordpress.com

امیدیں وابستہ تھیں، یکا یک ہم سے رخصت ہو گیا۔اس کا اثر ظاہر ہے بے چینی اور شدید ترین صدمہ ہی ہو سکتا ہے۔

آؤ اب واقعات کو ذرا سیدھا پڑھو کہ صبر آئے ، بلکہ شکر کا موقعہ ملے۔ ذرا سمجھو کہ ہر مومن کا عقیدہ ہے کہ ہر پیدا ہونے والے انسان کی عمر کی گھڑیاں اور سانسیں اس کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اللہ کے دفتر میں لکھے ہوتے ہیں، جانے والا لخت جگر پچاس سال ستر دن کی زندگی لے کر دینا میں آیا تھا، زمین و آسمان اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں۔قضاوقدر کے اس فیصلے میں ایک منٹ، ایک سیکنڈ کا فرق نہیں آسکتا...... لیکن ذرا یہ سوچو کہ اس حادثہ جانکاہ کو ہم سب پر آسان کرنے کے لئے حق تعالیٰ جل شانہٗ نے کیسے کیسے انعامات فرمائے۔سب سے پہلی بات تو یہ کہ الحمدللہ! اپنی تمام ہی اولاد کو وہ اس حالت میں چھوڑ گئے جبکہ وہ کسی کے محتاج نہیں تھے...... ذرا سوچو کہ اگر معاملہ اس کے خلاف ہوتا تو یہی ایک مصیبت دس گنی بن جاتی۔ دوسری بات یہ دیکھو کہ مرحوم کو جس قدر گہرا تعلق اپنی بیوی اور اولاد سے تھا، ماں باپ بہن بھائیوں سے بھی اس سے کچھ کم نہ تھا...... اس سال جب اللہ جل شانہٗ کو اس دنیا سے ان کی جدائی ہمیشہ کے لئے منظور ہوئی تو غیر شعوری طور چار مرتبہ ایسے حالات پیدا فرمائے کہ ان کو بار بار کراچی آنا پڑا اور ایک مرتبہ سب بچوں کے ساتھ آنے کا موقعہ بھی مل گیا۔ یہ کس کو معلوم تھا کہ یہ بار بار کی ملاقات اللہ تعالیٰ کے انعامات اور آئندہ پیش آنے والے صدمے پر تسلی کے سامان تھے۔

تیسری بات یہ دیکھو کہ سب سے بڑا ہونہار بیٹا مولوی محمود سلمہ، تین ماہ پہلے اس سے جدا ہو چکا تھا جس سے ملنے کا اس حادثہ جانکاہ سے پہلے بظاہر کوئی امید نہ تھی، قدرت نے غیبی سامان فرمادیا۔اس سال ان کے لئے حج کا سامان ہو گیا، اور اس طرح وہ حج وزیارت کے فرائض اور حرمین شریفین کے برکات سے بھی بہرہ ور ہوئے، اور سعادت مند بیٹے کو بھی اٹھارہ دن ان کی مکمل خدمت کا موقع مل گیا۔ پھر یہ بھی سوچو کہ عادۃً حج وزیارت میں مہینہ ڈیڑھ مہینہ تو لگ ہی جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس خوش نصیب بندے کو صرف اٹھارہ دن میں حج وزیارت کے تمام مراحل سے گزار کر ایسے وقت کراچی پہنچادیا جبکہ ان کی وفات میں صرف سترہ دن باقی تھے۔اگر مواصلاتی نظام میں ذرا بھی تاخیر ہوتی تو مرحوم اپنے بیوی بچوں، ماں باپ بہن بھائیوں سے جدا رہتے ہوئے بحالتِ غربت

besturdubooks.wordpress.com

اس دنیا سے سفر کرتے۔ ذرا سوچو کہ اس وقت ماں باپ اور اولاد اور بیوی پر کیا گزرتی۔ اور ان تمام انعامات سے بڑھ کر سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ آخری عمر میں ان کو حج وزیارت سے مشرف فرما کر گناہوں سے پاک فرمادیا، اور پاک وصاف اپنی بارگاہ میں بلالیا۔ اب غور کرو، اگر جانے والے مرحوم کو سال بھر پہلے یہ قطعی اطلاع ہوجاتی کہ عاشورہ محرم ۱۳۹۵ھ ان کی عمر کا آخری دن ہے، اور وہ خود اپنے مرنے کا سامان کرے تو اس سے بہتر اور مرنے کا سامان کیا ہوتا؟''

اس مکتوب میں حضرت مفتی صاحبؒ کا یہ مزاج پوری طرح جلوہ فگن ہے کہ وہ سخت سے سخت حادثے میں بھی اس کے قابل شکر پہلوؤں کا استحضار فرماتے، ان پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوتے۔ اور مصاب وآلام کے شکوے کے بجائے راضی برضاء رہنے کو آسان بنادیتے تھے۔

کشف وکرامات

کشف وکرامات کے بارے میں حضرت مفتی صاحبؒ قدس سرہ کا مذاق وہی تھا جس پر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے جابجا زور دیا ہے کہ وہ دین میں مقصود نہیں اور ان کے حصول میں پڑنے کے بجائے انسان کو اتباع سنت کی کوشش میں لگنا چاہیے لیکن بہر حال! اس سے کسی اہل حق کو انکار نہیں ہے یہ کمالات اگر اتباع سنت کے ساتھ اور ان کی حقیقت سمجھتے ہوئے کسی کو حاصل ہوں تو اللہ تعالیٰ کی نعمت اور عطاء ہیں...... حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بعض خاص موقع پر اس عطا سے نوازا، تھانہ بھون میں رہتے ہوئے آپ کو متعدد مکاشفات ہوئے جن کا تذکرہ حضرت حکیم الامتؒ کے نام حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے خطوط میں موجود ہے، اور اس کے بعد بھی کئی موقع پر آپ کو اس نعمت سے سرفراز فرمایا گیا، لیکن آپ عموماً اس کا تذکرہ نہیں فرماتے تھے، اس سلسلے کی جو باتیں بعض لوگوں کو معلوم ہوگئیں وہ بھی آپ نے کسی ضرورت سے بیان فرمادی تھیں، ورنہ آپ اس کے ذکر سے احتراز ہی فرماتے تھے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کا جب مدینہ طیبہ جانا ہوتا، اور روضۂ اقدس پر سلام عرض کرنے کے لئے حاضری ہوتی تو عام معمول یہ تھا کہ مواجہہ شریف کی جالیوں سے کافی فاصلے پر ایک ستون کے

besturdubooks.wordpress.com

قریب سراپا ادب بن سر جھکائے کھڑے رہتے، اور اس سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اس ستون کے قریب کھڑا تھا، دل میں شوق پیدا ہوا کہ آگے بڑھ کر مقدس جالیوں کے قریب پہنچ جاؤں، لیکن ہمت نہ ہوئی، اس پر حسرت سی ہونے لگی کہ لوگ آگے تک چلے جاتے ہیں اور میں دور کھڑا ہوں، اسی دوران یہ محسوس ہوا کہ روضۂ اقدس سے یہ آواز آ رہی ہے۔ "کہہ دو کہ جو شخص ہماری سنتوں کا اتباع کرتا ہے، وہ ہم سے قریب ہے، خواہ بظاہر کتنا دور ہو، اور جو شخص ہماری سنت کا متبع نہیں، وہ ہم سے دور ہے، خواہ وہ ہماری جالیوں سے چمٹ کر کھڑا ہو"۔

یہاں بھی حضرت مفتی صاحبؒ نے تمام حدود کو محفوظ رکھا، چونکہ جو آواز محسوس فرمائی تھی اس میں یہ الفاظ تھے۔ کہہ دو! جس کا مطلب بظاہر یہی تھا کہ یہ بات دوسروں تک بھی پہنچاؤ، اس لئے حضرت مفتی صاحبؒ نے تقریروں اور عام جلسوں میں یہ بات اہتمام کے ساتھ پہنچائی۔ لیکن چونکہ اسے اپنی طرف منسوب کر کے سنانے میں تواضع اور حجاب مانع رہا۔ اس لئے اپنی طرف صراحۃً منسوب نہیں فرمایا، اور ساتھ ہی کوئی غلط بیانی بھی نہیں فرمائی، بلکہ اسے "ایک زائر" کی طرف منسوب فرمادیا جس سے مراد خود آپ ہی تھے۔

جہاں تک کرامات کا تعلق ہے، سچ پوچھئے تو مجموعی طور سے ان کا پورا انداز زندگی مستقل کرامت ہی تھا، حدود کی رعایت میں یہ باریک بینی، متعارض حقوق میں یہ توازن، طرز معیشت میں یہ متوکلانہ انداز، دنیا میں رہ کر اور اسے بھرپور طریقے سے برت کر بھی قلب وروح کا یہ زھد، دسیوں طرح کی شدید مصروفیات کے عین درمیان اللہ تعالیٰ سے یہ پیہم تعلق ورابطہ، تصنیف وتالیف اور فتویٰ نویسی کی یہ حیرت انگیز رفتار، اتنے مختلف النوع کاموں کی بیک وقت انجام دہی، اور اس کے باوجود چہرے سے لے کر قلب وروح تک چھایا ہوا یہ سکون، غور سے دیکھئے تو ان میں سے ہر ہر بات ایک کرامت تھی، ایسی کرامت جو ہوا میں اڑنے اور پانی میں تیرنے سے کہیں زیادہ مطلوب ومحمود اور لائق رشک وتقلید ہے۔

(تلخیص میرے والد میرے شیخ از مفتی محمد تقی عثمانی صاحب)

besturdubooks.wordpress.com

آئیڈیل شخصیت نمبر ۱۰

حضرت اقدس فقیہ العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

محترم قارئین! اب ہم آپ کے سامنے اپنی کتاب کی ترتیب کے سلسلے کے مطابق آخری اور دسویں آئیڈیل شخصیت کا ذکر خیر شروع کر رہے ہیں، اور ہماری آئیڈیل شخصیت نمبر ۱۰ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ہیں، چونکہ کتاب کی ضخامت کافی حد تک بڑھ چکی ہے، اس لئے اختصار سے کام لیتے ہوئے حضرت کی شخصیت کے تعارف کے لئے بندہ اپنے تین مضامین (جو کہ حضرت کی شہادت کے بعد بندہ نے لکھے تھے) پیش کر رہا ہے، دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ان آئیڈیل شخصیات کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ لیجئے اب مضامین ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت اقدس حضرت العلامہ بلند پایہ محقق عالمِ دین حضرت بنوریؒ کے علمی جانشین تحریک ختم نبوت کے بے باک وںڈر جرنیل جامعہ بنوری ٹاؤن کا اک لہلہاتا پھول...... مسند حدیث کی سجاوٹ...... قلم کا اِک عظیم قدردان...... استاذ الاساتذہ...... پیرانِ پیر...... ہر دل عزیز شخصیت...... علم وفضل کے خزانے کا گوہر...... فیضی عرفان کا سورج...... مجسمہ زہد وایثار...... پیکر تقدس وتقویٰ...... منبع فضائل وکمالات...... عظیم رہنمائے ملت...... عاقل وفہم...... ذکی ولبیب...... عابد وزاہد...... سراپہ یقین وتوکل...... محدث ومفسر...... مصنف ومکرر...... بقیۃ السلف...... استاز العلماء...... حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی مقدس ارفع واعلیٰ اور مایہ ناز شخصیت کے بارے میں مجھ جیسے جاہل وکم فہم اور ناکارہ انسان کے آبلا پا قلم سے صفحہ قرطاس کو رنگین کرنا اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے متعلق کچھ رقم کرنا اس چمکتے آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

آہ...... یہ تڑپتا دل...... یہ مچلتا قلب...... یہ بےچین روح...... یہ بے سکون آہیں...... مجھے مجبور کر رہی ہیں اس لئے اب اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس قلم کو تھاما ہے۔

حیران ہیں جو میرے ضبط پر کہد و قتیل ان سے...... جو دامن پر نہیں گرتے وہ آنسو دل پر گرتے ہیں

besturdubooks.wordpress.com

یا خدا...... کیا کریں...... کہاں جائیں...... ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ...... نظروں سے اوجھل ہیں...... ہماری محفلیں سونی سونی ہیں...... دل دھڑک رہا ہے...... قلم لرز رہا ہے...... ہاتھ کانپ رہے ہیں...... آنکھیں پھٹنے کو ہیں...... زبان لڑکھڑا رہی ہے...... دماغ معطّل ہے...... حواس ماؤف ہو رہے ہیں...... عقل منجمد ہو کر رہ گئی ہے...... شدت غم سے دل خون کے آنسو رونے کی ضد کر رہا ہے......

صبا سے کیوں نہ رو رو کر کہوں میں حال دل اپنا.......... یہی قاصد ہوا کرتی ہے اکثر کوئے جاناں کو

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کیا گئے ہیں کہ عالم اسلام یتیم یتیم سا نظر آنے لگا ہے...... آنکھوں میں پھر ساون کی جھڑی لگ گئی ہے...... جی ہاں حضرت کے جانے پر آنکھیں رِم جھم ساون کی طرح برس رہی ہیں...... خیالات پر دکھ قابض ہو چکے ہیں...... ایک بار پھر بنوریؒ ٹاؤن لرز لرز گیا ہے...... اداس اور سوگوار اس کے بام و در آنسوؤں کے فوارے برس رہے ہیں...... اس کی صبح کی ضیا پاشیاں ہیں کہ بے نور سی ہو چکی ہیں اور کالی کالی گھٹاؤں نے آ کر بسیرا کر لیا ہے...... شام کی چہکتی مسکراہٹ دم توڑ چکی ہے...... قلوب ہیں کہ کانپ کانپ کر ہچکیاں لے رہیں ہیں...... طلبہ کی خوشیاں ماند پڑ گئی ہیں...... کائینات افسردہ افسردہ سی ہے...... انسانیت سراپا مغموم ہے...... کراچی شہر ایک بار پھر اپنے بختوں کو رو رہا ہے...... اُداسیاں اور افسردگیاں اس کی دھلیز پر ڈیرہ ڈال کر بیٹھ گئی ہیں...... ہاں وہ عظیم انسان ہمارے درمیان سے اٹھ گیا ہے کہ جس کی بنا پر اشجار بھی آنسو بہا بہا کر سوکھ جانے کو ہو ہیں...... کلیوں نے مسکرانے سے انکار کر دیا ہے...... پھول کھلتے کھلتے مرجانے کو ہیں۔

بجھا چراغ اٹھی بزم کھل کے روئے دل.......... وہ سب چل بسے جنہیں عادت تھی مسکرانے کی

سچ ہے۔

کہنے کو تو گل ہوا ہے فقط ایک ہی چراغ.......................... سچ پوچھئے تو بزم کی رونق چلی گئی ہے

حضرت اقدس کوئی عام انسان نہ تھے بلکہ ہمارے حضرت تو ان میں سے تھے جو انوکھی اور نرالی شان کے مالک ہوتے ہیں جنکی اداؤں کو دیکھ کر انسانیت رشک کرتی ہے۔ جن کے نورانی چہرے سے ابن آدم کو راستے ملتے ہیں جنکی پاکیزہ حیا کو دیکھ کر کلیاں شرمانا سیکھتی ہیں...... جن کے

besturdubooks.wordpress.com

حسن سے پھول جگمگانا سیکھتے ہیں...... جنکی مسکراہٹ سے بلبل چہکنے کا گر جانتی ہیں...... جن کی کشش سے نجوم جھلملانا سیکھتے ہیں...... جن کے جلال سے بجلیاں کڑکنے کا ہنر جانتی ہیں...... جن کے جمال سے بادِنسیم چلنا جانتی ہیں...... زخمی قلوب جن کی انفاس سے شفا پاتے ہیں...... جن کے دامن میں پناہ لے کر درماند قافلوں کے راہرو اپنی ترشنہ بجھاتے ہیں...... جو اپنی چمک و دمک سے تاریک دنیا کو علم و عرفان کی کرنوں سے منور کرتے ہیں اور جو ابرِ رحمت بن کر جہالت کی بنجر زمین کو سرسبز و شاداب کرتے ہیں...... جو اپنے عزیز و اقارب ہی نہیں اپنے شہر، وطن بلکہ پوری نسل انسانیت کا اثاثہ ہوتے ہیں جن کے چلے جانے کے بعد یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید دنیا میں حسن و مسرّت اور رنگینیوں و تازگیوں سے تہی دامن ہو چکی ہے. جی ہاں...... ہمارے حضرت بھی ان حسین ہیروں میں سے وہ خوبصورت ہیرے تھے جو انسانی حیات کے پوروں (لڑی) میں پرویا جاتا ہے اور شگوفوں میں سے یہ وہ چمکدار شگوفہ تھا جو جہاں کی آستینوں میں بکھیر جاتا ہے۔

کچھ ایسے بھی اس بزم سے اٹھ جائیں گے...... تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

اور......

وہ خوشبودار جو نگاہ و دل کا مرکز تھے...... خدا جانے بچھڑ کر ہم سے کس محور و مرکز میں رہتے ہیں

حضرت لدھیانوی ؒ تقویٰ کی عظیم دولت سے مالا مال تھے...... عاجزی وانکساری ان کے رگ و پے میں گھر بنائے ہوئے تھی...... محبت والفت کی چاشنی ان میں نمایاں مہکتی نظر آتی تھی...... عشقِ رسالت کا جزبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اپنے خالق و مالک کی رضا کی جستجو راتوں کو اٹھا اٹھا کر تہجد کے لئے مجبور کرتی تھی...... ہمارے شیخ علم و عرفان کے اک متلاطم دریا تھے...... عمل کے سراپہ مجسمہ تھے...... فقہ کے بحرِ بیکراں تھے...... اخلاق کے اک اعلیٰ پیکر تھے...... ہمارے حضرت کی شخصیت نابغہ روزگار شخصیت تھی...... یہ وہ عظیم، بلند اور مقدس انسان تھے...... کہ اگر میں یوں نہ کہوں تو ناشپاسی ہوگی...... کہ حضرت کے اخلاق تفسیرِ شریعت تھے...... ان کی دل کش پنکھڑیوں میں اسوۂ مشائخ کی خوشبو چھلکتی نظر آتی تھی...... ان کے حسن میں بلا کی کشش تھی...... ان کے دامن میں علم و حکمت کا شہد تھا...... ان کا تقویٰ اسلاف کی یاد تازہ کرتا تھا...... حضرت کے چلے جانے سے عالم اسلام میں اک عظیم خلا پیدا ہو گیا ہے...... جو شاید اب مشکل ہی سے پر ہوگا...... کسی

besturdubooks.wordpress.com

شاعر نے شاید ایسے ہی موقع کے لئے کہا ہے کہ ۔

مئے خانہ ہے ویران کوئی جام نہیں ہے............زندوں کی بھری بزم میں اک نام نہیں ہے
طوفان کی رکتی ہوئی نبض ہی بتاتی ہے............جو پیڑ گرا ہے وہ کوئی عام نہیں ہے

ہمارے حضرت اقدس علم کے بہتے دریا تھے...... اللہ نے بڑی صلاحیتوں سے نوازا تھا ...... بہت سے جوہر حضرت میں پیدائشی تھے...... مگران پر سونے کا سہاگہ...... مزید نور علی نور یہ ہوا کہ حضرت اقدس استاذ العلماء مولانا خیر محمد جالندریؒ بانی خیر المدارس وخلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی...... حضرت مولانا عبدالشکور کامل پوریؒ...... حضرت مولانا مفتی عبداللہ ڈیروں...... حضرت علامہ محمد شریف کشمیری...... حضرت مولانا محمد غلام حسینؒ...... حضرت مولانا نور محمدؒ...... اور حضرت مولانا جمال الدینؒ...... کی شاگردی اور ان حضرات کی خصوصی شفقت نے حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی صلاحیتوں کو چار چاند لگا دئے ...... اور پھر آگے چل کر محدّث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی ہمنشینی نے حضرت کو ایسا نکھارا کہ وقت نے حضرت کی علم کا وشوں کا سارے عالم میں پھیلتے دیکھا...... اور زمانے نے حضرت کے قلم کی ایسی جولانیاں دیکھی کہ اس وقت ہماری رہبری اور رہنمائی کے لئے ہمارے سامنے انتیس تیس کتابیں موجود ہیں وقت کے فتنوں سے آگاہ ہونا ہو، قادیانیت کی خرمستیاں اور ان کی شیطانی چالیں دیکھنی ہوں یا صراط مستقیم تلاش کرنا ہو، یا کسی بھی قسم کی رہنمائی ہو ہمارے حضرت کی تصانیف آپ کے سامنے ہیں حضرت کی تحریروں کے ایک ایک لفظ اپنے اندر اخلاص للٰھیت سموئے ہوئے ہیں۔ حضرت سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد ہزاروں سے بڑھ کر ہے سینکڑوں انسانوں بلکہ پورا عالم اسلام ہی حضرت سے استفادہ کر رہا تھا، ہزاروں لوگوں کا حضرت سے روحانی اور اصلاحی تعلق تھا۔ جی ہاں......

وہ جب تک رہے بزم میں روشنی تھی عجب رونقیں تھی
وہ کیا چل دیئے بزم حیات سے اٹھ کر اجالوں پہ اندھیرا سا چھا گیا ہے

ہمارے حضرت وقت کے بہت بڑے پیر تھے بے شمار لوگ حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے ہیں مشہور سلاسل چار ہیں سلسلہِ نقشبندی، سلسلہِ چشتی، سلسلہِ قادری، سلسلہِ سہروردی حضرت اقدس کو چار سلسلوں کی خلافت عطا ہوئی تھی اور ایک طرف سے نہیں بلکہ دو بڑے

besturdubooks.wordpress.com

اور جید علماء کی جانب سے ایک شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ کی طرف سے اور دوسری حضرت عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحیؒ کی جانب سے اور یوں ہمارے حضرت کا اصلاحی تعلق کچھ نسبتوں کے بعد حضور اقدس ﷺ تک جا پہنچتا ہے۔

لوگوں کی اصلاح تربیت اور اللہ سے رشتہ جوڑنے اور اسلام کی محبت دلوں میں اتارنے کے لئے مختلف مقامات پر حضرت اقدسؒ ذکر کی مجالس لگایا کرتے تھے اور اسی طرح کی ایک مجلس جامعہ بنوریؒ ٹاؤن میں بھی لگا کرتی تھی...... یوں تو حضرت روزانہ ہی جامعہ تشریف لایا کرتے اور دورہ حدیث کے طلباء کو طحاوی شریف کا درس دیا کرتے تھے حضرت جامعہ کے مشرقی گیٹ سے جلوہ افراز ہوتے اور طلباء جو پہلے ہی منتظر ہوتے بڑے ادب وحترام سے کلاس میں لے جاتے اور پھر حضرت کے علمی جوہر کھلتے اور طلباء اپنی اپنی جھولیاں پُر کر کے ہی اٹھتے حضرت کے درس میں ایک خاص قسم کی برکت ہوا کرتی...... ایک نور کی کشش ہوا کرتی...... جس سے ہر طالب علم محظوظ ہوتا دارالحدیث کے بام و در بھی گواہ ہیں کہ حضرت کے آجانے سے یوں لگتا کہ جیسے بہار نو آ گئی ہو غمگین چہرے مسکرا اٹھتے...... طلباء کے قلوب جھومنے لگتے...... ایک خوشی کی لہر ہر سو پھیل جاتی...... حضرت کے نورانی چہرے کی کرنیں جب جامعہ کے باغیچے میں کھلتے پھول مسکراتی کلیوں پر پڑتی تو وہ بھی بزبانِ حال گویا ہوتے کہ ۔

خدایا د آئے جن کو دیکھ کر وہ نور کے پتلے .... نبوت کے وارث ہیں یہی ظلِ رحمانی
یہی ہیں جنکے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر .... انہی کے ارتقاء پہ ناز کرتی ہے مسلمانی
انہی کی شان کو زیبا ہے نبوت کی وراثت .... انہی کا کام ہے دینِ مراسم کی نگہبانی

غرض کہ حضرت اقدس کا جامعہ میں تشریف لانا ایک سعادت تھی...... ایک نیک بختی تھی...... ایک خوش قسمتی تھی اور مزید خوش قسمتی یہ کہ حضرت جمعہ المبارک کے دن بھی جامعہ تشریف لاتے اور بعد نماز عصر دارالحدیث میں مجلس زکر میں شریک طلباء کو پہلے مختصر مگر جامعہ اور مانع چند الفاظ میں نصیحت فرماتے پھر ذکر الٰہی شروع فرماتے دیگر طلباء کی طرح میں بھی اس مبارک اور باسعادت مجلس میں شریک ہوتا اور اکثر جلدی پہنچ کر پہلی صف میں حضرت کے بالکل ہی قریب بیٹھنے کی کوشش کرتا اور جب حضرت کے چہرے کی لمعانیت پر نظر کرتا اپنے قلب میں یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا

besturdubooks.wordpress.com

کہ حضرت ؎

آپ کے چہرے کی تابانی کو دیکھوں یا سورج کی ضیاء کو
یہ ستاروں کا حسن یہ چاند کی چاندنی جیسے آپکے تن کی اُترن ہے

حضرت کے اس زکر میں جگر کو جو حلاوت دل کو لطافت آنکھوں کو جو ٹھنڈک ایمان کو ملتی جو جلا شاید اسے بتانے کے لئے میرے پاس موزوں الفاظ نہیں...... جی ہاں محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً ہی "الابذکر اللّٰہ تطمئن القلوب" کی عملی تفسیر سامنے آجاتی...... جب حضرت "اللہ اللہ" کا ورد کرتے تو یوں محسوس ہوتا کہ جیسے آسمان سے نور کی بارش ہو رہی ہے...... حضرت اقدس کے نورانی چہرے کو دیکھ کر ایمان تازہ ہو جاتا خدا یاد آنے لگتا بے شک ؎

انکی صورت دیکھ کر آنے لگی یاد خدا......................نور رخ انکا چراغ راہ عرفاں ہو گیا

میرے دل کی سب سے بڑی تمنا تھی کہ حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرلوں تا کہ حضرت سے استفادہ کرنے کا بھرپور موقع مل سکے شاید اسی طرح ہی اس ناکارہ کی کچھ اصلاح ہو جائے کئی مرتبہ کوشش کی لیکن سچ تو یہ ہے کہ ؎

چلتی نہیں کچھ اپنی کوئی ہزار چاہے......................ہوتا ہے وہی جو پروردگار چاہے

آج کل آج کل کرتے کرتے ایک دن حضرت اقدس ہمیں اکیلہ چھوڑ کر اپنے اکابرین سے جا ملے...... ہاں اس بے وفا بستی کا مکین باوفا محفل میں شامل ہو گیا...... اس دارِ فانی کا مقیم دارِ بقا کی جانب کوچ کر گیا...... لیکن ؎

ابھی جام عمر بھرا نہ تھا کہ کف دست ساقی جھلک پڑا
رہیں دل کی دل میں ہی حسرتیں کہ نشان قضا نے مٹا دیا

عاشقانِ رسول ﷺ کا جب جب اور جہاں جہاں تزکرہ خیر ہوگا ان میں ہمارے حضرتِ اقدس کا نام مبارک بھی روز روشن کی طرح چمک رہا ہوگا جس طرح دیگر ہمارے اکابرین نے اپنے آقا ﷺ دین قیم کے لئے تن من دھن کی بازی لگائی لیکن اِس دین پر آنچ نہ آنے دی اور جس طرح اس زمانے کے جھوٹے مدعیان نبوت کو لگام دی اسی طرح ہمارے حضرت نے بھی اپنی ساری زندگی اپنے آقا ﷺ کے مقدس دین کی سربلندی اور اس کے دفاع کرتے گزاری حضرت کی حیات کا ایک

besturdubooks.wordpress.com

ایک پہلو اسلام کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کوشاں نظر آتا ہے۔اپنی تقریر وتحریر کے ذریعے حضرت نے سارے زندگی مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے حضرت کے قلم نے ہزار ہا اشخاص کو گمراہی کی اندھیر نگری سے اٹھا کر صراط مستقیم کی جانب گامزن کر ڈالا حضرت کی سادہ لیکن پر کشش زبان کی لطافت سے نہ جانے کتنے ہی نوجوانوں کی زندگیاں بدلی...... کتنے ہی لوگوں کو آخرت کی فکر پر لگایا جہاں حضرت نے علمی عملی اور اصلاحی کام کیا وہاں حق پر چلنے والے علماء کی مکمل سرپرستی فرمائی مجاہدین اسلام کا ہر طرح تعاون فرمایا طالبان سے حضرت کو خصوصی محبت تھی ان سے حضرت کا ہر ممکن تعاون تھا اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ ابھی حال ہی میں حضرت نے افغانستان کا دورہ فرمایا تھا اس دورے میں امیر المؤمنین ملا عمر مجاہد صاحب مدظلۃ اور اسلام کے عظیم جرنیل اسامہ بن لادن مدظلۃ سے بھی ملاقات ہوئی تمام وزراء مرکز عہدیداران سے ملے قندھار اور کابل کا دورہ کیا اور ضعف کے باوجود محاذ پر بھی تشریف لے گئے وہاں اللہ کے شیروں سے خطاب فرمایا اور پھر اس مرد قلندر نے کلاشنکوف ہاتھ میں تھامی اور دشمن کی جانب فائرنگ کی اور فرمایا کہ میں نے جہاد جیسی عظیم سنت بھی ادا کر دی ہے......اور پھر حضرت پاکستان تشریف لائے اور شہادت جیسی عظیم دولت سے سرفراز ہو کر بزبان حال فرما گئے کہ ۔

ہم سا عشاق نہ پاؤ گے زمانے میں کہیں..................لاکھ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لیکر

بہرکیف موت تو برحق ہے اس میں کسی کو کوئی شک نہیں...... ہر متنفس اور ہر ذی روح نے بالآخر موت کی کھاٹی سے گزرنا ہے جو آیا ہے جانے کے لئے آیا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ہر ایک جانے کا اثر یکساں نہیں ہوتا شیخ سعدیؒ نے اسے اپنے رنگ میں یوں بیان کیا کہ ۔

یاد داری کے وقت زادن تو ہمہ خنداں بدند وتو گریاں

آن چنا ذی کہ وقت مردن تو ہمہ گریاں بوند وتو خنداں

(ترجمہ)..........اے انسان جب تو پیدا ہوا تھا تو تو رو رہا تھا اور تیرے گھر والے سب بہت خوش تھے خدا نے بیٹا دیا ہے...... تو اب اس طرح زندگی گزار کہ جب تو دنیا سے جانے لگے تو......تو خوش اور ساری دنیا والے تیری موت پر آنسو بہارے ہوں۔

اور آج چشم فلک نے دیکھ لیا کہ حضرت اقدس تو خوشی خوشی اس بے وفا دینا سے رخصت

besturdubooks.wordpress.com

ہو کر جنت الفردوس میں پہنچ گئے لیکن دنیا حضرت کی موت پر اشک برساتے نہیں تھکتے حضرت کے چاہنے والوں کے ہاں غم ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ آنسوؤں کا دریا گویا کہ بہہ رہا ہے۔ آہوں کا طوفان گویا کہ جیسے سروں پر منڈلا رہا ہے۔ آج حضرت کے غم میں شہر کے شہر اداس ہیں بستیاں ویران ویران اجڑی اجڑی سی محسوس ہو رہی ہیں چمن کی لمعانیت مدھم مدھم سی ہو رگئی ہے مدرسے اور خانقاہیں حضرے کے چلے جانے پر سوگوار ہیں علماء بے قرار ہیں طلباء دل فگار ہیں بحر حال ہمارے حضرت اقدس نے اپنے کردار و عمل کی خوشبو سے فضائے آسمانی کو اس طرح معطر و معنبر کر ڈالا ہے کہ اب وقت کی تیز ہوائیں اور آندھیاں بھی اس خوشبو کو گل نہ کر سکیں گی انشاء اللہ یہی تو وجہ ہے کہ ۔

جدھر جاتے ہیں ہمارے ساتھ جاتی ہے ان کی خوشبو
ہمیں اب بھی دل کے ویرانوں سے آتی ہے ان کی خوشبو

یہ ہمارے دل میں کیسا مشک نامہ رکھ دیا.............ہمیں اب اپنے پہلو سے بھی آتی ہے ان کی خوشبو
سرِ محفل کبھی ہونٹوں پہ آکر مسکراتی ہے.............کبھی تنہائی میں آ کر رلاتی ہے ان کی خوشبو

حضرت لدھیانوی کی شہادت کا المیہ

دنیا کی دو چار دن کی حیات حقیقتاً آخرت کی جانب کوچ کر جانے کی تمہید ہے اس عالم بے وفا میں آنے والے ہر ذی روح نے موت کے جام کو پینا اور قبر کے دروازے سے داخل ہو کر بالآخر قبر کی پاتال میں اتر جانا ہے یہ ایک ایسا اٹل قانون اور ضابطہ ہے کہ جس سے کسی بھی انسان کو اختلاف نہیں ہو سکتا آج تک کتنے ہی انسانوں نے اس دنیا کے بے رحم سینے پر قدم رکھا اور پھر ایک دن اس دنیا سے چل بسے۔ آہ...... یہ عالم بھی کیسا ناپائے دار ہے مسافر کی مانند سا جہاں میں کوئی آتا ہے تو کوئی رخصت ہو جاتا ہے...... اس گلہائے رنگارنگ میں نہ جانے گلشن انسانیت کے کتنے گل کھلے اور مرجھا گئے یہ عالم ہی فانی ہے اسے کسی طرح بھی بقا نہیں اس دنیا میں نہ انبیاء رہے نہ اولیاء، نہ امیر رہے نہ فقیر نہ انسان رہے نہ حیوان، دو چار دن کی زندگانی ہے کسے پتا ہے کہ کس گھڑی کس آن ملک الموت احکم الحاکمین کا حکم لیکر سر پر پہنچ جائے شاعر نے سچ کہا ہے کہ ۔

ثبات کس کو ہے دنیا کے کارخانے میں.............ہر ایک چیز ہی فانی ملی زمانے میں

besturdubooks.wordpress.com

الغرض موت سے دستگاری نہیں آج تک کوئی بھی اس سے خلاصی نہیں پا سکا جو آیا جانے کے لئے آیا مگران جانے والوں میں کچھ ایسے مقدس اور دلعزیز لوگ بھی ہوتے ہیں کہ جن کے چلے جانے پر ایک عالم آنسو بہاتا ہے..... ایک دنیا بلبلا اٹھتی ہے..... آسمان تھرتھرا جاتا ہے..... چاند کی چاندنیوں میں ایک زلزلہ برپا ہوجاتا ہے..... سورج کی ضیا پاشیاں مدہم ہونے لگتی ہیں..... ستاروں کی تابانیوں میں کپکپاہٹ جنم لینے لگتی ہے..... دردمندوں کے کلیجے پھٹنے لگتے ہیں..... شیطانوں میں خوشیوں کا ایک طوفان بدتمیزی برپا ہوجاتا ہے..... انسانوں کی کھلکھلاتی فضا اداس اور غم میں ڈوب جاتی ہے..... گنگناتی زندگی مدہم پڑ جاتی ہے..... پرندوں کی چہچہاہٹ میں دکھ اور درد ظاہر ہونے لگتا ہے..... خدا کی دھرتی ڈھل ڈھل جاتی ہے..... یقیناً..... لاشک یہی سب کچھ ہمارے حضرت فقیہ العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے جانے سے ہوا ہے..... حضرت ؒ آپ کیا گئے کہ دل میں اندھیرا سا چھا گیا..................شمع حیات مدہم ہوگئی آپ کے بغیر

صفر ۱۴۲۱ھ کی تیرہ (۱۳) تاریخ اور مئی 2000ء کی اٹھارہ (18) تاریخ تھی دس اور گیارہ کے درمیان کی وہ خونچکادھائیں تھی کہ جب ایک دردناک خبر مجھ پر کوہ الم بن کر گری......

ایک دوست نے جب یہ جان لیوا خبر سنائی کہ حضرت لدھیانوی پرانی نمائش پر واقع اپنے دفتر کے لئے اپنے روز کے معمول کے مطابق گھر سے صبح دس بجے کے قریب روانہ ہوئے اور نصیر آباد بس اسٹاپ کے قریب ایک پھل فروش سے کچھ خریداری کررہے تھے کہ اس دوران چند نامعلوم حملہ آوروں نے درندگی اور سنگ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت مولانا یوسف لدھیانوی پر فائرنگ کردی جس سے حضرت اور ڈرائیور موقع پر ہی شہید ہوگئے جب کہ حضرت کے صاحبزادے محمد یحیٰ لدھیانوی اور پھل فروش زخمی ہوگئے، یہ تھی وہ خونچکاں خبر جو سارے جسم میں درد کی ایک لہر دوڑا گئی..... ہاں یہ خبر! خبر نہیں بجلی کی ایک ننگی تار تھی جو میری سماعت کو کرب میں مبتلا کرگئی جس کے سنتے ہی غم سارے وجود میں سرایت گیا چہرے کا رنگ بھک سے اڑ گیا..... یوں لگا کہ اب شاید درد و غم کا اک کوہ الم مجھ پر ٹوٹ پڑے گا۔ اول اول تو یقین ہی نہیں آیا بار بار تصدیق چاہی کہ شاید یہ محض افواہ ہی ہو لیکن جی ہاں! حضرت اس دنیا سے رخت سفر باندھ چکے تھے حضرت یوں اور اچانک ہم سے جدا ہوجائیں گے یہ تو فی الحال تصور میں بھی نہ تھا......

besturdubooks.wordpress.com

آہ......اس دردناک واقعہ سے سارا سکون اچاٹ ہوگیا......میرے سکھ اور چین کی کشتی ٹوٹ کے پانی کے بے رحم تھپیڑوں کا شکار ہوگئی......دل مغموم و پریشان ہوکر سسکیاں لینے لگا......آنکھیں آنسوؤں سے پھٹ پڑنے کو بیقرار سی ہوگئی......دلنشین ماحول زخمی ہوکر کراہ اٹھا......کاش کوئی قلم ہوتا جو میرے احساسات......میرے غم......میرے دکھ......اور میرے کرب کو صفحہ قرطاس پر سمو سکتا۔

ڈھانپا ہے میں نے غم کو لباس نشاط سے .... دنیا سمجھ رہی ہے بہت شادماں ہوں میں

یہ تو میرا رب ہی خوب جانتا ہے کہ اس ناکارہ کو اپنے حضرت سے کس قدر محبت تھی اور کتنی چاہت تھی شہادتیں تو اس سے قبل بھی ہوتی آئی ہیں اس سے پہلے بھی اکابرین ہم سے جدا ہوئے ہیں لیکن حضرت کے فراق سے میرے قلب کو وہ دھچکا لگا ہے کہ شاید اس کی کسک ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی۔

جو ذرا کسی نے چھیڑا تو چھلک پڑیں گے آنسو........کوئی مجھ سے یہ نہ پوچھے میرا دل اداس کیوں ہے

وقت گزرتا جاتا ہے اور جو چوٹیں اور ضربیں اس کی سنگ دلی کی وجہ سے لگتی ہیں وہ بھی اس کے گزرنے کے ساتھ ساتھ مندمل ہو جاتی ہیں، زخم تو ضرور مٹ جاتے ہیں لیکن ان کے نشانات ان کی یاددہانی کے لئے قائم رہتے ہیں......یہ دردناک واقعہ گزر چکا ہے......دنیا کی رنگینیاں ہمیشہ کی طرح واپس لوٹ آئی ہیں......پھر فضا معطر ہونے لگی ہے......زندگانیاں گنگنانے لگی ہیں......لیکن حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے چاہنے والے اب بھی خون کے آنسو رو رہے ہیں واقعی کچھ لوگ محفلوں میں تو ہنستے ہیں لیکن تنہائیوں میں روتے ہیں سچ کہا ہے۔

سجائے رکھتے ہیں چہرے پہ جو ہنسی کی کرن .... نہ جانے روح میں کتنے شگاف رکھتے ہیں

بہر وصف ہمارے حضرت ابر رحمت بن کے جہالت کی خشک زمین کو سرسبز و شاداب کر کے ہم سے دور جا چکے ہیں اب ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ حضرت کے نقش قدم پر چل کر حضرت کے مشن کو لئے آگے بڑھتے رہیں حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی زندگی ہمارے لئے ایک نمونہ ہے......ایک مشعل راہ ہے......اگرچہ حضرت کی شہادت پر غموں کا جو طوفان برپا ہوا ہے وہ آسانی سے اپنا عمل دخل نہیں کرے گا بقول فانی بدایوانی کے اب تو یہ حال ہے کہ۔

besturdubooks.wordpress.com

یاس وحسرت کی فضا چھائی ہوئی ہے چارسو............بزق غم سے مضطرب احساس کا خرمن ہے آج
نالہ اندوہ ہے ہر بانگ مرغان سحر............نوحہ فریاد ہر آہنگ جاں وتن ہے آج

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا آخری سفر

سرزمین شہداء افغانستان

یوں تو حضرت علامہ فقیہ الامت حکیم العصر مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اپنی حیات میں کئی ممالک کے سفر کئے تھے لیکن حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی زندگی کا سب سے آخری سفر دیگر اسفار کی بنسبت کچھ زیادہ ہی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ ایک تو یہ سفر اس سرزمین کے لئے ہوا کہ جہاں مکمل رب کی توحید کا پھریرا لہرا رہا ہے دوسرے حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ نے اس سفر میں جہاد بالسیف جیسی مقدس عبادت میں بنفس نفیس حصہ لیا اور طالبان کے ساتھ قلبی ودلی وابستگی کا اظہار فرمایا۔ حضرت اقدس مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے جہاں علمی اعتبار سے امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی وہاں حضرت نے مجاہدین اسلام کا بھی ہر طرح سے ساتھ دیا اور مشکلات اور کٹھن لمحات میں ان کے سر پر دستِ شفقت رکھا حضرت اقدس مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی دینی ملی خدمات اپنوں سے تو کیا غیروں سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہیں، حضرت بنوریؒ نے آپ کو اپنا جانشین بنایا، حضرت پر اعتماد کیا تو پھر دشمنوں کی جفائیں بھی گواہ ہیں کہ حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی وفاؤں میں کبھی دڑار تک نہ آئی حضرت بنوریؒ کے مشن تحفظ ختم نبوت کے پرچم کو لے کر حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کئی ممالک میں گئے، یہی وہ جزبہ تھا جو حضرت کو افغانستان کے کوہساروں میں لے گیا، جی ہاں! یہی وہ جزبہ تھا جس نے حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ کو کلاشنکوف اٹھانے پر مجبور کر دیا یہی وہ جزبہ تھا جو حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ کو عالم اسلام کے عظیم جرنیل اسامہ بن لادن کے پاس لے گیا، یہی وہ جزبہ تھا کہ جس جزبے کے تحت حضرت ساری زندگی طالبان کا ہر ممکن تعاون فرماتے رہے اور پھر بالآخر یہی جزبہ حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ کو امارت اسلامیہ افغانستان کے فلک بوس پہاڑوں تک لے گیا...... چنانچہ حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے اس آخری سفرنامے کو پندرہ روزہ جیش محمد ﷺ تلخیص کر

besturdubooks.wordpress.com

کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

سب سے پہلے تو ان خوش نصیب حضرات کا تعارف ملاحظہ فرمایئے جو اس سفر کے شرکاء تھے۔شہید اسلام محدث وقت فقیہ الامت حکیم العصر استاذ الاساتذہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، رئیس جامعہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی استاد العلماء مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ العالی، خادم العلماء مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب مدظلہ العالی، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی مولانا نذیر احمد تونسوی مدظلہ لعالی، حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے صاحبزادے مولانا طیب لدھیانوی صاحب مدظلہ، مہتمم جامعہ قاسمیہ کراچی مولانا امان اللہ خالدی صاحب مدظلہ العالی، نائب مدیر اعلیٰ اقراء روضۃ الاطفال جناب مفتی خالد محمود صاحب، قاری محمد ابراہیم صاحب، مولانا محمد سلیمان صاحب، مولانا بشیر قندھاری صاحب، جناب عتیق انور صاحب اور جناب مولانا محمد مقصود احمد صاحب حفظہم اللہ اس کے علاوہ تحریک نفاذ شریعت کے رہنما شیخ القرآن مولانا محمد افضل خان صاحب مدظلہ العالی، حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی اور ان کے صاحبزادے قاری عتیق الرحمٰن صاحب، مولانا عبدالمجید صاحب دارالافتاء جامعہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی، عتیق الرحمٰن صاحب، جناب عبدالحمید صاحب اور جناب داؤد صاحب حفظہم اللہ۔ یہ وہ حضرات ہیں جو آگے چل کر اس کاروں کے شریک سفر بنے۔

8 مئی 2000ء کے دن حضرت مولانا یوسف لدھیانوی کی معیت میں یہ قافلہ کراچی سے پی آئی اے (P.I.A) کی پرواز سے کوئٹہ کی جانب محو پرواز ہوا چند گھنٹوں تک طیارہ ہوا کے روش پر اٹھکھلیاں کر کے کوئٹہ ایئر پورٹ پر جا اترا ایئر پورٹ سے باہر کوئٹہ شہر میں امارت اسلامیہ کے جانب سے متعین کونسلیٹ محترم جناب ملا عبداللہ حماد صاحب اور کوئٹہ کے دیگر علماء کرام نے حضرت لدھیانوی کا شاندار استقبال کیا اور حضرت مولانا یوسف لدھیانوی کی دعاؤں اور شفقتوں کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے یہ حضرات واپس لوٹے کچھ وقت یہ قافلہ یہاں رکا اور پھر چار گاڑیوں میں چمن کی جانب روانہ ہوا جب کہ حضرت اکابر کے لئے عبداللہ حماد صاحب نے اپنی گاڑی خدمت میں پیش کی تقریباً دو گھنٹے تک گاڑی سڑک کے سینے پر دندناتی، چیختی چلاتی اپنی قسمت پر مسرور ہوتی

besturdubooks.wordpress.com

اپنی منزل مقصود کی جانب بھاگتی رہی بالآخر کہساروں کے نشیب وفراز پر سفر کرتے ہوئے دو گھنٹے بعد یہ قافلہ افغانستان کی سرحد پر پہنچ گیا دن کا وقت تھا گھڑی میں سوئی بارہ نمبر پر اپنا عمل دخل بٹھا رہی تھی آفتاب اپنے شباب پر پہنچ کر زمین والوں کو جھنجھوڑنے کی کوشش کر رہا تھا کہ جب یہ حضرات علماء کرام امارت اسلامیہ کی مقدس سرزمین میں داخل ہوئے چونکہ باڈر کراس کر کے گاڑیوں کو تبدیل ہونا تھا اس لئے افغانستان کے پہلے علاقے ویش کی فوجی چھاؤنی میں امارت اسلامیہ کی سرکاری گاڑیوں کا پہلے سے انتظام کیا ہوا تھا۔ کیونکہ طالبان جانتے تھے کہ آج پہلی مرتبہ عالم اسلام کی وہ عظیم شخصیت ان کے ملک میں داخل ہو رہی تھی جو علماء دیوبند کے علمی وارث تھی وہ عظیم شخص آرہا تھا کہ جو اپنی مثال آپ تھا جو فقیہ الامت تھا جو حضرت بنوریؒ کا جانشین تھا وہ عظیم شخص جو (طالبان کا سب سے زیادہ معاون کرنے والا ادارے) جامعہ بنوریؒ ٹاؤن کے استاذ حدیث تھا جو پاکستان کا عظیم پیرومرشد تھا یہ کون جانتا تھا کہ حضرت حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی آٹھ دس دن بعد اس فانی دنیا کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے دار بقا کی جانب کوچ کر جائیں گے۔

مبارک ہو امارت اسلامیہ کے بام ودر کی کہ آخری وقت میں ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اس سرزمین پر پہنچے اور اس دھرتی کو اللہ کے ایک عظیم ولی کا دیدار نصیب ہوا، بہر حال اس چھاؤنی میں طالبان کی جانب سے وزارت خارجہ کے ایک اعلیٰ افسر ملا عبدالرحمٰن نے حضرت کا پرجوش استقبال کیا اور پھر کچھ دیر بعد یہ قافلہ ویش سے روانہ ہوا اور اسپین بولدک سے ہوتا ہوا تقریباً تین بجے قندہار شہر میں داخل ہوا قندہار میں طالبان کی جانب سے اس قافلے کے لئے شہر کے قریب واقع اس کالونی میں رہائش کا انتظام کیا گیا جو کسی بیرون ملک کی تعمیراتی کمپنی نے اپنے استعمال کے لئے تعمیر کی تھی لیکن اب ان میں سے یہاں کوئی بھی فرد باقی نہیں ہے اور طالبان اس کے ایک حصے کو مہمان خانے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں چنانچہ قافلے کے اکثر حضرات نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی معیت میں یہاں قیام کیا۔ کچھ دیر آرام کر کے شام کے وقت حضرت اقدس اور بعض دوسرے حضرات قندہار شہر کے نواح میں واقع اس تاریخ قبرستان میں تشریف لے گئے جس میں وہ مبارک ہستیاں مدفون ہیں جنہوں نے اپنے جوان لہو سے سرزمین افغانستان کی آبیاری کی جنہوں نے تحریک طالبان کے مقدس پرچم تلے اپنے خون کے نزرانے

besturdubooks.wordpress.com

پیش کر کے علم توحید بلند کیا اور اللہ کی دھرتی پر ایک ایسا خطہ قائم کیا ہے کہ جس کے ایمان کی ضیا نے ساری دنیا کو خیرہ کر دیا ہاں یہاں وہ مجاہدین مدفون ہیں۔

بہر حال کچھ وقت تک حضرت شہید اسلامؒ اس گلشن شہداء میں رہے اور پھر واپس اپنی اقامت گاہ پر پہنچے یہاں کافی دیر سے قندھار کے کور کمانڈر ملا اختر عثمانی اور امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کے جواں سال مشیر طیب آغا حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا انتظار کر رہے تھے آج کے دن کی میزبانی کے فرائض انہی دونوں حضرات نے انجام دینے تھے چنانچہ رات کے کھانے سے فارغ ہو کر کچھ دیر تک حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی میزبان حضرات سے گفتگو فرماتے رہے اس مختصر سی نشست کے بعد سب شرکائے قافلہ سفر کی تھکان سے سبکدوش ہونے کے لئے بستر پر دراز ہو گئے لیکن اس حالت میں بھی حضرتؒ اپنے دائمی معمولات نہ بھولے تھے سونے سے پہلے حضرت نے اپنے دستی بیگ سے کتاب نکال کر مطالعہ ضرور فرمایا تھا صبح فجر کی نماز کے بعد ناشتے سے فارغ ہوئے تو کچھ دیر بعد گورنر قندھار ملا محمد حسن رحمانی صاحب اور ان کے نائب گورنر تشریف لے آئے اور پھر شرکائے قافلہ کے ساتھ ان کی کافی طویل نشست رہی جس میں ان حضرات نے حضرتؒ کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا کہ آپ اس ضعف کی حالت میں بھی ہمارے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھنے کے لئے تشریف لائے۔ حضرتؒ نے جواب میں فرمایا کہ ہماری خواہش تھی کہ ہم زندگی میں امیر المؤمنین اور امارت اسلامیہ کی زیارت کر لیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری زندگی میں ہماری خواہش پوری ہو گئی اور یوں کافی دیر تک یہ مبارک مجلس جاری رہی اسی دوران گورنر صاحبنے یہ خوشخبری سنائی کہ آج دوپہر کے بعد امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد مدظلہ سے ملاقات کا وقت طے کیا گیا ہے، اس کے بعد چونکہ بارہ بجے افغان سپریم کورٹ قندھار بینچ کا دورہ طے تھا اس لئے تمام حضرات وہاں جانے کے لئے تیار ہو گئے حضرت لدھیانوی کو گورنر صاحب نے اپنی گاڑی میں بٹھایا اور خود ایک دوسری گاڑی میں بیٹھ گئے ٹھیک ایک بجے شرارے برساتی اور چلچلاتی دھوپ میں یہ قافلہ سپریم کورٹ آف افغانستان کی قندھار بینچ پہنچ گیا۔

یہاں قندھار کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) اور دیگر معززین نے حضرت اقدس اور دیگر حضرات کا استقبال کیا اس عدالت کے نگران اعلیٰ مولوی شہاب الدین دلاور صاحب ہیں ان

besturdubooks.wordpress.com

سے تقریباً ایک گھنٹہ نشست رہی جس کا موضوع افغانستان کا عدالتی انتظام تھا مولوی شہاب الدین دلاور صاحب نے حضرت اقدس کو اپنے عدالتی نظام کے بنیادی اصول وضوابط اوراس کے طریقہ کار کی مکمل تفصیل بتائی جسے حضرت نے بہت پسند کیا مجلس کے اختتام پر حضرت اقدس نے دعا فرمائی اس کے بعد یہ قافلہ واپس اپنی رہائش گاہ پرتشریف لے آیا اورظہر کی نماز سے فارغ ہوکرتمام حضرات قیلولہ کے لئے بستر پر دراز ہوگئے ٹھیک تین بجے تمام حضرات کو بیدار کیا گیا اور بتایا گیا کہ امیر المؤمنین سے ملاقات کے لئے جانا ہے ہاں وہ امیر المؤمنین جوایک عالم دین ہے،ایک اسلامی ملک کا حکمران ہے، ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کے قلوب میں بسنے والا سلطان ہے، جوشریعت محمدی کا پاسبان ہے،علوم نبوت کا قدر دان ہے جی ہاں یہ وہ اسلامی حکمران ہے کہ جس کی ایمانی سطوت کے آگے بڑے بڑے جابر عمائدین سلطنت سرتسلیم خم کرتے نظر آتے ہیں، بڑی بڑی طاقتیں ان کے جبرت کی قصیدہ خواں ہیں، جس کا نام سنتے ہی امریکہ اور روس جیسے قیصروکسریٰ پرکپکپی طاری ہوجاتی ہے جسے طرز سیاست کو دیکھ کراس دنیا کو تگنی کا ناچ نچانے والے اپنے آپ کومختیارکل گرادننے والے خود انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں جب یہ قافلہ قصر امارت پہنچا تو تمام حضرات حیران رہ گئے کیونکہ یہ کوئی بہت بڑا محل نہیں تھا کوئی عالیشان کوٹھی نہیں تھی، بلکہ سادگی سے مزین وہ عام سی عمارت تھی کہ جس پرنقش ونگار کا نام ونشان تک نہ تھا یہ وقت کے جابروں سے ٹکرانے والے امیر المؤمنین کی رہائش گاہ تھی۔ان تمام مہمان حضرات سے پہلے امیر المؤمنین کے مشیر خاص طیب آغا صاحب ملے اور پھر امیر المؤمنین مدظلہ العالی کے کمرہ خاص میں تشریف لے گئے جہاں پہلے سے منتظر ایک نورانی ہستی کھڑی تھی قدرے طویل قد بالکل سیاہ داڑھی سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ باندھے جسم پرادنیٰ سالباس جس کی قیمت بمشکل تین چارسوروپے کی ہوگی اور کپڑے کے اوپرافغانی طرز کے مطابق ایک واسکٹ مگر پرانی اور موٹے کپڑے کی۔یہ تھے وہ امیر المؤمنین حضرت ملامحمد عمر مجاہد مدظلہ جس کے نام سے دنیائے کفرلرزاں وترساں ہے۔سب سے پہلے حضرت لدھیانویؒ پر تپاک انداز میں ملے اور پھرسب حضرات نے آگے بڑھ کردنیائے اسلام کے عظیم قائد سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی اور پھرسب وہیں زمین پر بچھے ہوئے گدوں پر بیٹھ گئے امیر المؤمنین نے گاؤ تکیہ حضرت کی جانب سرکادیا۔ابتدائی تعارف کے بعدعلماء کرام نے اپنے اپنے جذبات کا اظہار

besturdubooks.wordpress.com

فرمایا...... لیکن حضرتؒ بالکل خاموش تشریف فرما رہے اور بار بار حضرت امیر المؤمنین کے نورانی چہرے کی جانب دیکھ کر سبحان اللہ، الحمدللہ اور ماشاء اللہ کا ورد کرتے ہوئے مسکراتے رہے واضح پتہ چل رہا تھا کہ آج حضرت کی طبیعت میں نکھار ہے اور حضرت خوشی و مسرت میں جھوم رہے ہیں حضرت سے جب کچھ ارشاد فرمانے کے لئے درخوست کی گئی تو حضرت نے بس یہی فرمایا کہ ہم کیا کہیں؟...... اور پھر امیر المؤمنین کی جانب دیکھ کر مسکرانے لگے اللہ اکبر کیا عجیب منظر ہوگا چشم فلک بھی اس منظر کو دیکھ کر محظوظ ہو رہا ہوگا افغان دھرتی کہ جو خون شہداء کی دھرتی ہے...... جو مسلم امۃ پر مظالم کو دیکھ دیکھ کر تڑپتی رہی ہے...... روتی اور بزبان حال چیختی رہی ہے آج یہ بھی اور اس پر قائم بام ور بھی اس حسین اور دلکش منظر کو دیکھ کر جھوم رہے ہوں گے کہ آج عالم اسلام کے دو عظیم محسن اور دورہنما آمنے سامنے بیٹھے مسکرا مسکرا کر ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے جب علماء کرام کی گزارشات پوری ہوگئی تو امیر المؤمنین نے سب سے پہلے حضرت اقدس کی تشریف آوری پر خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمانے لگے کہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہم آپ حضرات کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے لیکن چونکہ ہم یہاں بہت زیادہ مصروف ہیں اس لئے اب تک آپ حضرات کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے تقریباً آدھا گھنٹہ یہ نشست رہی مجلس کے اختتام پر ایک رفیق سفر نے ایک لاکھ روپے (پاکستان) کا عطیہ حضرت اقدسؒ کو دیا اور حضرتؒ نے امیر المؤمنین کو عنایت فرمایا اور فرمایا کہ یہ ہمارے ایک ساتھی نے آپ حضرات کے لئے ہدیہ دیا ہے حضرت امیر المؤمنین نے ان مبارک ہاتھوں سے ملنے والے اس تحفے کو خوشی سے قبول فرمالیا اس کے بعد مجلس برخاست ہوگئی قصر امارت سے خروج سے قبل تمام حضرات نے ایک بار پھر مصافحہ کیا یہاں سے نکل کر یہ قافلہ قندھار شہر میں واقع الرشید ٹرسٹ کے دفتر چلا گیا یہاں کچھ وقت ٹھہر کر تمام حضرات حضرت اقدس کی معیت میں قندھار شہر کے تاریخی عیدگاہ دیکھنے کے لئے روانہ ہوگئے یہ وہ تاریخی اور وسیع و عریض عیدگاہ ہے جو کم وپیش دو ہزار مربع میٹر پر مشتمل ہے جس کے وسیع سینے پر دو لاکھ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں عیدین کے موقع پر افغانستان کی عوام و خواص اور خود حضرت امیر المؤمنین بھی یہیں نماز ادا فرماتے ہیں یہ امارت اسلامیہ کی عوام کی محبت و الفت امن و راستی کا منہ بولتا ثبوت ہے جس سے اسلام کی حقانیت مزید نکھر کر آشکار ہو جاتی ہے اور مسلمانوں کا یہ اتحاد و یگانگت۔ طاغوتی اور تخریبی قوتوں کے منہ پر زناٹے

besturdubooks.wordpress.com

دار تھپڑ ہے اور انشاء اللہ قیامت تک یہ تھپڑ انہیں مسلسل لگتا رہے گا۔

نماز مغرب ادا کر کے احمد شاہ ابدالیؒ کے مزار پر حاضری دی گئی جو اس مقام کے قریب ہی واقع تھا حاضری کے بعد قافلہ واپس مہمان خانے کی جانب لوٹ گیا کھانا اور نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر تمام استراحت ہو گئے اگلی صبح چوں کہ کابل کے لئے روانگی تھی اس لئے امارت اسلامیہ نے معزز مہمانوں خصوصاً شہید اسلام حضرت لدھیانویؒ کے اکرام کے لئے قندھار سے کابل تک کے لئے با قاعدہ سرکاری طیارے کا بندوبست کیا تھا صبح سویرے یہ اطلاع دی گئی کہ طیارہ نو بجے روانہ ہوگا چنانچہ ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر یہ قافلہ قندھار ایئر پورٹ کے لئے روانہ ہو گیا ابھی قافلہ مہمان خانے کی عمارت سے باہر نکلا ہی تھا کہ سامنے سے ایک گاڑی تیزی سے نمودار ہوئی قریب آنے پر معلوم ہوا کہ یہ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد مسعود اظہر صاحب ہیں جو گزشتہ رات ہی افغانستان پہنچے تھے اور اب اپنے شیخ حضرت لدھیانویؒ اور دیگر حضرات کی زیارت کا شرف حاصل کرنے آئے تھے مولانا نے حضرت کی دست بوسی کی سعادت بابرکت حاصل کی اور تمام حضرات سے علیک سلیک ہوا اور پھر یہ قافلہ جس میں ایک گاڑی کا اور اضافہ ہو گیا تھا جس میں حضرت مولانا محمد مسعود اظہر تھے دوبارہ ایئر پورٹ کی جانب رواں دواں ہو گیا کچھ ہی دیر بعد ایئر پورٹ آ گیا گاڑیاں سیدھی طیارے تک پہنچی طیارے سے قبل گاڑیوں کو کسی نے نہیں روکا کیونکہ سب جانتے تھے کہ اس قافلے میں ایک ایسا درویش صفت مرد قلندر اور مستقبل کا شہید اسلام بھی موجود ہے جس کے یہاں آنے پر افغان دھرتی فخر سے جھومنے لگی ہے جس کی دعاؤں کی بدولت افغان قوم کو سکھ کا سانس لینا نصیب ہوا ہے۔ لہٰذا گاڑیوں سے اتر کر ابھی یہ حضرات طیارے میں سوار ہی ہونے لگے تھے کہ اچانک ایک گاڑی دوڑتی ہوئی سامنے آئی اور اس میں سے ایک مجاہد اترا جس کے چہرے سے نورانیت کے زمزمے پھوٹ پڑے تھے...... جس کے رعب سے کفر کے ہم ہے دھل رہے تھے جس کی محبت اور رعب پر اقبال کے یہ شعر مکمل فٹ آ رہا تھا کہ ؎

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم .... دریاؤں کے دل جس سے دھل جائیں وہ طوفان

یہ تھے افغان فضائیہ کے سربراہ جناب ملا اختر منصور صاحب اپنے معزز مہمانوں کو رخصت کرنے اور حضرت اقدسؒ کا دیدار کرنے کے لئے تشریف لائے تھے تقریباً دس منٹ اس

besturdubooks.wordpress.com

سے بات جیت ہوئی پھر تمام حضرات طیارے میں بیٹھنا شروع ہو گئے حضرت مولانا مسعود اظہر صاحب یہاں سے واپس لوٹ گئے حضرت لدھیانوی اور حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب کو پائلٹ کی پشت کی جانب کاک پٹ میں رکھی ہوئی دو کرسیوں پر بٹھایا گیا حضرتؒ اور ڈاکٹر صاحب تمام سفر ذکر الٰہی میں مصروف رہے اور امارت اسلامیہ پر نازل ہونے والی رب ذوالمنن کی نعمتوں کو دیکھ دیکھ کر محظوظ ہوتے رہے۔ طیارہ دس ہزار میٹر کی بلندی پر پرواز کرتا قلات، غزنی اور دیگر مقامات سے ہوتا ہوا تقریباً سوا گھنٹے بعد کابل کی فضاؤں میں تیرنے لگا اور ایک چکر لگا کر کابل ایئر پورٹ پر لینڈ کر گیا طیارے نے ابھی اپنی جگہ پر جا کر بریک لگایا ہی تھا کہ یکا یک پانچ گاڑیاں تیزی سے طیارے کی جانب بڑھیں جو کہ حضرت اقدس اور دیگر حضرات کے استقبال کے لئے بھیجی گئی تھیں ان کے دعا و سلام کے بعد قافلہ ایئر پورٹ سے باہر آیا اور کابل کے مشہور ہوٹل آریانا کی جانب روانہ ہو گیا یہ ہوٹل آج کل وزارت خارجہ کے طور پر استعمال ہو رہا ہے اور اس قافلے نے بھی کابل میں قیام تک اسی رہائش گاہ میں رہنا تھا آریانا ہوٹل پہنچنے کے بعد ابھی دو پہر کا کھانا کھا کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ حضرت اقدس کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے طالبان انتظامیہ کے مختلف حضرات کی آمد شروع ہو گئی جن میں پہلے فرد معروف عسکری کمانڈر ملا عبدالجبار صاحب تھے انہوں نے ملاقات کے بعد حضرتؒ کو طالبان کی اس چھاؤنی میں تشریف آوری کی دعوت دی جو ان کی زیر نگرانی چل رہی تھی ملا عبدالجبار صاحب کی اس پر خلوص دعوت کو حضرت اقدس نے خوشدلی سے قبول فرمالیا اور پھر کچھ دیر بعد ہی حضرتؒ کی معیت میں یہ قافلہ مجاہدین کی اس چھاؤنی کی جانب محو سفر ہو گیا سفر کے دوران ہی ملا عبدالجبار صاحب نے بتایا کہ ہم نے کابل کے گورنر ملا عبدالمنان نیازی صاحب سے بھی ملاقات کو وقت طے کیا ہے: " وہ خود بھی حضرت اقدسؒ سے ملاقات کی شدید خواہش رکھتے ہیں چنانچہ مناسب ہو گا کہ چھاؤنی میں جانے سے قبل راستے میں گورنر صاحب سے ملاقات ہو جائے لہذا اس تجویز کو عملی سہرا پہناتے ہوئے گاڑیوں کا رخ گورنر ہاؤس کی جانب پھیر دیا گیا سادگی کی انتہاء دیکھئے کہ کابل کا گورنر ہاؤس کوئی بڑا محل نہ تھا کوئی عالیشان کوٹھی نہ تھی بلکہ ایک سادہ سا مکان تھا جو خلفاء راشدینؓ کی یاد تازہ کر رہا تھا۔ گاڑیوں سے اتر کر تمام حضرات سادگی کے اعلیٰ زیور سے مزین اس گورنر ہاؤس میں داخل ہو گئے

besturdubooks.wordpress.com

جہاں پہلے سے ہی ایک مرد قلندر سادہ کپڑوں میں ملبوس افغان طرز کا سیاہ عمامہ باندھے ہوئے استقبال کے لئے موجود تھا جنہیں آج کی دنیا گورنر کابل عبدالمنان نیازی کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے حضرت نیازی صاحب نے حضرت اقدس اور دیگر حضرات کو خوش آمدید کہا یہاں تقریباً آدھا گھنٹہ طالبان کے دستور عمل اور مؤقف وغیرہ پر تبادلہ خیال ہوتا رہا اس کے بعد گورنر صاحب سے اجازت لے کر یہ قافلہ چھاؤنی کی جانب رواں دواں ہو گیا جہاں مجاہدین سلام اپنے عظیم محسن اور سرپرست حضرت اقدس شہید اسلام عالم باعمل مولانا محمد یوسف لدھانویؒ کے انتظار میں بے قرار و بے چین ہو رہے تھے۔ چھاؤنی میں یہ قافلہ پہنچا تو مجاہدین اسلام نے بڑے زور و شور سے حضرتؒ کا استقبال کیا طالبان کی حضرت سے محبت کا یہ نظارہ شاید افغان دھرتی پر خال خال ہی گزرا ہوگا۔ بہر حال یوں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا وقت کابل میں گزرا جسے کابل کی سرزمین صدیوں فراموش نہ کر سکے گی انشاء اللہ۔ اور پھر اس سفر کی سب سے اہم بات اور عظیم واقعہ یہ ہے کہ اسی سفر میں حضرتؒ نے عبداللہ بن مبارکؒ کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے محاز جنگ کا رخ کیا اور کلاشنکوف ہاتھ میں تھام کر شیطان کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی جی ہاں !......وہ انگلی جو ہمیشہ تسبیح کے دانوں پر اللہ اللہ کرتی متحرک رہا کرتی تھی آج وہی انگلی کلاشنکوف کے ٹرائیگر پر مصروف تھی اللہ اکبر کیا عالم ہوگا کہ جب اسلام کے اس لائق رشک محقق عظیم دینی اسکالر مرشد العلماء استاذ الاساتذہ نے کلاشنکوف ہاتھ میں تھامی ہوگی اور پھر چشم فلک نے بھی دشمنوں کے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہوتے دیکھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جلد سے جلد طالبان کے دشمنوں کو سرنگوں کر کے اسلام کے جھنڈے کو مزید لہرانے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

بہر حال اس طرح سے بالآخر یہ مقدس سفر آخری مراحل کو پہنچا اور اس کے بعد یہ قافلہ واپس پاکستان کی جانب کوچ کر گیا اور پاکستان پہنچ گیا روزنامہ جنگ کی جانب سے آپ کا انٹرویو ہوا حضرتؒ کے شوق شہادت کا اندازہ لگایئے کہ فرمانے لگے کہ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کا اعلیٰ رتبہ عطا فرمائیں دنیا والوں کو کیا معلوم تھا کہ حضرت تو مستجاب الدعوات تھے چنانچہ زمین پر بیٹھ کر اس مرد قلندر نے شہادت کی دعا مانگی وہاں عرش پر جلوہ افروز رب نے حکم صادر فرمایا کہ جلد سے جلد میرے اس محبوب بندے کو شہادت کا اعلیٰ طمغہ دیکر میرے پاس اعلیٰ علیین میں لے آؤ اور پھر بروز

besturdubooks.wordpress.com

جمعرات صبح سوا دس بجے ۱۳ صفر ۱۴۲۱ھ بمطابق 18 مئی 2000ء کے دن خالق السموات والارض کے اس امر "کن"، "کو "فیکون" کا عملی جامہ پہنا دیا گیا۔ حضرت تو کامیابی اور کامرانی کے اعلیٰ درجوں پر پہنچ گئے اب ہماری کامیابی وسرفرازی اسی میں ہے کہ ہم حضرت کے پیام کو سمجھیں اور حضرت کے مشن کو لئے آگے بڑھتے رہیں اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو حضرت کا نعم البدل عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ آخر میں نذرانہ عقیدت کے طور پر چند اشعار..........

اے شہید لدھیانوی تیری شجاعت پر نثار..........زندگی تابندہ تر تیری شہادت پر وقار
راہ دین میں جان دینے کی تمنا تھی تیری..........شادباش شیخ لدھیانوی سرخرو و کامیاب
تیری محنت کا امین ہے جامعہ بنوری ٹاؤن..........تا قیامت آباد رہے یہ تیری یادگار
اک دن آزاد ہوگی ظلم سے انسانیت..........ہوں گے ویرانے شہیدوں کے لہو سے لالہ زار

بحمد اللہ آج بروز بدھ یکم فروری 2006ء کو یہ کتاب اپنی لائبریری میں بیٹھ کر مکمل کر رہا ہوں۔ خداوند قدوس سے دعا گو ہوں کہ یہ کتاب میرے لئے اور میرے تمام پیارے اور قابل عزت قارئین کیلئے فائدہ مند ہو اور اللہ رب العلمین اپنی بارگاہ میں اسے مقبول ومنظور فرمائے آمین یا رب العلمین. آپکی دعاؤں اور مشوروں کا طلبگار۔ آپ کا خیر اندیش۔

("محمد ہارون معاویہ" فاضل جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی، ساکن ! میر پور خاص سندھ)

بحمد اللہ تمت

besturdubooks.wordpress.com

مراجع ومصادر

تفسیرِ مظہری.......................حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

تفسیرِ عثمانی.......................حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

معارف القرآن.......................حضرت مفتی شفیع عثمانیؒ

بخاری شریف.......................محمد اسماعیل البخاریؒ

مسلم شریف.......................ابی الحسن بن الحجاج القشیریؒ

ترمذی شریف.......................ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ

ابوداؤد.......................ابی داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ

ابن ماجہ.......................ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینیؒ

مشکوۃ شریف.......................ابومحمد الحسین بن مسعودؒ

الادب المفرد.......................حضرت امام بخاریؒ

ریاض الصالحین.......................حضرت امام نوویؒ

معارف الحدیث.......................حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ

مظاہرِ حق جدید.......................حضرت نواب محمد قطب الدینؒ

حجۃ اللہ البالغہ.......................حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

تنبیہُ الغافلین.......................حضرت ابولیث سمرقندیؒ

احیاء العلوم.......................حضرت امام غزالیؒ

آداب المعاشرت.......................حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

آدابِ انسانیت.......................حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

آدابِ زندگی.......................حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

احکامِ اسلام عقل کی نظر میں.......................حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

بہشتی زیور.......................حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

التبلیغ.......................حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

مخزن اخلاق.......................حضرت مولانا رحمت اللہ سبحانیؒ

besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ حکیم الاسلام.................حضرت قاری طیب صاحبؒ

فضائل صدقات.................حضرت مولانا زکریا صاحبؒ

فضائل اعمال.................حضرت مولانا زکریا صاحبؒ

مجالسِ مفتی اعظمؒ.................حضرت مفتی شفیع عثمانیؒ

خطبات حکیم الامت.................مولانا اشرف علی تھانویؒ

ملفوظات حکیم الامت.................مولانا اشرف علی تھانویؒ

خطباتِ اکابر.................ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ

خطباتِ مدنی.................مولانا حسین احمد مدنیؒ

خطبات حضرت لاہوریؒ.................حضرت لاہوریؒ

خواتین کے لئے شرعی احکام.................حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ

آپ کے مسائل اوران کا حل.................حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اصلاح معاشرہ اور اسلام.................حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختیار شہیدؒ

اسلام اور تربیتِ اولاد.................حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختیار شہیدؒ

اصلاحی مواعظ.................حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حقوق الوالدین.................حضرت مولانا عاشق الٰہیؒ

خطباتِ علی میاں.................حضرت ابوالحسن علی ندویؒ

خطباتِ مسیح الامت.................حضرت مولانا مسیح اللہ خانؒ

خطبات جمیل.................حضرت مولانا طارق جمیل صاحب

رسول اللہ ﷺ کی نصیحتیں.................حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ

زبان کی حفاظت.................حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ

فتاوٰی دارالعلوم دیوبند.................حضرت مولانا عزیز الرحمان صاحبؒ

کام کی باتیں.................حضرت مولانا عاشق الٰہیؒ

جو تم مسکراؤ تو سب مسکرائیں.................حضرت سید رضی الدین صاحب

نورستان.................جناب حکیم سعید شہیدؒ

اصلاحی خطبات.................حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب

خطباتِ فقیر.................حضرت مولانا ذوالفقار نقشبندی صاحب

besturdubooks.wordpress.com

ندائے منبر ومحراب.......................حضرت مولانا اسلم شیخوپوری صاحب
صدائے منبر.......................حضرت مفتی محمد امین صاحب
اخلاق النبی.......................ڈاکٹر محمد احمد قمر مختیار صاحب
مرد اور چاردیواری.......................اہلیہ لیاقت علی بیگ
جوانی کی حفاظت جنت کی ضمانت.......................مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی
اصلاحی مقالات.......................مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ
محسنِ انسانیت اور انسانی حقوق.......................ڈاکٹر حافظ محمد ثانی
زبان کی آفتیں.......................مولانا ابو سجاد صدیق احمد
اللہ سے شرم کیجئے.......................مفتی محمد سلیمان منصور پوری
گلزار سنت.......................حضرت مولانا سید اصغر حسنؒ
مخزنِ اخلاق.......................مولانا رحمۃ اللہ سبحانی
منتخب احادیث.......................مولانا امداد اللہ انور
کرامات اولیاء.......................حضرت امام عبداللہ یافعی یمنیؒ
سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس.......................جناب حکیم طارق محمود چغتائی صاحب
قرآن سائنس اور تہذیب وتمدن.......................ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری
بدنظری کا علاج.......................جناب محمد ہاشم صاحب
مثالی نوجوان.......................محمد ہارون معاویہ
اسلام کا نظام حیات.......................جناب فیض الرحمٰن قاسمی صاحب
اچھی باتیں.......................جناب شرافت حسین صاحب
تحفہ والدین.......................جناب ابو حنظلہ راجی صاحب
آدابِ زندگی.......................جناب محمد یوسف اصلاحی صاحب
حقوق العباد.......................جنابِ اوصاف علی صاحب
دس ہزار ایک اقوالِ زریں.......................شمع بک ایجنسی
مختلف اخبارات ورسائل کے کٹ پیس.......................